آسان ترجمہ
صحیح بخاری
تشریحات کے ساتھ
افادات
شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب
مکتبۃ التسلیم

آسان ترجمہ

صحیح بخاری

تشریحات کے ساتھ

جلد اول
کتاب المغازی تا کتاب التفسیر

افادات
شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

ترتیب و تحقیق
مولانا عبد الرزاق صاحب
استاد جامعہ فاروقیہ

2017 بمطابق 1438

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

رئیس المحدثین، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت شخصیت اور آپ کی علمی اور دینی خدمات کی وسعت سے علمِ دین کا شاید ہی کوئی طالب علم بے خبر ہو۔ حضرت اقدسؒ نے ساری زندگی درس وتدریس میں کھپادی اور دینی تعلیم کی نشرواشاعت کی ایک سنہری تاریخ رقم کردی۔ براہ راست درس و تدریس کے ذریعے آپ نے ایک عالَم کو فیض یاب کیا اور پھر ان درسی افادات کو کتابی شکل میں ڈھال کر ان جواہرات کو دوام بخشا اور ان کی افادیت کو مزید بڑھانے کی غرض سے تصنیف وتالیف کے میدان میں قدم رکھا، دیکھتے ہی دیکھتے شہسوارانِ تدریس کے یہ سرخیل میدانِ تصنیف کے بھی سربرآوردہ ترین ہستی ثابت ہوئے۔ چنانچہ آپ کے دروسِ بخاری کا مجموعہ ''کشف الباری'' کے نام سے مطبوع اور مقبولِ عام وخاص ہے، اسی طرح مشکاۃ کے دروس کا مجموعہ ''نفحات التنقیح'' کے نام سے، جامع ترمذی کے دروس ''اتحاف الذکی'' کے نام سے، جب کہ آپ کے تفسیری افادات ''کشف البیان'' کے نام سے مطبوع ہیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے علمی افادات غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہیں جو جلد طبع ہو کر اہلِ علم کے لئے فرحت کا باعث بنیں گے، انشاء اللہ۔

حضرت رحمہ اللہ کی شرح بخاری ''کشف الباری'' سے جہاں ایک مدرس اور متعلم کی جملہ ضروریات پوری ہوتی ہیں وہاں اُس میں مصروف، عدیم الفرصت حضرات اور خاص کر عوام الناس کے لئے طوالت کا پہلو بھی موجود ہے۔ بناء بریں حضرت رحمہ اللہ کی خواہش ہوئی کہ بخاری کے ترجمہ کو مختصر ضروری تشریحات کے ساتھ طبع کیا جائے۔ میرے ذمے استاذِ محترم دیگر تعلیمی وانتظامی نوعیت کے کام لگاتے اور الحمدللہ ان امور کی انجام دہی پر نہایت اطمینان وانبساط کا اظہار فرماتے تھے، چنانچہ یہ کام بھی حضرتؒ نے میرے ذمے لگایا۔ میں نے اللہ کا نام لے کر یہ کام شروع کیا، حضرتؒ اس کو ملاحظہ فرماتے رہے، اس سلسلے میں حضرت شیخؒ کے پوتے مفتی حماد خالد صاحب نے کلیدی کردار ادا کیا جو کہ مسلسل حضرت سے رابطے میں رہتے اور اس کام کے پائے تکمیل تک پہنچانے میں غیر معمولی دلچسپی لیتے رہے، پس اللہ کے فضل وکرم سے رفتہ رفتہ معتد بہ کام تیار ہو گیا، جو کہ صحیح بخاری کی ''کتاب المغازی'' سے لے کر ''کتاب الذبائح'' تک کے ابواب پر مشتمل ہے۔

ہمیں اس بات کا انتہائی دکھ ہے کہ حضرتؒ کی زندگی میں یہ مجموعہ طبع نہ ہو سکا، شاید قدرت کو یہی منظور تھا،

البتہ اس بات پر ہماری خوشی اور مسرت بھی بجا ہے کہ اس حدیثی خدمت کی طباعت سے حضرتؒ کی روح کو یقیناً فرحت وطمانینت حاصل ہوگی۔

اب ہم اپنے کرم فرماؤں، حضرتؒ کے تلامذہ، محبین ومتعلقین اور کتاب کے درمیان مزید حائل نہیں ہونا چاہتے، کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس کتاب کا اصل مقصد احادیثِ بخاری کا سلیس ترجمہ اور ضروری تشریح طلبہ عزیز اور خواہشمند حضرات کو فراہم کرنا ہے۔

میں حضرت شیخؒ کے مؤقر خانوادے کے لئے دعا گو ہوں اور ان کا شکر گزار ہوں کہ اس کام کو ان کی خاص توجہ نے مزید تاخیر سے بچایا، نیز اس کام کی کتابت، تصحیح وترتیب اور نشر واشاعت میں جن جن حضرات نے جس جس طرح بھی تعاون کیا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے شایانِ شان اجر عطاء فرمائے۔

اللہ جلّ مجدہٗ اس کام کو مقبول بنائے اور اس کی تکمیل کی توفیق عطاء فرمائے، حضرتؒ کے لئے اور ہم سب کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔آمین۔

عبدالرزاق

جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرستِ مضامین

عنوانات صفحہ عنوانات صفحہ

کتاب المغازي

عنوانات	صفحہ

باب: تفسير سورة الأعراف

تفسير سورة الأنفال

عنوانات	صفحہ

باب: تفسير سورة التوبة

عنوانات	صفحہ

باب: تفسير سورة الكهف

باب: تفسير سورة مريم

باب: تفسير سورة طٰهٰ

باب: تفسير سورة الأنبياء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٦٧ - كتاب المغازي

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات

"المغازي"، جمع ہے "المَغزی" کی اور "المغزی" مصدر ہے: "غزا يغزو غزواً ومَغزىً" سے، بمعنی: ارادہ کرنا اور طلب کرنا۔

الغزو: "السير إلى القتال مع العدوّ" یعنی: دشمن کے ساتھ لڑنے کی غرض سے چلنا۔

غزوہ اور سریہ میں فرق

جس جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی وہ "غزوہ" کہلاتا ہے اور جس میں آپ نے شرکت نہیں کی وہ "سریہ" کہلاتا ہے، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ غزوہ اور سریہ کا ایک دوسرے پر اطلاق جائز سمجھتے ہیں، جیسے انہوں نے "سریۂ موتہ" کو "غزوۂ موتہ" اور "سریۂ ذات السلاسل" کو "غزوۃ السلاسل" لکھا ہے، سریہ کا دوسرا نام "بعث" ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے قتال کے لئے جو قصد وارادہ کیا ہے اس کو "غزوہ" کہا جاتا ہے۔

١ - بابٌ : غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ ، أَوِ الْعُسَيْرَةِ .

باب: غزوۂ عشیرہ یا عسیرہ کا بیان

"عشيرة" [بضم العين المهملة وفتح الشين] حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمادی الاولیٰ ۲ھ پچاس صحابہ کو لے کر اور بعض کے نزدیک دوسو صحابہ کو لے کر نکلے تھے۔

راوی کو "عشیرہ" یا "عسیرہ" میں شک ہے، لیکن صحیح قول کے مطابق "عسیرہ" (بالسین) غزوۂ تبوک کا نام ہے، جو ۹ھ میں واقع ہوا، یہ غزوۂ عشیرہ ہے، جو ۲ھ میں واقع ہوا۔

قالَ ٱبْنُ إِسْحٰقَ : أَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ ﷺ الْأَبْوَاءَ ، ثُمَّ بُوَاطَ ، ثُمَّ الْعُشَيْرَةَ .

قال ابن إسحاق

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا غزوہ ''ابواء'' ہے، پھر بواط اور پھر عشیرہ۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا غزوہ ''ودّان'' ہے، جبکہ ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ ابواء ہے۔ دراصل اس میں کوئی تعارض نہیں، اس لئے کہ ''ابواء'' اور ''ودّان'' دونوں جگہوں کے درمیان چھ یا آٹھ میل کا فاصلہ ہے، دونوں کی طرف غزوہ کی نسبت میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ دونوں قریب قریب ہیں۔ ہجرت کے ٹھیک ایک سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا اور آپ قریش کی طرف نکلے، لیکن مصالحت کی وجہ سے جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

ثم بواط

''بواط'' ایک پہاڑ کا نام ہے۔ ربیع الاول ۲ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی جمعیت کے ساتھ قریش کے لئے نکلے، اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کا حاکم سائب بن عثمان رضی اللہ عنہ کو بنایا اور جھنڈا حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا، لیکن قریش کے جس قافلے کا قصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، وہ زَد سے نکل گیا تھا۔

ثم العشيرة

جمادی الاولیٰ ۲ھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشیرہ کیلئے نکلے، اس وقت مدینہ کا حاکم ابوسلمہ بن عبدالسلام رضی اللہ عنہ کو بنایا، عشیرہ کے سفر میں جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ واقدی کا بیان ہے کہ ان تینوں سفروں کا مقصد قریش کے اس قافلے پر حملہ کرنا تھا جو شام کی طرف تجارت کی غرض سے آتا جاتا تھا اور ان کے گزرنے کا راستہ انہی جگہوں سے تھا، لیکن جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

٣٧٣٣ : حدَّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَهْبٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ : كُنْتُ إِلَى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ، فَقِيلَ لَهُ : كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ ؟ قالَ : تِسْعَ عَشْرَةَ ، قِيلَ : كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ ؟ قالَ : سَبْعَ عَشْرَةَ ، قُلْتُ : فَأَيُّهُمْ كانَتْ أَوَّلَ ؟ قالَ : الْعُشَيْرُ أَوِ الْعُسَيْرَةُ ، فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ : الْعُشَيْرَةُ . [٤١٤٢ ، ٤٢٠١]

ترجمہ

حضرت ابواسحٰقؒ سے روایت ہے کہ میں زید بن ارقم کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا، تو ان سے کہا گیا کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے کتنے غزوے کئے؟ کہا: انیس، پوچھا گیا: آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک ہوئے؟ کہا: سترہ۔ میں نے پوچھا کہ ان غزوات میں سب سے پہلا غزوہ کون سا ہے؟ کہا: عشیرہ یا عسیرہ۔ پھر میں نے اس کا ذکر قتادہ سے کیا تو آپ نے فرمایا: صحیح لفظ ''عشیرہ'' (شین کے ساتھ) ہے۔

اس حدیث میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے غزوۂ عشیرہ کو پہلا غزوہ قرار دیا، حالانکہ اس سے قبل غزوۂ ابواء، غزوۂ بواط دو غزوے پیش آ چکے تھے، غزوۂ عشیرہ پہلا نہیں، بلکہ تیسرا غزوہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ''عمدۃ القاری'' میں اس کے جواب میں کئی تاویلیں پیش کی ہیں:

(۱) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے غزوۂ عشیرہ کو پہلا غزوہ اپنے علم کے مطابق کہا ہے، اس سے پہلے دو غزووں کا علم ان کو نہیں تھا، یا اس وقت انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، یا اپنی صغر سنی کی وجہ سے اس کا علم ان کو نہیں ہو سکا۔

(۲) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے اپنی شرکت کے اعتبار سے اس کو پہلا غزوہ کہا ہے، تمام غزوات کے اعتبار سے اس کو ''اول غزوہ'' کہنا ان کا مقصد نہ تھا۔

(۳) چونکہ ابواء، بواط اور عشیرہ تینوں غزوات قریب قریب زمانے میں واقع ہوئے ہیں، اس لئے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے پہلے دو غزوات کو مستقل شمار نہیں کیا، جیسے بعض اصحاب نے غزوۂ احزاب کے بعد ''قریظہ'' کو مستقل شمار نہیں کیا اور حنین و طائف کے دو غزووں کو قرب کی وجہ سے ایک شمار کیا۔

تعداد غزوات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کل غزوات کتنے ہیں؟ روایات میں اختلاف ہے۔ تقریباً آٹھ اقوال ہیں، مگر جمہور محدثین و ائمہ مغازی کے ہاں صحیح تر قول ''ستائیس'' کا ہے۔ ابن سعد، واقدی، علامہ ابن جوزی اور محمد بن اسحٰق کی یہی رائے ہے، ان میں سے صرف نو غزوات کے اندر قتال کی نوبت آئی، وہ نو یہ ہیں۔

بدر، احد، غزوۂ خندق، بنی قریظہ، بنی المصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف

تعداد سرایا

سرایہ کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ ابن اسحٰق نے ''اڑتیس''، علامہ واقدی نے ''اڑتالیس''، ابن جوزی نے ''چھپن'' اور مسعودی نے ''سات'' کا قول نقل کیا ہے، لیکن ابن سعد وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ سرایا کی کل تعداد ''سینتالیس'' ہے۔ غزوات اور سرایا کی تعداد میں اختلاف کوئی حقیقی اختلاف نہیں، بلکہ راویوں نے اپنی اپنی معلومات کے مطابق بیان کیا ہے، بعض نے چند غزوات کو قریب قریب اور ایک سفر میں ہونے کی وجہ سے ایک غزوہ شمار کیا ہے، اس لئے ان کے

نزدیک تعداد کم ہے۔

۲ – باب : ذِكْرِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کے نام بیان کرنا جو غزوۂ بدر میں قتل کیے گئے تھے

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ شروع ہونے سے پہلے زمین پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس جگہ فلاں گرے گا۔ یہ پیشن گوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔

٣٧٣٤ : حدّثني أَحْمَدُ بْنُ عُثْمانَ : حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قالَ : حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ : أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ : حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعاذٍ أَنَّهُ قَالَ : كانَ صَدِيقًا لِأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ ، وَكانَ أُمَيَّةُ إِذَا مَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ ، وَكانَ سَعْدٌ إِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ ٱنْطَلَقَ سَعْدٌ مُعْتَمِرًا ، فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بِمَكَّةَ ، فَقَالَ لِأُمَيَّةَ : ٱنْظُرْ لِي ساعَةَ خَلْوَةٍ لَعَلِّي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ ، فَخَرَجَ بِهِ قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهارِ ، فَلَقِيَهُما أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ : يا أَبا صَفْوانَ ، مَنْ هٰذا مَعَكَ ؟ فَقَالَ : هٰذا سَعْدٌ ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ : أَلَا أَرَاكَ تَطُوفُ بِمَكَّةَ آمِنًا وَقَدْ آوَيْتُم الصُّبَاةَ ، وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَنْصُرُونَهُمْ وَتُعِينُونَهُمْ ، أَمَا وَٱللّٰهِ لَوْلَا أَنَّكَ مَعَ أَبِي صَفْوانَ ما رَجَعْتَ إِلَى أَهْلِكَ سَالِمًا . فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ ، وَرَفَعَ صَوْتَهُ عَلَيْهِ : أَمَا وَٱللّٰهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي هٰذا لَأَمْنَعَنَّكَ ما هُوَ أَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ ، طَرِيقَكَ عَلَى الْمَدِينَةِ ، فَقَالَ لَهُ أُمَيَّةُ : لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ يا سَعْدُ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ ، سَيِّدِ أَهْلِ الْوَادِي ، فَقَالَ سَعْدٌ : دَعْنَا عَنْكَ يا أُمَيَّةُ ، فَوَٱللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : (إِنَّهُمْ قاتِلُوكَ) . قالَ : بِمَكَّةَ ؟ قالَ : لَا أَدْرِي ، فَفَزِعَ لِذٰلِكَ أُمَيَّةُ فَزَعًا شَدِيدًا ، فَلَمَّا رَجَعَ أُمَيَّةُ إِلَى أَهْلِهِ قالَ : يا أُمَّ صَفْوانَ ، أَلَمْ تَرَيْ ما قالَ لِي سَعْدٌ ؟ قالَتْ : وَما قالَ لَكَ ؟ قالَ : زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ قاتِلِيَّ ، فَقُلْتُ لَهُ : بِمَكَّةَ ، قالَ : لَا أَدْرِي ، فَقَالَ أُمَيَّةُ : وَٱللّٰهِ لَا أَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ ، فَلَمَّا كانَ يَوْمُ بَدْرٍ ٱسْتَنْفَرَ أَبُو جَهْلٍ النَّاسَ قالَ : أَدْرِكُوا عِيرَكُمْ ؟ فَكَرِهَ أُمَيَّةُ أَنْ يَخْرُجَ ، فَأَتَاهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ : يا أَبا صَفْوانَ ، إِنَّكَ مَتَى ما يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ ، وَأَنْتَ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِي ، تَخَلَّفُوا مَعَكَ ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ أَبُو جَهْلٍ حَتَّى قالَ : أَمَّا إِذْ غَلَبْتَنِي ، فَوَٱللّٰهِ لَأَشْتَرِيَنَّ أَجْوَدَ بَعِيرٍ بِمَكَّةَ ، ثُمَّ قالَ أُمَيَّةُ : يا أُمَّ صَفْوانَ جَهِّزِينِي ، فَقَالَتْ لَهُ : يا أَبا صَفْوانَ ، وَقَدْ نَسِيتَ ما قالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ ؟ قالَ : لَا ، ما أُرِيدُ أَنْ أَجُوزَ مَعَهُم إِلَّا قَرِيبًا ، فَلَمَّا

خَرَجَ أُمَيَّةُ أَخَذَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلاً إِلَّا عَقَلَ بَعِيرَهُ ، فَلَمْ يَزَلْ بِذٰلِكَ ، حَتَّى قَتَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِبَدْرٍ .
[ر : ۳۴۳۳]

ترجمہ

عمرو بن میمون نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ سعد بن معاذ کے حوالے سے واقعہ بیان کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ زمانۂ جاہلیت میں امیہ بن خلف کے دوست تھے اور جب بھی امیہ مدینہ سے گزرتا تو ان کے ہاں قیام کرتا تھا۔ اسی طرح سعد رضی اللہ عنہ جب مکہ جاتے تو امیہ کے ہاں قیام کرتے تھے، تو ایک مرتبہ سعد رضی اللہ عنہ مکہ عمرے کے ارادے سے گئے اور امیہ کے ہاں قیام کیا، آپ نے امیہ سے کہا کہ کوئی تنہائی کا وقت بتاؤ، میں بیت اللہ کا طواف کروں گا، چنانچہ امیہ انہیں دوپہر کے وقت ساتھ لے کر نکلا، (کیونکہ اس وقت خصوصاً عرب کی گرمیوں میں لوگ باہر نہیں آتے تھے)، اتفاق سے ابوجہل سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا: ابوصفوان! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ امیہ نے بتایا کہ سعد بن معاذ ہیں۔ اس پر ابوجہل نے کہا کہ میں تمہیں مکہ میں محفوظ و مامون طواف کرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا، تم لوگوں نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور اس خیال میں ہو کہ تم لوگ ان کی مدد کرو گے۔ خدا کی قسم! اس وقت اگر تم ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر صحیح سالم واپس نہیں جاسکتے تھے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے آواز بلند کر کے فرمایا: سن لو! قسم ہے اللہ کی، اگر تم نے مجھے اس طواف سے روک دیا تو میں یقیناً تجھے اس چیز سے روک دوں گا جو تجھ پر زیادہ گراں ہوگی اور وہ تم لوگوں کا مدینہ سے گزرنا ہے، (چونکہ مکہ کے لوگ تجارت کی غرض سے شام کی طرف مدینہ سے گزر کر جاتے تھے، اس لئے سعد رضی اللہ عنہ نے دھمکی دی کہ شام کا سفر بند کر دوں گا)۔

پھر امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے سعد! اپنی آواز کو ابوالحکم (ابوجہل) پر بلند مت کرو، یہ مکہ کا سردار ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چھوڑو ہم کو اے امیہ، یعنی: اس طرح کی باتیں نہ کرو۔ خدا کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں، وہ فرماتے تھے کہ مسلمان تمہیں قتل کر دیں گے۔ امیہ نے پوچھا کہ مکہ میں؟ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا مجھے علم نہیں۔ امیہ اس بات سے گھبرا گیا اور جب اپنے گھر واپس آیا تو اپنی بیوی سے کہا: ام صفوان دیکھا نہیں، سعد میرے متعلق کیا کہہ رہے تھے؟! اس نے پوچھا کیا کہہ رہے تھے؟ امیہ نے کہا: وہ یہ بتا رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں خبر دی ہے کہ مسلمان مجھے قتل کر دیں گے۔ میں نے پوچھا: کیا مکہ میں مجھے قتل کر دیں گے؟ تو اس نے کہا: اس کا مجھے علم نہیں۔ امیہ کہنے لگا: خدا کی قسم! اب مکہ سے باہر میں کبھی نہیں جاؤں گا، پھر بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ابوجہل نے قریش سے لڑائی کی تیاری کیلئے کہا اور کہا کہ اپنے قافلے کی مدد کے لئے پہنچو، تو امیہ نے لڑائی میں شرکت پسند نہیں کی، لیکن ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہا کہ ابوصفوان! تم وادی کے سردار ہو، جب لوگ دیکھیں

گے تم ہی لڑائی سے گریز کر رہے ہو تو دوسرے لوگ بھی تمہاری اتباع کریں گے، ابوجھل یوں ہی برابر اس کی شرکت پر اصرار کرتا رہا۔ اس پر امیہ نے کہا: جب تمہارا اصرار ہی ہے تو خدا کی قسم! میں لڑائی کے لئے مکہ کا سب سے عمدہ اونٹ خریدوں گا، (تا کہ زیادہ بہتر طریقہ سے اپنی حفاظت کر سکوں)، پھر امیہ نے (اپنی بیوی سے) کہا کہ ام صفوان! میرا ساز و سامان تیار کرو۔ اس نے کہا: ابوصفوان! اپنے یثربی بھائی کی بات بھول گئے؟! امیہ بولا: بھولا نہیں ہوں، ان کے ساتھ صرف تھوڑی دور تک جاؤں گا، جب امیہ نکلا تو راستہ میں جس منزل پر بھی قیام ہوتا امیہ اپنا اونٹ (اپنے قریب ہی) باندھتا، اس طرح سارے سفر میں اس نے اہتمام کیا، لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق بدر میں قتل ہو کر ہی رہا، (تا کہ مکہ واپس بھاگ نہ سکے)۔

تشریح

سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے غزوۂ بدر کے آغاز میں اس ترجمۃ الباب کو کیوں ذکر کیا ہے، یہاں کے بجائے غزوۂ بدر کے اختتام پر ذکر کرنا چاہیے تھا، تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس ترجمہ کے پہلے ہونے میں درحقیقت اس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں قتل کئے جانے والوں کا ذکر غزوۂ بدر کے پیش آنے سے پہلے کر دیا تھا، چونکہ امام بخاری رحمہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع میں بہت ممتاز ہیں، اس لئے انہوں نے ان کا ذکر پہلے کیا۔

امیہ بن خلف کے قتل کا واقعہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور امیہ بن خلف کے آپس میں تعلقات تھے، اس لئے ان کا خیال تھا کہ امیہ قتل نہ ہو، شاید اسلام کی دولت سے مالا مال ہو جائے، اس لئے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے امیہ اور ان کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ حضرت بلال نے دیکھا تو نعرہ لگایا: "لا نجوتُ إن نجا أمية" "اگر امیہ بچ گیا تو میں زندہ نہیں رہوں گا"۔ انصار اس سے ان کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے اس کا تعاقب کیا، ابن عوف نے پہلے اس خیال سے ان کے بیٹے کو آگے کیا کہ یہ لوگ اس کے قتل میں مشغول ہو گئے تو میں امیہ کو لے کر آگے نکل جاؤں گا، لیکن انصار اس کے بیٹے کے قتل کے بعد فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابن عوف نے جب یہ دیکھا کہ بچنا مشکل ہے تو خود امیہ پر لیٹ گئے، اس خیال سے کہ شاید مجھے اوپر دیکھ کر اس کو چھوڑ دیں گے، لیکن یہ ترکیب بھی کارگر ثابت نہ ہوئی، انصار نے ان کو نیچے سے نیزے اور تلواریں ماریں۔ ابن عوف رضی اللہ عنہ کا پاؤں بھی زخمی ہوا اور نہایت اذیت ناک طریقہ سے امیہ کو واصل جہنم کیا۔

ترجمۃ الباب سے مناسبت "حتى قتله الله ببدر" کے جملہ سے ہے۔

٣ - باب : قِصَّةُ غَزْوَةِ بَدْرٍ .

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى : «وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ . إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ . بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ . وَمَا جَعَلَهُ اللهُ إِلَّا بُشْرَى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ . لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ» /آل عمران: ١٢٣ - ١٢٧/ .

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : فَوْرِهِمْ : غَضَبِهِمْ .

یہ باب غزوۂ بدر کے واقعے کے بیان میں ہے

امام بخاری رحمہ اللہ نے قصہ غزوۂ بدر کے بعد اپنی عادت کے مطابق ''سورۂ آل عمران'' کی پانچ آیتیں نقل کی ہیں، بتانا یہ چاہتے ہیں کہ اس باب کا مضمون ان آیات میں ذکر ہے، اس سلسلہ کی جملہ تفصیل انہی آیت سے ماخوذ ہے۔

آیات کا ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی ہے بدر کی لڑائی میں، حالانکہ تم کمزور تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، تا کہ تم شکر گزار رہو۔ جب آپ مسلمانوں سے کہہ رہے تھے: کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں سے کرے؟ کیوں نہیں! (ہاں کافی ہے)، اگر تم صبر اور تقوی پر قائم رہو، اور اگر وہ آئیں تم پر اسی دم، تو تمہارا پروردگار تمہاری مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان دار گھوڑوں پر ہوں گے، اور یہ امداد تو محض اللہ نے اس لئے کی کہ تمہارے لئے بشارت ہو، (فتح اور غلبہ کی) اور تا کہ تمہارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو، اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے، جو زبردست اور حکمت والا ہے (اور یہ مدد اس غرض سے تھی)، تا کہ کفار میں سے ایک گروہ کو ہلاک کر دے، (چنانچہ ستر رؤساء قریش مارے گئے) یا انہیں ذلیل کر دے، تا کہ وہ نا کام واپس جائیں''۔ (چنانچہ ستر قید ہوئے)، باقی خاسر ہو کر ذلیل ہو کر بھاگے۔

وَقَالَ وَحْشِيٌّ : قَتَلَ حَمْزَةُ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ يَوْمَ بَدْرٍ . [ر : ٣٨٤٤]

وَقَوْلُهُ تَعَالَى : «وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ» . الآيَةَ /الأنفال: ٧/ . الشَّوْكَةُ : الحَدُّ .

وقال وحشي: قتل حمزة .... إلخ

اور وحشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو جنگ بدر میں قتل کیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے ''عمدۃ القاری'' میں فرمایا ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا، یہ راوی کو وہم ہے، بلکہ صحیح طعیمہ بن عدی بن نوفل ہے۔ یہ وحشی وہی ہیں جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو وحشی نے جنگ احد میں اس لئے قتل کیا تھا کہ طعیمہ کے ورثاء نے وحشی کو لالچ دیا کہ اگر تم حمزہ کو قتل کرو گے تو تم کو آزاد کر دیں گے تو وحشی نے اپنی آزادی کے لالچ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ احد میں قتل کیا تھا، اس سے آگے دوسری آیت ہے: ﴿وإذ يعدكم الله إحدى الطائفتين﴾......الآية [سورۃ الانفال] امام بخاری رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی بدر ہی کے بارے میں ہے۔

ترجمہ: ''اور جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ دو جماعتوں میں سے ایک تمہارے ہاتھ آ جائے گی''۔

غزوۂ بدر ۲ھ ۱۷ رمضان المبارک بمطابق ۱۱ مارچ ۶۲۴ء کو واقع ہوا۔ ''بدر'' مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں ایک مشہور گاؤں کا نام ہے، یہاں ایک کنواں تھا جس کا پانی انتہائی صاف شفاف تھا، اس وجہ سے مسافروں کی منزل اس جگہ پر ہوتی تھی، اسی مقام پر اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ ہوا جو ''غزوۂ بدر'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک کی ابتداء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام سے مکہ جا رہا ہے، اس قافلے کے شرکاء کی تعداد ستر تھی جس میں تیس چالیس قریش کے سردار تھے اور اس کا سرمایہ اس وقت کے اعتبار سے پچاس ہزار دینار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی اہتمام کے ۱۲ رمضان المبارک کو ہفتے کے دن ۳۱۳ یا ۳۱۴ یا ۳۱۵ صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے۔ ابوسفیان ''حجاز'' کے قریب پہنچا تو ہر مسافر اور راہ گیر سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھتا اور خبریں دریافت کرتا، کسی نے اس کو بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو تیرے قافلے کی طرف نکلنے کا حکم دیا۔ ابوسفیان نے اسی وقت ضمضم غفاری کو اجرت دیکر مکہ روانہ کیا اور اکیلا بھیجا کہ جتنا جلدی ممکن ہو اپنے سرمائے کو بچانے کی کوشش کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو لے کر اس قافلے کے تعاقب میں نکل گئے ہیں۔ ضمضم جب مکہ پہنچا، تو اس زمانے کے رواج کی مطابق اپنا کرتہ پھاڑ کر چیخنا شروع کر دیا کہ قافلۂ تجارت کو اور اپنے سرمائے کو بچاؤ، اس خبر سے مکہ میں ہلچل مچ گئی، اس لئے کہ قریش کے ہر مرد اور عورت کا سرمایہ اس قافلے کے سرمایہ میں شامل تھا، ابوجہل کی قیادت میں ایک ہزار افواج جس میں ساڑھے نو سو جنگجو اور پچاس خدمت گار تھے، انتہائی کروفر کے ساتھ گانے بجانے والی عورتوں کے ساتھ اکڑتے اور اتراتے ہوئے میدان میں روانہ ہوئے۔ سورۂ انفال میں اللہ نے ان کے اترانے کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ولا تكونوا كالذين خرجوا من ديارهم بطرا ورئاء الناس﴾ ''مسلمانو! تم کافروں کے مشابہ مت ہونا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور اپنی قوت دکھلاتے ہوئے نکلے''۔ تقریباً تمام سرداران قریش دوسو گھوڑے اور چھ سو زرہیں لے کر شریکِ لشکر ہوئے، صرف ابولہب کسی وجہ سے نہ جا سکا، تو اس نے اپنی جگہ پر ابوجہل کے بھائی عاص بن ہشام کو بھیجا، اس لئے کہ اس کے ذمہ ابولہب کے چار ہزار درہم قرض تھے، ادائیگی کی کوئی صورت نہیں بن رہی تھی، اس قرض کے دباؤ میں ابولہب کے عوض اس نے جنگ میں جانا قبول کر دیا، امیہ بن خلف بھی ابوجہل کے اصرار پر تیار ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب پر جہاد کو لازم نہیں کیا تھا، بلکہ اعلان فرمایا تھا کہ جن کے پاس سواریاں ہیں اور جہاد میں شریک ہونا چاہتے ہیں تو وہ ہمارے ساتھ چلیں، بہت سے صحابہ اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے، جب آپ کا قافلہ بدر کے قریب ''صفرا'' پر پہنچا تو آپ کو اطلاع دی گئی کہ ابوسفیان کا قافلہ تعاقب کی خبر پا کر ساحل کے راستے سے گزر گیا اور اس کی حفاظت کے لئے مکہ سے ایک ہزار مسلح افواج روانہ ہو گئی ہیں۔ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے آپ نے انصار اور مہاجرین سے مشورہ کیا کہ آنے والے لشکر سے جنگ کرنا ہے یا نہیں؟ حضرت ابوایوب انصاری اور بعض حضرات نے کہا کہ ہم ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی ہم نے ان کا قصد کیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ باری باری کھڑے ہوئے اور کہا: آپ کا اشارہ ہمیں بسر وچشم قبول ہے اور آپ کے حکم کی تعمیل میں ہم پس و پیش نہیں کریں گے، اور ہر ایک نے اپنی جاں نثاری کا اظہار کیا اور کہا: اللہ نے جو حکم آپ کو دیا ہے آپ اس کی تعمیل کریں، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ حضرت سعد نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیں گے، جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو دیا، آپ اگر ہمیں ''برک الغماد'' تک لے جائیں تو ہم آپ کے ساتھ جنگ کے لئے چلیں گے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور حضرت سعد کے لئے دعا فرمائی، لیکن انصار کی طرف سے موافقت میں آواز نہیں اٹھی تھی، احتمال تھا کہ ان کی نصرت کا وعدہ اور معاہدہ صرف مدینہ کے اندر ہی تھا، مدینے سے باہر وہ وعدے کے پابند نہیں تھے، اس لئے آپ نے فرمایا: ''أشيروا علي أيها الناس'' ''اے لوگو! مجھے مشورہ دو''۔ انصار کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ آپ انصار کی رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے، اس کی شہادت دی کہ آپ جو کچھ لاتے ہیں، وہ حق ہے اور سچ ہے اور ہم نے آپ سے عہد کیا ہے کہ ہم آپ کی مکمل اتباع کریں گے، آپ کو جو حکم ہے اس کو پورا کریں۔ خدا کی قسم! اگر آپ ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے، آپ ہمیں اللہ کے نام پر جہاں چاہیں لے جائیں، آپ لڑائی کے وقت ہمیں بڑے صابر پائیں گے۔ یہ سن کر فرطِ مسرت سے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کا چہرہ اقدس چمک اٹھا اور قافلہ کو حکم دیا کہ اللہ کے نام پر چلو اور یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ابوجہل وابوسفیان کی دو جماعتوں میں سے ایک جماعت پر ہمارا غلبہ ہوگا اور مجھے قوم کفار کے پچھاڑنے کی جگہیں دکھلائی گئیں۔ ابوسفیان اپنے قافلے کو لے کر مکہ پہنچ گیا اور ابوجہل کو اس نے اطلاع دی کہ آپ ہماری حفاظت اور بچاؤ کے لئے نکلے تھے، ہم عافیت کے ساتھ مکہ پہنچ گئے ہیں، تم بھی لوٹ آؤ، لیکن ابوجہل نے جنگ لڑنے کی ٹھان لی اور کہا کہ جب تک ہم بدر پہنچ کر تین دن تک کھا پی کر، گانا بجا کر مزے نہ اڑا لیں اس وقت تک ہم واپس نہیں لوٹیں گے، چنانچہ خود بھی ہلاک ہوا اور امیہ بن خلف کو بھی جہنم پہنچا دیا۔ صحابہ کو میدان بدر میں معلوم ہوا کہ کرز بن جابر محاربی نے بھی کفار مکہ کی مدد کا ارادہ کرلیا ہے اور لشکر بھیج رہا ہے تو بارگاہ رب العزت میں استغاثہ کیا، جیسا کہ سورۃ الانفال میں ہے:

﴿إذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم أني ممدكم بألف من الملائكة مردفين﴾ ......[الأنفال]

''جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے (اپنی قلت اور ان کی کثرت کو دیکھ کر)، پھر اس نے تمہاری سن لی (اور فرمایا) کہ میں تمہیں ایک ہزار فرشتوں کی مدد دوں گا جو تمہیں لگا تار پہنچیں گے''۔

پھر جب کرز بن جابر کی مدد آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اللہ نے دو مزید وعدے فرمائے جو سورۂ آل عمران میں مذکور ہیں۔

٣٧٣٥ : حدَّثني يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ كَعْبٍ : أَنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ كَعْبٍ قالَ : سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقُولُ : لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ في غَزْوَةٍ غَزاهَا إِلَّا في غَزْوَةِ تَبُوكَ ، غَيْرَ أَنِّي تَخَلَّفْتُ عَنْ غَزْوَةِ بَدْرٍ ، وَلَمْ يُعاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا ، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ ، حَتَّى جَمَعَ ٱللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعادٍ . [ر : ٢٦٠٦]

ترجمہ

عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے غزوے کیے ہیں، میں پیچھے نہیں رہا، سوائے غزوہ تبوک کے، البتہ غزوۂ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا، لیکن جو لوگ غزوۂ بدر میں پیچھے رہے ان پر کسی قسم کا عتاب نہیں ہوا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قافلۂ قریش کے ارادے سے نکلے تھے، جنگ وجہاد کا ارادہ نہیں تھا، اس لئے اعلان بھی صحابہ میں نہیں ہوا، اتفاقاً اللہ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کو جمع کر دیا۔

تشریح

حضرت کعب بن مالک نے غزوۂ تبوک اور غزوۂ بدر دونوں میں تخلف کیا تھا، چونکہ دونوں تخلف میں فرق تھا، اس لئے غزوۂ تبوک کے ساتھ غزوۂ بدر کا استثنیٰ نہیں کیا، اس لئے کہ غزوۂ بدر میں جو شریک نہیں ہوا اس پر کوئی عتاب نہیں اور غزوۂ تبوک کا تخلف مذموم تھا، اس لئے ان متخلفین پر بارگاہ خداوندی سے عتاب نازل ہوا، اس لئے غزوۂ بدر کے تخلف کو لفظ ''غیر'' کے ساتھ ذکر کیا، تا کہ دونوں میں مغایرت معلوم ہو جائے۔

٤ - باب : قَوْلِ اللّٰهِ تَعالَى :

«إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ . وَما جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَما النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيم . إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ ماءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ . إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ . ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ» /الأنفال: ۹-۱۳/ .

ترجمہ

''اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے (اپنی قلت اور کفار کی کثرت کو دیکھ کر)، پھر اس نے تمہاری بات سن لی کہ ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا، جو لگاتار پہنچیں گے اور اللہ تعالیٰ نے یہ صرف مسلمانوں کی خوشی اور اطمینان قلب کے لئے کیا اور فتح و نصرت تو اللہ کے پاس ہے، بلاشبہ اللہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔ اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لئے اور آسمان سے پانی برسایا، تا کہ تم کو پاک کر دے اور شیاطین کی ناپاکی تم سے دور کر دے اور تمہارے دل مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے۔ یاد کرو جب اللہ فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، ایمان والوں کو جمائے رکھو، میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا، سو تم کافروں کی گردنیں مارو اور ان کے پور پور مارو، اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کی ہے اور جو اللہ اور اللہ کے رسول سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو سخت سزا دینے والا ہے''۔

تشریح

''إذ تستغیثون'' یا تو ''وإذ یعدكم الله إحدى الطائفتين'' سے بدل ہے، یا اس کا تعلق ''لیحق الحق

ویبطل الباطل ‘‘میں ’’یحق الحق‘‘ سے ہے، یا’’اذکروا‘‘ محذوف ہے۔

مسلمانوں نے جب دیکھا کہ کفار کا اتنا بڑا لشکر ہے اور ہماری تعداد ان کے مقابلے میں بہت کم ہے، تو وہ کہہ رہے تھے:’’رب انصرنا علی عدوك یا غیاث المستغیثین أغثنا‘‘ مسلمانوں کی اس درخواست پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

’’مردفین‘‘ یکے بعد دیگرے، یا مومن آگے ہوں گے، پیچھے سے فرشتے آجائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ بغیر فرشتوں کے کفار کا خاتمہ کردیں، مگر یہاں معاملہ اللہ تعالیٰ نے دنیوی عادت کے مطابق کیا جس میں مدد ایک آدمی کے ذریعہ نہیں بھیجی جاتی، بلکہ لشکر بھیجا جاتا ہے۔

٣٧٣٦ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ مُخَارِقٍ ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ : سَمِعْتُ ٱبْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ : شَهِدْتُ مِنَ ٱلْمِقْدَادِ بْنِ ٱلْأَسْوَدِ مَشْهَدًا ، لَأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ ، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى ٱلْمُشْرِكِينَ ، فَقَالَ : لَا نَقُولُ كما قالَ قَوْمُ مُوسَى : ٱذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا ، وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ . فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ . يَعْنِي : قَوْلَهُ . [٤٣٣٣]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے مقداد بن اسود کو پایا اُس مقام پر کہ اس مقام والا ہونا مجھ کو محبوب ترین ہوتا، ہر اس چیز سے جو اس کے مقابلہ میں لائی جاتی۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے سلسلے میں جو بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی وہ بات اگر میری زبان سے ادا ہوتی تو دنیا کی ساری دولت اس کے مقابلہ میں کمتر اور ہیچ ہوتی۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسلمانوں کو مشرکین کے خلاف آمادہ کررہے تھے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم وہ نہیں کہیں گے جیسا کہ موسیٰ کی قوم نے کہا تھا، موسیٰ سے کہا کہ جاؤ، تم اور تمہارا رب جنگ لڑو، بلکہ ہم لڑیں گے آپ کے دائیں بائیں اور آپ کے آگے پیچھے، تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کھل گیا، آپ مقداد کے قول سے خوش ہوئے۔

٣٧٣٧ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱلْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا خالِدٌ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ : (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ

وَوَعْدَكَ ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ» . فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ ، فَقَالَ : حَسْبُكَ ، فَخَرَجَ وَهْوَ يَقُولُ : «سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ» . [ر : ٢٧٥٨]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے روز فرمایا تھا کہ اے اللہ! میں آپ کے عہد اور وعدے کا طلب گار ہوں (جو آپ نے اپنے نبی کی مدد اور کفار پر غلبہ کے متعلق کیا ہے)، اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ ہوگی، (یعنی: آج اگر ہم لوگ ختم ہو گئے تو تیری عبادت ختم ہو جائے گی اور روئے زمین پر صرف بت پرستی ہوگی)۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا: بس کافی ہے، (یعنی: بس کیجئے)، آپ خیمے سے باہر نکلے تو آپ کی زبان مبارک پر آیت تھی: ﴿سيهزم الجمع ويولون الدبر﴾ ''عنقریب جماعتِ کفار کو شکست ہوگی اور یہ پیٹھ پھیر لیں گے''۔

تشریح

یہ حدیث یہاں ''مرسل'' ہے، اس لئے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جنگ بدر میں موجود نہیں تھے، لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لی ہے، جس طرح مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن خطاب نے بیان فرمایا کہ بدر کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی طرف دیکھا، وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے ساتھی ۳۱۹ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف چہرہ کر کے اپنے دونوں ہاتھ دراز فرمائے اور عاجزی کے ساتھ دعا فرما رہے تھے کہ آپ کی چادر مونڈے سے گر گئی۔

٣٧٣٨ : حدَّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ : أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ : أَنَّهُ سَمِعَ مِقْسَمًا ، مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ : «لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ» . عَنْ بَدْرٍ ، وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ . [٤٣١٩]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''برابر نہیں رہ سکتے وہ مسلمان جو بدر سے بیٹھنے والے ہیں'' یعنی: جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے اور جو لوگ بدر کی جانب نکلے، یعنی: شریک ہوئے تو دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

امام بخاریؒ نے باب بلا ترجمہ ذکر کیا ہے، اس لئے کہ پہلے باب میں مجاہدین بدر کا ذکر ہے اور یہاں بھی

مجاہدین بدر کا ذکر ہے، تو یہ کالفصل من الباب السابق ہے۔

حضرت شیخ الہند کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری کبھی شاگردوں کا امتحان لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم اپنے ذہن سے اس باب کا ترجمہ قائم کردو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ ﴿لا يستوي القاعدون﴾ والی آیت بدر والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے، لیکن حضرت گنگوہی کی رائے یہ ہے کہ آیت صرف بدریین کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، بلکہ آیت عام ہے کہ جو لوگ جہاد میں جائیں گے ان کا بڑا درجہ ہوگا، ان کے مقابلہ میں جو شرکت نہیں کریں گے، پھر اس عام حکم کے تحت بدریین بھی داخل ہیں، لیکن ترمذی کی روایت کہ غزوۂ بدر کے موقع پر عبداللہ بن جحش اور عبداللہ بن ام مکتوم دونوں نابینا صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: هل لنا رخصة؟ فنزلت: ﴿لا يستوي القاعدون﴾ ''کیا ہمیں رخصت ملے گی کہ اس میں شرکت نہ کریں تو یہ آیت نازل ہوئی''۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ آیت بدریین کے بارے میں نازل ہوئی۔

٥ - باب: عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ.

اصحاب بدر کی تعداد کا بیان

۳۷٤۲/۳۷۳۹: حدّثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ.

حدّثني مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَوْمَ بَدْرٍ نَيِّفًا عَلَى سِتِّينَ، وَالْأَنْصَارُ نَيِّفًا وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ.

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر کے دن میں اور ابن عمر چھوٹے سمجھے گئے، نابالغ ہونے کی وجہ سے ہمیں غزوۂ بدر میں شرکت کی اجازت نہیں ملی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نابالغ بچوں کو علیحدہ کردیتے تھے۔

ح وحدثني محمود.........إلخ

اس میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور ابن عمر جنگ بدر کے دنوں میں

چھوٹے قرار دیئے گئے تھے اور جنگ بدر میں مہاجرین ساٹھ سے زیادہ تھے اور انصار دوسو چالیس سے زیادہ تھے۔

تشریح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عمر جنگ بدر میں تیرہ سال، جب کہ احد میں چودہ سال تھی۔ ممکن ہے دونوں جنگوں میں نابالغ قرار دیئے گئے ہوں، اس لئے کہ ایک روایت میں جنگ احد کا تذکرہ بھی آیا ہے۔

كان المهاجرون يوم بدر نيفا على ستين

یہ لفظ "نیف" بغیر تشدید یاء اور تشدید یاء دونوں کے ساتھ آیا ہے، اس کا اطلاق "بضع" کی طرح ۳ سے لے کر ۹ تک ہوتا ہے۔

''ح وٗ'' سے مراد

سند میں ''ح'' واقع ہوئی ہے، اس لئے اس کے بعد واؤ تحویل لایا گیا۔ حضرات محدثین کا اصول ہے کہ جب ایک حدیث کی مختلف سندیں ہوں، تو ہر سند کو مکمل بیان کرنے میں طوالت ہوتی ہے، اس سے بچنے کے لئے ایک سند کو مشترک شیخ تک پہنچا دیتے ہیں، پھر دوسری اور تیسری سند کو اس شیخ تک پہنچا دیتے ہیں اور فصل کے لئے دونوں کے درمیان ''ح'' مہملہ لے آتے ہیں، تاکہ دیکھنے والے ایک سند گمان نہ کریں۔ اس ''ح'' میں اختلاف ہے کہ یہ مہملہ ہے یا معجمہ؟ جو معجمہ کہتے ہیں، ان میں ایک فریق کہتا ہے کہ یہ مخفف ہے ''الخ'' کا، جو مخفف ہے ''الی آخرہ'' کا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مخفف ہے ''اسناد آخر'' کا، لیکن جماعت کثیرہ اس کے قائل ہیں کہ یہ ح مہملہ ہے، پھر کوئی اس کو ''الحدیث'' کا، کوئی ''صح'' کا، کوئی ''الحائل'' بمعنی آڑ کا اور کوئی اس کو ''تحویل سند الی سند آخر'' کا مخفف سمجھتے ہیں۔

(۳۷٤٠) : حدّثنا عَمْرُو بْنُ خالِدٍ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا : أَنَّهُمْ كانُوا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ ، الَّذِينَ جازُوا مَعَهُ النَّهَرَ ، بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَمِائَةٍ . قالَ الْبَرَاءُ : لَا وَاللّٰهِ ما جاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلَّا مُؤْمِنٌ .

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے جنہوں نے غزوۂ بدر میں شرکت کی تھی، حدیث بیان کی کہ یہ لوگ طالوت کے ساتھیوں کی تعداد کے برابر تھے، جنہوں نے

طالوت کے ساتھ نہر پار کی تھی، یعنی: تین سودس سے کچھ اوپر۔ حضرت براء کہتے ہیں کہ نہیں خدا کی قسم! طالوت کے ساتھ صرف وہی لوگ نہر سے پار اترے تھے جو ایمان والے تھے۔

تشریح

''طالوت'' حضرت بنیامین بن حضرت یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم کے اولاد میں سے تھے، جن کا ذکر دوسرے پارہ کے آخر میں ہے۔ اصحاب بدر کی تعداد اصحابِ طالوت کے مطابق بتائی، جس طرح وہاں چھوٹی جماعت کو بڑی جماعت پر غالب کیا گیا تھا، یہاں بھی اسی طرح ہوا، جس طرح اصحاب بدر ایمان میں کامل تھے، اسی طرح اصحاب طالوت بھی کمال ایمان کے ساتھ موصوف تھے، جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی نصرت پر بھروسہ کیا، اصحاب طالوت نے بھی ایسا ہی کیا۔

(٣٧٤١) : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ رَجاءٍ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ قالَ : كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَتَحَدَّثُ : أَنَّ عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ ، الَّذِينَ جاوَزُوا مَعَهُ النَّهَرَ ، وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ ، بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَمِائَةٍ .

ترجمہ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد بھی اتنی ہی تھی جتنی اصحابِ طالوت کی، جنہوں نے آپ کے ساتھ نہر عبور کی تھی اور ان کے ساتھ نہر عبور کرنے والے صرف مومن ہی تھے جو تین سودس کے کچھ اوپر تھے۔

(٣٧٤٢) : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا يَحْيٰ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ .

وَحدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : كُنَّا نَتَحَدَّثُ : أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ ، بِعِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ ، الَّذِينَ جاوَزُوا مَعَهُ النَّهَرَ ، وَما جاوَزَ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ .

ترجمہ

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ اصحاب بدر تین سودس سے کچھ اوپر

تھے، موافق تعدادِ اصحاب طالوت کے جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر عبور کی تھی اور اس کے عبور کرنے والے صرف مومن تھے۔

تشریح

نہر سے مراد ''نہر اردن'' ہے۔ جالوت فلسطینی ظالم تھا، طالوت کا اعلان تھا کہ جو جالوت کو قتل کرے گا میں اسے اپنی بیٹی نکاح میں دوں گا اور آدھا ملک تقسیم کر کے دوں گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تو طالوت نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا جس سے بنی اسرائیل میں آپ کی قدر و منزلت اور بڑھ گئی۔

اصحاب بدر کی تعداد اور مختلف روایات میں تطبیق

بعض روایت میں ۳۱۳، بعض میں ۳۱۴، بعض میں ۳۱۵، بعض میں ۳۱۹، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس صحابی کو جو گنتی کے وقت موجود نہیں تھے، اونٹ پر دور سے نظر آ رہے تھے، شمار نہ کیا جائے تو تعداد تین سو تیرہ بنتی ہے، صحابی کو شمار کیا جائے ۳۱۴ بنتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شمار کیا جائے تو ۳۱۵ بنتی ہے، چار صحابہ جنہیں صغر سنی کی وجہ سے جہاد کی اجازت تو نہیں تھی، لیکن وہ ساتھ تھے، اگر ان کو شمار کیا جائے تو ۳۱۹ بنتی ہے۔

وہ چار صحابی یہ تھے: حضرت انس، عبداللہ بن عمر، حضرت جابر، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم۔

٦ – باب : دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى كُفَّارِ قُرَيْشٍ : شَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيدِ وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ ، وَهَلَاكِهِمْ .

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کفار قریش، یعنی: شیبہ، عتبہ، ولید، ابو جہل بن ہشام کے خلاف بددعا اور ان کی ہلاکت کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف رخ کیا اور قریش کی ایک جماعت کیلئے بددعا کی، جس میں شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ اور ابو جہل بن ہشام شامل تھے۔ انہوں نے فرمایا: سنو، میں اللہ کو گواہ بنا کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے بدر کے دن ان سب کو بچھڑا ہوا دیکھا، دھوپ نے ان کے جسموں کو متغیر کر دیا تھا، یعنی: ان کے جسم پھول گئے تھے، پھٹنے لگے تھے، ان کے جسم سے بو آنے لگی تھی اور دن گرمی والا تھا۔

تشریح

امام بخاریؒ نے اس روایت کو یہاں ذکر کیا ہے، حالانکہ یہ بدر کا واقعہ نہیں ہے، یہ تو ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جب آپ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے تو آپ کی پشت پر عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی بچہ دانی رکھ دی، جس سے آپ کی نماز میں خلل آیا تو آپ نے یہ بددعا فرمائی، جس کے نتیجہ میں ان کی ہلاکت بدر میں ہوئی، یعنی: اس بددعا کا اثر بدر میں ظاہر ہوا۔

٧ - باب : قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ .

ابوجہل کے قتل کا بیان

٣٧٤٤ : حدّثنا ٱبْنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ : أَخْبَرَنَا قَيْسٌ ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّهُ أَتَى أَبَا جَهْلٍ وَبِهِ رَمَقٌ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ : هَلْ أَعْمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جنگ بدر میں ابوجہل کے پاس آئے (تلواروں کے زخم سے زمین پر پڑا تھا)، مگر ابھی اس میں جان باقی تھی۔ حضرت ابن مسعود نے اس سے بات کی تو ابوجہل نے کہا: کیا کوئی زیادہ تعجب خیز بات ہے اس آدمی سے جس کو تم نے قتل کیا ہے!!

٣٧٤٥ : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونسَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ : أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ .

وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خالِدٍ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ، عَنْ سُلَيْمانَ التَّيْمِيِّ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (مَنْ يَنْظُرُ ما صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ) . فَٱنْطَلَقَ ٱبْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ٱبْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ . قالَ : أَأَنْتَ أَبُو جَهْلٍ ؟ قالَ : فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ ، قالَ : وَهَلْ فَوْقَ رَجلٍ قَتَلْتُمُوهُ ، أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ . قالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونسَ : أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ .

حدّثني مُحمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، عَنْ سُلَيْمانَ التَّيْمِيِّ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ : (مَنْ يَنْظُرُ ما فَعَلَ أَبُو جَهْلٍ) . فَٱنْطَلَقَ ٱبْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ٱبْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ ، فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ فَقَالَ : أَنْتَ ، أَبَا جَهْلٍ ؟ قالَ : وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ ؟ أَوْ قالَ : قَتَلْتُمُوهُ .

حدّثني ٱبْنُ الْمُثَنَّى : أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ : حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ : أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مالِكٍ : نَحْوَهُ . [۳۷۹۵]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو دیکھ آوے کہ ابوجہل نے کیا کیا؟ (زندہ ہے یا مر گیا) تو ابن مسعودؓ گئے اور ابوجہل کو پایا کہ عفراء کے دو صاحبزادوں (معاذ اور معوذ) نے اس کو مارا ہے، یہاں تک کہ ٹھنڈا کر دیا، (یعنی: سارا فخر اس کا ختم کر دیا)۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی ڈارھی پکڑ لی۔ ابوجہل نے کہا: کیا اس سے بھی کوئی بڑا انسان ہے جسے تم نے قتل کیا، یا اس نے کہا: کیا اس سے بھی بڑا کوئی انسان ہے جس کو اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے۔

تشریح

اس روایت میں ہے: "أنت أبا جهل" جب کہ قاعدے کے مطابق تو "أبو جهل" ہونا چاہیے، بعض نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "أنت مصروع يا أبا جهل" جب کہ بعض کہتے ہیں کہ اسماء ستہ مکبرہ میں ایک لغت یہ بھی ہے کہ جب غیر متکلم کی طرف مضاف ہو تو ہر حال میں الف کے ساتھ اس کا اعراب ہوگا، جس طرح اس شعر میں ہے ۔

إن أباها وأبا أباها　　　قد بلغا في المجد غايتها

یعنی: اس عورت کا باپ اور اس کا دادا شرافت کی انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔

حدثني محمد بن المثنیٰ............إلخ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن فرمایا: کون دیکھ کر آئے گا کہ ابوجہل کا کیا ہوا؟ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے، تو دیکھا کہ عفراء کے دونوں صاحبزادوں نے اسے مار دیا ہے، یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا پڑا ہے، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑی اور فرمایا: کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ اس نے کہا: کیا اس سے بھی کوئی بڑا آدمی ہے، جس کو اس کی قوم نے قتل کر دیا، یا اس نے کہا: کیا تم لوگوں نے اس کو قتل کر ڈالا ہے۔

حدثني ابن المثنّى ....إلخ

تشریح

محدثین کرام کی اصطلاح ہے کہ اگر کسی حدیث کی دو سندیں ہوں تو پہلی حدیث بیان کرنے کے بعد دوسری

سند ذکر کر کے اختصار کے لئے ''مثلہ'' یا ''نحوہ'' فرما دیتے ہیں، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ''مثلہ'' کی صورت میں الفاظ بھی دونوں کے ایک ہی ہوتے ہیں، اور ''نحوہ'' کی صورت میں صرف معنی اور مفہوم کی موافقت ہوتی ہے، الفاظ تبدیل ہوتے ہیں۔

٣٧٤٦ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ قالَ : كَتَبْتُ عَنْ يُوسُفَ بْنِ الْمَاجِشُونِ ، عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ : فِي بَدْرٍ – يَعْنِي – حَدِيثَ ٱبْنَيْ عَفْرَاءَ . [ر : ٢٩٧٢]

ترجمہ

ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، میں نے یہ روایت یوسف بن ماجشون سے لکھی، انہوں نے صالح بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے، اس نے صالح کے دادا عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے بدر کے بارے میں، یعنی: عفراء کے دونوں بیٹوں کی حدیث۔

تشریح

ابوجہل کو حضرت عفراء انصاریہ رضی اللہ عنہا کے دو صاحبزادے معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما نے زخمی کر کے گھوڑے سے گرا دیا تھا، ان کے والد کا نام حارث ہے اور ''کتاب الجہاد'' کی روایت میں ہے کہ ابوجہل کو قتل کرنے میں حضرت معاذ بن عمرو پیش پیش تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فیصلہ کیا ہے کہ عفراء کے دونوں بیٹوں کے ساتھ معاذ بن عمرو بن جموح بھی شریک تھے اور چونکہ ان کا حصہ زیادہ ہے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کا سلب معاذ بن عمرو بن جموح کو عطا فرمایا۔ حضرت معوذ بن عفراء غزوۂ بدر میں شہید ہوئے، جب کہ معاذ بن عفراء پر ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے تلوار سے وار کیا، جس سے ان کا ہاتھ کٹ گیا، ہاتھ کا ایک تسمہ بدن کے ساتھ جڑا رہا اور باقی ہاتھ بیکار ہو کر لٹکتا رہا، سارا دن حضرت معاذ اسی کیفیت کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے، شام کو جب تکلیف زیادہ محسوس ہوئی، تو انہوں نے اس کو بدن سے جدا کر دیا، اور اس کے بعد ایک مدت تک زندہ رہے۔

هل أعمد من رجل قتلتموه / هل فوق رجل قتلتموه

اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ ابوجہل تکبر کا اظہار کر رہا تھا، کیا اس آدمی سے زیادہ پسندیدہ کوئی آدمی ہے جس کو تم نے قتل کیا، کیا اس آدمی سے اعلی اور فائق کوئی ہے جس کو تم نے قتل کیا، یعنی: اس سے زیادہ اعلیٰ اور فائق کوئی دوسرا نہیں، لیکن علامہ عینیؒ، حافظ ابن حجرؒ، علامہ نوویؒ اور ابوعبیدہؒ وغیرہ نے ''هل أعمد من رجل قتلتموه'' میں استفہام انکاری

مراد لے کر یہ مطلب نکالا ہے کہ میرا قتل کر دینا اس سے زیادہ نہیں کہ ایک آدمی کو اس کی قوم نے قتل کر دیا۔

لہذا اس میں نہ تمہارے لئے کوئی فخر کی بات ہے، نہ میرے لئے کوئی عار کی بات ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس معنی کی تائید کے لئے طبرانی کی روایت پیش کی ہے، جو عمرو بن میمون کی ہے کہ جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابوجہل کے سینے پر چڑھ گئے تو انہوں نے فرمایا: "أَيْ عـدوَّالله! قد أخـزاك الله" اے اللہ کے دشمن! اللہ نے تمہیں رسوا کر دیا، تو ابوجہل نے جواب دیا کہ "وبـمـا أخـزى مـن رجل قتل قومـه"، مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے میرے قتل میں کوئی کمال نہیں اور میرے لئے اس میں رسوائی کی بات نہیں کہ ایک آدمی کو اس کی قوم نے قتل کر دیا۔

٣٧٤٧ : حدَّثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ الرَّقَاشِيُّ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ : نَا أَبُو مِجْلَزٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : أَنَا أَوَّلُ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . وَقَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ : وَفِيهِمْ أُنْزِلَتْ : انِ خَصْمَانِ ٱخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ» . قَالَ : هُمُ الَّذِينَ تَبَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ : حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَعُبَيْدَةُ ، بُو عُبَيْدَةَ بْنُ الحَارِثِ ، وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ . [٣٧٤٩ ، ٤٤٦٧]

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قیامت کے دن پہلا شخص ہوں گا جو اللہ کے سامنے فیصلہ کے لئے دو زانو ہو کر اپنا مقدمہ پیش کروں گا، اور قیس بن عباد نے بیان کیا ہے کہ انہیں حضرات (یعنی: حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت عبیدہؓ) کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿هـذان خصمان اختصموا في ربهم﴾ "یہ دو فریق ہیں (صحابہ اور کفار) جنہوں نے اللہ کے بارے میں جھگڑا کیا ہے"۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو بدر کی لڑائی میں تنہا تنہا جنگ کے لئے نکلے تھے، یعنی: حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ یا حضرت ابوعبیدہ بن حارث مسلمانوں کی جانب سے تھے، جب کہ شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ کفار کی جانب سے تھے۔

تشریح

"يجثو" کے معنی ہیں: "من يقعد على الركبتين للخصومة"، یعنی: دو زانو بیٹھنا، انگلیوں پر کھڑا ہونا۔

"أنا أول من يجثو" حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس امت کے اولین مجاہدین میں سے ہیں، اسلام کا پہلا معرکہ غزوۂ بدر ہے، یہ مجاہدین کا وہ پہلا دستہ تھا جس نے کفار کو قتل کیا۔

حضرت گنگوہیؒ نے ''خصومت'' سے یہ مراد لیا ہے کہ مشرکین قیامت کے دن کہیں گے کہ انہوں نے ہمیں ظلماً قتل کیا ہے اور یہ حضرات ثابت کریں گے کہ ہم نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے انہیں قتل کیا، اس لئے کہ خصومت میں تکلم ضروری ہے۔

کس نے کس کا مقابلہ کیا؟ یہاں یہ تفصیل تو نہیں ہے، البتہ ابن اسحٰق اور ابن سعد کے مطابق حضرت عبیدہؓ عتبہ کے مقابلہ میں، حضرت حمزہؓ شیبہ کے مقابلہ میں اور حضرت علیؓ ولید کے مقابلہ میں نکلے۔ حضرت حمزہؓ نے شیبہ کو، حضرت علی نے ولید کو قتل کیا، اور حضرت عبیدہؓ سے عتبہ کا مقابلہ سخت ہو گیا تو حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے عتبہ کے قتل میں مدد کی۔

۳۷۴۸ : حدّثنا قَبِيصَةُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ ، عَنْ قَيْسِ ٱبْنِ عُبَادٍ ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ : نَزَلَتْ : «هٰذَانِ خَصْمَانِ ٱخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ» . فِي سِتَّةٍ مِنْ قُرَيْشٍ : عَلِيٍّ وَحَمْزَةَ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الحَارِثِ ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ ٱبْنِ عُتْبَةَ . [۳۷۵۰ ، ۳۷۵۱ ، ٤٤٦٦]

ترجمہ

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ ﴿هذان خصمان اختصموا في ربهم﴾ قریش کے چھ افراد کے بارے میں نازل ہوئی، تین مسلمانوں میں سے، ایک فریق: حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ، تین کفار میں سے، دوسرا فریق: شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

تشریح

اس آیت کے بارے میں بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ اہل کتاب اور اہل اسلام کے درمیان مخاصمہ کے بارے میں نازل ہوئی، جب کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت مجاہدؒ نے کہا ہے کہ اصل میں اس آیت میں مثال بیان کی گئی ہے مومن اور کافر کی، مومن اللہ کے دین کی سربلندی چاہتا ہے اور کافر اللہ کے نور کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس توجیہ کو اس لئے پسند فرمایا کہ یہ توجیہ اہل بدر پر بھی اور اہل اسلام اور اہل کتاب کے مذاکرے دونوں پر منطبق ہوتی ہے۔

۳۷۴۹ : حدّثنا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّوَّافُ : حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ ، كَانَ يَنْزِلُ فِي بَنِي ضُبَيْعَةَ ، وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي سَدُوسَ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ : قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ : فِينَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ : «هٰذَانِ خَصْمَانِ ٱخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ» .

ترجمہ

ہم سے اسحٰق بن ابراہیم صواف نے حدیث بیان کی، ان سے یوسف بن یعقوب نے حدیث بیان کی، آپ کا بنی ضبیعہ کے ہاں آنا جانا تھا اور آپ بنی سدوس کے مولیٰ تھے، ان سے سلیمان تیمی نے حدیث بیان کی، ان سے ابومجلز نے اور ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿هذان خصمان اختصموا في ربهم﴾ ''یہ دونوں فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے دین کے بارے میں نبرد آزمائی کی''۔

۳۷۵۰/۳۷۵۱ : حدّثنا يَحْيَىٰ بْنُ جَعْفَرٍ : أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ : سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ يُقْسِمُ : لَنَزَلَتْ هٰؤُلَاءِ الآيَاتُ ، فِي هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ ، نَحْوَهُ .

ترجمہ

قیس بن عباد سے روایت ہے کہ میں نے ابوذرؓ سے سنا حلفیہ بیان کرتے تھے کہ یقیناً ﴿هذان خصمان﴾ سے مکمل تین آیات اس جماعت کے بارے میں نازل ہوئیں جو چھ آدمی تھے بدر کے دن، حدیث قبیصہ کی طرح۔

(۳۷۵۱) : حدّثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ٱلدَّوْرَقِيُّ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ : أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا : إِنَّ هٰذِهِ الآيَةَ : «هٰذَانِ خَصْمَانِ ٱخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ» . نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ بَرَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ : حَمْزَةَ وَعَلِيٍّ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الحَارِثِ ، وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ٱبْنَيْ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ . [ر : ۳۷٤۸]

ترجمہ

قیس بن عباد سے روایت ہے کہ میں نے ابوذرؓ سے سنا، آپ قسم کھا کر بیان کرتے تھے کہ یہ آیت ﴿هذان خصمان اختصموا في ربهم﴾ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بدر کے دن مبارزت کے لئے نکلے تھے، یعنی: حضرت علیؓ، عبید بن حارثؓ، حضرت حمزہؓ، عتبہ، شیبہ، ربیعہ کے دو بیٹے اور ولید بن عتبہ۔

۳۷۵۲ : حدّثني أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ ٱللّٰهِ : حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ : سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ ، وَأَنَا أَسْمَعُ ، قالَ :

أَشَهِدَ عَلِيٌّ بَدْرًا ؟ قَالَ : بَارَزَ وَظَاهَرَ .

ترجمہ

ابواسحٰق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت براءؓ سے پوچھا اور میں سن رہا تھا کہ کیا حضرت علی جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: ہاں مبارزت کی تھی اور غالب رہے۔

تشریح

حضرت علی چونکہ کم عمر تھے، یعنی جوان تھے، اس لئے کچھ لوگوں کو شبہ ہوا کہ جنگ بدر میں نکلے یا نہیں؟ تو حضرت براءؓ نے جواب دیا:"نعم شهد بدراً بارز وظاهر".

٣٧٥٣ : حدّثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ : حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ ، عَنْ صَالِحِ ٱبْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ : كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ، فَذَكَرَ قَتْلَهُ وَقَتْلَ ٱبْنِهِ ، فَقَالَ بِلَالٌ : لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ .
[ر : ٢١٧٩]

ترجمہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیہ بن خلف سے (ہجرت سے پہلے) میرا وعدہ ہو چکا تھا (کہ میری املاک جو مکہ میں ہیں، ان کی حفاظت تو کر، میں مدینے کے اندر تیری املاک کی حفاظت کروں گا)، پھر جب جنگ بدر کا دن ہوا تو آپ نے اس کے اور اس کے بیٹے کے قتل کا ذکر کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے (جب امیہ کو دیکھا) فرمایا: اگر امیہ نے نجات پالی، (یعنی: اگر بچ گیا) تو میں نے نجات نہیں پائی، (یعنی: میری ناکامی ہوگی)۔

تشریح

حضرت بلال رضی اللہ عنہ مکہ میں امیہ کے غلام تھے اور اس وجہ سے امیہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مسلمان ہونے کی وجہ سے بے پناہ سزا دیتا تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید لیا تھا۔

٣٧٥٤ : حدّثنا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّهُ قَرَأَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا ، وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ ، غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ ، فَقَالَ : يَكْفِينِي هٰذَا ، قَالَ

عَبْدُ اللّٰهِ : فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كافِرًا . [ر : ١٠١٧]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکہ میں) سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی، (یعنی: مسلمان اور کافر جتنے موجود تھے سب نے سجدہ کیا) سوائے ایک بوڑھے کے کہ اس نے ہتھیلی میں ایک مٹھی لی اور اس کو پیشانی تک اٹھایا اور کہنے لگا: مجھ کو بس اس قدر کفایت کرے گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: بلا شبہ میں نے اس کو دیکھا کہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

تشریح

اس بوڑھے سے مراد ''امیہ بن خلف'' ہے جو غزوۂ بدر میں مارا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت سجدہ تلاوت کی تو حاضرین مجلس نے سجدہ کیا، جس میں مسلمان اور مشرکین بھی تھے، ان کے سجدہ کرنے کا سبب غاشیہ الٰہیہ تھا، جس نے سب کو گھیر لیا اور غیبی تصرف سے سب کو سربسجود ہونا پڑا۔

٣٧٥٦/٣٧٥٥ : أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ عُرْوَةَ قالَ : كانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلَاثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ ، إِحْدَاهُنَّ فِي عاتِقِهِ ، قالَ : إِنْ كُنْتُ لَأُدْخِلُ أَصَابِعِي فِيهَا . قالَ : ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ ، وَوَاحِدَةً يَوْمَ الْيَرْمُوكِ . قالَ عُرْوَةُ : وَقالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ ، حِينَ قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ : يَا عُرْوَةُ ، هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قالَ : فَمَا فِيهِ ؟ قُلْتُ : فِيهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ ، قالَ : صَدَقْتَ ، بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ . ثُمَّ رَدَّهُ عَلَى عُرْوَةَ . قالَ هِشَامٌ : فَأَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا ثَلَاثَةَ آلَافٍ ، وَأَخَذَهُ بَعْضُنَا ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ أَخَذْتُهُ .

حدَّثنا فَرْوَةُ ، عَنْ عَلِيٍّ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ ، قالَ هِشَامٌ : وَكانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ .

ترجمہ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر کے جسم میں تلوار کے تین زخم تھے، ان تین میں سے ایک ان کے شانہ پر تھا (اور اتنا گہرا تھا کہ) کہ میں اپنی انگلیاں اس میں داخل کر دیتا تھا۔ عروہ نے کہا کہ دو زخم جنگ بدر میں لگے تھے، ایک جنگ یرموک کے دن۔ عروہ نے کہا: جب عبداللہ بن زبیر قتل کر دئے گئے تو مجھ سے

عبدالملک بن مروان نے کہا: اے عروہ! تو زبیر کی تلوار پہچانتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں پہچانتا ہوں۔اس نے پوچھا: اس میں کیا نشان ہے؟ میں نے کہا: اس میں دندانہ ہے، (یعنی: اس کی دھاڑ کا تھوڑا سا حصہ جھڑ گیا ہے) اور یہ دندانہ بدر کے دن اس میں پڑا تھا۔عبدالمالک نے کہا: سچ کہتے ہو۔

بهن فلول من قراع الكتائب

یعنی: لشکروں کے ساتھ نمبرد آزمائی کی وجہ سے ان تلواروں میں دندانے پڑے ہوئے ہیں، پھر اس نے وہ تلوار حضرت عروہ کو لوٹا دی۔ ہشام نے بیان کیا کہ ہم نے آپس میں اس کی قیمت تین ہزار لگائی اور ہمارے بعض وارثوں نے اس کو تین ہزار میں لے لیا۔ میں تمنا کرنے لگا کاش! اسے میں نے لیا ہوتا۔

تشریح

حضرت عمر فارق رضی اللہ عنہ کے دور میں ۱۵ھ یا ۱۳ھ میں رومیوں اور مسلمانوں کی عظیم جنگ ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے لشکر کے امیر حضرت عبید بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے اور رومی فوج کا امیر ماہان تھا۔ رومیوں کے ستر ہزار فوجی اور بعض روایات میں ایک لاکھ پانچ ہزار فوجی مارے گئے تھے اور چالیس ہزار گرفتار ہوئے تھے، جب کہ مسلمانوں کے صرف چار ہزار ساتھی شہید ہوئے تھے۔ شرکاء بدر کے ایک سو صحابہ اس میں شریک تھے، یہ جنگ ''یرموک'' کہلاتی ہے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے، جب حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کیا اور ان کو شہید کر دیا، تو سارا سامان عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجا، جس میں حضرت زبیرؓ کی تلوار بھی تھی۔ حجاج بن یوسف عبدالملک بن مروان کی طرف سے مکہ کا حاکم تھا، حضرت عروہ شام جا کر عبدالملک سے ملے تھے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر کی تلوار پر چاندی کا کام کیا ہوا تھا۔ ہشام نے کہا: عروہ کی تلوار پر بھی چاندی کا کام کیا ہوا تھا۔

تشریح

چاندی سے مزین کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دستہ کے نیچے قبضے پر چاندی کا خول چڑھا ہوا تھا۔ ہشام عروہ کے صاحبزادے ہیں۔

(۳۷۵۶) : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ : أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ : أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ ؟ فَقَالَ : إِنِّي إِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ ، فَقَالُوا : لَا نَفْعَلُ ، فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتَّى شَقَّ صُفُوفَهُمْ ، فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ أَحَدٌ ،

ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلاً ، فَأَخَذُوا بِلِجَامِهِ ، فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ ، بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ . قَالَ عُرْوَةُ : كُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ . قَالَ عُرْوَةُ : وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ ، وَهْوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ ، فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ ، وَوَكَّلَ بِهِ رَجُلاً .

[ر : ٣٥١٦]

ترجمہ

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ جنگ یرموک کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ آپ رومیوں پر حملہ کیوں نہیں کرتے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ میں شریک ہو جائیں؟ حضرت زبیرؓ نے کہا: اگر میں نے حملہ کیا تو تم پیچھے رہ جاؤ گے (جھوٹے ثابت ہو جاؤ گے)، تو اصحاب نے کہا کہ ہم ایسا نہیں کریں گے، چنانچہ حضرت زبیر نے حملہ کر دیا اور رومیوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے دوسرے کنارے تک پہنچ گئے۔

"وما معه أحد" اور ان کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا، پھر واپس لوٹے اور اصحاب (مسلم فوج) کی طرف آنے لگے، تو رومیوں نے آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ان کے کندھے پر دو ضربیں لگائیں، ان دو ضربوں کے درمیان ایک اور ضرب تھی جو جنگ بدر میں ان کو لگی تھی۔ عروہ کہتے ہیں: جب میں چھوٹا تھا تو ان زخموں میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔ عروہ کا بیان ہے کہ جنگ یرموک کے موقع پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے، اس وقت ان کی عمر دس سال تھی، حضرت زبیرؓ نے ان کو گھوڑے پر چڑھایا اور ایک مرد کو اس پر متعین کر دیا۔

تشریح

یہاں دو روایتیں ہیں: ایک "معمر عن ہشام" کی اور دوسری "عبداللہ عن ہشام" کی، دونوں میں دو طرح کے تعارض ہیں: (۱) معمر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کندھے پر ایک ضرب اور عبداللہ بن مبارک کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ کندھے پر تین ضرب تھے۔ (۲) معمر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین میں سے دو زخم بدر اور ایک یرموک کا تھا، اور عبداللہ بن مبارک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دو زخم یرموک کے ہیں اور ایک بدر کا ہے۔ دفعِ تعارض میں حافظ ابن حجرؒ، علامہ عینیؒ اور علامہ قسطلانیؒ نے فرمایا ہے کہ ان دونوں روایتوں میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی روایت کو ترجیح دی جائیگی، اس لئے کہ عبداللہ "اثبت عن معمر" ہیں۔ دوسرا جواب ان حضرات نے یہ دیا ہے کہ حضرت زبیر کے جسم پر تین نہیں، بلکہ پانچ ضربیں تھیں، ان میں سے تین تلوار سے اور دو نیزے سے لگی تھیں۔ معمر کی روایت میں تین ضربوں سے تلوار کے تین زخم مراد ہیں، ایک عاتق پر، دو غیر عاتق پر۔ عاتق کا زخم بدری اور غیر عاتق میں ایک بدری، ایک یرموکی

تھا۔عبداللہ بن مبارک کی روایت میں کندھے پر تین نشان بتائے گئے ، درمیان والے کو بدری بتایا گیا جو سیفی ہے اور دو یرموکی ہیں جو نیزے کے ہیں، تو یرموک کے تین نشان ہوئے ، دو عاتق اور ایک غیر عاتق میں، عاتق کے دونوں نشان نیزہ سے ہیں اور غیر عاتق کا تلوار سے اور بدر کے دو نشان ہیں، ایک عاتق اور ایک غیر عاتق میں، یہ دونوں تلوار سے ہیں۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ عبداللہ بن زبیر کو جنگ میں لے جایا کرتے تھے اور بچپن ہی میں ان کی بہادری اور شجاعت کے آثار نمایاں تھے، اس لئے حضرت زبیر جب حملہ کرنے جارہے تھے، ان پر ایک آدمی متعین کر دیا جو عبداللہ بن زبیر کو کنٹرول میں رکھے، کہیں یہ مجاہدین کے ساتھ شریک نہ ہو جائیں، لیکن ابن مبارک کا بیان ہے کہ اس کے باوجود ابن زبیر نے گھوڑے سے اتر کر میدان میں زخمی کافروں کا کام تمام کیا۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت یہ ہے کہ اس حدیث میں بدر کے دن حضرت زبیر کے جسم پر زخم آنے کا ذکر ہے۔

٣٧٥٧ : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ قالَ : ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مالِكٍ ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ : أَنَّ نَبِيَّ ٱللهِ ﷺ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلاً مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ ، فَقُذِفُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٍ مُخْبِثٍ ، وَكانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ ، فَلَمَّا كانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ، ثُمَّ مَشَى وَٱتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقالوا : ما نُرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حاجَتِهِ ، حَتَّى قامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ ، فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ : (يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ ، وَيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ ، أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ ٱللهَ وَرَسُولَهُ ، فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا ما وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا ، فَهَلْ وَجَدْتُمْ ما وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا) . قالَ : فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، ما تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ، ما أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ) .

قالَ قَتَادَةُ : أَحْيَاهُمُ ٱللهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ ، تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا .

[ر : ٢٩٠٠]

ترجمہ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قریش کے چوبیس سردار جو قتل کر دیئے گئے ہیں، بدر کے کنویں میں ڈال دیئے جائیں، چنانچہ بدر کے ایک کنویں میں جو بہت ہی گندا اور گندا کرنے والا تھا، اس میں پھینک دئے گئے اور آپ کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر غالب ہوتے تھے تو

میدان میں تین دن قیام فرماتے، جب بدر کا تیسرا دن ہوا تو اپنی سواری کی تیاری کا حکم فرمایا، آپ کی سواری پر اس کا کجاوا باندھا گیا اور آپ روانہ ہوئے، آپ کے اصحاب بھی آپ کے پیچھے چلے۔ صحابہ نے کہا کہ آپ کسی ضرورت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں، آخر آپ کنویں کے کنارے کھڑے ہو گئے، پھر آپ ان سرداران قریش کے نام ان کے باپ کے نام کے ساتھ لے کر آواز دینے لگے، کہ اے فلاں بن فلاں، فلاں بن فلاں! کیا تم کو خوش کرتی یہ بات کہ تم اللہ اور اس کی رسول کی اطاعت کرتے، (مطلب یہ کہ کیا تم اس کی تمنا کرتے ہو)۔ بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا ہم نے اس کو حق پایا۔ کیا تم نے بھی اس کو حق پایا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا؟ حضرت ابوطلحہ کا بیان ہے کہ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! جن جسموں میں روح نہیں ہے آپ ان سے کیا بات فرما رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سن رہے، یعنی: یہ لوگ بھی اسی طرح سن رہے ہیں جس طرح تم سن رہے ہو۔

قتادہؒ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو زندہ کر دیا، یہاں تک کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سنا دیا، ان کی توبیخ، ذلت، عذاب اور ندامت کے لئے۔

تشریح

''صنادید'' ''صندید'' کی جمع ہے، سردار کو کہتے ہیں۔ اس روایت میں ہے کہ سرداران قریش جو بدر میں مارے گئے تھے ان کی تعداد چوبیس تھی، جب کہ دوسری روایت میں ''بضعة وعشرين'' کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں: بیس سے کچھ زائد، اس میں چوبیس بھی داخل ہے، دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ جنگ بدر میں ستر قریش قتل کئے گئے تھے، جن میں سے چوبیس سردار تھے جو کنویں میں ڈالے گئے تھے۔ امیہ بن خلف چونکہ بہت موٹا تھا، کنویں کے متصل اس پر پتھر ڈال دیئے گئے، کنویں والوں کے ساتھ اس کو بھی حضور نے خطاب فرمایا۔

۳۷۵۸ : حدّثنا الحُمَيْدِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا عَمْرٌو ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : «الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ ٱللهِ كُفْرًا» . قالَ : هُمْ وَٱللهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ . قالَ عَمْرٌو : هُمْ قُرَيْشٌ ، وَمحمَّدٌ ﷺ نِعْمَةُ ٱللهِ . «وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ» . قالَ : النَّارُ ، يَوْمَ بَدْرٍ .

[٤٤٢٣]

ترجمہ

ہم سے حمیدی نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے، ان سے عمرو نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابن

عباسؓ کے حوالے سے آیت کریمہ: ﴿الذین بدلوا نعمة الله كفراً﴾ کی تفسیر میں روایت ہے: ''جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر میں بدل ڈالا، خدا کی قسم! کفار قریش تھے''۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس سے مراد قریش تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت تھے، جنگ بدر کے موقع پر کفار قریش نے اپنی قوم کو دار البوار، یعنی: جہنم میں جھونک دیا۔

٣٧٥٩ : حدّثني عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا : أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ : (إِنَّ ٱلْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ) . فَقَالَتْ : وَهَلَ ابْنُ عُمَرَ رَحِمَهُ ٱللَّهُ ، إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ وَذَنْبِهِ ، وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الْآنَ) . قَالَتْ : وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهِ : إِنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلِيبِ وَفِيهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، فَقَالَ لَهُمْ مِثْلَ مَا قَالَ : (إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ) . إِنَّمَا قَالَ : (إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ) . ثُمَّ قَرَأَتْ : «إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى» «وما أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ» . تَقُولُ : حِينَ تَبَوَّؤُوا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ . [ر : ١٣٠٥]

ترجمہ

مجھ سے عبید بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کسی نے اس کا ذکر کیا کہ ابن عمرؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ میت کو قبر میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے بھی عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عذاب میت پر اس کی بداعمالیوں اور گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے گھر والے ہیں کہ اب بھی اس کی جدائی میں روتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے اس کنویں پر کھڑے ہو کر جس میں مقتولین مشرکین کی لاشیں ڈال دی گئی تھیں، ان کے متعلق فرمایا تھا کہ جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں وہ سن رہے ہیں، تو آپ کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ اب ان کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا، وہ حق تھا، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور جو لوگ قبر میں دفن کئے گئے ان کو آپ نہیں سنا سکتے۔ حضرت عروہ کہتے ہیں کہ جب انہوں نے اپنا ٹھکانا جہنم بنا دیا۔

تشریح

''یقول'' کی صورت میں فاعل ''حضرت عروہ'' ہیں جو فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا

اور ''تقول'' کی صورت میں فاعل ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا'' ہوں گی۔

٣٧٦٠ : حدّثني عُثْمانُ : حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : وَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَلِيبِ بَدْرٍ ، فَقَالَ : (هَلْ وَجَدْتُمْ ما وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا . ثُمَّ قَالَ : إِنَّهُمُ الآنَ يَسْمَعُونَ ما أَقُولُ) . فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ ، فَقَالَتْ : إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (إِنَّهُمُ الآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ هُوَ الْحَقُّ) . ثُمَّ قَرَأَتْ : «إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى» . حَتَّى قَرَأَتِ الآيَةَ . [ر : ١٣٠٤]

ترجمہ

مجھ سے عثمان نے حدیث بیان کی، ان سے عبیدہ نے، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کنویں پر کھڑے ہو کر فرمایا: کیا جو کچھ تمہارے رب نے وعدہ کر رکھا تھا تم نے اسے حق پا لیا؟! پھر آپ نے فرمایا: جو کچھ میں نے کہا ہے یہ اسے اب بھی سن رہے ہیں۔

اس حدیث کا ذکر جب حضرت عائشہؓ سے کیا گیا تو آپ نے کہا: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انہوں نے اب جان لیا ہوگا کہ جو کچھ ان سے میں نے کہا تھا وہ حق ہے۔ اس کے بعد آپ نے آیت پوری پڑھی، جس کا ترجمہ ہے: ''بے شک آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے''۔

تشریح

مسئلہ سماع موتی

مردے زندوں کا کلام سن سکتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ میں خود صحابہ کرامؓ کا باہمی اختلاف رہا ہے، حضرت عبداللہ ابن عمر سماع موتی کے قائل تھے، جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی نفی کرتی تھیں، اس کے بعد صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین میں اختلاف رہا ہے۔ قائلین سماع موتی (۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں، قلیبِ بدر پر آپ کا مردوں سے خطاب کرنا اور اس کے سماع کی تصریح کرنا، (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کہ حضور کا ارشاد ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھ کر لوگ واپس جاتے ہیں، "إنه يسمع قرع نعاليهم" کہ مردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے، (۳) قبرستان میں جانے کے وقت "السلام عليكم يا أهل القبور" کی تصریح ہے، (۴) مردے کے لئے علم کی صلاحیت کے وجود پر سب کا اتفاق ہے تو سماع کی صلاحیت کے ثبوت میں کیا استبعاد ہے؟

جو حضرات سماع موتی کے قائل نہیں، وہ اپنے استدلال میں آیات کریمہ پیش کرتے ہیں، (۱) ﴿إنك لاتسمع الموتى﴾، (۲) ﴿وما أنت بمسمع من في القبور﴾ آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

لیکن قائلین سماع ان آیات کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان آیت میں سماع موتی کی نفی نہیں ہے، بلکہ اسماع موتی کی نفی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم اپنے اختیار سے مردوں کو نہیں سنا سکتے، آیت سے بالکل ثابت نہیں ہوتا کہ مردے نہیں سن سکتے۔ سماع موتی کا اختلاف حضرات انبیاء کے سماع میں نہیں ہے، ان کا سماع بالاتفاق و بالاجماع مسلّم ہے۔ درج ذیل اختلاف دوسرے موتی کے بارے میں ہے اور اعتدال کی بات یہ ہے کہ جن مواقع میں روایات صحیحہ سے سننا ثابت ہے، وہاں سننے پر عقیدہ رکھا جائے اور جہاں ثابت نہیں وہاں دونوں احتمال ہیں، نہ قطعی اثبات کی گنجائش ہے نہ نفی کی۔

دوسرا مسئلہ

"إن الميت ليعذب ببكاء أهله عليه": میت کو قبر میں اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے یہی منقول ہے، جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ روایت قرآن کریم کی آیت: ﴿ولاتزر وازرة وزر أخرى﴾ اور ﴿وأن ليس للإنسان إلا ما سعى﴾ کے خلاف ہے، کہ ایک انسان کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا اور یہ کہ ہر انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کیا، تو پھر لوگوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب کیسے ہوسکتا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مومن کو نہیں، بلکہ کافر کو بکاء اہل خانہ کی وجہ سے عذاب ہوگا، یا یہ مطلب ہے کہ میت کو اس کے گناہ اور غلطی کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے، جو اس نے پہلے اپنی زندگی میں کئے ہیں اور اس کے گھر والے اب رو رہے ہیں، یا میت کو بکاء اہل کی وجہ سے اس وقت عذاب دیا جاتا ہے جب اس نے اس کی وصیت کی، یا مرنے والے کو گھر والوں کی عادت اور طریق معلوم ہو کہ وہ میت پر روتے ہیں، لیکن اس نے ان کو روکا نہ ہو۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ جو حرام کام کرتے تھے، اس کے انتقال کے بعد اس کے گھر والے ان حرام کاموں (قتل، ڈکیتی، لوٹ مار) کا تذکرہ کر کے روتے تھے، تو آپ نے فرمایا: "إن الميت"...... إلخ کہ یہ گھر والے جن کارناموں کو یاد کر کے روتے ہیں، انہی کی وجہ سے تو اس کو عذاب دیا جا رہا ہے۔

قال قتادة ...... إلخ حضرت قتادہ کا قول ہے کہ اہل قلیب کو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب سننے کے لئے زندہ کر دیا تھا۔ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ قتادہ حضرت عائشہؓ کے ہم خیال تھے اور سماع موتی کے قائل نہیں تھے، اس لئے انہوں نے "أحياهم الله" کہہ کر تاویل کی، اگر سماع موتی کے قائل ہوتے تو تاویل کی ضرورت

نہیں تھی۔

٨ - باب : فَضْلُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا .

شرکاء بدر کی خصوصی فضیلت

امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اہل بدر تمام صحابہ سے افضل ہیں۔

٣٧٦١ : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو : حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ ، عَنْ حُمَيْدٍ قالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقُولُ : أُصِيبَ حارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهْوَ غُلَامٌ ، فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي ، فَإِنْ يَكُنْ فِي الجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ ، وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى تَرَ مَا أَصْنَعُ ، فَقَالَ : (وَيْحَكِ ، أَوَ هَبِلْتِ ، أَوَ جَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ ، إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ ، وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ) . [ر : ٢٦٥٤]

ترجمہ

مجھ سے عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی، ان سے معاویہ بن عمرو نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسحٰق نے حدیث بیان کی اوران سے حمید نے بیان کی کہ میں نے انسؓ سے سنا کہ آپ نے بیان کیا کہ حارثہ بن سراقہ انصاری جو ابھی نوعمر تھے بدر کے موقع پر شہید ہو گئے تھے، (پانی پینے کے لئے حوض پر آئے تھے کہ ایک تیر نے شہید کر دیا)، پھران کی والدہ (ربیع بنت النضر رضی اللہ عنہا، حضرت انس کی پھوپھی) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو معلوم ہے کہ مجھے حارثہ سے کتنا تعلق تھا، اگر وہ اب جنت میں ہے تو میں اس پر صبر کروں گی اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھوں گی اور اگر کسی دوسری جگہ ہے تو آپ دیکھ رہے ہیں، میں کس حال میں ہوں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تم پر رحم فرمائے، کیا تمہاری عقل ماری گئی، وہاں کوئی ایک جنت ہے، بہت سی جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا جنت الفردوس میں ہے۔

تشریح

حارثہ کے والد سراقہ بھی صحابی ہیں جو جنگ حنین میں شہید ہوئے۔ حارثہ رضی اللہ عنہ انصار میں شہید ہونے والوں میں سب سے پہلے بدر کے اندر شہید ہوئے۔ حبان بن العرقہ نے ان کو تیر مارا تھا۔ نیز اس حدیث سے شرکاء بدر کی غیر معمولی فضیلت معلوم ہوئی۔

٣٧٦٢ : حدّثني إسْحَقُ بْنُ إبْرَاهِيمَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قالَ : سَمِعْتُ حُصَيْنَ ٱبْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : بَعَثَنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ ، وَكُلُّنَا فارِسٌ ، قالَ : (ٱنْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خاخٍ ، فَإِنَّ بِهَا ٱمْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ) . فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا حَيْثُ قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ، فَقُلْنَا : الْكِتَابُ ، فَقَالَتْ : ما مَعَنَا كِتَابٌ ، فَأَنَخْنَاهَا فَٱلْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا ، فَقُلْنَا : ما كَذَبَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ، لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ ، فَلَمَّا رَأَتِ ٱلْجِدَّ أَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا ، وَهْيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ ، فَأَخْرَجَتْهُ ، فَٱنْطَلَقْنَا بِهَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، قَدْ خانَ ٱللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ ، فَدَعْنِي فَلأَضْرِبْ عُنُقَهُ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (مَا حَمَلَكَ عَلَى ما صَنَعْتَ) . قالَ حاطِبٌ : وَٱللهِ مَا بِي أَنْ لَا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِٱللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ ، أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ ٱللهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمالِي ، وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا لَهُ هُنَاكَ مِنْ عَشِيرَتِهِ مَنْ يَدْفَعُ ٱللهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمالِهِ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (صَدَقَ ، وَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا) . فَقَالَ عُمَرُ : إِنَّهُ قَدْ خانَ ٱللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ ، فَدَعْنِي فَلأَضْرِبَ عُنُقَهُ . فَقَالَ : (أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ فَقَالَ : لَعَلَّ ٱللهَ ٱطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ : ٱعْمَلُوا ما شِئْتُمْ ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ ، أَوْ : فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ) . فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ ، وَقَالَ : ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . [ر : ٢٨٤٥]

ترجمہ

مجھ سے اسحٰق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی، انہیں عبداللہ بن ادریس نے خبر دی، کہا کہ میں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے سنا، انہوں نے سعد بن عبیدہ سے، انہوں نے عبدالرحمٰن سُلمی سے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے، ابومرثد اور زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر بھیجا، ہم سب شہوار تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ سیدھے چلے جاؤ، جب ''روضہ خاخ'' پر پہنچو گے تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے گی، وہ ایک خط لئے ہوئے ہوگی، جسے حاطب بن ابی بلتعہؓ نے مشرکین کے نام بھیج رکھا ہے، چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ کی نشان دہی کی تھی ہم نے وہیں پر اس عورت کو ایک اونٹ پر جاتے ہوئے پالیا، ہم نے اس سے کہا کہ خط لاؤ، وہ کہنے لگی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اس کے اونٹ کو بیٹھا کر اس کی تلاشی لی، تو واقعی ہمیں بھی کوئی خط نہیں ملا، لیکن ہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کبھی غلط نہیں ہوسکتی۔ ہم نے کہا: خط نکالو ورنہ ہم تمہیں ننگا کر دیں گے، جب اس

نے ہمارا رویہ دیکھا تو ازار بند کی جگہ کی طرف اپنا ہاتھ لے گئی، وہ ایک چادر سے کمر باندھے ہوئے تھی اور اس نے خط نکال کر ہمارے حوالے کیا۔ ہم اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس نے (حاطب بن ابی بلتعہ) اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی ہے، (کہ راز کی بات کافروں کو لکھ بھیجی) مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم نے یہ طرز عمل کیوں اختیار کیا تھا؟ حاطب نے کہا: خدا گواہ ہے، یہ وجہ ہرگز نہیں تھی کہ اللہ اور اس کے رسول پر میرا ایمان باقی نہیں رہا تھا۔ میرا مقصود تو صرف یہ تھا کہ قریش پر اس طرح میرا ایک احسان ہو جائے گا اور اس وجہ سے وہ مکہ میں باقی رہ جانے والے میرے اہل وعیال کی حفاظت کریں گے، آپ کے اصحاب میں جتنے بھی حضرات (مہاجرین) ہیں، ان سب کا قبیلہ وہاں موجود ہے اور اللہ کے حکم سے وہ وہاں ان کے اہل و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتادی، تم لوگوں کو چاہیے کہ ان کے متعلق اچھی بات ہی کہو۔ حضرت عمرؓ نے پھر عرض کیا: اس شخص نے اللہ اس کے رسول اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی، آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ اہل بدر میں سے نہیں ہے؟! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل بدر کے احوال کو پہلے ہی سے جانتا تھا، اور وہ خود فرما چکے ہیں کہ تمہارا جو جی چاہے کرو تمہیں جنت ضرور ملے گی، یا فرمایا کہ میں نے تمہاری مغفرت کردی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

تشریح

اس روایت میں ہے کہ اس عورت نے ازار باندھنے کی جگہ چادر باندھ رکھی تھی، اس نے وہاں سے خط نکالا، جب کہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بالوں کے جوڑے سے خط نکالا، اس تعارض کو دفع کرنے کے لئے بعض نے کہا ہے کہ خط پہلے بالوں کے جوڑے میں تھا بعد میں وہاں سے منتقل کر کے ازار میں رکھ دیا تھا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے پاس دو خط ہوں، ایک بالوں کے جوڑے میں اور دوسرا عقد ازار میں۔ بعض نے کہا کہ "حجزة" کا معنی مطلقاً ماخذ اور معقد کے ہے، خواہ بالوں کا ہو یا ازار کا۔

خط کا مضمون اور اس کا پس منظر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے حدیبیہ کے مقام پر دس سال کے لئے صلح کی تھی، لیکن دو سال کے بعد مشرکین نے اس کی خلاف ورزی کی، پھر اہل مکہ صلح کی تجدید میں کامیاب نہیں ہوئے۔ آپ نے خفیہ طور پر ان پر لشکر کشی کی تیاری شروع کی، اس کو اخفا میں رکھا جا رہا تھا کہ حاطب نے مشرکین کو خط لکھا، جس کا مضمون یہ تھا کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم لشکر جرار لے کر آ رہے ہیں، جس کے غبار سے رات کی طرح اندھیرا چھا جائے گا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بھی تم پر حملہ آور ہوں گے، تو اللہ جل جلالہ ان کی مدد فرمائیں گے، اور کامیابی دیں گے، تم اپنا انتظام کرلو۔

خط کا مضمون کفار کو مرعوب کرنے کا بہترین ذریعہ تھا، لیکن چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشاء ہوا تھا، جس کی آپ کو وحی کے ذریعہ اطلاع دی گئی تھی، چنانچہ خط مکہ نہ پہنچ سکا۔ خط کا مقصد حدیث کے متن میں مذکور ہے، جس کی تصدیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کردی اور فرمایا: "لاتقولو إلا خيراً" اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ''خائن'' کہنا اور اس کے گردن مارنے کی اجازت طلب کرنے کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ زبان سے تو حاطب اظہار اسلام کر رہا ہے، لیکن اس کے دل میں کفار کے لئے محبت موجود ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت عمر کفر ونفاق کے معاملہ میں سخت تھے اور مغلوب الحال ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ "لاتقولوا إلا خيراً" ان کی سمجھ میں آیا ہی نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے یہ محسوس کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاطب کی تالیف کر رہے ہیں، حضرت عمر کی رائے یہ تھی کہ یہ تالیف کے مستحق نہیں، بلکہ تادیب کے مستحق ہیں، اس لئے حضرت حاطب کو خائن اور منافق کہا۔

حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت حاطبؓ کے بارے میں فرمایا: "خان الله ورسوله" اور "إنه منافق"، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت اور نفاق فی العمل دونوں کی نفی نہیں فرمائی، یعنی: فی الجملہ خیانت بھی پائی گئی اور نفاق فی العمل بھی، تو قول عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے متصادم نہ ہوا، چونکہ اس قسم کی خیانت پر امام تعزیراً قتل کرسکتا ہے، اس لئے آپ اجازت طلب کر رہے تھے۔

اعملوا ما شئتم فقد وجبت لكم الجنة، اعملوا ما شئتم قد غفرت لكم

ان ارشادات کا یہ مطلب نہیں کہ اہل بدر تکالیفِ شرعیہ سے مستثنیٰ تھے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کے ماضی کے گناہ اللہ پاک نے معاف کر دیئے اور یہ خطاب ان کی تکریم کے لئے ہے کہ اگر آئندہ کوئی گناہ صادر ہوگا تو استغفار سے اس کا تدارک کریں گے۔

باب

یہ باب بلاترجمہ ہے اور مبتدا محذوف مان کر اعراب دیا جائے گا، "أي: هذا باب" اور یہ باب کالفصل من باب السابق ہوگا۔

٣٧٦٣ : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيلِ ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ ، وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ

رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ : (إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَارْمُوهُمْ ، وَٱسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ) .

حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ : حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيلِ ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ : (إِذَا أَكْثَبُوكُمْ - يَعْنِي أَكْثَرُوكُمْ - فَارْمُوهُمْ ، وَٱسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ) .

[ر : ٢٧٤٤]

ترجمہ

مجھ سے عبداللہ بن محمد الجعفی نے، ان سے ابواحمد زبیری نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے حدیث بیان کی، ان سے حمزہ بن ابی اسید نے اور زبیر بن منذر بن ابی اسید نے اور ان سے ابواسیدؓ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر ہمیں ہدایت کی تھی کہ جب کفار تمہارے قریب آ جائیں، تو پھر ان پر تیر برسانے شروع کر دینا اور اب (جب وہ اتنے قریب نہیں ہیں) اپنے تیروں کو محفوظ رکھنا۔

تشریح

"إذا کثبوا فرموهم" کے معنی ہیں: "إذا قربوا منكم فأمكنوكم من أنفسهم فارموهم".

"أكثبوا" ماضی از باب افعال، بمعنی قرب۔ "استبقوا" امر از باب استفعال ہے، مشتق از بقاء۔

مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے حدیث بیان کی، ان سے ابواحمد زبیری نے، ان سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے، ان سے حمزہ بن ابی اسید اور منذر بن ابی اسید نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے موقع پر ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی تھی کہ جب کفار تمہارے قریب آ جائیں، یعنی: جب حملہ کریں اور اتنے قریب آ جائیں کہ تم اپنے تیر کا نشانہ انہیں بنا سکو تو پھر ان پر تیر برسانا شروع کرو اور اب (جب تک وہ اتنے قریب نہیں ہیں) اپنے تیر کو محفوظ رکھو۔

٣٧٦٤ : حدّثني عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ ٱبْنَ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ : جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ جُبَيْرٍ ، فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً ، سَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَتِيلاً ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ : يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ . [ر : ٢٨٧٤]

ترجمہ

مجھ سے عمرو بن خالد نے حدیث بیان کی، ان سے زہیر نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسحٰق نے بیان کیا کہ

میں نے براء بن عازب سے سنا، آپ بیان کر رہے تھے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی لڑائی میں تیراندازوں پر عبداللہ بن زبیر کو سردار مقرر کیا تھا۔ اس لڑائی میں ہمارے ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے بدر کی لڑائی کے موقع پر ایک سو چالیس مشرکین کو نقصان پہنچا تھا، ستر ان میں سے قتل کردیئے گئے تھے اور ستر قیدی بنا کر لائے گئے تھے۔ اسی پر ابوسفیان نے کہا تھا کہ آج (احد) کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی سی ہے۔

تشریح

''سجال''، ''سجل'' کی جمع ہے۔ ''ڈول'' کو کہتے ہیں، یہ محاورہ ہے، جس طرح کنویں پر ڈول کھینچنے سے کبھی ایک ہاتھ میں ہوتا ہے کبھی دوسرے ہاتھ میں، اسی طرح جنگ میں بھی کامیابی کبھی ایک فریق کو ہوتی ہے، کبھی دوسرے فریق کو۔

٣٧٦٥ : حدَّثني مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ بُرَيْدٍ ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسٰى – أُرَاهُ – عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (وَإِذَا الْخَيْرُ ما جاءَ ٱللهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ ، وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ) . [ر : ٣٤٢٥]

ترجمہ

مجھ سے محمد بن علاء نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی، ان سے برید نے، ان سے ان کے دادا نے اور ان سے ابوبردہ نے، ان سے ابوموسیٰ اشعریؓ نے غالباً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کہ آپ نے فرمایا: خیر اور بھلائی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں احد کی لڑائی کے بعد عنایت فرمائی اور (خلوص عمل کا بدلہ یہ ہے) جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بدر کی لڑائی کے بعد عنایت فرمائی۔

تشریح

پوری حدیث امام بخاریؒ نے ''باب علامة النبوة'' میں بیان کی ہے، یہاں اس حدیث کا ایک جز نقل کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ آپ نے ایک تلوار کو حرکت دی تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا، پھر دوبارہ حرکت دی تو وہ اس سے بھی زیادہ اچھی صورت میں ہوگئی جیسے پہلے تھی، یہاں جو جز منقول ہے: ''خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ بعد میں بھی خیر لے کر آئے''۔ اس خیر سے مراد یا تو شہداء احد کی شہادت ہے یا مسلمانوں کی ثابت قدمی اور فتوحات ہیں،

جواللہ نے غزوۂ احد کے بعد انہیں دیں یا اس سے مسلمانوں کی بدر میں کامیابی مراد ہے۔

وثواب الصدق الذي آتانا بعد يوم بدر

بہترین اور اچھا بدلہ وہ ہے جو اللہ نے ہم کو بدر کے بعد عطا فرمایا۔ اس جملہ کا مطلب یا تو یہ ہے کہ بہترین ثواب اور بدلہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے یوم بدر میں مسلمانوں کو عطا کیا، جس کی وجہ سے ان کو مقام تکریم حاصل ہوا، یا مطلب یہ ہے کہ بہترین ثواب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو بدر صغریٰ کے بعد انعامات اور فتوحات کی صورت میں عطا فرمائے۔

٣٧٦٦ : حدّثني يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ : قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ : إِنِّي لَفِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ ، إِذِ الْتَفَتُّ فَإِذَا عَنْ يَمِينِي وَعَنْ يَسَارِي فَتَيَانِ حَدِيثَا السِّنِّ ، فَكَأَنِّي لَمْ آمَنْ بِمَكَانِهِمَا ، إِذْ قَالَ لِي أَحَدُهُما سِرًّا مِنْ صَاحِبِهِ : يَا عَمِّ أَرِنِي أَبَا جَهْلٍ ، فَقُلْتُ : يَا ٱبْنَ أَخِي ، وَمَا تَصْنَعُ بِهِ ؟ قَالَ : عاهَدْتُ ٱللّٰهَ إِنْ رَأَيْتُهُ أَنْ أَقْتُلَهُ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ ، فَقَالَ لِي الآخَرُ سِرًّا مِنْ صَاحِبِهِ مِثْلَهُ ، قَالَ : فَمَا سَرَّنِي أَنِّي بَيْنَ رَجُلَيْنِ مَكانَهُمَا ، فَأَشَرْتُ لَهُمَا إِلَيْهِ ، فَشَدَّا عَلَيْهِ مِثْلَ الصَّقْرَيْنِ حَتَّى ضَرَبَاهُ ، وَهُما ٱبْنَا عَفْرَاءَ . [ر : ٢٩٧٢]

ترجمہ

مجھ سے یعقوب نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے، ان کے والد نے ان کے دادا کے واسطے سے کہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے فرمایا: بدر کی لڑائی کے موقع پر میں صف میں کھڑا تھا، میں نے مڑ کر دیکھا تو میرے دائیں اور بائیں طرف دو نوجوان کھڑے تھے، ابھی میں ان کے متعلق کوئی فیصلہ بھی نہیں کر پایا تھا کہ ایک نے مجھ سے چپکے سے پوچھا، تاکہ اس کا ساتھی سننے نہ پائے، چچا! مجھے ابوجہل دیکھا دیجئے۔ میں نے کہا: بھتیجے! تم اسے دیکھ کر کیا کروگے؟ اس نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عہد کیا ہے کہ اگر میں نے اسے دیکھ لیا یا تو قتل کر کے رہوں گا یا پھر خود اپنی جان دیدوں گا۔ دوسرے نوجوان نے بھی اپنے ساتھی سے چھپاتے ہوئے مجھ سے یہی بات پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت ان دونوں نوجوانوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر مجھے مسرت محسوس ہوئی، میں نے اشارے سے انہیں ابوجہل دکھایا، وہ دونوں باز کی طرح اس پر جھپٹے اور آخر اسے مار گرایا، یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔

٣٧٦٧ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي أَسِيدِ بْنِ جارِيَةَ الثَّقَفِيُّ ، حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ : بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشَرَةً عَيْنًا ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عاصِمَ بْنَ ثابِتٍ الأَنْصارِيَّ جَدَّ عاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ ، حَتَّى إِذَا كانُوا بِالْهَدْأَةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ، ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيانَ ، فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مائَةِ رَجُلٍ رامٍ ، فَاقْتَصُّوا آثارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمُ التَّمْرَ في مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ ، فَقالُوا : تَمْرُ يَثْرِبَ ، فَاتَّبَعُوا آثارَهُمْ ، فَلَمَّا حَسَّ بِهِمْ عاصِمٌ وَأَصْحابُهُ لَجَؤُوا إِلَى مَوْضِعٍ فَأَحاطَ بِهِمُ القَوْمُ ، فَقالُوا لَهُمُ : انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ ، وَلَكُمُ العَهْدُ وَالْمِيثاقُ : أَنْ لا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا . فَقالَ عاصِمُ بْنُ ثابِتٍ : أَيُّها الْقَوْمُ أَمَّا أَنا فَلا أَنْزِلُ في ذِمَّةِ كافِرٍ ، ثُمَّ قالَ : اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عاصِمًا ، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلاثَةُ نَفَرٍ عَلَى العَهْدِ وَالمِيثاقِ ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِها . قالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ : هذا أَوَّلُ الْغَدْرِ ، وَاللهِ لا أَصْحَبُكُمْ ، إِنَّ لِي بِهٰؤُلاءِ أُسْوَةً ، يُرِيدُ القَتْلَى ، فَجَرَّرُوهُ وَعالَجُوهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ ، فَانْطُلِقَ بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتَّى باعُوهُما بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ ، فَابْتاعَ بَنُو الحارِثِ ابْنِ عامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا ، وَكانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الحارِثَ بْنَ عامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ ، فَاسْتَعارَ مِنْ بَعْضِ بَناتِ الحارِثِ مُوسى يَسْتَحِدُّ بِها فَأَعارَتْهُ ، فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَها وَهِيَ غافِلَةٌ حَتَّى أَتاهُ ، فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسى بِيَدِهِ ، قالَتْ : فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَها خُبَيْبٌ ، فَقالَ : أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ ؟ ما كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ ، قالَتْ : وَاللهِ ما رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ ، وَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ في يَدِهِ ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ بِالحَدِيدِ ، وَما بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ ، وَكانَتْ تَقُولُ : إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللهُ خُبَيْبًا ، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الحَرَمِ ، لِيَقْتُلُوهُ فِي الحِلِّ ، قالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ : دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ، فَقالَ : وَاللهِ لَوْلا أَنْ تَحْسِبُوا أَنَّ ما بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ ، ثُمَّ قالَ : اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ، وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا ، ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُولُ :

فَلَسْتُ أُبالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي

وَذٰلِكَ في ذاتِ الإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبارِكْ عَلَى أَوْصالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ثُمَّ قامَ إِلَيْهِ أَبُو سَرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الحارِثِ فَقَتَلَهُ ، وَكانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلاةَ ، وَأَخْبَرَ – يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ – أَصْحابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوا خَبَرَهُمْ ، وَبَعَثَ ناسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عاصِمِ بْنِ ثابِتٍ – حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ – أَنْ يُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ ، وَكانَ قَتَلَ رَجُلًا

إِلَى عاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ – حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ – أَنْ يُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلاً عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ ، فَبَعَثَ اللهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ ، فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا . [ر : ٢٨٨٠]

٣٧٦٨ : وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مالِكٍ : ذَكَرُوا مُرَارَةَ بْنَ الرَّبِيعِ الْعَمْرِيَّ ، وَهِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيَّ ، رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ ، قَدْ شَهِدَا بَدْرًا . [ر : ٢٦٠٦]

ترجمہ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے ابراہیم نے حدیث بیان کی، انہیں ابن شہاب نے خبر دی کہا کہ مجھے عمر بن اسید بن حارثہ ثقفی نے خبر دی جو بنی زہرہ کے خلیفہ تھے اور ابو ہریرۃ کے تلامذہ میں شامل تھے، کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس جاسوس بھیجے اور ان کا امیر عاصم بن ثابت انصاریؓ کو بنایا، جو عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا ہیں۔ جب یہ لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان مقام ''ہدہ'' پر پہنچے تو ہذیل کے ایک قبیلے کو ان کے آنے کی اطلاع مل گئی، اس قبیلہ کا نام بنی لحیان تھا، چنانچہ اس کے سو تیر انداز ان حضرات کی تلاش میں نکلے اور ان کے نشانِ قدم کے اندازے پر چلنے لگے، آخر اس جگہ بھی پہنچ گئے جہاں بیٹھ کر ان حضرات نے کھجور کھائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ یثرب (مدینہ) کی کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں، اب پھر وہ ان کے نقش قدم کے اندازے پر چلنے لگے۔ جب حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں نے ان کی نقل وحرکت کو محسوس کیا تو ایک محفوظ جگہ پناہ لی، قبیلہ والوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور ہماری حراست خود سے قبول کر لو، تو تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے کسی فرد کو قتل نہیں کریں گے۔ عاصم بن ثابت نے فرمایا: مسلمانو! میں کسی کافر کی پناہ میں نہیں اتر سکتا، پھر آپ نے دعا کی اے اللہ! ہمارے حالات کی اطلاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دیجئے۔ آخر قبیلہ والوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی کی اور عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، بعد میں ان کے وعدے پر تین صحابہ اتر آئے، یہ حضرات حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ اور ایک تیسرے صحابی تھے۔ قبیلہ والوں نے جب ان حضرات پر قابو پا لیا تو ان کی کمان سے تانت نکال کر اسی سے انہیں باندھ دیا، تیسرے صحابی نے فرمایا: یہ تمہاری پہلی بدعہدی ہے، میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں جا سکتا، میرے لئے تو انہی کی زندگی نمونہ اور مثال ہے۔ آپ کا اشارہ ان حضرات کی طرف تھا جو شہید کئے جا چکے تھے، کفار نے انہیں گھسیٹنا شروع کیا، زبردستی کی، لیکن وہ کسی طرح ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوئے تو انہوں نے ان کو بھی شہید کر دیا اور خبیب اور زید کو ساتھ لے گئے اور مکہ میں جا کر ان کو بیچ دیا۔

یہ بدر کی لڑائی کے بعد کا واقعہ ہے، چنانچہ حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خرید لیا، آپ نے ہی بدر کی

لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا، کچھ دنوں تک تو آپ ان کے ہاں قید رہے، بعد میں انہوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا، انہی دنوں حارث کی کسی لڑکی سے آپ نے استرا مانگا موئے زیر ناف بنانے کے لئے، اس نے دے دیا، اس وقت ایک چھوٹا سا بچہ ان کے پاس کھیلتا ہوا چلا گیا، پھر جب وہ آپ کی طرف آئی تو دیکھا بچہ آپ کی ران پر بیٹھا ہے اور استرا آپ کے ہاتھ میں ہے، یہ دیکھتے ہی وہ گھبرا گئی، حضرت خبیب نے اس کی گھبراہٹ کو محسوس کیا اور فرمایا کہ کیا تمہیں اس کا خوف ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کر دوں گا، یقین کرو میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس خاتون نے بیان کیا: خدا کی قسم! میں نے کبھی کوئی قیدی حبیبؓ سے بہتر نہیں دیکھا۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے انہیں ایک دن انگور کے ایک خوشے سے انگور کھاتے ہوئے دیکھا جو ان کے ہاتھ میں تھا، حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں اس وقت کوئی پھل نہیں تھا۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی روزی تھی جو اس نے حضرت حبیب کے لیے بھیجی تھی، پھر بنو حارثہ ان کو قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر لے جانے لگے تو خبیب نے فرمایا: مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو، انہوں نے اس کی اجازت دی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا: (خدا گواہ ہے) اگر تمہیں یہ خیال نہ ہونے لگتا کہ میں پریشانی کی وجہ سے دیر تک نماز پڑھ رہا ہوں تو اور زیادہ دیر تک پڑھتا، پھر آپ نے دعا کی، اے اللہ! ان میں سے ایک ایک کو الگ الگ ہلاک کر اور ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ اور یہ اشعار پڑھے: ''جب کہ میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ اللہ کی راہ میں مجھے کس پہلو پر بچھایا جائے گا اور یہ صرف اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ہے، اگر وہ چاہے گا تو میرے جسم کے ایک ایک جوڑ پر ثواب عطا فرمائے گا''۔ اس کے بعد ابو سروعہ عقبہ بن حارثہ ان کی طرف بڑھا اور انہیں شہید کر دیا۔ حضرت خبیبؓ نے ہر اس مسلمان کے لئے جسے قید کر کے قتل کیا جائے نماز کی سنت قائم کی ہے (قتل سے پہلے دو رکعت)، ادھر جس دن ان صحابہ پر مصیبت نازل ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن اپنے صحابہ کو اطلاع دے دی تھی۔ قریش کے کچھ لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ عاصم بن ثابتؓ شہید ہو گئے ہیں تو ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے، تا کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ لائیں، تا کہ انہیں پہچانا جا سکے، کیونکہ آپ نے (بدر میں) ان کے ایک سردار کو قتل کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لاش پر بادل کی طرح شہد کی مکھیوں کے پَرے بھیج دیئے اور انہوں نے آپ کے جسم کی ان قریش کے فرستادوں سے حفاظت کی، چنانچہ وہ آپ کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ کاٹ سکے۔ کعب بن مالک نے (اپنی طویل حدیث میں) بیان کیا کہ میرے سامنے لوگوں نے مرارہ بن ربیع عمریؓ اور ہلال بن امیہؓ کا ذکر کیا (جو غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے) کہ وہ صالح صحابہ میں سے ہیں اور بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

تشریح

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے، امام بخاریؒ نے کعب بن مالک کا قول نقل کر کے ان پر رد کیا کہ ان کی رائے صحیح نہیں اور نہ ان کی رائے پر کوئی صریح دلیل ہے۔

٣٧٦٩ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا لَيْثٌ ، عَنْ يَحْيىٰ ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ذُكِرَ لَهُ : أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ، وَكَانَ بَدْرِيًّا ، مَرِضَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ ، فَرَكِبَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ تَعَالَى النَّهَارُ ، وَٱقْتَرَبَتِ الجُمُعَةُ ، وَتَرَكَ الجُمُعَةَ .

ترجمہ

ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی، ان سے لیث نے، ان سے یحیٰ نے حدیث بیان کی، ان سے نافع نے کہ ابن عمرؓ سے ذکر کیا گیا کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ جو بدری صحابہ تھے، جمعہ کے دن سے بیمار ہو گئے ہیں، تو ابن عمرؓ سوار ہو کر (سعید کی بیمار پرسی کے لئے) گئے، بعد اس کے کہ دن چڑھ چکا تھا اور جمعہ کا وقت قریب ہو گیا اور آپ نے جمعہ کی نماز چھوڑ دی، یعنی: نہیں پڑھ سکے۔

تشریح

سعید بن زید عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، بدر میں شریک نہیں ہوئے، لیکن ان کو بدری صحابہ میں اس لئے شریک کیا گیا کہ غزوۂ بدر کی مال غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور طلحہ بن عبیداللہ کو شام کے راستے کی طرف سے قافلہ کی تفتیش حال کے لئے بھیجا تھا، دونوں کے جاتے ہی بدر کی جنگ واقع ہوئی، ان کی واپسی سے پہلے حضور نے ان کو شریک جنگ قرار دیا۔ حضرت سعید بن زید حضرت عمر فاروقؓ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے، ان کی زندگی کے بالکل آخری وقت میں ابن عمرؓ کو اطلاع ہوئی، تو انہوں نے عذراً جمعہ کو چھوڑ دیا، قبل از زوال جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے، زوال کے بعد چونکہ وقت داخل ہو جاتا ہے، عذر معقول کے بغیر سفر درست نہیں۔

٣٧٧٠ : وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ : أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ : يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ ، فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيثِهَا ، وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ ٱسْتَفْتَتْهُ . فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ الْأَرْقَمِ ، إِلَى عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ : أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ : أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ ، وَكَانَ

مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا ، فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهْيَ حَامِلٌ ، فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ ، فَقَالَ لَهَا : ما لِي أَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ ، تُرَجِّينَ النِّكَاحَ ، فَإِنَّكِ وَاللّٰهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ . قالَتْ سُبَيْعَةُ : فَلَمَّا قالَ لِي ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ ، وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ ، فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي ، وَأَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي .

تَابَعَهُ أَصْبَغُ ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ ، عَنْ يُونُسَ . وَقالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ : وَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ : أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ ، مَوْلَى بَنِي عامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ : أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ ، وَكانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا ، أَخْبَرَهُ . [٥٠١٣ ، وانظر : ٤٦٢٦]

ترجمہ

لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے حدیث بیان کی کہ ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے حدیث بیان کی کہ ان کے والد نے عمر بن عبداللہ بن زید بن ارقم کو لکھا کہ وہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائیں اور ان سے ان کے واقعہ کے متعلق پوچھیں کہ جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تھا، تو آپ نے ان کو کیا فرمایا تھا؟ چنانچہ انہوں نے میرے والد کو اس کے جواب میں لکھا کہ سبیعہ بنت حارث نے ان کو خبر دی کہ وہ سعد بن خولہ کے نکاح میں تھیں، آپ کا تعلق بنی عامر بن لوئی سے تھا اور آپ جنگ بدر میں شرکت کرنے والوں میں سے تھے، پھر حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہوگئی تھی اور اس وقت وہ حمل سے تھیں، حضرت سعدؓ کی وفات کے کچھ ہی دن بعد ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، نفاس کے ایام میں سے جب وہ گزر چکی تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے انہوں نے زیب و زینت کی۔ اس وقت بنو عبدالدار کے ایک صحابی ابوالنابل بن بعلک ان کے ہاں گئے اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے یہ زیب و زینت کی ہے، کیا نکاح کا ارادہ ہے؟ لیکن خدا کی قسم! جب حضرت سعد کی وفات کو چار مہینے دس دن نہ گزر جائیں تم نکاح کے قابل نہیں ہوگی۔ حضرت سبیعہؓ نے کہا کہ جب ابوالنابل نے یہ بات مجھ سے کہی ہے تو میں نے شام ہوتے ہی کپڑے پہنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں ولادت کے بعد واقعی

عدت سے نکل چکی ہوں اور اگر میں چاہوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔ اس روایت کی متابعت اصبغ نے ابن وہب کے واسطہ سے کی، ان سے یونس نے بیان کیا، اور لیث نے کہا کہ مجھ سے یونس نے حدیث بیان کی، ان سے ابن شہاب نے، آپ نے بیان کیا کہ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے بنو عامر بن لوئی کے مولا محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان نے خبر دی کہ محمد بن ایاس بن بکیر نے انہیں خبر دی اور ان کے والد بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

اس حدیث کو ذکر کرنے کی مناسبت یہی ہے کہ حضرت سعد بن خولہ بدری تھے۔

٩ – باب : شُهُودِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا .

جنگ بدر میں فرشتوں کی شرکت

٣٧٧١/٣٧٧٢ : حدّثني إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ ، قالَ : جاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : ما تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ ؟ قالَ : (مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ) . أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا ، قالَ : وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ .

ترجمہ

مجھ سے اسحٰق بن ابراہیم نے حدیث بیان کی، انہیں جریر نے خبر دی، انہیں یحیٰی بن سعید نے، انہیں معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی نے اپنے والد رفاعہ بن رافع کے واسطہ سے کہ ان کے والد بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں سے تھے، آپ نے بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے پوچھا کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کا آپ کے ہاں کیا مرتبہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے افضل ہیں، یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کا کوئی جملہ ارشاد فرمایا، تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جو فرشتے بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی مرتبہ یہی ہے۔

(٣٧٧٢) : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ، عَنْ يَحْيٰى ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ ، وَكَانَ رِفاعَةُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ ، وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ ، فَكَانَ يَقُولُ لِابْنِهِ : ما يَسُرُّنِي أَنِّي شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ ، قالَ : سَأَلَ جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ ، بِهٰذَا .

ترجمہ

ہم سے سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، ان سے حماد نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے، ان سے معاذ بن رفاعہ بن رافع نے، رفاعہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے اور ان کے والد رافع بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے، تو آپ اپنے صاحبزادے رفاعہ سے فرمایا کرتے تھے کہ بیعت عقبہ کی شرکت کے مقابلے میں بدر کی شرکت مجھے زیادہ عزیز نہیں ہے۔ بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تھا۔

تشریح

"ما يسرّني" میں "ما" نافیہ ہوتو مطلب یہ ہے کہ میرے لئے یہ باعث مسرت نہیں کہ میں عقبہ کی بجائے بدر میں حاضر ہوتا، بدر میں غیر حاضری پر مجھے قلق نہیں، اور "ما" استفہامیہ کی صورت میں مطلب ہوگا کہ کیا یہی خوشی ہوتی مجھ کو کہ میں عقبہ کے بجائے بدر میں حاضر ہوتا۔

"عقبہ" ایک گھاٹی کا نام ہے جو مکہ کے پاس منیٰ میں ہے، اس میں جمرات، یعنی: ستون ہیں، جہاں ہجرت سے پہلے انصار نے مکہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ عقبہ اولیٰ میں بارہ اور ثانی میں ستر حضرات تھے۔ "عقبہ" وہ منزل تھی جس پر بیعت ہی کی بدولت اسلام کے فروغ کے مواقع ملے۔

حدّثنا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ : أَخْبَرَنَا يَزِيدُ : أَخْبَرَنَا يَحْيىٰ : سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ : أَنَّ مَلَكًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ : نَحْوَهُ . وَعَنْ يَحْيىٰ : أَنَّ يَزِيدَ بْنَ الْهَادِ أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ كَانَ مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مُعَاذٌ هٰذَا الحَدِيثَ ، فَقَالَ يَزِيدُ : فَقَالَ مُعَاذٌ : إِنَّ السَّائِلَ هُوَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

ترجمہ

ہم سے اسحٰق بن منصور نے حدیث بیان کی، انہیں یزید نے خبر دی، انہیں یحییٰ نے خبر دی اور انہوں نے معاذ بن رفاعہؓ سے سنا کہ ایک فرشتہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور یحییٰ سے روایت ہے کہ یزید بن ھاد نے انہیں خبر دی کہ جس دن معاذ بن رفاعہ نے ان سے یہ حدیث بیان کی تھی تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے، یزید نے بیان کیا کہ معاذ نے فرمایا تھا کہ پوچھنے والے "جبرائیل امین" تھے۔

٣٧٧٣ : حدّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسىٰ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا خَالِدٌ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ : (هٰذَا جِبْرِيلُ ، آخِذٌ بِرَأْسِ

فَرَسِهِ ، عَلَيْهِ أَدَاةُ الحَرْبِ) . [۳۸۱۵]

ترجمہ

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، انہیں عبدالوہاب نے خبر دی، ان سے خالد نے حدیث بیان کی، ان سے عکرمہ نے، ان سے ابن عباسؓ نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی کے موقعہ پر فرمایا تھا: ''یہ ہیں جبرائیل اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے اور ہتھیار بند''۔

باب

''فيما يتعلق ببدر'' کے معنی میں ہے اور کالفصل من الباب السابق ہے۔

٣٧٧٤ : حدّثني خَلِيفَةُ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : ماتَ أَبُو زَيْدٍ ، وَلَمْ يَتْرُكْ عَقِبًا ، وَكانَ بَدْرِيًّا .

ترجمہ

مجھ سے خلیفہ نے حدیث بیان کی، ان سے محمد بن عبداللہ انصاری نے حدیث بیان کی، ان سے سعید نے حدیث بیان کی، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ابو زیدؓ وفات پاگئے اور آپ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی آپ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

تشریح

ابو زیدؓ کے نام کے بارے میں بعض کہتے ہیں ''اوس بن السکن'' ہے، جب کہ بعض نے ''معاذ'' اور بعض نے ''ثابت بن زید'' نقل کیا ہے، لیکن کنیت سے مشہور تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں حفظِ قرآن کر لیا تھا اور عمر فاروقؓ کے دور میں انتقال ہوا۔

٣٧٧٥ : حدّثنا عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ٱبْنِ خَبَّابٍ : أَنَّ أَبَا سَعِيدِ بْنَ مالِكٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ، فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لحمًا مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ ، فَقَالَ : ما أَنَا بِآكِلِهِ حَتَّى أَسْأَلَ ، فَٱنْطَلَقَ إِلَى أَخِيهِ لِأُمِّهِ ، وَكانَ بَدْرِيًّا ، قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ : إِنَّهُ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ ، نَقْضٌ لِمَا كانُوا يُنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضْحَى بَعْدَ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ . [٥٢٤٨]

ترجمہ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، ان سے لیث نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی، ان سے قاسم بن محمد نے، ان سے ابن حباب نے کہ ابوسعید بن مالک خدریؓ سفر سے واپس ہوئے تو ان کے گھر والے قربانی کا گوشت ان کے لئے لائے۔ انہوں نے فرمایا: میں اسے اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک اس کا حکم نہ معلوم کرلوں، (کیونکہ ابتداء اسلام میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے میں ممانعت کر دی گئی تھی)، چنانچہ آپ اپنی والدہ کی طرف سے ایک بھائی کے پاس گئے، وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں سے تھے، (یعنی: قتادہ بن نعمان)، انہوں نے بتایا کہ بعد میں وہ حکم جس میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی تھی، منسوخ کر دیا گیا تھا۔

تشریح

حدیث کی مناسبت باب سے ”وكان بدريا“ میں ہے، یعنی: قتادہ بن نعمان بدری تھے۔

٣٧٧٦ : حدَّثني عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ الزُّبَيْرُ : لَقِيتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ ، وَهُوَ مُدَجَّجٌ ، لَا يُرَى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ ، وَهْوَ يُكْنَى أَبَا ذَاتِ الْكَرِشِ ، فَقَالَ أَنَا أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ ، فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ . قَالَ هِشَامٌ : فَأُخْبِرْتُ : أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ : لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ ، ثُمَّ تَمَطَّأْتُ ، فَكَانَ الجَهْدُ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنَى طَرَفَاهَا . قَالَ عُرْوَةُ : فَسَأَلَهُ إِيَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخَذَهَا ، ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ ، فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا ، فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ أَخَذَهَا ، ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا ، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ آلِ عَلِيٍّ ، فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ ، فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى قُتِلَ .

ترجمہ

مجھ سے عبیدہ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے زبیرؓ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی کے موقعہ پر میری ملاقات عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہوئی، اس کا سارا جسم لوہے سے ڈھکا ہوا تھا اور صرف آنکھ دکھائی دے رہی تھی، اس کی کنیت ”ابوذات الکرش“ تھی، کہنے لگا کہ میں ابوذات الکرش ہوں۔ میں نے چھوٹے نیزے سے اس پر حملہ کیا اور اس کی آنکھ

ہی کو نشانہ بنایا، چنانچہ اس زخم سے وہ مر گیا۔

ہشام نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی کہ زبیرؓ نے فرمایا: پھر میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھ کر پورا زور لگایا اور بڑی دشواری سے وہ نیزہ اس کی آنکھ سے نکال سکا، اس کے دونوں کنارے مڑ گئے تھے۔ عروہ نے بیان کیا کہ پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کا وہ نیزہ عاریتاً طلب فرمایا، تو آپ نے پیش کر دیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق نے طلب کیا تو آپ نے انہیں بھی دے دیا، حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق نے طلب کیا، آپ نے انہیں بھی دے دیا، حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد آپ نے اسے لے لیا، پھر حضرت عثمانؓ نے طلب کیا تو آپ نے دے دیا، حضرت عثمان کی شہادت کے بعد وہ نیزہ حضرت علیؓ کے پاس چلا گیا اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کے پاس، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر نے اسے لے لیا اور آپ کے پاس ہی وہ رہا، یہاں تک کہ آپ شہید کر دیئے گئے۔

تشریح

حضرت زبیر بن العوامؓ جنگ بدر میں شریک تھے، یہی باب سے مناسبت ہے اور یہی مقصود ہے۔

٣٧٧٧ : حدّثنا أَبُو اليَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي أَبو إِدْرِيسَ ، عائِذُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ ، وَكانَ شَهِدَ بَدْرًا : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ : (بَايِعُونِي) . [ر : ١٨]

ترجمہ

ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی، انہیں شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں عبادہ بن صامتؓ نے کہ آپ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھ سے عہد بیعت کرو۔

٣٧٧٨ : حدّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ ، وَكانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسولِ ٱللهِ ﷺ ، تَبَنَّى سَالِمًا ، وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ ، وَهْوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصارِ ، كما تَبَنَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ زَيْدًا ، وَكانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا في الجَاهِلِيَّةِ دَعاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ ، حتَّى أَنْزَلَ ٱللهُ تَعالَى : «ٱدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ» . فَجاءَتْ سَهْلَةُ النَّبِيَّ ﷺ : فَذَكَرَ الحَدِيثَ . [٤٨٠٠]

ترجمہ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی، ان سے لیث نے حدیث بیان کی، ان سے عقیل نے، انہیں ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عروہ بن زبیر نے اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے کہ ابوحذیفہؓ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے، حضرت سالم کو اپنا منہ بولا بیٹا اور ان کی اپنی بھتیجی (ہند بنت ولید بن عتبہ) سے شادی کر دی تھی۔ حضرت سالمؓ ایک انصاری خاتون کے مولا تھے، جیسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ کوئی کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا دیتا تھا، تو لوگ اس کی طرف اس کو منسوب کر کے پکارتے تھے اور منہ بولا بیٹا اس کی میراث کا بھی وارث ہوتا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''انہیں ان کی آباء کی طرف منسوب کر کے پکارو'' تو سہلہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، پھر تفصیل سے آپ نے حدیث بیان کی۔

تشریح

وأنكحه بنت أخيه

یہاں اس روایت میں ابوحذیفہ کی بھتیجی کا نام ہند بنت ولید ہے، جب کہ ''مؤطا امام مالک'' کی روایت میں اس کا نام فاطمہ ہے، تو ممکن ہے کہ ان کے دو نام ہوں یا ایک نام اور دوسرا لقب ہو، کسی نے نام ذکر کیا، کسی نے لقب۔

مولىٰ لامراة من الأنصار

حضرت سالم رضی اللہ عنہ ثبیہ بنت یعاز انصاریہ عورت کے آزاد کردہ غلام تھے، جب کہ ''کتاب المناقب'' میں ہے: ''سالم مولیٰ ابی حذیفہ''۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ''سالم مولی ابی حذیفہ'' مجازاً کہا گیا ہے، اس لئے کہ حضرت سالمؓ حضرت ابوحذیفہؓ کے پاس رہا کرتے تھے، اصل میں آزاد کردہ غلام تو ثبیہ انصاریہ ہی کے ہیں۔

فجاء ت سهلة النبي صلى الله عليه وسلم، فذكر الحديث

سہلہ بنت سہیل حضرت ابوحذیفہؓ کی بیوی تھیں، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت سالم کے ساتھ ہمارا تعلق اتنا ہے کہ ہم نے ان کو اپنا بیٹا بنایا ہوا ہے، اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت سالم کا ہمارے گھر آنا ابوحذیفہ کو ناپسند ہے اور اس سے قطع تعلق بھی مشکل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کو دودھ پلاؤ، پھر جب سہلہ نے ان کو دودھ پلایا تو رضاعی بیٹے بن گئے۔

اس عمر سے دودھ پلا کر رضاعت کا اعتبار کرنا خصوصیت پر محمول ہے۔ابوحذیفہ کا نام مہثیم ، ہشیم ،ہاشم اور قیس بتایا گیا ہے، بدری صحابی ہیں، چھپن سال کی عمر میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ،انہی کی وجہ سے اس حدیث کو اس باب کے تحت امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔

۳۷۷۹ : حدّثنا عَلِيٌّ : حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ : حَدَّثَنَا خالِدُ بْن ذَكْوَانَ ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي ، وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدَّفِّ ، يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ ، حَتَّى قالَتْ جارِيَةٌ : وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ ما في غَدٍ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَا تَقُولِي هٰكَذَا ، وَقُولِي ما كُنْتِ تَقُولِينَ) . [٤٨٥٢]

ترجمہ

ہم سے علی نے حدیث بیان کی ،ان سے بشر بن مفضل نے حدیث بیان کی ،ان سے خالد بن ذکوان نے ،ان سے ربیع بنت معوذؓ نے بیان کیا کہ جس رات میری شادی ہوئی تھی ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی صبح کو میرے ہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے جیسے اب تم میرے پاس بیٹھے ہو، چند بچیاں دف بجارہی تھیں اور وہ اشعار پڑھ رہی تھیں، جن میں ان کے اُن خاندان والوں کا ذکر تھا جو بدر میں شہید ہو گئے تھے ،انہی اشعار میں سے ایک لڑکی نے یہ مصرعہ بھی پڑھا کہ ’’ہم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کل میں ہونے والی بات جانتے ہیں‘‘۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’یہ نہ پڑھو، جو پہلے تم پڑھ رہی تھی وہی پڑھو‘‘۔

تشریح

اشکال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوۃ بالاجنبیہ کیسے کی جو کہ ممنوع ہے؟ کسی نے یہ جواب دیا کہ یہ قبل نزول حجاب کا واقعہ ہے ،اور کسی نے یہ کہا کہ خلوۃ اس لئے نہیں کہ وہاں بچیاں موجود تھیں جو گیت گا رہی تھیں ،اور حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خلوۃ جائز تھی ،اس لئے کہ معصومیت کی وجہ سے کسی فتنہ کا خوف نہیں تھا، نکاح پر دف بجانے کی صرف اتنی اجازت ہے کہ اس سے نکاح کا اعلان ہو جائے۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’لاتقولي هكذا ‘‘اس طرح مت کہو، کیونکہ مستقبل کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔

۳۷۸۰ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ .

حدّثنا إِسْماعِيلُ قالَ : حَدَّثَنِي أَخِي ، عَنْ سُلَيْمانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ : أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ :

أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ ، صَاحِبُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ : أَنَّهُ قالَ : (لَا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ) . يُرِيدُ صُورَةَ التَّمَاثِيلِ الَّتِي فِيهَا الْأَرْوَاحُ . [ر : ٣٠٥٣]

ترجمہ

ابراہیم بن موسیٰ نے حدیث بیان کی، انہیں ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی کہ مجھ سے میرے بھائی نے حدیث بیان کی، ان سے سلیمان نے، ان سے محمد بن ابی عتیق، ان نے ابن شہاب (زہری) نے، ان سے عبیداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوطلحہؓ نے خبر دی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔ آپ کی مراد جاندار کی تصویر تھی۔

٣٧٨١ : حدّثنا عَبْدَانُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا يُونُسُ . وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ : أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ : أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَخْبَرَهُ : أَنَّ عَلِيًّا قالَ : كانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ المَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطَانِي مِمَّا أَفاءَ ٱللهُ عَلَيْهِ مِنَ الخُمُسِ يَوْمَئِذٍ ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ، بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَاعَدْتُ رَجُلاً صَوَّاغًا فِي بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي ، فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ ، فَنَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي ، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ ، وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، حَتَّى جَمَعْتُ ما جَمَعْتُ ، فَإِذَا أَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ أُجِبَّتْ أَسْنِمَتُهُمَا ، وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا ، وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِما ، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ المَنْظَرَ ، قُلْتُ : مَنْ فَعَلَ هٰذَا ؟ قالُوا : فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ ، وَهُوَ فِي الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، عِنْدَهُ قَيْنَةٌ وَأَصْحَابُهُ ، فَقَالَتْ فِي غِنَائِهَا : أَلَا يَا حَمْزَ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ ، فَوَثَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ ، فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا ، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُما ، وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِما ، قالَ عَلِيٌّ : فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حارِثَةَ ، وَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ الذي لَقِيتُ ، فَقَالَ : (ما لَكَ) . قُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، ما رَأَيْتُ كالْيَوْمِ ، عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ ، فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا ، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُما ، وَها هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ ، فَدَعا النَّبِيُّ ﷺ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي ، وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حارِثَةَ ، حَتَّى جاءَ

الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ ، فَأُذِنَ لَهُ ، فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ ، فَإِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ ، مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ ، فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتِهِ ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ، ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ : وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي ، فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ ثَمِلٌ ، فَنَكَصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى ، فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ . [ر : ۱۹۸۳]

ترجمہ

ہم سے عبدان نے حدیث بیان کی، انہیں عبداللہ نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، ہم سے احمد بن صالح نے حدیث بیان کی، ان سے عنبسہ نے حدیث بیان کی، ان سے یونس نے حدیث بیان کی، ان سے زہری نے، انہیں حسین بن علیؓ نے خبر دی اور ان سے حضرت علی نے بیان کیا کہ جنگ بدر کی غنیمت میں سے مجھے ایک اونٹنی ملی تھی اور اس جنگ کی غنیمت میں سے اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خمس کے طور پر حصہ مقرر کیا تھا، اس میں سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک اونٹنی عطا فرمائی تھی، پھر میرا ارادہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کی رخصتی کراؤں، اس لئے میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے بات چیت کی کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم ازخر گھاس لائیں، میرا ارادہ تھا کہ میں اس گھاس کو سناروں کے ہاتھ بیچ دوں گا اور اس کی قیمت ولیمے کی دعوت میں لگاؤں گا، میں اپنی اونٹنیوں کے لئے پالان، ٹوکریاں، رسیاں جمع کر رہا تھا، اونٹنیاں ایک انصاری صحابی کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں، میں جن انتظامات میں تھا جب وہ پورے ہوگئے، (تو اونٹنیوں کو لینے آیا)، وہاں یہ منظر تھا کہ ان کے کوہان کسی نے کاٹ دئے تھے اور چیر کر اندر سے کلیجی نکال لی تھی، یہ منظر دیکھ کر میں اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا، میں نے پوچھا یہ کس نے کیا، لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلبؓ نے اور وہ بھی حجرے میں انصار کے ساتھ شراب نوشی کی ایک مجلس میں موجود ہیں، ان کے پاس ایک گانے والی ہے اور دیگر ان کے دوست احباب ہیں۔

گانے والی نے جب گاتے ہوئے یہ مصرعہ پڑھا، ہاں اے حمزہ! یہ عمدہ اور فربہ اونٹنیاں، تو حمزہ نے کود کر اپنی تلوار تھامی اور ان دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کی کوکھ چیر کر اندر سے کلیجی نکال لی۔ حضرت علی نے بیان کیا کہ پھر میں وہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت زید بن حارثہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رنج وغم پہلے ہی بھانپ لیا اور فرمایا: کیا بات ہے، میں نے عرض کی، یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آج جیسی تکلیف دہ بات کبھی پیش نہیں آئی۔ حمزہ نے میری دونوں اونٹنیوں کو پکڑ کر ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کی کوکھ چیر ڈالی، وہ یہیں ایک گھر میں شراب کی مجلس سجائے بیٹھے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ

وسلم نے اپنی چادر مبارک منگوائی اور اسے اوڑھ کر آپ تشریف لے چلے اور حضرت زید بن حارثہ بھی ساتھ ساتھ ہو لئے، جب اس گھر کے قریب آپ تشریف لائے جہاں حضرت حمزہ تھے، تو آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر آنے کی اجازت ملی، تو آپ اندر تشریف لے گئے اور حضرت حمزہ نے جو کچھ کیا تھا، اس پر انہیں تنبیہ فرمائی۔ حضرت حمزہ شراب کے نشے میں مست تھے، ان کی آنکھیں سرخ تھیں، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر اٹھائی، پھر ذرا اور اٹھائی اور آپ کے گھٹنوں پر دیکھنے لگا، اور نظر اٹھائی تو آپ کے چہرے پر دیکھنے لگا، پھر کہنے لگے: تم سب میرے باپ کے غلام ہو، رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ وہ اس وقت مدہوش ہیں، اس لئے آپ الٹے پاؤں واپس آ گئے اور اس گھر سے باہر نکل آئے، ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔

تشریح و مشکل الفاظ کے معانی

"شارف" بمعنی مُسن اونٹنی۔ "الأقتاب" "قتب" کی جمع ہے، پالان کو کہتے ہیں۔ "الغرائر" "غرارة" کی جمع ہے، بمعنی بوریاں۔ "الحبال" "حبل" کی جمع ہے، بمعنی رسی۔ "أسنمة" "سنام" کی جمع ہے، بمعنی کوہان۔

"بقرت" بمعنی: "شقت" چیر دیا۔ "خواصر" "خاصر" کی جمع ہے، بمعنی کوکھ۔ "أكباد" "كبد" کی جمع ہے، بمعنی کلیجی۔ "شرب" "شارب" کی جمع ہے، بمعنی شرابی لوگ۔ "قينة" بمعنی گانا گانے والی۔

"شرف" "شارف" کی جمع ہے، بمعنی پختہ عمر کی اونٹنی۔ "النواء" "ناوية" کی جمع ہے، بمعنی موٹی فربہ۔

"ثمل" بمعنی نشہ میں مدہوش۔

حضرت حمزہ جن اشعار سے متاثر ہوئے اور اونٹنیوں پر حملہ کیا، وہ درج ذیل تھے:

ألا ياحمزة للشرف النواء — وهن مقعلات بالفناء

ضع السكين فى اللبات منها — وخرجهن حمرة بالدماء

وعجل من أطائبهالشرب — قديداً من طبخ أوشواء

ترجمہ

اے حمزہ! اٹھ موٹی فربہ اونٹنیوں کی طرف، اور وہ بندھی ہوئی ہیں باہر میدان میں۔ رکھ دے چھری ان کے گلے پر اور ان کو اے حمزہ خون میں لت پت کر دے، اور ان کا اچھا اچھا گوشت شراب پینے والوں کے لئے جلدی لے آ، بوٹیاں پکائی ہوئی یا بھنی ہوئی ہوں۔

وهل أنتم إلا عبيد لأبي

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "حمزہ" عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ ان کے پوتے۔ عبدالمطلب عرب کے سردار تھے، تو حضرت حمزہ نے فخر کے طور پر کہا کہ تمہاری نسبت میں عبدالمطلب کے زیادہ قریب ہوں، لیکن حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ حضرت حمزہ نشہ اور سکر کی حالت میں تھے، ایک بے معنی اور بے مقصد بات انہوں نے کہہ دی، اس کی توجیہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہاں اس حدیث کو اس باب کے تحت اس لئے لائے کہ بدر کی غنیمت سے حضرت علی کو اونٹنی ملی تھی، تو حضرت علی بدری ہوئے، یہی امام بخاری کا مقصد ہے۔

۳۷۸۲ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ عُيَيْنَةَ قالَ : أَنْفَذَهُ لَنَا ٱبْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ : سَمِعَهُ مِنِ ٱبْنِ مَعْقِلٍ : أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ كَبَّرَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ، فَقَالَ : إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا .

ترجمہ

مجھ سے محمد بن عباد نے حدیث بیان کی، انہیں ابن عیینہ نے خبر دی، کہا کہ ہمیں یہ روایت ابن الاصبہانی سے پہنچی اور انہوں نے ابن معقل سے سنا کہ حضرت علی نے سہل بن حنیفؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

تشریح

"أنفذه لنا ابن الاصبهاني" کہ وہ حدیث ابن الاصبہان نے پوری سند کے ساتھ اخیر تک ہمیں بیان کی، یا مطلب یہ ہے کہ ابن الاصبہانی نے یہ حدیث لکھ کر ہمیں ارسال کی۔ اس حدیث کو ہم ان سے سن کر نقل نہیں کرتے، بلکہ بطریق "مکاتبہ" نقل کرتے ہیں۔

۳۷۸۳ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ : أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ : أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا ، تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ ، قالَ عُمَرُ : فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ ، فَقُلْتُ : إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ ، قالَ : سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ، فَقَالَ : قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا . قالَ عُمَرُ : فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ ، فَقُلْتُ : إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ ، فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ

خَطَبَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ : لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ ، إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا ، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا . [٤٨٣٠ ، ٤٨٣٦ ، ٤٨٥٠]

ترجمہ

ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی، انہیں شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے سنا اور انہوں نے عمر بن الخطابؓ کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ جب حفصہ بنت عمر کے شوہر خنیس بن خذافہ سہمی وفات پاگئے، جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، بدر کی لڑائی میں آپ نے شرکت کی تھی اور مدینہ میں آپ کا انتقال ہوا تھا، حضرت عمر نے بیان کیا کہ میری ملاقات حضرت عثمان بن عفانؓ سے ہوئی، تو میں نے ان سے حفصہ کا ذکر کیا، کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اس کا نکاح آپ سے کردوں۔ انہوں نے کہا: میں سوچوں گا، اس لئے میں چند دنوں کے لئے ٹھہر گیا، پھر انہوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہوئی کہ میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر نے کہا: پھر میری ملاقات حضرت ابوبکر سے ہوئی اور ان سے بھی میں نے یہی کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حضرت حفصہ سے کردوں۔

حضرت ابوبکرؓ خاموش ہوگئے اور کوئی جواب نہیں دیا، ان کا یہ طرز عمل میرے لئے عثمان سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوا، کچھ دنوں میں نے اور توقف کیا، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حفصہ کا پیغام بھیجا اور میں نے ان کا نکاح رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کردیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر کی ملاقات مجھ سے ہوئی اور آپ نے حفصہ کے متعلق مجھ سے بات کی، تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا، میں نے کہا: ہاں ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ آپ کی بات کا میں نے اس لئے کوئی جواب نہیں دیا کہ میرے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تذکرہ فرمایا تھا، میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشاں نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر آپ اپنا ارادہ بدل لیتے تو میں ضرور ان سے نکاح کرتا۔

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو یہاں اس لئے ذکر کیا کہ خنیس بن خذافہ بدری تھے۔

٣٧٨٤ : حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَدِيٍّ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ : سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ الْبَدْرِيَّ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ) . [ر : ٥٥]

ترجمہ

ہم سے مسلم نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے عدی نے، ان سے عبداللہ بن یزید نے، انہوں نے ابومسعود بدری سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کا اپنے بال بچوں پر بھی خرچ کرنا باعث ثواب ہے''۔

٣٧٨٥ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ : سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي إِمَارَتِهِ : أَخَّرَ المُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ الْعَصْرَ ، وَهُوَ أَمِيرُ الكُوفَةِ ، فَدَخَلَ أَبُو مَسْعُودٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ ، جَدُّ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ ، شَهِدَ بَدْرًا ، فَقَالَ : لَقَدْ عَلِمْتَ : نَزَلَ جِبْرِيلُ فَصَلَّى ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ، ثُمَّ قَالَ : (هٰكَذَا أُمِرْتُ) . كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ . [ر : ٤٩٩]

ترجمہ

ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی، انہیں شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز سے انہوں نے اس کے عہد خلافت میں یہ حدیث بیان کی کہ مغیرہ بن شعبہؓ جب کوفہ کے امیر تھے، تو انہوں نے ایک دن عصر کی نماز دیر سے پڑھی، اس پر زید بن حسن کے نانا حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاریؓ ان کے ہاں گئے، آپ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے تھے اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آئے (نماز کا طریقہ بتانے کے لیے) اور آپ نے نماز پڑھی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، پانچوں وقت کی نمازیں، پھر فرمایا کہ اسی طرح مجھے حکم ہوا ہے۔ بشر بن مسعود بھی یہ حدیث اپنے والد کے واسطے سے بیان کرتے تھے۔

٣٧٨٦ : حدّثنا مُوسٰى : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ) . قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ ، فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيهِ . [٤٧٢٢ ، ٤٧٥٣ ، ٤٧٦٤]

ترجمہ

ہم سے موسیٰ نے حدیث بیان کی، ان سے ابوعوانہ نے حدیث بیان کی، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم

نے، ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے، ان سے علقمہ نے اوران سے ابومسعود بدری نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ بقرۃ کی دوآیتیں (﴿آمن الرسول﴾ سے آخر تک) ایسی ہیں کہ جو شخص انہیں رات میں پڑھ لے تو اس کے لئے کافی ہوجائیں گی۔ عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ پھر میں نے خود حضرت ابومسعود سے ملاقات کی، آپ اس وقت بیت اللہ کا طواف کررہے تھے، میں نے آپ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو آپ نے مجھ سے بھی یہی حدیث بیان کی۔

تشریح

ابومسعود کا نام ''عقبہ بن عمرو'' ہے، انصاری ہیں۔ قبیلہ خزرج سے ان کا تعلق ہے، ان کے بدری ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے، ان کو بدری کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بدر کے مقام میں رہائش پذیر تھے، لیکن بعض دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ ابومسعود بدری ہیں، اور امام بخاریؒ نے ان کے بدری ہونے پر تین روایتیں تخریج کی ہیں، حضرت عروہ نے تصریح کردی کہ ''شهداً بدراً''.

۳۷۸۷ : حدّثنا يَحْيَىٰ بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ : أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ : أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مالِكٍ ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ، مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ : أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ .

حدّثنا أَحْمَدُ ، هُوَ ٱبْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ : حَدَّثَنَا يُونُسُ : قالَ ٱبْنُ شِهَابٍ : ثُمَّ سَأَلْتُ الحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ ، وَهْوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ ، وَهْوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ ، عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ ، عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مالِكٍ ، فَصَدَّقَهُ . [ر : ٤١٤]

ترجمہ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی، ان سے لیث نے حدیث بیان کی، ان سے عقیل نے، ان سے شہاب نے، انہیں محمود بن ربیع نے خبر دی کہ عتبان بن مالکؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، بدر میں شریک ہوئے تھے اور انصار میں سے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ہم سے احمد بن صالح نے حدیث بیان کی، ان سے عتبہ نے حدیث بیان کی اوران سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر میں نے حصین بن محمد سے جو بنی سالم کے سرداروں میں سے تھے، محمود بن ربیع کی حدیث کے متعلق پوچھا، جس کی روایت انہوں نے عتبان بن مالک سے کی تھی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

تشریح

حضرت عتبان بن مالکؓ انصاری خزرجی اپنے قبیلہ بنو سالم کے امام تھے۔ جمہور نے ان کو بدریین میں شمار کیا ہے، جب کہ ابن اسحٰق نے نہیں کیا، حضرت امیر معاویہ کے دور میں ان کا انتقال ہوا۔

٣٧٨٨ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ عامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ ، وَكانَ مِنْ أَكْبَرِ بَنِي عَدِيٍّ ، وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّ عُمَرَ ٱسْتَعْمَلَ قُدَامَةَ بْنَ مَظْعُونٍ عَلَى الْبَحْرَيْنِ ، وَكانَ شَهِدَ بَدْرًا ، وَهُوَ خالُ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمْ .

ترجمہ

ہم سے ابوالیمان نے حدیث بیان کی، انہیں شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے خبر دی، آپ قبیلہ عدی کے عمر رسیدہ بزرگوں میں سے تھے اور آپ کے والد بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ آپ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنایا تھا، آپ بدر کے معرکے میں شریک تھے۔ عبداللہ بن عمر اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے ماموں تھے۔

تشریح

قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، عثمان بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہما کے بھائی ہیں۔ ان کی بہن زینب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ بحرین کا عامل بنانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شکایت ملی کہ انہوں نے ''سکر'' استعمال کیا، تحقیق کے بعد آپ نے ان کو معزول کر کے ان پر حد جاری کر دی اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو ''والی بحرین'' مقرر کر دیا۔

٣٧٨٩ : حدّثنا عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْماءَ : حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ : أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ ٱللّٰهِ أَخْبَرَهُ قالَ : أَخْبَرَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ عُمَرَ : أَنَّ عَمَّيْهِ ، وَكانَا شَهِدَا بَدْرًا ، أَخْبَرَاهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ . قُلْتُ لِسَالِمٍ : فَتُكْرِيهَا أَنْتَ؟ قالَ : نَعَمْ ، إِنَّ رَافِعًا أَكْثَرَ عَلَى نَفْسِهِ . [ر : ٢٢٠٢]

ترجمہ

ہم سے محمد بن عبداللہ بن اسماء نے حدیث بیان کی، ان سے جویریہ نے حدیث بیان کی، ان سے مالک نے،

ان سے زہری نے، انہیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی، بیان کیا کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خبر دی کہ ان کے دو چچاؤں (جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی) نے اپنی خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارع سے (مخصوص عرب کے مروجہ طریقوں سے) اجرت لینے سے منع کیا تھا۔ میں نے سالم سے کہا: لیکن آپ تو اجرت لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں! رافع نے اپنے اوپر زیادتی کی تھی۔

تشریح

امام بخاریؒ اس حدیث کے ذریعہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج کے دو چچا (ظہر اور مظہر) بدر میں شریک تھے۔

عرب میں مزارعت کی یہ صورت رائج تھی کہ زمین کے جس حصہ میں زیادہ پیداوار ہوتی، وہ مالک اپنے لئے مخصوص کر لیتا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح غیر منصفانہ طریقوں سے منع فرمایا، جہاں تک کہ نقد اجرت لینے کا سوال ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا، تو حضرت رافع بن خدیج جو ممانعت کو بالکل عام رکھتے ہیں، اپنے اوپر زیادتی کرتے ہیں۔

٣٧٩٠ : حَدَّثنا آدَمُ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ ٱللهِ ٱبْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ قَالَ : رَأَيْتُ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيَّ ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا .

ترجمہ

عبداللہ بن شداد بن الہاد نے بیان کیا کہ میں نے رفاعہ بن رافع انصاری کو دیکھا کہ وہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

٣٧٩١ : حَدَّثنا عَبْدَانُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ : أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ : أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ ، وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ ، وَكانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا ، وَكانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ ٱبْنَ الحَضْرَمِيِّ ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ ، فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ تَعَرَّضُوا لَهُ ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ رَآهُمْ ، ثُمَّ قَالَ : (أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ) . قَالُوا : أَجَلْ يَا رَسُولَ ٱللهِ ، قَالَ : (فَأَبْشِرُوا

وَأَمِّلُوا ما يَسُرُّكُمْ ، فَوَاللهِ ما الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ ، وَلٰكِنِّي أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا ، كما بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، فَتَنَافَسُوهَا كما تَنَافَسُوهَا ، وَتُهْلِكَكُمْ كما أَهْلَكَتْهُمْ» . [ر : ۲۹۸۸]

ترجمہ

حضرت مسعود بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عوف جو بنی عامر بن لوئی کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے، نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح کو بحرین کا جزیہ لینے کے لئے بھیجا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کی تھی اوران پر علاء الحضری کوامیر بنایا تھا، پھر ابوعبیدہ بحرین سے مال لے کر آئے۔ جب انصار کو ابوعبیدہ کے آنے کی اطلاع ہوئی، تو انہوں نے فجر کی نماز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی، (مسجد نبوی میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے، تو تمام انصار آپ کے سامنے آئے، آپ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: میرا خیال ہے کہ تمہیں یہ اطلاع مل گئی ہے کہ ابوعبیدہ مال لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کہا: جی ہاں، یا رسول اللہ! رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تمہیں خوش خبری ہو اور جس سے تمہیں خوشی ہوگی، اس کی امید رکھو، اللہ گواہ ہے کہ مجھے تمہارے متعلق محتاجی سے ڈر نہیں لگتا، مجھ تو اس کا خوف ہے کہ دنیا تم پر بھی اس طرح کشادہ کر دی جائے گی، جس طرح تم سے پہلوں پر کشادہ کر دی گئی تھی اور تم اس کی طرف مائل ہو جاؤ گے، جیسا کہ پہلے لوگ مائل ہو گئے تھے اور دنیا تمہیں تباہ کر دے گی جیسا کہ ان لوگوں کو تباہ کر دیا تھا۔

تشریح

حضرت عمرو بن عوف بدری تھے، اس وجہ سے یہاں یہ حدیث ذکر کی گئی۔

۳۷۹۲ : حدّثنا أَبُو النُّعْمَانِ : حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حازِمٍ ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقْتُلُ الحَيَّاتِ كُلَّهَا ، حَتَّى حَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوتِ ، فَأَمْسَكَ عَنْهَا . [ر : ۳۱۲۳]

ترجمہ

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ہر طرح کے سانپوں کو مار ڈالا کرتے تھے، (جب بھی انہیں نظر آتا)، جب ابولبادہ نے جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے، ان سے بیان کیا کہ "أن النبي صلى الله عليه وسلم

نهى من قتل جِنَّان البيوت" کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے "جنات البیوت" کو قتل کرنے سے منع فرمایا، تو حضرت ابن عمر اس سے رک گئے۔

تشریح

"جنان" بکسر الجیم وتشدید النون "جان" کی جمع ہے۔ سفید رنگ کا سانپ اور بعض کے نزدیک پتلا سانپ۔

حضرت لبابہ کا بدری ہونا باب کے مناسبت ہے۔

٣٧٩٣ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ : قَالَ ٱبْنُ شِهَابٍ : حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ : أَنَّ رِجالاً مِنَ الْأَنْصَارِ ٱسْتَأْذَنُوا رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ ، فَقَالُوا : ٱئْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لِٱبْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ ، قَالَ : (وَٱللَّهِ لَا تَذَرُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا) . [ر : ٢٤٠٠]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک نے حدیث بیان کی کہ انصار کے چند افراد نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور عرض کی کہ آپ ہمیں اجازت فرمادیں کہ ہم اپنے بھانجے حضرت عباسؓ کا فدیہ معاف کردیں، لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ گواہ ہے کہ ان کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑنا۔

باب کے ساتھ مناسبت "إن رجالا من الأنصار" کا جملہ ہے، حضرت عباسؓ کی والدہ انصار میں سے نہیں، بلکہ ان کی دادی عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو انصار میں سے تھیں، حضرت ابن عباس کو انہوں نے مجازاً بھانجا کہا ہے۔

بدر کے ستر قیدیوں میں حضرت عباسؓ بھی تھے، جو آپ کے چچا تھے، لیکن ان کا فدیہ معاف کرنے کی اجازت آپ نے نہیں دی۔

٣٧٩٤ : حدّثنا أَبُو عَاصِمٍ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ . حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ٱبْنِ سَعْدٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَخِي ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ ، ثُمَّ الْجُنْدَعِيُّ : أَنَّ عُبَيْدَ ٱللَّهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ ٱلْخِيَارِ أَخْبَرَهُ : أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ ، وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ : أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلاً مِنَ الْكُفَّارِ فَٱقْتَتَلْنَا ، فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ، ثُمَّ لَاذَ مِنِّي

بِشَجَرَةٍ فَقَالَ : أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ ، أَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (لَا تَقْتُلْهُ) . فَقَالَ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ ما قَطَعَهَا ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (لَا تَقْتُلْهُ ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ) .
[٦٤٧٢]

ترجمہ

حضرت مقداد بن عمرو الکندیؓ سے روایت ہے اور وہ (مقدادؓ) بنی زہرہ کے حلیف تھے اور ان اصحاب میں سے تھے، جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شریک تھے، انہوں نے خبر دی کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اگر کسی موقعہ پر میری مڈبھیر کسی کافر سے ہو جائے اور ہم ایک دوسرے کے قتل کے درپے ہو جائیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اسے کاٹ دے، (پھر جب میں اس پر غالب ہونے لگوں تو) وہ مجھ سے بھاگ کر ایک درخت کی پناہ لے اور کہنے لگے کہ میں اللہ پر ایمان لایا تو کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اس اقرار کے بعد بھی مجھے اس کو قتل کر دینا چاہیے؟ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تم اسے قتل نہ کرنا''۔ انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے ہی میرا ایک ہاتھ کاٹ چکا ہے اور یہ اقرار میرے ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ اسے قتل نہ کرنا، کیونکہ اگر تم نے اسے قتل کر ڈالا تو قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا مقام تھا وہ اس پر فائز ہو جائے گا اور تمہارا مقام وہ ہوگا جو اس وقت اس کا مقام تھا، جب اس نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا تھا۔

٣٧٩٥ : حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ عُلَيَّةَ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ : حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ : (مَنْ يَنْظُرُ ما صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ) . فَٱنْطَلَقَ ٱبْنُ مَسْعُودٍ ، فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ٱبْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ ، فَقَالَ : آنْتَ أَبَا جَهْلٍ ؟

قَالَ ٱبْنُ عُلَيَّةَ : قَالَ سُلَيْمَانُ : هٰكَذَا قَالَهَا أَنَسٌ ، قَالَ : أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ ؟ قَالَ : وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ . قَالَ سُلَيْمَانُ : أَوْ قَالَ : قَتَلَهُ قَوْمُهُ . قَالَ : وَقَالَ أَبُو مِجْلَزٍ : قَالَ أَبُو جَهْلٍ : فَلَوْ غَيْرُ أَكَّارٍ قَتَلَنِي . [ر : ٣٧٤٥]

ترجمہ

حضرت انس نے حدیث بیان کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے موقعہ پر فرمایا: کون دیکھ کر آئے گا کہ

ابوجہل کے ساتھ کیا ہوا؟ حضرت ابن مسعود اس کے لئے روانہ ہوئے اود یکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کی لاش ٹھنڈی ہونے والی ہے۔ انہوں نے پوچھا: ابوجہل تم ہی ہو؟ ابن علیہ نے بیان کیا کہ سلیمان نے اس طرح بیان کیا اور ان سے حضرت انس نے بیان کیا، حضرت عبداللہ بن مسعود نے پوچھا تھا، کیا تم ہی ابوجہل ہو؟ اس پر اس نے کہا: کیا اس سے بڑا بھی کوئی ہوگا، جسے آج تم نے قتل کر دیا ہے۔ سلیمان نے بیان کیا: یا اس نے یوں کہا: جسے اس کی قوم نے قتل کر دیا ہے، (کیا اس سے بھی کوئی بڑا ہوگا)۔ کہا کہ ابومجلز نے بیان کیا کہ ابوجہل نے کہا: کاش ایک کسان کے سوا مجھے کسی اور نے قتل کیا ہوتا۔

تشریح

حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما دونوں انصار میں سے تھے، انصار زراعت اور کاشتکاری کرتے تھے، اس لئے ابوجہل نے کہا: کاش کے کاشتکار کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا۔

٣٧٩٦ : حدّثنا مُوسٰى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ٱبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ : حَدَّثَنِي ٱبْنُ عَبَّاسٍ ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمْ : لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ : ٱنْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَلَقِينَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ شَهِدَا بَدْرًا . فَحَدَّثْتُ بِهِ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ ، فَقَالَ : هُمَا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ . [ر : ٢٣٣٠]

ترجمہ

حضرت عمر فاروقؓ کی روایت ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، تو میں نے حضرت ابوبکر سے کہا: آپ ہمارے ساتھ انصار بھائیوں کے پاس چلے جائیں، پھر ہماری ملاقات دو ایسے نیک آدمیوں سے ہوئی جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی، پھر میں نے اس کا تذکرہ حضرت عروۃ بن زبیر سے کیا، انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں اصحاب عویم بن ساعدہؓ اور معن بن عدیؓ تھے۔

٣٧٩٧ : حدّثنا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ قَيْسٍ : كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّينَ خَمْسَةَ آلَافٍ ، خَمْسَةَ آلَافٍ ، وَقَالَ عُمَرُ : لَأُفَضِّلَنَّهُمْ عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ .

ترجمہ

حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ بدری صحابہ کا سالانہ وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا، (جو انہیں بیت المال سے ملتا تھا)۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ میں ان بدریین کو ترجیح دوں گا، ان لوگوں پر جو ان کے بعد مسلمان ہوئے۔

۳۷۹۸ : حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ ، وَذٰلِكَ أَوَّلُ ما وَقَرَ الإِيمَانُ فِي قَلْبِي . [ر : ۷۳۱]

ترجمہ

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ مغرب کی نماز میں ''سورۂ طور'' تلاوت فرمارہے تھے، یہ پہلا موقعہ تھا جب ایمان میرے دل کو لگا تھا۔

۳۷۹۹ : وَعَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ : (لَوْ كانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ، ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هٰؤُلَاءِ النَّتْنَى ، لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ) . [ر : ۲۹۷۰]

ترجمہ

امام زہری محمد بن جبیر سے، وہ اپنے والد مطعم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا: اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور ان بدر کے قیدیوں کے لئے سفارش کرتے تو میں انہیں ان کے کہنے سے چھوڑ دیتا۔

۳۸۰۰ : وَقالَ اللَّيْثُ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ : وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولَى – يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ – فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ، ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ – يَعْنِي الحَرَّةَ – فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدًا ، ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ ، فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ .

ترجمہ

لیث نے یحیٰی سے اور یحیٰی نے سعید بن میسّب سے روایت کی ہے کہ پہلا فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا برپا ہوا، تو اس نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہ رکھا۔ دوسرا واقعہ ''حرہ'' کا پیش آیا، تو اس نے اصحاب حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہ رکھا۔ تیسرا فتنہ واقع ہوا، پس وہ ختم نہیں ہوا، اس حال میں کہ لوگوں میں عقل باقی ہو، یعنی: لوگوں سے عقل اور خیر رخصت ہو چکی تھی۔

تشریح

یعنی: پہلے فتنہ کے بعد (شہادتِ عثمانؓ) بدری صحابی پے در پے اٹھنے لگے۔ واقعہ حرہ کے بعد اصحاب حدیبیہ دنیا

سے رخصت ہوئے۔ یزید کی خلافت کے بعد جب اہل مدینہ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا، تو اس نے مسلم بن عقبہ کی سرکردگی میں ستائیس ہزار کا لشکر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا، جس نے حرہ کے مقام پر قیام کیا، یہ ۶۲ھ یا ۶۳ھ کا واقعہ ہے، اس میں سات سو افراد شہید کئے گئے۔

تیسرے فتنہ سے عقل و دانائی رخصت ہوگئی، اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ ۱۲۰ھ میں ابوحمزہ خارجی نے سات سو سواروں کو لے کر مکہ، مدینہ اور طائف کے حاکم عبدالواحد بن سلیمان کو ساتھ ملا کر خلیفۂ وقت مروان بن محمد کے خلاف بغاوت کا اعلان کر کے مکہ مکرمہ پر قبضہ کیا، مروان نے ابوحمزہ کی سرکوبی کے لئے چار ہزار افراد کا انتخاب کیا، دونوں فوجوں میں جنگ ہوئی، ابوحمزہ خارجی اپنے ساتھیوں سمیت مارا گیا۔

امام بخاری نے حضرت لیث کی تعلیق یہاں اس لئے ذکر کی کہ اس میں اصحاب بدر کا ذکر ہے۔

٣٨٠١ : حدّثنا الحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ يَزِيدَ قالَ : سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قالَ : سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ ، وَسَعِيدَ بْنَ المُسَيَّبِ ، وَعَلْقَمَةَ ابْنَ وَقَّاصٍ ، وَعُبَيْدَ ٱللهِ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ حَدِيثِ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الحَدِيثِ ، قالَتْ : فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ ، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا ، فَقَالَتْ : تَعِسَ مِسْطَحٌ ، فَقُلْتُ : بِئْسَ ما قُلْتِ ، تَسُبِّينَ رَجُلاً شَهِدَ بَدْرًا . فَذَكَرَ حَدِيثَ الْإِفْكِ . [ر : ٢٤٥٣]

ترجمہ

زہری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عروہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن مسیّبؓ، حضرت عقلمہ بن وقاصؓ اور عبیداللہ بن عبداللہؓ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ کے واقعہ کے متعلق سنا، ان حضرات میں سے ہر ایک نے مجھ سے واقعہ کا کوئی حصہ بیان کیا، حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں اور ام مسطح جا رہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ کر پھسل گئیں، اس پر ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح کا برا ہوا، میں نے کہا آپ نے اچھی بات نہیں کہی، ایک ایسے شخص کو آپ برا کہتی ہی جو بدر میں شریک ہوا۔ پھر انہوں نے ''افک'' کا واقعہ بیان کیا۔

٣٨٠٢ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ المُنْذِرِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمانَ ، عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : هٰذِهِ مَغَازِي رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَذَكَرَ الحَدِيثَ ، فَقَالَ رَسُول ٱللهِ ﷺ وَهُوَ يُلْقِيهِمْ : (هَلْ وَجَدْتُمْ ما وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا) .

قَالَ مُوسٰى : قَالَ نَافِعٌ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، تُنَادِي نَاسًا أَمْوَاتًا ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا قُلْتُ مِنْهُمْ) . [ر : ١٣٠٤]

ترجمہ

ابن شہاب کا بیان ہے (کہ انہوں نے غزوات کی کچھ تفصیل بیان کرنے کے بعد کہا) کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا بیان تھا، پھر انہوں نے حدیث بیان کی کہ جب بدر کہ مقتولین کفار کنویں میں ڈالے جانے لگے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کی خبر کو حق پالیا، جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا۔ موسیٰ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر نے، اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ایسے لوگوں کو آواز دے رہے ہیں جو مر چکے ہیں؟! رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کچھ میں نے ان سے کہا ہے اسے خود تم نے بھی ان سے زیادہ بہتر طریقہ پر نہیں سنا ہوگا''۔

٣٨٠٣ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ : فَجَمِيعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنْ قُرَيْشٍ ، مِمَّنْ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ ، أَحَدٌ وَثَمَانُونَ رَجُلاً ، وَكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ : قَالَ الزُّبَيْرُ : قُسِمَتْ سُهْمَانُهُمْ ، فَكَانُوا مِائَةً ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ : ضُرِبَتْ يَوْمَ بَدْرٍ لِلْمُهَاجِرِينَ بِمِائَةِ سَهْمٍ .

ترجمہ

ابوعبداللہ نے کہا کہ قریش کے جتنے افراد بدر میں شریک ہوئے تھے اور جن کا حصہ بھی اس کی مال غنیمت میں لگا تھا، ان کی تعداد ''اکیاسی'' تھی۔ حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے تھے کہ حضرت زبیر نے فرمایا: میں نے ان مہاجرین کے حصے تقسیم کئے تھے، ان کی تعداد سو تھی اور زیادہ علم اللہ کو ہے۔ حضرت زبیر کی روایت ہے کہ بدر کے دن مہاجرین کے لئے سو حصے تقسیم کئے گئے تھے۔

تشریح

حضرت موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ مہاجرین کے اکیاسی حصے مقرر ہوئے، جب کہ حضرت زبیر کی روایت ہے کہ مہاجرین کے لئے سو حصے تقسیم ہوئے۔ بعض حضرات نے اس تعارض کو رفع کرتے ہوئے کہا ہے کہ

مجاہدین سوار اور پیدل کے حصہ میں فرق ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اکیاسی آدمیوں کے حصے مقرر ہوئے اور تقسیم سو ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ مہاجرین کو اسی حصہ مال غنیمت ملا تھا اور بعد میں بیس حصہ مال خمس ملا۔ بعض روایات میں دونوں کو ملا کر تعداد بتائی گئی ہے، جب کہ بعض میں صرف مال غنیمت کے حصے بتا دیئے۔

١٠ – باب : تَسْمِيَةِ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ ، فِي الجَامِعِ الَّذِي وَضَعَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَى حُرُوفِ المُعْجَمِ .

النَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَاشِمِيُّ ﷺ .

إِيَاسُ بْنُ الْبُكَيْرِ .
بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ .
حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ .
حاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ حَلِيفٌ لِقُرَيْشٍ .
حارِثَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصارِيُّ ، قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ ، وَهُوَ حارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ ، كانَ فِي النَّظَّارَةِ .
خُبَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصارِيُّ .
خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ .
رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصارِيُّ .
رِفاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَبُو لُبَابَةَ الْأَنْصارِيُّ .
الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ .
زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ أَبُو طَلْحَةَ الْأَنْصارِيُّ .
أَبُو زَيْدٍ الْأَنْصارِيُّ .
سَعْدُ بْنُ مالِكٍ الزُّهْرِيُّ .
سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ .
سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ الْقُرَشِيُّ .
سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْأَنْصارِيُّ .
ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصارِيُّ وَأَخُوهُ .
عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمانَ .
أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ الْقُرَشِيُّ .
عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ .
عُتْبَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ .
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ .
عُبَيْدَةُ بْنُ الحارِثِ الْقُرَشِيُّ .
عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْأَنْصارِيُّ .
عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ
عُثْمانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ ، خَلَّفَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ابْنَتِهِ ، وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ .
عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ
عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ ، حَلِيفُ بَنِي عامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ
عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصارِيُّ
عامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَنَزِيُّ
عاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصارِيُّ
عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْأَنْصارِيُّ .
عِتْبَانُ بْنُ مالِكٍ الْأَنْصارِيُّ
قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُونٍ

قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيُّ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الجَمُوحِ

مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَأَخُوهُ مالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ أَبُو أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ

مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ

مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ المُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ

مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الكِنْدِيُّ ، حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ .

رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ .

''شرکا بدر کے اسماء گرامی جنہیں امام بخاریؒ نے اپنی جامع میں حروف تہجی کے اعتبار سے بیان کیا ہے''۔

بخاری شریف میں جن حضرات کی جنگ بدر میں شرکت کی تصریح آئی ہے، یہاں ان کے نام ذکر کئے گئے ہیں جن کی تعداد ۴۴ ہے۔ بعض ایسے حضرات جن کا بدری ہونا یقینی ہے، لیکن ان کے بارے میں ''إنه شهد بدراً'' کی تصریح موجود نہیں، تو ان کے نام یہاں ذکر نہیں کئے۔

١١ – باب : حَدِيثِ بَنِي النَّضِيرِ ، وَمَخْرَجِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فِي دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ ، وَما أَرَادُوا مِنَ الْغَدْرِ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ .

قالَ الزُّهْرِيُّ : عَنْ عُرْوَةَ : كانَتْ عَلَى رَأْسِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ مِنْ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَبْلَ أُحُدٍ .

وَقَوْلِ ٱللهِ تَعَالَى : «هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا» /الحشر: ٢/ .

وَجَعَلَهُ ٱبْنُ إِسْحٰقَ بَعْدَ بِئْرِ مَعُونَةَ وَأُحُدٍ .

بنونضیر کے یہودیوں کا واقعہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مسلمانوں کی دیت کے سلسلے میں ان کے پاس جانا اور آپ کے ساتھ ان کا خلاف معاہدہ طرز عمل

ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کافروں سے سابقہ پڑا، وہ تین قسم کے تھے:

ا۔ وہ کافر جنہوں نے کوئی معاہدہ نہیں کیا تھا۔

۲۔ وہ کافر جنہوں نے معاہدہ کیا تھا، نہ خود جنگ کریں گے، نہ دشمنان اسلام کی مدد کریں گے۔ وہ یہ تھے: بنونظیر، بنوقریظہ، بنوقینقاع۔

۳۔ وہ کافر جنہوں نے درمیانی راہ اختیار کی، نہ معاہدہ کیا نہ جنگ، بلکہ منتظر تھے کہ انجام کیا ہوتا ہے، یہ عرب کے چند قبائل تھے، پھر بعض ان میں سے دل سے مسلمانوں کا غلبہ چاہتے تھے، جبکہ بعض یہ نہیں چاہتے تھے۔

ومخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مردوں کی دیت کے سلسلہ میں ان (یہودیوں) کے پاس جانا اور اس عذر کا بیان جس کا ارادہ انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا۔

تشریح

عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ سے قبیلہ بنو کلاب یا بنو عامر کے دو ایسے آدمی قتل ہوئے تھے، جن کے بارے میں انہیں علم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے سے معاہدۂ صلح کیا ہے، اس لئے ان دونوں کی دیت ادا کرنی

تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیت کی ادائیگی کے لئے مسلمانوں سے چندہ وصول کیا اور یہ سوچ کر کہ یہود بھی ازروئے صلح نامہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں، اس لئے دیت میں ان کو بھی شریک کیا جائے، اسی غرض سے آپ قبیلہ بنونضیر کے پاس تشریف لے گئے، انہوں نے یہ سازش کی اور کہا کہ آپ کو قتل کرنے کا موقعہ ہمارے ہاتھ آ گیا اور یہ کہہ کر کہ ہم رقم جمع کرنے کا انتظام کرتے ہیں اور خفیہ مشورہ کر کے یہ طے کر دیا کہ جس دیوار کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرمائیں، اوپر سے کوئی بھاری پتھر آپ پر پھینک کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام تمام کیا جائے، بذریعہ وحی آپ کو ان کی سازش بتلائی گئی، آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور یہودیوں کو بتا دیا کہ تم لوگوں نے عہد شکنی کر کے صلح توڑ دی، اس لئے دس دن کی مہلت ہے، جہاں چاہو چلے جاؤ، اگر دس دن کے بعد کوئی نظر آئے گا تو اس کی گردن توڑ دی جائیگی، انہوں نے نکلنے کا ارادہ کر لیا، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے انہیں روکا اور ان کو باور کرایا کہ دو ہزار آدمیوں کے ساتھ تمہاری مدد کی جائے گی، بنونضیر ان منافقین کے کہنے میں آ گئے اور انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہم نہیں جائیں گے، آپ سے جو ہو سکے کر لیجئے، آپ صحابہ کے ساتھ اس قبیلہ پر حملہ آور ہوئے، یہ لوگ قلعہ بند ہو گئے، منافقین نے کوئی مدد نہیں کی، آپ نے ان کا محاصرہ کیا اور ان کے درخت کچھ کٹوا دئے، کچھ جلوا دئے، آخر تنگ آ کر انہوں نے جلاوطن ہونا منظور کر لیا، آپ نے ان کے ساتھ ہتھیار کے علاوہ یہ رعایت بھی کی کہ جتنا سامان تم ساتھ لے جا سکتے ہو لے جاؤ، یہ لوگ خیبر چلے گئے، پھر حضرت عمر کے دور میں انہیں خیبر سے ملک شام کی طرف جلاوطن کیا گیا۔

قال الزهري عن عروة

ترجمہ

امام زہری نے عروہ کے واسطہ سے بیان کیا کہ یہ واقعہ غزوۂ بدر کے چھ ماہ کے بعد اور غزوۂ احد سے پہلے ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وہ اللہ ہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو ان کے گھروں سے نکالا پہلی بار اکٹھا کر کے“۔ یہ پہلی جلاوطنی ہے، یہ ”اول حشر“ کہلاتا ہے۔

وجعله ابن اسحق بعد بير معونة وأحد

محمد بن اسحٰق نے اس واقعہ کو بیر معونہ اور غزوۂ احد کے بعد قرار دیا۔

تشریح

ابو براء عامر بن مالک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ہاں صحابہ کی ایک جماعت بھیجنے کی درخواست کی تو

آپ نے ستر صحابہ ان کے ساتھ کر دئے، بعد میں پتا چلا کہ یہ تو ایک سازش تھی، ان سب کو گھیر کر قتل کر دیا، صرف عمرو بن ضمری کسی طرح بچ گئے، وہ مدینہ واپس آ رہے تھے کہ راستے میں بنو عامر کے دو مشرک مل گئے، عمرو بن امیہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا، بعد میں پتہ چلا کہ یہ دونوں قبیلہ بنو عامر کے تھے، جن سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کیا تھا، آپ نے فرمایا: ''ان سے ہمارا معاہدہ تھا، ان کو دیت دینا لازمی ہے''۔

٣٨٠٤ : حدّثنا إسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ مُوسٰى ٱبْنِ عُقْبَةَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : حارَبَتِ النَّضِيرُ وَقُرَيْظَةُ ، فَأَجْلَى بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ ، حَتَّى حارَبَتْ قُرَيْظَةُ ، فَقَتَلَ رِجالَهُمْ ، وَقَسَمَ نِساءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ ، إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِالنَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوا ، وَأَجْلَى يَهُودَ المَدِينَةِ كُلَّهُمْ : بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رهْطُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ سَلَامٍ ، وَيَهُودَ بَنِي حارِثَةَ ، وَكُلَّ يَهُودِ المَدِينَةِ .

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ بنو نضیر اور بنو قریظہ نے معاہدۂ صلح کی خلاف ورزی کر کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کی، اس لئے آپ نے قبیلہ بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا، لیکن قبیلہ بنو قریظہ کو جلا وطن نہیں کیا اور اس طرح ان پر احسان کیا، یہاں تک کہ قریظہ نے عہد شکنی کی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں، ان کے اموال اور اولاد کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، صرف بعض بنو قریظہ اس سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے، اس لئے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آ گئے تھے، آپ نے ان کو پناہ دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام یہودیوں کو جلا وطن کر دیا تھا، بنو قینقاع کو بھی جو عبداللہ بن سلام کا قبیلہ تھا، یہود بنی حارثہ کو اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو۔

تشریح

غزوۂ بدر کے بعد قریش مکہ نے بنو نضیر اور بنو قریظہ کو خط لکھا اور ان کو مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ کیا اور یہ بھی اس پر تیار ہو گئے، اس عہد شکنی کے حملے میں آپ نے بنو نضیر کو جلا وطن کیا اور قریظہ کے ساتھ تجدید عہد کیا اور ان کو برقرار رکھا، لیکن غزوۂ خندق کے موقعہ پر انہوں نے پھر عہد شکنی کی، تو پھر ان کے مردوں کو قتل کیا، ان کی عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کیا۔

۳۸۰۵ : حدّثني الحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ : أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قالَ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ : سُورَةُ الحَشْرِ ، قالَ : قُلْ سُورَةُ النَّضِيرِ .
تَابَعَهُ هُشَيْمٌ ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ . [٤٣٦٨ ، ٤٦٠٠ ، ٤٦٠١]

ترجمہ

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس کے سامنے کہا: ''سورۃ الحشر'' تو آپ نے فرمایا: ''سورہ النضیر'' کہو، اس لئے کہ یہ سورۃ بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس روایت کی متابعت ہشیم نے ابو بشر کے واسطہ سے کی ہے۔

۳۸۰٦ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ، عَنْ أَبِيهِ : سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : كانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النَّخَلاتِ ، حَتَّى ٱفْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ ، فَكانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ . [ر : ۲۹٦۰]

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے آپ نے بیان کیا کہ انصار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجور کے کچھ درخت مخصوص رکھتے تھے، (کہ اس کا پھل آپ کی خدمت میں بھیج دیا جائے)، لیکن اللہ تعالیٰ نے جب بنوقریظہ اور بنونظیر پر فتح عطا فرمائی تو آپ ان کا پھل واپس فرما دیا کرتے تھے۔

تشریح

انصار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور کے درخت پیش کرتے تھے کہ آپ مہاجرین میں بھی تقسیم کر دیں اور اپنے لئے بھی رکھیں، لیکن جب بنونضیر کو فتح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا، کہ اگر تم چاہو جو مال اللہ نے مجھے دیا ہے وہ تمہارے درمیان تقسیم کر دوں اور مہاجرین بدستور تمہارے مکانوں اور مالوں پر رہیں اور اگر تم چاہو تو میں یہ مال مہاجرین میں تقسیم کر دوں اور وہ تمہارے گھر چھوڑ دیں۔ ان کے سردار حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہؓ نے یہ پیشکش کی کہ یہ مال بھی ان پر تقسیم کر دیں اور ہمارے جو مال ان کے پاس ہیں وہ بھی ان کے پاس رہنے دیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مال مہاجرین میں تقسیم کر دیا اور ان کے مکانوں کو واپس کر دیا۔

۳۸۰۷/۳۸۰۸ : حدّثنا آدَمُ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا

قالَ : حَرَّقَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ ، وَهْيَ الْبُوَيْرَةُ ، فَنَزَلَتْ : «ما قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ ٱللهِ» .

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے کھجور کے درختوں کو جلا دیا اور کاٹ دیا، اور وہ مقام ''بویرہ'' تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ما قطعتم من لينة ......﴾ الآیة کہ ''جو درخت تم نے کاٹ دیئے یا جنہیں چھوڑ دیا کہ وہ اپنی جڑوں پر کھڑے ہیں، یہ اللہ کا حکم ہے'' اور دونوں میں مصلحت ہے، ترک میں مصلحت یہ ہے کہ مسلمان اس سے مستفید ہونگے اور قطع کرنے اور جلانے سے کافروں کو مرعوب کرنا ہے۔

(۳۸۰۸) : حدَّثني إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا حَبَّانُ : أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْماءَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ ، قالَ : وَلَهَا يَقُولُ حَسَّانُ ٱبْنُ ثَابِتٍ :

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

قالَ : فَأَجَابَهُ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الحَارِثِ :

أَدَامَ ٱللهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيعٍ وَحَرَّقَ فِي نَوَاحِيهَا السَّعِيرُ

سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ وَتَعْلَمُ أَيَّ أَرْضَيْنَا تَضِيرُ

[ر : ۲۲۰۱]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے باغات جلوا دیئے تھے، آپ نے بیان کیا کہ حضرت حسان بن ثابت نے اس کے متعلق یہ شعر کہے تھے: "وهان على سراة" إلخ.

بنی لوئی (مہاجرین قریش) کے سرداروں پر بویرہ کا جلانا ایسی آگ سے جس کے شعلے پھیلے ہوئے تھے، آسان ہوا۔

اس کے جواب میں ابوسفیان بن حارث نے پڑھا: "أدام الله ذلك......" إلخ

اللہ تعالیٰ اس آگ کو جو بویرہ میں لگی ہے ہمیشہ قائم رکھے اور آگ ''بویرہ'' کے گردونواح کو یوں ہی جلایا

کرے، تم عنقریب جان لو گے کہ کون اس بویرہ سے دور ہے اور یہ بھی جان لو گے کہ ہم میں سے کس کی زمین کو وہ نقصان پہنچاتی ہے۔

تشریح

حضرت حسان قریش مکہ کو اس آگ کے ذریعہ عار دلا رہے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے بغیر کسی جنگ کے بڑی آسانی سے بویرہ میں آگ لگا دی اور اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ابوسفیان بن الحارث جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے، نے جو اشعار کہے اس کے پہلے شعر میں تو بددعا ہے، کہ مدینہ آگ میں یوں ہی جلتا رہے، اور دوسرے شعر میں حضرت حسان سے کہا کہ تم ہمیں کیوں عار دلاتے ہو، بویرہ کے ارد گرد تو تم رہتے ہو، ہماری زمینوں کو کچھ نقصان نہیں ہوگا، بلکہ تمہاری ہی رہائشی زمینیں جلیں گی۔

۳۸۰۹ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي مالِكُ بْنُ أَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ : أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعاهُ ، إِذْ جاءَهُ حاجِبُهُ يَرْفا فَقَالَ : هَلْ لَكَ في عُثْمانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ ؟ فَقَالَ : نَعَمْ فَأَدْخِلْهُمْ ، فَلَبِثَ قَلِيلاً ثُمَّ جاءَ فَقَالَ : هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ ؟ قالَ : نَعَمْ ، فَلَمَّا دَخَلَا قالَ عَبَّاسٌ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا ، وَهُما يَخْتَصِمانِ فِي الَّذِي أَفاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ ، فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ ، فَقَالَ الرَّهْطُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا ، وَأَرِحْ أَحَدَهُما مِنَ الآخَرِ ، فَقَالَ عُمَرُ : اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّماءُ وَالْأَرْضُ ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قالَ : (لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ) . يُرِيدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ ؟ قالُوا : قَدْ قالَ ذٰلِكَ ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ فَقَالَ : أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ ، هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ ؟ قالَا : نَعَمْ ، قالَ : فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ ، إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ كانَ خَصَّ رَسُولَهُ ﷺ فِي هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ ، فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ : «وَما أَفاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكابٍ – إِلَى قَوْلِهِ – قَدِيرٌ» . فَكانَتْ هٰذِهِ خالِصَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ وَاللّٰهِ ما احْتَازَهَا دُونَكُمْ ، وَلَا اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ ، لَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَقَسَمَهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهَا ، فَكانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ، ثُمَّ يَأْخُذُ ما بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مالِ اللّٰهِ ، فَعَمِلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَيَاتَهُ ، ثُمَّ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : فَأَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَبَضَهُ أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهِ

بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ ، فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَقَالَ : تَذْكُرَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيهِ كَمَا تَقُولَانِ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ : إِنَّهُ فِيهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ؟ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ ، فَقُلْتُ : أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ ، فَقَبَضْتُهُ سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيهِ بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ : أَنِّي فِيهِ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ؟ ثُمَّ جِئْتُمَانِي كِلَاكُمَا ، وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ ، فَجِئْتَنِي – يَعْنِي عَبَّاسًا – فَقُلْتُ لَكُمَا : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (لَا نُورَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ) . فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ : إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا ، عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ : لَتَعْمَلَانِّ فِيهِ بِمَا عَمِلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَمَا عَمِلْتُ فِيهِ مُذْ وَلِيتُ ، وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي ، فَقُلْتُمَا ادْفَعْهُ إِلَيْنَا بِذٰلِكَ ، فَدَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا ، أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ ، فَوَاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ ، لَا أَقْضِي فِيهِ بِقَضَاءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَاهُ إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهُ .

قَالَ : فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ : صَدَقَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ : أَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ : أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ ، يَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ ، فَقُلْتُ لَهُنَّ : أَلَا تَتَّقِينَ اللّٰهَ ، أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ : (لَا نُورَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ – يُرِيدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ – إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هٰذَا الْمَالِ) . فَانْتَهَى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى مَا أَخْبَرَتْهُنَّ ، قَالَ : فَكَانَتْ هٰذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ ، مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا ، ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ، ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، وَحَسَنِ بْنِ حَسَنٍ ، كِلَاهُمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا ، ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ ، وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَقًّا . [ر : ٢٧٤٨]

ترجمہ

مالک بن حدثان نصری نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے ان کو (یعنی مجھ کو)) کو بلایا، اچانک حضرت عمرؓ کے پاس انکے دربان "یرفاء" آئے اور کہا کہ حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: ہاں انہیں اندر لے آؤ، ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ یرفاء واپس آئے اور حضرت عمرؓ سے کہا کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ آئے ہیں اور اندر آنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اجازت دی، چنانچہ دونوں حضرات اندر تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے کہا کہ میرے اور ان (حضرت علیؓ) کے

درمیان فیصلہ کیجئے، یہ دونوں جھگڑ رہے تھے ان اموال کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اموال بنی نضیر سے بطور فیٔ دیا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے آپس میں سخت کلامی کی، تو حاضرین نے کہا: اے امیر المؤمنین! ان کا فیصلہ کیجئے اور ایک کو دوسرے پر راحت دیجئے، (یعنی: ایسا فیصلہ کرلیں کہ جھگڑا باقی نہ رہے اور دونوں آرام پالیں)، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: جلدی نہ کیجئے، میں آپ لوگوں کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں، کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم نبیوں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو مال چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی ذات مراد لے رہے تھے۔ حاضرین نے کہا: بے شک آپ نے یہ فرمایا ہے، پھر حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں آپ دونوں کو رب کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی تھی؟ ان دونوں حضرت نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اب میں اس معاملہ کے متعلق آپ لوگوں سے بیان کرتا ہوں، یہ مال فیٔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص کیا تھا اور اس میں کسی دوسرے کا کوئی حق نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وما أفاء الله علی رسوله منهم ...... ﴾ الآیة، کہ ’’جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اپنے رسول کو، سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے، نہ اونٹ (یعنی بغیر جنگ کے مال حاصل ہوا)‘‘ اور یہ مال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا، پھر خدا کی قسم! رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مال تمہیں چھوڑ کر اپنے لئے جمع نہیں کیا اور نہ تم پر اپنی ذات کو ترجیح دی، بلکہ ان مالوں کو تمہیں دیا اور تم نے اس کی تقسیم کی، یہاں تک کہ ان اموال فیٔ سے یہ مال بچ گیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی مال میں سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے تھے، پھر مابقیہ مال کو اللہ تعالیٰ کے مال کے مصرف میں خرچ کرتے تھے، (ہتھیاروں کی خریداری و دیگر رفاہ عام میں)، چنانچہ پوری زندگی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں بیشک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوں، پس حضرت ابو بکرؓ نے اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور اس مال میں اس طرح عمل کرتے رہے جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، (جن مصارف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے حضرت ابو بکرؓ بھی اسی طرح خرچ کرتے تھے) اور تم لوگ اس وقت موجود تھے، پھر حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آپ دونوں کو یاد ہے کہ حضرت ابو بکر اسی طرز پر چلتے رہے، جیسا آپ کا قول ہے، (آپ کا اقرار واعتراف ہے) اور اللہ گواہ ہے کہ حضرت ابو بکر اپنے طرز عمل میں صادق تھے، نیک راہ راست پر اور راہ حق کے تابع تھے۔

تذکران أن أبا بکر عمل فیه کما تقولان

(آپ دونوں یہ ذکر کرتے تھے کہ ابو بکر اس مال کے تصرف میں ویسے ہیں جیسے تم کہتے ہو۔ تمہارا خیال تھا کہ

تصرف تو ہمیں کرنی چاہیے، حضرت ابوبکرؓ نے خود اپنے ہاتھ میں تولیت رکھ کر زیادتی کی ہے، حالانکہ حضرت ابوبکرؓ اس معامہ میں سچے اور مخلص تھے)، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو اٹھالیا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کا جانشین بنا اور میں نے اس مال کو اپنی امارت کے ابتدائی دو سالوں میں اپنے قبضے میں رکھا اور اس میں وہی عمل کرتا رہا، جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کرتے تھے اور اللہ گواہ ہے کہ میں سچا، مخلص اور صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ پھر آپ دونوں حضرات میرے پاس آئے، آپ دونوں کی بات ایک تھی اور معاملہ متفق تھا، پھر حضرت عباسؓ میرے پاس آئے تو میں نے آپ دونوں سے کہہ دیا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہے: ”لانورث، ما تركنا صدقة“ ”ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں، ہم جو مال چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے“۔ پھر جب میرے لئے ظاہر ہوا، (میری سمجھ میں آیا) کہ میں وہ جائیداد آپ دونوں کو دے دوں، (تاکہ آپ اس کا انتظام کرلیں اور ان مصارف میں خرچ کریں جن میں وہ خرچ ہوتی آئی ہے، ملکیت کے طور پر نہیں) تو میں نے آپ حضرات سے کہا: اگر آپ چاہیں تو اس شرط پر جائیداد آپ کو دے دوں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان باندھنا ہوگا کہ تم اس جائیداد میں وہی عمل کروگے، جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور میں کرتا رہا، ورنہ پھر اس کے بارے میں آپ لوگ مجھ سے گفتگو نہ کریں۔ تم دونوں نے کہا تھا: اس عہد و میثاق کے ساتھ ہمارے حوالے کردیجئے، تو میں نے آپ دونوں کے حوالے کردیا تھا، اب جو تم دونوں میرے پاس آئے ہو، کیا اس کے علاوہ تم مجھ سے کوئی اور فیصلہ کرانا چاہتے ہو؟ اس خدا کی قسم! جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں، قیامت تک میں اس کے سوا کوئی اور فیصلہ نہیں کرسکتا، اگر آپ دونوں (شرط کے مطابق انتظام سے) عاجز ہیں، تو مجھ کو واپس دیجئے، میں اس کا انتظام خود کروں گا۔

فحدثت هذا الحديث عروة بن الزبير............إلخ

زہری کا قول ہے کہ میں نے اس حدیث کا تذکرہ عروۃ بن زبیر سے کیا، تو عروہ نے کہا کہ مالک بن اوس نے سچ کہا ہے، (یعنی: صحیح بیان کی ہے)۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ سے سنا ہے، فرماتی تھیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیجا، کہ ازواج اپنے آٹھویں حصے کا مطالبہ کرتی ہیں اس مال فیٔ سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دیا، میں انہیں روکتی تھی اور میں نے ان سے کہا کہ تم خدا سے نہیں ڈرتیں؟ کیا تمہیں معلوم ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ہم پیغمبروں کے مال کا کوئی وارث نہیں، جو کچھ ہم چھوڑ جائیں صدقہ ہے، (مراد اس سے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ تھی)، البتہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں سے کھائیں گے، پھر میں نے جب انہیں حدیث سنائی تو ازواج مطہرات رک گئیں، (اپنی رائے بدل دی)۔

عروہ نے بیان کیا، سو یہی وہ صدقہ ہے جو بطور متولی حضرت علیؓ کے قبضے میں تھا، حضرت علیؓ نے عباسؓ کو باز رکھا (انتظام میں شریک نہیں کیا) اور اس پر غالب رہے، پھر وہ حسن بن علی کے تصرف میں رہا، پھر حسین بن علی کے، پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن کے ہاتھ میں رہے، یہ دونوں باری باری اس کا انتظام کرتے رہے، پھر زید بن حسن کے تصرف میں آیا اور یہ یقینی طور پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے، (نہ اس میں میراث جاری ہوئی، نہ ان حضرات نے ذاتی ملکیت کے طور پر اس کو استعمال کو کیا)۔

تشریح

حضرت علیؓ اور حضرت عباس کا مخاصمہ اس مال فئی کے متعلق تھا، جو بنو نضیر سے حاصل ہوا تھا، اس لئے امام بخاریؒ نے یہ حدیث اس باب کے ذیل میں ذکر کی۔

٣٨١٠ : حدَّثنا إبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ : أَنَّ فاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَالْعَبَّاسَ ، أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا ، أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ ، وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : (لَا نُورَثُ ، ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا المَالِ) . وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي . [ر : ٢٩٢٦]

ترجمہ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ دونوں حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے، دونوں مطالبہ کرنے لگے اپنی میراث کا جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین فدک میں تھی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے سے جو خیبر میں تھا، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ”ہم میراث نہیں چھوڑتے ہیں، جو کچھ ہم چھوڑیں صدقہ ہے، البتہ ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں کھائیں گے“، اور خدا کی قسم! رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھ کو زیادہ عزیز تر ہے اس سے کہ اپنی قرابت سے صلہ رحمی کروں۔

١٢ – باب : قَتْلُ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ .

کعب بن اشرف کا تعارف

کعب بن اشرف یہودی مدینہ کے پاس رہتا تھا، مقتولینِ بدر کی تعزیت کے لئے مکہ پہنچ کر مرثیے لکھے،

پڑھے، خود بھی رویا اوروں کو بھی رلایا، لوگوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں قتال پر آمادہ کیا، قریش کو حرم میں لے جا کر بیت اللہ کا غلاف تھام کر مسلمانوں سے جنگ کرنے کا حلف اٹھایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار لکھتا تھا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اس کی اذیت پر صبر و تحمل کی تلقین فرماتے، جب اس کی حرکتیں حد سے بڑھ گئیں، تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا، یہ ۳ ہجری رمضان المبارک یا ربیع الاول کا مہینہ تھا۔

٣٨١١ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : قالَ عَمْرٌو : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى ٱللهَ وَرَسُولَهُ) . فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ ؟ قالَ : (نَعَمْ) . قالَ : فَائْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا ، قالَ : (قُلْ) . فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ : إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً ، وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا ، وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ ، قالَ : وَأَيْضًا وَٱللهِ لَتَمَلُّنَّهُ ، قالَ : إِنَّا قَدِ ٱتَّبَعْنَاهُ ، فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ - وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ ، فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ ، أَوْ : فَقُلْتُ لَهُ : فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ ؟ فَقَالَ : أُرَى فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ - فَقَالَ : نَعَمْ ، ٱرْهَنُونِي ، قالُوا : أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ ؟ قالَ : ٱرْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ ، قالُوا : كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ ، قالَ : فَٱرْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ ، قالُوا : كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا ، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ ، فَيُقَالُ : رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ ، هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا ، وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ - قالَ سُفْيَانُ : يَعْنِي السِّلَاحَ - فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ ، فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ ، وَهْوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ ، فَدَعَاهُمْ إِلَى ٱلْحِصْنِ ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ، فَقَالَتْ لَهُ ٱمْرَأَتُهُ : أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ ؟ فَقَالَ : إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ ، وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو ، قالَتْ : أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ ٱلدَّمُ ، قالَ : إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ ، وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ ، إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ . قالَ : وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ - قِيلَ لِسُفْيَانَ : سَمَّاهُمْ عَمْرٌو ؟ قالَ : سَمَّى بَعْضَهُمْ - قالَ عَمْرٌو : جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ ، وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو : أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَالحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ وَعَبَّادُ ٱبْنُ بِشْرٍ . قالَ عَمْرٌو : جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ ، فَقَالَ : إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي ٱسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ . وَقَالَ مَرَّةً : ثُمَّ أُشِمُّكُمْ ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهْوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ ، فَقَالَ : مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا ، أَيْ أَطْيَبَ ، وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو : قالَ : عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ . قالَ عَمْرٌو : فَقَالَ : أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشَمَّ رَأْسَكَ ؟

قَالَ : نَعَمْ ، فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ ، ثُمَّ قَالَ : أَتَأْذَنُ لِي ؟ قَالَ : نَعَمْ ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ ، قَالَ : دُونَكُمْ ، فَقَتَلُوهُ ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ . [ر : ۲۳۷۵]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کردے؟ بیشک اس نے (ہجو کر کے اور کفار قریش کو برانگیختہ کر کے) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے۔ محمد بن سلمہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ پسند کریں گے کہ میں اس کو قتل کردوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ محمد بن سلمہ نے عرض کیا: پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں (مجمل اور مبہم انداز) میں کچھ باتیں کروں (جس سے وہ خوش ہو کر میرے لئے قابو کرنا آسان ہو)، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دیدی، چنانچہ محمد بن سلمہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہا کہ یہ شخص (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور اس نے ہمیں مشقت میں ڈالا ہے، میں تمہارے پاس قرضہ مانگنے آیا ہوں، (ان کے ساتھ حضرت ابو نائلہ اور حارث بن اوس بھی تھے)، کعب نے یہ سن کر کہا: خدا کی قسم! تم اس سے مزید اکتا جاؤ گے، (یعنی: کعب نے موقع کو غنیمت سمجھا اور بھڑکانے کی کوشش کی) کہ اے محمد بن سلمہ! ابھی کیا ہوا، آگے (چل کر تم بالکل کبیدہ خاطر ہو جاؤ گے)۔ محمد بن سلمہ نے کہا کہ بیشک ہم نے اس کی اتباع کرلی ہے، سو ہم اس کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے، یہاں تک کہ انجام دیکھ لیں۔

البتہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہمیں ایک وسق یا دو وسق (شک راوی) قرض دیدے۔ سفیان کا بیان ہے کہ ہم سے عمرو بن دینار نے یہ حدیث کئی مرتبہ بیان کی، لیکن ایک وسق اور دو وسق کا تذکرہ نہیں کیا، میں نے ان سے کہا کہ اس میں ایک وسق یا دو وسق کا ذکر بھی ہے، تو عمرو نے کہا کہ میرا بھی خیال ہے کہ اس میں ایک وسق یا دو وسق کا ذکر ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا کہ ہاں (میں قرض دینے کے لئے تیار ہوں)، میرے پاس کچھ رہن رکھو۔ محمد بن سلمہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا: رہن میں تم کیا چیز چاہتے ہو؟ کعب نے کہا کہ تم اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن رکھو۔ انہوں نے کہا: ہم اپنی عورتوں کو تمہارے پاس کس طرح رہن رکھ سکتے ہیں، آپ تو عرب کے حسین ترین آدمی ہیں، (عورتیں حسن پر جلد فریفتہ ہو جاتی ہیں، اگر کہیں ایسا ہو گیا تو ہمارا کیا ہوگا)، تو پھر کہنے لگا: اپنے بیٹوں کو میرے پاس رہن رکھو، انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بیٹوں کو آپ کے پاس کیونکر رہن رکھ سکتے ہیں، بعد میں ان کو زندگی بھر طعنے دیئے جائیں گے، کہ یہ وہ ہیں جو وسق اور دو وسق کے بدلے رہن رکھے گئے تھے، یہ ہمارے لئے عار ہے، ہم آپ کے پاس ہتھیار گروی رکھ دیں گے۔ سفیان نے کہا: ''اللامۃ'' سے مراد ہتھیار ہے، چنانچہ محمد بن سلمہ نے ان کے پاس آنے کا وعدہ کیا اور رات کو ان کے پاس

آئے۔آپ کے ساتھ ابونائلہ بھی تھے، جوکعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے،کعب نے ان کوقلعہ کے پاس بلایا اور خودقلعہ سے ان کی جانب نیچے اترا، اس کی بیوی نے کعب سے کہا: رات کے اس اندھیرے میں کہاں جارہے ہو؟ تو کعب نے کہا:صرف محمد بن سلمہ اور میرا بھائی ابونائلہ ہیں۔

عمرو بن دینار کے سوا دوسرے راوی نے بیان کیا کہ کعب بن اشرف کی بیوی نے اس موقعہ پر یہ کہا تھا کہ میں نے تو ایک ایسی آواز سنی ہے جس سے خون کے قطرے ٹپکتے ہوئے محسوس ہورہے ہیں، لہذا تم گھر سے نہ نکلو۔کعب نے کہا کہ محمد بن سلمہ اور دودھ شریک ابونائلہ کے پاس جارہاہوں، شریف آدمی اگر رات میں بھی نیزہ کے لئے بلایا جاتا ہے، تو قبول کرتا ہے۔کعب نے کہا کہ داخل کرے محمد بن سلمہ اپنے ساتھ دوآدمیوں کو (یعنی: اندر آوے)۔عمرو نے بیان کیا کہ محمد بن سلمہ داخل کرنے لگے اپنے ساتھ دواشخاص کو۔سفیان سے پوچھا گیا: کیا عمرو نے ان کا نام بھی لیا تھا؟ سفیان نے بتایا کہ بعض کا نام لیا تھا۔عمرو کا بیان ہے کہ محمد بن سلمہ اپنے ساتھ دوآدمی لائے، جب وہ آئے،عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ وہ اپنے ساتھ دوآدمیوں کو لائے تھے،اور کہا: (یعنی: محمد بن سلمہ نے اپنے اصحاب کو ہدایت دی) کہ جب وہ کعب آئے گا تو میں اس کے سر کے بال پکڑ کر سونگھنے لگوں گا، جب تمہیں یقین ہو جائے کہ میں اس کے سر پر مکمل قابو پاچکا ہوں، تو تم پکڑ کر اس کو مار ڈالو۔عمرو نے ایک مرتبہ یوں بیان کیا: پھر میں تم کو سونگھاؤں گا، چنانچہ کعب چادر لپیٹے ہوئے ان اصحاب کے پاس آیا، اس حال میں کہ اس کے جسم سے خوشبو پھیل رہی تھی۔محمد بن سلمہ نے فرمایا: میں نے آج کی طرح خوشبو کبھی نہیں دیکھی تھی۔عمرو کے سوا دوسرے راوی نے بیان کیا کہ کعب اس پر بولا کہ میرے پاس سید العرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے اور حسن وجمال میں بھی سب سے کامل واکمل ہے۔

عمرو نے بیان کیا کہ محمد بن سلمہ نے کہا: تم اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارا سر سونگھوں؟ کعب نے کہا: ہاں، پس محمد بن سلمہ نے اس کا سر سونگھا، پھر ان اصحاب کو سونگھایا، پھر کہا کیا مجھے اجازت ہے؟ کعب نے کہا: ہاں اجازت ہے۔ جب محمد بن سلمہ نے اس کو اپنے قابو میں لے لیا، تو فرمایا: ”دونکم“ حملہ کردو، پھر اصحاب نے اس کو قتل کردیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اصحاب آئے اور خبر دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کی خبر سن کر اللہ کا شکر ادا کیا۔

١٣ – باب : قَتْلُ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي الحُقَيْقِ .

وَيُقَالُ : سَلَّامُ بْنُ أَبِي الحُقَيْقِ ، كانَ بِخَيْبَرَ ، وَيُقَالُ : فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ ٱلْحِجَازِ .
وَقالَ الزُّهْرِيُّ : هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ .

ترجمہ

ابورافع عبداللہ بن ابی حقیق کے قتل کا بیان اور اس کو ’سلام بن ابی الحقیق‘ بھی کہا جاتا ہے۔وہ خیبر میں رہتا

تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سرزمین حجاز کے اندر رہتا تھا۔ زہری نے بیان کیا کہ اس کا قتل کعب بن اشرف کے بعد ہوا۔

تشریح وتعارف

ابورافع ایک مالدار یہودی تاجر تھا، جس نے تمام قبائل کو آمادہ کیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غزوۂ خندق میں لایا۔ قبیلہ اوس نے کعب بن اشرف کو قتل کیا، تو قبیلہ خزرج کے عبداللہ بن عتیکؓ اپنے ساتھیوں سمیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ابورافع کو ٹھکانے لگانے کی اجازت چاہی۔ چونکہ یہ دونوں قبیلے نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے، آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ عبداللہ بن عتیک کو امیر مقرر کردیا اور تاکید فرمائی کہ بچے اور عورتیں ہرگز قتل نہ کئے جائیں۔ اس کے قتل کی تاریخ میں مختلف اقوال ہیں، بعض کے نزدیک ۴ھ بعض کے نزدیک ۵ھ جب کہ بعض کے نزدیک رمضان ۶ھ ہے۔ امام بخاری نے واضح کردیا کہ ابورافع کا قتل کعب بن اشرف کے بعد ہوا اور ایک قول کے مطابق یہ اپنی زمین حجاز میں ایک قلعہ میں رہتا تھا، ہوسکتا ہے کہ اس کا قلعہ خیبر اور حجاز کے درمیان سرحد پر ہو، اس طرح دونوں اقوال میں تطبیق ہوجائے گی۔

۳۸۱۲/۳۸۱٤ : حدّثني إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ بْنُ آدَمَ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي زَائِدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عازِبٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : بَعَثَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ رَهْطًا إِلَى أَبِي رَافِعٍ ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ عَتِيكٍ بَيْتَهُ لَيْلاً وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهُ .

ترجمہ

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو ابورافع کی طرف بھیجا، سو عبداللہ بن عتیک رات کو اس گھر میں داخل ہوئے، ابورافع سورہا تھا، عبداللہ بن عتیک نے اس کو قتل کردیا۔

(۳۸۱۳) : حدّثنا يُوسُفُ بْنُ مُوسىٰ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ ٱللّٰهِ بْنُ مُوسىٰ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عازِبٍ قالَ : بَعَثَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجالاً مِنَ الْأَنْصارِ ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ ، وَكانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ وَيُعِينُ عَلَيْهِ ، وَكانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ ٱلْحِجَازِ ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ ، وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ ، فَقَالَ عَبْدُ ٱللّٰهِ لِأَصْحَابِهِ : ٱجْلِسُوا مَكانَكُمْ ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ ، فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حاجَةً ، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ ، يا عَبْدَ ٱللّٰهِ : إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ

الْبَابَ ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ ، ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيقَ عَلَى وَتَدٍ ، قَالَ : فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا ، فَفَتَحْتُ الْبَابَ ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ ، وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ ، قُلْتُ : إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ ، لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ ، فَقُلْتُ : يَا أَبَا رَافِعٍ ، قَالَ : مَنْ هٰذَا ؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا ، وَصَاحَ ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ ، فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ ، فَقُلْتُ : ما هٰذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ ؟ فَقَالَ : لِأُمِّكَ الْوَيْلُ ، إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ ، قَالَ : فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظُبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا ، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي ، وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ ، فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ ، فَقُلْتُ : لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ : أَقَتَلْتُهُ ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ ، فَقَالَ : أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي ، فَقُلْتُ : النَّجَاءَ ، فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ أَبَا رَافِعٍ ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ ، فَقَالَ : (ابْسُطْ رِجْلَكَ) . فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا ، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ .

ترجمہ

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے کچھ لوگوں کو ابو رافع یہودی کے پاس بھیجا، حضرت عبداللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر کیا، ابو رافع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا تھا، آپ کے خلاف دشمنوں کی مدد کرتا تھا، سرزمین حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا، وہیں وہ رہتا تھا، پس جب یہ حضرات وہاں پہنچے، سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنی مویشی لے کر واپس ہو چکے تھے۔ عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ اسی جگہ بیٹھے رہو، میں جا رہا ہوں اور دربان سے حیلہ کرتا ہوں، شاید میں اندر جا سکوں، چنانچہ وہ قلعہ کے پاس آئے، یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گئے، پھر اپنے کپڑے سے اپنے آپ کو اس طرح چھپا لیا کہ گویا کہ قضاء حاجت کر رہے ہیں، جب تمام لوگ قلعہ کے اندر داخل ہو چکے تھے، تو دربان نے (قلعہ کا آدمی سمجھ کر) ان کو بھی آواز دی، اے خدا کے بندے! اگر اندر آنے کا ارادہ ہے تو اندر آجاؤ، اس لئے کہ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں، (حضرت

عبداللہ کا بیان ہے) کہ پس میں داخل ہو گیا اور چھپ گیا، پھر جب سارے لوگ اندر آ گئے تو دربان نے دروازہ بند کر دیا، پھر کنجیوں کو ایک میخ پر لٹکا دیا۔

عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے چابیاں اٹھائیں اور دروازہ کھولا۔ ابورافع کے پاس قصہ گوئی کی جاتی تھی اور اپنے بالاخانوں میں رہتا تھا، پھر جب قصہ گو اٹھ کر چلے گئے، تو میں بالاخانے کی طرف چڑھا اور جس دروازے سے گھستا اسے اندر سے بند کر لیتا تھا، میرا مقصد یہ تھا کہ تھا کہ اگر لوگوں نے مجھ کو معلوم کر لیا تو مجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے، یہاں تک کہ میں اس کو قتل کر لوں۔ میں ابورافع کے پاس پہنچ گیا، وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ لیٹا تھا، لیکن مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ ابورافع کس جگہ میں ہے، میں نے آواز لگائی: اے ابورافع! وہ بولا کون ہے، جس جانب سے آواز آئی اس جانب بڑھ کر میں نے تلوار سے ایک وار کیا، لیکن میں گھبرایا ہوا تھا، اس لئے کامیاب نہ ہو سکا، اس نے چیخ ماری، تو میں گھر سے باہر آ گیا اور تھوڑی دیر تک رک کر کمرے میں اس کے پاس گیا، میں نے کہا: اے ابورافع! یہ آواز کیسی تھی؟ تو ابورافع نے کہا: تیری ماں کی ہلاکت ہو، کوئی آدمی گھر میں ہے جس نے تلوار سے مجھ پر حملہ کیا۔

عبداللہ کا بیان ہے، پھر میں نے ایک گہری ضرب ماری، لیکن قتل نہ کر سکا، پھر میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ میں گھسائی، یہاں تک کہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی، تو میں نے معلوم کر دیا کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے، پھر میں ایک دروازے کو کھولنے لگا، یہاں تک کہ ایک سیڑھی تک پہنچ گیا، پس میں نے اپنا پاؤں رکھا میں سمجھ رہا تھا کہ میں زمین تک پہنچ چکا ہوں، تو میں گر گیا، چاندنی رات تھی، میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں نے اسے عمامہ سے باندھ لیا، پھر میں چلا، یہاں تک کہ دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور میں دل میں کہہ رہا تھا کہ رات کو نہیں نکلوں گیا، یہاں تک کہ معلوم کر لوں میں نے اسے قتل کر لیا ہے، حتی کہ مرغ نے صبح کی اذان دی تو موت کی خبر دینے والا قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا اور اعلان کیا کہ میں اہل حجاز کے تاجر ابورافع کے مرنے کی خبر دیتا ہوں۔

پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس چلا اور میں نے کہا کہ جلدی کرو، اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو ہلاک کر دیا، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ سے بیان کر دیا تو آپ نے فرمایا: اپنے پاؤں پھیلاؤ، میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا، (تو وہ اتنا اچھا ہوا)، گویا کہ اس میں کبھی چوٹ نہیں آئی تھی۔

تشریح مشکل الفاظ

"أغاليق"، جمع "غلق"، تالے کے معنی ہیں، لیکن یہاں مراد کنجیاں ہیں۔ "ودّ"، کھونٹی۔ "أقاليد"، جمع "إقليد" بمعنی: کنجی۔ "علالي"، جمع "علية"، کمرہ، بالاخانہ۔ "ضبيب السيف"، ضبیب کا معنی ہے: خون بہنا، صحیح لفظ "ظبة

السيف“ ہے جس کے معنی: ”تلوار کی دھار“ کے ہیں۔ ”نعي“ موت کی خبر دینا۔

(٣٨١٤) : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمانَ : حَدَّثَنَا شُرَيْحٌ ، هُوَ ٱبْنُ مَسْلَمَةَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : بَعَثَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِي رَافِعٍ عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ وَعَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ فِي نَاسٍ مَعَهُمْ ، فَٱنْطَلَقُوا حَتَّى دَنَوْا مِنَ ٱلْحِصْنِ ، فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ عَتِيكٍ : ٱمْكُثُوا أَنْتُمْ حَتَّى أَنْطَلِقَ أَنَا فَأَنْظُرَ ، قالَ : فَتَلَطَّفْتُ أَنْ أَدْخُلَ ٱلْحِصْنَ ، فَفَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ ، قالَ : فَخَرَجُوا بِقَبَسٍ يَطْلُبُونَهُ ، قالَ : فَخَشِيتُ أَنْ أُعْرَفَ ، قالَ : فَغَطَّيْتُ رَأْسِي كَأَنِّي أَقْضِي حاجَةً ، ثُمَّ نَادَى صَاحِبُ الْبَابِ ، مَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فَلْيَدْخُلْ قَبْلَ أَنْ أُغْلِقَهُ ، فَدَخَلْتُ ثُمَّ ٱخْتَبَأْتُ فِي مَرْبِطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ ٱلْحِصْنِ ، فَتَعَشَّوْا عِنْدَ أَبِي رَافِعٍ ، وَتَحَدَّثُوا حَتَّى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى بُيُوتِهِمْ ، فَلَمَّا هَدَأَتِ الْأَصْوَاتُ ، وَلَا أَسْمَعُ حَرَكَةً خَرَجْتُ ، قالَ : وَرَأَيْتُ صَاحِبَ الْبَابِ ، حَيْثُ وَضَعَ مِفْتَاحَ ٱلْحِصْنِ فِي كُوَّةٍ ، فَأَخَذْتُهُ فَفَتَحْتُ بِهِ بَابَ ٱلْحِصْنِ ، قالَ : قُلْتُ : إِنْ نَذِرَ بِيَ الْقَوْمُ ٱنْطَلَقْتُ عَلَى مَهَلٍ ، ثُمَّ عَمَدْتُ إِلَى أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ ، فَغَلَّقْتُهَا عَلَيْهِمْ مِنْ ظَاهِرٍ ، ثُمَّ صَعِدْتُ إِلَى أَبِي رَافِعٍ فِي سُلَّمٍ ، فَإِذَا الْبَيْتُ مُظْلِمٌ قَدْ طَفِئَ سِرَاجُهُ ، فَلَمْ أَدْرِ أَيْنَ الرَّجُلُ ، فَقُلْتُ : يَا أَبَا رَافِعٍ ؟ قالَ : مَنْ هٰذَا ؟ قالَ : فَعَمَدْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ وَصَاحَ ، فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا ، قالَ : ثُمَّ جِئْتُ كَأَنِّي أُغِيثُهُ ، فَقُلْتُ : ما لَكَ يَا أَبَا رَافِعٍ ؟ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي ، فَقَالَ : أَلَا أُعْجِبُكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ ، دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَضَرَبَنِي بِالسَّيْفِ ؟ قالَ : فَعَمَدْتُ لَهُ أَيْضًا فَأَضْرِبُهُ أُخْرَى ، فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا ، فَصَاحَ وَقَامَ أَهْلُهُ ، قالَ : ثُمَّ جِئْتُ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي كَهَيْئَةِ الْمُغِيثِ ، فَإِذَا هُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ ، فَأَضَعُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ ، ثُمَّ أَنْكَفِئُ عَلَيْهِ حَتَّى سَمِعْتُ صَوْتَ الْعَظْمِ ، ثُمَّ خَرَجْتُ دَهِشًا حَتَّى أَتَيْتُ السُّلَّمَ ، أُرِيدُ أَنْ أَنْزِلَ فَأَسْقُطُ مِنْهُ ، فَٱنْخَلَعَتْ رِجْلِي فَعَصَبْتُهَا ، ثُمَّ أَتَيْتُ أَصْحَابِي أَحْجُلُ ، فَقُلْتُ : ٱنْطَلِقُوا فَبَشِّرُوا رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ ، فَإِنِّي لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ ، فَلَمَّا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ صَعِدَ النَّاعِيَةُ ، فَقَالَ : أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ ، قالَ : فَقُمْتُ أَمْشِي ما بِي قَلَبَةٌ ، فَأَدْرَكْتُ أَصْحَابِي قَبْلَ أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ ﷺ فَبَشَّرْتُهُ . [ر : ٢٨٥٩]

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عتیک اور عبداللہ بن عتبہؓ کو چند اصحاب کے ساتھ ابورافع کے قتل کے لئے بھیجا، یہ حضرات چلے اور قلعہ کے قریب پہنچے، تو عبداللہ بن عتیک نے ان سے

کہا: تم لوگ یہیں ٹھہر جاؤ، میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ عبداللہ بن عتیک نے بیان کیا کہ میں قلعہ کے اندر داخل ہونے کی تدبیر میں لگ گیا، اتفاق سے ان لوگوں کا ایک گدھا گم ہوگیا، بیان کیا کہ لوگ آگ کا ایک شعلہ لے کر نکلے کہ گدھا تلاش کریں، میں ڈرا کہ میں پہچان لیا جاؤں گا، کہا کہ میں نے اپنا سر اور پاؤں ڈھانک لئے اور بیٹھ گیا، گویا کہ میں قضاء حاجت کر رہا ہوں، اس کے بعد دربان نے آواز دی: جو قلعہ کے اندر آنا چاہتا ہے آجائے، قبل اس کے کہ میں دروازہ بند کردوں، چنانچہ میں اندر داخل ہوگیا، پھر میں گدھوں کے اصطبل میں چھپا رہا، جو قلعہ کے دروازے کے پاس ہی تھا، پھر لوگوں نے ابورافع کے پاس رات کا کھانا کھایا اور باتیں کرنے لگے، یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا، پھر لوگ اپنے اپنے گھر کو واپس آئے، پھر جب آوازیں رک گئی اور میں کوئی حرکت نہیں سننے لگا، (یعنی: سناٹا چھا گیا)، میں اس جگہ سے جہاں چھپا تھا نکلا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے دربان کو دیکھ لیا تھا کہ اس نے قلعہ کی کنجی طاق میں رکھی ہے، میں نے اس کو لیا اور اس سے قلعہ کا دروازہ کھولا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے دل میں کہا کہ اگر قوم نے مجھ کو معلوم کرلیا تو میں آسانی سے نکل بھاگوں گا، پھر میں نے ان کے کمروں کے دروازوں کا قصد کیا، (کھولنا شروع کیا) جن کے بعد ابورافع کا مخصوص کمرا پڑتا تھا اور اندر سے بند کردیتا، پھر میں سیڑھی سے ابورافع کی طرف چڑھا تو دیکھا اندھیرا ہے، اس کا چراغ بجھا ہوا ہے تو میں معلوم نہ کرسکا کہ وہ شخص کہا ہے، میں نے کہا: ابورافع۔ اس نے کہا: کون ہے؟ آپ نے بیان کیا: میں نے آواز کی طرف قصد کیا اور اس پر حملہ کیا، اس نے چیخ لگائی تو اس حملہ نے کوئی نفع نہیں پہنچایا، پھر میں دوبارہ آیا، گویا کہ اس کا فریادرس ہوں، میں نے آواز بدل کر پوچھا: کیا ہوا ابورافع؟ اس نے کہا: تیری ماں کی تباہی ہو، ابھی کوئی شخص میرے کمرے میں آ گیا تھا اور تلوار سے مجھ پر حملہ کیا۔ آپ نے بیان کیا کہ اس بار پھر میں نے اس کی آواز کی طرف بڑھ کر اس پر حملہ کیا، اس حملہ میں بھی وہ قتل نہ ہوسکا، پھر وہ چلانے لگا، اس کی بیوی بھی اٹھ گئی اور چلانے لگی۔ آپ نے بیان کیا: پھر میں نے فریادرس بن کر پوچھا اور آواز بدل دی، اس وقت وہ چت لیٹا ہوا تھا، میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے دبایا، آخر جب میں نے ہڈی ٹوٹنے کی آواز سن لی، تو میں وہاں انتہائی گھبرایا ہوا نکلا، اب سیڑھی پر آ چکا تھا، میں اترنا چاہتا تھا، نیچے گر پڑا جس سے میرا پاؤں ٹوٹ گیا، میں نے اس پر پٹی باندھی اور لنگڑاتا ہوا ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ میں نے کہا: تم لوگ جاؤ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوش خبری سناؤ، میں تو یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا، جب تک اس کی موت کی خبر نہ سن لوں، چنانچہ سحر کے وقت اعلان کرنے والا چڑھا اور اعلان کیا کہ ابورافع کی موت واقع ہوگئی ہے۔ آپ نے بیان کیا پھر میں اٹھنے لگا، مجھے فرط مسرت سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی، اس سے پہلے کہ میرے ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں میں نے انہیں پالیا اور خوشخبری سنائی۔

تشریح

اس روایت میں ہے کہ "فانهلت رجلي" میرے پاؤں کا جوڑ کھل گیا۔ پہلی روایت میں ہے: "فانکسرت رجلي" میری پنڈلی ٹوٹ گئی تھی، یا تو جوڑ کے کھلنے کو ہڈی کے ٹوٹنے سے تعبیر کیا، یا دونوں باتیں ہوئی ہوں گی، جوڑ بھی کھل گیا ہوگا اور ہدی بھی ٹوٹ گئی ہوگی۔

١٤ – باب : غَزْوَةِ أُحُدٍ .

"أحد" (بضمتين) مدینہ پاک کے پہاڑ کا نام ہے، جو ایک فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ "احد" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دوسرے پہاڑوں سے متوحد اور منفرد ہے۔

وَقَوْلِ ٱللَّهِ تَعَالَى : «وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ» /آل عمران: ١٢١/ .

ترجمہ

''اور اس وقت کو یاد کیجئے جب آپ صبح کو اپنے گھر والوں کے پاس سے نکلے اس حال میں کہ آپ مسلمانوں کو جنگ کے مورچوں پر بٹھلا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے اور جاننے والا ہے''۔

تشریح

اس غزوہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ بھی تھیں اور جو خیمہ آپ کے لئے وہاں نصب کیا گیا تھا اس میں حضرت عائشہؓ رہتی تھیں، تو اس خیمہ سے ہفتہ کی صبح کو نکل کر آپ نے صف بندی کی تو گھر سے نکلنا اور صف بندی کرنا دونوں ہفتے کی صبح کو ہوئے۔

وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ : «وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ . إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ ٱللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ . وَلِيُمَحِّصَ ٱللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ . أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ ٱللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ . وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ» /آل عمران: ١٣٩ – ١٤٣/ .

ترجمہ

''اور کمزور ہو کر ہمت نہ ہارو، نہ غم کرو، اگر تم مومن رہے تو غالب تم ہی رہو گے، (اگر اس غزوے میں) تم کو زخم پہنچا تو (اس سے پہلے غزوۂ بدر میں) اس قوم (کفار) کو بھی زخم پہنچ چکا ہے، اور لوگوں کے درمیان ہم ان ایام کو بدلتے رہتے ہیں، (کہ کبھی ایک فریق غالب رہتا ہے کبھی دوسرا)، یہ تم جو مغلوب ہوئے اور تمہارے ساتھی شہید ہوئے، یہ اس لئے تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کو جان لے (کہ وہ اپنے ایمان میں مخلص ہیں کہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ تم میں سے کئی لوگوں کو شہادت کا رتبہ عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتے اور (ایک حکمت اس میں بھی ہے)، تاکہ اللہ تعالیٰ (معاصی اور ذنوب کے) میل کچیل سے ایمان والوں کو صاف کر دے اور کافروں کو مٹا دے (کہ غالب آنے کی صورت میں کفار کی جرأت بڑھے گی اور وہ مقابلہ کے لئے دوبارہ آئیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے، یا یہ کہ مسلمانوں پر ظلم کریں گے تو اللہ کے غضب میں مبتلا ہو کر تباہ ہوں گے)۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی اللہ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا، جنہوں نے (خوب) جہاد کیا ہو اور نہ ان کو دیکھا جو (جنگ میں) ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تم تو (اس غزوے سے) پہلے شہادت کی تمنا کرتے تھے، سو اب تم نے اس کو دیکھ لیا''۔

وَقَوْلِهِ : «وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ ٱللَّهُ وَعْدَهُۥٓ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِۦ حَتَّىٰٓ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَٰزَعْتُمْ فِي ٱلْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّنۢ بَعْدِ مَآ أَرَىٰكُم مَّا تُحِبُّونَ مِنكُم مَّن يُرِيدُ ٱلدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ ٱلْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ وَٱللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ» /آل عمران : ۱۵۲/ .

ترجمہ

''اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنے وعدے کو سچا کر کے دکھایا، جس وقت تم ان کافروں کو اللہ کے حکم سے قتل کر رہے تھے، (یعنی: ان کو قتل کے ذریعہ جڑ سے اکھاڑ رہے تھے)، تا آنکہ کہ تم خود ہی کمزور ہو گئے (کہ مورچہ میں مقرر کئے ہوئے پچاس آدمیوں میں سے بعض نے غلط فہمی سے اپنی جگہ چھوڑ دی) اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے (کہ بعض کہنے لگے یہاں بیٹھے رہنا چاہیے، بعض اس جگہ کو چھوڑ گئے) اور رسول خدا کے حکم کی نافرمانی کی، بعد اس کے کہ جو کچھ تم چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے وہ دکھلا دیا تھا، تم میں سے بعض وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے اور بعض آخرت کے طلبگار تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کفار پر (غالب آنے سے) ہٹا دیا، تاکہ تمہاری آزمائش کرے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑے فضل والے ہیں''۔

وَقَوْلِهِ تَعَالَىٰ : «وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًا» . الآيَةَ /آل عمران : ۱۶۹/ .

ترجمہ

''اور جولوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں، انہیں ہرگز مردہ خیال مت کریں''۔

تشریح

''شہداء'' کو مردہ مت سمجھو۔ مسلم شریف میں مسروق سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ڈالیں جو بہشت کے میوے کھاتے ہیں۔

۳۸۱۵ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا خالِدٌ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ : (هٰذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ ، عَلَيْهِ أَدَاةُ الحَرْبِ) . [ر : ۳۷۷۳]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے روز فرمایا: ''یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں، جو گھوڑے کی لگام تھامے ہیں اور اس پر جنگ کے ہتھیار ہیں''۔

تشریح

محدثین کے ہاں مشہور ہے کہ اس حدیث کا تعلق غزوۂ بدر سے ہے۔

۳۸۱٦ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ : أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ المُبَارَكِ ، عَنْ حَيْوَةَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عامِرٍ قالَ : صَلَّى رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ ، كالمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ، ثُمَّ طَلَعَ المِنْبَرَ فَقَالَ : (إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ ، وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الحَوْضُ ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هٰذَا ، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا ، وَلٰكِنِّي أَخْشٰى عَلَيْكُمُ ٱلدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا) . قالَ : فَكَانَتْ آخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ . [ر : ۱۲۷۹]

ترجمہ

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں پر آٹھ برس کے بعد نماز

پڑھی، اس طرح جیسے آپ زندوں اور مردوں کو الوداع کر رہے ہوں، اس کے بعد آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: ''میں تمہارے قیام کے انتظام کے لئے تم سے آگے جاتا ہوں اور میں تمہارے حق میں گواہ ہوں گا (کہ تم نے ایمان اختیار کیا تھا اور ایمان واسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا)، اب تم سے ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں یہاں اس حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں، مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا ڈر نہیں کہ تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے، لیکن مجھے ڈر ہے اس بات کا کہ تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے''۔

تشریح

مردوں کو رخصت کرنے کے لئے آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور زندوں کو رخصت اور الوداع کہنے کے لئے آپ نے خطاب فرمایا۔

''فَرَطٌ'' وہ شخص جو قافلے سے آگے جا کر اگلی منزل کا انتظام کرے۔

ترجمۃ الباب سے مطابقت شہداء احد پر جنازہ ہے۔

٣٨١٧ : حدّثنا عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ مُوسٰى ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : لَقِينَا الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ ، وَأَجْلَسَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشًا مِنَ الرُّمَاةِ ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ ٱللهِ ، وَقالَ : (لَا تَبْرَحُوا ، إِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوا ، وَإِنْ رَأَيْتُمُوهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْنَا فَلَا تُعِينُونَا) . فَلَمَّا لَقِينَاهُمْ هَرَبُوا حَتَّى رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ ، رَفَعْنَ عَنْ سُوقِهِنَّ ، قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ ، فَأَخَذُوا يَقُولُونَ : الْغَنِيمَةَ الْغَنِيمَةَ ، فَقَالَ عَبْدُ ٱللهِ : عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ لَا تَبْرَحُوا ، فَأَبَوْا ، فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ ، فَأُصِيبَ سَبْعُونَ قَتِيلًا ، وَأَشْرَفَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ : أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ؟ فَقَالَ : (لَا تُجِيبُوهُ) . فَقَالَ : أَفِي الْقَوْمِ ٱبْنُ أَبِي قُحَافَةَ ؟ قالَ : (لَا تُجِيبُوهُ) . فَقَالَ : أَفِي الْقَوْمِ ٱبْنُ الْخَطَّابِ ؟ فَقَالَ : إِنَّ هٰؤُلَاءِ قُتِلُوا ، فَلَوْ كَانُوا أَحْيَاءً لَأَجَابُوا ، فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ ، فَقَالَ : كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ ٱللهِ ، أَبْقَى ٱللهُ عَلَيْكَ ما يُخْزِيكَ . قالَ أَبُو سُفْيَانَ : اعْلُ هُبَلُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَجِيبُوهُ) . قالُوا : ما نَقُولُ ؟ قالَ : (قُولُوا : ٱللهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ) . قالَ أَبُو سُفْيَانَ : لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَجِيبُوهُ) . قالُوا : ما نَقُولُ ؟ قالَ : (قُولُوا : ٱللهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ) . قالَ أَبُو سُفْيَانَ : يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ ، وَتَجِدُونَ مُثْلَةً ، لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي . [ر : ٢٨٧٤]

حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ ہم (جنگ احد کے موقعہ پر) مشرکوں سے مقابلے کے لئے پہنچے، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازوں کا ایک لشکر بٹھا دیا (پہاڑ پر) اور عبداللہ کو امیر مقرر کر دیا اور فرما دیا کہ تم لوگ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اگر تم دیکھ لو کہ وہ کفار تم پر غالب آگئے ہیں، تو بھی تم لوگ ہماری مدد کے لئے نہ آنا، پھر جب کافروں سے ہماری مڈبھیر ہوئی، تو وہ بھاگے (ان میں بھگدڑ مچ گئی)، یہاں تک کہ میں نے عورتوں کو دیکھا، (جو ان کی ہمتیں بڑھانے آئی تھیں) کہ پہاڑ میں شدت سے دوڑی جا رہی ہیں، پنڈلیوں سے اوپر کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں اور ان کی پازیبیں دیکھائی دے رہی تھیں، تو تیرانداز کہنے لگے: "الغنیمة، الغنیمة" غنیمت لو، غنیمت لو، تو عبداللہ بن جبیر نے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تاکید فرمائی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، (اس لئے تم لوگ مال غنیمت لوٹنے نہ جاؤ)، لیکن ان کے ساتھیوں نے نہیں مانا، سو جب ان کے ساتھیوں نے نہ مانا تو ان کے چہرے پھیر دیئے گئے، (یعنی: شکست ہوگئی) اور ستر مسلمان شہید ہو گئے، ابوسفیان پہاڑ پر چڑھا اور بولا: کیا قوم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا جواب مت دو، پھر سفیان نے آواز دی، کیا قوم میں ابن ابی قحافہ زندہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس کا جواب مت دو، پھر ابوسفیان نے آواز دی، کیا قوم میں ابن خطاب زندہ ہیں؟ پھر ابوسفیان نے کہا کہ سب قتل کر دیئے گئے ہیں، اگر یہ لوگ زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ اس پر عمر فاروق اپنے آپ کو قابو نہ رکھ سکے اور فرمایا: اے دشمن خدا! تو جھوٹا ہے، اللہ نے تمہیں رسوا اور ذلیل کرنے کے لئے انہیں باقی رکھا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: بلند ہوا اے ہبل۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا جواب دو، صحابہ نے عرض کیا: ہم کیا جواب دیں؟ ارشاد فرمایا: کہو، اللہ سب سے بلند اور بزرگ تر ہے۔ ابوسفیان نے کہا: ہمارے واسطے عزّیٰ ہے اور تمہارے لئے عزّیٰ نہیں ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا جواب دو، صحابہ نے عرض کیا: ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا: کہو اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارے لئے کوئی مددگار نہیں۔ ابوسفیان نے کہا: آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی ڈول کی طرح ہے، (کبھی ہماری فتح اور کبھی تمہاری فتح) اور تم اپنے مقتولین میں مثلہ پاؤ گے، میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ میں نے اس حرکت کو برا جانا۔

تشریح

جب کافروں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے مال غنیمت لوٹنا شروع کیا، تو تیرانداز لشکر بھی آ کر شریک ہوئے، مسلمانوں کی صفیں باہم مل گئی، جب تیراندازوں نے ناکہ خالی کر دیا، تو کافروں کا لشکر اس ناکے پر پہنچا اور مسلمانوں کو شہید کرنے لگا، اس سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی، بارہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے، شیطان

نے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے، صحابہ بعض مدینہ چلے گئے اور بعض پہاڑ پر چڑ گئے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے۔

ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق ابوسفیان کی بیوی ہندا اپنے ساتھ کافرہ عورتوں کو لے کر میدان میں پہنچی اور شہیدوں کے ناک کان کاٹے، یہاں تک کہ ایک ہار بنایا، حضرت حمزہ کا جگر نکالا، چپانے لگی، چبا نہ سکی تو پھینک دیا۔

٣٨١٨ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : ٱصْطَبَحَ الخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ، ثُمَّ قُتِلُوا شُهَدَاءَ . [ر : ٢٦٦٠]

ترجمہ

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ احد کے دن بہت سے مسلمانوں نے شراب پی تھی اور اسی روز پھر وہ شہید ہو گئے، (یعنی: شراب کی حرمت کا حکم ابھی تک نہیں آیا تھا)۔

٣٨١٩ : حدّثنا عَبْدَانُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ : أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ أُتِيَ بِطَعَامٍ ، وَكَانَ صَائِمًا ، فَقَالَ : قُتِلَ مُصْعَبُ ٱبْنُ عُمَيْرٍ وَهْوَ خَيْرٌ مِنِّي ، كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ : إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ ، وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ ، وَأُرَاهُ قَالَ : وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهْوَ خَيْرٌ مِنِّي ، ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ ٱلدُّنْيَا ما بُسِطَ ، أَوْ قَالَ : أُعْطِينَا مِنَ ٱلدُّنْيَا ما أُعْطِينَا ، وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ، ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ ٱلطَّعَامَ . [ر : ١٢١٥]

ترجمہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے صاحبزادے ابراہیم فرماتے ہیں کہ ایک دن افطار کے وقت حضرت عبدالرحمٰن کے پاس کھانا لایا گیا، آپ اس دن روزے سے تھے، تو فرمانے لگے: حضرت مصعب بن عمیرؓ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور مجھ سے بہتر اور افضل تھے، ایک چادر میں ان کو کفنایا گیا اور چادر اتنی چھوٹی تھی کہ اگر ان کا سر چھپایا جاتا تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا، اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت حمزہؓ شہید کئے گئے، وہ بھی مجھ سے بہتر اور افضل تھے، اس کے بعد پھر ہم پر دنیا کی وسعت اور کشادگی ہوئی، ہمیں تو اس بات کا ڈر ہے کہ ہماری ساری نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں ہی دیا جا رہا ہے، یہ کہہ کر حضرت عبدالرحمٰن رونے لگے، حتی کے کھانا بھی نہ کھا سکے۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ اس میں مصعب بن عمیرؓ اور حمزہؓ کی شہادت کا تذکرہ ہے۔

تشریح

حضرت مصعب جلیل القدر صحابی تھے، ان کو ابن قمیہ نے احد کے دن اس خیال سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں شہید کیا تھا اور شور بھی مچایا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، ان کا یہ کہنا کہ وہ مجھ سے افضل تھے، تواضع وانکساری ہے۔

٣٨٢٠ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو : سَمِعَ جابِرَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : قالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ : أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ ، فَأَيْنَ أَنَا ؟ قالَ : (فِي الجَنَّةِ) . فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ ، ثُمَّ قاتَلَ حَتَّى قُتِلَ .

ترجمہ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر میں جنگ کرتے ہوئے قتل ہو جاؤں تو کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: ''جنت میں''، چنانچہ وہ ہاتھ میں رکھی ہوئی کھجوریں پھینک کر میدان جنگ میں گئے، حتی کے شہید ہوئے۔

٣٨٢١ : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ شَقِيقٍ ، عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : هاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ ٱللهِ ، فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى ٱللهِ ، وَمِنَّا مَنْ مَضَى ، أَوْ ذَهَبَ ، لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا ، كانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ ، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ ، لَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً ، كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ ، وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ : (غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ ، وَٱجْعَلُوا عَلَى رِجْلِهِ الْإِذْخِرَ) . أَوْ قالَ : (أَلْقُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ) . وَمِنَّا مَنْ قَدْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهْوَ يَهْدِبُهَا .
[ر : ١٢١٧]

ترجمہ

حضرت خباب فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ہجرت کی، اللہ کے وعدے کے مطابق اللہ کے ہاں ہمارا اجر یقینی ہے، ہمارے بعض ساتھی چلے گئے اور انہوں نے اپنے اجر میں سے (اس دنیا میں) کچھ نہیں کھایا، انہی میں حضرت مصعب بن عمیر تھے، جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے، آپ نے

ایک دھاری دار چادر کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا، جب ہم اس سے ان کے سر کو ڈھانکتے تھے، تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم اس چادر سے ان کے پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چادر سے ان کا سر ڈھانک دو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو، یا آپ نے "اجعلوا" کی جگہ "ألقوا علی رجله من الإذخر" فرمایا، اور ہم میں سے بعض وہ ہیں کہ ان کے لئے ان کا پھل پک چکا ہے، چنانچہ وہ اس کو چنتے ہیں۔

٣٨٢٢ : أَخْبَرَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ : حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ عَمَّهُ غابَ عَنْ بَدْرٍ ، فَقَالَ : غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ ﷺ ، لَئِنْ أَشْهَدَنِي اللَّهُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيَرَيَنَّ اللَّهُ ما أُجِدُّ ، فَلَقِيَ يَوْمَ أُحُدٍ ، فَهُزِمَ النَّاسُ ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ ، يَعْنِي الْمُسْلِمِينَ ، وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جاءَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ ، فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ ، فَقَالَ : أَيْنَ يَا سَعْدُ ، إِنِّي أَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ دُونَ أُحُدٍ ، فَمَضَى فَقُتِلَ ، فَمَا عُرِفَ حَتَّى عَرَفَتْهُ أُخْتُهُ بِشَامَةٍ ، أَوْ بِبَنَانِهِ ، وَبِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ : مِنْ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ .

[ر : ٢٦٥١]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ان کے چچا (حضرت انس بن نضر) جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جہاد میں غیر حاضر رہا، اگر آئندہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ میں حاضری عطا فرمائی، تو اللہ تعالیٰ اس میں میری جد جہد کو دیکھیں گے، پھر غزوۂ احد کے موقعہ پر جب مسلمانوں کی جماعت میں افراتفری پیدا ہوگئی، تو انہوں نے کہا: اے اللہ! مسلمانوں نے آج جو کچھ کیا ہے، میں آپ کے حضور اس کے لئے معذرت خواہ ہوں اور مشرکین نے جو کچھ کیا ہے، میں آپ کے حضور اس سے برأت اور اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہوں، پھر اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے، راستے میں حضرت سعد بن معاذؓ سے ملاقات ہوئی، تو آپ نے ان سے کہا کہ سعد کہاں جا رہے ہو؟ تو کہا کہ میں تو احد پہاڑی میں جنت کی ہوائیں محسوس کر رہا ہوں، اس کے بعد وہ آگے بڑھے تو شہید کر دیئے گئے، ان کی لاش نہیں پہچانی جا رہی تھی، آخر ان کی بہن نے ایک تل یا انگلیوں سے ان کی شناخت کی، تلوار اور تیر کے اسی (۸۰) زخم ان کے جسم پر تھے۔

٣٨٢٣ : حدثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ : أَخْبَرَنِي خارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ : أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ ، كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا ، فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا

مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ : «مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ» . فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ . [ر : ٢٦٥٢]

ترجمہ

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں: جب ہم مصحف تحریر کر رہے تھے تو سورۂ احزاب کی ایک آیت مجھے نہیں ملی، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت سنا کرتا تھا، ہم نے اس آیت کی تلاش شروع کی تو حضرت خزیمہ انصاری کے پاس ہمیں وہ آیت ملی۔ (آیت یہ تھی): ﴿من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضىٰ نحبه ومنهم من ينتظر﴾.

ترجمہ

''ایمان والوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جس بات کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا اور اس میں سچے ثابت ہوئے، پھر ان میں سے بعض وہ ہیں، جو اپنی حاجت پوری کر چکے (اور شہید ہو گئے) اور کچھ وہ ہیں جو ابھی شہادت کے منتظر ہیں''۔ پھر ہم نے اس آیت کو اسی کی سورت میں قرآن کریم میں لکھا۔

٣٨٢٤ : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ : يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُحُدٍ ، رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَهُ ، وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فِرْقَتَيْنِ : فِرْقَةٌ تَقُولُ : نُقَاتِلُهُمْ ، وَفِرْقَةٌ تَقُولُ : لَا نُقَاتِلُهُمْ ، فَنَزَلَتْ : «فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا» . وَقَالَ : (إِنَّهَا طَيْبَةُ ، تَنْفِي الذُّنُوبَ ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ) . [ر : ١٧٨٥]

ترجمہ

حضرت زید بن ثابت انصاری فرماتے ہیں کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کے لئے نکلے، جو لوگ آپ کے ساتھ نکلے تھے ان میں کچھ واپس آ گئے (عبد اللہ بن ابی اور ان کے تین ساتھی)، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان کے بارے میں دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے، ایک جماعت کہتی تھی کہ ہم ان سے قتال کریں گے، دوسری جماعت کہتی تھی ہم ان سے قتال نہیں کریں گے، (اگر چہ انہوں نے برا کیا ہے)، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فما لكم في المنافقين ....﴾ الآية ''کیا ہوا تمہیں کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہوں میں بٹ گئے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے

انہیں ان کے عمل کی وجہ سے الٹا پھیر دیا‘‘۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مدینہ پاکیزہ جگہ ہے، گناہوں کو ختم کر دیتی ہے، جیسے آگ چاندی کے میل اور زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے منافقانہ حرکت کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جدا کر دیں گے اور ان کی حالت مشتبہ نہیں رہے گی، اس آیت کے شان نزول میں اور روایتیں بھی ہیں کہ واقعۂ افک کے موقعہ پر جب آپ نے خطبہ دیا کہ میرے اہل خانہ کے متعلق مجھے ایذا پہنچائی گئی ہے، تو عبداللہ بن ابی کے مرکزی کردار کی وجہ سے اوس اور خزرج سے تعلق رکھنے والے صحابہ میں اختلاف ہوگیا تھا۔ مذکورہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی، لیکن راجح قول یہی ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد کے موقعہ پر نازل ہوئی۔

١٥ – باب : «إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَٱللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ»

/آل عمران: ١٢٢/.

ترجمہ، شان نزول

بنوسلمہ قبیلہ خزرج کا ایک بطن تھا، جب کہ بنوحارثہ قبیلہ اوس کی ایک شاخ تھی، جس وقت رئیس المنافقین اپنے تین سو آدمیوں کو لے کر واپس ہوا، تو بنوحارثہ اور سلمہ کے دل میں بھی واپسی کا خیال آیا، لیکن چونکہ یہ لوگ مخلص تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری فرمائی اور واپسی کا ارادہ ان کے دل سے نکال دیا، اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔

٣٨٢٥ : حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنِ ٱبْنِ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ : نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِينَا : «إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا» . بَنِي سَلِمَةَ وَبَنِي حارِثَةَ ، وَما أُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ ، وَٱللَّهُ يَقُولُ : «وَٱللَّهُ وَلِيُّهُمَا» . [٤٢٨٢]

ترجمہ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت ﴿إذ همت طائفتان منكم أن تفشلا﴾ بنوسلمہ اور بنوحارثہ کے بارے میں نازل ہوئی اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی جب کہ اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں: ﴿والله وليهما﴾ ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ ان دونوں جماعتوں کا مددگار ہے‘‘۔

تشریح

حضرت جابرؓ کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں اگر چہ ان دونوں قبیلوں کی کمزوری اور بزدلی کا ذکر ہے، لیکن اس میں "والله وليهما" کا انعام بھی ہے، اس لئے آیت کے نزول پر ہم خوش ہیں۔

٣٨٢٦ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : أَخْبَرَنَا عَمْرٌو ، عَنْ جابِرٍ قالَ : قالَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (هَلْ نَكَحْتَ يَا جابِرُ) . قُلْتُ : نَعَمْ . قالَ : (ماذَا أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا) . قُلْتُ : لَا بَلْ ثَيِّبًا ، قالَ : (فَهَلَّا جارِيَةً تُلَاعِبُكَ) . قُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، إِنَّ أَبِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ ، وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ ، كُنَّ لِي تِسْعَ أَخَوَاتٍ ، فكَرِهْتُ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ جارِيَةً خَرْقاءَ مِثْلَهُنَّ ، وَلٰكِنِ ٱمْرَأَةً تَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ ، قالَ : (أَصَبْتَ) . [ر : ٤٣٢]

ترجمہ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر! کیا تم نے نکاح کر لیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کس سے کیا، باکرہ سے یا ثیبہ سے؟ میں نے کہا: ثیبہ سے۔ آپ نے فرمایا: کسی کنواری سے کیوں نہیں کیا، وہ تجھ سے کھیلتی۔ میں نے کہا: یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد احد میں شہید ہو گئے تھے تو انہوں نے نو بیٹیاں چھوڑیں، میری نو بہنیں ہیں، اس لئے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ ان کے پاس انہیں جیسی ناتجربہ کار لڑکی جمع کروں، میں نے چاہا عورت ایسی ہو جوان کی کنگھی کرے اور دیکھ بھال کرے۔ آپ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا۔

٣٨٢٧ : حدّثني أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ : أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ مُوسَى : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ فِرَاسٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قالَ : حَدَّثَنِي جابِرُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ أَبَاهُ ٱسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ ، وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا ، وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ ، فَلَمَّا حَضَرَ جِذَاذُ النَّخْلِ قالَ : أَتَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَقُلْتُ : قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي قَدِ ٱسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا ، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ ، فَقَالَ : (ٱذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ) . فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ ، فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ ، فَلَمَّا رَأَى ما يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ قالَ : (ٱدْعُ لِي أَصحابَكَ) . فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى ٱللهُ عَنْ وَالِدِي أَمانَتَهُ ، وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُؤَدِّيَ ٱللهُ أَمانَةَ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعَ إِلَى أَخَوَاتِي بِتَمْرَةٍ ، فَسَلَّمَ ٱللهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا ، وَحَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي كانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً . [ر : ٢٠٢٠]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ان کے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے اور ان پر بہت قرض چھوڑ گئے اور چھ لڑکیوں کو، جب کھجور کاٹنے کا وقت آیا حضرت جابر کا بیان ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد احد کے دن شہید ہو گئے اور بہت قرض چھوڑ گئے، میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں، (ممکن ہے آپ کو دیکھ لینے کے بعد کچھ عاریت اور نرمی کر لیں)، تو آپ نے فرمایا: جاؤ ہر قسم کے کھجوروں کا الگ الگ ڈھیر لگاؤ، میں نے آپ کے حکم کے مطابق الگ الگ ڈھیر لگائے، پھر آپ کو بلایا، جب ان قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا، ایسا لگا اب مجھ پر جپٹ پڑیں گے، (چونکہ قرض خواہ یہودی تھے اس لئے انہوں نے آپ کی آمد کو ناگوار جانا)، جب آپ نے دیکھا جو وہ کر رہے تھے، تو آپ نے سب سے بڑے ڈھیر کے چاروں طرف تین چکر لگائے، اس کے بعد بیٹھ گئے اور فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو بلا لو، رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو برابر ناپ کر دیتے رہے، یہاں تک اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی طرف سے ان کا قرضہ ادا کر دیا، میں اس پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کا قرضہ ادا کر دیں اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی نہ لے کر جاؤں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت یوں ظاہر ہوئی کہ) اللہ تعالیٰ نے تمام ڈھیر بچا دیئے، جس ڈھیر پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، اس سے ایک کھجور بھی کم ہوتی مجھے محسوس نہیں ہوئی۔

تشریح

اس روایت میں ہے کہ حضرت جابرؓ کے والد نے چھ لڑکیاں چھوڑیں، جب کہ پہلی روایت میں ہے کہ نو لڑکیاں چھوڑیں؟ دفع تعارض کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت جابر کے والد کی نو لڑکیاں تھیں، یعنی: تین شادی شدہ تھیں، ان کو ملا کر نو ذکر کیا گیا اور کہیں ان تین شادی شدہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

٣٨٢٨ : حدَّثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ ، وَمَعَهُ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ ، عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ ، كَأَشَدِّ الْقِتَالِ ، ما رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ . [٥٤٨٨]

ترجمہ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے احد کے دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی دیکھے، جو آپ کی جانب سے لڑ کر دفاع کر رہے تھے، دونوں سفید لباس میں ملبوس تھے، میں نے ان کو نہ اس سے پہلے دیکھا تھا نہ

بعد میں، (مسلم شریف میں ہے کہ یہ دو فرشتے تھے، حضرت جبرائیل اور میکائیل تھے اور فرشتے صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے طور پر شریک ہوئے)۔

٣٨٢٩/٣٨٣١ : حدثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ : حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ السَّعْدِيُّ قَالَ : سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ : سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ : نَثَلَ لِي النَّبِيُّ ﷺ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ ، فَقَالَ : (ٱرْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي) .

ترجمہ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے دن اپنے ترکش کا تیر میرے لئے نکالا اور فرمایا: ''تیر مارو میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں''۔

(٣٨٣٠) : حدثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ : سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ : سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ : جَمَعَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ .

ترجمہ

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے والدین کو میرے لئے جمع فرمایا، (اپنے ماں باپ کو ایک ساتھ جمع کر کے فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں، دشمنوں پر تیر مارو)۔

(٣٨٣١) : حدثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا لَيْثٌ ، عَنْ يَحْيَى ، عَنِ ٱبْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ : قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا ، يُرِيدُ حِينَ قَالَ : (فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي) . وَهُوَ يُقَاتِلُ . [ر : ٣٥١٩]

ترجمہ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد میں (میری ہمت افزائی کے لئے) اپنے ماں باپ دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا، ان کی مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کے اس اشارے سے تھی، جب آپ نے فرمایا: "فداك أبي وأمي" حضرت سعد جنگ کر رہے تھے۔

٣٨٣٢/٣٨٣٣ : حدثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ، عَنْ سَعْدٍ ، عَنِ ٱبْنِ شَدَّادٍ قَالَ : سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقُولُ : مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَجْمَعُ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرِ سَعْدٍ .

ترجمہ

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے علاوہ کسی کے لئے نہیں سنا کہ اپنے والدین کو ایک ساتھ ذکر کیا ہو۔

(٣٨٣٣) : حدّثنا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ شَدَّادٍ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : ما سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مالِكٍ ، فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ : (يَا سَعْدُ ٱرْمِ ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي) . [ر : ٢٧٤٩]

ترجمہ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ نے سعد بن مالک کے سوا کسی کے لئے اپنے والدین کو جمع کیا ہو، اس لئے کہ میں نے خود سنا کہ آپ احد کے دن فرما رہے تھے کہ ”اے سعد! خوب تیر برساؤ، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں“۔

٣٨٣٤ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ مُعْتَمِرٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : زَعَمَ أَبُو عُثْمَانَ : أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ، فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيهِنَّ ، غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ . عَنْ حَدِيثِهِمَا .
[ر : ٣٥١٧]

ترجمہ

حضرت ابوعثمان کا بیان ہے کہ ان غزوات میں سے جن میں آپ نے کفار سے قتال کیا، بعض میں (غزوۂ احد میں) ایک موقعہ پر آپ کے ساتھ حضرت طلحہ اور حضرت سعد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا تھا۔

حضرت ابوعثمان نے یہ حدیث حضرت طلحہ اور حضرت سعد کے واسطے سے بیان کی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنگ احد کے دن شکست کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور سعدؓ کے سوا کوئی باقی نہ رہا تھا، جب کہ ”کتاب الجہاد“ میں حضرت انس بن مالک کی روایت ہے، جب صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ادھر ادھر منتشر ہو گئے، تو حضرت طلحہ اس وقت اپنے ڈھال سے آپ کی حفاظت کر رہے تھے، اس تعارض کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ دونوں کی تخصیص باعتبار مہاجرین کے ہو، یا باعتبار احوال مختلفہ یا اس شکست کے بعد آپ کے پاس آئے ہوں۔

٣٨٣٥ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ : حَدَّثَنَا حاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ مُحمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قالَ : سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ : صَحِبْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ ٱللهِ وَالْمِقْدَادَ وَسَعْدًا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ ، فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ . [ر : ٢٦٦٩]

ترجمہ

سائب بن یزید کا بیان ہے کہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، طلحہ بن عبید اللہؓ، مقداد بن اسودؓ، اور سعد بن ابی وقاصؓ کی صحبت میں رہا ہوں، لیکن میں نے ان حضرات میں سے کسی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے حدیث بیان کرتے نہیں سنا، لیکن میں نے حضرت طلحہ سے سنا کہ وہ جنگ احد کے متعلق حدیث بیان کرتے تھے۔

٣٨٣٦ : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ قَيْسٍ قالَ : رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ ، وَقَى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ . [ر : ٣٥١٨]

ترجمہ

حضرت قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت طلحہؓ کا وہ ہاتھ دیکھا جو شل ہو چکا تھا، جس ہاتھ سے حضرت طلحہؓ نے احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی۔

٣٨٣٧ : حدّثنا أَبُو مَعْمَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : لَمَّا كانَ يَوْمُ أُحُدٍ ٱنْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ ، وَكانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلاً رَامِيًا شَدِيدَ النَّزْعِ ، كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ، وَكانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِجَعْبَةٍ مِنَ النَّبْلِ ، فَيَقُولُ : (ٱنْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ) . قالَ : وَيُشْرِفُ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ : بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي ، لَا تُشْرِفْ ، يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ . وَلَقَدْ رَأَيْتُ عائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ ، وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا ، تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا ، تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدِ أَبِي طَلْحَةَ ، إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا . [ر : ٢٧٢٤]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ احد میں جب مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے منتشر ہوگئے اور پسپا ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پورے استقلال کے ساتھ کھڑے رہے، تو حضرت ابوطلحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے چمڑے کی ڈھال سے حفاظت کررہے تھے۔ حضرت ابوطلحہ بڑے ماہر تیرانداز تھے اور کمان خوب کھینچ کر چلایا کرتے تھے، اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑ دی تھیں، مسلمانوں میں سے اگر کوئی تیر کا ترکش لئے ہوئے گزرتا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فرماتے: یہ تیر ابوطلحہ کے لئے یہیں رکھتے جاؤ۔ حضرت انس نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کو دیکھنے کے لئے سر اٹھا کر جھانکتے تو حضرت ابوطلحہ عرض کرتے: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، سر مبارک اوپر نہ اٹھائے، کہیں قوم کے تیروں میں سے کوئی تیر آپ کو لگ نہ جائے، میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے موجود ہے اور میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ اور ام سلیمؓ اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں اور میں ان دونوں کے پازیب کو دیکھ رہا تھا، دونوں اپنی کمر پر مشکیزے لے کر جاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں، پھر واپس لوٹتیں اور مشکیزے بھرتیں اور آ کر لشکروں کو بلاتیں اور حضرت ابوطلحہ کے ہاتھوں سے دو یا تین مرتبہ تلوار (اونگھ اور سکینہ کی وجہ سے) گر گئی۔

٣٨٣٨ : حدّثني عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : لَمَّا كانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ ، فَصَرَخَ إِبْلِيسُ لَعْنَةُ ٱللهِ عَلَيْهِ : أَيْ عِبَادَ ٱللهِ أُخْرَاكُمْ ، فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَٱجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ ، فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ ، فَقَالَ : أَيْ عِبَادَ ٱللهِ أَبِي أَبِي ، قالَ : قالَتْ : فَوَٱللهِ ما ٱحْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ : يَغْفِرُ ٱللهُ لَكُمْ . قالَ عُرْوَةُ : فَوَٱللهِ ما زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ بَقِيَّةُ خَيْرٍ ، حَتَّى لَحِقَ بِٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ .

بَصُرْتُ عَلِمْتُ ، مِنَ الْبَصِيرَةِ فِي الْأَمْرِ ، وَأَبْصَرْتُ مِنْ بَصَرِ الْعَيْنِ ، وَيُقَالُ : بَصُرْتُ وَأَبْصَرْتُ وَاحِدٌ . [ر : ٣١١٦]

ترجمہ

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جنگ احد کے دن پہلے تو مشرکین شکست کھا گئے، تو ابلیس نے پکارا اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے والوں سے بچو، اس پر آگے جو مسلمان تھے وہ لوٹ پڑے اور پیچھے والوں سے گتھم گتھا ہوگئے۔

حضرت حذیفہ بن یمان نے دیکھا ان کے والد یمانؓ بھی انہی میں ہیں (جنہیں مسلمان اپنا دشمن سمجھ کر مار رہے تھے)، وہ کہنے لگے: اے عباد اللہ کہ یہ میرے والد ہیں، میرے والد۔

حضرت عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: خدا گواہ ہے مسلمانوں نے ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک قتل نہ کیا۔ حضرت حذیفہ نے صرف اتنا کہا: اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے۔ حضرت عروہ نے کہا: اس کے بعد حضرت حذیفہ (اپنے والد کے قتل کرنے والوں کیلئے) برابر مغفرت کی دعا کرتے رہتے تھے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے، (کیونکہ یہ قتل محض غلط فہمی کی وجہ سے ہوا تھا)۔

"بَصرتُ" میں نے علی وجہ البصیرۃ اس معاملہ کو سمجھا۔ "أبصرت" آنکھ سے دیکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "بصرت" اور "أبصرت" ہم معنی ہیں۔

١٦ – باب : قَوْلِ ٱللَّهِ تَعَالَى : «إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ ٱلْتَقَى الجَمْعَانِ إِنَّمَا ٱسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ ما كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا ٱللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ» /آل عمران: ١٥٥/ .

ترجمہ

وہ لوگ جنہوں نے تم میں سے پشت پھیر دی، اس روز جب کہ (مسلمان اور کافر) کی دو جماعتیں (جنگ کیلئے) آپس میں ملی تھیں، سوائے اس کے نہیں کہ شیطان نے ان کو لغزش میں مبتلا کیا، ان کے بعض اعمال کے سبب سے، (یعنی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی کرتے ہوئے تیر اندازوں کا اپنی جگہ چھوڑنے کی وجہ سے) اور اللہ نے انہیں معاف کر دیا، بلاشبہ اللہ غفور وحلیم ہے۔

٣٨٣٩ : حدَّثنا عَبْدَانُ : أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قالَ : جاءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا ، فَقَالَ : مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقُعُودُ؟ قالُوا : هٰؤُلاءِ قُرَيْشٌ . قالَ : مَنِ الشَّيْخُ؟ قالُوا : ٱبْنُ عُمَرَ ، فَأَتَاهُ فَقَالَ : إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ أَتُحَدِّثُنِي؟ قالَ : أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ ، أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قالَ : نَعَمْ . قالَ : فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قالَ : نَعَمْ . قالَ : فَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قالَ : نَعَمْ . قالَ : فَكَبَّرَ ، قالَ ٱبْنُ عُمَرَ : تَعَالَ لِأُخْبِرَكَ وَلِأُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِي عَنْهُ ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ ، فَأَشْهَدُ أَنَّ ٱللهَ عَفَا عَنْهُ ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ ، فَإِنَّهُ كانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيضَةً ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : (إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ) .

وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ ، فَبَعَثَ عُثْمَانَ ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنَى : (هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ - فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ ، فَقَالَ - هٰذِهِ لِعُثْمَانَ) . اذْهَبْ بِهٰذَا الْآنَ مَعَكَ .
[ر : ۲۹٦۲]

ترجمہ

عثمان بن موہب سے روایت ہے کہ ایک شخص حج بیت اللہ کیلئے آیا، تو دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، پوچھا کہ یہ بیٹھے ہوئے کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش ہیں۔ اس نے پوچھا کہ یہ شیخ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ابن عمر ہیں؟ پھر یہ شخص ابن عمر کے پاس آیا اور کہا: میں آپ سے کچھ پوچھتا ہوں، کیا آپ مجھے بتائیں گے؟ اس شخص نے کہا کہ میں آپ کو اس گھر (بیت اللہ) کی عزت کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے حضرت عثمان بن عفان جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے؟ آپ نے کہا: ہاں۔ اس شخص نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان جنگ بدر سے غائب رہے اور اس میں شریک نہیں تھے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: ہاں (یہ بھی صحیح ہے)۔ اس شخص نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں پیچھے رہ گئے اور حاضر نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہاں (یہ بھی صحیح ہے)۔ اس پر اس شخص نے (خوشی کے مارے) اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ حضرت ابن عمر نے کہا: آؤ تا کہ میں تفصیل بیان کر دوں تجھ سے ان چیزوں کے متعلق جو تم نے سوالات کئے ہیں، بہر حال حضرت عثمانؓ کا فرار جنگ احد میں، پس گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا اور جنگ بدر سے حضرت عثمان کا غائب رہنا اس لئے ہوا کہ ان کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت رقیہ تھیں اور وہ بیمار تھیں، اس لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ جو لوگ غزوۂ بدر میں حاضر اور شریک ہونگے، ان میں سے ایک آدمی کا اجر اور مال غنیمت تجھ کو ملے گا، (اور تم رقیہ کی تیمارداری کرو) (تو غزوۂ بدر میں غیر حاضری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی، اس لئے حاضری سے بڑھ کر ہے) اور ان کا بیعت رضوان سے پیچھے رہنا اس لئے ہوا کہ اگر وادئ مکہ میں حضرت عثمان سے زیادہ عزیز کوئی ہوتا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عثمانؓ کے بدلہ ان کو بھیجتے، (چونکہ حضرت عثمانؓ سب سے زیادہ معزز تھے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا انتخاب فرمایا)، جب حضرت عثمان مکہ گئے، تو بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا، چونکہ حضرت عثمان اس موقعہ پر خود شریک نہیں تھے، اس لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے'' اور اس کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: یہ عثمان کی بیعت ہے۔ حضرت ابن عمر نے سائل کو تفصیل سے جواب دینے کے بعد فرمایا: اب اپنے

ساتھ اس تفصیل کو لے کر جاؤ، چونکہ روایت میں حضرت عثمان کا جنگ احد سے پیچھے ہٹنے کا ذکر ہے، اسی مناسبت سے یہاں یہ روایت ذکر کی گئی۔

١٧ – باب : «إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَى أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَى ما فاتكُمْ وَلَا ما أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ» /آل عمران : ١٥٣/ .

تُصْعِدُونَ : تَذْهَبُونَ ، أَصْعَدَ وَصَعِدَ فَوْقَ الْبَيْتِ .

ترجمہ

’’وہ وقت یاد کرو جب تم چڑھے جا رہے تھے اور تم نہیں پلٹ رہے تھے کسی کی طرف اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے، (مگر تم نے ان کی آواز سنی ہی نہیں،) پس اللہ تعالیٰ نے (تمہارے رسول کو) غم دینے کی وجہ سے تمہیں غم دیا، (اور یہ اس لئے کہ تم میں استقامت پیدا ہو جائے جس سے) پھر تم غمگین نہ ہوا کرو اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور اس مصیبت پر جو تم پر پڑے اور اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو‘‘۔

٣٨٤٠ : حدّثني عَمْرُو بْنُ خالِدٍ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ ابْنَ عازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ ، وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ . فَذَاكَ : إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ . [ر : ٢٨٧٤]

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں پیدل دستے پر (جن کی تعداد پچاس تھی) عبداللہ بن جبیر کو امیر بنایا تھا، لیکن وہ لوگ شکست خوردہ ہو کر آئے۔ آیت: ﴿إذ يدعوهم الرسول في أخراهم﴾ اسی بارے میں نازل ہوئی۔

١٨ – باب :

«ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الحَقِّ ظَنَّ الجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلّٰهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ ما لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ما قُتِلْنَا هَا هُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي

بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ ما في صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ ما في قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ» /آل عمران: ١٥٤/ .

ترجمہ

''پھر نازل کی اللہ تعالیٰ نے اطمینان قلب کے لئے تم پر اونگھ کہ وہ چھارہی تھی تم میں سے ایک جماعت پر اور ایک جماعت وہ تھی، (منافقین کی) کہ ان کو اپنے جان ہی کی پڑی تھی، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف حقیقت جاہلیت والا گمان کر رہے تھے، (اور) کہہ رہے تھے کہ ہمارا کوئی اختیار چلتا ہے؟ اور آپ کہہ دیجئے کہ سارا کا سارا معاملہ اور اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی باتیں چھپائے رکھتے ہیں جن کا اظہار آپ کے سامنے نہیں کرتے، کہتے ہیں: اگر ہمارا اختیار چلتا (اور ہماری بات مانی جاتی)، تو ہم یہاں نہ قتل کیے جاتے۔ آپ کہہ دیجئے تم لوگ اگر اپنے گھروں میں بھی رہتے تو بھی جن لوگوں کے لئے قتل کیا جانا لکھا جا چکا تھا، وہ اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی پڑتے اور یہ سب کچھ اس لئے پیش آیا، تا کہ اللہ تعالیٰ آزمائش کر دے اس ایمان کی جو تمہارے دلوں میں ہے، تا کہ اللہ تعالیٰ پاک کریں اس میل کو جو گناہوں کی وجہ سے تمہارے دلوں کے اندر پیدا ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کو خوب جاننے والے ہیں''۔

٣٨٤١ : وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسٍ ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنْتُ فِيمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ ، حَتَّى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَدِي مِرَارًا ، يَسْقُطُ وَآخُذُهُ ، وَيَسْقُطُ فَآخُذُهُ . [٤٢٨٦]

ترجمہ

حضرت انس کی روایت ہے کہ حضرت طلحہ نے بیان کیا کہ میں احد کے دن ان لوگوں میں تھا، جنہیں اونگھ ڈھانک رہی تھی، یہاں تک کہ میری تلوار میرے ہاتھ سے گرتی تھی، میں اس کو اٹھالیتا، پھر گر جاتی، میں پھر اٹھالیتا۔

تشریح

منافقین دلوں میں کفر و شرک اور تکذیب چھپاتے تھے، یا یہ دل میں کہہ رہے تھے کہ اگر مدینہ میں رہتے تو قتل سے بچ جاتے، یا یہ کہ جنگ احد میں شرکت پر ندامت تھی، لیکن اظہار نہیں کرتے تھے، یا یہ ان کا زعم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و نصرت اللہ کی طرف سے نہیں ہوگی۔

١٩ - باب : «لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ» /آل عمران : ١٢٨/ .

ترجمہ

''آپ کو اس معاملہ میں (یعنی: کسی کے مسلمان ہونے یا کافر رہنے کے متعلق) کوئی دخل نہیں، یہاں تک کہ (اسلام کی توفیق دے کر) اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا اور (اگر کفر پر رہے) تو انہیں عذاب دے گا، کیونکہ وہ ظالم ہیں (دونوں صورتوں میں معاملہ اللہ کے قبضہ میں ہے)''۔

قالَ حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ ، عَنْ أَنَسٍ : شُجَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ ، فَقَالَ : (كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ) . فَنَزَلَتْ : «لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ» .

ترجمہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوگئے، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شہید ہوئے، سر مبارک زخمی ہوا اور خون بہنے لگا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا۔ اس پر آیت مذکورہ میں ﴿ليس لك من الأمر شيء﴾ نازل ہوئی۔

٣٨٤٢ : حدّثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ ٱللهِ السُّلَمِيُّ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ : حَدَّثَنِي سَالِمٌ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ : (اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا) . بَعْدَ ما يَقُولُ : (سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ) . فَأَنْزَلَ ٱللهُ : «لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ - إِلَى قَوْلِهِ - فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ» .

وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ : سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ يَقُولُ : كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَدْعُو عَلَى : صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ ، وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو ، وَالحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ . فَنَزَلَتْ : «لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ - إِلَى قَوْلِهِ - فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ» . [٤٢٨٣ ، ٦٩١٤]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فجر کی دوسری رکعت سے سر اٹھاتے تھے تو فرماتے تھے: اے اللہ! فلاں اور فلاں اور فلاں شخص پر لعنت کر، اور یہ بددعا آپ ''سمع الله لمن

حمده ربنا لك الحمد" کے بعد کرتے تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ﴿ليس لك من الأمر شيء﴾ سے ﴿فإنهم ظالمون﴾ تک نازل فرمائی اور حنظلہ بن ابی سفیان سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بددعا کرتے تھے، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام پر، اس پر یہ آیت: ﴿ليس لك من الأمر شيء .... فإنهم ظالمون﴾ تک نازل ہوئی۔

تشریح

صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہو گئے تھے، چونکہ ان کی قسمت میں اسلام تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بددعا سے منع فرمایا، واقعۂ احد اس آیت کا سبب نزول ہے۔

٢٠ – باب : ذِكْرِ أُمِّ سَلِيطٍ .

ام سلیط کے پہلے شوہر ابوسلیط کا انتقال ہوا، تو ام سلیط نے مالک بن سنان خدری سے نکاح کر دیا، اس سے ابوسعیدؓ پیدا ہوئے، ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت اور جنگ احد میں شرکت کا شرف حاصل ہوا۔

٣٨٤٣ : حدّثنا يَحْيَىٰ بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ . وَقالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مالِكٍ : إِنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِساءٍ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ المَدِينَةِ ، فَبَقِيَ مِنْهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ : يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ ، أَعْطِ هٰذَا بِنْتَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ الَّتِي عِنْدَكَ ، يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ ، فَقَالَ عُمَرُ : أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ بِهِ . وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الأَنْصَارِ ، مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ، قالَ عُمَرُ : فَإِنَّهَا كانَتْ تُزْفِرُ لَنَا القِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ . [ر : ٢٧٢٥]

ترجمہ

ثعلبہ بن ابی مالک نے بیان کیا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم کیں، سو ان میں سے ایک عمدہ قسم کی چادر بچ گئی، تو ایک شخص نے جو ان کے قریب تھا، کہا: اے امیر المؤمنین! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (نواسی) کو دے دیجئے، جو آپ کے نکاح میں ہیں، اس شخص کی مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی، یعنی: حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثوم تھی، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس کی زیادہ حقدار ام سلیط ہے۔ ام سلیط ان خواتینِ انصار میں سے تھیں، جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ام سلیط غزوۂ احد میں لوگوں کے لئے

مشک اٹھا کر لاتی تھیں۔

تشریح

مروط: "مرط" کی جمع ہے، سوت یا ریشم کی چادر۔ "تَزْفِرُ" کے معنی ہیں: کسی چیز کو پشت پر اٹھانا۔ عند البعض "تزفر" بمعنی "تخیط" پھٹے ہوئے مشکیزوں کو سیا کرتی تھیں۔

٢١ - باب : قَتْلُ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ .

حضرت حمزہؓ کی شہادت کا بیان

٣٨٤٤ : حدّثني أَبُو جَعْفَرٍ محمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ ، عَنْ سُلَيْمانَ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ : خَرَجْتُ مَعَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ ، قالَ لِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَدِيٍّ : هَلْ لَكَ فِي وَحْشِيٍّ ، نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِهِ حَمْزَةَ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، وَكانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ ، فَسَأَلْنَا عَنْهُ ، فَقِيلَ لَنَا : هُوَ ذَاكَ فِي ظِلِّ قَصْرِهِ ، كَأَنَّهُ حَمِيتٌ ، قالَ : فَجِئْنَا حَتَّى وَقَفْنَا عَلَيْهِ يَسِيرًا ، فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلَامَ ، قالَ : وَعُبَيْدُ اللهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ ، ما يَرَى وَحْشِيٌّ إِلَّا عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ . فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ : يَا وَحْشِيُّ أَتَعْرِفُنِي ؟ قالَ : فَنظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ قالَ : لَا وَاللهِ ، إِلَّا أَنِّي أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا أُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ أَبِي الْعِيصِ ، فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ ، فَكُنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ ، فَحَمَلْتُ ذٰلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ ، فَلَكَأَنِّي نَظَرْتُ إِلَى قَدَمَيْكَ ، قالَ : فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قالَ : أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ ؟ قالَ : نَعَمْ ، إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ ، فَقَالَ لِي مَوْلَايَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ : إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّي فَأَنْتَ حُرٌّ ، قالَ : فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عامَ عَيْنَيْنِ ، وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ أُحُدٍ ، بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَادٍ ، خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ ، فَلَمَّا أَنِ اصْطَفُّوا لِلْقِتَالِ ، خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ : هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ ، قالَ : فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَقَالَ : يَا سِبَاعُ ، يَا ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُورِ ، أَتُحَادُّ اللهَ وَرَسُولَهُ ﷺ ؟ قالَ : ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ ، فَكَانَ كَأَمْسِ الذَّاهِبِ ، قالَ وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ ، فَلَمَّا دَنَا مِنِّي رَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي ، فَأَضَعُهَا فِي ثُنَّتِهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَيْهِ ، قالَ : فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهِ ، فَلَمَّا

رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ ، فَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتَّى فَشَا فِيهَا الْإِسْلَامُ ، ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى الطَّائِفِ ، فَأَرْسَلُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَسُولاً ، فَقِيلَ لِي : إِنَّهُ لَا يَهِيجُ الرُّسُلَ ، قَالَ : فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ : (آنْتَ وَحْشِيٌّ) . قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : (أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ) . قُلْتُ : قَدْ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ ما بَلَغَكَ ، قَالَ : (فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي) . قَالَ : فَخَرَجْتُ ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ ، قُلْتُ : لَأَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيْلِمَةَ ، لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِئَ بِهِ حَمْزَةَ ، قَالَ : فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ ما كَانَ ، قَالَ : فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثَلْمَةِ جِدَارٍ ، كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ ، ثَائِرُ الرَّأْسِ ، قَالَ : فَرَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي ، فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ ، قَالَ : وَوَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامَتِهِ .

قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ : فَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ : أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ : فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ : وَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ .

ترجمہ

حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ الضمر ی سے روایت ہے کہ کہ میں عبداللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ (سفر میں) نکلا، جب ''حمص'' پہنچے تو مجھ سے عبداللہ نے کہا: کیا تجھ کو وحشی سے ملاقات کی خواہش ہے، جس سے مل کر ہم حضرت حمزہ کی شہادت کا حال معلوم کرلیں؟ میں نے کہا: ہاں، اور وحشی ''حمص'' میں رہتا تھا۔ ہم نے اس کے متعلق لوگوں سے پوچھا تو ہم سے کہا گیا کہ وہ وہاں اپنے محل کے سائے میں موجود ہے، (جب ہم نے دیکھا تو ایسا معلوم ہو رہا تھا) جیسے بھرا ہوا مشکیزہ ہو جس کے اوپر بال نہیں ہوتے اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، حضرت وحشی بھی سیاہ اور اسی طرح موٹے تھے۔ حضرت جعفر کہتے ہیں کہ پھر ہم اس کے پاس آئے اور تھوڑی دیر کھڑے ہوئے، پھر ہم نے سلام کیا: انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت جعفر کہتے ہیں کہ عبداللہ نے اپنی پگڑی اس طرح باندھ لی تھی کہ وحشی صرف ان کی آنکھیں اور پاؤں دیکھ سکتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا کہ جناب وحشی کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ حضرت وحشی نے ان کی طرف دیکھا اور کہا خدا کی قسم! میں اور کچھ تو آپ کے بارے میں نہیں جانتا، البتہ اتنی بات میرے علم میں ہے کہ عدی بن الخیار نے ایک عورت سے شادی کرلی تھی، جس کو ''ام القتال بنت ابی العیص'' کہا جاتا تھا، اس عورت سے عدی کا ایک بچہ پیدا ہوا تھا میں نے اس بچہ کے لئے مرضعہ ڈھونڈی تھی، میں اس بچہ کو اٹھا کر اس مرضعہ کے پاس لے گیا تھا، میں اب جو تیرے قدم دیکھ رہا ہوں

مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ اسی بچہ کے قدم ہیں۔اس کے بعد عبیداللہ نے چہرے سے کپڑا ہٹالیا اور ان سے کہا کہ کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ حضرت حمزہؓ کو آپ نے کس طرح قتل کیا تھا؟ وحشی نے کہا: ہاں! اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حمزہ نے طعیمہ بن عدی الخیار کو قتل کیا تھا، تو میرے مولیٰ جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے میرے چچا کے بدلہ حمزہ کو قتل کیا تو تم آزاد ہو۔ وحشی نے کہا: جب لوگ ''عینین'' کے سال جنگ کے لئے نکلے، ''عینین'' احد کے سامنے ایک پہاڑ ہے، دونوں کے درمیان ایک وادی حائل ہے، (مشرکین نے جنگ احد میں ''جبل عینین'' کے دامن میں پڑاؤ ڈالا، اس لئے وحشی نے احد کے سال کو ''عام عینین'' کہا)، جب لوگوں نے جنگ کے لئے صف بندی کی تو قریش کی طرف سے سباع بن عبدالعزی نکلا، اس نے نعرہ لگایا: ''ہے کوئی لڑنے والا'' تو اس کے مقابلے کے لئے حضرت حمزہ نکلے اور فرمانے لگے: ''اے سباع! اے اس ام انمار کے بیٹے جو عورتوں کی ختنہ کرنے والی ہے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے آیا ہے''۔

پھر حضرت حمزہؓ نے اس پر حملہ کیا اور وہ گزرتے ہوئے کل کی طرح نیست و نابود ہو گیا۔ وحشی کہتے ہیں کہ میں حمزہؓ کے طاق میں ایک چٹان کے نیچے چھپ گیا، جب وہ میرے آگے آ گئے تو میں نے اپنا نیزہ ان کے ناف کے نیچے مارا اور وہ ان کی پشت کی جانب پار ہو گیا، اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا۔

پھر جب لوگ واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس ہو گیا، میں مکہ میں ہی مقیم رہا، تا آنکہ وہاں اسلام پھیل گیا، تو میں مکہ سے نکل کر طائف آ گیا، طائف والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اسلام قبول کرنے کیلئے) وفد بھیجنے کا ارادہ کیا، تو مجھ سے کسی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاصدوں پر برانگیختہ نہیں ہوتے (تم بھی جا کر اسلام قبول کر لو)، چنانچہ اس وفد کے ساتھ میں بھی نکلا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: کیا تو وحشی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: کیا تو نے حمزہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے کہا: آپ کو جس طرح خبر پہنچی ہے ایسا ہی ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ اپنی صورت مجھ سے چھپائے رکھو (میرے سامنے نہ آؤ)۔ حضرت وحشی کہتے ہیں: میں وہاں سے چلا گیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کیا۔ حضرت وحشی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں مسیلمہ کا مقابلہ کرنے جاؤں گا، شاید میں اس کو قتل کر سکوں اور حضرت حمزہ کے قتل کا تدارک کر سکوں، چنانچہ میں لوگوں کے ساتھ مسیلمہ کے مقابلہ کے لئے نکلا، اچانک میں نے دیکھا کہ ایک آدمی دیوار کے دراز میں کھڑا ہے، جیسے خاکی رنگ کا اونٹ ہوتا ہے، اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ حضرت وحشی کہتے ہیں کہ اس کی دونوں چھاتیوں کا نشانہ لے کر میں نے اس کی طرف اپنا نیزہ پھینکا، وہ نیزہ اس کے دونوں شانوں کے پار ہو گیا، اتنے میں ایک انصاری اس کی طرف کود کر گئے اور تلوار اس کی کھوپڑی میں مار کر اس

کا کام تمام کر دیا۔ عبداللہ بن فضل نے بیان کیا کہ مجھ سے سلیمان بن یسار نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سنا کہ وہ بیان کر رہے تھے کہ ایک لڑکی نے گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ امیر المومنین (مسیلمہ) کو ایک کالے غلام وحشی نے قتل کر دیا۔

٢٢ - باب : ما أَصَابَ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ .

جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زخم پہنچے تھے ان کا بیان

٣٨٤٥ : حدّثنا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ هَمَّامٍ : سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ - يُشِيرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ - اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ) .

ترجمہ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر سخت ہے جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرما رہے تھے اپنے رباعی (دندان مبارک کے ٹوٹنے) کی طرف۔ اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے اس شخص (ابی بن خلف) پر جس کو اللہ کے رسول اللہ کے راستے میں قتل کر دیں۔

٣٨٤٦ : حدّثني مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ : حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ .
[٣٨٤٨]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر انتہائی غضب نازل ہوا جس کو اللہ کے نبی نے اللہ کے راستے میں قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس قوم پر ہوا جنہوں نے اللہ کے نبی کا چہرہ خون آلود کیا۔

٣٨٤٧ : حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ، عَنْ أَبِي حازِمٍ : أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ ، وَهْوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقَالَ : أَمَا وَٱللهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مَنْ كانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، وَمَنْ كانَ يَسْكُبُ المَاءَ ، وَبِمَا دُووِيَ ، قالَ : كانَتْ فاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ تَغْسِلُهُ ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَسْكُبُ المَاءَ بِالْمِجَنِّ ، فَلَمَّا رَأَتْ فاطِمَةُ أَنَّ المَاءَ لَا يَزِيدُ ٱلدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً ، أَخَذَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيرٍ ، فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا ، فَاسْتَمْسَكَ ٱلدَّمُ ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ ، وَجُرِحَ وَجْهُهُ ، وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ . [ر : ٢٤٠]

ترجمہ

ابو حازم رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا تھا، آپ نے کہا: سنو میں خوب جانتا ہوں (یقینی طور پر یاد ہے) کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھوتا تھا اور جو پانی ڈالتا تھا اور جس چیز سے آپ کا علاج کیا گیا۔ حضرت سہل نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دھوتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال سے پانی ڈالتے تھے، پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی سے اور خون بہہ رہا ہے، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر اس کو جلایا، پھر اس کو زخم پر چپکا دیا، چنانچہ خون بند ہو گیا۔ اسی روز آپ کے دندان مبارک ٹوٹے تھے اور آپ کا چہرہ انور زخمی ہوا تھا اور خود آپ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی۔

٣٨٤٨ : حدّثني عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا أَبُو عاصِمٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ عَمْرِو ٱبْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قالَ : ٱشْتَدَّ غَضَبُ ٱللهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ ، وَٱشْتَدَّ غَضَبُ ٱللهِ عَلَى مَنْ دَمَّى وَجْهَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ . [ر : ٣٨٤٦]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے اس شخص پر جس کو اللہ کا نبی قتل کر دے اور اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ہے اس شخص پر (یعنی: عبداللہ بن قمیہ پر) جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو خون آلود کیا“۔

٢٣ - باب : «الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ» /آل عمران: ١٧٢/.

٣٨٤٩ : حدّثنا مُحَمَّدٌ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : «الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ ما أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ» . قالَتْ لِعُرْوَةَ : يَا ابْنَ أُخْتِي ، كانَ أَبَوَاكَ مِنْهُمْ : الزُّبَيْرُ وَأَبُو بَكْرٍ ، لَمَّا أَصَابَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ما أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ ، وَانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُونَ ، خافَ أَنْ يَرْجِعُوا ، قالَ : (مَنْ يَذْهَبُ فِي إِثْرِهِمْ) . فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلاً ، قالَ : كانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ .

ترجمہ

حضرت عروة حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ﴿الذين استجابوا لله والرسول من بعد ما أصابهم القرح للذين أحسنوا منهم واتقوا أجر عظيم﴾ ”جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات پر لبیک کہا، بعد اس کے کہ ان کو زخم لاحق ہوئے تھے، ان میں سے جو نیکوکار اور متقی ہیں، ان کے لئے اجر عظیم ہے“۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے بھانجے! تمہارے والد زبیر اور تمہارے (نانا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انہی میں سے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے روز تکلیف پہنچی جو پہنچنی تھی اور مشرکین واپس جانے لگے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا خطرہ ہوا کہ کہیں مشرکین واپس لوٹ کر حملہ نہ کردیں، اس لیے آپ نے فرمایا کہ ان مشرکین کا تعاقب کرنے کون جائے گا؟ اسی وقت ستر صحابہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ عروۃ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ انہی میں سے تھے۔

٢٤ - باب : مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ .

مِنْهُمْ : حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَالْيَمَانُ ، وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ .

غزوہ احد میں مسلمانوں میں سے جو شہید ہوئے تھے ان کا بیان

ان میں حمزہؓ بن عبدالمطلب، یمانؓ، انس بن نضرؓ اور مصعب بن عمیرؓ تھے۔

مِنْهُمْ : حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَالْيَمَانُ ، وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ .

٣٨٥٠ : حدّثني عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قالَ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ قَتَادَةَ

قَالَ : ما نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ، أَكْثَرَ شَهِيدًا ، أَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ .

قَالَ قَتَادَةُ : وَحدَّثنا أَنَسُ بْنُ مالِكٍ : أَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُونَ ، وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ سَبْعُونَ ، وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُونَ . قالَ : وَكانَ بِئْرُ مَعُونَةَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، وَيَوْمُ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ ، يَوْمَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ .

ترجمہ

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں، ہم نہیں جانتے کہ عرب کے تمام قبیلوں میں سے کوئی قبیلہ شہداء کے اعتبار سے انصار سے تعداد میں زیادہ ہو اور قیامت کے دن انصار کے مقابلہ میں زیادہ عزت والا ہو۔

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ انسؓ نے ہمیں بتایا کہ انصار میں سے جنگ احد میں کل ستر صحابہ شہید ہوئے تھے اور ستر بیر معونہ کے دن شہید ہوئے اور ستر افراد یمامہ کے دن شہید ہوئے اور کہا کہ بیر معونہ کا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پیش آیا تھا اور یمامہ کی جنگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوئی تھی جو مسیلمہ کذاب سے تھی۔

٣٨٥١ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مالِكٍ : أَنَّ جابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ، ثُمَّ يَقُولُ :(أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ) . فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ ، وَقالَ : (أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) . وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا . [ر : ١٢٧٨]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء میں سے دو دو آدمیوں کو کپڑے میں جمع کر رہے تھے اور ان کو ایک قبر میں دفن کر رہے تھے اور آپ پوچھتے تھے کہ ان میں زیادہ قرآن کس کو یاد ہے، جس کسی ایک طرف اشارہ کیا جاتا تو لحد میں آپ اس کو مقدم کر دیتے تھے اور آپ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن ان لوگوں کے حق میں گواہ ہوں گا، پھر آپ نے ان کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا، نہ ان کو غسل دیا گیا نہ ان کی نماز جنازہ آپ نے پڑھی''۔

٣٨٥٢ : وَقالَ أَبُو الْوَلِيدِ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قالَ : سَمِعْتُ جابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ : لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَبْكِي ، وَأَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ ، فَجَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ

يَنْهَوْنَنِي وَالنَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَنْهَ ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَا تَبْكِيهِ – أَوْ : مَا تَبْكِيهِ – ما زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ) . [ر : ١١٨٧]

ترجمہ

حضرت جابر کی روایت ہے کہ جب میرے والد شہید ہو گئے، تو میں رونے لگا اور ان کے چہرے سے کپڑا اٹھا کر ان کی زیارت کرنے لگا۔ صحابہ مجھے روکتے تھے، لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روکا اور آپ نے فرمایا: ''اس پر تم مت روؤ''، یا آپ نے فرمایا: ''اس پر تم روتے ہو،؟ فرشتے برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے تھے، تا آنکہ اس کا جنازہ اٹھا لیا گیا''۔

٣٨٥٣ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ – أُرَى – عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ ، فَإِذَا هُوَ ما أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ ما كَانَ ، فَإِذَا هُوَ ما جاءَ بِهِ اللهُ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ ، وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا ، وَاللهُ خَيْرٌ ، فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ) . [ر : ٣٤٢٥]

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے تلوار کو ہلایا تو اس کے اوپر سے اس کی دھار ٹوٹ گئی تو اس کا انجام (تعبیر) وہ ہے کہ مسلمان احد کے دن شہید ہوئے، پھر میں نے تلوار کو دوسری مرتبہ ہلایا تو اس کی تعبیر اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ اور مسلمانوں کے اجتماع اور اتحاد کی صورت میں ظاہر کی اور میں نے اس خواب میں ایک گائے دیکھی تھی اور اللہ کا کام بہتر ہے (مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سارے کام بہتر اور حکمت سے پر ہوتے ہیں) اس کی تعبیر وہ مسلمان تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔

٣٨٥٤ : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ شَقِيقٍ ، عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ ، فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى ، أَوْ ذَهَبَ ، لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا ، كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ ، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ ، فَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً ، كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ ، وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ ، وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ) .

أَوْ قالَ : (أَلْقُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ) . وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهْوَ يَهْدِبُهَا . [ر : ۱۲۱۷]

ترجمہ

حضرت حبابؓ کی روایت ہے کہ ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور اس سے ہمارا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنی تھی، ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ہمیں اجر دیتا، اب بعض حضرات وہ تھے جو اللہ سے جا ملے اور (دنیا میں) انہوں نے اپنا کوئی اجر نہیں دیکھا۔

حضرت مصعب بن عمیرا نہی میں سے تھے، غزوۂ احد میں آپ نے شہادت پائی تھی اور ایک چادر کے سوا کوئی چیز انہوں نے نہیں چھوڑی تھی، اس چادر سے (کفن دیتے وقت) جب ہم ان کا سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا تھا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ چادر سے سر چھپا دو اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو اور ہم میں بعض وہ ہیں جنہیں ان کے اس عمل کا پھل (دنیا میں) دیدیا گیا اور وہ اس سے خوب لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

۲۵ – باب : (أُحُدٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ) .

قالَهُ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

ترجمہ

عباس بن سہل نے ابو حمید کے حوالے سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

۳۸۵۶/۳۸۵۵ : حدّثني نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خالِدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ : سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ : (هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ) .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

(۳۸۵٦) : حدّثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا مالِكٌ ، عَنْ عَمْرٍو ، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ ، فَقَالَ : (هٰذَا جَبَلٌ

يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ ، وَإِنِّي حَرَّمْتُ ما بَيْنَ لَابَتَيْهَا) . [ر : ٢٧٣٢]

ترجمہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جبل احد نظر آیا، تو اس وقت آپ نے فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے اور میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں، جو دو پتھریلے میدانوں کے درمیان واقع ہے۔

٣٨٥٧ : حدَّثني عَمْرُو بْنُ خالِدٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ ، عَنْ عُقْبَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا ، فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ : (إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ، أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ ، وَإِنِّي وَاللهِ ما أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي ، وَلٰكِنِّي أَخافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا) . [ر : ١٢٧٩]

ترجمہ

حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے اور آپ نے غزوۂ احد کے شہیدوں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں، پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارے واسطہ پیشوا آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بلاشبہ میں اپنے حوض (کوثر) کو ابھی بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں دی گئی اور خدا کی قسم! میں تم پر اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے، لیکن میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیاوی لالچ میں پڑھ کر باہمی حسد نہ کرنے لگو۔

٢٦ – باب : غَزْوَةُ الرَّجِيعِ ، وَرِعْلٍ ، وَذَكْوَانَ ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ وَالْقَارَةِ وَعاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ .

قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ : حَدَّثَنَا عاصِمُ بْنُ عُمَرَ : أَنَّهَا بَعْدَ أُحُدٍ .

ترجمہ

غزوۂ رجیع، غزوہ بیر معونہ جو قبائل رعل وذکوان کے ساتھ پیش آیا۔ قبائل عضل اور قارہ کا واقعہ اور عاصم بن

ثابت اور آپ کے ساتھیوں کا واقعہ۔ ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم بن عمر نے حدیث بیان کی کہ غزوۂ رجیع، غزوۂ احد کے بعد پیش آیا تھا۔

تشریح

غزوہ رجیع ۳ھ کے آخر میں، جب کہ غزوۂ بیر معونہ ۴ھ میں واقعہ ہو۔ امام بخاریؒ نے دونوں غزوات کو اکٹھا ذکر کر کے اشارہ کر دیا کہ یہ دونوں غزوات ۴ھ میں واقعہ ہوئے۔ رعل اور ذکوان کا تعلق بیر معونہ سے، جب کہ عضل اور قارہ کا تعلق رجیع سے ہے۔

٣٨٥٨ : حدّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً عَيْنًا ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ ، وَهْوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ ، فَٱنْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ، ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ : بَنُو لِحْيَانَ ، فَتَبِعُوهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَامٍ ، فَٱقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى أَتَوْا مَنْزِلاً نَزَلُوهُ ، فَوَجَدُوا فِيهِ نَوَى تَمْرٍ تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ ، فَقَالُوا : هٰذَا تَمْرُ يَثْرِبَ ، فَتَبِعُوا آثَارَهُمْ حَتَّى لَحِقُوهُمْ ، فَلَمَّا ٱنْتَهَى عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَؤُوا إِلَى فَدْفَدٍ ، وَجَاءَ الْقَوْمُ فَأَحَاطُوا بِهِمْ ، فَقَالُوا : لَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ إِنْ نَزَلْتُمْ إِلَيْنَا أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ رَجُلاً ، فَقَالَ عَاصِمٌ : أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ، فَرَمَوْهُمْ حَتَّى قَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالنَّبْلِ ، وَبَقِيَ خُبَيْبٌ وَزَيْدٌ وَرَجُلٌ آخَرُ ، فَأَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ ، فَلَمَّا أَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ نَزَلُوا إِلَيْهِمْ ، فَلَمَّا ٱسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ حَلُّوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا ، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ الَّذِي مَعَهُمَا : هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ ، فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَتَلُوهُ ، وَٱنْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدٍ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ ، فَٱشْتَرَى خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَمَكَثَ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا ، حَتَّى إِذَا أَجْمَعُوا قَتْلَهُ ٱسْتَعَارَ مُوسَى مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ لِيَسْتَحِدَّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ ، قَالَتْ : فَغَفَلْتُ عَنْ صَبِيٍّ لِي ، فَدَرَجَ إِلَيْهِ حَتَّى أَتَاهُ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ فَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَ ذَاكَ مِنِّي وَفِي يَدِهِ الموسَى ، فَقَالَ : أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ إِنْ شَاءَ ٱللَّهُ ، وَكَانَتْ تَقُولُ : مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ ، وَمَا كَانَ إِلَّا رِزْقٌ رَزَقَهُ ٱللَّهُ ، فَخَرَجُوا

بِهِ مِنَ الحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ ، فَقَالَ : دَعُونِي أُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ : لَوْلَا أَنْ تَرَوْا أَنَّ ما بِي جَزَعٌ مِنَ المَوْتِ لَزِدْتُ ، فَكانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ ، ثُمَّ قالَ : اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ، ثُمَّ قالَ :

وَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ شِقٍّ كانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي

وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ثُمَّ قامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الحَارِثِ فَقَتَلَهُ ، وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ إِلَى عَاصِمٍ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ يَعْرِفُونَهُ ، وَكانَ عاصِمٌ قَتَلَ عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ ، فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ ، فَلَمْ يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ . [ر : ۲۸۸۰]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ جاسوسی کے لئے بھیجا اور اس کا امیر عاصم بن ثابت کو بنایا۔ آپ عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا تھے۔ جب یہ جماعت روانہ ہوئی تو قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ کو جسے بنولحیان کہا جاتا ہے، ان کو علم ہو گیا اور قبیلہ کے تقریبا سو تیر اندازوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے نشان قدم کو تلاش کرتے ہوئے چلے، آخر ایک ایسی جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں صحابہ نے پڑاؤ ڈالا تھا، وہاں ان کو کھجور کی گٹھلیاں ملیں جو صحابہ مدینے سے لائے تھے (اور وہیں بیٹھ کر انہیں کھایا تھا)۔ قبیلہ والوں نے کہا کہ یہ تو یثرب کی کھجور کی گٹھلیاں ہیں، اب انہوں نے پھر تلاش شروع کی اور صحابہ کو پالیا۔ حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو صحابہ کی جماعت نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر پناہ لی، قبیلہ والوں نے وہاں پہنچ کر ٹیلے کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور صحابہ سے کہا کہ ہم تم کو یقین دلاتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ اس پر حضرت عاصم نے فرمایا: میں تو کسی کافر کے امن میں اپنے آپ کو کسی صورت میں بھی نہیں دے سکتا۔ اے اللہ! ہمارے ساتھ پیش آنے والے حالات کی اطلاع اپنی نبی کو پہنچا دے، چنانچہ صحابہؓ نے ان سے قتال کیا اور حضرت عاصمؓ اپنے سات ساتھیوں سمیت ان کافروں کے تیروں سے شہید ہو گئے۔ حضرت خبیب، حضرت زید اور ایک اور صحابی ان کے حملوں سے ابھی محفوظ تھے، قبیلہ والوں نے انہیں پھر حفاظت کا یقین دلایا، یہ حضرات ان کی یقین دہانی پر اتر آئے، پھر قبیلہ والوں نے جب انہیں پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لیا، تو ان کی کمان کی تانت اتار کر ان حضرات کو ان ہی سے باندھ دیا، تیسرے صحابی جو حضرت خبیب اور زید کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ یہ تمہاری سب

سے پہلی غداری ہے، انہوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کردیا، پہلے تو قبیلہ والوں نے انہیں گھسیٹا اور اپنے ساتھ لے جانے کے لئے زور لگاتے رہے، لیکن جب وہ کسی طرح تیار نہ ہوئے تو انہیں وہیں قتل کردیا، اور حضرت خبیب اور حضرت زید کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، پھر انہیں مکہ میں لاکر فروخت کردیا۔ حضرت خبیب کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خریدا، حضرت خبیب نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا، آپ ان کے یہاں کچھ دن قیدی کی حیثیت سے رہے، جس وقت ان سب کا حضرت خبیب کے قتل پر اتفاق ہو چکا تھا، تو اتفاق سے انہی دنوں حارث کی ایک لڑکی (زینب) سے آپ نے استرا مانگا، موئے زیر ناف صاف کرنے کے لئے اور انہوں نے آپ کو استرا دے دیا۔ ان کا بیان تھا کہ میرا لڑکا میری غفلت سے حضرت خبیب کے پاس چلا گیا، آپ نے اسے اپنی ران پر بٹھالیا، میں نے جو یہ حالت دیکھی تو گھبرائی، انہوں نے میری گھبراہٹ کو بھانپ لیا، استرا ان کے ہاتھ میں تھا، انہوں نے کہا کہ تم کو اس کا خطرہ ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کردوں گا، انشاء اللہ میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتا۔ ان کا بیان ہے حضرت خبیب سے بہتر کبھی کوئی قیدی میں نے نہیں دیکھا، میں نے انہیں انگور کا خوشہ کھاتے دیکھا، حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی طرح کا پھل موجود نہیں تھا، جب کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، وہ تو اللہ کی بھیجی ہوئی روزی تھی، پھر حارث کے لڑکے انہیں قتل کرنے کے لئے حدود حرم سے باہر لے کر گئے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ مجھے دو رکعت پڑھنے دو، انہوں نے اجازت دے دی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ موت سے گھبرا گیا ہوں تو اور زیادہ پڑھتا۔ حضرت خبیب وہ شخص ہیں جن سے قتل سے پہلے دو رکعت نماز کا طریقہ چلا ہے، اس کے بعد آپ نے ان کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ! انہیں ایک ایک کرکے ہلاک کردے اور یہ اشعار پڑھے: ''جب کہ میں مسلمان ہونے کی صورت میں قتل کیا جارہا ہوں، تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کس پہلو پر اللہ کی راہ میں مجھے قتل کیا جائے گا، یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہے، اگر وہ چاہے گا تو جسم کے ایک ایک کٹے ہوئے ٹکڑے میں برکت دے گا''۔

پھر عقبہ بن حارث نے کھڑے ہوکر ان کو شہید کیا اور قریش نے حضرت عاصم کی لاش کے لئے آدمی بھیجے، تاکہ ان کے جسم کا کوئی حصہ لائیں، جس سے ان کو پہچان جاسکے۔ حضرت عاصم نے غزوۂ بدر میں قریش کے ایک بہت بڑے سردار کو قتل کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا بادل کی طرح جھنڈ بھیجا اور ان مکھیوں نے ان کی لاش کو قریش سے محفوظ رکھا اور یہ لوگ ان کی لاش میں سے کوئی جز بھی لیجانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔

۳۸۵۹ : حدّثنا عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو : سَمِعَ جابِرًا يَقُولُ : الَّذِي قَتَلَ خُبَيْبًا هُوَ أَبُو سَرْوَعَةَ .

ترجمہ

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضرت خبیبؓ کو جس نے قتل کیا وہ ''ابوسروعہ'' تھا، جس کا نام عقبہ بن حارث تھا۔

تشریح

''رجیع'' نامی جگہ پر قبیلہ بنو ہذیل کا قبضہ تھا، اس مقام پر پیش آنے کی وجہ سے اس غزوہ کو ''غزوۂ رجیع'' کہا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں پر مشتمل ایک سریہ جاسوسی کی غرض سے روانہ فرمایا۔

جب کہ ابن سعد کی روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ''عضل'' اور ''قارہ'' کے لوگ آئے اور انہوں نے درخواست کی کہ ہماری قوم کو قرآن کی تعلیم دینے کیلئے آپ چند صحابہ بھیج دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس افراد کا انتخاب فرمایا اور حضرت عاصم بن ثابت کو ان کا امیر مقرر کر دیا۔

دونوں روایتوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکین مکہ کے حالت جانچنے کے لئے ان حضرات کو بھیجنے کا ارادہ تھا کہ اتنے میں عضل اور قارہ کے لوگوں کی درخواست آئی، آپ نے یہ کام بھی ان کے سپرد کر دیا۔

٣٨٦٥/٣٨٦٠ : حدثنا أَبُو مَعْمَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَبْعِينَ رَجُلاً لِحَاجَةٍ ، يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ ، فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ ، رِعْلٌ وَذَكْوَانُ ، عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا بِئْرُ مَعُونَةَ ، فَقَالَ الْقَوْمُ : وَٱللَّهِ ما إِيَّاكُمْ أَرَدْنَا ، إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُونَ فِي حاجَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ ، فَقَتَلُوهُمْ ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ ، وَذٰلِكَ بَدْءُ الْقُنُوتِ ، وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ .

قالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ : وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوتِ : أَبَعْدَ الرُّكُوعِ ، أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ ؟ قالَ : لَا ، بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ .

ترجمہ

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر آدمیوں کو کسی ضرورت (تبلیغ اسلام) کے لئے بھیجا، انہیں ''قراء'' کہا جاتا تھا۔ بنو سلیم کے دو قبیلے رعل اور ذکوان، ان (صحابہ) کے راستے میں ایک کنویں کے پاس جس کو بیر معونہ کہا جاتا ہے، آڑے آئے۔ صحابہ نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم تمہارے ارادے سے نہیں آئے، ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام سے جا رہے ہیں، لیکن ان لوگوں نے صحابہ کو قتل کر دیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک

رعل اور ذکوان کے حق میں بددعا فرمائی، یہیں سے قنوت نازلہ کا آغاز ہوا، اس سے پہلے ہم قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔

عبدالعزیز بن صہیب کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت انس سے پوچھا کہ قنوت رکوع کے بعد ہے یا قرأت سے فارغ ہونے کے بعد اور رکوع سے پہلے؟ حضرت انس نے فرمایا کہ نہیں، قرأت سے فارغ ہونے کے بعد اور رکوع سے پہلے۔

(٣٨٦١) : حدّثنا مُسْلِمٌ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ، عَنْ أَنَسٍ قالَ : قَنَتَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ ، يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ .

ترجمہ

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت پڑھی، عرب کے بعض قبائل کے لئے آپ بددعا کرتے تھے۔

(٣٨٦٢) : حدّثني عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَنَّ رِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لِحْيَانَ ، اسْتَمَدُّوا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَلَى عَدُوٍّ ، فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ ، كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءَ فِي زَمانِهِمْ ، كانُوا يَحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ ، حَتَّى كانُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قَتَلُوهُمْ وَغَدَرُوا بِهِمْ ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لِحْيَانَ ، قالَ أَنَسٌ : فَقَرَأْنَا فِيهِمْ قُرْآنًا ، ثُمَّ إِنَّ ذٰلِكَ رُفِعَ : بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمن کے خلاف مدد طلب کی تو آپ نے ستر انصار ان کی مدد کے لئے عنایت فرمائے، جنہیں ہم ''قراء'' کہا کرتے تھے، یہ حضرات اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے دن کو لکڑیاں جمع کرتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے۔ جب یہ بیر معونہ پہنچے تو مشرکین نے ان افراد کو شہید کر دیا اور ان کے ساتھ غداری کی۔ جب یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، تو آپ نے ایک مہینہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھی، قبائل عرب میں سے رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان پر بددعا فرماتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں ان قراء کے متعلق ہم نے قرآن کی آیت پڑھی، لیکن پھر وہ آیت اٹھا لی گئی، (یعنی: اس کی تلاوت منسوخ

ہوگئی) وہ آیت یہ تھی: ﴿بلغوا عنّا قومنا، إنا لقينا ربنا، فرضي عنا وأرضانا﴾ ''ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ اطلاع پہنچادیں کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کرلی ہے، سووہ ہم سے راضی اور ہم اس سے راضی ہیں''۔

(٣٨٦٣) : وَعَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ حَدَّثَهُ : أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لِحْيَانَ .

زَادَ خَلِيفَةُ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ : حَدَّثَنَا أَنَسٌ : أَنَّ أُولٰئِكَ السَّبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ . قُرْآنًا : كِتَابًا . نَحْوَهُ .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک فجر کی نماز میں عرب کے چند قبائل رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کے لئے بددعا کی تھی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میرے استاد خلیفہ بن خیاط نے یہ اضافہ کیا کہ یزید بن زریع نے ہم سے بیان کیا کہ ستر صحابہ جو بیر معونہ میں شہید کئے گئے تھے، انصار میں سے تھے، ان قراء کی شہادت کے بعد ان کے متعلق آیت نازل ہوئی تھی۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں قنوت صرف ایک ماہ تک پڑھی تھی، وہ قنوت نازلہ تھی اور اس کے علاوہ جو قنوت ہوا کرتی تھی وہ قنوت وتر کہلاتی ہے جو قبل الرکوع ہوتی تھی۔

(٣٨٦٤) : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ، عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قالَ : حَدَّثَنِي أَنَسٌ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ خالَهُ ، أَخًا لِأُمِّ سُلَيْمٍ ، فِي سَبْعِينَ رَاكِبًا ، وَكَانَ رَئِيسَ الْمُشْرِكِينَ عامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ ، خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ ، فَقَالَ : يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِي أَهْلُ الْمَدَرِ ، أَوْ أَكُونُ خَلِيفَتَكَ ، أَوْ أَغْزُوكَ بِأَهْلِ غَطَفَانَ بِأَلْفٍ وَأَلْفٍ ؟ فَطُعِنَ عامِرٌ فِي بَيْتِ أُمِّ فلَانٍ ، فَقَالَ : غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَكْرِ ، فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ آلِ فُلَانٍ ، ائْتُونِي بِفَرَسِي . فَمَاتَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ ، فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ ، هُوَ وَرَجُلٌ أَعْرَجُ ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ ، قالَ : كُونَا قَرِيبًا حَتَّى آتِيَهُمْ فَإِنْ آمَنُونِي كُنْتُمْ ، وَإِنْ قَتَلُونِي أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ ، فَقَالَ : أَتُؤْمِنُونَنِي أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ ، وَأَوْمَؤُوا إِلَى رَجُلٍ ، فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ ، – قالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهُ – حَتَّى أَنْفَذَهُ بِالرُّمْحِ ، قالَ : اللهُ أَكْبَرُ ، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ، فَلُحِقَ

الرَّجُلُ ، فَقُتِلُوا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْأَعْرَجِ ، كَانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْنَا ، ثُمَّ كَانَ مِنَ الْمَنْسُوخِ : إِنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا . فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا ، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ ، الَّذِينَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﷺ .

ترجمہ

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماموں (حضرت حرام بن ملحان) جو ام سلیمؓ کے بھائی تھے ستر سواروں میں بھیجا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ رئیس المشرکین عامر بن طفیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین صورتیں رکھی تھیں، اس نے کہا: یا تو یہ کہہ دیجئے کہ دیہاتی آبادی پر آپ کی حکومت رہے اور شہری آبادی پر میری، یا میں آپ کا خلیفہ ہو جاؤں، ورنہ میں ہزاروں عطفانیوں کو لے کر (بڑی طاقتور فوج لے کر) آپ پر چڑھائی کروں گا۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بددعا کی، پھر عامر ام فلاں کے گھر طاعون میں مبتلا ہوا، کہنے لگا: آل فلاں کی عورت کے گھر کے جوان اونٹ کی طرح مجھے غدود نکل آیا ہے، (جیسے جوان اونٹ کے جسم پر پھوڑا نکلتا ہے)، میرا گھوڑا لاؤ، چنانچہ وہ اپنے گھوڑے کی پشت پر ہی مر گیا۔

بہرحال ام سلیمؓ کے بھائی حرام بن ملحان اور ایک اور صحابی جو لنگڑے تھے اور ایک تیسر صحابی جن کا تعلق بنی فلاں سے تھا، آگے بڑھے۔ حضرت حرامؓ نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ آپ دونوں میرے قریب ہی رہیں، میں ان کے پاس پہلے جاتا ہوں، اگر انہوں نے مجھے امن دے دیا، تو آپ حضرات ثابت قدم رہیں، اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جائیں (اور صورت حال کی اطلاع کر دیں)، چنانچہ حضرت حرامؓ نے کہا: کیا تم مجھے امان دیتے ہو کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تمہیں پہنچا دوں، پھر وہ انہیں پیغام رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچانے لگے تو قبیلہ والوں نے ایک شخص کو اشارہ کر دیا، اس نے آکر پیچھے سے آپ پر نیزہ کا وار کر دیا۔ ہمام نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ نیزہ آر پار ہو گیا تھا۔ حضرت حرام کی زبان سے اس وقت نکلا: اللہ اکبر! کعبہ کے رب کی قسم! میں نے تو کامیابی حاصل کر لی، اس کے بعد ایک اور صحابی کو بھی مشرکین نے پکڑ لیا (اور انہیں شہید کر لیا)، پھر اس مہم کے تمام صحابہ کو شہید کر دیا، صرف لنگڑے صحابی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے، وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے، ان شہداء کی شان میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی جو بعد میں منسوخ ہو گئی: "إنا قد لقينا ربنا فرضي عنا وأرضانا".

''ہم نے اپنے رب سے ملاقات کر لی ہے، سو وہ ہم سے راضی ہم اس سے راضی''۔

(٣٨٦٥) : حَدَّثَنِي حِبَّانُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ : حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ : أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ ، وَكانَ خالَهُ ، يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ ، قالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا ، فَنَضَحَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ ، ثُمَّ قالَ : فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ . [ر : ٩٥٧ ، ٢٦٤٧]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب حرام بن ملحانؓ کو جو آپ کے ماموں تھے، بیر معونہ کے دن نیزہ مارا گیا تو آپ نے خون کو ہاتھ میں لیا اس طرح (یعنی: زخم کی جگہ سے) اور اس کو اپنے چہرے اور سر پر لگایا، پھر فرمایا: کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔

تشریح

حضرت حرام نے خون آلود چہرے اور سر کے ساتھ اللہ کے دربار میں پیش ہونے کے لئے یہ صورت اختیار کی۔

٣٨٦٦/٣٨٦٧ : حدّثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسامَةَ ، عَنْ هِشامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها قالَتْ : اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ أَبُو بَكْرٍ فِي الْخُرُوجِ حِينَ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْأَذَى ، فَقالَ لَهُ : (أَقِمْ) . فَقالَ : يا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَتَطْمَعُ أَنْ يُؤْذَنَ لَكَ ، فَكانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : (إِنِّي لَأَرْجُو ذٰلِكَ) . قالَتْ : فَانْتَظَرَهُ أَبُو بَكْرٍ ، فَأَتاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذاتَ يَوْمٍ ظُهْرًا ، فَناداهُ فَقالَ : (أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ) . فَقالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّما هُما ابْنَتايَ ، فَقالَ : (أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ) . فَقالَ : يا رَسُولَ اللّٰهِ الصُّحْبَةُ ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ : (الصُّحْبَةُ) قالَ : يا رَسُولَ اللّٰهِ ، عِنْدِي ناقَتانِ ، قَدْ كُنْتُ أَعْدَدْتُهُما لِلْخُرُوجِ ، فَأَعْطَى النَّبِيَّ ﷺ إِحْداهُما - وَهِيَ الْجَدْعاءُ - فَرَكِبا ، فَانْطَلَقا حَتَّى أَتَيا الْغارَ - وَهُوَ بِثَوْرٍ - فَتَوارَيا فِيهِ ، فَكانَ عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ غُلامًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخِي عائِشَةَ لِأُمِّها ، وَكانَتْ لِأَبِي بَكْرٍ مِنْحَةٌ ، فَكانَ يَرُوحُ بِها وَيَغْدُو عَلَيْهِمْ وَيُصْبِحُ ، فَيَدَّلِجُ إِلَيْهِما ثُمَّ يَسْرَحُ ، فَلا يَفْطَنُ بِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّعاءِ ، فَلَمَّا خَرَجَ خَرَجَ مَعَهُما يُعْقِبانِهِ حَتَّى قَدِما الْمَدِينَةَ ، فَقُتِلَ عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ .

(٣٨٦٧) : وَعَنْ أَبِي أُسامَةَ قالَ : قالَ هِشامُ بْنُ عُرْوَةَ : فَأَخْبَرَنِي أَبِي قالَ : لَمَّا قُتِلَ الَّذِينَ بِبِئْرِ مَعُونَةَ ، وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ ، قالَ لَهُ عامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ : مَنْ هٰذا ؟ فَأَشارَ إِلَى قَتِيلٍ ، فَقالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ : هٰذا عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ ، فَقالَ : لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ ما قُتِلَ رُفِعَ إِلَى

السَّمَاءِ ، حَتَّى إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ، ثُمَّ وُضِعَ ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ ، فَقَالَ : (إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيبُوا ، وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا رَبَّهُمْ ، فَقَالُوا : رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا ، فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ) . وَأُصِيبَ يَوْمَئِذٍ فِيهِمْ عُرْوَةُ بْنُ أَسْمَاءَ ابْنِ الصَّلْتِ فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهِ ، وَمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو سُمِّيَ بِهِ مُنْذِرًا . [ر : ٤٦٤]

ترجمہ

حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی، جب کفار مکہ کی تکلیف شدید ہوگئی۔ تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ابھی یہیں ٹھہرے رہو، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ بھی اپنے لئے ہجرت کے متوقع ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی امید ہے۔

حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ پھر حضرت ابوبکر انتظار کرنے لگے، آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ظہر کے وقت ہمارے گھر تشریف لائے اور ابوبکرؓ کو پکارا اور (گھر کے اندر تشریف لائے)، فرمایا: تخلیہ کرلو۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس پر فرمایا: کوئی نہیں، صرف میری دولڑکیاں ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کو معلوم ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا مجھے بھی رفاقت کی سعادت حاصل ہوگی۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں آپ بھی میرے ساتھ چلیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی: میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں اور میں نے انہیں ہجرت ہی کی نیت سے تیار کر رکھا ہے، چنانچہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ''الجدعا'' نامی اونٹنی دے دی، دونوں حضرات سوار ہوکر روانہ ہوگئے اور غار میں روپوش ہوگئے، یہ پہاڑ غار ثور کا تھا، عامر بن فہیرہ جو عبداللہ بن طفیل بن سخبرہ کے غلام تھے، جو حضرت عائشہ کے والدہ کی طرف سے بھائی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی ایک دودھ دینے والی اونٹنی تھی، تو حضرت عامر بن فہیرہ صبح وشام اسے چرانے لے جاتے تھے اور رات کے آخری حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس آتے تھے، (غار ثور میں آپ حضرات کی خوراک اسی کا دودھ تھا) اور پھر اسے چرانے کے لئے روانہ ہوجاتے تھے، اسی طرح کوئی چرواہا اس راز پر مطلع نہ ہوسکا، پھر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ غار سے نکل کر روانہ ہوئے، تو پیچھے پیچھے حضرت عامر بن فہیرہ بھی پہنچے تھے، آخر دونوں حضرات مدینہ پہنچ گئے۔

بیر معونہ کے حادثے میں حضرت عامر بن فہیرہ بھی شہید ہوگئے تھے۔ ابواسامہ سے روایت ہے کہ ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ جب بیر معونہ کے حادثے میں قراء صحابہ شہید کیے گئے اور حضرت عمر بن امیہ ضمری قید کئے گئے تو عامر بن طفیل نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے ایک

لاش کی طرف اشارہ کیا۔ عمرو بن امیہ نے انہیں بتایا کہ یہ حضرت عامر بن فہیرہ ہیں، اس پر عامر بن طفیل نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ شہید ہونے کے بعد ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھالی گئی، میں نے اوپر نظر اٹھائی تو لاش آسمان و زمین کے درمیان معلق تھی، پھر وہ زمین پر رکھ دی گئی (مشرکین کی دست برد سے بچانے کے لئے)۔ ان شہداء کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (جبرائیل علیہ السلام) نے بتا یا دیا تھا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کی اطلاع صحابہ کو دی اور فرمایا کہ یہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اور (شہادت کے بعد) انہوں نے اپنے رب کے حضور میں عرض کی کہ اے ہمارے رب! ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس کی اطلاع دید یجئے کہ ہم آپ کے ہاں پہنچ کر کس طرح خوش اور مسرور ہیں اور آپ بھی ہم سے راضی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ اس کی اطلاع دیدی۔ اسی حادثہ میں عروہ بن اسماء بھی شہید ہوئے تھے، پھر زبیر کے صاحبزادے جب تولد ہوئے، تو ان کا نام عروہ انہی عروہ بن اسماء کے نام پر رکھا گیا۔ منذر بن عمر بھی اسی حادثے میں شہید ہوئے تھے اور حضرت زبیرؓ کے دوسرے صاحبزادے کا نام منذر انہی کے نام پر رکھا گیا۔

٣٨٧٠/٣٨٦٨ : حدّثنا مُحَمَّدٌ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا سُلَيْمانُ التَّيْمِيُّ ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : قَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا ، يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيَقُولُ : (عُصَيَّةُ عَصَتِ ٱللهَ وَرَسُولَهُ) .

ترجمہ

حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی اور اس میں رعل ذکوان کے لئے بددعا کی۔ آپ فرماتے تھے کہ قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور عصیان کیا۔

(٣٨٦٩) : حدّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا مالِكٌ ، عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ قالَ : دَعا النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا - يَعْنِي أَصْحابَهُ - بِبِئْرِ مَعُونَةَ ثَلاثِينَ صَباحًا ، حِينَ يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَلَحْيَانَ : (وَعُصَيَّةَ عَصَتِ ٱللهَ وَرَسُولَهُ ﷺ) . قالَ أَنَسٌ : فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا - أَصْحابَ بِئْرِ مَعُونَةَ - قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتَّى نُسِخَ بَعْدُ : بَلِّغُوا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينا عَنْهُ .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر جنہوں نے آپ کے اصحاب کو بیر معونہ میں شہید کیا تھا، تیس دن صبح کی نماز میں بددعا کی تھی۔ آپ قبائل رعل، بنولحیان اور عصیہ کے لئے ان نمازوں میں بددعا کرتے تھے، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی۔ حضرت انس نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر انہی اصحاب کے بارے میں جو بیر معونہ میں شہید ہوئے تھے قرآن مجید کی آیت نازل کی، ہم اس آیت کی تلاوت کرتے تھے، لیکن بعد منسوخ ہوگئی تھی۔ آیت کا ترجمہ: ''ہماری قوم کو پہنچادو کہ ہم اپنے رب سے آملے ہیں، ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم اپنے رب سے راضی اور خوش ہیں''۔

(٣٨٧٠) : حدّثنا مُوسى بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ : حَدَّثَنَا عاصِمٌ الْأَحْوَلُ قالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَاةِ ؟ فَقَالَ : نَعَمْ ، فَقُلْتُ : كانَ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ ؟ قالَ : قَبْلَهُ ، قُلْتُ : فَإِنَّ فُلانًا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَهُ ، قالَ : كَذَبَ ، إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا : إِنَّهُ كانَ بَعَثَ نَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ ، وَهُمْ سَبْعُونَ رَجُلاً ، إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَهْدٌ قِبَلَهُمْ ، فَظَهَرَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَهْدٌ ، فَقَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ . [ر : ٩٥٧ ، ٢٦٤٧]

ترجمہ

حضرت عاصم کا قول ہے، میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے نماز میں دعائے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے پوچھا: قنوت رکوع سے پہلے یا بعد میں؟ آپ نے فرمایا کہ پہلے۔ میں نے عرض کی کہ فلاں صاحب نے آپ ہی کے حوالے سے مجھے بتایا ہے کہ قنوت رکوع کے بعد ہے۔ آپ نے فرمایا: انہوں نے غلط کہا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ تک قنوت پڑھی، آپ نے صحابہ کی ایک جماعت کو جو ''القراء'' کے نام سے مشہور تھی اور ستر کی تعداد تھی، مشرکین کے بعض قبائل کے ہاں بھیجا، مشرکین کے ان قبائل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان صحابہ کے بارے میں حفظ وامان کا یقین دلایا تھا، لیکن یہ لوگ صحابہ کی اس جماعت پر غالب آگئے (اور غداری کر کے انہیں شہید کیا)۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت پڑھی تھی اور اس میں ان مشرکین کے لئے بددعا کی تھی۔

٢٧ - باب : غَزْوَةُ الخَنْدَقِ ، وَهْيَ الأَحْزَابُ .

قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ : كَانَتْ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ .

عام اہل سیر ومغازی کی رائے یہ ہے کہ غزوہ خندق ۵ھ کو پیش آیا، جب کہ امام بخاریؒ نے موسیٰ بن عقبہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ سن ۴ھ کو پیش آیا اور اسی کو انہوں نے ترجیح دی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنونضیر کو مدینہ سے نکالا تو ان کی ایک جماعت خیبر میں جا کر آباد ہوگئی اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے لگی، ان کے سرداروں نے مکہ جا کر قریش کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا اور لالچ دی کہ تم لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ ہو جاؤ ہم تمہیں خیبر کے نخلستان کے سالانہ کھجوروں میں سے نصف حصہ دیا کریں گے، چنانچہ بنوغطفان، بنواسد، بنوسلیم، بنوسعید، یہ سب قبائل مسلمانوں کے خلاف جنگ پر مادہ ہو گئے، دس ہزار کے اس لشکر جرار میں چار ہزار قریش تھے، تین سو گھوڑے اور پندرہ سو اونٹ تھے، اس لشکر کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا، جنہوں نے احد کے قریب پڑاؤ ڈالا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے مشورہ طلب کیا، حضرت سلمان فارسیؓ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا، اس لئے کہ مدینہ کے تینوں اطراف سے ان کے لئے حملہ ممکن نہیں تھا، صرف شام کی جانب والا حصہ کھلا تھا۔ آپ نے حضرت سلمان کے مشورے کو قبول فرمالیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے حدود قائم کئے اور خط کھینچ کر آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم کی، خندق کا عمق پانچ گز کے قریب تھا، جب کہ اس کی لمبائی ساڑھے تین میل تھی، چھ دن کے اندر آپ کے ساتھ تین ہزار صحابہ نے کھدائی مکمل کی۔

کفار نے جب خندق دیکھی تو ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیسے حملہ کیا جائے، دونوں طرف سے تیراندازی ہوتی رہی جس میں حضرت سعد بن معاذؓ زخمی ہو کر انتقال فرما گئے۔ عرب کے مشہور پہلوان عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، نوفل بن عبداللہ، ضرار بن خطاب نے ایک جگہ سے خندق عبور کر کے مسلمانوں کو دعوت مبارزت دی، اس پہلوان کے مقابلہ میں حضرت علیؓ آئے اور اس کا کام تمام کیا، جب کہ نوفل بن عبداللہ بھاگتا ہوا خندق میں گرا، حضرت علیؓ نے وہاں سے اس کو قتل کیا، باقی بھاگنے میں کامیاب ہو گئے، پورے دن تیراندازی ہوتی رہی، اس دن آپ سے مسلسل چار نمازیں قضا ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی بھیجی جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے، طنابیں ٹوٹ گئیں، ساز وسامان بکھر گیا، بدحواس ہو کر کفار گھبرائے، حالات کی سنگینی کا اندازہ لگا کر ابوسفیان نے واپس جانے کا اعلان کیا اور اونٹ پر سوار ہو گیا، صبح آپ بھی اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ روانہ ہو گئے، یہ بدھ کا دن تھا اور ذی قعدہ کی ۲۳ تاریخ تھی، اس غزوہ میں چھ

مسلمان شہید ہوئے۔

٣٨٧١ : حدّثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ قالَ : أَخْبَرَنِي نَافِعٌ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ ، وَهُوَ ٱبْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً ، فَلَمْ يُجِزْهُ ، وَعَرَضَهُ يَوْمَ الخَنْدَقِ ، وَهْوَ ٱبْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً ، فَأَجَازَهُ . [ر : ٢٥٢١]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ غزوۂ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے، اس وقت ان کی عمر چودہ سال تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت نہیں دی، پھر غزوۂ خندق کے موقعہ پر آپ کے سامنے پیش ہوئے اس وقت عمر پندرہ سال تھی، تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔

تشریح

بالاتفاق غزوہ احد ۳ھ میں پیش آیا تھا، اس وقت ابن عمر کی عمر چودہ سال تھی، تو غزوہ احزاب ٹھیک ایک سال کے بعد پیش آیا، جب کہ ان کی عمر پندرہ سال تھی، اس لئے امام بخاری نے شوال ۴ھ کی تائید کی۔

٣٨٧٢ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ، عَنْ أَبِي حازِمٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ في الخَنْدَقِ ، وَهُمْ يَحْفِرُونَ ، وَنَحنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (اللَّهُمَّ لا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَهْ فَٱغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ) .
[ر : ٣٥٨٦]

ترجمہ

حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ خندق میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، صحابہ خندق کھود رہے تھے، اور ہم مٹی کو اپنے کندھوں پر رکھ کر منتقل کر رہے تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، آپ مہاجر اور انصار کی مغفرت فرما دیجئے“۔

٣٨٧٤/٣٨٧٣ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو : حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ ، عَنْ حُمَيْدٍ : سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقُولُ : خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى الخَنْدَقِ ، فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ ، فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذٰلِكَ لَهُمْ ، فَلَمَّا رَأَى ما بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالجُوعِ ، قالَ : (اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الآخِرَهْ . فَٱغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ

وَالْمُهَاجِرَهْ) . فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ :

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الْجِهَادِ ما بَقِينَا أَبَدَا

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ سرد صبح میں خندق کھود رہے ہیں، ان کے پاس غلام نہیں تھے جو ان کے کام انجام دیتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشقت اور بھوک کو دیکھا تو فرمانے لگے: اے اللہ! بلاشبہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمادیجئے۔ پھر انصار اور مہاجرین اس کے جواب میں کہنے لگے: ''ہم ہیں وہ لوگ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے، ہمیشہ جہاد کرنے پر جب تک زندہ رہیں گے''۔

(٣٨٧٤) : حدّثنا أَبُو مَعْمَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الخَنْدَقَ حَوْلَ المَدِينَةِ ، وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ ، وَهُمْ يَقُولُونَ :

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الْإِسْلَامِ ما بَقِينَا أَبَدَا

قالَ : يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ ، وَهْوَ يُجِيبُهُمْ : (اللَّهُمْ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الآخِرَهْ . فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ) .

قالَ : يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّيَّ مِنَ الشَّعِيرِ ، فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ ، تُوضَعُ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ ، وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ ، وَهْيَ بَشِعَةٌ فِي الحَلْقِ ، وَلَهَا رِيحٌ مُنْتِنٌ . [ر : ٢٦٧٩]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرات انصار اور مہاجرین مدینہ کے گرد خندق کھودنے لگے اور مٹی اپنی پیٹھ پر منتقل کرنے لگے، اس وقت وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے کہ ''ہم ہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت لی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرماتے تھے: ''اے اللہ! حقیقی بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے، پس برکت فرمادے انصار اور مہاجرین میں''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مٹھی بھر ''جو'' ان صحابہ کو دیئے جاتے تھے جسے بدبودار

چربی میں پکا کر مسلمانوں کے سامنے رکھ دیا جاتا تھا، وہ حضرات بھوکے ہوتے تھے، وہ کھانا حلق میں بدمزہ ہوتا تھا (جس کا حلق سے اترنا دشوار ہوتا تھا) اور اس میں بدبو بھی ہوتی تھی۔

تشریح

قرآن کریم تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتا ہے کہ شعر و شاعری آپ کے لئے مناسب نہیں، اس لئے علماء لکھتے ہیں کہ یہ اشعار نہیں تھے، بلکہ رجز تھے اور رجز اشعار میں داخل نہیں، یا یہ کہ انشاء شعر آپ کے مناسب نہیں، یہ تو شعر خوانی تھی۔

۳۸۷۶/۳۸۷۵ : حدّثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيىٰ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : أَتَيْتُ جابِرًا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فَقَالَ : إِنَّا يَوْمَ الخَنْدَقِ نَحْفِرُ ، فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ ، فَجاؤُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا : هٰذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الخَنْدَقِ ، فَقَالَ : (أَنَا نَازِلٌ) . ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ ، وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فِي الْكُدْيَةِ ، فَعَادَ كَثِيبًا أَهْيَلَ ، أَوْ أَهْيَمَ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، ٱئْذَنْ لِي إِلَى الْبَيْتِ ، فَقُلْتُ لِٱمْرَأَتِي : رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا ما كانَ فِي ذٰلِكَ صَبْرٌ ، فَعِنْدَكِ شَيْءٌ ؟ قَالَتْ : عِنْدِي شَعِيرٌ وَعَنَاقٌ ، فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ ، وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْعَجِينُ قَدِ ٱنْكَسَرَ ، وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْأَثَافِيِّ قَدْ كادَتْ تَنْضَجُ ، فَقُلْتُ : طُعَيِّمٌ لِي ، فَقُمْ أَنْتَ يَا رَسُولَ ٱللهِ وَرَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ ، قَالَ : (كَمْ هُوَ) . فَذَكَرْتُ لَهُ ، قَالَ : (كَثِيرٌ طَيِّبٌ ، قَالَ : قُلْ لَهَا : لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ ، وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّورِ حَتَّى آتِيَ ، فَقَالَ : قُومُوا) . فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى ٱمْرَأَتِهِ قَالَ : وَيْحَكِ جاءَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمَنْ مَعَهُمْ ، قَالَتْ : هَلْ سَأَلَكَ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، فَقَالَ : (ٱدْخُلُوا وَلَا تَضَاغَطُوا) . فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ ، وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ ، وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ ، وَيُقَرِّبُ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ ، فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ ، وَيَغْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ ، قَالَ : (كُلِي هٰذَا وَأَهْدِي ، فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ) .

ترجمہ

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ ہم غزوۂ خندق میں خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت قسم کی چٹان سامنے آ گئی، (ایسی سخت چٹان جو کسی سے ٹوٹ نہ سکی اور بعض اصحاب کے کدال ٹوٹ گئے)، تو صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آئے اور آپ سے عرض کی کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں اندر اترتا ہوں، چنانچہ آپ کھڑے ہوئے، اس وقت (شدت بھوک سے) آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا، تین دن سے ہمیں ایک دانہ بھی کھانے کو نہیں ملا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر اس کو مارا، چٹان (ایک ہی ضرب سے بالوں کے ڈھیر کی طرح بہہ گئی۔ میں نے عرض کی: یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ (گھر آ کر) میں نے اپنی بیوی سے کہا: آج میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (فاقوں کی وجہ سے) اس حالت میں دیکھا کہ صبر نہ ہوسکا، کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں کچھ ''جو'' ہیں اور بکری کا بچہ، میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور میری بیوی نے ''جو'' پیسے، پھر گوشت کو ہم نے ہانڈی میں رکھا، (پکنے کے لئے) اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آٹا گوندھا جا چکا تھا اور گوشت چولہے پر پکنے کے قریب تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کی کہ گھر کھانے کے لئے مختصر سی چیز تیار ہے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنے ساتھ ایک یا دو ساتھیوں کو لے کر تشریف لے چلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کتنا ہے؟ میں نے آپ سے سب بتا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت ہے اور نہایت عمدہ اور طیب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی بیوی سے کہہ دو کہ چولہے سے ہانڈی نہ اتاریں اور نہ تنور سے روٹی نکالیں، میں ابھی آرہا ہوں، پھر صحابہ سے فرمایا کہ سب لوگ چلیں، تمام انصار اور مہاجرین تیار ہوگئے، جب حضرت جابرؓ گھر پہنچے تو اپنی بیوی سے کہا: اب کیا ہوگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام انصار اور مہاجرین کو لے کر تشریف لا رہے ہیں!! انہوں نے پوچھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کچھ پوچھا بھی تھا؟ حضرت جابرؓ نے کہا کہ ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اندر داخل ہو جاؤ، لیکن اژدھام نہ ہونے پائے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم روٹی کو چورا کرنے لگے اور گوشت اس پر ڈالنے لگے، ہانڈی اور تنور دونوں ڈھکے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لیا اور صحابہ کے قریب کر دیا، پھر آپ نے گوشت اور روٹی نکالی، اس طرح آپ برابر چورا کرتے رہے اور گوشت اس پر ڈالتے جاتے، یہاں تک کہ تمام صحابہ اس پر شکم سیر ہوگئے اور کھانا باقی بھی بچ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت جابرؓ کی بیوی) سے فرمایا کہ اب کھانا تم خود کھاؤ اور لوگوں کے ہاں ہدیہ بھیجو، کیونکہ آج کل لوگ فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں۔

(۳۸۷۶): حدّثني عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عاصِمٍ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قالَ: سَمِعْتُ جابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: لَمَّا حُفِرَ الخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا شَدِيدًا، فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي، فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَإِنِّي

رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا شَدِيدًا ، فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي ، فَقُلْتُ : هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ ؟ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خَمَصًا شَدِيدًا ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ ، وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا ، وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ ، فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي ، وَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ، ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَتْ : لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِمَنْ مَعَهُ ، فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَّا صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا ، فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ ، فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : (يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ ، إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا ، فَحَيَّ هَلاً بِكُمْ) . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ ، وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ) . فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي ، فَقَالَتْ : بِكَ وَبِكَ ، فَقُلْتُ : قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتِ ، فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ، ثُمَّ قَالَ : (ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِي ، وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا) . وَهُمْ أَلْفٌ ، فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ أَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا ، وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ ، وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ . [ر : ٢٩٠٥]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی، تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوک میں دیکھا (محسوس کیا)۔ میں فوراً اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے، میرا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھوک میں مبتلا ہیں، میری بیوی ایک تھیلا نکال کر لائی جس میں ایک صاع جو کے تھے، گھر میں ہمارا ایک بکری کا بچہ بھی بندھا ہوا تھا، میں نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو کو چکی میں پیسا، جب میں ذبح سے فارغ ہوا تو وہ بھی جو پیس چکی تھی، میں نے گوشت کی بوٹیاں کر کے ہانڈی میں رکھ لیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میری بیوی نے پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا، (یعنی: جتنا کھانا ہے، کہیں اس سے زیادہ آدمیوں کو لے چلے آؤ)، چنانچہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ذبح کر لیا ہے اور ایک صاع جو پیس لئے ہیں جو ہمارے پاس تھے، اس لئے آپ دو ایک صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لے چلیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بلند آواز سے فرمایا: اے اہل خندق! جابرؓ نے تمہارے لئے کھانا تیار کر لیا ہے، اب سارا کام چھوڑ دو اور جلدی چلو۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں ہانڈی

چولہے سے نہیں اتارنا اور نہ روٹی پکانا شروع کرنا۔ میں اپنے گھر آیا، ادھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے، میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ مجھے برا بھلا کہنے لگی، میں نے کہا: تم نے جو کچھ کہا تھا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا تھا۔ آخر میری بیوی نے گوندھا ہوا آٹا نکالا، حضور نے اس میں اپنے لعاب کی آمیزش کر دی اور برکت کی دعا کی، ہانڈی میں بھی آپ نے تھوک کی آمیزش کی اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اب روٹی پکانے والی کو بلاؤ، وہ میرے سامنے روٹی پکائے اور گوشت ہانڈی سے نکالے، لیکن چولہے سے ہانڈی نہ اتارنا، صحابہ کی تعداد ہزار کے قریب تھی، میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں کہ اتنے ہی کھانے کو سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانا بچ بھی گیا، جب تمام حضرات واپس ہوئے، ہماری ہانڈی اس طرح ابل رہی تھی جس طرح شروع میں تھی اور آٹے کی روٹیاں برابر پکی جا رہی تھے۔

٣٨٧٧ : حدّثني عُثْمانُ بْنُ أَبي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا : «إِذْ جاؤُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الحَنَاجِرَ» . قالَتْ : كانَ ذَاكَ يَوْمَ الخَنْدَقِ .

ترجمہ

حضرت عائشہؓ نے آیت ''جب مشرکین تمہارے بالائی علاقوں سے اور نشیبی علاقوں سے تمہارے اوپر چڑھ رہے تھے اور جب آنکھیں چکا چوند ہو گئی تھیں اور دل حلق تک آ گئے تھے''۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ یہ آیت غزوۂ خندق کے واقعے کے متعلق نازل ہوئی۔

٣٨٧٨ : حدّثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبي إِسْحٰقَ ، عَنِ البَرَاءِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الخَنْدَقِ ، حَتَّى أَغْمَرَ بَطْنُهُ ، أَوِ ٱغْبَرَّ بَطْنُهُ ، يَقُولُ :

(وَٱللهِ لَوْلَا ٱللّٰهُ ما ٱهْتَدَيْنَا　　وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا　　وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا　　إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا)

وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ : (أَبَيْنَا أَبَيْنَا) . [ر : ٢٦٨١]

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن (خندق کھودنے کے دوران) مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے، یہاں تک کہ گرد و غبار نے آپ کے شکم مبارک کو ڈھانپ لیا، (جلد مبارک چھپ گئی) یا آپ کا شکم مبارک گرد آلودہ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے جاتے:

(۱) خدا کی قسم! اگر اللہ کی ہدایت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

(۲) اے اللہ! ہم پر سکینہ نازل فرما اور جنگ کے وقت ثابت قدمی عطا فرما۔

(۳) ان لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے، جب یہ لوگ ہم کو فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کریں گے، تو ہم انکار کریں گے اور آخری کلمہ "أبينا" کو بلند آواز سے بار بار دھراتے تھے۔

٣٨٧٩ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ شُعْبَةَ قالَ : حَدَّثَنِي الحَكَمُ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (نُصِرْتُ بِالصَّبَا ، وَأُهْلِكَتْ عادٌ بِٱلدَّبُورِ) . [ر : ٩٨٨]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ بادِ صبا کے ذریعہ میری مدد کی گئی اور "دبور" کے ذریعہ قوم عاد ہلاک کی گئی۔

٣٨٨٠ : حدّثني أَحْمَدُ بْنُ عُثْمانَ : حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ قالَ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ ، قالَ : لَمَّا كانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ ، وَخَنْدَقَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ، رَأَيْتُهُ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الخَنْدَقِ ، حَتَّى وَارَى عَنِّي الْغُبَارُ جِلْدَةَ بَطْنِهِ ، وَكانَ كَثِيرَ الشَّعَرِ ، فَسَمِعْتُه يَرْتَجِزُ بِكَلِمَاتِ ٱبْنِ رَوَاحَةَ ، وَهْوَ يَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ يَقُولُ :

(اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ ما ٱهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا)

قالَ : ثُمَّ يَمُدُّ صَوْتَهُ بِآخِرِهَا . [ر : ٢٦٨١]

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ جب غزوۂ احزاب کے موقعہ پر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ خندق کے اندر سے آپ بھی مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بطن مبارک مٹی سے اٹ گئی تھی، آپ کے (سینے سے لے کر پیٹ تک) گھنے بالوں کی ایک لکیر تھی۔ میں نے خود سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابن رواحہ کے رجز یہ اشعار مٹی منتقل کرتے ہوئے پڑھ رہے تھے، آپ کی زبان مبارک پر یہ اشعار تھے: ''اے اللہ! اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کرتے نہ ہم نماز پڑھتے، پس ہم پر اپنی طرف سے طمانینت نازل فرما، اگر ہماری جنگ ہو جائے تو ثابت قدمی عطا فرما، جب ہم سے یہ کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں سنتے''۔

آپ آخری کلمات کو باآواز بلند کھینچ کھینچ کر پڑھ رہے تھے۔

٣٨٨١ : حدّثني عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، هُوَ ٱبْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : أَوَّلُ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمُ الخَنْدَقِ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ سب سے پہلا غزوہ جس میں میں نے شرکت کی ''غزوہ خندق'' ہے۔

٣٨٨٢ : حدّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ . قالَ : وَأَخْبَرَنِي ٱبْنُ طَاوُسٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خالِدٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ قالَ : دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ ، قُلْتُ : قَدْ كانَ مِنْ أَمْرِ النَّاس ما تَرَيْنَ ، فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ . فَقَالَتِ : الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ ، وَأَخْشٰى أَنْ يَكُونَ فِي ٱحْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ . فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ ، قالَ : مَنْ كانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ . قالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ : فَهَلَّا أَجَبْتَهُ ؟ قالَ عَبْدُ ٱللهِ : فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ : أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ ، وَتَسْفِكُ ٱلدَّمَ ، وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذٰلِكَ ، فَذَكَرْتُ ما أَعَدَّ ٱللهُ فِي ٱلْجِنَانِ . قالَ حَبِيبٌ : حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ .

قَالَ مَحْمُودٌ ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ : وَنَوْسَاتُهَا .

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ میں ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے ہاں گیا، آپ کی زلفوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، میں نے ان سے کہا کہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی جو کیفیت ہے وہ آپ بھی دیکھ رہی ہیں، (حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے اختلافات اور جنگیں) مجھے حکومت کے معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ حضرت حفصہؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے اجتماع میں جاؤ، لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا وقت پر نہ پہنچنا مزید اختلاف کا سبب بن جائے۔ آخر حضرت حفصہؓ کے اصرار پر عبداللہؓ گئے، پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو حضرت معاویہؓ نے خطبہ دیا، کہا کہ خلافت کے مسئلے پر جسے گفتگو کرنی ہو وہ ہمارے سامنے آ کر گفتگو کرے، یقیناً ہم اس سے (اشارہ ابن عمرؓ کی طرف تھا) زیادہ خلافت کے حقدار ہیں اور اس کے باپ سے بھی زیادہ۔

حضرت حبیب بن مسلمہ نے حضرت ابن عمرؓ سے اس پر کہا کہ آپ نے وہیں پر اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی چادر کو جو احتباء کے طور پر باندھ رکھی تھی، کھولا تھا اور ارادہ کر لیا تھا کہ ان سے کہوں کہ آپ سے زیادہ خلافت کا مستحق وہ ہے جس نے آپ سے اور آپ کے باپ سے اسلام کیلئے جنگ کی تھی، لیکن پھر میں ڈرا کہ میری اس بات سے مسلمانوں میں خلیج اور وسیع نہ ہو جائے اور خونریزی ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری منشا کے خلاف لیا جانے لگے، اس کے بجائے مجھے وہ نعمتیں یاد آ گئیں جو اللہ تعالیٰ نے (صبر کرنے والوں کے لئے) جنتوں میں تیار کر رکھی ہے، حضرت حبیبؓ نے فرمایا کہ واقعی آپ محفوظ رہے اور بچا لئے گئے۔

محمود نے عبدالرزاق کے حوالے سے ”نسواتھا“ کے بجائے ”نوساتھا“ بیان کیا ہے، جس کے معنی چوٹی کے ہیں۔

تشریح

حضرت ابوسفیان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما غزوۂ خندق پر مسلمانوں کے خلاف کفار کے ساتھ جنگ میں شریک تھے، حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ اور دیگر صحابہ نے ان کا مقابلہ کیا تھا، اسی مناسبت سے امام بخاریؒ نے روایت بیان کی ہے۔

۳۸۸۴/۳۸۸۳ : حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ : (نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَنَا) .

ترجمہ

حضرت سلیمان بن صردؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے موقعہ پر (جب کفار کا لشکر ناکام واپس ہوگیا) فرمایا کہ ''اب ہم ان سے لڑیں گے اور آئندہ وہ ہم پر چڑھ کر کبھی نہ آسکیں گے''۔

(٣٨٨٤) : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ آدَمَ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ : سَمِعْتُ أَبَا إِسْحٰقَ يَقُولُ : سَمِعْتُ سُلَيْمانَ بْنَ صُرَدٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ، حِينَ أَجْلَى الْأَحْزَابُ عَنْهُ : (الآنَ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَنَا ، نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمْ) .

ترجمہ

حضرت سلیمان بن صرد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (غزوۂ خندق کے موقعہ پر) جب عرب کے قبائل ناکام واپس ہوگئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اب ہم ان سے جنگ کریں گے اور وہ ہم پر چڑھ کر نہ آسکیں گے، بلکہ ہم ان پر فوج کشی کریں گے۔

٣٨٨٥ : حدّثنا إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا رَوْحٌ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَبِيدَةَ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّهُ قالَ يَوْمَ الخَنْدَقِ : (مَلَأَ ٱللهُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا ، كما شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غابَتِ الشَّمْسُ) . [ر : ٢٧٧٣]

ترجمہ

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقعہ پر فرمایا: ''جس طرح ان کفار نے ہمیں صلوۃ وسطیٰ (نماز عصر) نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہوگیا، اللہ تعالیٰ بھی ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھردے''۔

٣٨٨٦ : حدّثنا المَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ يَحْيَىٰ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ جابِرِ ٱبْنِ عَبْدِ ٱللهِ : إِنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ جاءَ يَوْمَ الخَنْدَقِ بَعْدَ ما غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ ، وَقالَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، ما كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ ، حَتَّى كادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرُبَ . قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (وَٱللهِ ما صَلَّيْتُهَا) . فَنَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بُطْحَانَ ، فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا ، فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ ما غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا المَغْرِبَ . [ر : ٥٧١]

ترجمہ

حضرت جابر کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب غزوۂ خندق کے موقعہ پر سورج غروب ہونے کے بعد (لڑکر) واپس ہوئے، آپ کفار قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے، آپ نے عرض کی، یارسول اللہ! سورج غروب ہونے کو ہے اور (جنگ کی مصروفیات کی وجہ سے) میں عصر کی نماز اب تک نہ پڑھ سکا۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا گواہ ہے کہ نماز تو میں بھی نہ پڑھ سکا، آخر ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادئ بطحان میں اترے، آپ نے نماز کے لئے وضو کیا، ہم نے بھی وضو کیا، پھر عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

٣٨٨٧ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ ٱبْنِ الْمُنْكَدِرِ قالَ : سَمِعْتُ جابِرًا يَقُولُ : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ : (مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ) . فَقَالَ الزُّبَيْرُ : أَنَا ، ثُمَّ قالَ : (مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ) . فَقَالَ الزُّبَيْرُ : أَنَا ، ثُمَّ قالَ : (مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ) . فَقَالَ الزُّبَيْرُ : أَنَا ، ثُمَّ قالَ : (إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا ، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ) . [ر : ٢٦٩١]

ترجمہ

حضرت جابرؓ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احزاب کے موقعہ پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کی کہ میں تیار ہوں، پھر آپ نے پوچھا کہ کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ اس مرتبہ بھی حضرت زبیرؓ نے کہا کہ میں، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ پوچھا کہ کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ حضرت زبیرؓ نے اس بار بھی اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں، میرے حواری زبیر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (''حواری'': خاص آدمی، مددگار)

تشریح

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ قوم کی خبر لانے کے لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تھے، جب کہ یہاں اس روایت میں ہے کہ قوم کی خبر لانے حضرت زبیرؓ گئے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت زبیر بنوقریظہ کی خبر لانے کے لئے، جب کہ حضرت حذیفہؓ کو کفار مکہ کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا، یہ دونوں الگ الگ واقعات ہیں، اس لئے تعارض نہیں۔

٣٨٨٨ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ كانَ يَقُولُ : (لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللّٰهُ وَحْدَهُ ، أَعَزَّ جُنْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ، فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ) .

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنے لشکر کو فتح دی، اپنے بندے کی مدد کی اور احزاب (قبائل عرب) کو مغلوب کیا، پس اس کے مقابلہ میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں۔

٣٨٨٩ : حدّثنا مُحَمَّدٌ : أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَعَبْدَةُ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خالِدٍ قالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : دَعا رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ : (اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ ، سَرِيعَ ٱلْحِسَابِ ، اهْزِمِ الْأَحْزَابَ ، اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ) .
[ر : ٢٧٧٥]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کیلئے غزوۂ خندق کے موقعہ پر بددعا فرمائی کہ ''اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے! جلدی حساب لینے والے! قبائل عرب کو شکست دیدیجئے، اے اللہ! انہیں شکست دیدیجئے اور جھنجوڑ دیجئے''۔

٣٨٩٠ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللّٰهِ : أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ، عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ كانَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْغَزْوِ أَوِ الحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ، ثُمَّ يَقُولُ : (لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللّٰهُ ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . آيِبُونَ تَائِبُونَ ، عابِدُونَ سَاجِدُونَ ، لِرَبِّنَا حامِدُونَ . صَدَقَ ٱللّٰهُ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ) . [ر : ١٧٠٣]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد، حج یا عمرے سے واپس آتے تو سب سے پہلے تین بار تکبیر کہتے، پھر فرماتے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے، تعریف

اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم سفر سے واپس ہو رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے، عبادت کرتے ہوئے، اپنے رب کے حضور سجدہ ریز اور اس کی حمد بیان کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی، کفار کے تمام گروہوں کو تنہا اس نے شکست دی''۔

٢٨ – باب : مَرْجَعِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَحْزَابِ ، وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ .

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ احزاب سے واپس آنا اور بنوقریظہ کی طرف نکلنا اور ان کا محاصرہ

غزوۂ بنی قریظہ

بنوقریظہ کے یہود نے غزوۂ خندق میں کفار کا ساتھ دیکر مسلمانوں کے معاہدے کی خلاف ورزی کی، اس لئے جب مسلمان غزوۂ خندق سے فارغ ہو کر مدینہ پہنچے اور ابھی ہتھیار رکھے ہی تھے کہ جبرائیل امین نے آکر آپ سے پوچھا کہ کیا آپ حضرات نے ہتھیار اتار دیئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ تو فرمانے لگے: ابھی فرشتوں نے ہتھیار نہیں کھولے، اس لئے کہ بنوقریظہ کی طرف جانا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ عصر کی نماز بنوقریظہ میں پڑھنی ہے، تین ہزار کے لشکر نے بنوقریظہ کا محاصرہ کیا، پچیس دن کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر راضی ہوئے، بنوقریظہ قلعوں سے اتر آئے، حضرت سعدؓ کے فیصلے کے مطابق ان کے مرد قتل کر دیئے گئے، بچوں کو غلام بنایا اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا، چار سو یہودی قتل کر دیئے گئے تھے۔

٣٨٩١ : حَدَّثَنِي عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ نُمَيْرٍ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الخَنْدَقِ ، وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَٱغْتَسَلَ ، أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَقَالَ : قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ ؟ وَٱللهِ ما وَضَعْنَاهُ ، فَٱخْرُجْ إِلَيْهِمْ . قالَ : (فَإِلَى أَيْنَ) . قالَ : هَا هُنَا ، وَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ . [ر : ٢٦٥٨]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق سے لوٹ کر ہتھیار اتار کے رکھے اور غسل فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے ہتھیار کھول دیئے اور ہم فرشتوں

نے تو اللہ کی قسم ابھی تک ہتھیار نہیں کھولے، چلئے ان پر حملہ کیجئے۔ آپ نے پوچھا: کدھر؟ انہوں نے کہا: قریظہ کی طرف، جبرائیل علیہ السلام نے یہ کہتے ہوئے قریظہ کی طرف اشارہ بھی کیا، چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔

٣٨٩٢ : حدّثنا مُوسٰى : حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حازِمٍ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ : كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِي زُقَاقِ بَنِي غَنْمٍ ، مَوْكِبَ جِبْرِيلَ حِينَ سَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ . [ر : ٣٠٤٢]

ترجمہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جبرائیل کی شاہانہ سواری سے بنوغنم کی گلیوں میں اٹھنے والے غبار کو گویا اب بھی دیکھ رہا ہوں، جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے۔

٣٨٩٣ : حدّثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحمَّدِ بْنِ أَسْماءَ : حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْماءَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ : (لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ) . فَأَدْرَكَ بَعْضَهُمُ الْعَصْرُ فِي الطَّرِيقِ ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا ، وَقالَ بَعْضُهُمْ : بَلْ نُصَلِّي ، لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ . فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُعَنِّفْ واحِدًا مِنْهُمْ . [ر : ٩٠٤]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ غزوۂ احزاب سے فارغ ہو کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مسلمان عصر کی نماز بنوقریظہ تک پہنچنے کے بعد ادا کریں۔ بعض حضرات (جو کچھ پیچھے رہ گئے تھے) کی عصر کی نماز کا وقت راستے میں ہی ہو گیا، ان میں سے کچھ صحابہ نے کہا کہ ہم راستے میں نماز نہیں پڑھیں گے، (کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقریظہ میں نماز پڑھنے کے لئے فرمایا ہے) اور بعض نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا منشاء یہ نہیں تھا، (بنوقریظہ تک پہنچنے میں عجلت مطلوب تھی)، بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا، تو آپ نے کسی کے عمل پر نکیر نہیں فرمائی، (کیونکہ دونوں فریقوں نے اپنے نیت کے مطابق ٹھیک عمل کیا تھا)۔

٣٨٩٤ : حدّثنا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ . وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قالَ : سَمِعْتُ أَبِي ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ : كانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النَّخَلَاتِ ، حَتَّى

افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ ، وَإِنَّ أَهْلِي أَمَرُونِي أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْأَلَهُ الَّذِي كَانُوا أَعْطَوْهُ أَوْ بَعْضَهُ ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ ، فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي تَقُولُ : كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَا يُعْطِيكَهُمْ وَقَدْ أَعْطَانِيهَا ، أَوْ كَمَا قَالَتْ ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ : (لَكِ كَذَا) . وَتَقُولُ : كَلَّا وَاللّٰهِ ، حَتَّى أَعْطَاهَا – حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ – عَشَرَةَ أَمْثَالِهِ ، أَوْ كَمَا قَالَ . [ر : ٢٩٦٠]

ترجمہ

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام نے اپنے اپنے باغ میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چند کھجور کے درخت متعین کر دیئے تھے، یہاں تک کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قبائل فتح ہو گئے، (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہدایا کو واپس کر دیا)۔ میرے گھر والوں نے بھی مجھے تمام کی تمام یا اس کا کچھ حصہ لینے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجور ام ایمن کو دے دیں تھی، اتنے میں وہ بھی آ گئیں اور کپڑا میری گردن میں ڈال کر کہنے لگیں: قطعاً نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ پھل تمہیں نہیں ملیں گے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت فرما چکے ہیں، یا اس طرح کے الفاظ انہوں نے بیان کئے۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا: تم مجھ سے اتنا لے لو (اور ان کا مال ان کو واپس کر دو)، لیکن وہ اب بھی یہی کہے جا رہی تھی کہ قطعاً نہیں، خدا کی قسم! یہاں تک کہ انہیں میرا خیال ہے کہ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ اس کا دس گنا دینے کا وعدہ کیا، پھر انہوں نے مجھے چھوڑا، اس طرح کے الفاظ حضرت انسؓ نے بیان کئے۔

تشریح

حضرت ام ایمن کا نام برکہ بن ثعلبہ تھا، ان کے پہلے شوہر عبید بن زید سے آپ کا بیٹا ایمن پیدا ہوا، اس کے بعد ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّٰی حضرت زید بن حارثہ سے ہوا، ان سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے، حضرت ام ایمن نے چونکہ آپ کی پرورش کی تھی، اس لئے آپ وقتاً فوقتاً ام ایمن کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔

٣٨٩٥ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ : (قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ ، أَوْ خَيْرِكُمْ) . فَقَالَ : (هٰؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ) . فَقَالَ : تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ ،

وَتَسْبِي ذَرَارِيَّهُمْ ، قَالَ : (قَضَيْتَ بِحُكْمِ ٱللهِ . وَرُبَّمَا قَالَ : بِحُكْمِ المَلِكِ) . [ر : ٢٨٧٨]

٣٨٩٦ : حدّثنا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الخَنْدَقِ ، رَماهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ ، يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ بْنُ العَرِقَةِ ، رَماهُ فِي الْأَكْحَلِ ، فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْمَةً فِي المَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ ، فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مِنَ الخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَٱغْتَسَلَ ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ ، فَقَالَ : قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ ، وَٱللهِ ما وَضَعْتُهُ ، ٱخْرُجْ إِلَيْهِمْ .

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ بنوقریظہ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلانے کے لئے آدمی بھیجا، وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے، جب اس جگہ کے قریب ہوئے جسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے منتخب کیا تھا، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا: اپنے سردار کی تکریم کے لئے کھڑے ہو جاؤ، اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ بنوقریظہ نے آپ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں، چنانچہ حضرت سعدؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ جتنے ان میں جنگ کے قابل ہیں، انہیں قتل کر دیا جائے، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا جائے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا ہے''، یا آپ نے فرمایا کہ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام کے فیصلہ کے مطابق۔

تشریح

حضرت سعد بن معاذؓ قبیلہ اوس کے سردار تھے، اوس اور بنوقریظہ میں حلیفانہ تعلقات تھے، اس لئے وہ قلعوں سے اترنے پر آمادہ ہوئے کہ حضرت سعد ہمارے حق میں فیصلہ کریں گے۔

"قوموا إلیٰ سیدکم" آپ نے انصار سے فرمایا: اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اہل کرم کے لئے تعظیماً کھڑے ہونا افضل ہے، بشرطیکہ اس کے دل میں یہ طلب نہ ہو کہ لوگ میرے لئے کھڑے ہوں اور کھڑے ہونے والے کے دل میں اس قیام کا داعیہ ہو، ریا اور نمود کے لئے کھڑے ہونا جائز نہیں۔

٣٨٩٦ : حدّثنا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الخَنْدَقِ ، رَماهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ ، يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ بْنُ العَرِقَةِ ، رَماهُ فِي الْأَكْحَلِ ، فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْمَةً فِي المَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ ،

فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مِنَ الخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَٱغْتَسَلَ ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهْوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ ، فَقَالَ : قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ ، وَٱللهِ ما وَضَعْتُهُ ، ٱخْرُجْ إِلَيْهِمْ . قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (فَأَيْنَ) . فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ ، فَأَتَاهُمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ ، فَرَدَّ الحكْمَ إِلَى سَعْدٍ ، قالَ : فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ : أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ ، وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَٱلذُّرِّيَّةُ ، وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ .

قالَ هِشَامٌ : فَأَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ عائِشَةَ : أَنَّ سَعْدًا قالَ : اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجاهِدَهُمْ فِيكَ ، مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ ﷺ وَأَخْرَجُوهُ ، ٱللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ ، فَإِنْ كانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَأَبْقِنِي لَهُ ، حَتَّى أُجاهِدَهُمْ فِيكَ ، وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الحَرْبَ فَٱفْجُرْهَا وَٱجْعَلْ مَوْتَتِي فِيهَا ، فَٱنْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ ، فَلَمْ يَرُعْهُمْ ، وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ ، إِلَّا ٱلدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ ، فَقَالُوا : يَا أَهْلَ الخَيْمَةِ ، مَا هٰذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ ؟ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا ، فَمَاتَ مِنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ .

[ر : ٤٥١]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو جنگ خندق میں حبان بن عرقہ قریش کے ایک کافر نے تیر مارا، جوان کے بازو کی رگ میں پیوست ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کیلئے مسجد نبوی میں ایک خیمہ لگوا دیا، تا کہ قریب سے ان کی تیمارداری کر لیا کریں۔ جب آپ غزوۂ خندق سے لوٹ کر آئے اور ہتھیار اتارے، غسل کیا تو جبرائیل علیہ السلام آ پہنچے، وہ اپنے سر سے گرد جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے ہتھیار اتار ڈالے، اللہ کی قسم! میں نے تو اب تک ہتھیار نہیں اتارے، آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے۔ آپ نے فرمایا: کن پر؟ تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ تک پہنچے، (تو انہوں نے اسلامی لشکر کے سخت محاصرے کے بعد) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا: میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جتنے افراد ان کے جنگ کے قابل ہیں قتل کر دیئے جائیں، ان کی عورتیں اور بچے قید کر دیئے جائیں اور مال تقسیم کر دیا جائے۔

ہشام نے بیان کیا کہ پھر مجھے میرے والد نے حضرت عائشہؓ کے حوالے سے خبر دی کہ حضرت سعدؓ نے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے، اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں، کہ میں تیرے راستے میں اس قوم سے جہاد

کروں، جس نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، انہیں ان کے وطن سے نکالا، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب ان کے درمیان لڑائی کا سلسلہ آپ ختم کریں گے، لیکن قریش سے ہمارا لڑائی کا کوئی سلسلہ باقی ہے تو مجھے اس کے لئے زندہ رکھئے، یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان سے جہاد کروں اور اگر لڑائی کے سلسلہ کو آپ نے ختم کردیا ہے تو پھر میرے زخموں کو پھر سے ہرا کردیں (حضرت سعدؓ لیٹے ہوئے تھے، ایک بکری نے ان کے سینے پر اپنا کھر رکھ دیا، جس سے ان کا زخم پھر سے تازہ ہوگیا)، چنانچہ سینہ سے ان کا زخم بہہ پڑا، مسجد میں قبیلہ بنوغفار کے کچھ صحابہ کا بھی ایک خیمہ تھا، جب خون ان کی طرف بہہ کر آیا تو وہ گھبرائے، تو انہوں نے کہا: اے اہل خیمہ! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف کیوں آرہا ہے؟ دیکھا تو حضرت سعد کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور آپ کی وفات اسی سے ہوئی۔

۳۸۹۷ : حدّثنا الحَجَّاجُ بْنُ مِنْهالٍ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قالَ : أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ : أَنَّهُ سَمِعَ الْبَراءَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ : (ٱهْجُهُمْ – أَوْ هَاجِهِمْ – وَجِبْرِيلُ مَعَكَ) .

وَزَادَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ ، عَنِ الْبَراءِ بْنِ عازِبٍ قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ : (ٱهْجُ المُشْرِكِينَ ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ) .

[ر : ۳۰۴۱]

ترجمہ

حضرت براءؓ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرو اور جبرائیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔ اور ابراہیم بن طہان نے شیبانی سے اتنا اضافہ کیا ہے کہ ان سے حضرت عدی بن ثابتؓ نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقریظہ کے موقعہ پر حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرو، جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں، (یعنی مضمون کا فیضان ان کی طرف سے ہوگا)۔

۲۹ – باب : غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقاعِ .

وَهْيَ غَزْوَةُ مُحَارِبِ خَصَفَةَ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ ، فَنَزَلَ نَخْلاً ، وَهْيَ بَعْدَ خَيْبَرَ ، لِأَنَّ أَبَا مُوسَى جاءَ بَعْدَ خَيْبَرَ .

یہ غزوہ بعض کے نزدیک ۴ھ جمادی الاولیٰ میں، بعض کے نزدیک ۵ھ میں، جب کہ امام بخاری کے نزدیک خیبر کے بعد ۷ھ میں پیش آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ غطفان کے دو قبیلے محارب وثعلبہ مسلمانوں کے خلاف

منظّم ہورہے ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چارسو سات یا آٹھ سو صحابہ کو لے کر پیش قدمی کی، آمنا سامنا ہوا، لیکن جنگ کی نوبت نہیں آئی، دشمن کا خطرہ تھا، اس لئے صلوۃ خوف ادا کی گئی۔

وجہ تسمیہ

رقاع: "رقعة" کی جمع ہے: پٹی اور چیتھڑے کو کہتے ہیں، چونکہ سواریاں کم تھیں، اس لئے چلتے چلتے صحابہ کے پیر پھٹ گئے تھے، تو پیروں میں چیتھڑے لپیٹ لئے تھے، اس لئے اس کا نام "ذات الرقاع" رکھا، جب کہ بعض کے نزدیک اس پہاڑ کا نام ہے جہاں آپ نے نزول فرمایا تھا۔

وهي غزوة محارب خصفة من بني ثعلبة من غطفان (نزل نخلا)

ترجمہ

غزوۂ ذات الرقاع کا دوسرا نام "غزوۂ محارب حفصہ و بنی ثعلبہ" ہے، جو قبیلہ غطفان میں سے تھا، جب آپ غزوۂ ذات الرقاع کے لئے تشریف لے گئے، تو مقام نخل میں آپ نے نزول فرمایا، اس کو "نخل" اور "بطن نخل" بھی کہتے ہیں، یہ جگہ "بلاد غطفان" میں واقعہ ہے اور مدینہ سے دو دن کے فاصلے پر ہے۔

٣٨٩٨ : قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللهِ : وَقَالَ لِي عَبْدُ ٱللهِ بْن رَجاءٍ : أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْعَطَّارُ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الخَوْفِ فِي غَزْوَةِ السَّابِعَةِ ، غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقاعِ .

قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الخَوْفَ بِذِي قَرَدٍ .

وَقالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ : حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ نَافِعٍ ، عَنْ أَبِي مُوسَى : أَنَّ جابِرًا حَدَّثَهُمْ : صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِهِمْ يَوْمَ مُحَارِبٍ وَثَعْلَبَةَ .

وَقالَ ٱبْنُ إِسْحٰقَ : سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ : سَمِعْتُ جابِرًا : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى ذَاتِ الرِّقاعِ مِنْ نَخْلٍ ، فَلَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ ، فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ ، وَأَخافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ، فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَتَيِ الخَوْفِ .

وَقالَ يَزِيدُ ، عَنْ سَلَمَةَ : غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْقَرَدِ . [٣٩٠١ ، وانظر : ٢٧٥٣]

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں غزوے غزوۂ رقاع میں صحابہ کو

صلوۃ خوف پڑھائی۔

قال ابن عباس رضي الله عنهما ....إلخ

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ذی قرد'' میں صلوۃ خوف ادا کی۔

وقال بكر بن سوادة...... إلخ

حضرت جابرؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ محارب وثعلبہ کے دن صحابہ کرام کو صلوۃ الخوف پڑھائی، (یہی ذات الرقاع ہے)۔

وقال ابن اسحق إلخ

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''ذات الرقاع'' کے لئے موضع نخل سے نکلے، تو بنی غطفان کی ایک جماعت سامنے آئی، مگر جنگ نہیں ہوئی اور لوگ بعض بعض سے خوف کرتے رہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت صلوۃ خوف پڑھی۔

وقال يزيد عن سلمىٰ........... إلخ

اور یزید نے سلمہ بن اکوع سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ''غزوۂ ذی قرد'' میں شریک تھا۔

تشریح

امام بخاریؒ کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے ''صلوۃ الخوف'' کی اولیت میں اختلاف ہے، کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غزوات میں صلوۃ خوف ادا کی۔

۳۸۹۹ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ العَلَاءِ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ ، بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ ، فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا ، وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي ، وَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا ٱلْخِرَقَ ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ ، لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ ٱلخِرَقِ عَلَى أَرْجُلِنَا . وَحَدَّثَ أَبُو مُوسَى بِهٰذَا ، ثُمَّ كَرِهَ ذَاكَ ، قَالَ : ما كُنْتُ أَصْنَعُ بِأَنْ أَذْكُرَهُ ، كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ شَيْءٌ مِنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ .

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ الاشعری نے بیان کیا کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ کے لئے نکلے، ہم چھ ساتھی تھے اور ہم سب کے لئے ایک اونٹ تھا، جس پر یکے بعد دیگرے ہم سوار ہوتے تھے، (پیدل، طویل اور پر مشقت سفر کی وجہ سے) ہمارے پاؤں پھٹ چکے تھے اور میرے پاؤں بھی پھٹ گئے تھے، ناخن بھی جھڑ گئے تھے، چنانچہ ہم قدموں پر کپڑے کی پٹی باندھ کر چل رہے تھے، اس لئے اس کا نام ''ذات الرقاع'' پڑا، کیونکہ ہم نے قدموں کو پٹیوں سے باندھ رکھا تھا۔ حضرت ابوموسی اشعریؓ نے یہ حدیث تو بیان کر لی، لیکن پھر آپ کو اس کا اظہار اچھا معلوم نہیں ہوا، فرمانے لگے کہ مجھے یہ حدیث نہیں بیان کرنی چاہیے تھی، آپ اصل میں پسند نہیں کرتے تھے کہ آپ کا کوئی عمل غیر لوگوں کے سامنے آئے۔

تشریح

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے بعد حبشہ سے مدینہ منورہ آئے تھے۔ ''غزوۂ ذات الرقاع'' میں ان کی شرکت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ غزوۂ فتح خیبر کے بعد کا ہے۔

٣٩٠٠ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومانَ ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ ، عَمَّنْ شَهِدَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقاعِ صَلَّى صَلاةَ الخَوْفِ : أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وُجاهَ الْعَدُوِّ ، فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً ، ثُمَّ ثَبَتَ قائِمًا ، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ ٱنْصَرَفُوا ، فَصَفُّوا وُجاهَ الْعَدُوِّ ، وَجاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِم الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ ثَبَتَ جالِسًا ، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ .

قالَ مَالِكٌ : وَذٰلِكَ أَحْسَنُ ما سَمِعْتُ فِي صَلَاةِ الخَوْفِ . [٣٩٠٢]

ترجمہ

صالح بن خوات نے ایک ایسے صحابی کے حوالے سے بیان کیا ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں شرکت کی تھی کہ حضور نے نماز خوف پڑھی تھی، جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ پہلے ایک جماعت نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی، اس وقت دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کو جو آپ کے پیچھے ایک صف میں کھڑی تھی، ایک رکعت نماز پڑھائی اور اس کے بعد آپ کھڑے رہے، اس جماعت نے اس عرصہ میں اپنی نماز پوری کر لی اور واپس آ کر دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہوگئے، اس کے بعد دوسری

جماعت آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز کی دوسری رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی اور رکوع وسجود کے بعد آپ قعدہ میں بیٹھے رہے، پھر ان لوگوں نے جب اپنی نماز پوری کر لی تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

۳۹۰۱ : وَقَالَ مُعَاذٌ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِنَخْلٍ . فَذَكَرَ صَلَاةَ الخَوْفِ .

تَابَعَهُ اللَّيْثُ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ : أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ : صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ . [ر : ۳۸۹۸]

ترجمہ

اور معاذ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے حدیث بیان کی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام نخل میں تھے، پھر آپ نے نماز خوف کا تذکرہ کیا۔ امام مالکؒ نے بیان کیا کہ نماز خوف کے سلسلے میں جتنی روایات میں نے سنی ہیں، یہ روایت ان سب سے زیادہ بہتر ہے۔ اس روایت کی متابعت لیث نے کی، ان سے ہشام نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے قاسم بن محمد نے حدیث بیان کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ''بنی انمار'' میں نماز خوف پڑھی تھی۔

تشریح

امام بخاریؒ کا مدعی یہ ہے کہ غزوۂ بنی انمار اور غزوۂ ذات الرقاع دونوں ایک ہیں، ایک اس لئے کہ غزوۂ بنی انمار کے متعلق روایات میں صلاۃ خوف کی ادائیگی کا ذکر آتا ہے، لیکن امام بخاریؒ کا یہ استدلال کمزور ہے، ایک تو اس لئے کہ صلاۃ الخوف متعدد بار ادا کی گئی، دونوں غزوات کے اتحاد پر استدلال اس وقت درست ہوتا، جب وہ ایک مرتبہ ادا کی جاتی۔ دوسرا اس وجہ سے کہ ذی قرد اور ذات الرقاع دو مختلف مقامات ہیں، ممکن ہے کہ ذی قرد میں مستقل غزوہ ہوا ہو اور ذات الرقاع کا غزوہ الگ ہو۔

۳۹۰۲ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ ، عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ : يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ، وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ ، وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ ، وُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ ، فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ، ثُمَّ يَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ، وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ، ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلَاءِ إِلَى مَقَامِ أُولٰئِكَ ، فَيَجِيءُ أُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً ، فَلَهُ ثِنْتَانِ ، ثُمَّ يَرْكَعُونَ وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ .

حدثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيٰى ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : مِثْلَهُ .

حدثني مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حازِمٍ ، عَنْ يَحْيٰى : سَمِعَ الْقَاسِمَ : أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ خَوَّاتٍ ، عَنْ سَهْلٍ : حَدَّثَهُ : قَوْلَهُ . [ر : ٣٩٠٠]

ترجمہ

سہل بن ابی حثمہؓ نے یہاں کہا کہ (نماز خوف میں) امام قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوگی، اس عرصہ میں مسلمانوں کی دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی ہوگی، انہیں (دشمن) کی طرف رخ کئے ہوئے، امام اپنے ساتھ والی جماعت کو پہلے ایک رکعت نماز پڑھائے گا، (ایک رکعت پڑھنے کے بعد) یہ جماعت کھڑی ہو جائیگی اور خود (امام کے بغیر) اسی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے کر کے دشمن کے مقابلے پر جا کھڑی ہوگی، جہاں دوسری جماعت پہلے سے موجود تھی، اس کے بعد امام اس دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائے گا، اس طرح امام کی دو رکعت پوری ہو جائیگی اور دوسری جماعت ایک رکوع اور دو سجدے خود کرے گی۔ ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے، ان سے شعبہ نے، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے صالح بن خوات نے، ان سے سہل بن ابی حثمہؓ نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

مجھ سے محمد بن عبیداللہ نے حدیث بیان کیا کہ مجھ سے ابن ابی حازم نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ نے، انہوں نے قاسم سے سنا، انہیں صالح بن خوات نے خبر دی، ان سے سہل بن ابی حثمہؓ نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

٣٩٠٣/٣٩٠٤ : حدثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي سَالِمٌ : أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ ، فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ ، فَصَافَفْنَا لَهُمْ .

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں اطراف نجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوے میں گیا تھا، وہاں ہم دشمن کے آمنے سامنے کھڑے ہوئے اور ان کے مقابلے میں صف بندی کی۔

(٣٩٠٤) : حدثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ ، وَالطَّائِفَةُ

الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ، ثُمَّ ٱنْصَرَفُوا ، فَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ أُولَئِكَ ، فَجَاءَ أُولَئِكَ ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ، ثُمَّ قَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ ، وَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ .
[ر : ۹۰۰]

ترجمہ

حضرت سالم اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کے ساتھ نماز خوف پڑھی اور دوسری جماعت اس عرصہ میں دشمن کے مقابلے میں کھڑی تھی، پھر جب یہ جماعت اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ چلی گئی تو دوسری جماعت آئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی، اس کے بعد آپ نے اس جماعت کے ساتھ سلام پھیرا، آخر اس جماعت نے کھڑے ہوکر اپنی ایک رکعت پوری کی اور پہلی جماعت نے بھی کھڑے ہوکر ایک رکعت پوری کی۔

۳۹۰۵/۳۹۰۶ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي سِنَانٌ وَأَبُو سَلَمَةَ : أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَ : أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ .

حدّثنا إِسْمَاعِيلُ قَالَ : حَدَّثَنِي أَخِي ، عَنْ سُلَيْمَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ ٱلدُّؤَلِيِّ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللّٰهِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُ ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ ، فَنَزَلَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ ، وَنَزَلَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ . قَالَ جَابِرٌ : فَنِمْنَا نَوْمَةً ، ثُمَّ إِذَا رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يَدْعُونَا فَجِئْنَاهُ ، فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (إِنَّ هٰذَا ٱخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا ، فَقَالَ لِي : مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي ؟ قُلْتُ : ٱللّٰهُ ، فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ) . ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ .

ترجمہ

حضرت جابرؓ نے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اطراف نجد میں غزوے کے لئے گئے تھے، پھر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو آپ (جابر) بھی واپس ہوئے۔ قیلولہ کا وقت ایک وادی میں آیا جہاں ''ببول'' کے درخت بہت تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہیں اتر گئے اور صحابہ درختوں کے سائے کے لئے پوری وادی

میں پھیل گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ''ببول'' کے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار اس درخت پر لٹکا دی۔ حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ ابھی تھوڑی ہی دیر ہمیں سوئے ہوئے ہوئی تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پکارا، ہم جب خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے میری تلوار مجھ پر کھینچ لی تھی، میں اس وقت سویا ہوا تھا، میری آنکھ کھلی تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی، اس نے مجھے کہا کہ تجھے میرے ہاتھ سے آج کون بچائے گا؟ میں نے کہا: ''اللہ''۔ اب دیکھو یہ بیٹھا ہوا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر کوئی سزا نہیں دی۔

(٣٩٠٦) : وَقَالَ أَبَانُ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذَاتِ الرِّقَاعِ ، فَإِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ ﷺ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهُ ، فَقَالَ : تَخَافُنِي ؟ قَالَ : (لَا) . قَالَ : فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي ؟ قَالَ : (اللهُ) . فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ ، فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ تَأَخَّرُوا ، وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَكْعَتَيْنِ ، وَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعٌ ، وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ .

وَقَالَ مُسَدَّدٌ ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ : اسْمُ الرَّجُلِ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ ، وَقَاتَلَ فِيهَا مُحَارِبَ خَصَفَةَ .

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِنَخْلٍ ، فَصَلَّى الْخَوْفَ .

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ نَجْدٍ صَلَاةَ الْخَوْفِ ، وَإِنَّمَا جَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَيَّامَ خَيْبَرَ . [ر : ٢٧٥٣]

ترجمہ

حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذات الرقاع میں تھے، پھر ہم ایسی جگہ آئے جہاں بہت گھنے سایہ دار درخت لگے تھے، ایک درخت ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص کر دیا، (تاکہ آپ آرام فرمائیں)، بعد میں مشرکین میں سے ایک شخص آیا، درخت کے ساتھ آپ کی تلوار لٹکی ہوئی تھی، اس نے وہ تلوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھینچ لی اور پوچھا: تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس پر اس نے کہا: آج تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ۔ پھر صحابہ نے اسے ڈانٹا دھمکایا، پھر نماز کی اقامت کہی گئی، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دو رکعت پڑھائی، جب وہ جماعت ہٹ گئی آپ نے

دوسری جماعت کو بھی دو رکعت نماز پڑھائی، اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعت نماز ہوئی، لیکن مقتدیوں کی صرف دو دو رکعت ہوئی۔

مسدد نے بیان کیا کہ ان سے ابوعوانہ نے، ان سے ابوالبشر نے کہ اس شخص کا نام غورث بن حارث تھا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ میں قبیلہ محارب خصفہ سے جنگ کی تھی اور ابوالزبیر نے حضرت جابرؓ کے واسطے سے بیان کیا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام نخل میں تھے، تو آپ نے نماز خوف پڑھی، اور حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز خوف غزوۂ نجد میں پڑھی تھی۔ یہ یاد رہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوہ خیبر کے موقعہ پر حاضر ہوئے تھے۔

٣٠ - باب : غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ ، وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ .

بعض نے ۴ھ میں اور ابن سعد نے ۲ شعبان ۵ھ اور ابن اسحٰق نے ۶ھ میں اس کا وقوع لکھا ہے۔ بنو مصطلق کے رئیس حارث بن ابی ضرار نے مسلمانوں پر حملے کی تیاریاں شروع کیں، آپ کو اطلاع ملی تو حضرت بریدہ بن حسیبؓ کو تحقیق حال کے لئے بھیجا۔ بریدہ نے آکر تصدیق کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنا کر دوشنبہ کو ''مریسیع'' کی طرف روانہ ہوئے، لشکر میں ۷۰۰ صحابہ اور تیس گھوڑے تھے۔ حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما ساتھ ہوئیں، دشمن اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے کہ اچانک ان پر حملہ کیا، شکست کھا کر دس آدمی مارے گئے، دوسو گھرانے قید ہوئے، دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں غنیمت میں آئیں۔ بعد میں چونکہ بنی المصطلق کے رئیس حارث کی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت جویرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آگئیں، اس لئے سب کو آزاد کر دیا، اس سفر سے واپسی پر ''واقعہ افک'' پیش آیا۔

قَالَ ٱبْنُ إِسْحٰقَ : وَذٰلِكَ سَنَةَ سِتٍّ . وَقَالَ مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ : سَنَةَ أَرْبَعٍ .
وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ : كَانَ حَدِيثُ الْإِفْكِ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ .

ترجمہ

اسحٰق نے بیان کیا کہ یہ غزوہ ۶ھ میں ہوا تھا، اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ۴ھ، نعمان بن راشد نے زہری کے واسطہ سے ذکر کیا کہ واقعہ افک ''مریسیع'' میں پیش آیا تھا۔

تشریح

''وقال موسیٰ بن عقبة: سنة أربع'' کے بارے میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ کاتب کی غلطی ہے، اس

لئے کہ موسیٰ بن عقبہ کے ''مغازی'' میں متعدد طرق سے منقول ہے کہ یہ غزوہ ۵ھ میں ہوا۔ حافظ نعمانی فرماتے ہیں کہ یہی قول صحیح ہے، اس لئے کہ حضرت سعد بن معاذ کا اس غزوے میں شریک ہونا بخاری میں مذکور ہے، جب کہ یہ ثابت ہے کہ ان کا انتقال غزوۂ خندق سے فارغ ہوکر غزوۂ بنی قریظہ کے زمانے میں ہوا، اگر اس غزوے کو بنی قریظہ کے ایک سال بعد مانا جائے، (یعنی ۶ھ میں) تو حضرت سعد کی شرکت اس میں کیسے ہوسکتی ہے؟!!!

۳۹۰۷ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّهُ قَالَ : دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ ، فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ ، فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ ، قالَ أَبُو سَعِيدٍ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ ، فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ ، فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ ، وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ ، وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ ، فَقَالَ : (ما عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ، ما مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ) . [ر : ۲۱۱٦]

ترجمہ

ابن محیریز نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو ابوسعید اندر موجود تھے، میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور ''عزل'' کے متعلق ان سے پوچھا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق کے لئے نکلے، اس غزوہ میں ہمیں کچھ عرب قیدی ملے، (جن میں عورتیں تھیں)، پھر اس سفر میں ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور مجرد رہنا ہم پر سخت مشکل ہوا اور ہم نے عزل (جس کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی سے ہمبستری کرے اور جب انزال کا وقت ہو تو آلہ تناسل نکال لے، تاکہ بچہ پیدا نہ ہو) کرنا چاہا، پھر ہم نے سوچا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، آپ سے پوچھے بغیر عزل کرنا مناسب نہ ہوگا۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم عزل نہ بھی کرو کوئی حرج نہیں، قیامت تک جو جان وجود میں آنی ہے آکر رہے گی''۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بچہ کو ہونا ہے وہ تو ہوکر رہے گا، تمہارا عزل کرنا بے سود ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ نے عزل کو پسند نہیں فرمایا۔ آزاد عورت سے عزل بلا اجازت جائز نہیں، مملوکہ باندی سے عزل بلا اجازت جائز ہے، اور اگر باندی منکوحہ ہے، اگر وہ برضا ورغبت اجازت دے تو بطریق اولیٰ جائز ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ

منکوحہ باندی سے اجازت کی ضرورت ہے یا اس کے مولیٰ سے؟ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک باندی کے مولیٰ سے اجازت کی ضرورت ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک منکوحہ باندی سے عزل کرنے میں خود باندی سے اجازت کی ضرورت ہے۔ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیثِ باب میں اشارہ ہے کہ عزل نہ کرنا افضل ہے، اس لئے کہ عزل اس لئے کیا جاتا ہے کہ استقرارِ حمل نہ ہو اور یہ خام خیالی ہے، کیونکہ اللہ نے جس روح کو پیدا کرنا مقدر کیا ہے، اس کو "عزل" نہیں روک سکتا۔

٣٩٠٨ : حدّثنا مَحْمُودٌ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ قالَ : غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ غَزْوَةَ نَجْدٍ ، فَلَمَّا أَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ ، وَهُوَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ ، فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَٱسْتَظَلَّ بِهَا وَعَلَّقَ سَيْفَهُ ، فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّونَ ، وَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ دَعَانَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَجِئْنَا ، فَإِذَا أَعْرَابِيٌّ قاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ : (إِنَّ هٰذَا أَتَانِي وَأَنَا نَائِمٌ ، فَٱخْتَرَطَ سَيْفِي ، فَٱسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قائِمٌ عَلَى رَأْسِي ، مُخْتَرِطٌ صَلْتًا ، قالَ : مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي ؟ قُلْتُ: ٱللهُ ، فَشَامَهُ ثُمَّ قَعَدَ ، فَهُوَ هٰذَا) . قالَ : وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ . [ر : ٢٧٥٣]

ترجمہ

حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ نجد کی طرف گئے تھے، دوپہر کا وقت ہوا تو آپ ایک وادی میں پہنچے، جہاں "ببول" کے درخت بکثرت تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گھنے درخت کے نیچے سایہ کے لئے قیام کیا اور درخت سے تلوار لٹکا دی۔ صحابہ بھی سایہ حاصل کرنے کے لئے منتشر ہو گئے، ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ حضور نے ہمیں پکارا، ہم حاضر ہوئے تو ایک اعرابی آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: یہ شخص میرے پاس آیا تو میں سو رہا تھا، اتنے میں اس نے میری تلوار کھینچ لی اور میں بھی بیدار ہو گیا اور یہ میری ننگی تلوار کھینچتے ہوئے میرے سر پر کھڑا تھا، مجھ سے کہنے لگا: آج مجھ سے تجھے کون بچائے گا، میں نے کہا کہ "اللہ"، وہ شخص اس ایک لفظ سے اتنا مرعوب ہوا کہ تلوار کو نیام میں رکھ کر بیٹھ گیا اور دیکھ لو یہ بیٹھا ہوا ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی سزا نہیں دی۔

٣١ - باب : غَزْوَةُ أَنْمَارٍ .

٣٩٠٩ : حدّثنا آدَمُ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي ذِئْبٍ : حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ سُرَاقَةَ ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ الْأَنْصَارِيِّ قالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ أَنْمَارٍ ، يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ ، مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ ، مُتَطَوِّعًا . [ر : ٣٩١]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ انمار میں دیکھا کہ آپ اپنی سواری پر نفل نماز مشرق کی طرف رخ کر کے پڑھ رہے تھے۔

تشریح

احتمال ہے کہ غزوۂ بنی انمار اور غزوۂ محارب وثعلبہ ایک ہی غزوہ ہو، انمار کا الگ کوئی ذکر نہیں ملا۔ بنی انمار کا علاقہ بنی ثعلبہ کے ہی قریب ہے۔ حافظ عسقلانیؒ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس غزوہ کا محل غزوۂ بنی المصطلق سے پہلے ہے۔ ''واقعہ افک'' کا تعلق غزوۂ بنی المصطلق سے ہے، نہ کہ غزوۂ انمار سے۔

٣٢ - باب : حَدِيثِ الْإِفْكِ .

وَالْإِفْكُ وَالْأَفَكُ ، بِمَنْزِلَةِ النِّجْسِ وَالنَّجَسِ ، يُقَالُ : «إِفْكُهُمْ» /الصافات : ١٥١/ و / الأحقاف : ٢٨/ . وَأَفَكَهُم ، فَمَنْ قالَ : أَفَكَهُمْ ، يَقُولُ : صَرَفَهُمْ عَنِ الإِيمَانِ وَكَذَّبَهُمْ ، كَمَا قَالَ : «يُؤْفَكُ عنه مَنْ أُفِكَ» / الذاريات : ٩/ : يُصْرَفُ عَنْهُ مَنْ صُرِفَ .

واقعہ افک کا بیان

الإفك والأفك إلخ

یعنی: لفظِ ''إفك'' ہمزہ کے کسرہ اور فاء کے سکون کے ساتھ بھی ہے اور ہمزہ اور فاء کے فتحہ کے ساتھ بھی، جس طرح ''نِجسٌ'' اور ''نَجَسٌ''۔

''إفكهم'' سے امام بخاریؒ نے مشہور لغت کی طرف اشارہ کیا کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ ﴿بل ضلوا عنهم وذلك إفكهم وما كانوا يفترون﴾ میں مشہور قرأت بکسر الہمزۃ وسکون الفاء ہی ہے، البتہ اس میں ''أَفَكَهم'' مجرد سے ماضی کا صیغہ، اور ''أفّكهم'' باب تفعیل سے ماضی کا صیغہ بھی مستعمل ہے، لیکن یہ دونوں قرائتیں شاذ ہیں۔ ''افک'' پھیرنے کے معنی میں ہے، جیسے کہتے ہیں: ان کو ایمان سے پھیر دیا اور ان کو غلط خبر دی۔ ''يوفك عنه من أفك'' مطلب یہ ہے کہ اس قرآن سے وہی پھیرے جاتے ہیں، جو ازل ہی میں پھیرے گئے، یعنی: ازلی محروم ہی قرآن سے باز رہتے ہیں۔

۳۹۱۰ : حدّثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ ، وَعُبَيْدُ ٱللهِ ٱبْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، حِينَ قالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ ما قالُوا ، وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيثِهَا ، وَبَعْضُهُمْ كانَ أَوْعَى لِحَدِيثِهَا مِنْ بَعْضٍ ، وَأَثْبَتَ لَهُ ٱقْتِصَاصًا ، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمُ الحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عائِشَةَ ، وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا ، وَإِنْ كانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ . قالُوا : قالَتْ عائِشَةُ : كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَعَهُ ، قالَتْ عائِشَةُ : فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي ، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بَعْدَ ما أُنْزِلَ ٱلْحِجَابُ ، فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ فِيهِ ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ ، وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قافِلِينَ ، آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ ، فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ ، فَمَشَيْتُ حَتَّى جاوَزْتُ الجَيْشَ ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي ، فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ ٱنْقَطَعَ ، فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ٱبْتِغَاؤُهُ ، قالَتْ : وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كانُوا يَرْحَلُونَ لِي ، فَٱحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ ، وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ ، وَكانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُهَبَّلْنَ ، وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ ، إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ ، فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَحَمَلُوهُ ، وَكُنْتُ جارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ ، فَبَعَثُوا الجَمَلَ فَسَارُوا ، وَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ ما ٱسْتَمَرَّ الجَيْشُ ، فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ ، فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونَنِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ ، وَكانَ صَفْوانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ ٱلذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الجَيْشِ ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي ، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي ، وَكانَ رَآنِي قَبْلَ ٱلْحِجَابِ ، فَٱسْتَيْقَظْتُ بِٱسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي ، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي ، وَوَٱللهِ ما تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ ، وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ ٱسْتِرْجَاعِهِ ، وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ، فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا ، فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا ، فَٱنْطَلَقَ يَقُودُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الجَيْشَ مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ وَهُمْ نُزُولٌ ، قالَتْ : فَهَلَكَ فِيَّ مَنْ هَلَكَ ، وَكانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَ الْإِفْكِ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أُبَيٍّ ٱبْنُ سَلُولَ . قالَ عُرْوَةُ : أُخْبِرْتُ أَنَّهُ كانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ ، فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيهِ . وَقالَ عُرْوَةُ أَيْضًا : لَمْ يُسَمَّ مِنْ أَهْلِ الْإِفْكِ

أَيْضًا إِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ ، وَمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ ، وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ ، فِي نَاسٍ آخَرِينَ لَا عِلْمَ لِي بِهِمْ ، غَيْرَ أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ ، كَمَا قَالَ ٱللّٰهُ تَعَالَى ، وَإِنَّ كُبْرَ ذٰلِكَ يُقَالُ لَهُ : عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ٱبْنُ سَلُولَ .

قَالَ عُرْوَةُ : كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ ، وَتَقُولُ : إِنَّهُ الَّذِي قَالَ :

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

قَالَتْ عائِشَةُ : فَقَدِمْنَا المَدِينَةَ ، فَٱشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا ، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الإِفْكِ ، لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ ، وَهُوَ يُرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ ٱللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي ، إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ ، ثُمَّ يَقُولُ : (كَيْفَ تِيكُمْ) . ثُمَّ يَنْصَرِفُ ، فَذٰلِكَ يَرِيبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ ، حَتَّى خَرَجْتُ حِينَ نَقَهْتُ ، فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ المَنَاصِعِ ، وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا ، وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلاً إِلَى لَيْلٍ ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا ، قَالَتْ : وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ ، وَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا ، قَالَتْ : فَٱنْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ ، وَهِيَ ٱبْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عامِرٍ خالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ، وَٱبْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ ، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا ، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ : تَعِسَ مِسْطَحٌ ، فَقُلْتُ لَهَا : بِئْسَ ما قُلْتِ ، أَتَسُبِّينَ رَجُلاً شَهِدَ بَدْرًا ؟ فَقَالَتْ : أَيْ هَنْتَاهْ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ ؟ قَالَتْ : وَقُلْتُ : وَمَا قَالَ ؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ ، قَالَتْ : فَٱزْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي ، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ ، ثُمَّ قَالَ : (كَيْفَ تِيكُمْ) . فَقُلْتُ لَهُ : أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ ؟ قَالَتْ : وَأُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا ، قَالَتْ : فَأَذِنَ لِي رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ ، فَقُلْتُ لِأُمِّي : يَا أُمَّتَاهُ ، ماذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ ؟ قالَتْ : يَا بُنَيَّةُ ، هَوِّنِي عَلَيْكِ ، فَوَٱللّٰهِ لَقَلَّمَا كانَتِ ٱمْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا ، لَهَا ضَرَائِرُ ، إِلَّا أَكْثَرْنَ عَلَيْهَا . قالَتْ : فَقُلْتُ : سُبْحَانَ ٱللّٰهِ ، أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا ؟ قالَتْ : فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ، ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي ، قالَتْ : وَدَعَا رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ، حِينَ ٱسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ ، يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ ، قالَتْ : فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ ، وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ ، فَقَالَ أُسَامَةُ :

أَهْلُكَ ، وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا . وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، لَمْ يُضَيِّقِ ٱللّٰهُ عَلَيْكَ ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ ، وَسَلِ الجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ . قَالَتْ : فَدَعَا رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ بَرِيرَةَ ، فَقَالَ : (أَيْ بَرِيرَةُ ، هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ) . قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ : وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ، مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ ، تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا ، فَتَأْتِي ٱلدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ ، قَالَتْ : فَقَامَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ فَٱسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَقَالَ : (يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ ، مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي ، وَٱللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا ، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا ، وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي) . قَالَتْ : فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ : أَنَا يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ أَعْذِرُكَ ، فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الخَزْرَجِ ، أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ . قَالَتْ : فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الخَزْرَجِ ، وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ ، وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ، وَهُوَ سَيِّدُ الخَزْرَجِ ، قَالَتْ : وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا ، وَلٰكِنِ ٱحْتَمَلَتْهُ الحَمِيَّةُ ، فَقَالَ لِسَعْدٍ : كَذَبْتَ لَعَمْرُ ٱللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ ، وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ ، وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ يُقْتَلَ . فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ ، وَهُوَ ٱبْنُ عَمِّ سَعْدٍ ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ : كَذَبْتَ لَعَمْرُ ٱللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ . قَالَتْ : فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالخَزْرَجُ ، حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا ، وَرَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ ، قَالَتْ : فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ ، حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ ، قَالَتْ : فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذٰلِكَ كُلَّهُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ، قَالَتْ : وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي ، وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا ، لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ، حَتَّى إِنِّي لَأَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي ، فَبَيْنَا أَبَوَايَ جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي ، فَٱسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ ٱمْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا ، فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي ، قَالَتْ : فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ دَخَلَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ ، قَالَتْ : وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا ، وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحٰى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ ، قَالَتْ : فَتَشَهَّدَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ حِينَ جَلَسَ ، ثُمَّ قَالَ : (أَمَّا بَعْدُ ، يَا عَائِشَةُ ، إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا ، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً ، فَسَيُبَرِّئُكِ ٱللّٰهُ ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ ، فَٱسْتَغْفِرِي ٱللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا ٱعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ ، تَابَ ٱللّٰهُ عَلَيْهِ) . قَالَتْ : فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً ،

فَقُلْتُ لِأَبِي : أَجِبْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِّي فِيما قالَ ، فَقَالَ أَبِي : وَٱللهِ ما أَدْرِي ما أَقُولُ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقُلْتُ لِأُمِّي : أَجِيبِي رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فِيما قالَ ، قالَتْ أُمِّي : وَٱللهِ ما أَدْرِي ما أَقُولُ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقُلْتُ ، وَأَنَا جارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ كَثِيرًا : إِنِّي وَٱللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ : لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الحَدِيثَ حَتَّى ٱسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ ، فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ : إِنِّي بَرِيئَةٌ ، لَا تُصَدِّقُونَنِي ، وَلَئِنِ ٱعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ ، وَٱللهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ ، لَتُصَدِّقُنِّي ، فَوَٱللهِ لَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلاً إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قالَ : «فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَٱللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى ما تَصِفُونَ» . ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَٱضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي ، وَٱللهُ يَعْلَمُ أَنِّي حِينَئِذٍ بَرِيئَةٌ ، وَأَنَّ ٱللهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي ، وَلٰكِنْ وَٱللهِ ما كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ ٱللهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى ، لَشَأْنِي فِي نَفْسِي كانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ ٱللهُ فِيَّ بِأَمْرٍ ، وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي ٱللهُ بِهَا ، فَوَٱللهِ ما رَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَجْلِسَهُ ، وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ ، حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ ، فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ الجُمَانِ ، وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ ، مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ ، قالَتْ : فَسُرِّيَ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ ، فَكانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قالَ : (يَا عائِشَةُ ، أَمَّا ٱللهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ) . قالَتْ : فَقَالَتْ لِي أُمِّي : قُومِي إِلَيْهِ ، فَقُلْتُ : وَٱللهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ ، فَإِنِّي لَا أَحْمَدُ إِلَّا ٱللهَ عَزَّ وَجَلَّ ، قالَتْ : وَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعالَى : «إِنَّ الَّذِينَ جاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ» . الْعَشْرَ الآيَاتِ ، ثُمَّ أَنْزَلَ ٱللهُ هٰذَا فِي بَرَاءَتِي ، قالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ، وَكانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ : وَٱللهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا ، بَعْدَ الَّذِي قالَ لِعَائِشَةَ ما قالَ . فَأَنْزَلَ ٱللهُ : «وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ – إِلَى قَوْلِهِ – غَفُورٌ رَحِيمٌ» . قالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ : بَلَى وَٱللهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ ٱللهُ لِي ، فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ ، وَقَالَ : وَٱللهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا ، قالَتْ عائِشَةُ : وَكانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي ، فَقَالَ لِزَيْنَبَ : (مَاذَا عَلِمْتِ ، أَوْ رَأَيْتِ) . فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ ٱللهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي ، وَٱللهِ ما عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا ، قالَتْ عائِشَةُ : وَهِيَ الَّتِي كانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَصَمَهَا ٱللهُ بِالْوَرَعِ . قالَتْ : وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا ، فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ .

قالَ ٱبْنُ شِهَابٍ : فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ .

ثُمَّ قالَ عُرْوَةُ : قالَتْ عائِشَةُ : وَٱللهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ ما قِيلَ لَيَقُولُ : سُبْحَانَ ٱللهِ ،

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ما كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ ، قالَتْ : ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي سَبِيلِ اللهِ .
[ر : ٢٤٥٣]

ترجمہ

ابن شہاب زہریؒ نے بیان کیا کہ ان سے عروۃ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ بن وقاص اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے حدیث بیان کی اوران سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے کہ جب اہل افک نے ان کے متعلق وہ سب کچھ کہا جوانہیں کہنا تھا۔ابن شہاب نے بیان کیا کہ تمام حضرات نے مجھ سے حضرت عائشہؓ کی حدیث کا ایک ایک حصہ بیان کیا، یہ بھی تھا کہ ان میں سے بعض کوان کی حدیث صحیح طریقہ پر محفوظ تھی اور واقعہ کا بیان بھی وہ بہت اچھا کرتے تھے، بہرحال میں نے یہ حدیث ان تمام حضرات سے محفوظ کی، جنہوں نے حضرت عائشہؓ کے واسطہ سے مجھ سے بیان کی تھی، اگرچہ بعض حضرات کو دوسرے حضرات کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقہ پر محفوظ تھی، پھر بھی ان میں سے باہم ایک کی حدیث دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتی ہے، ان حضرات نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے دوران قرعہ اندازی کرتے تھے، جس کا نام قرعہ میں نکلتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ساتھ لے جاتے تھے، چنانچہ ایک غزوہ کے موقعہ پر جب آپ نے قرعہ ڈالا جس میں میرا نام نکلا، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں نکلی، نزول حجاب کے بعد کا یہ واقعہ ہے، میں ہودج سمیت اٹھائی جاتی اور ہودج میں بیٹھے ہوئے اتاری جاتی تھی، ہم روانہ ہوئے، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہوکر لوٹے، واپسی میں ہم لوگ مدینہ کے قریب تھے (کہ قافلہ نے پڑاؤ ڈالا تھا)، آخر شب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی کا اعلان کیا، (آپ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو جائیں، قافلہ روانہ ہونے والا ہے)، اعلان سن کر میں اٹھی اور قضاء حاجت کے لئے چلی گئی، یہاں تک کہ میں لشکر سے تجاوز کر گئی (اور کافی دور نکل گئی)، چنانچہ جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوئی اور اپنی سواری کے پاس آئی تو میں نے اپنے سینے کو ہاتھ لگایا، تو دیکھا میرا ہار گر گیا ہے جو شہر ''ظفار'' کے مونگوں سے بنا تھا، میں اپنے ہار کی تلاش کے لئے واپس گئی، اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا (اور مجھ کو دیر ہوگئی)، ادھر جو لوگ جو مجھے سوار کیا کرتے تھے، انہوں نے میرے ہودج کو اٹھایا اور سواری کے اونٹ پر رکھ دیا، وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں ہودج کے اندر موجود ہوں، چونکہ عورتیں اس زمانے میں دبلی پتلی ہوا کرتیں تھیں، موٹی بھاری نہیں ہوتیں تھیں، نہ ہی ان پر زیادہ گوشت چڑھا ہوتا تھا، لوگوں کو اس کے ہلکے پن میں اجنبیت کا اندازہ نہیں ہوا۔ نیز اس وقت میں کم عمر بھی تھی، پس انہوں نے اونٹ کو ہانکا اور روانہ ہوگئے، میں نے اپنا ہار

ان کی روانگی کے بعد پالیا، پڑاؤ کی جگہ پر جب آئی تو وہاں کوئی داعی تھا نہ مجیب (سب لوگ چلے گئے تھے)، میں نے اس خیال سے اپنی پرانی منزل میں ہی بیٹھنے کا ارادہ کیا کہ وہ لوگ جب مجھے نہیں پائیں گے، تو تلاش کے لئے یہاں لوٹیں گے، (اگر میں ادھر ادھر چلی گئی تو تلاش میں مشقت ہوگی)، میں اپنی جگہ پر بیٹھی تھی کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سوگئی، حضرت صفوان بن المعطل سلمی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے، (تاکہ لشکر سے اگر کوئی چیز رہ جائے تو وہ لائیں)، وہ صبح کے وقت میری جگہ کے پاس پہنچے، انہوں نے ایک سوئے ہوئے انسان کی پرچھائیاں دیکھیں، جب انہوں نے قریب آکر مجھے دیکھا تو پہچان لیا، کیونکہ پردہ نازل ہونے سے قبل وہ مجھے دیکھ چکے تھے، میں ان کے ''استرجاع'' (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھنے سے بیدار ہوگئی، میں نے اپنا چہرہ اپنی چادر میں ڈھانپ لیا اور خدا کی قسم! ہم نے کوئی ایک بات بھی نہیں کی اور نہ ہی ان کے استرجاع کے علاوہ کوئی کلمہ میں نے ان سے سنا، وہ سواری سے اترے اور اپنی سواری کو بٹھایا اور اس کی اگلی ٹانگ کو دبایا، (تاکہ مجھے سوار ہونے میں آسانی ہو)، میں اٹھ کر سوار ہوگئی، چنانچہ وہ سواری کو آگے سے کھینچتے ہوئے روانہ ہوئے، حتی کہ ہم سڑکتی دوپہر میں لشکر کے پاس آئے اور لشکر نے پڑاؤ کیا ہوا تھا، پس میرے متعلق جس کو ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا اور جس شخص نے تہمت میں بڑا حصہ لیا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول تہمت کی اشاعت کرتا تھا، اس کے پاس تہمت کی گفتگو ہوتی تھی، وہ اس کی تصدیق کرتا تھا، اس کو سنتا اور بڑھا چڑھا کر پیش کرتا، نیز تہمت لگانے والے دوسرے لوگوں میں صرف حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کا نام لیا گیا، (باقی حضرات کا مجھے علم نہیں کہ کون لوگ اس میں شامل تھے)، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ایک جماعت تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إن الذين جاؤا بالإفك عصبة منكم﴾ ''بے شک جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے''۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ان کے سامنے حضرت حسان کو برا بھلا کہا جائے، فرماتی تھی کہ حسان نے ہی تو شعر کہا۔

فإن أبي ووالده وعرضي لعرض محمد منكم وفاء

''میرا باپ اور میرے باپ کی والد اور میری عزت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی خاطر تمہارے سامنے ڈھال بنی رہی گی''۔

حضرت عائشہؓ فرماتیں ہیں: پھر ہم مدینہ آئے، مدینہ پہنچنے کے بعد میں ایک ماہ بیمار رہی، لوگوں نے اصحاب افک کے قول کو موضوع سخن بنالیا تھا، تاہم مجھے اس سلسلہ میں کوئی علم نہیں تھا، البتہ بیماری کے دوران یہ بات مجھے شک

میں ڈالتی تھی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ لطف وکرم اپنے ساتھ نہیں دیکھتی تھی جو بیماری کے وقت سے پہلے دیکھا کرتی تھی، صرف اتنا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے، معلوم کرتے اور پوچھ لیتے کہ کیا حال ہے اور پھر واپس تشریف لے جاتے، پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے مجھے قدرے شک ہوا، لیکن شر کا مجھے کوئی علم نہیں تھا، جب میں کچھ صحت مند ہوئی تو اس وقت میں ام مسطح کے ساتھ ''مناصع'' کی طرف نکلی، وہ ہمارے قضاء حاجت کی جگہ تھی اور ہم قضاء حاجت کے لئے صرف رات کو نکلتے تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب گھروں کے قریب بیت الخلاء بنانے کا رواج نہیں تھا، ہمارا دستور عرب اول کا دستور تھا جو قضاء حاجت کے لئے صحرا میں جاتے تھے، گھروں کے پاس بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف ہوتی تھی، چنانچہ میں اور ام مسطح نکلی، ام مسطح ابورہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھی اور ان کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خالہ ہیں اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب ام سطح کے بیٹے ہیں، چنانچہ ہم دونوں قضاء حاجت سے فارغ ہو کر گھر کی طرف آرہی تھیں کہ ام مسطح اپنی بڑی چادر میں الجھ کر گر پڑیں تو بولیں'' تعس مسطح'' مسطح ہلاک ہو، میں نے ام مسطح سے کہا کہ تم نے بہت برا جملہ کہا ہے، کیا تم ایسے آدمی کو برا بھلا کہہ رہی ہو جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا تھا، اس پر وہ بولی: اے بھولی! تمہیں نہیں پتہ کہ مسطح کیا کہتا پھرتا ہے، میں نے پوچھا، وہ کیا کہتا ہے، تب انہوں نے تہمت لگانے والی بات مجھ سے بیان کی جس سے میرا مرض اور بڑھ گیا، جب میں گھر لوٹ آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور سلام کرنے کے بعد فرمایا کہ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ میں نے آپ سے عرض کیا: کیا آپ مجھے میرے والدین کے گھر جانے کی اجازت دیں گے؟ میرا مقصد یہ تھا کہ ان سے اس معاملہ کی تحقیق کروں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دیدی، تو میں نے اپنی والدہ سے پوچھا، اماں جی! یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں، انہوں نے کہا: بیٹی پریشان نہ ہو، بخدا بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی خوبصورت عورت ہو جو ایسے مرد کے پاس ہو جو اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، پھر بھی اس پر عیب نہ لگتے ہوں۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا واقعی لوگ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں، چنانچہ میں اس رات صبح تک روتی رہی، پوری رات نہ میرے آنسو تھمے، نہ مجھے نیند آئی، دوسری طرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن طالب اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا، اس وقت تک وحی رکی رہی (چونکہ یہ دونوں گھر کے آدمی تھے)، اس لئے آپ نے ان سے پوچھا اور اپنی بیوی سے جدائی (طلاق) کے متعلق ان سے مشورہ لیا، اسامہ بن زیدؓ نے تو ان کو ان کی اہلیہ کی پاکدامنی کے متعلق اور اپنے علم کے مطابق اور اہل بیت کے بارے میں وہ جو کچھ جانتے تھے اسی کے موافق مشورہ دیا، چنانچہ انہوں نے کہا: آپ کی اہلیہ کے متعلق ہم صرف خیر ہی جانتے ہیں، البتہ حضرت علیؓ نے آپ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا: یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ

نے آپ پر کچھ تنگی نہیں فرمائی، (اگر افواہوں کی وجہ سے حضرت عائشہ کی طرف سے تکدر طبعی ہو گیا ہو) تو عورتیں اور بہت ہیں اور آپ کا یہ تکدر اس طرح بھی رفع ہو سکتا ہے کہ باندی (حضرت بریرہؓ جو حضرت عائشہؓ کے پاس رہتی ہیں، وہ ان کی حالت جانتیں ہیں) سے آپ پوچھ لیں، وہ آپ کو صحیح صحیح بات بتلا دیں گی، چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا: بریرہ! (عائشہ سے) کوئی چیز ایسی تو نہیں دیکھی ہے جس نے تجھے شک میں ڈالا ہو؟ حضرت بریرہ نے جواب دیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، میں نے کبھی کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو معیوب ہو، بس اتنی سی بات دیکھی ہے کہ وہ کمسن بچی ہے، اپنے گھر کے آٹے کو کھلا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر وہ آٹا کھا جاتی ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن عبداللہ بن ابی کے خلاف مدد طلب کرتے ہوئے برسر منبر خطاب فرمایا! یا معشر المسلمین! کون ہے جو اس شخص کے مقابلہ میں میری مدد کرے جس کی جانب سے مجھے میرے اہل خانہ کے متعلق تکلیف پہنچی ہے؟ خدا کی قسم! میں اپنے اہل کے بارے میں صرف خیر کو جانتا ہوں اور ان لوگوں نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق میں خیر اور نیکی کا علم رکھتا ہوں، اور وہ تو میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہوتے، مگر میرے ساتھ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب سن کر حضرت سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی مدد کروں گا، اگر اس شخص کا تعلق قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا، اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں سے تعلق رکھتا ہے تو آپ جو حکم فرمائیں گے ہم آپ کا حکم بجا لائیں گے، اس پر قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے، حضرت حسان کی والدہ ان کی چچا زاد بہن لگتی تھیں اور چونکہ حضرت حسان اس تہمت میں شریک تھے، اس لئے حضرت سعد بن عبادہؓ سمجھے کہ سعد بن معاذؓ نے ہم پر تعریض کی ہے، وہ اس وقت نیک آدمی تھے، لیکن اس وقت خاندانی اہمیت ان پر غالب آ گئی، چنانچہ انہوں نے حضرت سعد بن معاذ سے کہا: تم نے غلط کہا، بخدا نہ تم اس کو قتل کر سکتے ہو، نہ اس کے قتل پر قدرت رکھ سکتے ہو، اگر وہ تہمت لگانے والا تمہارے قبیلہ سے ہوتا تو تم اس کا قتل ہرگز نہ چاہتے، لیکن چونکہ اس کا تعلق ہمارے قبیلہ سے ہے، اس لئے تم اس کے قتل کی بات کر رہے ہو، اتنے میں حضرت سعد بن معاذؓ کے چچا زاد بھائی حضرت اسید بن حضیر کھڑے ہوئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے کہا کہ غلط بات تو تم نے کی ہے، بخدا ہم اس کو ضرور قتل کریں گے، تو منافق ہے، تب ہی تو منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے، اس تو تکرار کی وجہ سے اوس اور خزرج کے قبیلے بھڑک اٹھے، حتی کے اوس نے لڑنے کا ارادہ کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے انہیں خاموش کراتے رہے، حتی کہ سب خاموش ہو گئے اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ فرماتیں ہیں کہ میں اس روز بھی روتی رہی، اس عرصہ میں نہ میرے آنسو بند ہوئے نہ مجھے نیند

آئی، ایسا لگتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا، میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی، اتنے میں ایک انصاری خاتون نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، میں نے انہیں اجازت دیدی، وہ بھی میرے پاس آ کر رونے لگی، ہم اس حال میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی اس وقت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے، ایک ماہ تک میرے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی، آپ نے تشریف فرما ہونے کے بعد کلمہ پڑھا، پھر فرمایا: اما بعد! عائشہ آپ کے بارے میں مجھے یہ بات پہنچی ہے، اگر تم بَری ہو تو اللہ پاک ضرور تمہیں بری کر دیں گے، اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے تو اللہ پاک سے توبہ استغفار کرو، کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں، جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات پوری کی تو میرے آنسو ایسے خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا، چنانچہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا جواب دیجئے، انہوں نے فرمایا: بخدا! میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوں، پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا، آپ جواب دیجئے، انہوں نے بھی معذرت کرتے ہوئے کہا: میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوں، اب مجبوراً مجھے خود عرض کرنا پڑا، اس وقت میں کم سن لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا، میں نے کہا: بخدا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ لوگوں نے یہ خبر سنی، یہاں تک کہ وہ آپ کے دلوں میں بیٹھ گئی اور آپ نے اس کی ایک حد تک تصدیق بھی کر دی، اب اگر میں آپ سے کہوں کہ میں بری ہوں، تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس تہمت کا اعتراف کروں، جس سے میرا بری ہونا اللہ کو خوب معلوم ہے، تو آپ لوگ کہیں گے کہ اس نے صحیح بات کہہ دی، واللہ! اب میں اپنے اور آپ کے معاملہ کی مثال بجز اس کے نہیں پائی جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی غلط بات سن کر فرمائی: "فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون" اب میں صبر جمیل اختیار کرتی ہوں اور جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں، اس سلسلہ میں اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔ یہ کہہ کر میں گئی اور اپنے بستر پر لیٹ گئی اور مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کو میری برأت کا علم ہے، وہ میری برأت فرمائیں گے، لیکن خدا کی قسم! یہ بات تو میرے وہم و گمان میں نہ تھی کہ اللہ جل شانہ میرے بارے میں وحی متلو نازل فرمائیں گے، کیونکہ میں اپنے آپ کو اس سے کم تر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں خود کلام فرمائیں، ہاں! مجھے یہ امید ضرور تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے بارے میں کوئی خواب دیکھیں گے، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برأت کریں گے، پس خدا کی قسم! رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی اس مجلس سے نہیں اٹھے تھے اور نہ ہی گھر والوں میں کوئی اٹھا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی، چنانچہ آپ کو اس شدت نے پکڑ لیا جو نزول وحی کے وقت طاری

ہوتی تھی، یہاں تک کہ آپ کی پیشانی مبارک سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے گرنے لگے، حالانکہ دن سردی کا تھا، یہ اس کلام وحی کے ثقل کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل کیا گیا۔

صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے، چنانچہ سب سے پہلا کلمہ جو آپ نے فرمایا وہ یہ تھا: عائشہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل کر دی، پس میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی ہو جاؤ (تعظیم کے طور پر)۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! میں نہیں کھڑی ہوں گی، میں صرف اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر بجالاؤں گی، (کہ اس نے میری برأت کا اعلان فرما دیا)، اللہ جل شانہ نے ﴿إن الذين جاؤا بالإفك عصبة منكم﴾ الآية میں دس آیات میری برأت میں نازل فرمائیں، جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت کا اعلان ان آیات میں کر دیا، تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا اور وہ حضرت مسطح بن اثاثہ پر قرابت اور ان کی غربت کی وجہ سے خرچ کرتے تھے، کہ بخدا میں آئندہ مسطح پر کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا کہ اس نے بھی عائشہ پر تہمت لگائی ہے، اس پر قرآن کریم کی آیت ﴿ولا يأتل أولوا الفضل منكم..........غفور رحيم﴾ تک نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے کہا: کیوں نہیں! میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دیں، چنانچہ آپ حضرت مسطح کو ان کا خرچ دوبارہ دینے لگے اور کہنے لگے: واللہ ان کا یہ نفقہ میں کبھی بند نہ کروں گا۔

حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے معاملہ میں حضرت زینب بنت جحش سے بھی دریافت کیا تھا کہ عائشہ کے متعلق تم کیا جانتی ہو، تو ام المؤمنین زینب نے کہا تھا کہ "أحمي سمعي وبصري، والله ما علمت إلا خيرا" یعنی: میں اپنے کانوں کو ایسی فضول باتیں سننے سے اور اپنی نگاہ کو ایسی ناپسندیدہ مناظر سے محفوظ رکھتی ہوں۔ خدا کی قسم! مجھے عائشہ کے بارے میں کوئی بات سوائے بھلائی کے معلوم نہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات میں سے صرف ایک زینب ہی ایسی تھیں جو میرا مقابلہ (حسن وجمال عقل وذکاوت) میں کرتی تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ورع اور تقوی کی وجہ سے ان کی حفاظت فرمائی اور ان کی بہن حمنہ بنت جحش ان کی جانب سے لڑنے لگی، (تاکہ میرا رتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گھٹ جائے اور ان کی بہن کا رتبہ بڑھ جائے)، چنانچہ ہلاک ہونے والوں میں وہ بھی ہلاک ہوئی۔

۳۹۱۱ : حَدَّثَنِي عَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ : أَمْلَى عَلَيَّ هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ مِنْ حِفْظِهِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : قَالَ لِي الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ : أَبَلَغَكَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ ؟ قُلْتُ : لَا ، وَلٰكِنْ قَدْ أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِكَ ، أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو بَكْرِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ : أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُمَا : كَانَ عَلِيٌّ مُسَلِّمًا فِي شَأْنِهَا .

فَرَاجَعُوهُ فَلَمْ يَرْجِعْ . وقالَ : مُسَلِّمًا ، بِلَا شَكٍّ فِيهِ وَعَلَيْهِ ، كانَ فِي أَصْلِ الْعَتِيقِ كَذٰلِكَ .

ترجمہ

زہری کی روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی؟ میں نے کہا: نہیں، البتہ آپ کی قوم کے دو صاحب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابوبکر بن بن عبدالرحمٰن بن حارث نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ نے ان سے فرمایا کہ حضرت علی ان کے معاملہ میں غیر جانبدار تھے۔

پھر شاگردوں نے ہشام بن یوسف سے اس کی مزید تحقیق کرنی چاہی تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور انہوں نے بلاکسی شک کے لفظ "مسلِّماً" (غیر جانبدار) بیان کیا اور لفظ "علیہ" کا بھی اضافہ انہوں نے کیا۔

تشریح

"مسلِّما" بکسر اللام المشددة، معنی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تہمت لگانے والوں کا انکار ورد نہیں کیا۔ "بفتح اللام" کی صورت میں معنی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں بالکل محفوظ تھے، تہمت لگانے والوں میں شریک نہیں ہوئے۔ ایک اور روایت میں "مسیئا" ہے جس کے معنی خطا کار، یعنی: انہوں نے تہمت لگانے والوں کی تردید نہیں کی جس طرح حضرت اسامہ نے صفائی کے ساتھ کہا تھا کہ آپ کی اہلیہ کے بارے میں ہم تو خیر و نیکی کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر چونکہ آپ کے حزن و ملال پر تھی، تو فرمایا کہ عورتیں تو بہت ہیں کوئی کمی نہیں۔

۳۹۱۲ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قالَ : حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قالَ : حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُومانَ ، وَهْيَ أُمُّ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا ، قالَتْ : بَيْنَا أَنَا قاعِدَةٌ أَنَا وَعائِشَةُ ، إِذْ وَلَجَتْ ٱمْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصارِ فَقالَتْ : فَعَلَ ٱللّٰهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ ، فَقالَتْ أُمُّ رُومانَ : وَما ذَاكَ ؟ قَالَتْ : ٱبْنِي فِيمَنْ حَدَّثَ الحَدِيثَ ، قالَتْ : وَما ذَاكَ ؟ قالَتْ : كَذَا وَكَذَا ، قالَتْ عائِشَةُ : سَمِعَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ ؟ قالَتْ : نَعَمْ ، قالَتْ : وَأَبُو بَكْرٍ ؟ قالَتْ : نَعَمْ ، فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا ، فَمَا أَفاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ ، فَطَرَحْتُ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا فَغَطَّيْتُهَا ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقالَ : (مَا شَأْنُ هٰذِهِ) . قُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ أَخَذَتْهَا الحُمَّى بِنَافِضٍ ، قَالَ :

(فَلَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تُحُدِّثَ بِهِ) . قالَتْ : نَعَمْ ، فَقَعَدَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ : وَٱللهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُونَنِي ، وَلَئِنْ قُلْتُ لَا تَعْذِرُونَنِي ، مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوبَ وَبَنِيهِ : «وَٱللهُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَى ما تَصِفُونَ» . قالَتْ : وَٱنْصَرَفَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ عُذْرَهَا ، قالَتْ : بِحَمْدِ ٱللهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ وَلَا بِحَمْدِكَ . [ر : ٢٤٥٣]

ترجمہ

مسروق بن اجدع کی روایت ہے کہ مجھ سے ام رومان نے حدیث بیان کی، آپ حضرت عائشہؓ کی والدہ ہیں، آپ نے بیان کیا کہ میں اور حضرت عائشہؓ بیٹھی ہوئی تھیں کہ انصار کی ایک خاتون آئیں اور کہنے لگی: اللہ نے فلاں اور فلاں کا برا کیا، (اشارہ تہمت لگانے والوں کی طرف تھا)۔ام رومان نے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا بھی ان کے ساتھ شریک ہوگیا، جنہوں نے اس طرح کی بات کی ہے۔ام رومان نے کہا کہ کیا بات ہے؟ اس پر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں نقل کی۔حضرت عائشہ نے پوچھا: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ باتیں سنی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، انہوں نے بھی۔ یہ سن کر وہ غش کھا کر گر گئیں اور جب ہوش آیا تو سردی کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا، میں نے ان کے کپڑے ان پر ڈال دیئے اور اچھی طرح ڈھک دیا۔اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ انہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ بخار چڑھ گیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غالباً یہ اس بات کی وجہ سے ہوا ہوگا، جس کا چرچا ہو رہا ہے۔ام رومان نے کہا کہ جی ہاں، پھر حضرت عائشہ نے بیٹھ کر کہا: خدا کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے، اگر کچھ کہوں تو میرا عذر نہیں سنیں گے، میری اور آپ کی مثال حضرت یعقوب اور ان کے بیٹوں جیسی مثال ہے کہ انہوں نے کہا تھا: "والله المستعان على ما تصفون". بیان کیا کہ پھر حضرت عائشہ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا اور زیادہ کچھ نہیں کہا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کی برأت نازل کی، حضرت عائشہ نے اس پر کہا: "بحمد الله لا بحمد أحد ولا بحمدك" کہ اس کے لئے صرف اللہ کی حمد ہے اور کسی کی نہیں، آپ کی بھی نہیں۔

تشریح

ممکن ہے کہ اس انصاری خاتون کو حضرت حسان یا عبداللہ بن ابی میں سے کسی کے ساتھ رضاعی تعلق ہو، اس لئے ان کو اپنا بیٹا کہہ دیا ہو۔

٣٩١٣ : حَدَّثَنِي يَحْيَى : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ،

عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا : كانَتْ تَقْرَأُ : إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُ : الْوَلْـقُ الْكَذِبُ .
قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ : وَكانَتْ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهَا بِذٰلِكَ ، لِأَنَّهُ نَزَلَ فِيهَا . [٤٤٧٥]

ترجمہ

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سورۂ نور کی آیت میں "تـلـقـونه بألسنتكم" (لام کے زیر اور قاف کے پیش کے ساتھ) قرأت کرتی تھی اور فرماتی تھیں کہ "ولق" کے معنی جھوٹ کے ہیں، (یعنی: جب جھوٹ بولنے لگوتم اپنی زبانوں سے)۔ ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ اس آیت کے متعلق غیروں سے زیادہ جاننے والی تھیں، کیونکہ انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔

تشریح

قرأت مشہورہ "تـلقونه" ہے جو ناقص یائی، یعنی: لَقِيَ يلقىٰ سے ماخوذ ہے، لیکن حضرت عائشہؓ اس کو "ولق" سے ماخوذ مانتی ہیں، "ض" سے جھوٹ بولنا۔ "تلقون" اصل میں "تولقون" تھا، "یعد" کے قاعدے سے واؤ گر گیا۔

٣٩١٤ : حدّثنا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسانَ عِنْدَ عائِشَةَ ، فَقَالَتْ : لَا تَسُبَّهُ ، فَإِنَّهُ كانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ . وَقالَتْ عائِشَةُ : ٱسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ في هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ ، قالَ : (كَيْفَ بِنَسَبِي) . قالَ : لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كما تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ .
وَقالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ : حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ فَرْقَدٍ : سَمِعْتُ هِشَامًا ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : سَبَبْتُ حَسَّانَ ، وَكانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَيْهَا . [ر : ٣٣٣٨]

ترجمہ

حضرت ہشام اپنے والد حضرت عروۃ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ کے پاس حضرت حسان کو برا بھلا کہنے لگے، تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آپ انہیں برا بھلا نہ کہیں، کیونکہ حضرت حسان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین مکہ کی ہجو بیان کرنے کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: میرے نسب کا کیا بنے گا، کیونکہ قریش کے تمام بطون اور شاخوں کے ساتھ آپ کی رشتہ داریاں تھیں؟ اس پر حضرت حسانؓ نے عرض کیا: "لأسلنك منهم" إلخ کہ میں آپ کو ان میں سے اس طرح نکال دوں گا جس طرح آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔ امام بخاری اپنے دوسرے شیخ محمد بن عقبہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عثمان بن

فرقد نے بحوالہ ہشام نقل کیا ہے کہ ان کے والد حضرت عروہؓ نے کہا کہ میں حضرت حسان کو برا بھلا کہتا تھا، کیونکہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں بہت حصہ لیا تھا۔

٣٩١٥ : حدّثني بِشْرُ بْنُ خالِدٍ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سُلَيْمانَ ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ، وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا ، يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ ، وَقَالَ :

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهُ عائِشَةُ : لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ . قالَ مَسْرُوقٌ : فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَأْذَنِينَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْكِ ؟ وَقَدْ قالَ اللهُ تَعَالَى : «وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ» . فَقَالَتْ : وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى ؟ قالَتْ لَهُ : إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ ، أَوْ : يُهَاجِي عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ . [٤٤٧٧ ، ٤٤٧٨]

ترجمہ

حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے ہاں حضرت حسان بن ثابت بھی موجود تھے اور ام المؤمنین کو اشعار سنا رہے تھے، وہ ''تشبیب'' کے اشعار پڑھ رہے تھے، ایک شعر تھا۔

''میری محبوبہ پاکدامن اور بڑی باوقار ہے، اس پر کسی شک وشبہ کی تہمت نہیں لگائی جاسکتی اور وہ صبح اس حال میں کرتی ہے کہ بھوکی ہوتی ہے اور غافل عورتوں کا گوشت نہیں کھاتی، (یعنی: غیبت نہیں کرتی)''۔

اس پر حضرت عائشہ نے کہا: مگر آپ تو ایسے نہیں، (اس لئے کہ حضرت حسان تہمت لگانے والوں میں شامل تھے)۔ حضرت مسروق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آپ ان کو اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے ان میں سے تہمت کا بڑا حصہ لیا ہے اسے بڑا عذاب ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نابینا ہونے سے اور کون سا سخت عذاب ہوگا؟! (حضرت حسان آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے) اور یہ بھی کہا کہ حضرت حسان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے تھے، یا کہا کہ آپ کی طرف سے مشرکین کی ہجو کرتے تھے۔

٣٣ - باب : غَزْوَةِ الحُدَيْبِيَةِ .

غزوۂ حدیبیہ کا بیان

یکم ذی قعدہ ۶ھ بروز پیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے، آپ کے ساتھ صحابہ کرام کی تعداد کے بارے میں بارہ سو، چودہ سو، پندرہ سو اور اٹھارہ سو کی مختلف روایتیں آئی ہیں، آپ حضرات نے ذوالحلیفہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور بشر بن سفیان کو جاسوس بنا کر آگے بھیجا، جب یہ غسفان کے مقام کے قریب پہنچے تو بشر نے اطلاع دی کہ قریش اور ان کے حلیفوں نے آٹھ ہزار افراد کے ساتھ ''بلاخ'' کے مقام پر پڑاؤ ڈالا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ تبدیل کر کے حدیبیہ میں جا کر قیام کیا، خالد بن ولید نے اندازہ لگا کر نئی صورت حال کے بارے میں بتا دیا کہ مسلمان راستہ تبدیل کر چکے ہیں، حدیبیہ سے آپ نے عثمانؓ کو قریش سے بات چیت کے لئے مکہ بھیجا، افواہ پھیلی کہ حضرت عثمان اور ان کے ساتھ دس ساتھی شہید کر دئے گئے ہیں، جس کے بعد بیعتِ رضوان کا واقعہ پیش آیا، جس نے قریش کو مرعوب کر کے صلح کرنے پر آمادہ کیا، مصالحتی گفتگو کرنے کے لئے سہیل بن عمر کو قریش نے بھیجا، چند شرائط پر دس سال کیلئے صلح ہوئی، بیس دن یا ایک ماہ حدیبیہ میں قیام کرنے کے بعد مسلمانوں نے مدینہ منورہ کا رخ کیا، واپسی میں سورۂ فتح نازل ہوئی، قرآن کریم نے صلح حدیبیہ کو ''فتح مبین'' قرار دیا۔

وَقَوْلِ ٱللهِ تَعَالَى : «لَقَدْ رَضِيَ ٱللهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ» /الفتح : ١٨/ .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ خوش ہو گیا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے''۔

٣٩١٦ : حدّثنا خالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ : حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بْنُ بِلَالٍ قالَ : حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خالِدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عامَ الحُدَيْبِيَةِ ، فَأَصابَنَا مَطَرٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ ، فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ صَلاةَ الصُّبْحِ ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقالَ : (أَتَدْرُونَ ماذَا قالَ رَبُّكُمْ) . قُلْنَا : ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، فَقَالَ : (قالَ ٱللهُ : أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِي ، فَأَمَّا مَنْ قالَ : مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ ٱللهِ وَبِرِزْقِ ٱللهِ وَبِفَضْلِ ٱللهِ ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِي ، كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ . وَأَمَّا مَنْ قَالَ : مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كافِرٌ بِي) . [ر : ٨١٠]

ترجمہ

حضرت زید بن خالدؓ نے بیان کیا کہ غزوۂ حدیبیہ کے موقعہ پر ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو ایک رات بارش ہوئی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھانے کے بعد ہم سے خطاب کیا اور دریافت فرمایا: معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ ہم نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ علم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح ہوئی تو میرے کچھ بندوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کا ایمان مجھ پر تھا اور کچھ نے ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ میرا کفر اور انکار کئے ہوئے تھے، تو جس نے کہا کہ ہم پر بارش اللہ کے رزق، اللہ کی رحمت اور اللہ کے فضل سے ہوئی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کے اثرات کا انکار کرنے والا ہے، اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ بارش فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان رکھنے والا اور میرا انکار کرنے والا ہے۔

٣٩١٧ : حدّثنا هُدْبَةُ بْنُ خالِدٍ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ، عَنْ قَتَادَةَ : أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ قَالَ : ٱعْتَمَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَرْبَعَ عُمَرٍ ، كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ ، إِلَّا الَّتِي كانَتْ مَعَ حَجَّتِهِ : عُمْرَةً مِنَ الحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ ، وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ ، وَعُمْرَةً مِنَ ٱلْجِعْرَانَةِ ، حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ . [ر : ١٦٨٧]

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے اور سوائے اس عمرے کے جو آپ نے حج کے ساتھ کیا تمام عمرے ذی قعدہ کے مہینے میں کئے اور ایک عمرہ ''جعرانہ'' سے آپ نے کیا تھا، جہاں غزوۂ حنین کی غنیمت آپ نے تقسیم کی تھی، یہ بھی ذی قعدہ میں کیا تھا اور ایک عمرہ حج کے ساتھ کیا۔

٣٩١٨ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ يَحْيىٰ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ ٱبْنِ أَبِي قَتَادَةَ : أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قالَ : ٱنْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عامَ الحُدَيْبِيَةِ ، فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ . [ر : ١٧٢٥]

ترجمہ

حضرت قتادہؓ کی روایت ہے کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے سال روانہ ہوئے، تمام صحابہ نے احرام باندھا اور میں نے نہیں باندھا۔

۳۹۱۹/۳۹۲۰ : حدّثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ : تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ ، وَقَدْ كانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا ، وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ ، كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً ، وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ ، فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهَا ، فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ ماءٍ فَتَوَضَّأَ ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا ، فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ ، ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا ما شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا .

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ فتح مکہ کو حقیقی فتح سمجھتے ہو، لیکن ہم غزوۂ حدیبیہ کی بیعت رضوان کو حقیقی فتح سمجھتے ہیں، اس دن ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو افراد تھے، ''حدیبیہ'' نامی ایک کنواں وہاں پر تھا، ہم نے اس میں سے اتنا پانی کھینچا کہ اس میں ایک قطرہ بھی پانی باقی نہ رہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے بیٹھ کر کسی ایک برتن میں پانی طلب کیا، اس سے آپ نے وضو کیا، مضمضہ کیا اور دعا کی، پھر سارا پانی اس کنویں میں ڈال دیا، تھوڑی دیر کے لئے ہم نے کنویں کو یوں ہی رہنے دیا، اس کے بعد جتنا ہم نے چاہا پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا۔

(۳۹۲۰) : حدّثني فَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ : حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ أَبُو عَلِيٍّ الحَرَّانِيُّ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ : أَنْبَأَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : أَنَّهُمْ كانُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ أَوْ أَكْثَرَ ، فَنَزَلُوا عَلَى بِئْرٍ فَنَزَحُوهَا ، فَأَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَتَى الْبِئْرَ وَقَعَدَ عَلَى شَفِيرِهَا ، ثُمَّ قَالَ : (ٱئْتُونِي بِدَلْوٍ مِنْ مائِهَا) . فَأُتِيَ بِهِ ، فَبَصَقَ فَدَعَا ، ثُمَّ قَالَ : (دَعُوهَا سَاعَةً) . فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتَّى ٱرْتَحَلُوا . [ر : ۳۳۸٤]

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ آپ غزوۂ حدیبیہ کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک ہزار چار سو یا اس سے بھی زیادہ تھے، (حدیبیہ) کے ایک کنویں پر وہ لوگ اترے اور اس کا پانی کھینچا، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ کنویں کے پاس تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے، پھر فرمایا کہ ایک ڈھول میں اس کنویں کا پانی لاؤ، چنانچہ اس ڈول کو لایا گیا تو آپ نے منہ کا پانی ڈول میں ڈالا اور دعا کی اور

فرمایا: اس کو تھوڑی دیر چھوڑ دو، پھر سارے لشکر نے اپنے آپ کو اور اپنی سواریوں کو سیراب کیا اور کوچ کرنے تک سیراب ہوتے رہے۔

۳۹۲۳/۳۹۲۱ : حدّثنا يُوسُفُ بْنُ عِيسى : حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ : حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ جابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قالَ : عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ، ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : (ما لَكُمْ) . قالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا ما فِي رَكْوَتِكَ ، قالَ : فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ المَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ ، قالَ : فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا ، فَقُلْتُ لِجَابِرٍ : كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ ؟ قالَ : لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا ، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً .

ترجمہ

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ حدیبیہ کے موقعہ پر سارا ہی لشکر پیاسا ہو چکا تھا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ تھا، اس کے پانی سے آپ نے وضو کیا، پھر صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا: کیا بات ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اب ہمارے پاس پانی نہیں رہا، نہ وضو کے لئے نہ پینے کے لئے، سوائے اس پانی کے جو آپ کے برتن میں موجود ہے۔ بیان کیا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر ابلنے لگا، بیان کیا کہ پھر ہم نے پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا، میں نے حضرت جابرؓ سے معلوم کیا کہ آپ حضرات کی تعداد کیا تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے وہ پانی کافی ہوتا، ویسے اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

(۳۹۲۲) : حدّثنا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ : قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ المُسَيَّبِ : بَلَغَنِي أَنَّ جابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كانَ يَقُولُ : كانُوا أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً ، فَقَالَ لِي سَعِيدٌ : حَدَّثَنِي جابِرٌ : كانُوا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً ، الَّذِينَ بَايَعُوا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ . قالَ أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا قُرَّةُ ، عَنْ قَتَادَةَ . تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ .

ترجمہ

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن میسّب سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے تھے: (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر) وہ لوگ چودہ سو تھے۔ اس پر سعید بن میسّب نے مجھ سے بیان کیا کہ

حضرت جابرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ لوگ پندرہ سو تھے جنہوں نے اس موقعہ پر بیعت کی تھی۔

اس روایت کی متابعت محمد بن بشار نے کی۔

(٣٩٢٣) : حدّثنا عَلِيٌّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : قالَ عَمْرٌو : سَمِعْتُ جابِرَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : قالَ لَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ : (أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ) . وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعمِائَةٍ ، وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكانَ الشَّجَرَةِ .

تَابَعَهُ الْأَعْمَشُ : سَمِعَ سَالِمًا : سَمِعَ جابِرًا : أَلْفًا وَأَرْبَعمِائَةٍ . [ر : ٣٣٨٣]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ ہم سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حدیبیہ کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ ''تم لوگ اہل ارض میں سے بہتر ہو، ہماری تعداد اس موقعہ پر چودہ سو تھی، اگر آج میری آنکھوں میں بینائی ہوتی، (آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے) تو میں اس درخت کا محل وقوع بتا تا (جہاں بیعت رضوان ہوئی)۔

اس روایت کی متابعت اعمش نے کی، ان سے سالم نے سنا اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے سنا کہ غزوۂ حدیبیہ میں چودہ سو صحابہ تھے۔

٣٩٢٤ : وَقالَ عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ مُعَاذٍ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ : كانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَثَلَاثَمِائَةٍ ، وَكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِينَ .

تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ .

ترجمہ

اور عبداللہ بن ابی اوفی نے کہا کہ اصحاب شجرہ کی تعداد تیرہ سو تھی، صلح حدیبیہ میں قبیلۂ اسلم کے لوگ مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔ اس روایت کی متابعت محمد بن بشار نے کی، ان سے ابوداؤد نے حدیث بیان کی اور ان سے شعبہ نے۔

تشریح

حضرت براء کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنویں میں کلی کی، جس کے بعد اس میں پانی بھر آیا اور حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹا، دونوں میں بظاہر

تعارض ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جابر کی روایت کا واقعہ عصر کی نماز کے متعلق ہے اور حضرت براء کی روایت کا تعلق نماز کے وقت سے نہیں، دونوں الگ الگ واقعات ہیں۔دوسرا جواب یہ ہے جب آپ نے اپنا ہاتھ رکوہ میں رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹ پھوٹ کر نکلا، تو صحابہ نے اس سے اپنی ضرورت پوری کر لی، جو پانی بچا تھا اس کے بارے میں آپ نے فرمایا: اس کو کنویں میں ڈال دو، چنانچہ اس کو کنویں میں ڈالنے سے وہ خشک کنواں پانی سے بھر گیا، لہذا واقعہ ایک ہی وقت کا ہے، البتہ معجزہ کا ظہور دو مرتبہ ہوا، حضرت جابرؓ اور حضرت براءؓ دونوں حضرات کی روایات میں الگ الگ معجزوں کا ذکر ہے تو تعارض نہیں۔

اصحابِ حدیبیہ کی تعداد کے بارے میں بعض روایات میں آتا ہے کہ چودہ سو تھے، جب کہ بعض میں پندرہ سو اور تیرہ سو کا بھی ذکر آتا ہے، تو ان سب روایات میں تطبیق کیسے ہوگی، بعض حضرات کہتے ہیں کہ اصل میں ان کی تعداد چودہ سو سے زائد تھی، تو جس نے کسر کو پورا کیا اس نے پندرہ سو کیا اور جس نے کسر کو چھوڑ دیا، صرف سیکڑہ کا اعتبار کیا، اس نے چودہ سو کیا، جہاں تک تعلق ہے اس روایت کا جس میں تیرہ سو کا ذکر ہے، اس کے راوی عبداللہ بن ابی اوفی نے اپنے علم کے مطابق تیرہ سو کا ذکر کیا اور جس کو زیادہ علم تھا اس نے زیادہ کی روایت کی، یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مدینہ سے نکلتے وقت تیرہ سو تھے، بعد میں کچھ آئے تو چودہ سو ہوئے، پھر مزید آئے تو پندرہ سو ہوئے، یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مجاہدین تو چودہ سو تھے، خدام اور عورتوں کو ملائیں تو تعداد پندرہ سو تک پہنچتی ہے۔

٣٩٢٥ : حدَّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا عِيسٰى ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ قَيْسٍ : أَنَّهُ سَمِعَ مِرْدَاسًا الْأَسْلَمِيَّ يَقُولُ ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ : (يُقْبَضُ الصَّالِحُونَ ، الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ ، وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ ، لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِمْ شَيْئًا) . [٦٠٧٠]

ترجمہ

حضرت مرداس اسلمیؓ (وہ اصحابِ شجرہ میں سے تھے، کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نیک لوگ پہلے اٹھا لئے جائیں گے پے در پے، جو زیادہ صالح ہوگا اس کو سب سے پہلے، پھر جو اس کے بعد کے درجے کا ہوگا، علی ہذا القیاس، جیسے کھجور اور شہد کا ردی اور فضول بھوسہ آخر میں رہ جاتا ہے، اسی طرح آدمی بھی آخر میں ایسے فضول اور ردی قسم کے لوگ رہ جائیں گے، اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔

٣٩٢٦ : حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عامَ الحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ ،

فَلَمَّا كَانَ بِذِي الحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ مِنْهَا ، لَا أُحْصِي كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيَانَ ، حَتَّى سَمِعْتُهُ يَقُولُ : لَا أَحْفَظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ الْإِشْعَارَ وَالتَّقْلِيدَ ، فَلَا أَدْرِي ، يَعْنِي مَوْضِعَ الْإِشْعَارِ وَالتَّقْلِيدِ ، أَوِ الحَدِيثَ كُلَّهُ . [ر : ١٦٠٨]

ترجمہ

حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ایک ہزار کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو ہدی (قربانی کا جانور) کو قلادہ پہنایا اور اس پر نشان لگایا، (اشعار کیا) اور عمرے کا احرام باندھا۔ میں نے یہ حدیث سفیان بن عینیہ سے بارہا سنی اور ایک مرتبہ یہ بھی سنا کہ آپ بیان کررہے تھے کہ مجھے زہری کے واسطے سے نشان لگانا اور قلادہ پہنانے کے متعلق یاد نہیں رہا، اس لئے میں نہیں جانتا ان سے ان کی مراد صرف نشان لگانا اور قلادہ پہننے سے تھی، یا پوری حدیث سے تھی۔

تشریح

مطلب یہ کہ سفیان نے جو یہ کہا کہ مجھے زہری سے اشعار وتقلید یاد نہیں ہیں۔ علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ اس سے سفیان کی مراد پوری حدیث کے متعلق عدم حفظ کی تصریح کرنی ہے یا صرف اشعار وتقلید کے بارے میں بتانا ہے کہ وہ یاد نہیں، باقی حدیث یاد ہے۔

٣٩٢٧ : حدَّثنا الحَسَنُ بْنُ خَلَفٍ قالَ : حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ وَرْقَاءَ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ قالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ ، فَقَالَ : (أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ) . قَالَ : نَعَمْ ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ يَحْلِقَ ، وَهُوَ بِالحُدَيْبِيَةِ ، لَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّونَ بِهَا ، وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ الْفِدْيَةَ ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ ، أَوْ يُهْدِيَ شَاةً ، أَوْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ) . [ر : ١٧١٩]

ترجمہ

حضرت کعب بن عجرہ کی روایت ہے کہ حضور نے اسے دیکھا کہ جوئیں چہرے سے نیچے گررہی ہیں، تو آپ نے دریافت فرمایا: کیا اس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے؟ انہوں نے عرض کی، جی ہاں۔ تو آپ نے انہیں سر منڈھانے کا

حکم دیا، آپ اس وقت حدیبیہ میں تھے، عمرے کے لئے احرام باندھے ہوئے تھے اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ احرام کھولنا پڑے گا، بلکہ صحابہ کی تو یہ آرزو تھی کہ مکہ میں کسی طرح داخل ہوا جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فدیہ کا حکم نازل فرمایا، (احرام کی حالت میں سر منڈھانے پر) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ ایک فرق اناج چھ مسکینوں کو کھلا دیں، یا ایک بکری کی قربانی کریں یا تین روزے رکھیں۔

٣٩٢٨ : حدّثنا إِسْماعِيلُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ قالَ : حَدَّثَنِي مالِكٌ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ إِلَى السُّوقِ ، فَلَحِقَتْ عُمَرَ ٱمْرَأَةٌ شَابَّةٌ ، فَقالَتْ : يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ ، هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا ، وَٱللهِ ما يُنْضِجُونَ كُرَاعًا ، وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ ، وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ ، وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيْمَاءَ الْغِفَارِيِّ ، وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ . فَوَقَفَ مَعَها عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ ، ثُمَّ قالَ : مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ ، ثُمَّ ٱنْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي ٱلدَّارِ ، فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُما طَعَامًا ، وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا ، ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ ، ثُمَّ قالَ : ٱقْتَادِيهِ ، فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ ٱللهُ بِخَيْرٍ ، فَقَالَ رَجُلٌ : يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ ، أَكْثَرْتَ لَهَا ؟ قالَ عُمَرُ : ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ ، وَٱللهِ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هٰذِهِ وَأَخاهَا ، قَدْ حاصَرَا حِصْنًا زَمانًا فَٱفْتَتَحَاهُ ، ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ .

ترجمہ

حضرت زید بن اسلم اپنے والد اسلمؓ (جو حضرت عمر فاروقؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، یہ یمن کے قیدیوں میں آئے تھے، حضرت عمرؓ نے انہیں مکہ میں خریدا اور آزاد کیا) سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ بازار گیا، حضرت عمر سے ایک نوجوان عورت نے ملاقات کی اور عرض کی: یا امیر المؤمنین! میرے شوہر وفات پا گئے ہیں اور چند چھوٹی چھوٹی بچیاں چھوڑ گئے ہیں اور خدا گواہ ہے کہ اس کے پاس نہ کسی جانور کے پائے ہیں کہ اسے پکالیں، نہ کھیتی ہے، نہ دودھ کے قابل کوئی جانور، مجھے تو خطرہ ہے وہ فقر و فاقہ کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جائیں، میں خفاف بن ایماء غفاری کی لڑکی ہوں، میرے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حدیبیہ میں شریک ہوئے، یہ سن کر حضرت عمرؓ ان کے پاس تھوڑی دیر کے لئے رک گئے، تو فرمانے لگے: مرحباً، تمہارا خاندانی تعلق تو بہت قریبی ہے اور ایک قوی اونٹ کی طرف مڑے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس پر دو بورے جو غلے سے بھرے ہوئے تھے رکھ دیئے، ان دونوں بوروں کے درمیان کپڑے اور ضروریات کی چیزیں رکھ دیں اور اس کی نکیل اس کے ہاتھ میں تھما کر فرمایا: یہ لے جاؤ، جب یہ ختم ہو جائیں

گے تو اللہ پاک تمہیں خیر بھلائی دے گا۔ ایک صاحب نے اس پر کہا: یا امیر المؤمنین! آپ نے اسے بہت دے دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا: تیری ماں تجھے روئے، خدا کی قسم! اس عورت کے والد اور اس کے بھائی جیسے اب بھی میری نظروں کے سامنے ہیں کہ ایک مدت تک ایک قلعے کے محاصرے میں شریک ہیں، پھر آخر اسے فتح کرلیا اور پھر ہم نے مال غنیمت میں سے اپنے حصے لئے۔

تشریح

''کراع'' بکری کے پائے۔ ''زرع'' کھیت۔ ''الضبع'' بجو اور کفتار۔ اس کا اطلاق قحط سالی پر اس لئے ہوتا ہے کہ قحط سالی میں لوگ بہت مرتے ہیں، تکفین کی نوبت نہیں آتی، لاشیں ہر طرف پڑی رہتی ہے، تو کفتار آ کر ان لاشوں کا گوشت کھاتا ہے، اس مناسبت سے اس کو ''ضبع'' بھی کہتے ہیں۔

مرحباً بنسب قريب

کہ تم بنی غفار سے ہو اور ہم قریش سے، دونوں کا نسب ''کنانہ'' میں جا کر مل جاتا ہے۔ ''بعیر ظیر'' طاقتور اونٹ۔

۳۹۳۲/۳۹۲۹ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ أَبُو عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ ، ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا . قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : قالَ مَحْمُودٌ : ثُمَّ أُنْسِيتُهَا بَعْدُ .

ترجمہ

حضرت سعید بن المسیب اپنے والد مسیّب بن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہ درخت دیکھا تھا، (جس کے نیچے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی تھی)، بعد میں پھر میں اس درخت کے پاس آیا، میں اسے پہچان نہ سکا۔ محمود نے بیان کیا کہ پھر بعد میں مجھے وہ درخت یاد نہیں رہا تھا کہ کونسا ہے۔

(۳۹۳۰) : حدّثنا مَحْمُودٌ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قالَ : انْطَلَقْتُ حاجًّا ، فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُصَلُّونَ ، قُلْتُ : ما هٰذَا الْمَسْجِدُ ؟ قالُوا : هٰذِهِ الشَّجَرَةُ ، حَيْثُ بَايَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ ، فَأَتَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَأَخْبَرْتُهُ ، فَقَالَ سَعِيدٌ : حَدَّثَنِي أَبِي : أَنَّهُ كانَ فِيمَنْ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ، قالَ : فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ أُنْسِينَاهَا ، فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهَا .

فَقَالَ سَعِيدٌ : إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَمْ يَعْلَمُوهَا ، وَعَلِمْتُمُوهَا أَنْتُمْ ، فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ ؟

ترجمہ

حضرت طارق بن عبدالرحمٰن کی روایت ہے کہ حج کے ارادے سے جاتے ہوئے میں کچھ ایسے لوگوں کے قریب سے گزرا جو نماز پڑھ رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کون سی مسجد ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ وہی درخت ہے جہاں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان لی تھی، پھر میں حضرت سعید بن المسیب کے پاس آیا اور انہیں اس کی اطلاع دی، تو انہوں نے بیان کیا کہ میرے والد نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ وہ بھی اسی درخت کے نیچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کرنے والوں میں موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب ہم دوسرے سال وہاں آئے تو ہمیں وہ درخت نہیں مل رہا تھا، ہم اس درخت کی تلاش میں ناکام رہے۔ حضرت سعید بن المسیب نے فرمایا کہ صحابہ کو تو اس درخت کا علم نہیں تھا اور آپ لوگوں کو اس کا علم ہوا پھر تو آپ ہی زیادہ عالم ہوئے۔

تشریح

''بیعت رضوان'' کا وہ درخت صحابہ کرام کو بھلا دیا گیا اور اس کی حکمت یہ بیان کی کہ اگر وہ درخت موجود اور متعین ہوتا تو وہ لوگ اس کی پوجا شروع کر دیتے اور حد سے تجاوز کرتے۔ حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ کچھ لوگ اس درخت کے پاس آتے ہیں اور وہاں نماز پڑھتے ہیں، حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو ڈانٹا اور اس درخت کو کاٹنے کا حکم دیا اور وہ کاٹا گیا، اندیشہ تھا کہ لوگ اس کی عبادت نہ شروع کر دیں۔

(۳۹۳۱) : حدّثنا مُوسٰى : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ : حَدَّثَنَا طَارِقٌ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّهُ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ، فَرَجَعْنَا إِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِيَتْ عَلَيْنَا .

ترجمہ

مسیّب سے روایت ہے اور مسیّب ان لوگوں سے میں سے تھے، جنہوں نے اس درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی، پھر جب ہم آئندہ سال اس کی طرف لوٹے تو ہم پر وہ درخت مخفی رہا۔

(۳۹۳۲) : حدّثنا قَبِيصَةُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ طَارِقٍ قَالَ : ذُكِرَتْ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الشَّجَرَةُ فَضَحِكَ ، فَقَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي : وَكَانَ شَهِدَهَا .

ترجمہ

حضرت طارق کی روایت ہے کہ حضرت سعید بن مسیّب کے پاس اس درخت کا ذکر کیا گیا، تو وہ ہنسے اور فرمایا

کہ میرے والد نے مجھے خبر دی کہ وہ اس بیعت رضوان میں حاضر ہوئے تھے۔

٣٩٣٣ : حدّثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ ٱللهِ ٱبْنَ أَبِي أَوْفَى ، وَكانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ ، قالَ : كانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَةٍ قالَ : (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ) . فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ : (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى) .
[ر : ١٤٢٦]

ترجمہ

عمرو بن مرہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے سنا اور وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے، عبداللہ بن ابی اوفی نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی صدقہ لے کر آتا تو آپ یہ دعا فرماتے: !اے اللہ ان پر رحم فرما، چنانچہ میرے والد بھی اپنا صدقہ لے کر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! آل ابی اوفی پر رحم فرما''۔

٣٩٣٤ : حدّثنا إِسْماعِيلُ ، عَنْ أَخِيهِ ، عَنْ سُلَيْمانَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ ، عَنْ عَبَّادِ ٱبْنِ تَمِيمٍ قالَ : لَمَّا كانَ يَوْمُ الْحَرَّةِ ، وَالنَّاسُ يُبَايِعُونَ لِعَبْدِ ٱللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ ، فَقَالَ ٱبْنُ زَيْدٍ : عَلَى ما يُبَايِعُ ٱبْنُ حَنْظَلَةَ النَّاسَ ؟ قِيلَ لَهُ : عَلَى المَوْتِ ، قالَ : لَا أُبَايِعُ عَلَى ذٰلِكَ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، وَكانَ شَهِدَ مَعَهُ الْحُدَيْبِيَةَ . [ر : ٢٧٩٩]

ترجمہ

حضرت عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ حرہ کی لڑائی کے موقعہ پر لوگ حضرت عبداللہ بن حنظلہ کے ہاتھ پر (یزید کے خلاف) بیعت کر رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زید نے پوچھا کہ ابن حنظلہ سے کس بات پر بیعت کی جا رہی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ موت پر۔ حضرت ابن زید نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب میں کسی سے بھی موت پر بیعت نہیں کروں گا، آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حدیبیہ میں شریک تھے، (جہاں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے موت پر بیعت لی تھی)۔

٣٩٣٥ : حدّثنا يَحْيَىٰ بْنُ يَعْلَى الْمُحارِبِيُّ قالَ : حَدَّثَنِي أَبِي : حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ ٱبْنِ الْأَكْوَعِ قالَ : حَدَّثَنِي أَبِي ، وَكانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ ، قالَ : كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ ، وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيهِ .

ترجمہ

حضرت سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے کہ وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے، پھر واپس ہوئے، حالانکہ دیواروں کا سایہ اتنا بھی نہ ہوا کہ اس کا سایہ حاصل کیا جا سکے۔

تشریح

جمہور کے نزدیک اس روایت کا اس کے سوا اور کوئی مطلب نہیں کہ ہم جمعہ کی نماز میں تعجیل کرتے تھے۔

٣٩٣٦ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا حاتِمٌ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ : قُلْتُ لِسَلَمَةَ ٱبْنِ الْأَكْوَعِ : عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ ؟ قالَ : عَلَى المَوْتِ .
[ر : ٢٨٠٠]

ترجمہ

یزید بن ابی عبید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن الاکوع سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے حدیبیہ میں کس چیز پر بیعت کی تھی، تو فرمانے لگے کہ ''موت''۔

تشریح

بعض روایات میں ہے کہ ہم نے اس پر بیعت کی تھی کہ ہم بھاگیں گے نہیں، دونوں روایات میں تعارض اس لئے نہیں کہ بھاگنے کا مطلب یہی ہے کہ مر جائیں گے، لیکن ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔

٣٩٣٧ : حدّثني أَحْمَدُ بْنُ إِشْكابٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : لَقِيتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ، فَقُلْتُ : طُوبَى لَكَ ، صَحِبْتَ النَّبِيَّ ﷺ وَبَايَعْتَهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ، فَقَالَ : يَا ٱبْنَ أَخِي ، إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ .

ترجمہ

حضرت مسیّبؓ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت براء بن عازب سے ملاقات کی اور کہا مبارک ہو! آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ کے نیچے بیعت کا شرف حاصل ہوا، تو حضرت براء فرمانے لگے: اے بھتیجے! آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا کیا نئی چیزیں نکالی ہیں۔

تشریح

حضرت براء بن عازب نے کسر نفسی اور تواضع کے طور پر فرمایا اور اس سے مسلمانوں کے باہمی فتنہ کی طرف اشارہ ہے۔

٣٩٣٨ : حدّثنا إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ بْنُ صَالِحٍ قالَ : حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ، هُوَ ٱبْنُ سَلَّامٍ ، عَنْ يَحْيىٰ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ : أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ بَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ . [٤٥٦٢]

ترجمہ

حضرت ابوقلابہؒ کی روایت ہے کہ حضرت ثابت بن ضحاکؓ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ کے نیچے بیعت کی۔

٣٩٣٩ : حدّثني أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ : حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : «إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا» . قالَ : الحُدَيْبِيَةُ ، قالَ أَصْحَابُهُ : هَنِيئًا مَرِيئًا ، فَمَا لَنَا ؟ فَأَنْزَلَ ٱللهُ : «لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ» . قالَ شُعْبَةُ : فَقَدِمْتُ الْكُوفَةَ ، فَحدَّثْتُ بِهٰذَا كُلِّهِ عَنْ قَتَادَةَ ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ : أَمَّا : «إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ» . فَعَنْ أَنَسٍ ، وَأَمَّا هَنِيئًا مَرِيئًا ، فَعَنْ عِكْرِمَةَ . [٤٥٥٤]

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ آیت ''ہم نے تم کو کھلی ہوئی فتح دی'' یہ فتح صلح حدیبیہ تھی۔ صحابہ نے عرض کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو مرحلہ آسان اور سہل ہے، لیکن ہمارا کیا ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''تاکہ مومن مرد اور مومن عورتیں جنت میں داخل کئے جائیں جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی''۔ شعبہ کہتے ہیں کہ پھر میں کوفہ آیا اور حضرت قتادہ کے واسطہ سے پوری حدیث نقل کی، پھر میں دوبارہ حضرت قتادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: ''بے شک ہم نے تمہیں کھلی فتح دی ہے'' کی تفسیر تو حضرت انسؓ سے روایت ہے، لیکن اس کے بعد ''هنيئا مريئا'' یعنی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو مرحلہ سہل اور آسان ہے، یہ تفسیر عکرمہ سے منقول ہے۔

تشریح

حضرت قتادہ نے پہلی بار یہ حدیث سنائی، تو عکرمہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا، پھر جب دوبارہ ان کے پاس گئے، تو

انہوں نے کہا کہ حدیث کا یہ دوسرا جز میں عکرمہ سے روایت کرتا ہوں۔

٣٩٤٠ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو عامِرٍ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ الْأَسْلَمِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ ، قَالَ : إِنِّي لَأُوقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ بِلُحُومِ الْحُمُرِ ، إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ ٱللهِ ﷺ : إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ .

وَعَنْ مَجْزَأَةَ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ ، مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ ، ٱسْمُهُ أُهْبَانُ بْنُ أَوْسٍ ، وَكَانَ ٱشْتَكَى رُكْبَتَهُ ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً .

ترجمہ

مجزاہ بن زاہر اسلمی سے ان کے والد نے بیان کیا، آپ بیعت رضوان میں شریک تھے، آپ نے بیان کیا کہ ہانڈی میں گدھے کا گوشت ابل رہا تھا کہ ایک منادی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گدھے کے گوشت کے استعمال سے منع فرماتے ہیں، اور مجزاہ نے اپنے ہی قبیلہ کے ایک صحابی کے متعلق جو بیعت رضوان میں شریک تھے اور جن کا نام ایبان بن اوس تھا، نقل کیا کہ ان کے ایک گھٹنے میں تکلیف تھی، اس لئے جب وہ سجدہ کرتے تو اس گھٹنے کے نیچے کوئی گدّا رکھ لیتے تھے۔

٣٩٤١ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ : كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أُتُوا بِسَوِيقٍ ، فَلَاكُوهُ .

تَابَعَهُ مُعَاذٌ ، عَنْ شُعْبَةَ . [ر : ٢٠٦]

ترجمہ

حضرت سوید بن النعمان جو اصحاب شجرہ میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے سامنے ستو لایا گیا جسے ان حضرات نے گھول کر پیا۔ اس روایت کی متابعت معاذ نے شعبہ کے حوالہ سے کی۔

٣٩٤٢ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ حاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ : حَدَّثَنَا شَاذَانُ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ : سَأَلْتُ عائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ ، هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ ؟ قَالَ : إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِهِ فَلَا تُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ .

ترجمہ

ابوحمزہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عائذ بن عمرؓ سے پوچھا، آپ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اصحاب شجرہ میں سے تھے کہ کیا وتر کی نماز دوبارہ پڑھی جاسکتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر شروع میں وتر پڑھ لئے ہیں تو آخر رات (تہجد کے بعد) وتر نہ پڑھو۔

تشریح

اگر کسی نے رات کے اول میں عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھ لی، پھر سو کر تہجد کی نماز کے لئے بیدار ہوا، کیا یہ اجازت ہے ایک رکعت پڑھ کر وتر کو چار رکعت بنا کر نقض وتر کر لے، اس لئے کہ آپ نے فرمایا: ”اجعلو آخر صلوتکم باللیل وترا“ کہ رات میں وتر کو آخری نماز بناؤ۔

احناف، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک اگر کسی نے رات کے اول حصے میں وتر پڑھ لی تو آخری حصے میں دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ ”لا وتران في ليلة“ ایک رات میں دو وتر نہیں۔

۳۹٤۳ : حدّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا مالِكٌ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كانَ يَسِيرُ في بَعْضِ أَسْفَارِهِ ، وَعُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلاً ، فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ، ثم سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ : ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ ، نَزَرْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ ، قالَ عُمَرُ : فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمامَ المُسْلِمِينَ ، وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ ، فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي ، قالَ : فَقُلْتُ : لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ ، وَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ : «لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ ، لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ . ثُمَّ قَرَأَ : «إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا»» . [٤٥٥٣ ، ٤٧٢٥]

ترجمہ

حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے (حدیبیہ میں) رات کا وقت تھا اور حضرت عمرؓ آپ کے ساتھ تھے، حضرت عمرؓ نے آپ سے کچھ پوچھا، آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، آپ نے پھر پوچھا، اس مرتبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا، انہوں نے پھر پوچھا، اس مرتبہ بھی آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، اس پر حضرت عمرؓ نے (اپنے دل میں) کہا: عمر تیری ماں تجھے روئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلمسے تم نے تین مرتبہ سوال کیا جو آپ کو

پسند نہیں تھا، چنانچہ آپ نے ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں سے آگے نکل گیا، مجھے ڈر تھا کہ کہیں میری بارے میں کوئی وحی نازل نہ ہو جائے، ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ میں نے سنا ایک شخص مجھے آوازیں دے رہا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا تھا کہ میرے بارے میں کہیں کوئی وحی نازل نہ ہو جائے بہرحال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی اور وہ مجھے سب کائنات سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿إنافتحنا لك فتحاً مبينا﴾ کہ بے شک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے تلاوت کی۔

٣٩٤٤ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قالَ : سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ حِينَ حَدَّثَ هٰذَا الحَدِيثَ ، حَفِظْتُ بَعْضَهُ ، وَثَبَّتَنِي مَعْمَرٌ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الحَكَمِ : يَزِيدُ أَحَدُهُما عَلَى صَاحِبِهِ قالَا : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عامَ الحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ ، فَلَمَّا أَتَى ذَا الحُلَيْفَةِ ، قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ ، وَبَعَثَ عَيْنًا لَهُ مِنْ خُزَاعَةَ ، وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى كانَ بِغَدِيرِ الْأَشْطَاطِ أَتَاهُ عَيْنُهُ ، قالَ : إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوا لَكَ جُمُوعًا ، وَقَدْ جَمَعُوا لَكَ الْأَحَابِيشَ ، وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ ، وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ ، وَمانِعُوكَ . فَقَالَ : (أَشِيرُوا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ ، أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيلَ إِلَى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَصُدُّونَا عَنِ الْبَيْتِ ، فَإِنْ يَأْتُونَا كانَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوبِينَ) . قالَ أَبُو بَكْرٍ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، خَرَجْتَ عامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ ، لَا تُرِيدُ قَتْلَ أَحَدٍ ، وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ ، فَتَوَجَّهْ لَهُ ، فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قاتَلْنَاهُ . قالَ : (ٱمْضُوا عَلَى ٱسْمِ ٱللهِ) .

[ر : ١٦٠٨]

ترجمہ

عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی کہ سفیان نے کہا کہ جب زہری نے یہ حدیث بیان کی تو میں نے زہری سے سنا، لیکن مجھے اس کا بعض حصہ ہی یاد رہا، پھر معمر بن راشد نے مجھے یاد کرایا، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے اسود بن مخرمہؓ اور مروان بن حکم نے بیان کیا، دونوں راوی ایسی روایتوں میں کچھ اضافہ کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ایک ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، پھر جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو قلادہ پہنایا اور اس پر نشان لگایا اور وہیں سے عمرے کا احرام باندھا، پھر آپ نے قبیلہ خزاعہ کے ایک صحابی کو جاسوسی کے لئے بھیجا اور خود بھی سفر جاری رکھا، جب آپ ''غدیر الاشطاط''

پر پہنچے تو آپ کے جاسوس بھی خبریں لے کر آئے۔ انہوں نے بتایا کہ قریش نے آپ کے مقابلے کے لئے بڑا مجمع تیار کر رکھا ہے اور بہت سے قبائل کو بھی بلایا، وہ آپ سے جنگ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور آپ کو بیت اللہ الحرام سے روکیں گے۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: لوگوں مجھے مشورہ دو، کیا تمہارے خیال میں یہ مناسب ہوگا کہ میں ان کفار کی عورتوں اور بچوں پر حملہ کر دوں، جو ہمارے بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ بننا چاہتے ہیں، اگر انہوں نے ہمارا مقابلہ کیا تو اللہ پاک نے ان سے ہمارے جاسوس کو بھی محفوظ رکھا ہے، اور اگر وہ ہمارے مقابلہ پر نہیں آئے تو ہم انہیں ایک شکست خوردہ قوم کی طرح چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ تو صرف بیت اللہ کے ارادے سے نکلے ہیں، نہ آپ کا ارادہ کسی کو قتل کرنے کا تھا نہ کسی سے لڑائی کا، اس لئے آپ بیت اللہ تشریف لے چلئے، اگر ہمیں پھر بھی کوئی بیت اللہ جانے سے روکے گا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ کا نام لے کر سفر جاری رکھو۔

تشریح

أحابيش: "أحبوش" کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں: جماعت۔

"الأحابيش الأشطاط" کا معنی ہے: ایسی جماعتیں جو تعداد و شمار سے متجاوز ہیں، ان کی کثرت کی طرف اشارہ ہے۔

"فإن يأتونا كا ن الله عزوجل قد قلع عينا من المشركين" کا معنی ہے: اگر انہوں نے ہمارا مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے ہمارے جاسوس کو محفوظ کیا تو ہمیں بھی محفوظ کریں گے۔ مطلب یہ ہے کہ قریش کے ساتھ عرب کے مختلف قبائل جمع ہو گئے ہیں اور ان کے اہل و عیال غیر محفوظ ہیں، ہم ان پر حملہ کر دیں گے تو یہ لوگ ہم سے لڑنے پر آجائیں گے، تو قریش کی طاقت کمزور ہو جائے گی اور لشکر منتشر ہو جائے گا، یا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کفار کے گھروں پر حملہ کریں گے، وہ اپنے گھروں کی حفاظت کے لئے ہمارے پاس آئیں گے، تو پھر اہل مکہ کی طرف جاسوس بھیجنے کی ضرورت نہیں رہے گی، اس لئے باقی قبائل چلے جائیں گے، صرف قریش رہ جائے گے، تو دشمن کی تعداد معلوم کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

۳۹٤٥ : حدّثني إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ : حَدَّثَنِي ٱبْنُ أَخِي ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَمِّهِ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ بْنَ الحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ : يُخْبِرَانِ خَبَرًا مِنْ خَبَرِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي عُمْرَةِ الحُدَيْبِيَةِ ، فَكَانَ فِيما أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْهُمَا : أَنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ رَسُولُ

اللهِ ﷺ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ عَلَى قَضِيَّةِ المُدَّةِ ، وَكَانَ فِيما ٱشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ : لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا ، وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ . وَأَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُقَاضِيَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ إِلَّا عَلَى ذٰلِكَ ، فَكَرِهَ المُؤْمِنُونَ ذٰلِكَ وَٱمَّعَضُوا ، فَتَكَلَّمُوا فِيهِ ، فَلَمَّا أَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُقَاضِيَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ إِلَّا عَلَى ذٰلِكَ ، كاتَبَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ، فَرَدَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَبَا جَنْدَلِ بْنَ سُهَيْلٍ يَوْمَئِذٍ إِلَى أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو ، وَلَمْ يَأْتِ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ المُدَّةِ ، وَإِنْ كانَ مُسْلِمًا ، وَجاءَتِ المُؤْمِنَاتُ مُهاجِرَاتٍ ، فَكانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، وَهِيَ عاتِقٌ ، فَجاءَ أَهْلُها يَسْأَلُونَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ ، حَتَّى أَنْزَلَ ٱللهُ تَعالَى فِي المُؤْمِنَاتِ مَا أَنْزَلَ .

ترجمہ

مروان بن حکم اور مسود بن مخرمہ دونوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ''عمرہ حدیبیہ'' کے بارے میں بیان کیا، عروہ نے مجھے اس سلسلہ میں جو کچھ خبر دی، اس میں یہ بھی تھا کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور (قریش کا نمائندہ) سہیل بن عمرو حدیبیہ میں ایک مہینہ کی مدت تک کے لئے صلح کی دستاویز لکھ رہے تھے اور اس میں سہیل نے ایک شرط یہ رکھی تھی کہ اگر ہمارا کوئی آدمی آپ کے ہاں پناہ لے، (خواہ آپ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو) تو آپ کو اسے ہمارے حوالے کرنا ہوگا، تا کہ اس کے متعلق کوئی فیصلہ کرنے میں ہم آزاد ہوں، سہیل اس شرط پر اڑ گیا اور اصرار کرنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شرط کو قبول کر لیں، مسلمان اس شرط پر کسی طرح راضی نہ تھے اور اسلامی لشکر میں اس پر بڑی تشویش تھی، لیکن چونکہ اس شرط پر سہیل اڑا ہوا تھا اور اس کے بغیر صلح کے لئے تیار نہیں تھا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط بھی تسلیم کر لی اور ابو جندل بن سہیلؓ کو ان کے والد سہیل بن عمرو کے سپرد کر دیا، (جو اس وقت مکہ سے فرار ہو کر بیڑی کو گھسیٹتے ہوئے مسلمانوں کے پاس پہنچے تھے)، شرط کے مطابق مدت صلح میں (مکہ سے فرار ہو کر) جو بھی آتا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو واپس کر دیتے، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوتا، اس مدت میں بعض مؤمن خواتین بھی ہجرت کر کے مکہ سے آئیں، ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بھی ان میں سے ہیں، جو اس مدت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تھیں، ان کے گھر والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مطالبہ کیا کہ انہیں واپس کر دیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے مومن خواتین کے متعلق وہ آیت نازل کی جو شرط کے مناسب تھی، (کہ عورتوں کو مشرکین کے حوالے نہ کیا جائے کہ اس سے معاہدے کی خلاف ورزی لازم نہیں آتی، اس لئے کہ معاہدے کی شرط میں عورتوں کا ذکر نہیں تھا)۔

٣٩٤٦ : قَالَ ٱبْنُ شِهَابٍ : وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَنَّ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ، قالَتْ : إِنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ كانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هاجَرَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهٰذِهِ الآيَةِ : «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ» .

وَعَنْ عَمِّهِ قَالَ : بَلَغَنَا حِينَ أَمَرَ ٱللَّهُ رَسُولَهُ ﷺ أَنْ يَرُدَّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ ما أَنْفَقُوا عَلَى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ ، وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيرٍ : فَذَكَرَهُ بِطُولِهِ . [ر : ١٦٠٨]

ترجمہ

ابن شہابؒ نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آیت ﴿يا أيها النبي إذا جاءك المؤمنات﴾ کے نازل ہونے کی وجہ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے آنے والی خواتین کو پہلے آزماتے تھے، اور ان کے چچا سے روایت ہے کہ ہمیں وہ حدیث بھی معلوم ہے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ جو مسلمان خواتین ہجرت کر کے چلی آتی ہیں، ان کے شوہروں کو وہ سب کچھ واپس کر دیا جائے جو وہ اپنی بیویوں کو دے چکے ہیں، اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ابو بصیر، پھر انہوں نے تفصیل کے ساتھ حدیث بیان کی۔

٣٩٤٩/٣٩٤٧ : حدّثنا قُتَيْبَةُ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ عَبْدَ ٱللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ ، فَقَالَ : إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كما صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ ، فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ ، مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ كانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عامَ الحُدَيْبِيَةِ .

ترجمہ

حضرت نافع کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ فتنہ کے زمانے میں (جب حجاج بن یوسف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے جنگ کرنے مکہ معظّمہ آیا تھا) عمرے کے ارادے سے نکلے، تو آپ نے فرمایا کہ ہم بیت اللہ سے روکے گئے تو ہم وہی طریقہ اختیار کریں گے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا، چنانچہ آپ نے صرف عمرے کا احرام باندھا، اس وجہ سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیبیہ کے سال صرف عمرے کا احرام باندھا تھا۔

(٣٩٤٨) : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيٰ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ : أَنَّهُ أَهَلَّ وَقَالَ : إِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كما فَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ ، حِينَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ ، وَتَلَا : «لَقَدْ كانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ» .

ترجمہ

حضرت نافع کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمر نے عمرے کا احرام باندھا اور فرمایا کہ اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ ہوئی تو البتہ میں وہی کروں گا جیسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، جب کہ کفار قریش نے آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ ڈالی تھی اور پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة﴾ ''یقیناً تم لوگوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے''۔

(۳۹۴۹) : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْماءَ : حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ عُبَيْدَ ٱللهِ ٱبْنَ عَبْدِ ٱللهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ أَخْبَرَاهُ : أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ ٱللهِ بْنَ عُمَرَ . وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ ٱللهِ قالَ لَهُ : لَوْ أَقَمْتَ الْعَامَ ، فَإِنِّي أَخافُ أَنْ لَا تَصِلَ إِلَى الْبَيْتِ ، قالَ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ ، فَنَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ هَدَايَاهُ ، وَحَلَقَ وَقَصَّرَ أَصْحَابُهُ . وَقالَ : أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ عُمْرَةً ، فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ ، وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ، فَسَارَ سَاعَةً ، ثُمَّ قالَ : ما أُرَى شَأْنَهُمَا إِلَّا وَاحِدًا ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي ، فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ، وَسَعْيًا وَاحِدًا ، حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا . [ر : ۱۵۵۸]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادوں یا کسی ایک صاحبزادے نے ان سے کہا کہ اگر اس سال آپ (عمرہ کرنے) نہ جاتے تو بہتر تھا، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آپ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے تو کفار قریش نے بیت اللہ پہنچنے سے روک دیا، چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قربانی کے جانور وہیں ذبح کر دیئے اور سر کے بال منڈوا دیئے، صحابہ نے بھی بال چھوٹے کروا دیئے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر ایک عمرہ واجب کر دیا ہے، (اور اسی طرح تمام صحابہ پر بھی عمرہ واجب ہو گیا)، اس لئے آج اگر مجھے بیت اللہ تک جانے دیا گیا تو میں بھی طواف کروں گا اور اگر مجھے بھی روک دیا گیا تو میں بھی وہی کروں گا جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، پھر تھوڑی دور چلے اور فرمایا: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرے کے ساتھ حج کو بھی ضروری قرار دے دیا ہے اور فرمایا کہ میری نظر میں حج اور عمرہ دونوں ایک ہی جیسے ہیں کہ ان میں سے کسی کے لئے بھی احرام باندھنے کے بعد اسے اس کی ادائیگی سے روک

دیا جائے، تو اس سے حلال ہونا جائز ہوتا ہے، پھر آپ نے ایک طواف کیا اور ایک سعی کی، (جس دن مکہ پہنچے) اور آخر دونوں ہی کو پورا کیا۔

٣٩٥٠/٣٩٥١ : حدّثني شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ : سَمِعَ النَّضْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا صَخْرٌ ، عَنْ نَافِعٍ قالَ : إِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ ، وَلٰكِنْ عُمَرُ يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ أَرْسَلَ عَبْدَ ٱللهِ إِلَى فَرَسٍ لَهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، يَأْتِي بِهِ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ ، وَعُمَرُ لَا يَدْرِي بِذٰلِكَ ، فَبَايَعَهُ عَبْدُ ٱللهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ ، فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ ، وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ، قالَ : فَٱنْطَلَقَ ، فَذَهَبَ مَعَهُ حَتَّى بَايَعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ، فَهِيَ الَّتِي يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ .

(٣٩٥١) : وَقالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ : أَخْبَرَنِي نَافِعٌ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّاسَ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ ، تَفَرَّقُوا فِي ظِلَالِ الشَّجَرِ ، فَإِذَا النَّاسُ مُحْدِقُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ : يَا عَبْدَ ٱللهِ ، ٱنْظُرْ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ أَحْدَقُوا بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ ؟ فَوَجَدَهُمْ يُبَايِعُونَ ، فَبَايَعَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عُمَرَ ، فَخَرَجَ فَبَايَعَ .

ترجمہ

حضرت نافع کی روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ حضرت عمرؓ سے پہلے مسلمان ہوئے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، حضرت عمرؓ نے حدیبیہ کے روز عبداللہ بن عمر کو اپنا گھوڑا لانے کے لئے بھیجا، جو ایک انصاری صحابی کے پاس تھا کہ اس پر سوار ہو کر جنگ کریں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیعت لے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کو ابھی اس کی اطلاع نہیں ہوئی تھی، عبداللہ بن عمرؓ نے پہلے بیعت کی، پھر گھوڑا لینے گئے، جس وقت وہ اسے لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آئے، تو آپ جنگ کے لئے اپنی زرہ پہن رہے تھے، انہوں نے اس وقت حضرت عمرؓ کو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں۔ کہا: پھر آپ اپنے صاجزادے کو لے کر گئے اور بیعت کی، اتنی سی بات تھی جس پر لوگ اب کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے پہلے حضرت ابن عمر اسلام لائے تھے۔

٣٩٥٢ : حدّثنا ٱبْنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا يَعْلَى : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ، حِينَ ٱعْتَمَرَ ، فَطَافَ فَطُفْنَا مَعَهُ ، وَصَلَّى

فَصَلَّيْنَا مَعَهُ ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، فَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ .
[ر : ١٥٢٣]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کی روایت ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ القضاء کیا، تو ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا تو ہم نے بھی طواف کیا، آپ نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی نماز پڑھی، اور آپ نے صفا اور مروہ کی سعی بھی کی اور ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل مکہ سے حفاظت بھی کرتے تھے، تا کہ کوئی تکلیف دہ بات پیش نہ آئے۔

تشریح

عبداللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ کے شر اور ان کی ایذا رسانی کے خوف سے چھپائے ہوئے تھے اور آپ کو گھیرے میں لے کر چلتے تھے۔ حدیث میں عمرۃ القضاء کا ذکر ہے، جس کا فیصلہ حدیبیہ کے موقعہ پر ہوا تھا، اس لئے یہ حدیث امام بخاریؒ نے یہاں ذکر کی ہے۔

٣٩٥٣ : حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ إِسْحٰقَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ : حَدَّثَنَا مالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا حَصِينٍ قالَ : قالَ أَبُو وَائِلٍ : لَمَّا قَدِمَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ مِنْ صِفِّينَ أَتَيْنَاهُ نَسْتَخْبِرُهُ ، فَقَالَ : ٱتَّهِمُوا الرَّأْيَ ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَمْرَهُ لَرَدَدْتُ ، وَٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، وَما وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ قَبْلَ هٰذَا الْأَمْرِ ، ما نَسُدُّ مِنْهَا خُصْمًا إِلَّا ٱنْفَجَرَ عَلَيْنَا خُصْمٌ ما نَدْرِي كَيْفَ نَأْتِي لَهُ .

ترجمہ

حضرت ابو وائل کا بیان ہے کہ حضرت سہل بن حنیف جنگ صفین سے واپس آئے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، حالات معلوم کرنے کے لئے انہوں نے فرمایا کہ اس جنگ کے بارے میں تم اپنی رائے اور فکر متہم نہ کرو، میں صلح حدیبیہ میں بھی موجود تھا، اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ماننے سے انکار ممکن ہوتا، تو میں اس دن ضرور حکم کی خلاف ورزی کرتا، (اور قریش سے لڑتا) اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں کہ جب ہم نے کسی مشکل کام کیلئے اپنی تلواروں کو اپنے کندھوں پر رکھا، تو صورت حال آسان ہوگئی اور ہم نے مشکل حل کر لی، لیکن یہ معاملہ پہلے کے تمام معاملات سے مختلف ہے، اس میں ہم ایک کنارے کو ٹھیک کرتے ہیں تو دوسرا بگڑ جاتا ہے، کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ مسئلہ کیسے حل ہوگا۔

تشریح

جنگ صفین حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ہوئی، اس جنگ میں حضرت سعد بن حنیف نے توقف کیا، تو لوگوں نے ان پر ملامت کی، تو حضرت سہل نے فرمایا: "اتهموا الرأي" مجھ پر عیب کیوں لگاتے ہو، اپنی رائے پر عیب لگاؤ۔ میں یوم ابوجندل، یعنی: صلح حدیبیہ میں موجود تھا، جب ابوجندل مسلمانوں کے پاس پہنچا، تو میری رائے یہ تھی کہ ان کو کافروں کے حوالے نہ کیا جائے، بلکہ ان سے لڑا جائے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی میرے لئے مشکل تھی، ان کی رائے پر عمل کیا تو نتیجہ اچھا اور انجام بہتر ہوا، جب کہ وہاں کفر اور اسلام کا معاملہ تھا اور یہاں تو مسلمانوں کے آپس کا مسئلہ ہے، یہ اتنا پیچیدہ ہے کہ ایک جانب بند نہیں کرتے تو اس کی دوسری جانب پھٹ جاتی ہے، فتنہ کا یہ دروازہ کیسے بند ہو سمجھ میں نہیں آتا۔

٣٩٥٥/٣٩٥٤ : حدّثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ زَمَنَ الحُدَيْبِيَةِ ، وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي ، فَقَالَ : (أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ) . قُلْتُ : نَعَمْ ، قالَ : (فَٱحْلِقْ ، وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ ، أَوِ ٱنْسُكْ نَسِيكَةً) . قالَ أَيُّوبُ : لَا أَدْرِي بِأَيِّ هٰذَا بَدَأَ .

ترجمہ

حضرت کعب بن عجرہ کی روایت ہے کہ آپ عمرہ حدیبیہ کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو جوئیں آپ کے چہرے پر گر رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ جوئیں جو تمہارے سر سے گر رہی ہیں تکلیف دہ ہیں؟ آپ نے عرض کی: جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سر منڈوا لو اور تین دن روزہ رکھ لو، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، یا کوئی قربانی کر ڈالو، (فدیہ کے طور پر)۔ ایوب نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان تینوں امور میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کون سی بات ارشاد فرمائی۔

(٣٩٥٥) : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بِالحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ ، وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُونَ ، قالَ : وَكَانَتْ لِي وَفْرَةٌ ، فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَّاقَطُ عَلَى وَجْهِي ، فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : (أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ) . قُلْتُ : نَعَمْ ، قالَ :

وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: «فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ». [ر: ۱۷۱۹]

ترجمہ

حضرت کعب بن عجرہؓ کی روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے، ادھر مشرکین ہمیں بیت اللہ تک جانے نہیں دیتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میرے سر پر بال بڑے بڑے تھے جس سے جوئیں میرے چہرے پر گرنے لگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا: کیا یہ جوئیں تکلیف دہ ہیں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آیت نازل ہوئی، پس اگر تم میں کوئی مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف دہ چیز ہو، پس اسے بال منڈوا دینا چاہیے اور تین دن کے روزے یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دینا چاہیے۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کیلئے تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں: "وفرة"، "لمّة"، "جمّة".
"وفرہ": جو کانوں کی لو تک ہوں، جو بال وفرہ سے بڑھ کر گردن تک پہنچ جائیں، انہیں "لمّة" کہتے ہیں، اگر بال منکبین تک پہنچ جائیں تو وہ "جمّة" کہلاتے ہیں، ان سب کو ایک لفظ "ولج" میں جمع کیا گیا ہے۔

٣٤ - باب: قِصَّةُ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ.

۶ھ کو عکل اور عرینہ کا ایک وفد جس میں چار عرینہ کے، تین قبیلہ عکل کے اور ایک کسی دوسرے قبیلہ کا تھا، آٹھ آدمی آپ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے، لیکن مدینہ منورہ کی آب وہوا ان پر موافق نہ آئی اور بیمار ہو گئے، کہنے لگے: ہم اونٹ اور بکری پالتے ہیں، جنگلات میں چراتے ہیں، شہر اور آبادی میں رہنے کی عادت نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے باہر اپنے اونٹوں کے پاس جانے کی اجازت دی اور فرمایا: اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پی لو، ٹھیک ہو جاؤ گے، یہ لوگ گئے اور دودھ اور پیشاب کے استعمال سے صحت مند ہو گئے، تو ان اونٹنیوں کے نگہبان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے حضرت یسار کو انہوں نے قتل کیا اور اونٹ لے کر بھاگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے بیس آدمی حضرت کرز بن جابر فہری کی قیادت میں ان کے تعاقب کے لئے روانہ کئے، انہوں نے ان سب کو گرفتار کر لیا، اس لئے آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ان پر راستہ تنگ کر دے۔ آخر یہی ہوا کہ وہ راستہ بھول کر پکڑے گئے اور گرفتار کئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قتل کا حکم دیا، ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی، ان

کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر حرہ (ایک پتھریلی زمین) کے ایک جانب میں ان کو ڈال دیا گیا، اس طرح وہ سب وہیں مر گئے۔

۳۹۵۶/۳۹۵۷ : حدثني عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ : أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ : أَنَّ نَاسًا مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ ، قَدِمُوا الْمَدِينَةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ ، فَقَالُوا : يَا نَبِيَّ اللهِ ، إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ ، وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ ، وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ ، فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا ، فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ ، وَقَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ ، وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ ، وَتُرِكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ .

قَالَ قَتَادَةُ : بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ ، وَيَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ .

وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبَانُ وَحَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ : مِنْ عُرَيْنَةَ . وَقَالَ يَحْيٰى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَأَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ : قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ قبیلۂ عکل کے کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے اور اسلام میں داخل ہو گئے، پھر انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم مویشی رکھتے ہیں، کھیت وغیرہ ہمارے پاس نہیں ہیں اور انہیں مدینہ کی آب وہوا ناموافق آئی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اونٹ اور ایک چرواہا ان کے ساتھ کر دیا، اور فرمایا کہ انہی اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پیو (تو تمہیں صحت ہو جائیگی)، وہ لوگ چراگاہ کی طرف گئے، لیکن مقام ''حرہ'' کے کنارے پہنچتے ہی وہ اسلام سے پھر گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا، (چرواہے کا نام ''یسار'' تھا۔ جب یہ لوگ اونٹ لے کر بھاگنے لگے تو انہوں نے مزاحمت کی، اس پر انہوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے، ان کی آنکھوں میں کانٹے گھاڑ دیئے، جس سے ان کی شہادت ہوئی) اور اونٹوں کو لے کر بھاگنے لگے، اس کی اطلاع جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی، تو آپ نے چند صحابہ کو ان کے پیچھے دوڑایا، (وہ پکڑ کر مدینہ لائے گئے)، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ان کی آنکھوں میں بھی گرم سلائیاں پھیر دی گئی، (کیونکہ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا) اور انہیں ''حرہ'' کے کنارے پر چھوڑ دیا گیا، آخر وہ اسی حالت میں مر گئے۔

حضرت قتادہ نے بیان کیا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد صدقہ کا حکم دیا،

اور مثلہ کرنے (مقتول کی لاش بگاڑنے) یا ایذا دے کر قتل کرنے سے منع کیا، اور شعبہ، ابان اور حماد نے قتادہ کے واسطے سے بیان کیا کہ یہ لوگ عرینہ کے قبیلے کے تھے، (عکل کا نام نہیں لیا) اور یحییٰ بن کثیر اور ایوب نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ قبیلہ عکل کے کچھ لوگ آئے۔

(٣٩٥٧) : حدَّثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ، أَبُو عُمَرَ الحَوْضِيُّ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَالحَجَّاجُ الصَّوَّافُ قالَ : حَدَّثَنِي أَبُو رَجاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ ، وَكانَ مَعَهُ بِالشَّأْمِ : أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اسْتَشَارَ النَّاسَ يَوْمًا ، قالَ : ما تَقُولُونَ في هٰذِهِ الْقَسامَةِ ؟ فَقَالُوا : حَقٌّ قَضَى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَضَتْ بِهَا الخُلَفَاءُ قَبْلَكَ ، قالَ : وَأَبُو قِلَابَةَ خَلْفَ سَرِيرِهِ ، فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ : فَأَيْنَ حَدِيثُ أَنَسٍ في الْعُرَنِيِّينَ ؟ قالَ أَبُو قِلَابَةَ : إِيَّايَ حَدَّثَهُ أَنَسُ بْنُ مالِكٍ .

قالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ ، عَنْ أَنَسٍ : مِنْ عُرَيْنَةَ . وَقالَ أَبُو قِلَابَةَ ، عَنْ أَنَسٍ : مِنْ عُكْلٍ ، ذَكَرَ الْقِصَّةَ . [ر : ٢٣١]

ترجمہ

ابوقلابہ کے مولیٰ ابورجاء نے بیان کیا کہ وہ ابوقلابہ کے ساتھ شام میں تھے، کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن لوگوں سے مشورہ کیا کہ اس ''قسامہ'' کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس کا فیصلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین آپ سے پہلے کرتے رہے ہیں۔ ابورجاء نے بیان کیا کہ اس وقت ابوقلابہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے تھے۔ عتبہ بن سعد نے کہا کہ پھر قبیلہ عرینہ کے لوگوں کے بارے میں حضرت انسؓ کی حدیث کا کیا کریں گے؟ اس پر ابوقلابہ نے کہا کہ انس نے خود مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ عبدالعزیز بن صہیب نے اپنی روایت میں حضرت انسؓ کے حوالہ سے صرف مدینہ کا نام لیا اور ابوقلابہ نے اپنی روایت میں صرف عکل کا نام لیا اور واقعہ بیان کیا۔

تشریح

ا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ اور تعذیب بالنار سے منع فرمایا ہے، تو پھر ان قبیلوں والوں کو یہ سزا کیوں دی گئی؟ جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ نزول حدود اور نہی عن المثلہ سے پہلے کا ہے، اس لئے یہ منسوخ ہے۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ انہوں نے یسار کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا، تو قصاصاً ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا، اور یا یہ کہا جائے گا کہ آپ نے ان کے ساتھ تعزیراً یہ معاملہ کیا تھا، تا کہ دیگر کے لئے باعث عبرت بنے۔

۲۔قسامت کی صورت یہ ہے کہ کسی محلّہ میں ایک شخص کی لاش ملی، لیکن قاتل کا پتہ نہیں لگ سکا، تو شوافع کے نزدیک مقتول کے اولیاء کو پچاس قسمیں کھلائیں گے کہ اس مقتول کے قاتل یہی ہیں، ان قسموں کے بعد ان کو دیت کا حق حاصل ہو جائے گا۔احناف کے ہاں مدعی اولیاء مقتول پر بینہ لازم ہے، اگر وہ بینہ سے عاجز ہوں تو علیہم (جن پر تہمت لگائی گئی ہے) میں سے پچاس آدمیوں سے قسم لی جائیگی، جن کا انتخاب مقتول کا وارث کرے گا، ان میں سے ہر شخص یہ قسم کھائے کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ ہم جانتے ہیں کہ اس کا قاتل کون ہے؟ اگر قسمیں اٹھالیں تو بری ہو جائیں گے، ورنہ انہیں دیت دینی پڑے گی۔

٣٥ - باب : غَزْوَةُ ذَاتِ الْقَرَدِ .

غزوۂ ذات القرد کا بیان

وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِي أَغارُوا عَلَى لِقَاحِ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ .

''ذی قرد'' یا ''ذات قرد'' ایک چشمے کا نام ہے جو بلاد غطفان میں واقعہ ہے، جو مدینہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے۔تمام اصحاب سیر اس غزوہ کو حدیبیہ سے پہلے لکھتے ہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ یہ غزوہ ربیع الاول ٦ھ میں ہوا، لیکن امام بخاریؒ کے مطابق یہ غزوہ خیبر سے صرف تین دن پہلے ہوا۔حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ رعینہ بن حفص نزاری نے قیام قرد میں آپ کی اونٹنیوں پر کئی مرتبہ حملہ کیا، تو جس ذی قرد کا ذکر عام اہل سیر نے کیا ہے، وہ حدیبیہ سے پہلے پیش آیا ہے، امام بخاریؒ نے جس غزوۂ ذی قرد کا ذکر کیا ہے، یہ دوسرا واقعہ ہے، یہ حدیبیہ کے بعد پیش آیا۔

٣٩٥٨ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا حاتِمٌ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قالَ : سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُولُ : خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالْأُولَى ، وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَرْعَى بِذِي قَرَدٍ ، قالَ : فَلَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ : أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، قُلْتُ : مَنْ أَخَذَهَا ؟ قَالَ: غَطَفَانُ ، قالَ : فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخاتٍ : يَا صَبَاحَاهُ ، قالَ : فَأَسْمَعْتُ ما بَيْنَ لَابَتَيِ المَدِينَةِ ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتَّى أَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ أَخَذُوا يَسْتَقُونَ مِنَ المَاءِ ، فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ بِنَبْلِي ، وَكُنْتُ رَامِيًا ، وَأَقُولُ :

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعْ

وَأَرْتَجِزُ ، حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ ، وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلَاثِينَ بُرْدَةً . قَالَ : وَجَاءَ النَّبِيُّ

صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسُ ، فَقُلْتُ : يَا نَبِيَّ ٱللهِ ، قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ ، فَٱبْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ ، فَقَالَ : (يَا ٱبْنَ الْأَكْوَعِ ، مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ) . قَالَ : ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِي رَسُولُ ٱللهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ . [ر : ٢٨٧٦]

ترجمہ

یزید بن عبیدؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے سنا کہ فجر کی اذان سے قبل میں مدینہ سے باہر غابہ (صحرا) کی طرف نکلا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں ذات القرد میں چرا کرتی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر مجھے عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام ملے اور کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں لوٹ لی گئیں۔ میں نے پوچھا کہ کس نے انہیں لوٹا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ قبیلہ غطفان والوں نے۔ فرمایا کہ پھر میں تین مرتبہ زور زور سے چیخا کہ ''یا صباحاہ'' اور کہا کہ میں نے اپنی آواز مدینہ کے دونوں کناروں تک پہنچا دی، اس کے بعد ممکنہ سرعت کے ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور آخر انہیں پایا، اس وقت وہ پانی پینے کے لئے اترے تھے، میں نے ان پر تیر برسانے شروع کر دئے، میں تیراندازی میں ماہر تھا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں ابن اکوع ہوں، آج ذلیلوں کی ہلاکت کا دن ہے، میں یہی رجز پڑھتا جارہا تھا اور آ کر اونٹنیاں ان سے چھڑا دیں، بلکہ ان کی تیس چادریں بھی میرے قبضہ میں آگئیں۔ کہا کہ اس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کو ساتھ لے کر آگئے، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے ان لوگوں کو پانی نہیں پینے دیا اور ابھی وہ پیاسے ہیں، آپ فوراً ان کے تعاقب کے لئے لوگوں کو بھیج دیجئے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن اکوع! جب کسی پر قابو پالیا تو نرمی اختیار کیا کرو اور کہا کہ پھر ہم واپس آگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی اونٹنیوں پر پیچھے بیٹھا کر لائے، یہاں تک کہ ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔

٣٦ – باب : غَزْوَةِ خَيْبَرَ .

غزوۂ خیبر کا بیان

مدینہ سے جلاوطن ہو کر یہود خیبر میں آباد ہو گئے، تو مکہ کے مشرکین کو اور مدینہ کے منافقین کو مسلمانوں کے خلاف ابھارنے لگے، تو محرم ۷ھ کو چودہ سو پیادہ اور دو سو سوار کل سولہ سو صحابہ لے کر آپ مدینہ سے چھیانوے میل کی مسافت پر شام کی طرف خیبر روانہ ہوئے۔ حضرت ام سلمہ آپ کے ساتھ تھیں، جب کہ آپ نے مدینہ میں حضرت سباع بن غرفطہ کو قائم مقام بنایا، فیصلے کے لئے صبح کا انتظار تھا، صبح جب یہودی کام کرنے نکلے، آپ کو دیکھا تو پکارا: ''واللہ

محمد والخميس" لشکر نے خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کیا اور کئی قلعے فتح کئے، لیکن قلعہ وطیح وسلالم کا چودہ دن تک محاصرہ رہا، مجبوراً یہود صلح پر آمادہ ہوئے، آپ نے فرمایا کہ صلح اس شرط پر منظور ہے کہ سونا، چاندی اور سامان حرب سب خیبر میں چھوڑ دو، اس کے بعد انہوں نے درخواست کی کہ انہیں خیبر ہی میں رہنے دیا جائے اور خیبر کے باغات کی پیداوار کا نصف ہم آپ کو دیں گے، آپ نے اجازت دی، چودہ یا پندرہ صحابہ شہید ہوئے، جب کہ انتالیس یہودی مارے گئے تھے۔

۳۹۵۹ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ : أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عامَ خَيْبَرَ ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ ، وَهْيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ ، صَلَّى الْعَصْرَ ، ثُمَّ دَعا بِالْأَزْوادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ ، فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا ، ثُمَّ قامَ إِلَى المَغْرِبِ ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ . [ر : ٢٠٦]

ترجمہ

سوید بن نعمان کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ وہ بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے، کہتے ہیں جب ہم مقام ''صہباء'' میں پہنچے جو خیبر کے نشیب میں واقعہ ہے، تو حضور نے عصر کی نماز پڑھی، پھر آپ نے توشۂ سفر منگوایا، ستو کے سوا اور کوئی چیز آپ کی خدمت میں نہیں لائی گئی، اس ستو میں آپ کے حکم سے پانی ڈالا گیا اور وہی آپ نے بھی تناول فرمایا اور ہم نے بھی کھایا، اس کے بعد مغرب کی نماز کے لئے آپ کھڑے ہو گئے (چونکہ آپ باوضو تھے) اس لئے آپ نے صرف کلی کی اور ہم نے بھی اس نماز کے لئے نئے سرے سے وضو نہیں کیا۔

۳۹٦٠ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ : حَدَّثَنَا حاتِمُ بْنُ إِسْماعِيلَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ ، فَسِرْنَا لَيْلاً ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ : يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلاً شَاعِرًا حَدَّاءً ، فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ :

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ ما اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اتَّقَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (مَنْ هٰذَا السَّائِقُ) . قَالُوا : عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ ، قَالَ : (يَرْحَمُهُ ٱللهُ) . قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ ٱللهِ ، لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ ؟ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ

حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ ، ثُمَّ إِنَّ ٱللَّهَ تَعَالَى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ ، فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ ، أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (مَا هٰذِهِ النِّيرَانُ ؟ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ) . قَالُوا : عَلَى لَحْمٍ ، قَالَ : (عَلَى أَيِّ لَحْمٍ) . قَالُوا : لَحْمُ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَهْرِيقُوهَا وَٱكْسِرُوهَا) . قَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا ؟ قَالَ : (أَوْ ذَاكَ) . فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا ، فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ ، وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ ، فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ ، قَالَ : فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ : رَآنِي رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ : (مَا لَكَ) . قُلْتُ لَهُ : فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي ، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (كَذَبَ مَنْ قَالَهُ ، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ – وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ – إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ ، قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ) . حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا حَاتِمٌ ، قَالَ : (نَشَأَ بِهَا) . [ر : ٢٣٤٥]

ترجمہ

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے، رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا تو قوم میں سے ایک صاحب نے عامر سے کہا: عامر کچھ (رجز سناؤ)، حضرت عامرؓ شاعر تھے، اس فرمائش پر وہ حدی خوانی کرنے لگے، کہا: اے اللہ! اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کرتے نہ ہم نماز پڑھتے، پس ہماری مغفرت کر دیجئے، جب تک ہم زندہ رہیں ہماری جانیں آپ کے راستے میں فدا ہیں، اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھئے، ہم پر سکینت اور طمانینت نازل فرمائیے، ہمیں جب باطل کی طرف بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں، آج چلا چلا کر ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں، (حسب عادت حدی سن کر اونٹ تیز چلنے لگے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون حدی خوانی کر رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عامر بن اکوع۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے تو انہیں شہادت کا مستحق قرار دے دیا، کاش ابھی اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے، پھر ہم خیبر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا، (محاصرہ بہت سخت اور طویل تھا)، اس لئے اس دوران ہمیں سخت بھوک اور فاقوں سے گزرنا پڑا، آخر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عنایت فرما دی، جس دن قلعہ فتح ہونا تھا اس کی رات جب ہوئی تو لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ آگ کیسی ہے، کس چیز کے لئے اسے جگہ جگہ جلا رکھا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ گوشت پکانے کے لئے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کس چیز کا گوشت ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ پالتو گدھوں کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسا کیوں نہ کریں کہ گوشت کو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں۔ آپ نے فرمایا کہ یوں ہی کرلو، پھر دن میں جب صحابہ نے جنگ کے لئے صف بندی کی تو چونکہ حضرت عامرؓ کی تلوار چھوٹی تھی، اس لئے جب انہوں نے ایک یہودی کی پنڈلی پر جھک کر وار کرنا چاہا تو خود انہی کی تلوار کی دھار سے ان کی پنڈلی کا اوپر کا حصہ زخمی ہوگیا، آپ کی شہادت اسی سے ہوگئی۔ کہا کہ جب لشکر واپس ہو رہا تھا تو حضرت سلمہ بن اکوع کا بیان ہے کہ مجھے حضور نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عامر کا سارا عمل اکارت ہوگیا، (کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے وفات ہوئی)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے، انہیں تو دوہرا اجر ملے گا، پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ساتھ ملایا، انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا، شاید ہی کوئی عرب ہو جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی، ان سے حاتم نے بیان کیا۔

تشریح

"قلَّ عربي مشى بها مثله" ''ایسا عربی جو زمین پر چلا ہو عامر کی طرح بہت کم ہے'' اور بعض نسخوں میں ہے: "مشى بها مثله" کا مطلب یہ ہے کہ کوئی دوسرا اعربی عامر کے مماثل نہیں، وہ تو بے مثال آدمی تھا۔

۳۹٦۱/۳۹٦۲ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا مالِكٌ ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَتَى خَيْبَرَ لَيْلاً ، وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِرْ بِهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ ، فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتِ الْيَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكاتِلِهِمْ ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قالُوا : مُحَمَّدٌ وَٱللهِ ، مُحَمَّدٌ وَالخَمِيسُ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (خَرِبَتْ خَيْبَرُ ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ) .

ترجمہ

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کی وقت خیبر پہنچے، آپ کا معمول تھا جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لئے رات کے وقت موقعہ پر پہنچتے، تو فوراً ہی حملہ نہ کرتے، بلکہ صبح تک انتظار کرتے، چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے، لیکن جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو مشورہ کرنے لگے کہ محمد خدا کی قسم! محمد لشکر لے کر آ گئے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی قوم کے میدان

میں اتر جاتے ہیں تو تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے''۔

تشریح

المساحي: جمع ہے "مسحاة" کی، کدال کے معنی ہیں، جب کہ المکاتل: "مکتل" کی جمع ہے، ٹوکری کے معنی ہیں۔ "قالوا محمد واللّٰه، محمد والخمیس" یعنی: محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمعہ لشکر آ گئے، لشکر کو "خمیس" اس لئے کہتے ہیں کہ وہ پانچ حصوں میں تقسیم ہوتا۔ میمنہ، میسرہ، قلب، مقدمہ، ساقہ۔

(٣٩٦٢) : أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ عُيَيْنَةَ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ مُحَمَّدِ ٱبْنِ سِيرِينَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : صَبَّحْنَا خَيْبَرَ بُكْرَةً ، فَخَرَجَ أَهْلُهَا بِالْمَسَاحِي ، فَلَمَّا بَصُرُوا بِالنَّبِيِّ ﷺ قَالُوا : مُحَمَّدٌ وَٱللهِ ، مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (ٱللهُ أَكْبَرُ ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ) . فَأَصَبْنَا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ ، فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ : (إِنَّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ ، فَإِنَّهَا رِجْسٌ) .
[ر : ٣٦٤]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ ہم خیبر صبح کے وقت پہنچے، (رات کے وقت ہی پہنچے تھے، لیکن میدان میں صبح پہنچے) یہود اپنے پھاوڑا وغیرہ لے کر باہر آئے، لیکن جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو چلانے لگے، کہ محمد خدا کی قسم! لشکر لے کر آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے، یقیناً جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جائیں، تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے''۔ پھر وہاں ہمیں گدھے کا گوشت ملا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرماتے ہیں کہ یہ ناپاک ہے۔

تشریح

"حمر وحشية" کا گوشت بالاتفاق جائز ہے اور حمر اہلیہ کا گوشت حرام ہے، یا تو اس لئے کہ یہ بار برداری کا جانور ہے، اگر اس کا گوشت کھانا شروع کیا تو سواری اور بار برداری میں مشکل پیش آئیگی، کسی نے کہا: گندگی کھاتا ہے، اس لئے حرام ہے، نیز حدیث میں ہے کہ نجس ہے، اس لئے بھی حرام ہے۔

٣٩٦٣ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ جاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ : أُكِلَتِ الحُمُرُ ، فَسَكَتَ ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ ، فَقَالَ : أُكِلَتِ الحُمُرُ ، فَسَكَتَ ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ : أُفْنِيَتِ الحُمُرُ ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ : (إِنَّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ) . فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ ، وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِاللَّحْمِ . [٥٢٠٨ ، وانظر : ٣٦٤]

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی کہ گدھے کا گوشت کھایا جا رہا ہے، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی، پھر وہ دوبارہ حاضر ہوئے اور فرمایا کہ گدھے کا گوشت کھایا جا رہا ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی خاموشی اختیار کی، پھر وہ تیسری مرتبہ آئے اور عرض کی کہ گدھے ختم ہوگئے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی سے اعلان کروایا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں، چنانچہ تمام ہانڈیاں الٹ دی گئی، حالانکہ ان میں گوشت ابل رہا تھا۔

تشریح

پہلی اور دوسری مرتبہ خاموش رہنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ آپ مشغول ہوں اور سوال کی طرف آپ نے التفات نہیں کیا، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس وقت کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی، بعد میں حرمت آگئی۔

٣٩٦٥/٣٩٦٤ : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ ثَابِتٍ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ قَرِيبًا مِنْ خَيْبَرَ بِغَلَسٍ ، ثُمَّ قالَ : (ٱللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ) . فَخَرَجُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ ، فَقَتَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى ٱلذُّرِّيَّةَ ، وَكَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ ، فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ، ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا . فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ لِثَابِتٍ : يَا أَبَا مُحَمَّدٍ ، آنْتَ قُلْتَ لِأَنَسٍ : ما أَصْدَقَهَا ؟ فَحَرَّكَ ثَابِتٌ رَأْسَهُ تَصْدِيقًا لَهُ .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز خیبر کے قریب پہنچ کر

پڑھی، ابھی اندھیرا تھا، پھر فرمایا: ''اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے، خیبر برباد ہوا، یقیناً جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جائیں، تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے''۔ پھر یہود گلیوں میں دوڑتے ہوئے نکلے۔ آخر کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنگ کے قابل افراد کو قتل کرا دیا اور عورتوں و بچوں کو قید کر لیا، قیدیوں میں ام المؤمنین حضرت صفیہ بھی تھیں، آپ دحیہ کلبی کے حصے میں آئی تھیں، پھر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئیں، آپ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے مہر میں ان کو آزاد کر دیا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے ثابت سے پوچھا: ابو محمد! کیا آپ نے حضرت انسؓ سے پوچھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو کیا مہر دیا تھا؟ تو ثابت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تشریح

حضرت صفیہ بنت اخطب اور ان کی دو چچازاد بہنیں بھی ''قلعہ قموص'' کے فتح کے وقت گرفتار ہوئی تھیں، مال غنیمت کی تقسیم کے وقت یہ حضرت دحیہ کلبی کے حصے میں آئیں۔ بعض صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا شروع کیا کہ صفیہ معزز سردار کی لڑکی ہے، اس کو آپ کے پاس ہونا چاہیے تو آپ نے دحیہ کلبی سے اس کو لے لیا اور اس کے بدلے ان کی دو بہنوں کو دحیہ کلبی کے سپرد کر دیا، خلوت کے روز آپ نے کھجوروں سے ولیمہ کیا، صحابہ کو شبہ ہوا کہ ام المؤمنین ہیں یا باندی؟ طے ہوا کہ اگر حجاب ہوا تو ام المؤمنین ہیں، وگرنہ باندی۔ روانگی کے وقت اونٹ پر کپڑا کھینچ کر حجاب کیا گیا، اس سے سب نے سمجھ لیا کہ ''ام المؤمنین'' ہیں۔

(٣٩٦٥) : حدّثنا آدَمُ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قالَ : سَمِعْتُ أَنَسَ ٱبْنَ مالِكٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : سَبَى النَّبِيُّ ﷺ صَفِيَّةَ ، فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا . فَقَالَ ثابِتٌ لِأَنَسٍ : ما أَصْدَقَهَا ؟ قالَ : أَصْدَقَهَا نَفْسَهَا ، فَأَعْتَقَهَا . [ر : ٣٦٤]

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضرت صفیہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدیوں میں سے تھیں، لیکن آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر دیا۔ ثابت نے انس سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد میں انہیں مہر کیا دیا تھا، انہوں نے کہا: خود انہی کو ان کے مہر میں دیا تھا، یعنی انہیں آزاد کر دیا تھا۔

٣٩٦٦ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ، عَنْ أَبِي حازِمٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ ٱلْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا ، فَلَمَّا مالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمالَ الآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ ، وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ لا يَدَعُ لَهُمْ

شَاذَّةً وَلَا فاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ ، فَقِيلَ : ما أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كما أَجْزَأَ فُلَانٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : (أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ) . فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : أَنا صَاحِبُهُ ، قالَ : فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ ، قالَ : فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا ، فَاسْتَعْجَلَ المَوْتَ ، فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ، قالَ : (وَما ذَاكَ) . قالَ : الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ ، فَقُلْتُ : أَنَا لَكُمْ بِهِ ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا ، فَاسْتَعْجَلَ المَوْتَ ، فَوَضَعَ سَيْفَهُ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ : (إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الجَنَّةِ ، فِيما يَبْدُو لِلنَّاسِ ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ . وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ) . [ر : ٢٧٤٢]

ترجمہ

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر سمیت مشرکین کے خلاف صف آراء ہوئے اور جنگ کی، پھر جب آپ اپنے خیمہ کی طرف واپس ہوئے اور یہودی بھی اپنے خیموں میں واپس چلے گئے، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے متعلق کسی نے ذکر کیا کہ یہودیوں کا کوئی بھی فرد انہیں مل جاتا ہے، تو وہ اس کا پیچھا کر کے اس کو قتل کئے بغیر نہیں چھوڑتے۔ کہا کہ فلاں شخص ہماری طرف سے جتنی بہادری اور ہمت سے لڑا ہے شاید اتنی بہادری سے کوئی نہیں لڑا ہوگا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ ہے بہر حال اہل دوزخ میں سے۔ ایک صحابی نے اس پر کہا کہ پھر میں ان کے ساتھ ساتھ رہوں گا۔ کہا کہ پھر وہ ان کے پیچھے ہو لئے، جہاں وہ ٹھہر جاتے یہ بھی ٹھہر جاتے، جہاں وہ دوڑ کر چلتے یہ بھی دوڑ کر چلتے، کہا کہ پھر وہ صاحب جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل دوزخ ہونے کا اعلان کیا تھا، شدید زخمی ہو گئے اور چاہا کہ جلدی موت آ جائے، تو انہوں نے اپنی تلوار زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک سینے کے مقابل میں کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح خودکشی کے مرتکب ہو گئے، اب دوسرے صحابی جو ان کے پیچھے پیچھے لگے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا بات ہے؟ اس نے عرض کی کہ جن کے متعلق ابھی آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ اہل دوخ میں سے ہیں، تو لوگوں پر آپ کا یہ ارشاد بڑا شاق گزرا تھا، میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے لئے ان کے پیچھے پیچھے جاتا ہوں، چنانچہ میں اس کے ساتھ ساتھ رہا، ایک موقعہ پر جب

وہ شدید زخمی ہو گئے، تو اس خواہش میں کہ موت جلدی آ جائے، اپنی تلوار انہوں نے زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک کو سینے کے سامنے کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح خود انہوں نے اپنی جان ضائع کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان زندگی بھر بظاہر جنت والوں جیسا عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے، اس طرح دوسرا شخص بظاہر اہل دوزخ جیسا عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔

تشریح

خودکشی کرنے والے کا نام ''قزمان'' تھا اور بذریعہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا انجام معلوم ہو گیا تھا، جیسا کہ آپ نے فرمایا، اسی طرح ہوا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اس باب کے ضمن میں ذکر کرنے کی کوئی وجہ معلوم اس لئے نہیں ہوتی کہ حدیث میں ظاہری طور پر غزوۂ خیبر کا کوئی ذکر نہیں، جب کہ بعض محدثین کہتے ہیں کہ یہ پوارا واقعہ ہی غزوۂ خیبر کا ہے، جس پر آنے والی حدیث دلالت کرتی ہے۔

۳۹۶۷ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ : أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ : شَهِدْنَا خَيْبَرَ ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ : (هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ). فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتَّى كَثُرَتْ بِهِ ٱلْجِرَاحَةُ ، فَكادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ ٱلْجِرَاحَةِ ، فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ ، فَٱسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ ، فَٱشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا : يَا رَسُولَ ٱللَّهِ ، صَدَّقَ ٱللَّهُ حَدِيثَكَ ، ٱنْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ ، فَقَالَ : (قُمْ يَا فُلَانُ ، فَأَذِّنْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ ، إِنَّ ٱللَّهَ لَيُؤَيِّدُ ٱلدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ).

تَابَعَهُ مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ شَبِيبٌ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ : أَخْبَرَنِي ٱبْنُ الْمُسَيَّبِ ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ كَعْبٍ : أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ : شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ. وَقَالَ ٱبْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ : أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ : أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ : أَنَّ عُبَيْدَ ٱللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قالَ : أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ.

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ : وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ٱللَّهِ بْنُ عَبْدِ ٱللَّهِ ، وَسَعِيدٌ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . [ر : ۲۸۹۷]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ ہم غزوۂ خیبر میں موجود تھے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے متعلق جو آپ کے ساتھ تھے اور خود کو مسلمان کہتے تھے، فرمایا کہ یہ اہل دوزخ میں سے ہے، پھر جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص

بڑی پامردی سے لڑے اور بہت زخمی ہوئے، ممکن تھا کہ کچھ لوگ شبہ میں پڑ جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے متعلق کیسے ارشاد فرمایا جو اتنی پامردی سے لڑا ہے، لیکن اس شخص کے لئے زخموں کی تکلیف نا قابل برداشت تھی، چنانچہ انہوں نے اپنے ترکش میں سے تیر نکالا اور اپنے سینے میں چھبو دیا، یہ منظر دیکھ کر مسلمان دوڑتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا ارشاد سچ کر دکھایا، اس شخص نے خود اپنے سینے میں تیر چھبو کر خودکشی کر لی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فلاں! جاؤ اور اعلان کرو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوسکتا ہے، یوں اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد فاجر شخص سے بھی لے لیتا ہے۔

اس روایت کی متابعت معمر نے زہری کے واسطے سے کی اور شعیب نے یونس کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب زہری کے واسطے سے، انہیں سعید بن مسیّب اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے خبر دی، ان سے حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا، ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر میں موجود تھے، اور ابن المبارک نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے، ان سے سعید بن مسیّب نے اور ان سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے، اس روایت کی متابعت صالح نے زہری کے واسطے سے کی، اور زبیدی نے بیان کیا، انہیں زہری نے خبر دی، انہیں عبدالرحمٰن بن کعب نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن کعب نے خبر دی، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر میں موجود تھے، زہری نے بیان کیا اور مجھے عبیداللہ بن عبداللہ اور سعید بن مسیّب نے خبر دی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے۔

تشریح

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سہلؓ دونوں کی روایتوں میں معمولی فرق ہے، حضرت سعد کی روایت میں تلوار سے خودکشی کا ذکر ہے، جب کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ اس نے تیر سے اپنے آپ کو ختم کر دیا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے پہلے اس نے تیر سے خودکشی کی ہو، جب اس سے کامیابی نہ ہوئی ہو تو تلوار سے اپنے آپ کو ختم کر دیا ہو، ایک حدیث میں ایک چیز کا ذکر ہے، دوسری میں دوسری چیز کا۔

خودکشی ایک فعل حرام ہے اور حرام کے ارتکاب سے جہنمی ہونا لازمی نہیں، ممکن ہے کہ یہ شخص بظاہر اسلام کا دعوی کر رہا ہو، لیکن منافق ہو، جس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے ہوئی ہو،، یا اس نے خودکشی کرنا جائز سمجھا ہو۔

تعلیقات سے امام بخاری اس روایت کے مختلف طرق کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں اور معمر اور شعیب کی روایت کو ترجیح دینا چاہتے ہیں، جس میں خیبر کی تصریح آئی ہے، اس لئے کہ بعض طرق میں خیبر کی جگہ حنین کا ذکر ہے، امام بخاریؒ نے حنین والی روایت تعلیقاً ذکر کر کے لفظ حنین کی غلطی پر تنبیہ فرمائی۔

٣٩٦٨ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ ، أَوْ قَالَ : لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ : اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : (ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ ، إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا ، وَهْوَ مَعَكُمْ) . وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُولُ : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ، فَقَالَ لِي : (يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ) . قُلْتُ : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ : (أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ) . قُلْتُ : بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي ، قَالَ : (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) . [ر : ٢٨٣٠]

ترجمہ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر فوج کشی کی، یا یوں بیان کیا کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی جانب روانہ ہوئے، تو راستے میں لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنے لگے: ''اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ'' (اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا: ''اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو جو تم سے دور ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور بہت ہی قریب ہے، وہ تمہارے ساتھ ہے''۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا، میں نے جب ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا، آپ نے فرمایا: ''عبداللہ بن قیس''۔ میں نے کہا: لبیک یارسول اللہ! تو آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسا حکم نہ بتادوں، جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے''۔ میں نے عرض کی ضرور بتایئے یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ یہی حکم ہے: ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ''۔

تشریح

''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کے بارے میں ایک حدیث میں آتا ہے کہ ننانوے بیماریوں کے لئے شفا ہے اور اس میں ہلکی اور کم سے کم بیماری ''وہم'' ہے جس میں سکون نہیں رہتا، انسان پریشان رہتا ہے، وہم کی وجہ سے اور بہت سی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جنت کا خزانہ کہا ہے۔ اس روایت کے شروع میں ہے: ''لما توجه رسول الله صلى الله عليه وسلم''. اس سے خیبر کی طرف متوجہ ہونا مراد نہیں، بلکہ فتح خیبر کے بعد مدینہ کی

طرف متوجہ ہونا مراد ہے، کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے عقب میں تھا اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فتح خیبر کے بعد حبشہ سے آئے تھے، جیسا کہ آگے روایت آرہی ہے، اس لئے روایت میں "توجه إلى خيبر" مراد لینا درست نہیں۔ ''لاحول ولاقوۃ'' کا معنی ہے کہ بندہ اللہ کی اعانت اور مدد کے بغیر معصیت سے نہیں بچ سکتا اور اللہ کی تائید و توفیق کے بغیر کسی عمل صالح کی قوت اور قدرت نہیں۔

۳۹۶۹ : حدّثنا المَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قالَ : رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ ، فَقُلْتُ : يَا أَبَا مُسْلِمٍ ، مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ ؟ فَقَالَ : هٰذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ ، فَقَالَ النَّاسُ : أُصِيبَ سَلَمَةُ ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ .

ترجمہ

یزید بن عبید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھ کر ان سے پوچھا، کہ اے ابوسلمہ! یہ زخم کب آپ کو لگا تھا؟ انہوں نے فرمایا: غزوۂ خیبر میں۔ لوگ کہنے لگے کہ ابوسلمہ زخمی ہوگیا ہے، چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے تین مرتبہ دم فرمایا، اس کے بعد آج تک مجھے اس زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

تشریح

یہ حدیث ''ثلاثیاتِ بخاری'' میں سے ہے۔ بخاری شریف میں کل ۲۲ ثلاثیات ہیں۔ ''ثلاثیاتِ بخاری'' کا مطلب یہ ہے کہ امام بخاری اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں، ایک تبع تابعی، دوسرا تابعی، تیسرا صحابی کا، چنانچہ بخاری شریف کے حاشیے میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

۳۹۷۰ : حدّثنا عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي حازِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ سَهْلٍ قالَ : ٱلْتَقَى النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُشْرِكُونَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ ، فَٱقْتَتَلُوا ، فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى عَسْكَرِهِمْ ، وَفِي الْمُسْلِمِينَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا ٱتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهِ ، فَقِيلَ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، مَا أَجْزَأَ أَحَدٌ مَا أَجْزَأَ فُلَانٌ ، فَقَالَ : (إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ) . فَقَالُوا : أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ ، إِنْ كانَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : لَأَتَّبِعَنَّهُ ، فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ ، حَتَّى جُرِحَ ، فَٱسْتَعْجَلَ المَوْتَ ، فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ،

ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ ، فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ ، فَقَالَ : (وَمَا ذَاكَ) . فَأَخْبَرَهُ ، فَقَالَ : (إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ ، فِيما يَبْدُو لِلنَّاسِ ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ . وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ) .
[ر : ۲۷٤۲]

ترجمہ

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مشرکین کی مڈبھیڑ ہوئی اور خوب جم کر جنگ ہوئی، آخر دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں کی طرف واپس ہوئے، مسلمانوں میں ایک شخص تھے جنہیں مشرکین کی طرف کا کوئی مل جاتا تو اس کا پیچھا کر کے قتل کئے بغیر نہ رہتے۔ کہا گیا: یارسول اللہ! جتنی پامردی کے ساتھ فلاں شخص لڑا ہے، اتنی پامردی سے کوئی نہیں لڑا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو اہل دوزخ میں سے ہے۔ صحابہ نے کہا: جب یہ بھی دوزخی ہے تو ہم جیسے جنت کے کیسے مستحق ہو سکتے ہیں!! اس پر ایک صحابی نے کہا کہ میں اس کے پیچھے پیچھے رہوں گا، چنانچہ جب وہ دوڑتے یا آہستہ چلتے تو میں ان کے ساتھ ساتھ ہوتا، آخر وہ زخمی ہوئے اور چاہا کہ موت جلدی آجائے، اس لئے انہوں نے تلوار کا قبضہ زمین میں گاڑ دیا اور نوک کو سینے کے بالمقابل کر کے اس پر گر پڑا، اس طرح انہوں نے خودکشی کر لی، پھر وہ صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے تفصیل بتائی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ایک شخص بظاہر جنتیوں جیسا عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے، اسی طرح دوسرا شخص بظاہر اہل دوزخ جیسا عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے"۔

۳۹۷۱ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الخُزَاعِيُّ : حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قالَ : نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الجُمُعَةِ ، فَرَأَى طَيَالِسَةً ، فَقَالَ : كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُودُ خَيْبَرَ .

ترجمہ

ابوعمرانؒ کی روایت ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ نے (بصرہ کی مسجد میں) جمعہ کے دن لوگوں کو دیکھا کہ ان کے (سروں پر) چادریں ہیں جن پر پھول بوٹے کڑھے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس وقت خیبر کے یہودیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔

تشریح

طيالسة: جمع ہے "طیلسان" کی، بمعنی "سیاہ چادر" جو یہودی بکثرت اوڑھتے ہیں۔ حضرت انسؓ کو یہ بات اچھی معلوم نہیں ہوئی کہ ان کے ساتھ مسلمان مشابہت اختیار کریں، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود کی مخالفت کرو۔

۳۹۷۲ : حدّثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ : حَدَّثَنَا حاتِمٌ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ ، عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ ، وَكَانَ رَمِدًا ، فَقَالَ : أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، فَلَحِقَ بِهِ ، فَلَمَّا بِتْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِي فُتِحَتْ ، قالَ : (لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا ، أَوْ : لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ، يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ) . فَنَحْنُ نَرْجُوهَا ، فَقِيلَ : هٰذَا عَلِيٌّ ، فَأَعْطَاهُ ، فَفُتِحَ عَلَيْهِ . [ر : ۲۸۱۲]

ترجمہ

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ غزوۂ خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا سکے تھے، کیونکہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے، (جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے) تو انہوں نے سوچا کہ اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوے میں بھی شریک نہیں ہوں گا، چنانچہ وہ آ گئے، جس دن خیبر فتح ہونا تھا تو رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسلامی جھنڈا اس شخص کو دوں گا، یا فرمایا کہ کل علم وہ شخص لے گا جسے اللہ اور اس کا رسول محبوب رکھتے ہیں اور جس کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوگی۔ ہم سب ہی اس کے امیدوار تھے، لیکن کہا گیا کہ یہ ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور انہی کو علم دیا گیا اور انہی کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا۔

۳۹۷۳ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِي حازِمٍ قالَ : أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قالَ يَوْمَ خَيْبَرَ : (لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ) . قالَ : فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا ، فَقَالَ : (أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ) . فَقِيلَ : هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ ، قالَ : (فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ) . فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ ، فَقَالَ عَلِيٌّ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا ؟ فَقَالَ : (انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ

اَللّٰهِ فِيهِ ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِدًا ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ» .
[ر : ۲۷۸۳]

ترجمہ

حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے عزیز رکھتے ہیں۔

راویوں نے بیان کیا کہ وہ رات سب نے اس فکر میں گزاری کہ دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسے جھنڈا عطا فرماتے ہیں، صبح ہوئی تو سب خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور اس توقع کے ساتھ کہ جھنڈا انہیں ملے گا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دریافت فرمایا کہ علیؓ بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی، یارسول اللہ! وہ تو آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں بلا لاؤ۔ جب انہیں بلایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا دی، اس دعا کی برکت سے ان کی آنکھیں اتنی اچھی ہوگئیں کہ جیسے پہلے کبھی بیماری ہی نہیں تھی، حضرت علیؓ نے (جھنڈا سنبھالتے ہوئے) عرض کی، یارسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا، جب تک وہ ہمارے ہی جیسے نہ ہو جائیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں ہی چلے جاؤ۔ ان کے میدان میں اتر کر پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ اللہ کا ان پر کیا حق واجب ہے، خدا کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے، تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قلعہ پر حملہ کرنے کا ارداہ فرماتے تو مہاجرین اور انصار میں سے کسی کو منتخب فرماتے اور جھنڈا اس کے ہاتھ میں دیتے، جب قلعہ قموص کا محاصرہ کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جھنڈا دیکر بھیجا، جدوجہد کے باوجود قلعہ فتح نہ ہو سکا، دوسرے دن حضرت عمر فاروقؓ کو جھنڈا دے کر روانہ کیا، لیکن حضرت عمرؓ بھی بغیر فتح کے واپس آئے، اس پر آپ نے فرمایا: کل میں جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو محبوب رکھتے ہیں اور اس کے ہاتھ پر فتح ہوگی، چنانچہ حضرت علیؓ کو جھنڈا دیا گیا اور ''فاتح خیبر'' مشہور ہوئے۔

کیا جہاد سے قبل اسلام کی دعوت دینی ضروری ہے یا نہیں؟ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کے نزدیک

اس وقت تک کافروں سے قتال جائز نہیں جب تک انہیں اسلام کی دعوت نہ دی جائے، چاہے اس سے پہلے ان کو دعوت پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو۔ امام شافعیؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ کافروں کو دعوت الی الاسلام مطلقاً واجب نہیں۔ جمہور ائمہ کا یہ کہنا ہے کہ اگر ان کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی، تو ان کو دعوت الی الاسلام دینا واجب ہے، بغیر دعوت دیئے قتال جائز نہیں ہوگا، اگر ان کو اسلام کی دعوت پہلے پہنچی ہے، تو پھر ان کو اسلام کی دعوت دینا مستحب ہے۔

۳۹۷۶/۳۹۷۴ : حدثنا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ (ح). وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ ، عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَدِمْنَا خَيْبَرَ ، فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ، ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ ، وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا ، فَاصْطَفَاهَا النَّبِيُّ ﷺ لِنَفْسِهِ ، فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ ، فَبَنٰى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ ، ثُمَّ قَالَ لِي : (آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ). فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَتَهُ عَلٰى صَفِيَّةَ ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ، ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ ، وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهِ حَتّٰى تَرْكَبَ .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ ہم خیبر آئے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلعہ کی فتح عنایت فرمائی، تو آپ کے سامنے صفیہ بنت حی بن اخطب کی خوبصورتی کا کسی نے ذکر کیا، ان کے شوہر قتل ہوئے تھے اور ان کی شادی ابھی نئی نئی ہوئی تھی، اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے لئے لے لیا اور انہیں ساتھ لے کر آپ روانہ ہوئے، آخر جب ہم مقام ''سد الصہباء'' پہنچے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت فرمائی، پھر آپ نے ''حیس'' (کھجور کے ساتھ گھی اور پنیر ملا کر بنایا جاتا ہے) بنایا اور اسے ایک چھوٹے سے دستر خوان پر رکھ کر مجھ سے فرمایا کہ جو لوگ تمہارے قریب میں ہیں انہیں بلا لو۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (حضرت صفیہ کے ساتھ نکاح کا) یہی ولیمہ تھا، پھر ہم مدینہ کے لئے روانہ ہوئے، تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کے لئے عبا اونٹ کی کوھان میں باندھ دی، تاکہ پیچھے سے وہ انہیں پکڑے رہیں اور اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ کر اپنا گھٹنہ اس پر رکھا اور حضرت صفیہ اپنا پاؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہوئیں۔

تشریح

حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب سردار کی بیٹی تھیں، ان کا نکاح پہلے سلام بن مشکم نامی یہودی سے ہوا تھا، اس کے انتقال کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق سے ان کا عقد ہوا، کنانہ اپنی بدعہدی کی وجہ سے قتل کیا گیا، اس لئے کہ ان کے ساتھ یہ معاہدہ ہوا تھا کہ تمام یہودی سرزمین خیبر کو خالی کریں گے اور سب کچھ چھوڑ کر جائیں گے، بدن کے کپڑوں کے علاوہ کوئی چیز ساتھ نہیں لے جائیں گے، لیکن انہوں نے حی بن اخطب کا تھیلہ غائب کر دیا۔ آپ نے کنانہ بن ربیع اور اس کے بھائی وغیرہ کو بلا کر ان سے تھیلے کے متعلق معلومات کیں، تو کنانہ نے کہا کہ وہ تو لڑائی میں خرچ ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھیلے میں مال زیادہ تھا اور زمانہ بھی زیادہ نہیں گزرا، اگر تھیلہ برآمد ہو گیا تو تمہاری خیر نہیں ہوگی، آپ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ جاؤ فلاں جگہ ایک درخت کے نیچے ایک تھیلہ دبا ہوا ہے، لے آؤ، صحابی گئے، تھیلہ لے آئے، خلاف معاہدہ مال چھپانے کی وجہ سے یہ قتل کئے گئے، جس میں حضرت صفیہ کا شوہر کنانہ بھی تھا۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو اپنے لئے مال غنیمت کے حصے میں منتخب کیا، عام مسلمانوں کی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خمس کے علاوہ مال غنیمت کا حصہ ملتا تھا، اس اپنے حصے میں آپ نے حضرت صفیہ کا انتخاب کیا، یا ''صفی'' کے طور پر انتخاب کیا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مال غنیمت کے تقسیم کے وقت یہ اختیار ہوتا تھا جو چیز آپ کو پسند ہو آپ لے لیں جس کو اصطلاح میں ''صفی'' کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں حضرت صفیہ کا نام زینب تھا، جب آپ نے ''صفی'' کے طور پر ان کا انتخاب کیا تو آپ کا نام ''صفیہ'' ہو گیا۔

(٣٩٧٥) : حدّثنا إِسْماعِيلُ قالَ : حَدَّثَنِي أَخِي ، عَنْ سُلَيْمانَ ، عَنْ يَحْيىٰ ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ : سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مالِكٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقامَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِطَرِيقِ خَيْبَرَ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ ، حَتَّى أَعْرَسَ بِهَا ، وَكانَتْ فِيمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا ٱلْحِجَابُ .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہؓ بنت حیی کے لئے خیبر کے راستے میں تین دن تک قیام کیا اور آخری دن ان سے خلوت فرمائی اور وہ بھی ''امہات المؤمنین'' میں شامل ہو گئیں۔

(٣٩٧٦) : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قالَ : أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ : أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : أَقامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلاثَ لَيالٍ يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ ، وَما كانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ ، وَما كانَ

فِيهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِلَالاً بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ ، فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ : إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ ، أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُهُ ؟ فَقَالُوا : إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ . فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ ، وَمَدَّ الْحِجَابَ . [ر : ٣٦٤]

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور خیبر کے درمیان (سد الصہباء) کے مقام پر تین دن تک قیام کیا اور وہیں حضرت صفیہؓ سے خلوت کی، پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کو ولیمہ کی دعوت دی، آپ کے ولیمہ میں نہ روٹی تھی نہ گوشت تھا، صرف اتنا ہوا کہ آپ نے حضرت بلالؓ کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا، وہ بچھا دیا گیا، پھر اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا، مسلمانوں نے کہا کہ صفیہ "امہات المؤمنین" میں سے ہیں، یا باندی ہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پردے میں نہیں رکھا تو یہ اس کی علامت ہوگی کہ وہ باندی ہیں۔ آخر جب کوچ کا وقت ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی سواری پر پیچھے بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی اور ان کے لئے پردہ کیا۔

٣٩٧٧ : حدَّثنا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ . وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَهْبٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا مُحَاصِرِي خَيْبَرَ ، فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ ، فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَحْيَيْتُ . [ر : ٢٩٨٤]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مغفل کی روایت ہے کہ ہم خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے چمڑے کی ایک تھیلی پھینکی، جس میں چربی تھی، میں اسے اٹھانے کے لئے دوڑا، لیکن میں نے جو مڑ کر دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے، میں شرمندہ ہوگیا۔

٣٩٧٨ : حدَّثني عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ، عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ .

نَهَى عَنْ أَكْلِ الثُّومِ : هُوَ عَنْ نَافِعٍ وَحْدَهُ . وَلُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ : عَنْ سَالِمٍ .
[٣٩٨٠ ، ٣٩٨١ ، ٥٢٠٢ ، وانظر : ٨١٥]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لہسن اور پالتو گدھوں کے کھانے سے منع فرمایا تھا،لہسن کھانے کی ممانعت کا ذکر صرف نافع سے منقول ہے، جب کہ پالتو گدھوں کے کھانے کی ممانعت صرف سالم سے منقول ہے۔

تشریح

جمہور کے ہاں لہسن کھانا جائز ہے،لیکن پکا کر کھایا جائے،تا کہ اس کی بدبو باعثِ اذیت نہ ہو۔

۳۹۷۹ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ : حَدَّثَنَا مَالِكٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ أَبِيهِمَا ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ . [٤٨٢٥ ، ٥٢٠٣ ، ٦٥٦٠]

ترجمہ

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر عورتوں سے متعہ کی ممانعت کی تھی اور پالتو گدھوں کے کھانے کی بھی۔

تشریح

متعہ: کا معنی ''نفع قلیل'' کے ہے،اسلام کی ابتداء میں متعہ ضرورت شدیدہ اور اضطرار کی حالت میں جائز تھا، لیکن بعد میں اس سے منع فرما دیا۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ ہم غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے،عورتیں ہمارے ساتھ نہیں تھیں۔ایک مرتبہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اجازت ہو تو ہم خصی کرالیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور رخصت دی کہ کپڑا دے کر ایک مدت تک نکاح کرلیں، یہ نکاح مطلق اور زنا محض کے درمیان ایک درجہ ہے اور ''نکاح موقت'' ہے،اس میں گواہ بھی ہوتے ہیں، ولی کی اجازت ہوتی ہے اور ''استبراء بحیضہ واحدۃ'' بھی ہوتا ہے، جب کہ روافض کے ہاں مروجہ متعہ میں کوئی چیز نہیں ہوتی،ان کے ہاں یہ حلال ہی نہیں، بلکہ یہ عظیم ترین عبادت ہے اور اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ مروجہ متعہ خالص زنا ہے،اس میں کسی قسم کی ذمہ داری

نہیں ہوتی۔ وہ قرآن کی آیت سے غلط استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ﴿فما استمتعتم به منهن فآتوهن أجورهن فريضة﴾ میں متعہ کے جواز کے لئے اجرت کا ذکر ہے اور بعض قراءتوں میں "إلى أجل مسمى" بھی ہے، تو اجل، یعنی مدت کا بھی ذکر ہے، تو متعہ کا ثبوت قرآن میں موجود ہے، جب کہ سیاق وسباق دیکھنے سے آیت کا مطلب واضح ہوجاتا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے محرمات کی تفصیل فرمائی، پھر دوسری آیت میں جن عورتوں سے نکاح جائز ہے، اس کو بیان کیا، پھر فرمایا: ''جب حلال عورتوں سے تم نے استمتاع کرلیا تو ان کو پورا مہر دے دو''۔ یہ ماقبل پر تفریع ہے، احادیث کے علاوہ قرآنی آیت میں متعہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿والذين هم لفروجهم حافظون إلا على أزواجهم أو ماملكت أيمانهم﴾ کہ ''دو قسم کی عورتوں سے ہم بستری کی اجازت ہے، عقد نکاح والی اور باندی''۔ ان کے علاوہ کسی اور سے اپنی شہوت پوری کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ سرکش اور باغی ہیں، اور پھر فرمایا: ﴿وليستعفف الذين لا يجدون نكاحاً حتىٰ يغنيهم الله من فضله﴾ کہ ''جن لوگوں کو نکاح کی قدرت نہیں وہ اپنے آپ کو قابو میں رکھیں، جب ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی کردیں تب نکاح کریں''۔ اگر متعہ کے جواز کی کوئی صورت اسلام میں جائز ہوتی، تو اس آیت میں اس کی اجازت دی جاتی۔ بہرحال اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ متعہ منسوخ ہوچکا ہے، لیکن کس موقعہ پر اس کی حرمت کا حکم آیا ہے، اس کی روایات مختلف ہیں، بعض روایات سے غزوۂ خیبر میں، بعض سے فتح مکہ میں، بعض سے غزوۂ اوطاس میں، بعض سے تبوک، بعض سے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اس کی حرمت کا اعلان معلوم ہوتا ہے۔

تبوک والی روایات ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں، حجۃ الوداع کے موقعہ پر مسلمانوں کا مجمع بہت بڑا تھا، اس کی حرمت کا دوبارہ اعلان کردیا، غزوۂ اوطاس کا ذکر تو غلط فہمی کی بنا پر ہے، اس لئے کہ غزوۂ اوطاس فتح مکہ کے بعد ہوا ہے، اس لئے بعض راویوں نے فتح مکہ کی جگہ اوطاس کا ذکر کیا ہے، اب بعض روایات میں غزوۂ خیبر، بعض میں فتح مکہ کے موقعہ پر حرمت کا اعلان معلوم ہوتا ہے۔ امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر حرمت کا حکم آیا، پھر فتح مکہ کے بعد غزوۂ اوطاس میں مباح رہا اور تین روز کے بعد حرام ہوا، اباحت وحرمت مکرر ہوئی۔

۳۹۸۱/۳۹۸۰ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللّٰهِ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ ٱللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ : أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ .

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر گدھے کا گوشت کھانے سے ممانعت کی تھی۔

(۳۹۸۱) : حدّثني إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ ٱللّٰهِ ، عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ ، عَنْ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : نَهٰى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ . [ر : ۳۹۷۸]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی ہے۔

۳۹۸۲ : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللّٰهِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : نَهٰى رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ ، وَرَخَّصَ في الخَيْلِ . [۵۲۰۱ ، ۵۲۰۴]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر گدھے کے گوشت کی ممانعت کی تھی اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی تھی۔

تشریح

گھوڑے کے گوشت کے بارے میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مباح ہے، جب کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہے، فریق اول کی دلیل بخاری شریف کی یہی روایت ہے، یعنی: "رخص في الخيل". امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة﴾ "اور ہم نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے ہیں، تاکہ تم ان پر سوار ہو اور یہ کہ تمہارے لئے زینت بنیں"۔ احسان جتانے کے اس موقعہ پر تقاضا یہ تھا کہ بڑی نعمت کو ذکر کیا جائے، اگر فرس کا کھانا جائز ہوتا تو اسے انعامات میں ضرور ذکر کیا جاتا، معلوم ہوا کہ اس کا کھانا جائز نہیں۔

دوسری دلیل "نهى رسول صلى الله عليه وسلم عن لحوم الخيل والبغال والحمير" کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ گھوڑا دشمن کو ڈرانے کا آلہ ہے، احترام کی وجہ سے نہ کھایا جائے۔ نیز جہاد میں گھوڑا سہم کا مستحق ہوتا ہے، اس لئے قابل احترام ہونے کی وجہ سے اس کا کھانا مکروہ ہے۔ حدیثِ جابر کے بارے میں احناف کا کہنا یہ ہے کہ خبر واحد بمقابلہ قرآن حجت نہیں ہوسکتا، نیز محرم اور مبیح میں تعارض ادلہ کی صورت میں محرم کو ترجیح ہوتی ہے۔

۳۹۸۶/۳۹۸۳ : حدّثنا سعيدُ بْنُ سُلَيْمانَ : حَدَّثَنَا عَبَّادٌ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ ٱبْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : أَصابَتْنَا مَجاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ ، فَإِنَّ الْقُدُورَ لَتَغْلِي ، قالَ : وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ ، فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ : (لَا تَأْكُلُوا مِنْ لُحُومِ الحُمُرِ شَيْئًا ، وَأَهْرِيقُوهَا) . قالَ ٱبْنُ أَبِي أَوْفَى : فَتَحَدَّثْنَا أَنَّهُ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ ، وَقالَ بَعْضُهُمْ : نَهَى عَنْهَا أَلْبَتَّةَ ، لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ .

ترجمہ

حضرت ابن ابی اوفی سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے ایک موقعہ پر ہم بہت بھوکے تھے، ادھر ہانڈیوں میں ابال آرہا تھا (گدھے کا گوشت پکایا جارہا تھا)، کچھ پک بھی گئی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ گدھے کے گوشت کا ایک زرہ بھی نہ کھاؤ اور اسے پھینک دو۔ حضرت ابن ابی اوفی نے بیان کیا کہ پھر بعض لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت اس لئے کی ہے کہ ابھی اس میں سے ''خمس'' نہیں نکالا گیا تھا اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آپ نے اس کی ہمیشہ کے لئے ممانعت کرلی ہے، کیونکہ یہ گندگی کھاتا ہے۔

(۳۹۸٤) : حدّثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قالَ : أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ ، عَنِ الْبَرَاءِ وَعَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ : أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَصَابُوا حُمُرًا فَطَبَخُوهَا ، فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ : (أَكْفِئُوا الْقُدُورَ) .

ترجمہ

حضرت براءؓ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ کی روایت ہے کہ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پھر انہیں گدھے ملے تو انہوں نے ان کا گوشت پکایا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیاں انڈیل دو۔

(۳۹۸٥) : حدّثني إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَٱبْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ يُحَدِّثَانِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ يَوْمَ خَيْبَرَ ، وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُورَ : (أَكْفِئُوا الْقُدُورَ) .

حدّثنا مُسْلِمٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ ، عَنْ الْبَرَاءِ قالَ : غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ، نَحْوَهُ .

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ اور عبداللہ بن ابی اوفیؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ ہانڈیوں کا گوشت پھینک دو، اس وقت ہانڈیاں چولہے پر رکھی جا چکی تھیں۔

ہم سے مسلم نے، ان سے شعبہ نے، ان سے حضرت عدی بن ثابت نے اور ان سے حضرت براء بن عازبؓ نے حدیث بیان کی کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک تھے، پہلی روایت کی طرح۔

(۳۹۸۶) : حدّثني إبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ أَبِي زَائِدَةَ : أَخْبَرَنَا عاصِمٌ ، عَنْ عامِرٍ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قالَ : أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ في غَزْوَةِ خَيْبَرَ : أَنْ نُلْقِيَ الحُمُرَ الْأَهْلِيَّةَ نِيئَةً وَنَضِيجَةً ، ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ . [ر : ٢٩٨٦]

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ پالتو گدھوں کا گوشت ہم پھینک دیں، کچا بھی اور پکا ہوا بھی، پھر ہمیں اس کے کھانے کا کبھی آپ نے حکم نہیں دیا۔

۳۹۸۷ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الحُسَيْنِ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ عاصِمٍ ، عَنْ عامِرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قالَ : لَا أَدْرِي أَنَهَى عَنْهُ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كانَ حَمُولَةَ النَّاسِ ، فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ ، أَوْ حَرَّمَهُ في يَوْمِ خَيْبَرَ : لَحْمَ الحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ .

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کا گوشت کھانے سے اس لئے منع فرمایا تھا کہ اس سے بار برداری کا کام لیا جاتا ہے، چنانچہ آپ نے پسند نہیں فرمایا کہ بار برداری کا جانور ختم ہو جائے، یا آپ نے صرف غزوۂ خیبر کے موقعہ پر پالتو گدھوں کے گوشت سے ممانعت کی تھی کہ ابھی اس کا خمس نہیں نکالا گیا تھا۔

۳۹۸۸ : حدّثنا الحَسَنُ بْنُ إِسْحٰقَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ : حَدَّثَنَا زَائِدَةُ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قالَ : قَسَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ

يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا . قَالَ : فَسَّرَهُ نَافِعٌ فَقَالَ : إِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَسٌ فَلَهُ سَهْمٌ . [ر : ۲۷۰۸]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں (مال غنیمت میں سے) سواروں کو دو حصے دیئے تھے اور پیدل فوجوں کو ایک حصہ۔ اس کی تفسیر حضرت نافع نے اس طرح کی ہے کہ اگر کسی شخص کے ساتھ گھوڑا ہو تو تین حصے ملتے تھے، گھوڑا نہ ہو تو ایک حصہ ملتا تھا۔

تشریح

خیبر کی تقسیم اس طرح کی گئی کہ اسے چھتیس حصوں میں تقسیم کیا گیا، ہر حصہ ایک سو حصوں کا جامع تھا، اس طرح کل تین ہزار چھ سو حصے ہوئے، اس میں اٹھارہ حصے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے تھے، عام مسلمانوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ایک حصہ تھا اور دوسرا نصف جو اٹھارہ سو حصوں پر مشتمل تھا، وہ آپ نے مسلمانوں کی اجتماعی ضروریات اور اقتصاد کے لئے الگ کر دیا تھا، اٹھارہ سو حصوں پر خیبر کی تقسیم اس لئے کی گئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل حدیبیہ کے لئے عطیہ تھا، جو موجود تھے ان کے لئے بھی اور جو غیر موجود تھے ان کے لئے بھی۔ اہل حدیبیہ کی تعداد چودہ سو تھی، جو آتے ہوئے اپنے ساتھ دو سو گھوڑے لائے تھے، چونکہ سوار کے علاوہ خود گھوڑے کو بھی حصہ ملتا ہے اور گھوڑے کا حصہ دو مجاہدین کے برابر ہوتا ہے، اس لئے خیبر کو اٹھارہ سو حصوں میں تقسیم کیا گیا تو دو سو شہسواروں کو تین تین کے حساب سے چھ سو ملے تھے اور بارہ سو پیدل لشکر کو ایک ایک حصہ کے اعتبار سے بارہ سو ملے تھے، درج ذیل بالا تقسیم صاحبین اور جمہور کے مذہب کے مطابق ہے، لیکن ابوداؤد شریف کی روایت جس کو مجمع بن جاریہ نے نقل کیا ہے کہ خیبر میں مجاہدین کی تعداد پندرہ سو تھی، جن میں تین سو سوار تھے، آپ نے ہر سوار کو دو حصے دیئے تو چھ سو حصے ہو گئے اور ہر پیادہ کو ایک ایک حصہ دیا تو بارہ سو راجلین کو دیئے، غنائم خیبر کی تقسیم امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق ہوئی۔

۳۹۸۹ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ : أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ : مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقُلْنَا : أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا ، وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ . فَقَالَ : (إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ) . قَالَ جُبَيْرٌ : وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِي نَوْفَلٍ شَيْئًا . [ر : ۲۹۷۱]

ترجمہ

حضرت جبیر بن مطعمؓ کی روایت ہے کہ میں اور حضرت عثمانؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے عرض کی کہ آپ نے بنو مطلب کو تو خیبر کے خمس میں سے عنایت فرمایا ہے اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے، حالانکہ آپ سے قرابت میں ہم اور وہ برابر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبدالشمس اور بنو نوفل کو خمس میں سے کچھ بھی نہیں دیا تھا، عبد مناف کے چار بیٹے تھے: ہاشم، عبدالمطلب، عبدالشمس، نوفل۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہاشم کی اولاد میں سے ہیں، حضرت جبیرؓ نوفل کی اولاد میں سے اور عثمانؓ عبدالشمس کی اولاد میں سے ہیں، رشتہ داری اور قرابت میں سب برابر ہوئے، اس لئے حضرت جبیرؓ اور حضرت عثمانؓ نے شکایت کی تھی، لیکن آپ نے فرمایا کہ ''بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں''۔ مطلب یہ کہ جب قریش نے بنو ہاشم کے ساتھ مقاطعہ کیا تھا تو اس وقت عبدالمطلب نے ہاشم کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تھا، بنو نوفل اور عبدالشمس نے ساتھ نہیں دیا تھا، اس لئے آپ نے ان کو شئی واحد فرما دیا۔

۳۹۹۰/۳۹۹۲ : حدَّثني مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ، أَحَدُهُما أَبُو بُرْدَةَ وَالآخَرُ أَبُو رُهْمٍ، إِمَّا قَالَ : فِي بِضْعٍ، وَإِمَّا قَالَ : فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ، أَو : اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجلاً مِنْ قَوْمِي، فَرَكِبْنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، وَكَانَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا، يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِينَةِ : سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ. وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا، عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ، وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ : مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَتْ : أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ : الحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ، الْبَحْرِيَّةُ هٰذِهِ؟ قَالَتْ أَسْمَاءُ : نَعَمْ، قَالَ : سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ : كَلَّا وَاللهِ، كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارٍ - أَوْ فِي أَرْضِ - الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالحَبَشَةِ، وَذٰلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ ﷺ، وَايْمُ اللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا، حَتَّى أَذْكُرَ ما قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ

وَأَسْأَلُهُ ، وَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَيْهِ . فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا ؟ قَالَ : (فَمَا قُلْتِ لَهُ) . قَالَتْ : قُلْتُ لَهُ : كَذَا وَكَذَا ، قَالَ : (لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ ، وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ - أَهْلَ السَّفِينَةِ - هِجْرَتَانِ) . قَالَتْ : فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسٰى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونَنِي أَرْسَالاً ، يَسْأَلُونَنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ ، مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ . قَالَ أَبُو بُرْدَةَ : قَالَتْ أَسْمَاءُ : فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسٰى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنِّي .

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ جب ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی اطلاع ملی، تو ہم یمن میں تھے، اس لئے ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے۔ میں اور میرے دونوں بھائی، میں دونوں سے چھوٹا تھا، میرے ایک بھائی کا نام ابو بردۃؓ اور ایک کا ابورھمؓ تھا، انہوں نے کہا: کچھ اوپر پچاس کے، یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ ترپن یا باون میری قوم کے افراد ساتھ تھے، ہم (مدینہ آنے کے لئے) کشتی پر سوار ہوئے، لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں ڈال دیا، وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالبؓ سے ہوئی، (جو پہلے ہی سے مکہ سے ہجرت کر کے وہاں موجود تھے)، ہم نے وہاں انہی کے ساتھ قیام کیا، پھر ہم سب مدینہ روانہ ہوئے، یہاں ہم حضور ﷺ کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے، کچھ لوگ ہم (کشتی والوں سے کہنے لگے) کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اور حضرت اسماء بنت عمیسؓ جو ہمارے ساتھ ہی مدینہ آئی تھیں، ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کی خدمت میں حاضر ہوگئیں، (ملاقات کی غرض سے) وہ بھی نجاشی کے ملک میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہجرت کر گئی تھیں، جب حضرت عمرؓ بھی حضرت حفصہؓ کے گھر پہنچ گئے، اس وقت حضرت اسماء بنت عمیس وہیں تھیں، جب حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ ام المؤمنین نے بتایا کہ اسماء بنت عمیس۔ حضرت عمرؓ نے اس پر فرمایا: اچھا وہی جو حبشہ سے بحری سفر کر کے آئی ہیں۔ اسماء نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں، اس لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تمہارے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں۔ حضرت اسماء اس پر بہت غصہ ہوگئیں اور کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم! تم لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہو، تم میں جو بھوکے ہوتے تھے، اسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھلاتے تھے، جو ناواقف ہوتے اسے وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے، لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں میں رہتے تھے، یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے راستے ہی میں

تو کیا، اور خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیؤں گی، جب تک تمہاری بات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کردوں، ہمیں اذیت دی جاتی تھی، ڈرایا دھمکایا جاتا تھا، میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کروں گی، اور آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گی، خدا گواہ ہے کہ نہ میں جھوٹ بولوں گی، نہ کج روی اختیار کروں گی اور نہ کسی بات کا اضافہ کروں گی۔ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے عرض کی، یا نبی اللہ! حضرت عمرؓ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ پھر تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ انہوں نے عرض کی کہ میں نے انہیں یہ جواب دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ مجھ سے قریب نہیں ہیں، انہیں اور ان کے ساتھیوں کو ایک ہجرت حاصل ہوئی اور تم کشتی والوں نے دو ہجرتوں کا شرف حاصل کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے بعد ابو موسیٰ اشعری اور تمام کشتی والے میرے پاس گروہ در گروہ آنے لگے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھنے لگے، ان کے لئے دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے متعلق اس ارشاد سے زیادہ خوش کن اور باعث فخر اور کوئی چیز نہیں تھی۔

حضرت ابو بردہ نے بیان کہ حضرت اسماءؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابو موسیٰ مجھ سے اس حدیث کو بار بار سنتے تھے۔

(۳۹۹۱) : وَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسَى : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (إِنِّي لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ ، وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ ، إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ ، أَوْ قَالَ : الْعَدُوَّ ، قَالَ لَهُمْ : إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ) .

ترجمہ

حضرت ابو بردہؓ نے بیان کیا کہ ان سے حضرت ابو موسیٰؓ نے کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میرے اشعری احباب رات میں آتے ہیں، تو میں ان کی قرآن کی تلاوت پہچان لیتا ہوں، اگر چہ دن میں میں نے ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو، لیکن جب رات کو وہ قرآن پڑھتے ہیں، تو ان کی آواز سے میں ان کی اقامت گاہوں کو پہچان لیتا ہوں۔ میرے ان اشعری احباب میں ایک مرد دانا بھی ہے کہ جب کہیں اس کی سواروں سے مڈبھیر ہو جاتی ہے، یا آپ نے فرمایا: دشمن سے، تو ان سے کہتا ہے: میرے دوستوں نے کہا ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لئے اس کا انتظار کرلو۔

تشریح

”إذا لقي الخيل“ سے دشمنوں کا لشکر مراد ہے۔ آخری جملہ کے دو مطلب ہیں:

۱۔ دشمنوں سے ملاقات کے وقت انہیں غیرت دلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے ساتھیوں کا حکم ہے کہ ٹھہرو، تم بھاگ کے کہاں جارہے ہو!! حکیم شجاع ہے، دشمنوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کیلئے للکارتے ہیں۔

۲۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ دشمن سے خطاب فرماتے ہیں، مرعوب کرتے ہیں کہ میں اکیلا نہیں ہوں، میرے ساتھی بھی آرہے ہیں۔

بعض نے یہ ترجمہ کیا ہے: "إذا لقي الخيل" کہ جب وہ مسلمان سواروں سے ملتا ہے تو کہتا ہے: ''ذرا ٹھہرو، ہمارے پیدل ساتھیوں کو آنے دو، تاکہ مل کر کافروں سے لڑیں''۔

(۳۹۹۲) : حدَّثني إسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ : حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ : قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ أَنِ ٱفْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا ، وَلَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ غَيْرَنَا . [ر : ۲۹٦۷]

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ ہم فتح خیبر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے ہمیں حصہ عنایت فرمایا اور ہمارے علاوہ کسی بھی شخص کو حصہ نہیں دیا جو فتح خیبر میں شریک نہ رہا ہو۔

تشریح

مال غنیمت کا مستحق وہ مجاہد ہوتا ہے جو غزوہ میں شریک ہو، جہاد ختم ہونے سے پہلے غانمین کے ساتھ آکر ملا ہو، البتہ جہاد ختم ہونے کے بعد اور مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے اگر کوئی آتا ہے اور شریک ہوتا ہے، تو احناف کے ہاں جب تک مال غنیمت دارالاسلام کی سرحدوں میں داخل نہیں ہوجاتا اور کوئی اس سے پہلے آکر غانمین سے مل جائے، تو اس کو حصہ دیا جائے گا، ورنہ نہیں۔ شوافع اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے حصہ نہیں دیا جائے گا۔ دوسرے قول کے مطابق مال غنیمت کی تقسیم سے قبل آنے والا مال غنیمت میں شریک ہوگا۔

۳۹۹۳ : حدَّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ محمدٍ : حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو : حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ ، عَنْ مالِكِ بْنِ أَنَسٍ قالَ : حَدَّثَنِي ثَوْرٌ قالَ : حَدَّثَنِي سَالِمٌ مَوْلَى ٱبْنِ مُطِيعٍ : أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقُولُ : ٱفْتَتَحْنَا خَيْبَرَ ، وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً ، إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ ، ثُمَّ ٱنْصَرَفْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِلَى وَادِي الْقُرَى ، وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ ،

أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ ، فَبَيْنَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِذْ جاءَهُ سَهْمٌ عائِرٌ ، حَتَّى أَصَابَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ ، فَقَالَ النَّاسُ : هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (بَلْ ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ المَغَانِمِ ، لَمْ تُصِبْهَا المَقَاسِمُ ، لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نارًا) . فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ ، فَقَالَ : هٰذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (شِرَاكٌ - أَوْ شِرَاكَانِ - مِنْ نَارٍ) .[٦٣٢٩]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں سونا چاندی نہیں ملا تھا، بلکہ گائے، اونٹ سامان اور باغات وغیرہ ملے تھے، پھر ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادیٔ قری کی طرف لوٹے، آپ کے ساتھ ایک غلام تھے ''مدعم'' نامی۔ بنوحباب کے ایک صحابی نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اتار رہے تھے کہ کسی نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر ان کو لگا، لوگوں نے کہا: مبارک ہو شہادت، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو چادر اس نے خیبر میں مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے چرائی تھی، وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے، یہ سن کر ایک دوسرے صاحب ایک یا دو تسمے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کی کہ میں نے یہ تسمے اٹھا دیئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بھی جہنم کا تسمہ بنتا۔

تشریح

''مدعم'' میم کے کسرہ اور دال کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ رفاعہ بن زید نے آپ کو ہدیہ کے طور پر دیا تھا۔

''سہم عائر'' وہ تیر جس کا مارنے والا معلوم نہ ہو، مال غنیمت سے کوئی چیز لینا خواہ معمولی ہی کیوں نہ ہو ''غلول'' یعنی خیانت اور حرام ہے۔

٣٩٩٥/٣٩٩٤ : حدَّثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قالَ : أَخْبَرَنِي زَيْدٌ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقُولُ : أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، لَوْلَا أَنْ أَتْرُكَ آخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ ، ما فُتِحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا ، كما قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ ، وَلٰكِنِّي أَتْرُكُها خِزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُونَهَا .

ترجمہ

حضرت عمر فاروقؓ کی روایت ہے کہ ہاں اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ بعد کی نسلیں بے جائیداد رہ جائیں گی اور ان کے پاس کچھ نہ ہوگا تو جو بستی میرے زمانہ خلافت میں فتح ہوئی، میں اسے اس طرح تقسیم کر دیتا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی تقسیم کی تھی، میں اِن مفتوحہ زمینوں کو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے محفوظ چھوڑے جا رہا ہوں، تا کہ وہ اس کی منصفانہ تقسیم کرتے رہیں۔

تشریح

"ببّان" پہلی باء پر فتح ہے، اور دوسری باء پر تشدید ہے، اس کا معنی یکساں، ایک جیسا، محتاج، نادار۔ یمنی زبان کا لفظ ہے۔

(۳۹۹۵) : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا ٱبْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ مالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ زَيْدِ ٱبْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ ، ما فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا ، كما قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ . [ر : ۲۲۰۹]

ترجمہ

حضرت اسلمؒ کی روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: اگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا، تو جو بستی میرے دور میں فتح ہوتی، میں اسے اس طرح تقسیم کر دیتا جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی تقسیم کر دی تھی۔

۳۹۹۷/۳۹۹۶ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قالَ : سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ ، وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ، قالَ : أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ : أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ ، قالَ لَهُ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ : لَا تُعْطِهِ ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : هٰذَا قَاتِلُ ٱبْنِ قَوْقَلٍ ، فَقَالَ : وَاعَجَبَاهْ لِوَبْرٍ ، تَدَلَّى مِنْ قَدُومِ الضَّأْنِ .

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ : أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ قالَ : بَعَثَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ أَبَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ ، قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : فَقَدِمَ أَبَانُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخَيْبَرَ بَعْدَ ما ٱفْتَتَحَهَا ، وَإِنَّ حُزْمَ خَيْلِهِمْ لَلِيفٌ . قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، لَا تَقْسِمْ لَهُمْ ، قَالَ أَبَانُ : وَأَنْتَ بِهٰذَا يَا وَبْرُ ، تَحَدَّرَ

مِنْ رَأْسِ ضَأْنٍ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (يَا أَبَانُ اجْلِسْ) . فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ .

ترجمہ

حضرت عتبہ بن سعیدؓ کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے (خیبر کی غنیمت میں سے) مانگا۔ حضرت سعید بن العاص کے ایک لڑکے (ابان بن سعید) نے کہا: یا رسول اللہ! اسے نہ دیجئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ یہ شخص تو نعمان بن نوفل کا قاتل ہے، (ابان نے جنگ احد میں نعمان بن نوفل انصاری بدری کو شہید کیا تھا، اس وقت ابان مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے)، ابان اس پر بولے: حیرت ہے! اس وبر (بلی سے چھوٹا جانور) پر "قدوم الضأن" پہاڑی سے اتر آیا ہے، (ابان کا مقصد یہ تھا کہ ابو ہریرہ اس لائق نہیں کہ دینے نہ دینے کی بات کریں)۔

اور زبیدی کی روایت ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا کہ انہیں عتبہ بن سعیدؓ نے خبر دی، انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا، آپ حضرت سعید بن العاصؓ کو خبر دے رہے تھے کہ حضرت ابان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سریہ پر مدینہ سے نجد کی طرف بھیجا تھا، حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ پھر ابان اور اس کے ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (فتح خیبر کے بعد) حاضر ہوئے، ان لوگوں کے گھوڑے تنگ چھال کے تھے، (انہوں نے مہم میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کی تھی)۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! غنیمت میں ان کا حصہ نہ لگائیے، اس پر ابان بولے: اے وبر! تیری حیثیت تو یہ ہے کہ قدوم الضأن کی چوٹی سے اتر آیا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابان! بیٹھ جاؤ۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا حصہ نہیں لگایا۔

تشریح

"تدلى من قدوم" "تحدر من قدوم الضأن" ، تدأدأ من قدوم الضأن".

"تدلى ، تحدر ، تدأدأ" گرنا، اترنا، لڑکنا کے معنی ہیں۔

"قدوم" چوٹی۔ "الضأن" قبیلہ اوس کے علاقہ میں پہاڑ کا نام ہے۔

حزم: "حزام" کی جمع ہے، رسی جو کمر سے باندھی جاتی ہے۔

"لیف" کھجور کی چھال۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ جملہ کہ "یہ حضرت نعمان بن نوفل کا قاتل ہے" اس پر ابانؓ کو غصہ آیا، انہوں نے کہا کہ مجھ

پر ایک ایسے شخص کے متعلق عیب لگاتا ہے جس کو اللہ نے میرے ہاتھ سے عزت (شہادت) دی اور اس کو روک دیا کہ مجھے اپنے ہاتھ سے ذلیل کرتا۔ زبیدی کی تعلیق بتاتی ہے کہ حضرت ابان نے حصہ مانگا تھا اور حضرت ابو ہریرہؓ نے حصہ نہ دینے کا کہا تھا۔ حضرت علی بن عبداللہ کی روایت اس کے برعکس ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حصہ مانگا تھا اور حضرت ابان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ نہ دیں۔ اس تعارض کے بارے میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے دونوں نے ایک دوسرے کے لئے منع کیا ہو، حضرت ابان کے لیے ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نعمان بن نوفل کا قاتل ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے لئے ابانؓ نے کہا کہ یہ جنگ و جہاد کے لائق نہیں، لہٰذا دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

(٣٩٩٧) : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قالَ : أَخْبَرَنِي جَدِّي : أَنَّ أَبَانَ بْنَ سَعِيدٍ أَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، هٰذَا قاتِلُ ٱبْنِ قَوْقَلٍ ، فَقَالَ أَبَانُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ : وَاعَجَبًا لَكَ ، وَبْرٌ تَدَأْدَأَ مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ ، يَنْعَى عَلَيَّ ٱمْرَأً أَكْرَمَهُ ٱللهُ بِيَدِي ، وَمَنَعَهُ أَنْ يُهِينَنِي بِيَدِهِ . [ر : ٢٦٧٢]

ترجمہ

حضرت سعیدؒ کی روایت ہے کہ حضرت ابان بن سعید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا تو ابو ہریرہؓ نے کہا: یارسول اللہ! یہ تو ابن نوفل کا قاتل ہے۔ اس پر حضرت ابانؓ نے کہا کہ حیرت ہے اس وبر پر جو قدوم الضأن سے ابھی اترا ہے اور مجھ پر عیب لگاتا ہے، ایک ایسے شخص پر جس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں (ابن نوفل کو) عزت دی اور ایسا نہیں ہونے دیا کہ ان کے ہاتھ سے مجھے ذلیل کرتا۔

٣٩٩٨ : حدّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ : أَنَّ فاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ، بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ ، أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، مِمَّا أَفَاءَ ٱللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ ، وَما بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ : (لَا نُورَثُ ، ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ – في هٰذَا الْمَالِ) . وَإِنِّي وَٱللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ . فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا ، فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ ، فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ ، وَعاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُرٍ ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلاً ، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا

أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا ، وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتِ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوهَ النَّاسِ ، فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ ، وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ : أَنِ ائْتِنَا وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَعَكَ ، كَرَاهِيَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ ، فَقَالَ عُمَرُ : لَا وَاللَّهِ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : وَمَا عَسَيْتَهُمْ أَنْ يَفْعَلُوا بِي ، وَاللَّهِ لَآتِيَنَّهُمْ ، فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ ، فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ، فَقَالَ : إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا أَعْطَاكَ اللَّهُ ، وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللَّهُ إِلَيْكَ ، وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ ، وَكُنَّا نَرَى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَصِيبًا ، حَتَّى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِي بَكْرٍ ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي ، وَأَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَمْوَالِ ، فَلَمْ آلُ فِيهَا عَنِ الْخَيْرِ ، وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ . فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَبِي بَكْرٍ : مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةُ لِلْبَيْعَةِ . فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الظُّهْرَ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَتَشَهَّدَ ، وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ وَتَخَلُّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ ، وَعُذْرَهُ بِالَّذِي اعْتَذَرَ إِلَيْهِ ، ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ، فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِي بَكْرٍ ، وَحَدَّثَ : أَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِي صَنَعَ نَفَاسَةً عَلَى أَبِي بَكْرٍ ، وَلَا إِنْكَارًا لِلَّذِي فَضَّلَهُ اللَّهُ بِهِ ، وَلٰكِنَّا نَرَى لَنَا فِي هٰذَا الْأَمْرِ نَصِيبًا ، فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا ، فَوَجَدْنَا فِي أَنْفُسِنَا . فَسُرَّ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُونَ وَقَالُوا : أَصَبْتَ ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى عَلِيٍّ قَرِيبًا ، حِينَ رَاجَعَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوفَ . [ر : ۲۹۲۶]

ترجمہ

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اپنی میراث کا مطالبہ کیا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ترکہ سے جو آپ کو اللہ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور جو خیبر کا خمس باقی رہ گیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری میراث نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، البتہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میراث سے ضروریات پوری کی جائیں گی اور میں خدا کی قسم! جو صدقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے ہیں، اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا، جس حال میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھا، اب بھی اسی طرح رہے گا اور اب اس میں میں بھی یہی طرز عمل اختیار کرونگا، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی میں تھا۔

گویا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہ کو اس میں سے کچھ بھی دینے سے انکار کر دیا، اس پر فاطمہؓ ابوبکر صدیقؓ سے کبیدہ خاطر ہو گئیں اور ان سے ترکِ تعلق کر دیا اور اس کے بعد وفات تک ان سے (اس معاملہ پر) کوئی گفتگو

نہیں کی، حضرت فاطمہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں، ان کے شوہر حضرت علیؓ نے ان کو رات ہی میں دفن کر دیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کی اطلاع بھی نہیں دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ حضرت فاطمہؓ جب تک زندہ رہیں، حضرت علیؓ کو لوگوں میں بہت وجاہت اور عزت حاصل رہی، لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ اب وہ بات نہیں رہی، اس لئے ان سے مصالحت کرنی چاہیے اور بیعت بھی، حضرت علیؓ نے ان چھ مہینوں میں ان سے بیعت نہیں کی تھی، چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاں کہلوا بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں، لیکن آپ کے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو، اصل میں حضرت علیؓ اس مجلس میں حضرت عمرؓ کی موجودگی کو پسند نہیں کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ ہرگز نہیں، خدا کی قسم! آپ ان کے ہاں تنہا تشریف نہ لے جائیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ میں ان سے اس کی توقع نہیں رکھتا کہ میرے ساتھ ان کا کوئی برا ارادہ ہوگا، خدا کی قسم! میں ان کے پاس تنہا ہی ضرور جاؤں گا، آخر آپ حضرت علیؓ کے ہاں آگئے، حضرت علیؓ نے کلمہ شہادت کے بعد فرمایا: ہمیں آپ کے فضل اور کمال اور جو کچھ اللہ نے بخشا ہے سب کا اعتراف ہے، جو خیر وامتیاز اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے، ہم نے اس میں کوئی مقابلہ نہیں کیا، لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی کہ خلافت کے معاملے میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا، ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے ہیں کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر ان باتوں کی وجہ سے گریہ طاری ہوگئی اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا: خدا کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ صلہ مجھے اپنی قرابت سے زیادہ عزیز ہے، لیکن میرے اور آپ کے درمیان ان احوال کے سلسلے میں جو اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو طرز عمل میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا، خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا، حضرت علیؓ نے اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا، چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور کلمہ شہادت کے بعد اب تک حضرت علیؓ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو حضرت علیؓ نے پیش کیا تھا، پھر حضرت علیؓ نے استغفار اور شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا: جو کچھ انہوں نے کہا ہے، اس کا باعث حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے اس فضل و کمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا تھا، یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے کہ (ہم سے بھی مشورہ کیا جاتا)، ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس کا ہمیں رنج پہنچا، مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ اس معاملہ میں مناسب طرز عمل اختیار کیا تو مسلمان ان کے اور زیادہ قریب ہو گئے۔

تشریح

اشکال یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے میراث کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے میراث دینے سے انکار کر دیا، اس میں کوئی ذاتی منفعت نہیں تھی تو حضرت فاطمہؓ ناراض کیوں ہوئیں، اس کے بعد قطع تعلق کا کیا جواز ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اصل روایت کا حصہ نہیں، بلکہ یہ امام زہری کی طرف سے ادراج ہے، اور امام زہری ادراج میں مشہور ہیں، قرآن کے ادراج کو روایت کا حصہ سمجھا جانے لگتا ہے، یہ واقعہ زہری کے علاوہ گیارہ طرق سے مروی ہے، ان میں کہیں بھی حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی کا اور حضرت ابوبکر صدیق سے قطع تعلق کا ذکر نہیں اور جن میں ہے وہ صرف زہری سے مروی ہیں، اور اس کی علامت یہ ہے کہ ہر جملہ کے آخر میں ''قال'' ہے، لیکن جو بات دل کو لگتی ہے اور فیصلہ کن معلوم ہوتی ہے کہ حضرت فاطمہ نے اولاً میراث کا مطالبہ کیا اور جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا دیا، تو وہ میراث کے مطالبے سے تو دستبردار ہو گئیں، لیکن انہوں نے اموال کی تولیت کا مطالبہ کیا کہ ان کی دیکھ بھال حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے حوالہ کر دیں، لیکن حضرت ابوبکرؓ نے ان کی یہ تولیت ان کے سپرد کرنے سے اس لئے انکار کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حادثہ ابھی تازہ ہے، اگر اس کا انتظام اور تولیت ان کے حوالے کر دی گئی تو بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہوئی۔ اس پر حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ناراض ہو گئیں کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ گنجائش اور جواز ہے کہ ان کی جائز خواہش پوری کر دیں، دونوں اپنی رائے میں مجتہد تھے اور دونوں حق بجانب تھے، رائے کے اختلاف سے تھوڑی بہت شکر رنجی پیدا ہو جاتی ہے، ان کی ناراضگی کی کیفیت اس سے زیادہ نہیں تھی، لیکن حضرت صدیقؓ ان کی معمولی ناراضگی سے بھی بے چین تھے، چنانچہ کئی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کو راضی کیا۔

فلما توفيت إلخ

حضرت فاطمہ نے وصیت کی تھی کہ انہیں رات کے وقت دفن کیا جائے، اس لئے کہ رات میں ستر زیادہ ہوتا ہے اور یہ وصیت بھی کی تھی کہ میرے جنازے پر جنازہ پوش رکھا جائے اور پھر اس کے اوپر چادر ڈالی جائے، تا کہ میرے قد اور جسم کا اندازہ کسی کو نہ ہو سکے۔

ولم يؤذن بها أبا بكر

حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو حضرت فاطمہؓ کی وفات کی اطلاع نہیں دی تھی، ناراضگی کی وجہ سے نہیں، بلکہ

اس وجہ سے کہ ان کو یقین تھا کہ وفات کے حادثے کی اطلاع ان کو ہو چکی ہوگی، اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ حضرت فاطمہؓ کی تیمارداری میں مشغول تھیں اور ان کی وفات کے بعد ان کو غسل دینے میں بھی شریک تھیں، تو جب حضرت ابوبکرؓ کی زوجہ تیمارداری سے لے کر غسل دینے تک تمام مراحل میں شریک تھیں، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو وفات کی اطلاع ہونا ایک بدیہی امر ہے، پھر حضرت فاطمہؓ کی بیماری کے دوران حضرت علی پانچوں نمازوں کے لئے مسجد نبوی میں آتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ برابر ان سے حضرت فاطمہؓ کی بیماری پرسی کرتے اور ان کی حالت پوچھتے تھے۔

وصلى عليها علي

حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ اس میں روایات مختلف ہیں، اس روایت میں حضرت علیؓ کا ذکر ہے، جب کہ حضرت عباسؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا ذکر بھی آتا ہے، حضرت فاطمہؓ کا انتقال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا، انتقال کی خبر سن کر حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تشریف لائے، جب جنازہ نماز پڑھانے کے لئے لایا گیا تو حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ نماز پڑھائیں، انہوں نے کہا کہ آپ کی موجودگی میں؟ حضرت علیؓ نے کہا: ہاں! آگے بڑھئے، واللہ آپ کے سوا کوئی نماز نہیں پڑھائے گا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نماز پڑھائی، رات ہی میں تدفین عمل میں آئی۔

ولم يكن يبايع تلك الأشهر

ابن حبانؒ نے روایت نقل کی ہے کہ سقیفہ بن ساعدہ کی بیعت کے اگلے دن مسجد نبوی میں جو عام بیعت ہوئی، اس وقت حضرت علیؓ نے بیعت کر لی تھی، اس لئے کہ بیعت کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں موجود نہیں ہیں، آپ نے ان دونوں کو طلب کیا، یہ حضرات تشریف لائے تو انہوں نے کہا: ہمیں اس کے علاوہ اور کوئی شکایت نہیں کہ کل سقیفہ بنی ساعدہ میں جو معاملہ طے ہو گیا، لیکن ہم سے کوئی مشورہ نہیں کیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ خلافت کا سب سے زیادہ حق حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے، حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد دوبارہ بیعت کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت فاطمہ کی بیماری کے دوران ان کا آپس میں ربط کم رہا، اس لئے پہلے بیعت کی توثیق کی اور خصوصی بیعت کا اہتمام فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ نے بیعت کے سلسلے میں حضرت علیؓ سے مشورہ کیوں نہیں لیا، چونکہ حالات آپ کی وفات کے بعد پیچیدہ ہو گئے تھے، انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے تھے اور قریب تھا کہ لوگ اوس اور قبیلہ خزرج میں سے کسی قبیلہ

کے سردار کے ہاتھ پر بیعت ہو جاتے، لیکن اس سے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا شیرازہ بکھر جاتا، کیونکہ اوس اور خزرج میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں نظام آ جاتا، تو دوسرا فریق اس پر رضامند نہ ہوتا۔ حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ جزیرہ العرب کے لوگ صرف قریش ہی کو سربراہ مان سکتے ہیں اور مسلمان جس صورت حال سے دوچار ہیں، اس میں ایک دن کی تاخیر کی بھی گنجائش نہیں، اس لئے انہوں نے انتہائی عجلت سے انصار کو حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر جمع کیا، اس لئے حضرت علیؓ اور دوسرے کئی حضرات سے مشورے کا وقت اور موقعہ نہیں ملا۔

٣٩٩٩ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قالَ : أَخْبَرَنِي عُمَارَةُ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا : الآنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ .

ترجمہ

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا، تو ہم نے کہا کہ اب کھجوروں سے ہمارا جی بھر جائے گا۔

٤٠٠٠ : حدّثنا الحَسَنُ : حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِيبٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : ما شَبِعْنَا حَتَّى فَتَحْنَا خَيْبَرَ .

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ جب تک خیبر فتح نہیں ہوا ہم تنگی و ترشی میں بسر کرتے تھے۔

٣٧ – باب : ٱسْتِعْمَالُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ .

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خیبر پر عامل مقرر کرنا

٤٠٠١ : حدّثنا إِسْمَاعِيلُ قالَ : حَدَّثَنِي مالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ ، عَنْ سَعِيدِ ٱبْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ ٱسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلَى خَيْبَرَ ، فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا) . فَقَالَ : لَا وَٱللَّهِ يَا رَسُولَ ٱللَّهِ ، إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ ، بِالثَّلَاثَةِ ، فَقَالَ : (لَا تَفْعَلْ ، بِعِ الْجَمْعَ بِٱلدَّرَاهِمِ ، ثُمَّ ٱبْتَعْ بِٱلدَّرَاهِمِ جَنِيبًا) .

وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ ، عَنْ سَعِيدٍ : أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى خَيْبَرَ ، فَأَمَّرَهُ عَلَيْهَا .

وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ : مِثْلَهُ . [ر : ٢٠٨٩]

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو خیبر کا عامل مقرر کیا، وہ وہاں سے عمدہ قسم کی کھجوریں لائے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں یا رسول اللہ! ہم اس طرح کی ایک صاع کھجور دو صاع کھجور یا تین صاع کھجور کے بدلے میں ان سے لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر اچھی کھجور لانی ہی ہو تو پہلے ساری عام کھجوریں دراہم کے بدلے فروخت کر دو، پھر ان دراہم سے اچھی کھجور خرید لیا کرو''۔ اور عبدالعزیز بن محمد نے بیان کیا، ان سے عبدالمجید نے، ان سے سعید نے اور ان سے ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہؓ نے حدیث بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے خاندان بنی عدی کے بھائی کو خیبر بھیجا اور انہیں وہاں کا عامل مقرر کیا، اور عبدالمجید سے روایت ہے کہ ان سے ابوصالح سلمان نے اور ان سے ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے اس طرح روایت کی۔

٣٨ – باب : مُعَامَلَةُ النَّبِيِّ ﷺ أَهْلَ خَيْبَرَ .

اہل خیبر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ

٤٠٠٢ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ رَضِيَ

ٱللهُ عَنْهُ قالَ : أَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ الْيَهُودَ : أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا ، وَلَهُمْ شَطْرُ ما يَخْرُجُ مِنْهَا . [ر : ٢١٦٥]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین و باغات وہاں کے یہودیوں کے پاس ہی رہنے دیئے تھے کہ وہ ان میں کام کریں، بوئیں جوتیں اور انہیں اس پیداوار کا نصف ملے گا۔

تشریح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں سے خیبر خالی کرانا چاہتے تھے، انہوں نے درخواست کی کہ آپ ہمیں کام کی اجازت دے دیں، پیداوار ہم آپس میں تقسیم کردیں دگے، یہی ''مخابرہ'' ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بٹائی کے وقت حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو بھیجتے، وہ پیداوار کو دو حصوں میں تقسیم کردیتے اور یہود کو اختیار دیتے کہ جو حصہ پسند ہو لے لو۔

٣٩ – باب : الشَّاةِ الَّتِي سُمَّتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ بِخَيْبَرَ .

جس بکری کے گوشت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا گیا تھا اس کا بیان

رَوَاهُ عُرْوَةُ ، عَنْ عائِشَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

اس روایت کو حضرت عروہؓ نے حضرت عائشہؓ کے واسطے سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کی ہے۔

٤٠٠٣ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي سَعِيدٌ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ . [ر : ٢٩٩٨]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ خیبر کی فتح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یہودی عورت کی طرف سے بکری کے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا۔

تشریح

سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آپ کے پاس بھنی ہوئی بکری کا ہدیہ بھیجا، جس کے دستے میں

خوب زہر ملایا گیا تھا، پھر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، آپ نے دستے کا ایک ٹکڑا چبایا، نگلنے کے بجائے تھوک لیا، پھر فرمایا: یہ ہڈی مجھے بتارہی ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ آپ نے زینب کو بلایا، اس سے پوچھا، اس نے کہا: ہم نے کہا، اگر یہ بادشاہ ہے تو ہمیں اس سے راحت مل جائے گی، اگر نبی ہے تو اسے خبر دے دی جائے گی، آپ نے اسے معاف کر دیا تھا، لیکن بشر بن براء بن معرور ایک لقمہ نگل گئے تھے، جس سے ان کی موت واقع ہوئی، جس کی وجہ سے اس عورت کو قصاصاً قتل کر دیا گیا تھا۔

٤٠ – باب : غَزْوَةُ زَيْدِ بْنِ حارِثَةَ .

٤٠٠٤ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ دِينَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ : أَمَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُسَامَةَ عَلَى قَوْمٍ فَطَعَنُوا في إِمارَتِهِ ، فَقَالَ : (إِنْ تَطْعَنُوا في إِمَارَتِهِ فَقَدْ طَعَنْتُمْ في إِمارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ ، وَايْمُ اللهِ لَقَدْ كانَ خَلِيقًا لِلْإِمارَةِ ، وَإِنْ كانَ مِنْ أَحَبِّ النَاسِ إِلَيَّ ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ) .

[ر : ٣٥٢٤]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ (کبار مہاجرین وانصار کی) ایک جماعت کا امیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو بنایا تھا، ان کی امارت پر بعض لوگوں کو اعتراض ہوا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آج اس کی امارت پر تمہیں اعتراض ہے، کچھ دن پہلے ان کے باپ کی امارت پر اعتراض کر چکے ہو، حالانکہ خدا گواہ ہے کہ وہ امارت کے مستحق اور راہل تھے، اس کے علاوہ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز بھی تھے، جس طرح ان کے بعد حضرت اسامہ مجھے عزیز ہیں“۔

تشریح

تجارت کی غرض سے حضرت اسامہؓ شام گئے، واپسی پر بنی فزارہ کے لوگوں نے انہیں مار کر زخمی کر دیا اور جملہ سامان چھین لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کیلئے ایک لشکر روانہ کیا جس کا امیر حضرت زیدؓ کو بنایا، اس دفعہ حضرت زیدؓ نے بنی فزارہ سے بدلہ لیا اور ان کے سردار ”ام قرفہ“ کو قتل کر دیا۔

٤١ – باب : عُمْرَةُ الْقَضَاءِ .

ذَكَرَهُ أَنَسٌ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

۷ھ میں کیا جانے والا یہ عمرہ چار ناموں سے معروف ہے: (۱) عمرۃ القضاء (۲) عمرۃ القصاص (۳) عمرۃ الصلح (۴) عمرۃ القضیہ۔ ذی قعدہ کے مہینے میں عورتوں اور بچوں کے علاوہ حدیبیہ کے تمام حاضرین کو لے کر دو ہزار کی تعداد کے ساتھ آپ عمرے کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا، ساٹھ اونٹ لے کر ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری حضرت ناجیہ بن جندب اسلمیؓ کے سپرد کر دی گئی، قریش کی جانب سے بدعہدی کی وجہ سے آپ نے اسلحہ بھی ساتھ لیا اور راستے میں حضرت اوس بن خولی کی ماتحتی میں دوسو آدمیوں کو اس اسلحہ کی ذمہ داری سونپ دی، مکہ میں داخلے کے وقت آپ ''قصویٰ'' نامی اونٹنی پر سوار تھے، صحابہ آپ کو گھیرے میں لئے ہوئے ''لبیک لبیک'' کی صدائیں بلند کر رہے تھے، مشرکین مسلمانوں کا تماشا دیکھنے کے لئے گھروں سے نکلے اور کہنے لگے کہ یہ ایک ایسی جماعت ہے کہ یثرب کے بخار نے اسے توڑ دیا ہے، اس لئے آپ نے پہلے تین چکروں میں دوڑنے کا حکم دیا، جس کو دیکھ کر مشرکین نے کہا یہ تو پہلے سے زیادہ طاقتور ہیں، طواف سے فارغ ہو کر سعی کی اور اعلان کیا کہ یہ جگہ اور مکہ کی ساری گلیاں قربان گاہ ہیں، تو ''مروہ'' کے پاس قربانی کی اور سر منڈوایا، تین دن مکہ میں قیام کیا اور پھر مکہ سے نکل کر ''سرف'' کے مقام پر اترے، جہاں حضرت میمونہؓ بنت حارث عامریہؓ سے آپ نے شادی کی۔

٤٠٠٥ : حدَّثني عُبَيْدُ ٱللّٰهِ بْنُ مُوسٰى ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا ٱعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ ، فَأَبٰى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ ، حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ ، كَتَبُوا : هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ ٱللّٰهِ ، قَالُوا : لَا نُقِرُّ لَكَ بِهٰذَا ، لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ ٱللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا ، وَلٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ . فَقَالَ : (أَنَا رَسُولُ ٱللّٰهِ ، وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ) . ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ ٱبْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ : (ٱمْحُ رَسُولَ ٱللّٰهِ) . قَالَ عَلِيٌّ : لَا وَٱللّٰهِ لَا أَمْحُوكَ أَبَدًا ، فَأَخَذَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ الْكِتَابَ ، وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ ، فَكَتَبَ : هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ ، لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلَاحَ إِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ ، وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتْبَعَهُ ، وَأَنْ لَا يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَحَدًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا . فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضٰى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا ، فَقَالُوا : قُلْ لِصَاحِبِكَ : ٱخْرُجْ عَنَّا ، فَقَدْ مَضٰى الْأَجَلُ . فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَتَبِعَتْهُ ٱبْنَةُ حَمْزَةَ ، تُنَادِي : يَا عَمِّ يَا عَمِّ ، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا ، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ : دُونَكِ ٱبْنَةَ عَمِّكِ ٱحْمِلِيهَا ، فَٱخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ ، قَالَ عَلِيٌّ : أَنَا أَخَذْتُهَا ، وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي . وَقَالَ جَعْفَرٌ : ٱبْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي . وَقَالَ زَيْدٌ : ٱبْنَةُ أَخِي . فَقَضٰى بِهَا

النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا ، وَقَالَ : (الخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ) . وَقَالَ لِعَلِيٍّ : (أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ) . وَقَالَ لِجَعْفَرٍ : (أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي) . وَقَالَ لِزَيْدٍ : (أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا) . وَقَالَ عَلِيٌّ : أَلَا تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَةَ ؟ قَالَ : (إِنَّهَا ٱبْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ) . [ر : ١٦٨٩]

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھا، لیکن حدیبیہ تک پہنچے تھے کہ اہل مکہ آپ کے مکہ میں داخلے سے مانع آئے، آخر فیصلہ اس پر ہوا کہ آئندہ سال مکہ میں تین دن قیام کر سکتے ہیں، جب معاہدہ لکھا جانے لگا تو اس کی ابتدا اس طرح ہوئی، یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ قریش کہنے لگے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے، اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو روکنے کی کوئی وجہ ہی نہیں تھی، آپ تو صرف محمد بن عبداللہ ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں رسول بھی ہوں اور میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں، پھر حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ''رسول اللہ'' کا لفظ مٹا دو۔ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم! میں یہ لفظ کبھی بھی نہیں مٹا سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دستاویز اپنے ہاتھ میں لے لی، آپ لکھنا نہیں جانتے تھے، لیکن آپ نے اس کے الفاظ اس طرح کر دیئے: ''یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے کیا کہ وہ ہتھیار لے کر مکہ میں نہیں آئیں گے، البتہ ایسی تلوار جو نیام میں ہو لا سکتے ہیں اور یہ کہ اگر اہل مکہ میں سے کوئی ان کے ساتھ جانا چاہے گا، وہ اسے اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے، لیکن اگر ان کے ساتھیوں میں سے کوئی مکہ میں رہے تو وہ اسے نہیں روکیں گے''۔ پھر جب آئندہ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور تین دن کی مدت پوری ہوئی تو مشرکین مکہ نے حضرت علی سے کہا کہ اپنے صاحب سے کہیں کہ اب یہاں سے چلے جائیں، کیونکہ مدت گزر چکی ہے، (چنانچہ حضرت علی نے عرض کیا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے روانہ ہو گئے، آپ کے پیچھے حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی ''چچا چچا'' کہتی ہوئی آئیں۔ حضرت علیؓ نے انہی لے لیا اور ہاتھ پکڑ کر حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے چچا کی صاحبزادی کو تھامو، میں اسے لیتا آیا ہوں، مدینہ پہنچ کر ان کی پرورش کے لئے انہیں اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس بابت حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ کا اختلاف ہوا، حضرت علیؓ نے کہا: میں اسے اپنے ساتھ لایا ہوں اور یہ میرے چچا کی لڑکی ہے، حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے، حضرت زیدؓ نے فرمایا کہ میرے بھائی کی لڑکی ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ سنا دیا جو حضرت جعفرؓ کے نکاح میں تھیں اور فرمایا: ''خالہ ماں کے درجے میں ہوتی ہے'' اور حضرت علیؓ سے فرمایا: ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں''۔ حضرت جعفرؓ سے فرمایا: ''تم شکل وصورت، عادت واخلاق دونوں میں مجھ سے مشابہ ہو'' اور حضرت زیدؓ سے فرمایا: ''تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو''۔ حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی کو آپ اپنے نکاح میں لے لیں، آپ نے فرمایا کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے، (حضرت حمزہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی اور حقیقی چچا تھے)۔

تشریح

حضرت حمزہؓ کی اس صاحبزادی کے نام کے بارے میں پانچ اقوال ہیں: عمارہ، فاطمہ، امامہ، امۃ اللہ، سلمیٰ۔

٤٠٠٦ : حدّثني مُحَمَّدٌ هُوَ ٱبْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ : حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ (ح) . قَالَ : وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي : حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ خَرَجَ مُعْتَمِرًا ، فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ ، فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ ، وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ ، وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوفًا ، وَلَا يُقِيمَ بِهَا إِلَّا ما أَحَبُّوا ، فَٱعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ ، فَدَخَلَهَا كما كانَ صَالَحَهُمْ ، فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا ، أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ . [ر : ٢٥٥٤]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کے ارادے سے نکلے، لیکن کفار قریش نے آپ کو بیت اللہ پہنچنے سے روکا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قربانی کا جانور حدیبیہ میں ہی ذبح کر دیا اور وہیں سر بھی منڈوایا اور ان سے معاہدہ یہ طے پایا کہ آپ آئندہ سال عمرہ کر سکتے ہیں، لیکن نیام میں تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار ساتھ نہیں لا سکتے اور جتنے دن کفار قریش چاہیں گے اس سے زیادہ وہاں نہیں ٹھہر سکتے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ سال عمرہ کیا اور معاہدہ کی شرائط کے مطابق مکہ میں داخل ہوئے، تین دن آپ وہاں مقیم رہے، پھر قریش نے آپ سے جانے کا کہا اور آپ مکہ سے چلے آئے۔

٤٠٠٧ : حدّثني عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ : دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ ، فَإِذَا عَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ، ثُمَّ قَالَ : كَمِ ٱعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ ، قَالَ : أَرْبَعًا ، ثُمَّ سَمِعْنَا ٱسْتِنَانَ عَائِشَةَ ، قَالَ عُرْوَةُ : يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ، أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ ٱعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ ، فَقَالَتْ : مَا ٱعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ ، وَمَا ٱعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ .

[ر : ١٦٦٥]

ترجمہ

حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عروہ بن زبیر مسجد نبوی میں داخل ہوئے، تو حضرت ابن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے ہجرے کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عروہؓ نے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے تھے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: چار اور ایک ان میں سے رجب میں کیا تھا۔ پھر ہم نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آہٹ سنی تو حضرت عروہؓ نے ان سے پوچھا: ام المؤمنین آپ نے سنا نہیں، ابوعبدالرحمٰن، یعنی: ابن عمر کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی عمرہ کیا تو وہ آپ کے ساتھ تھے، لیکن آپ نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔

٤٠٠٨ : حدّثنا عَلِيُّ بْن عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ إِسْماعِيلَ بْنِ أَبِي خالِدٍ : سَمِعَ ٱبْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ : لَمَّا ٱعْتَمَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ ٱلْمُشْرِكِينَ وَمِنْهُمْ ، أَنْ يُؤْذُوا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ . [ر : ١٥٢٣]

ترجمہ

حضرت ابن ابی اوفیؓ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ادا کیا، تو ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مشرکین کے لڑکوں اور مشرکین سے حفاظت کرتے رہتے تھے کہ وہ آپ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔

٤٠٠٩ : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ، هُوَ ٱبْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ : إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ ، وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ ، وَأَنْ يَمْشُوا ما بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ ، وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ .

وزَادَ ٱبْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قالَ : لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَامِهِ الَّذِي ٱسْتَأْمَنَ ، قالَ : (ٱرْمُلوا) . لِيَرَى الْمُشْرِكُونَ قُوَّتَهُمْ ، وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ . [ر : ١٥٢٥]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (عمرہ قضاء کے لئے مکہ) تشریف لائے تو مشرکین

مکہ نے کہا کہ تمہارے ہاں وہ لوگ آ رہے ہیں جن کو یثرب کے بخار نے لاغر اور کمزور کر رکھا ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طواف کے چکروں میں اکڑ کر چلا جائے، (تا کہ مشرکین کو مسلمانوں کی قوت کا اندازہ ہو سکے) اور دونوں رکن یمانی کے درمیان حسب معمول چلیں، تمام چکروں میں اکڑ کر چلنے کا حکم آپ نے اس لئے نہیں دیا، تا کہ یہ باعثِ مشقت اور دشوار نہ ہو جائے۔

حضرت ابن سلمہ نے ایوب کے واسطے سے اضافہ کیا ہے، ان سے حضرت سعید بن جبیر اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سال عمرہ کرنے کے لئے آئے، جس سال مشرکین نے آپ کو امن دیا تھا، تو آپ نے فرمایا: ''اکڑ کر چلو، تا کہ مشرکین تمہاری قوت اور طاقت کا مظاہرہ کریں''۔ مشرکین جبل قعیقعان کی طرف کھڑے تھے۔

٤٠١٠ : حدّثني مُحَمَّدٌ ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ . [ر : ١٥٦٦]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے طواف میں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی مشرکین کے سامنے اپنی قوت و طاقت کے مظاہرے کے لئے کی۔

٤٠١١ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قالَ : تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ، وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ ، وَمَاتَتْ بِسَرِفَ .
وَزَادَ ٱبْنُ إِسْحٰقَ : حَدَّثَنِي ٱبْنُ أَبِي نَجِيحٍ وَأَبَانُ بْنُ صَالِحٍ ، عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قالَ : تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ . [ر : ١٧٤٠]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا، تو آپ محرم تھے اور جب آپ سے خلوت کی تو احرام کھول چکے تھے۔ حضرت میمونہؓ کا انتقال بھی اسی ''سرف'' میں ہوا، جہاں آپ نے سب سے پہلے ان کے ساتھ خلوت کی تھی۔

اور ابن اسحٰق نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے، ان سے ابن ابی نجیح اور ابان بن صالح نے حدیث بیان کی کہ

ان سے عطا اور مجاہد نے اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ القضاء میں میمونہؓ سے نکاح کیا تھا۔

تشریح

نکاحِ محرم

احناف کے ہاں نکاح محرم درست ہے، مگر حالت احرام میں وطی درست نہیں، جب کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حالت احرام میں نکاح درست نہیں، بلکہ باطل ہے۔ اس اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہؓ سے بحالتِ احرام نکاح کیا تھا یا بحالتِ حلال؟

احناف کا دعوی یہ ہے کہ یہ نکاح حالتِ احرام میں تھا، جب کہ ائمہ ثلاثہ کا کہنا ہے کہ یہ بحالت حلال تھا۔ احناف نے اپنے دلائل میں حضرت ابن عباسؓ کی حدیث نقل کی کہ " تزوج صلى الله عليه وسلم وهو محرم"، جب کہ ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کی روایت ہے:"لا ينكح المحرم ولا ينكح ولا يخطب".

احناف جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ نکاح، انکاح اور خطبہ شانِ محرم کے خلاف ہے، احرام باندھ کر عشق و محبت میں استغراق چاہیے اور نکاح وغیرہ سے اس کو بے رغبت ہونا چاہیے، تحریم نکاح مقصود نہیں۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ قیاس کے اعتبار سے یہی راجح ہے کہ محرم کو وطی منع ہونے کی وجہ سے نکاح کا امتناع ضروری نہیں، بالاتفاق محرم کو لونڈی خریدنا جائز ہے، مگر وطی منع ہے، خوشبو خریدنا جائز، مگر استعمال ممنوع ہے، سیا ہوا کپڑا خریدنا جائز، مگر پہننا منع ہے، اسی طرح عورت کا نکاح جائز ہے، وطی منع ہے۔

٤٢ – باب : غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ .

یہ باب غزوۂ موتہ کے بیان میں ہے جو ملک شام میں ہے

غزوۂ موتہ

اس غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شریک نہیں ہوئے تھے، لیکن امام بخاریؒ نے اس کو غزوۂ موتہ لکھا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرحبیل بن عمرو کے نام خط لکھا جو قیصر کی طرف سے شام کا امیر تھا، حضرت حارث بن عمیرؓ ازدی جب موتہ کے مقام پر پہنچے تو شرحبیل نے ان کو قتل کر دیا، ان سے انتقام لینے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین

ہزار کا لشکر جمادی الاولیٰ ۸ھ میں زید بن حارثہؓ کی سرکردگی میں روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب اور اگر جعفر شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے، ان کی شہادت کے بعد مسلمان اپنی مرضی کا امیر منتخب کر دیں، جب یہ لشکر اسلام ''معان'' پہنچا اور پڑاؤ ڈالا تو ایک جاسوس نے اطلاع دی کہ دو لاکھ کا لشکر جرار دشمن نے تیار کیا ہے، تو مسلمان مشورہ کرنے لگے، بعض نے یہ رائے دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی جائے اور آپ کے حکم کا انتظار کیا جائے، لیکن عبداللہ بن رواحہ نے مخالفت کی اور کہا کہ دشمن سے مقابلہ کثرت اور قوت پر نہیں، بلکہ دین کیلئے ہے، ہمیں یا شہادت ملے گی یا غالب آئیں گے، سب نے عبداللہ بن رواحہ کی رائے کی تعریف کی۔ ''معان'' میں دو راتیں گزارنے کے بعد دشمن کی جانب پیش قدمی کی، موتہ کے مقام پر ٹکراؤ ہوا، پہلے جھنڈا حضرت زید بن حارثہ نے اٹھایا اور انتہائی بے جگری سے لڑے اور شہید ہو گئے، اس کے بعد حضرت جعفرؓ نے جھنڈا اٹھایا، ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو جھنڈا بائیں ہاتھ میں بلند رکھا، بایاں ہاتھ بھی ٹوٹ گیا، تو دونوں باقی ماندہ بازوؤں سے جھنڈا آغوش میں لے لیا، شہادت تک جھنڈا بلند رکھا، اس کے عوض اللہ نے دو باز و جنت میں عطا کئے جن کے ذریعے جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں، اس لئے ان کا لقب ''جعفر طیار'' اور ''جعفر ذوالجناحین'' پڑ گیا، اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے پرچم اٹھایا اور وہ بھی شہید ہو گئے، تو مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اپنا سپہ سالار مقرر کیا، جنگ موتہ کے روز ابھی میدان جنگ سے کوئی اطلاع نہیں آئی تھی، مگر وحی کے ذریعے آپ نے فرمایا: جھنڈا زید نے لیا وہ شہید کر دیئے گئے، پھر جعفر نے لیا وہ بھی شہید کر دیئے گئے، پھر عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہو گئے، اس دوران آپ کی آنکھیں اشکبار تھی اور فرمایا کہ اب جھنڈا اللہ کی تلوار میں سے ایک تلوار نے لیا ہے۔ حضرت خالدؓ نے لشکر کی ایک نئی ترتیب قائم کی، دشمن نے جب یہ کیفیت دیکھی تو چونک گئے اور کہنے لگے انہیں کمک پہنچ گئی ہے جس سے رومی مرعوب ہوئے، آمنا سامنا ہوا، کچھ دیر جھڑپ ہوئی، پھر جنگی حکمت عملی کے تحت مسلمان تھوڑے تھوڑے پیچھے ہٹے، لیکن دشمن نے اس خوف سے پیچھا نہ کیا کہ مسلمان دھوکہ دے رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن اپنے علاقے کی طرف خود واپس چلا گیا اور مسلمان کے تعاقب کی بات نہ سوچی، مسلمان کامیابی وسلامتی کے ساتھ پیچھے ہٹے اور مدینہ واپس آ گئے، بارہ مسلمان شہید ہوئے تھے اور رومیوں کی تعداد کا علم نہ ہو سکا۔

۴۰۱۲/۴۰۱۳ : حدّثنا أَحْمَدُ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ وَهْبٍ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي هِلَالٍ قالَ : وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ : أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ وَقَفَ عَلَى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ ، وَهُوَ قَتِيلٌ ، فَعَدَدْتُ بِهِ خَمْسِينَ ، بَيْنَ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ ، لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِي دُبُرِهِ . يَعْنِي فِي ظَهْرِهِ .

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ اس دن (غزوۂ موتہ) حضرت جعفرؓ کی لاش پر کھڑے ہو کر میں نے شمار کیا،

تو نیزوں اور تلواروں کے پچاس زخم ان کے جسم پر تھے، لیکن پشت پر ایک زخم بھی نہیں تھا، یعنی آخری وقت تک آپ نے پشت نہیں پھیری۔

(٤٠١٣) : أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ : حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَمَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ ، وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ) .قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ ، فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ، فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى ، وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ ، مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ موتہ کے لشکر کا امیر حضرت زید بن حارثہ کو بنایا تھا اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر حضرت زید شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہونگے۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ اس غزوے میں میں بھی شریک تھا، بعد میں جب ہم نے حضرت جعفرؓ کو تلاش کیا تو ان کی لاش ہمیں مقتولین میں ملی اور ان کے جسم پر تقریباً نوے زخم نیزوں اور تیروں کے تھے۔

تشریح

پہلی حدیث میں تھا کہ ان کے جسم پر پچاس زخم تھے، جب کہ یہاں اس حدیث میں نوے کا ذکر ہے، بظاہر تعارض ہے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ عدد اقل عدد اکثر کی نفی نہیں کرتا، یا ممکن ہے کہ پچاس نشان تو سامنے ہوں اور باقی دائیں بائیں ہوں یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ پہلی روایت میں طعنہ اور ضربہ کا ذکر تھا اور اس میں طعنہ اور رمیہ کا ذکر ہے، یعنی: پہلی روایت میں تلواروں اور نیزوں سے لگے ہوئے زخم بیان کئے گئے، جب کہ اس روایت میں ان کے ساتھ تیر سے لگے ہوئے زخموں کو بھی شمار کر دیا گیا۔

٤٠١٤ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ ، فَقَالَ : (أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ) . وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ : (حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ ، حَتَّى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ) .

[ر : ١١٨٩]

ترجمہ

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفرؓ حضرت زیدؓ اور حضرت ابن رواحہؓ کی شہادت کی خبر اس وقت صحابہ کو دے دی تھی، جب ابھی ان کے متعلق کوئی اطلاع نہیں آئی تھی، آپ فرمائے جارہے تھے کہ اب زید علم لئے ہوئے ہیں، اب وہ شہید کر دیئے گئے، اب حضرت جعفرؓ نے علم اٹھایا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے، آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، آخر اللہ کی تلوار میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولیدؓ) نے علم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔

٤٠١٥ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قالَ : سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قالَ : أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ قالَتْ : سَمِعْتُ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ : لَمَّا جاءَ قَتْلُ ٱبْنِ حارِثَةَ ، وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، وَعَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمْ ، جَلَسَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ ، قَالَتْ عائِشَةُ : وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ ، تَعْنِي مِنْ شَقِّ الْبَابِ ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ ، فَقَالَ : أَيْ رَسُولَ ٱللّٰهِ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ ، قَالَتْ : وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ ، قَالَ : فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى ، فَقَالَ : قَدْ نَهَيْتُهُنَّ ، وَذَكَرَ أَنَّهُنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ ، قَالَ : فَأَمَرَ أَيْضًا ، فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ : وَٱللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا ، فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ : (فَٱحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ). قَالَتْ عائِشَةُ : فَقُلْتُ : أَرْغَمَ ٱللّٰهُ أَنْفَكَ ، فَوَٱللّٰهِ مَا أَنْتَ تَفْعَلُ ، وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ . [ر : ١٢٣٧]

ترجمہ

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب ابن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی اطلاع آئی تھی، آپ تشریف فرما تھے اور آپ کے چہرے سے غم والم بالکل ظاہر تھا۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں دروازے کی دراڑ سے جھانک کر دیکھ رہی تھی، اتنے میں ایک شخص نے آکر عرض کی، یارسول اللہ! حضرت جعفرؓ کے گھر کی عورتیں رو رہی ہیں۔ آپ نے حکم دیا کہ انہیں روک دو۔ بیان کیا کہ وہ شخص گیا، پھر آیا عرض کی، میں نے انہیں روکا اور یہ بھی کہہ دیا، لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی، بیان کیا کہ آپ نے پھر منع کرنے کے لئے فرمایا، وہ شخص پھر جا کر واپس آیا اور فرمایا: خدا کی قسم! وہ تو ہم پر غالب آگئیں ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرمایا: ان کے منہ میں مٹی جھونک دو۔ ام المؤمنین نے کہا کہ میں نے

اپنے دل میں کہا کہ اللہ تیری ناک غبار آلود کرے، یہ تو تم کرنے سے رہے، البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کر کے چھوڑا، یعنی: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل پر کامل نہیں تو آ کر صاف کیوں نہیں بتا تا کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوسکتا، کسی اور کو بھیج دیں، تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار حکم دینے کی مشقت سے محفوظ رہیں۔

تشریح

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت جعفرؓ کے گھر کی عورتوں نے تعمیل حکم کیوں نہیں کیا؟ جواب یہ ہے کہ ممکن ہے اس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے ممانعت کا ذکر نہ کیا ہو، یا وہ سب بکاء کو موقوف کرنے پر قادر نہیں تھیں، یا انہوں نے اس نہی کو نہی تنزیہی پر محمول کیا، یا یہ بھی امکان ہے کہ جاہلیت کی طرح نوحہ تو انہوں نے چھوڑ دیا، لیکن نفس بکاء باقی تھا، جب کہ اس شخص کا خیال یہ تھا کہ رونا بالکل موقوف ہو جائے تو مطلق رونا تو اسلام میں ممنوع نہیں، خواتین نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی۔

٤٠١٦ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خالِدٍ ، عَنْ عامِرٍ قَالَ : كانَ ٱبْنُ عُمَرَ إِذَا حَيَّا ٱبْنَ جَعْفَرٍ قَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ٱبْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ . [ر : ٣٥٠٦]

ترجمہ

حضرت عامر شعبی کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب حضرت جعفر بن ابی طالب کے بیٹے کو سلام کرنے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ''اے دو پروں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو''۔

٤٠١٧/٤٠١٨ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حازِمٍ قالَ : سَمِعْتُ خالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ : لَقَدْ ٱنْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ ، فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحَةٌ يَمَانِيَةٌ .

ترجمہ

حضرت خالد بن ولیدؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں تھیں، صرف ایک یمن کی بنی ہوئی چوڑے پھل کی تلوار باقی رہ گئی تھی۔

(٤٠١٨) : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قالَ : حَدَّثَنِي قَيْسٌ

قالَ : سَمِعْتُ خالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ : لَقَدْ دُقَّ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ ، وَصَبَرَتْ فِي يَدِي صَفِيحَةٌ لِي يَمَانِيَةٌ .

ترجمہ

حضرت قیسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے سنا کہ غزوۂ موتہ میں میرے ہاتھ سے نوتلواریں ٹوٹی تھیں، صرف یمن کی چوڑے پھل کی بنی تلوار باقی رہ گئی تھی۔

۴۰۱۹/۴۰۲۰ : حدّثني عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ عامِرٍ ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ ، فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِي : وَا جَبَلَاهْ ، وَا كَذَا وَا كَذَا ، تُعَدِّدُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ حِينَ أَفاقَ : ما قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي : آنْتَ كَذٰلِكَ .

ترجمہ

حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ پر ایک مرتبہ کسی مرض کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہوئی، توان کی بہن عمرہ بنت رواحہ ان کا نوحہ اور ماتم کرنے لگیں: "واجبلاہ واکذا واکذا" کہہ کران کی صفات بیان کرنے لگیں اور گنانے لگیں، لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ کو افاقہ ہوا، توانہوں نے فرمایا: جب تم میری خوبی بیان کرتی تھی، تو مجھ سے پوچھا جاتا کہ واقعی تم ایسے ہی تھے؟

(۴۰۲۰) : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قالَ : أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ : بِهٰذَا ، فَلَمَّا ماتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ .

ترجمہ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہوگئی تھی، اوپر کی حدیث کی طرح تفصیلات بیان کیں، چنانچہ غزوۂ موتہ میں آپ شہید ہوئے، تو آپ کی بہن آپ پر نہیں روئیں (کیونکہ آپ نے انہیں منع کر دیا تھا)۔

۴۳ – باب : بَعْثُ النَّبِيِّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسامہ بن زید کو قبیلہ جہینہ کی شاخ "حرقات" کے مقابلے پر بھیجنا

حرقات: "حرقہ" کی جمع ہے۔ "حرقہ" ایک شخص جس کا نام جہیش بن عامر بن ثعلبہ مودیمہ بن جہنیہ تھا، جس

نے ایک جنگ میں بعض افراد کو جلایا تھا، کا لقب پڑ گیا تھا، پھر آگے اس کی اولاد کو "حرقات" کہا جاتا ہے۔

٤٠٢١ : حدّثني عمرو بن محمّد : حدّثنا هشيم : أخبرنا حصين : أخبرنا أبو ظبيان قال : سمعت أسامة بن زيد رضي الله عنهما يقول : بعثنا رسول الله ﷺ إلى الحرقة ، فصبّحنا القوم فهزمناهم ، ولحقت أنا ورجل من الأنصار رجلاً منهم ، فلما غشيناه قال : لا إله إلّا الله ، فكفّ الأنصاري عنه ، فطعنته برمحي حتى قتلته ، فلمّا قدمنا بلغ النبيّ ﷺ فقال : (يا أسامة ، أقتلته بعد ما قال لا إله إلّا الله) . قلت : كان متعوّذاً ، فما زال يكرّرها ، حتّى تمنّيت أنّي لم أكن أسلمت قبل ذلك اليوم . [٦٤٧٨]

ترجمہ

حضرت اسامہ بن زید کی روایت ہے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا، ہم نے صبح کے وقت ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی، پھر میں نے اور ایک اور انصاری صحابی نے اس قبیلہ کے ایک شخص کو دیکھا، جب ہم نے اس پر قابو پا لیا، تو اس نے کہا: "لا الہ الا اللہ"۔ انصاری تو فوراً رک گئے، لیکن میں نے اس کو اپنے نیزے سے قتل کر دیا، جب ہم واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی اطلاع دی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اسامہ کیا اس کے "لا الہ" کہنے کے باوجود تم نے اس کو قتل کر دیا تھا؟ میں نے عرض کی کہ وہ قتل سے بچنا چاہتا تھا، ورنہ دل ایمان سے اس وقت بھی خالی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے یہ سوال اتنی مرتبہ دہرایا کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے قبل اسلام نہ لایا ہوتا۔

تشریح

"تمنيت أني لم أكن أسلمت قبل ذلك اليوم" کا مطلب یہ ہے کہ غلطی اتنی سنگین تھی کہ ان کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور مجھ سے یہ غلطی سرزد نہ ہوتی اور آج جب اسلام لاتا تو میرے پچھلے سارے گناہ دھل چکے ہوتے، کیونکہ اسلام کفر کی زندگی کے تمام گناہوں کو دھو لیتا ہے، اس جملے سے صرف اظہار حسرت وافسوس مقصود تھا اور ایسے جملے استعمال کرنا ایسے موقعوں پر عام دستور ہے۔

٤٠٢٢/٤٠٢٤ : حدّثنا قتيبة بن سعيد : حدّثنا حاتم ، عن يزيد بن أبي عبيد قال : سمعت سلمة بن الأكوع يقول : غزوت مع النبيّ ﷺ سبع غزوات ، وخرجت فيما يبعث من البعوث تسع غزوات ، مرّة علينا أبو بكر ، ومرّة علينا أسامة .

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُولُ : غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ ، وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ ، عَلَيْنَا مَرَّةً أَبُو بَكْرٍ ، وَمَرَّةً أُسَامَةُ .

ترجمہ

حضرت سلمہ بن اکوع کی روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسی سرایا میں رہا ہوں جو آپ نے روانہ کی تھیں، کبھی ہم پر حضرت ابوبکر صدیقؓ امیر ہوتے، کبھی کسی مہم کے امیر حضرت اسامہ بن زیدؓ ہوتے۔ اور عمر بن حفص بن غیاث نے حدیث بیان کی کہ ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی، ان سے یزید بن ابی عبیدؒ نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت سلمہ بن اکوع سے سنا، آپ بیان کرتے تھے، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزووں میں شریک ہوا ہوں اور نو ایسی مہموں پر گیا ہوں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا، کبھی ہمارے امیر ابوبکرؓ ہوتے اور کبھی اسامہؓ۔

تشریح

ان سات غزوات سے مراد غزوۂ خیبر، حدیبیہ، حنین، ذی قرد، فتح مکہ، طائف اور تبوک ہیں۔

(٤٠٢٣) : حدّثنا أَبُو عاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ : غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ ، وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حارِثَةَ ، اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا .

ترجمہ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور میں نے ابن حارثہ کے ساتھ بھی غزوہ کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہم پر امیر بنایا تھا۔

(٤٠٢٤) : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ : غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ ، فَذَكَرَ : خَيْبَرَ ، وَالحُدَيْبِيَةَ ، وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ، وَيَوْمَ الْقَرَدِ ، قَالَ يَزِيدُ : وَنَسِيتُ بَقِيَّتَهُمْ .

ترجمہ

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوے

کئے، غزوۂ خیبر، حدیبیہ، حنین اورغزوۂ ذات القرد کا ذکر کیا کہ باقی غزووں کے نام میں بھول گیا۔

٤٤ - باب : غَزْوَةِ الْفَتْحِ .

وَما بَعَثَ بِهِ حاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ ﷺ .

غزوۂ فتح مکہ کا بیان اور جو خط میں حاطب بن ابی بلتعہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادۂ غزوہ کی اطلاع اہل مکہ کو بھیجی تھی، اس کا بیان

فتح مکہ کا سبب: صلح حدیبیہ میں یہ طے ہوا تھا کہ جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہے تو داخل ہوسکتا ہے، تو بنوخزاعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بنوبکر قریش کے عہد و پیمان میں شامل ہو گئے، ان دونوں قبیلوں میں دور جاہلیت سے عداوت چلی آرہی تھی، اسلام کی آمد کے بعد اور صلح حدیبیہ کے بعد یہ دونوں فریق ایک دوسرے سے مطمئن ہو گئے، بنوبکر نے موقع کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنوخزاعہ سے پرانا بدلہ چکا دیں، چنانچہ نوفل بن معاویہ نے شعبان ۸ھ کو خزاعہ پر رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا، بنوخزاعہ کے متعدد آدمی مارے گئے، قریش نے اس حملے میں بنوبکر کی مدد کی اور رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے لڑائی میں بھی شریک ہوئے جو صلح کی کھلم کھلا خلاف ورزی تھی، ادھر بنوخزاعہ نے مدینہ پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی، قریش کو اپنی بدعہدی کا احساس ہوا، تو انہوں نے حضرت سفیانؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر تجدیدِ صلح کے لئے مدینہ روانہ کر دیا، جس نے مدینہ پہنچ کر بڑی کوشش کی، مگر ہر جگہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، حضرت علیؓ کے مشورے پر ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کر دیا کہ لوگو! میں لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر رہا ہوں، پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ چلا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد شکنی سے تین دن پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دے دیا تھا کہ آپ ساز و سامان تیار کر لیں، لیکن کسی کو پتہ نہ ہو، ادھر حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط قریش کو لکھا کہ جنگ کی تیاری ہو رہی ہے، میرا گمان یہ ہے کہ قریش مکہ پر حملہ ہوگا اور یہ خط ایک عورت کو خفیہ دے کر روانہ کر دیا، مگر اللہ نے وحی کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی۔

٤٠٢٥ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قالَ : أَخْبَرَنِي الحَسَنُ ٱبْنُ مُحَمَّدٍ : أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ ٱللهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقُولُ : بَعَثَنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ ، فَقَالَ : (ٱنْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خاخٍ ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ ، فَخُذُوهُ مِنْهَا) . قالَ : فَٱنْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ ، فَإِذَا نَحْنُ

بِالظَّعِينَةِ ، قُلْنَا لَهَا : أَخْرِجِي الْكِتَابَ ، قَالَتْ : مَا مَعِي كِتَابٌ ، فَقُلْنَا : لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ ، أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ ، قَالَ : فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا ، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا فِيهِ : مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ ، إِلَى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (يَا حَاطِبُ ، مَا هٰذَا) . قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ ، إِنِّي كُنْتُ امْرَءًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ ، يَقُولُ : كُنْتُ حَلِيفًا ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا ، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ ، مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ ، أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي ، وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي ، وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ) . فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ . فَقَالَ : (إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا ، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَ : اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ) . فَأَنْزَلَ اللّٰهُ السُّورَةَ : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ – إِلَى قَوْلِهِ – فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ» . [ر : ٢٨٤٥]

ترجمہ

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ مجھے، حضرت زیدؓ اور حضرت مقدادؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ مکہ کے راستے پر چلے جاؤ، مقام ''روضہ خاخ'' پر پہنچو گے تو وہاں تمہیں ہودج میں ایک عورت ملے گی، وہ ایک خط لئے ہوئے ہوگی، تم وہ خط اس سے لے لینا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم روانہ ہوئے، ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لئے جا رہے تھے، جب ہم ''روضہ خاخ'' پر پہنچے تو واقعی ہمیں وہاں ہودج میں ایک عورت ملی، ہم نے اس سے کہا کہ خط نکالو، کہنے لگی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، لیکن ہم نے جب اس سے یہ کہا کہ اگر تم نے خط نکال کر ہمیں نہ دیا تو ہم تمہارا کپڑا اتار کر تلاشی لیں گے، تب اس نے اپنی چوٹی میں سے وہ خط نکالا، ہم وہ خط لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے، یہاں جب خط پڑھا گیا تو اس میں یہ لکھا گیا تھا کہ ''حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے کچھ لوگوں کے نام!!'' اس میں انہوں نے مشرکین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض راز کی اطلاع دی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''حاطب یہ کیا چیز ہے؟'' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں آپ عجلت نہ فرمائیں، مکہ کی زندگی میں میں قریش کے ساتھ رہتا تھا، انہوں نے کہا کہ میں صرف ان کا حلیف تھا، ان سے میری کوئی قرابت نہیں تھی، لیکن جو دوسرے مہاجرین آپ کے ساتھ ہیں، ان سب کی قریش کے

ساتھ قرابت ہے، اس لئے ان کے عزیز واقارب وہاں ان کے اموال اور ان کی اولاد کی حفاظت کرتے ہیں، چونکہ میرا ان سے کوئی نسبی تعلق نہیں تھا، اسلئے میں نے چاہا کہ ان پر ایک احسان کردوں اور وہ اس کے بدلے میں میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں، میں نے یہ کام اپنے دین سے پھر کر نہیں کیا اور نہ اسلام لانے کے بعد کفر کی حمایت کا میرے دل میں کوئی جذبہ ہے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واقعی انہوں نے تمہارے ساتھ سچی بات کہہ دی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دے دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ غزوۂ بدر میں شریک رہے اور تمہیں کیا معلوم! اللہ تبارک تعالیٰ غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کے اعمال پر واقف ہے کہ آئندہ وہ کیا کریں گے۔ اللہ نے اس کے متعلق خود فرمایا ہے کہ ''جو چاہو کرو میں نے تمہارے گناہ معاف کردیئے''۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ''اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو، میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ ان سے تم اپنی محبت کا اظہار کرتے رہو''۔

٤٥ – باب : غَزْوَةِ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ .

اس ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ تھا کہ فتح مکہ کا واقعہ رمضان میں پیش آیا۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رمضان کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے اور انیس رمضان کو مکہ میں داخل ہوئے تھے۔

٤٠٢٩/٤٠٢٦ : حدَّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ : أَنَّ ٱبْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ غَزَا غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ .

قَالَ : وَسَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مِثْلَ ذٰلِكَ .

وَعَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ أَخْبَرَهُ : أَنَّ ٱبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ : صَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيدَ – الْمَاءَ الَّذِي بَيْنَ قُدَيْدٍ وَعُسْفَانَ – أَفْطَرَ ، فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتَّى ٱنْسَلَخَ الشَّهْرُ .

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ رمضان میں کیا تھا۔ زہری نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ ان سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ غزوۂ فتح کے لئے جاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے، لیکن جب آپ مقام ''کدید'' پر پہنچے جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ

ہے، تو آپ نے روزہ توڑ دیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہیں رکھا، یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہوگیا، (کیونکہ آپ مسافر تھے اور جہاد مقصد تھا، روزے سے انسان قدرتاً کمزور ہوجاتا ہے اور جہاد کے وقت قوت کی ضرورت ہوتی ہے)۔

(٤٠٢٧) : حدَّثني مَحْمُودٌ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قالَ : أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ المَدِينَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ آلافٍ ، وَذٰلِكَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِينَ وَنِصْفٍ مِنْ مَقْدَمِهِ المَدِينَةَ ، فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ المُسْلِمِينَ إِلَى مَكَّةَ ، يَصُومُ وَيَصُومُونَ ، حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ ، وَهُوَ ماءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ ، أَفْطَرَ وَأَفْطَرُوا .

قَالَ الزُّهْرِيُّ : وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ الآخِرُ فالآخِرُ .

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے، آپ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ یہ واقعہ ۸ھ کے نصف سال گزرنے کے بعد کا ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ جو مسلمان تھے، مکہ کے لئے روانہ ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزے سے تھے اور تمام مسلمان بھی، لیکن جب آپ مقام ''کدید'' پر پہنچے جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے، تو آپ نے روزہ توڑ دیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی روزہ توڑ دیا۔ زہری نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے آخری عمل پر ہی مسئلہ کی بنیاد رکھی جائے گی۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے ساڑھے سات سال کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے، ساڑھے آٹھ سال راوی کا وہم ہے۔ زہری کے قول کا مقصد یہ ہے کہ سفر کی ابتدا میں آپ کا روزہ تھا، بعد میں آپ نے افطار کیا، آخری عمل افطار فی السفر ہے، اسی کو اختیار کیا جائے گا۔ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ سفر میں رمضان کی ابتدا ہوئی تو پھر سفر شروع کرنے پر اسی رمضان میں افطار جائز نہ ہوگا، یہ غلط ہے۔

(٤٠٢٨) : حدَّثني عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا خالِدٌ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَمَضَانَ إِلَى حُنَيْنٍ ، وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُونَ ، فَصَائِمٌ وَمُفْطِرٌ ، فَلَمَّا ٱسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ ، دَعا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ أَوْ مَاءٍ ، فَوَضَعَهُ عَلَى رَاحَتِهِ ، أَوْ : عَلَى

رَاحِلَتِهِ ، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ ، فَقَالَ الْمُفْطِرُونَ لِلصُّوَّامِ : أَفْطِرُوا .

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ .

وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف تشریف لے گئے، مسلمانوں میں اختلاف تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں؟ اس لئے بعض افراد روزے سے تھے اور بعض نے نہیں رکھا۔ جب آپ پوری طرح سواری پر بیٹھ گئے تو آپ نے برتن میں دودھ یا پانی طلب فرمایا، (راوی کو شک تھا)، چنانچہ برتن آپ کے ہاتھ میں دے دیا گیا، یا راوی نے بیان کیا کہ آپ کے کجاوے میں رکھ دیا گیا، پھر آپ نے لوگوں کو دیکھا اور جن لوگوں نے پہلے سے روزہ نہیں رکھا تھا، انہوں نے روزہ داروں سے کہا کہ اب روزہ توڑ دو۔ اور عبدالرزاق نے کہا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں عکرمہ نے، انہیں ابن عباسؓ نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین کے لئے فتح مکہ کے بعد شوال میں تشریف لے گئے تھے۔ محدثین لکھتے ہیں کہ رمضان میں آپ نے حنین کا ارادہ کیا تھا، راوی نے اس ارادے کی تعبیر ان الفاظ سے کی جن کے معنی روانہ ہونے اور مہم پر جانے کے ہیں۔ ''خروج الی مکہ'' حنین کا پیش خیمہ تھا، اس لئے حنین کی جانب خروج بھی مجازاً رمضان میں ہوا۔

(٤٠٢٩) : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ طَاوُسٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قالَ : سَافَرَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ ، فَشَرِبَ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ ، فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ .

قَالَ : وَكَانَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ : صَامَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ ، فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ . [ر : ١٨٤٢]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سفر شروع کیا تھا، آپ روزے سے تھے، لیکن جب مقام ''عسفان'' پر پہنچ گئے تو پانی طلب فرمایا، دن کا وقت تھا اور آپ نے پانی پیا، تا کہ لوگ دیکھ لیں، پھر آپ نے روزہ نہیں رکھا اور مکہ میں داخل ہوئے۔ بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں (بعض اوقات) روزہ بھی رکھا ہے اور (بعض اوقات) نہیں رکھا، اس لئے سفر میں جس کا جی چاہے روزہ رکھے، جس کا جی نہ چاہے نہ رکھے۔

٤٦ - باب : أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ ﷺ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ .

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اپنا جھنڈا کہاں نصب کیا تھا؟

''رایہ'' بڑے اور ''لواء'' چھوٹے جھنڈے کو کہتے ہیں۔

٤٠٣٠ : حدّثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسامَةَ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : لَمَّا سارَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عامَ الْفَتْحِ ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا ، خَرَجَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ ، وَحَكِيمُ ٱبْنُ حِزَامٍ ، وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقاءَ ، يَلْتَمِسُونَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَأَقْبَلُوا يَسِيرُونَ حَتَّى أَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ ، فَإِذَا هُمْ بِنِيرَانٍ كَأَنَّهَا نِيرَانُ عَرَفَةَ ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ : ما هٰذِهِ ، لَكَأَنَّهَا نِيرَانُ عَرَفَةَ ؟ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقاءَ : نِيرانُ بَنِي عَمْرٍو ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ : عَمْرٌو أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ ، فَرَآهُمْ نَاسٌ مِنْ حَرَسِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَأَدْرَكُوهُمْ فَأَخَذُوهُمْ ، فَأَتَوْا بِهِمْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَأَسْلَمَ أَبُو سُفْيَانَ ، فَلَمَّا سَارَ قالَ لِلْعَبَّاسِ : (ٱحْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ ، حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ) . فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ ، فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ، تَمُرُّ كَتِيبَةً كَتِيبَةً عَلَى أَبِي سُفْيَانَ ، فَمَرَّتْ كَتِيبَةٌ ، قَالَ : يَا عَبَّاسُ مَنْ هٰذِهِ ؟ قَالَ : هٰذِهِ غِفَارُ ، قَالَ : مَا لِي وَلِغِفَارٍ ، ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ ، قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ، ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَمَرَّتْ سُلَيْمٌ ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ، حَتَّى أَقْبَلَتْ كَتِيبَةٌ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا ، قالَ : مَنْ هٰذِهِ ؟ قالَ : هٰؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ ، عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ : يَا أَبَا سُفْيَانَ ، الْيَوْمُ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ ، الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ . فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ : يَا عَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمُ ٱلذِّمَارِ . ثُمَّ جاءَتْ كَتِيبَةٌ ،

وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ ، فِيهِمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ ، وَرَايَةُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ، فَلَمَّا مَرَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِأَبِي سُفْيَانَ قَالَ : أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ؟ قَالَ : (مَا قَالَ) . قَالَ : كَذَا وَكَذَا ، فَقَالَ : (كَذَبَ سَعْدٌ ، وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ ٱللهُ فِيهِ الْكَعْبَةَ ، وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيهِ الْكَعْبَةُ) . قَالَ : وَأَمَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهُ بِالْحَجُونِ .

قَالَ عُرْوَةُ : وَأَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ : سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ : يَا أَبَا عَبْدِ ٱللهِ ، هَا هُنَا أَمَرَكَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ ؟

قَالَ : وَأَمَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ خالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ ، وَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ كُدًا ، فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ رَجُلَانِ : حُبَيْشُ بْنُ الْأَشْعَرِ ، وَكُرْزُ بْنُ جابِرٍ الْفِهْرِيُّ . [ر : ٢٨١٣]

ترجمہ

حضرت ہشامؒ سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے، تو قریش کو اس کی اطلاع مل گئی تھی، چنانچہ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے مکہ سے نکلے، یہ لوگ چلتے چلتے ”مرالظہر ان“ پر جب پہنچے، تو انہیں جگہ جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مقام عرفہ کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا: یہ آگ کیسی ہے؟! یہ تو عرفہ کی آگ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس پر بدیل بن ورقاء نے کہا کہ یہ بنی عمرو کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ بنوعمرو کی تعداد اس سے بہت کم ہے۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ دستے نے انہیں دیکھ لیا اور پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، پھر ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف بڑھے، تو آپ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو ایسی گزرگاہ پر روکے رکھو جہاں گھوڑوں کا جاتے وقت اژدھام ہوتا ہے، (مراد تنگ جگہ ہے) کہ وہ مسلمانوں کی قوت وطاقت کو دیکھ لیں، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ انہیں ایسے ہی مقام پر روک کر کھڑے ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبائل کے دستے ایک ایک کر کے ابوسفیان کے سامنے گزرنے لگے، ایک دستہ گزرا تو انہوں نے پوچھا: عباس یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ قبیلہ غفار ہے۔ ابوسفیان نے کہا: مجھے غفار سے کیا سروکار، پھر قبیلہ جہینہ گزرا، ان کے متعلق بھی انہوں نے یہی کہا، قبیلہ سلیم گزرا تو ان کے متعلق بھی یہی کہا، آخر ایک دستہ سامنے آیا، اس جیسا فوجی دستہ نہیں دیکھا گیا ہوگا، ابوسفیانؓ نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ انصار کا

دستہ ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ اس کے امیر ہیں اور انہی کے ہاتھ میں انصار کا جھنڈا ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا: ابوسفیانؓ آج کا دن گھمسان جنگ کا دن ہے، آج کعبہ حلال کر دیا گیا ہے۔ حضرت ابوسفیانؓ اس پر بولے کہ اے عباس! قریش کی اس ہلاکت اور بربادی کے دن تمہاری مدد کی ضرورت ہے، پھر ایک اور دستہ آیا، یہ سب سے چھوٹا دستہ تھا، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ تھے، ان کا جھنڈا حضرت زبیر بن عوام اٹھائے ہوئے تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے قریب سے گزرے تو انہوں نے فرمایا: آپ کو معلوم نہیں حضرت سعد بن عبادہ کیا کہہ کر گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا کہہ کر گئے ہیں؟ تو حضرت ابوسفیانؓ نے بتایا کہ وہ یہ کہہ کر گئے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد نے غلط کہا ہے، بلکہ آج کا دن وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کی عظمت کو اور زیادہ کرے گا، آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔

حضرت عروہ نے بیان کیا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آپ کا جھنڈا مقام ''جحون'' میں گاڑ دیا جائے۔ عروہ نے بیان کیا کہ مجھے نافع بن جبیر بن مطعم نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت عباسؓ سے سنا، آپ نے حضرت زبیر بن عوامؓ سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہیں جھنڈا نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔ بیان کیا کہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو حکم دیا تھا کہ مکہ کے بالائی علاقہ ''کداء'' کی طرف سے داخل ہوں اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نشیبی علاقہ ''کداء'' کی طرف داخل ہوئے، اس دن حضرت خالدؓ کے دستہ کے دو صحابی حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر شہید ہوئے تھے۔

تشریح

ابوسفیان بن حرب کا نام صخر بن حرب بن امیہ تھا۔ اٹھاسی برس کی عمر میں مدینہ میں وفات ہوئی۔ حکیم بن حزام حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے ہیں۔ ایک سو بیس برس کی عمر میں انہوں نے وفات پائی، اور تیسرے تھے: بدیل بن ورقاء، یہ تینوں حضرات فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

''حبذا يوم الذِّمار'' کے جملے سے حضرت سفیان نے تمنا کی کہ آج طاقت ہوتی تو اپنی قوم کو بچاتا۔

''كأنها نيران عرفة'' قریش کی عادت تھی کہ عرفہ کی رات کثرت سے آگ جلاتے اور روشن کرتے تھے۔

٤٠٣١ : حدّثنا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ ٱللهِ ٱبْنَ مُغَفَّلٍ يَقُولُ : رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ ، وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ ، وَقَالَ : لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَّعْتُ كما رَجَّعَ .

[٤٥٥٥ ، ٤٧٤٧ ، ٤٧٦٠ ، ٧١٠٢]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ فتح مکہ کے دن آپ اونٹ پر سوار ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ سورۂ فتح کی تلاوت فرما رہے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے، تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تلاوت کر کے دکھاتا۔

تشریح

''ترجیع فی القرآن'' کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایک آیت کو بار بار پڑھتے تھے، یا تلاوت کرتے ہوئے آواز میں ''امتداد'' اتار چڑھاؤ پیدا کر رہے تھے، یا خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کر رہے تھے۔

٤٠٣٢ : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيىٰ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ أَبِي حَفْصَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمانَ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ : أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحِ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِنْ مَنْزِلٍ) . ثُمَّ قَالَ : (لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ ، وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ) .

قِيلَ لِلزُّهْرِيِّ : وَمَنْ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ ؟ قَالَ : وَرِثَهُ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ .

قَالَ مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ : أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا ؟ فِي حَجَّتِهِ ، وَلَمْ يَقُلْ يُونُسُ : حَجَّتِهِ ، وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ . [ر : ١٥١١]

ترجمہ

حضرت اسامہ بن زید کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! کل مکہ میں آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے لئے عقیل نے کوئی گھر ہی کہاں چھوڑا ہے!!''۔ پھر آپ نے فرمایا: ''مومن کافر کا وارث نہیں ہوسکتا اور نہ کافر مومن کا وارث ہوسکتا ہے''۔

زہری سے پوچھا گیا کہ پھر ابوطالب کی وراثت کس کو ملی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ ان کے وارث عقیل اور طالب ہوئے تھے۔ معمر نے زہری کے واسطے سے اسامہ کا سوال یوں نقل کیا ہے کہ آپ اپنے حج کے لئے کہاں قیام فرمائیں گے؟ اور یونس نے اپنی روایت میں نہ حج کا ذکر کیا ہے نہ فتح مکہ کا۔

تشریح

عبدالمطلب کی وفات کے بعد ان کی جائیداد کے وارث ان کے لڑکے بنتے تھے، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب بھی تھے، ان کے چار بیٹے تھے: طالبؓ، عقیلؓ، جعفرؓ، علیؓ، ان میں سے عقیل فتح مکہ کے بعد اسلام

لائے اور طالب بدر میں کفر کی حالت میں مارے گئے، چونکہ کافر کا وارث مسلمان نہیں ہوتا، اس لئے ابوطالب کی وفات بعد حضرت جعفرؓ اور حضرت علیؓ ان کے وارث نہ بن سکے، طالب اور عقیل ان کی میراث کے وارث بنے تھے، پھر بعد میں عقیل نے وہ تمام مکانات ابوسفیان کے ہاتھ فروخت کر دیئے تھے۔

۴۰۳۳/۴۰۳۴ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ : حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (مَنْزِلُنَا – إِنْ شَاءَ ٱللَّهُ ، إِذَا فَتَحَ ٱللَّهُ – الْخَيْفُ ، حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ) .

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انشاء اللہ ہماری قیام گاہ اگر اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی، تو خیف بن کنانہ میں ہوگی، جہاں قریش نے کفر کے لئے عہد کیا تھا، (یعنی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم، بنو مطلب اور بنو ہاشم کو مکہ سے نکال کر قطع تعلق کیا تھا)۔

(۴۰۳۴) : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ حِينَ أَرَادَ حُنَيْنًا : (مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ ٱللَّهُ ، بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ ، حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ) . [ر : ۱۵۱۲]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین کا ارادہ کیا تھا، تو فرمایا: ''انشاء اللہ کل ہمارا قیام گاہ خیف بن کنانہ میں ہوگا''۔

۴۰۳۵ : حدّثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ : حَدَّثَنَا مَالِكٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ : ٱبْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ ، فَقَالَ : (ٱقْتُلْهُ) . قَالَ مَالِكٌ : وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فِيمَا نُرَى – وَٱللَّهُ أَعْلَمُ – يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا . [ر : ۱۷۴۹]

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود تھی، آپ نے اسے اتارا ہی تھا کہ ایک شخص نے آ کر عرض کی کہ ابن خطل کعبہ کے پردے سے چمٹا ہوا

ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے وہیں قتل کردو۔ امام مالکؒ نے فرمایا: جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دن احرام باندھے ہوئے نہیں تھے۔

تشریح

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ دنیا دار الاسباب ہے، اس لئے آپ نے خود پہنا ہوا تھا، جب کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے وعدے " والله يعصمك من الناس " پر مکمل اعتماد اور پختہ یقین تھا اور امت کو یہ تعلیم دینا مقصود تھا کہ آدمی چاہے کتنا ہی محفوظ کیوں نہ ہو، اسباب ضرور اختیار کرے۔ اگر کوئی آدمی اداءِ نسک کے لئے مکہ میں داخل ہو تو بغیر احرام داخلہ جائز نہیں، اگر حرب وقتال کے لئے داخل ہو رہا ہے، تو بھی احناف کے نزدیک داخلہ جائز نہیں۔ امام مالکؒ کے نزدیک جائز ہے، اور اگر حاجت منکرہ کی وجہ سے داخل ہو رہا ہے، تب بھی احناف کے نزدیک احرام کے بغیر داخلہ جائز نہیں، بقیہ ائمہ اس صورت میں داخلے کی اجازت دیتے ہیں۔ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کیا، لیکن گستاخ مردوں اور عورتوں کے بارے میں قتل کا حکم دیا، ان میں ابن خطل بھی تھا جو پہلے مسلمان تھا، پھر مرتد ہو گیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کو صدقات جمع کرنے کے لئے بھیجا، راستے میں اس نے غلام سے کھانا پکانے کا کہا، غلام سو گیا، اس نے اس کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر صدقات کے اونٹ لے کر بھاگ گیا تھا اور مکہ آ گیا تھا۔

٤٠٣٦ : حدّثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ : أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قالَ : دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ ، وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلَاثُمِائَةِ نُصُبٍ ، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ: «جاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ» . «جَاءَ الْحَقُّ وَما يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَما يُعِيدُ» . [ر : ٢٣٤٦]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھڑی سے جو دست مبارک میں تھی، مارتے جاتے اور اس آیت کی تلاوت کرتے جاتے کہ "حق قائم ہو گیا ہے، حق قائم ہوا اور باطل اب نہ ظاہر ہو گا نہ لوٹے گا"۔

٤٠٣٧ : حدّثني إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قالَ : حَدَّثَنِي أَبِي : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ ، أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الآلِهَةُ ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ ، فَأُخْرِجَ صُورَةُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا مِنَ

الْأَزْلَامِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (قَاتَلَهُمُ اللهُ ، لَقَدْ عَلِمُوا : ما اسْتَقْسَما بِهَا قَطُّ) . ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ ، فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْبَيْتِ ، وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ .

تَابَعَهُ مَعْمَرٌ ، عَنْ أَيُّوبَ .

وَقَالَ وُهَيْبٌ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . [ر : ١٥٢٤]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ آئے تو آپ بیت اللہ میں اس وقت تک داخل نہ ہوئے، جب تک اس میں بت موجود تھے، بلکہ آپ نے حکم دیا اور بتوں کو باہر نکال دیا گیا، انہی میں ایک تصویر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی بھی تھی اور ان کے ہاتھوں میں تیر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مشرکین کا برا کرے، انہیں معلوم تھا کہ ان بزرگوں نے کبھی پانسہ نہیں پھینکا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے، اندر چاروں طرف تکبیر کہی اور پھر باہر تشریف لے آئے، آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی تھی۔

اس روایت کی متابعت معمر نے ایوب کے واسطے سے کی اور وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے حدیث بیان کی، ان سے عکرمہ نے، ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

تشریح

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی، جب کہ حضرت بلالؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر نماز پڑھی ہے، یہی راجح ہے، اس لئے کہ نفی اور مثبت میں تعارض ہو جائے، تو ترجیح مثبت کو ہوتی ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا کہ بے پر تیروں پر لکھتے اور فال لیتے تھے، اگر ''افعل'' لکھا ہوا تیر نکلتا تو اس کام کو کرتے اگر ''لاتفعل'' لکھا ہوتا تو اس کام کو نہ کرتے، اگر تیر سادہ نکلتا تو دوبارہ فال کھولتے۔

''ازلام'' بے پر تیروں کو کہتے ہیں اور اور ''استقسام'' کے معنی ہیں: تقسیم چاہنا اور پانسوں پر فال کھولنا۔

٤٧ – باب : دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ کی بالائی جانب سے داخلہ

٤٠٣٨ : وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ قالَ : أَخْبَرَنِي نَافِعٌ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ

اَللّٰهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ ، مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ، وَمَعَهُ بِلَالٌ ، وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ ، حَتَّى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ، فَمَكَثَ فِيهِ نَهَارًا طَوِيلًا ، ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ ، فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ ، فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا ، فَسَأَلَهُ : أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ . [ر : ۳۸۸]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقے کی جانب سے شہر میں داخل ہوئے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، آپ کے ساتھ حضرت بلالؓ اور کعبہ کے حاجب حضرت عثمان بن طلحہؓ بھی تھے، آخر اپنے اونٹ کو آپ نے مسجد میں بٹھایا اور بیت اللہ کی کنجی لانے کا حکم دیا، پھر آپ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت عثمان بن طلحہ بھی تھے، آپ اندر کافی دیر تک ٹھہرے، جب باہر تشریف لائے تو لوگ جلدی سے آگے بڑھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سب سے پہلے اندر جانے والوں میں سے تھے، انہوں نے بیت اللہ کے دروازے کے پیچھے حضرت بلالؓ کو کھڑے ہوئے دیکھا اور ان سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ انہوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔

تشریح

اس روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ سے پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعت پڑھی، جب کہ بعض روایت میں حضرت ابن عمرؓ سے "صلی رکعتین" کی تصریح وارد ہے، یا تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت بلالؓ نے اشارۃً بتا دیا تھا کہ آپ نے دو رکعت پڑھیں ہیں، لیکن خود ابن عمرؓ صراحتاً پوچھنا بھول گئے تھے، یا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ حضرت بلالؓ سے پوچھنا بھول گئے تھے، جن روایات میں "صلی رکعتین" کے الفاظ منقول ہیں، چونکہ نماز کم از کم دو ہی رکعت ہوتی ہے، اس سے کم نہیں ہو سکتی، اس لئے اپنی طرف سے اقل اور متعین پر محمول کیا۔

۴۰۳۹/۴۰۴۰ : حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ .

تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَوُهَيْبٌ فِي كَدَاءٍ .

ترجمہ

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی حصہ علاقہ ''کداء'' سے شہر میں داخل ہوئے تھے۔اس روایت کی متابعت ابواسامہ اور وہیب نے ''کداء'' کے ذکر کے ساتھ کی ہے۔

(٤٠٤٠) : حدّثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ : دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عامَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ . [ر : ١٥٠٢]

ترجمہ

ہشام نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ ''کداء'' کی طرف سے داخل ہوئے تھے۔

٤٨ – باب : مَنْزِلُ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ .

فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ

٤٠٤١ : حدّثنا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي لَيْلَى : ما أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى غَيْرَ أُمِّ هَانِئٍ ، فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ : أَنَّهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ ٱغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا ، ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ ، قَالَتْ : لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلَاةً أَخَفَّ مِنْهَا ، غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ . [ر : ١٠٥٢]

ترجمہ

حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ ام ہانیؓ کے علاوہ ہمیں کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی ہے، انہی نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح ہوا تو ان کے گھر غسل کیا اور آٹھ

رکعت نماز پڑھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اتنی ہلکی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا، اس میں بھی آپ رکوع اور سجدے پوری طرح کرتے تھے۔

تشریح

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام حضرت ام ہانی کے گھر تھا، لیکن اس سے پہلے گزرا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیف بنی کنانہ میں قیام فرمایا تھا۔ اس تعارض کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ تو خیف بنی کنانہ میں نصب کیا گیا تھا، لیکن آپ حضرت ام ہانی کے مکان پر بھی تشریف لائے اور کچھ دیر قیام فرمایا تھا، اس لئے اس کو بھی ''منزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے تعبیر کیا گیا۔

باب

یہ باب بلا ترجمہ ''متعلقات فتح مکہ'' میں سے ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ غالباً امام بخاریؒ نے بیاض چھوڑی تھی، لیکن کوئی مناسب ترجمہ منعقد کرنے کا اتفاق نہیں ہوسکا۔

٤٠٤٢ : حدَّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ أَبِي الضُّحَى ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ : (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي) . [ر : ٧٦١]

ترجمہ

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدہ میں یہ پڑھتے تھے: ''سبحانك اللهم ربنا وبحمدك، اللّهم اغفرلي'' ترجمہ: اے اللہ! میں تیری ثناء بیان کرتا ہوں، اے ہمارے پروردگار! میں تیری حمد بیان کرتا ہوں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔

تشریح

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سورۃ النصر فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی، اس میں چونکہ یہ حکم ہے کہ ﴿فسبح بحمد ربك﴾ اور نزول کے اعتبار سے یہ آخری سورت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے: ''سبحانك اللّهم'' تو گویا یہ پڑھنا اللہ کے حکم کی تعمیل تھی۔ ترجمۃ الباب سے یہی مناسبت ہے۔

٤٠٤٣ : حدثنا أبو النعمان : حدثنا أبو عوانة ، عن أبي بشر ، عن سعيد بن جبير ، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : كان عمر يدخلني مع أشياخ بدر ، فقال بعضهم : لم تدخل هذا الفتى معنا ولنا أبناء مثله ؟ فقال : إنه ممن قد علمتم ، قال : فدعاهم ذات يوم ودعاني معهم ، قال : وما أريته دعاني يومئذ إلا ليريهم مني ، فقال : ما تقولون في : «إذا جاء نصر الله والفتح . ورأيت الناس يدخلون في دين الله أفواجا» . حتى ختم السورة ، فقال بعضهم : أمرنا أن نحمد الله ونستغفره إذا نصرنا وفتح علينا ، وقال بعضهم : لا ندري ، أو لم يقل بعضهم شيئا ، فقال لي : يا ابن عباس ، أكذاك تقول ؟ قلت : لا ، قال : فما تقول ؟ قلت : هو أجل رسول الله ﷺ أعلمه الله له : «إذا جاء نصر الله والفتح» . فتح مكة ، فذاك علامة أجلك : «فسبح بحمد ربك واستغفره إنه كان توابا» . قال عمر : ما أعلم منها إلا ما تعلم . [ر : ٣٤٢٨]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ مجھے اپنی مجلس میں اس وقت بھی بلا لیتے تھے جب وہاں بدر کی جنگ میں شریک ہونے والے بزرگ بیٹھے ہوتے تھے، ان میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ اس نوجوان کو آپ ہماری مجلس میں کیوں بلاتے ہیں؟ اس کے جیسے تو ہمارے بچے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: وہ تو ان میں سے ہیں جنہیں آپ لوگ جانتے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر ان اکابر کو ایک دن انہوں نے بلایا اور مجھے بھی بلا لیا، بیان کیا کہ میرا خیال ہے مجھے اس دن آپ نے اس لئے بلایا تھا، تاکہ ان کو (آپ کا علم کمال) دکھا سکیں، پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ سورۃ النصر کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال تھا، کسی نے کہا: ہمیں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد بیان کریں اور اس سے استغفار کریں کہ اس نے ہماری مدد کی اور فتح عنایت فرمائی، بعض حضرات نے کہا کہ ہمیں اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں، اور بعض نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا، ابن عباس! کیا تمہاری بھی یہی رائے ہے، میں نے جواب دیا: نہیں، پوچھا کہ پھر کیا جواب دو گے؟ میں نے کہا: اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے کہ جب اللہ کی مدد اور نصرت حاصل ہوگئی تو پھر یہ آپ کی وفات کی نشانی ہے، اس لئے آپ اپنے رب کی تسبیح کیجئے اور مغفرت طلب کیجئے کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا میں بھی وہی سمجھتا ہوں۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ خاتم الامور میں آپ توبہ واستغفار کیا کرتے تھے، مثلاً: بیت الخلاء

سے نکلتے وقت ''غفرانک'' فرماتے تھے، وضو کے اختتام پر بھی توبہ کا ذکر آتا ہے اور قرآن نے ''فسبح بحمدک'' سے اس کی طرف توجہ دلا دی، تو حضرت ابن عباسؓ نے یہ بات اخذ کی کہ آپ کو توبہ کا حکم دیا جانا آپ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مختلف مواقع پر مختلف احکامات دیئے، "فاصدع بما تؤمر"، "بلغ ماأنزل إليك" وغیرہ وغیرہ تو فتح مکہ کے موقعہ پر کوئی حکم نہیں دیا، بلکہ توبہ واستغفار کا حکم دیا کہ آپ کی بعثت کا مقصد پورا ہو گیا، اب آپ استغفار کا اہتمام کیجئے۔

٤٠٤٤ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ : أَنَّهُ قالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ ، وَهْوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ : ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ ، أُحَدِّثْكَ قَوْلاً قَامَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي ، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ : إِنَّهُ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قالَ : (إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ ، وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ ، لَا يَحِلُّ لِامْرِىءٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا ، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا ، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيهَا ، فَقُولُوا لَهُ : إِنَّ اللهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ، وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ) . فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ : ماذَا قالَ لَكَ عَمْرٌو ؟ قالَ : قالَ : أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ ، إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عاصِيًا ، وَلَا فَارًّا بِدَمٍ ، وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ .

قالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : الْخَرْبَةُ : الْبَلِيَّةُ . [ر : ١٠٤]

ترجمہ

حضرت ابو شریح عدوی سے روایت ہے کہ آپ نے عمرو بن سعید امیر مدینہ سے کہا، جب کہ وہ مکہ کی طرف (عبداللہ بن زبیر کے خلاف) لشکر بھیج رہا تھا، کہ اے امیر! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے ایک حدیث بیان کروں، جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی، اس حدیث کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے قلب نے اس کو محفوظ رکھا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے تو میں اپنی آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے باحرمت شہر قرار دیا ہے، کسی انسان نے اسے اپنی طرف سے باحرمت نہیں قرار دیا، اس لئے کسی شخص کے لئے بھی جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں، کہ اس میں کسی کا خون بہائے اور نہ اس سرزمین کا درخت کاٹے، اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ (فتح مکہ) سے اپنے لئے بھی رخصت نکالے، تو تم لوگ اس سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کو (تھوڑی دیر کے لئے) اس کی اجازت دی تھی، تمہارے لئے قطعاً اس کی اجازت نہیں اور مجھے بھی اس کی اجازت دن کے مختصر حصے کے لئے ملی تھی اور آج پھر اس کی حرمت اس طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل یہ شہر باحرمت تھا، جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان کو میرا کلام پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں۔

حضرت ابوشریح سے پوچھا گیا کہ عمرو نے پھر آپ کو کیا جواب دیا تھا، تو آپ نے فرمایا: اس نے کہا: میں اس کے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہوں، حرم کسی گناہ گار کو پناہ نہیں دیتا، خون کر کے بھاگنے والے کو بھی پناہ نہیں دیتا اور نہ مفسد کو۔

تشریح

حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد جب یزید خلیفہ بنا تو حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا، حضرت عبداللہ بن زبیر مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے، یہ عمرو بن سعید جو مدینہ کے امیر تھے، حضرت ابن زبیرؓ کے خلاف لشکر کشی کر رہا تھا، تو حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے ان کو حق بات سنا دی۔

اگر کوئی کسی کو قتل کر کے حرم میں پناہ گزیں ہو جائے، تو شوافع کے نزدیک اس کو وہیں حرم میں ہی قتل کیا جائے گا، جب کہ احناف اس کے قائل ہیں کہ اس کو خروج عن الحرم پر مجبور کیا جائے گا اور حرم سے باہر فریضۂ قصاص پورا کیا جائے گا، اگر کسی نے حرم ہی میں کسی کو قتل یا زخمی کر دیا تو دونوں صورتوں میں قصاص وہیں جاری کی جائے گی۔

٤٠٤٥ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ ، عامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ : (إِنَّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الخَمْرِ) . [ر : ٢١٢١]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ معظّمہ میں فرمایا تھا کہ ”اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی خرید و فروخت حرام قرار دی ہے“۔

٤٩ - باب : مَقَامُ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ .

فتح مکہ کے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اقامت کرنا

٤٠٤٦ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ . وَحَدَّثَنَا قَبِيصَةُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ يَحْيَى

ٱبْنِ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلَاةَ .
[ر : ۱۰۳۱]

ترجمہ

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں دس دن قیام کیا اور اس مدت میں ہم نماز قصر کرتے تھے۔

٤٠٤٧/٤٠٤٨ : حدَّثنا عَبْدَانُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا عاصِمٌ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : أَقامَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ .

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں انیس دن قیام کیا، اس مدت میں صرف دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

تشریح

حضرت انسؓ کی روایت کا تعلق حجۃ الوداع سے ہے، جب کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کا تعلق فتح مکہ سے ہے، تو حضرت انسؓ کی روایت کس مناسبت سے ذکر کی گئی؟ حافظ ابن حجرؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ امام بخاریؒ بیک وقت دونوں روایتیں سامنے لاکر اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام فتح مکہ کے موقعہ پر کتنے دن تھا، بعض روایات میں اٹھارہ دن، جب کہ بعض میں انیس دن اور بعض میں پندرہ دن کا ذکر ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے تطبیق یوں دی کہ جنہوں نے یوم دخول و یوم خروج کو شمار کیا ہے، انہوں نے انیس کا قول کہا ہے، جنہوں نے اس کو نکالا ہے، انہوں نے سترہ دن اور جنہوں نے ان دونوں میں سے کسی ایک کو حذف مانا، انہوں نے اٹھارہ دن کی مدت بتائی، اور انیس دن کے قیام میں قصر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا ارادہ پندرہ دن سے زائد کا نہیں تھا، لیکن اس کے باوجود آپ کا قیام پندرہ دن سے زائد ہو گیا، تب بھی وہ قصر ہی کرتے رہے۔ قصر کے بارے میں احناف کا بیان یہ ہے کہ مسافر پر قصر واجب ہے اور اتمام جائز نہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ قصر شرعی مسافر کے لئے

رخصت ہے، پھر احناف ؒ کے ہاں مسافر جب پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو وہ مقیم کے حکم میں ہے اور اتمام لازم ہوگا، جب کہ مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ یوم خروج اور دخول کے علاوہ چار دن اقامت کی نیت کافی ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک اگر چار دن سے زائد ٹھہرنے کی نیت کرے تو اس میں بیس نمازیں ہیں، اکیس نمازوں کے وقت تک قیام کرنے کی نیت کرے، تو اتمام لازم ہوگا۔

(٤٠٤٨) : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ ، عَنْ عاصِمٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قالَ : أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ نَقْصُرُ الصَّلَاةَ . وَقالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : وَنَحْنُ نَقْصُرُ ما بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ ، فَإِذَا زِدْنَا أَتْمَمْنَا . [ر : ١٠٣٠]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں انیس دن تک مقیم رہے اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم سفر میں انیس دن تک نماز قصر پڑھتے رہے، لیکن جب اس سے زیادہ مدت گزر جاتی تو پھر پوری رکعتیں پڑھتے تھے۔

٥٠ – باب : مَنْ شَهِدَ الْفَتْحَ .

''مسائل شتیٰ'' کے عنوان سے جس طرح کتاب کے آخر میں فصل یا باب لایا جاتا ہے، اسی طرح یہاں امام بخاریؒ نے آخر میں یہ باب باندھ کر فتح مکہ کے متعلق مختلف امور ذکر کئے ہیں۔

٤٠٤٩ : وَقالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ ٱللهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ ٱبْنِ صُعَيْرٍ ، وَكانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ عامَ الْفَتْحِ .

ترجمہ

حضرت ابن شہاب کو عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر نے خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔

تشریح

امام بخاریؒ نے یہ تعلیق اس لئے ذکر کی ہے کہ عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر صحابی ہیں، فتح مکہ کے موقعہ پر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے۔

۴۰۵۰ : حدّثني إبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ : أَخْبَرَنَا ، وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ ، قَالَ : وَزَعَمَ أَبُو جَمِيلَةَ أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ ، وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ .

ترجمہ

حضرت زہری کی روایت ہے کہ ابو جمیلہ نے حدیث بیان کی تو ہم حضرت سعید بن مسیّب کے ساتھ تھے، بیان کیا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے اور آپ کے ساتھ فتح مکہ کے لئے نکلے تھے۔

۴۰۵۱ : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ .

قَالَ : قَالَ لِي أَبُو قِلَابَةَ : أَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهُ ؟ قَالَ فَلَقِيتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ ، وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ : مَا لِلنَّاسِ ، مَا لِلنَّاسِ ؟ مَا هٰذَا الرَّجُلُ ؟ فَيَقُولُونَ : يَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهُ ، أَوْحٰى إِلَيْهِ . أَوْ : أَوْحَى اللّٰهُ بِكَذَا ، فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ ، وَكَأَنَّمَا يُقَرُّ فِي صَدْرِي ، وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ ، فَيَقُولُونَ : اتْرُكُوهُ وَقَوْمَهُ ، فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ ، فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ ، بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ ، وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ : جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَقًّا ، فَقَالَ: (صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا ، وَصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا). فَنَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي ، لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ ، فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ، وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ ، وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ ، كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ : أَلَا تُغَطُّونَ عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ ؟ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِي قَمِيصًا ، فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذٰلِكَ الْقَمِيصِ .

ترجمہ

حضرت ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ ابو قلابہ نے ہم سے کہا کہ تم حضرت عمرو بن سلمہ سے نہیں ملتے ہو، تا کہ ان کے مسلمان ہونے کا قصہ سن سکو۔ حضرت ایوب کہتے ہیں کہ میں حضرت عمرو بن سلمہ سے ملا اور آپ سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جاہلیت میں ہمارا مقام ایک چشمے پر تھا جو عام گزرگاہ تھی، سوار ہمارے قریب سے گزرتے تو ہم ان

سے پوچھتے کہ لوگوں کا کیا رجحان ہے، اس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ وہ لوگ بتاتے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ ان پر وحی نازل کرتا ہے یا اللہ نے ان پر وحی نازل کی ہے، (قرآن کی کوئی آیت سناتے)، میں وہ کلام یاد کر لیتا تھا، ان کی باتیں میرے دل کو لگتی تھیں، ادھر سارا عرب فتح مکہ پر اپنا اسلام موقوف کئے ہوئے تھا، ان کا کہنا تھا کہ اس نبی کو اور اس کی قوم کو نمٹنے دو، اگر وہ ان پر غالب آگئے تو پھر وہ واقعی سچے نبی ہیں، چنانچہ فتح مکہ جب حاصل ہوگئی تو ہر قوم نے اسلام لانے میں پہل کی اور میرے والد نے بھی اپنی قوم کے اسلام لانے میں جلدی کی، پھر وہ جب مدینہ سے واپس ہوئے تو کہا کہ خدا گواہ ہے ایک سچے نبی کے پاس سے آ رہا ہوں، انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ فلاں نماز فلاں وقت اس طرح پڑھا کرو اور فلاں نماز اس طرح فلاں وقت پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور امامت وہ کرے جسے قرآن سب سے زیادہ محفوظ ہو۔ لوگوں نے جائزہ لیا تو کوئی شخص ان کے قبیلے میں مجھ سے زیادہ حافظ نہیں ملا، کیونکہ میں آنے جانے والے سواروں سے سن کر قرآن مجید یاد کر لیا کرتا تھا، چنانچہ مجھے لوگوں نے امام بنایا، حالانکہ میری عمر اس وقت چھ یا سات سال تھی اور میرے پاس ایک ہی چادر تھی، جب میں اسے لپیٹ کر سجدہ کرتا تھا، تو اوپر ہو جاتی اور (چھپانے کی جگہ) کھل جاتی۔ اس پر ایک عورت نے کہا کہ تم اپنے قاری کی سرین پہلے چھپالو، آخر انہوں نے کپڑا خریدا اور میرے لئے ایک قمیص بنائی، پس جتنا خوش اس قمیص سے ہوا اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہوا تھا۔

امامتِ صبی

نابالغ بچے کی امامت کے بارے میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ مطلقاً اس کے جواز کے قائل ہیں، جب کہ احناف کے ہاں نابالغ کی امامت جائز نہیں، یہ حدیث شوافع کا مستدل ہے، لیکن احناف جواب دیتے ہیں کہ یہ عمل انہوں نے خود کیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر اس عمل کو حاصل نہیں، پھر روایت میں یہ بھی ہے کہ سجدے کے وقت کشف عورت ہو جاتا تھا، جب کہ کشف عورت سے بالاتفاق نماز فاسد ہو جاتی ہے، دراصل یہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، احکام صلوۃ سے بے خبر تھے، چونکہ عمرو بن سلمہ کو زیادہ قرآن یاد تھا، اس لئے ان کو اپنا امام بنالیا، جب احکام صلوۃ کی تفصیل سامنے آئی، تو انہوں نے امام کو تبدیل کیا ہوگا۔

٤٠٥٢ : حَدَّثَنِي عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

وَقالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَنَّ عائِشَةَ

قَالَتْ : كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدٍ : أَنْ يَقْبِضَ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ ، وَقَالَ عُتْبَةُ : إِنَّهُ ٱبْنِي ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَكَّةَ فِي الْفَتْحِ ، أَخَذَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ٱبْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ ، فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، وَأَقْبَلَ مَعَهُ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ : هٰذَا ٱبْنُ أَخِي ، عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ٱبْنُهُ . قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، هٰذَا أَخِي ، هٰذَا ٱبْنُ زَمْعَةَ ، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ . فَنَظَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى ٱبْنِ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ ، فَإِذَا أَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ ٱبْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (هُوَ لَكَ ، هُوَ أَخُوكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ) . مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ ، وَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (ٱحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ) . لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِ عُتْبَةَ ٱبْنِ أَبِي وَقَّاصٍ .

قَالَ ٱبْنُ شِهَابٍ : قَالَتْ عائِشَةُ : قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ) .
وَقَالَ ٱبْنُ شِهَابٍ : وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَصِيحُ بِذٰلِكَ . [ر : ١٩٤٨]

ترجمہ

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے زمانہ جاہلیت میں اپنے بھائی حضرت سعدؓ کو وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ کی باندی سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنی گود میں لے لیں۔ عتبہ نے کہا تھا کہ وہ بچہ میرا ہوگا، چنانچہ فتح مکہ کے موقعہ پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے، تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے زمعہ کی باندی کے بیٹے کو لے لیا، پھر وہ اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ عبد بن زمعہؓ بھی آئے۔ حضرت سعد بن ابی قاص نے تو یہ کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، بھائی نے وصیت کی تھی کہ وہ اسی کا لڑکا ہے، لیکن عبد بن زمعہ کا یہ دعویٰ تھا کہ یارسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے، میرے والد زمعہ کا بیٹا ہے، کیونکہ انہی کی فراش پر پیدا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی باندی کے بیٹے کو دیکھا، تو وہ واقعی حضرت سعد کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کی صورت میں تھا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ قانون شریعت کے مطابق یہ کیا کہ اے عبد بن زمعہؓ یہ تمہارے ساتھ ہی رہے گا، یہ تمہارا بھائی ہے، کیونکہ تمہارے والد کے فراش پر (یعنی: اس کی باندی کے بطن سے) پیدا ہوا ہے، لیکن دوسری طرف ام المؤمنین حضرت سودہؓ سے (جو زمعہ کی صاحبزادی تھی، فرمایا:) سودہ! اس لڑکے سے پردہ کیا کرنا، کیونکہ آپ نے اس لڑکے میں عتبہ بن ابی وقاص کی مشابہت پائی تھی۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: لڑکا فراش کے تحت ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کے حصے میں پتھر ہیں۔ ابن شہاب

نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ اس آخری ٹکڑے کو بلند آواز سے بیان کیا کرتے تھے۔

تشریح

یہ حدیث ایک اختلافی مسئلہ کے لئے دلیل ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی آقا اپنی باندی کے ساتھ وطی کا اقرار کرے، پھر اس باندی سے بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ اس آقا کا سمجھا جائے گا یا نہیں۔ ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ وہ بچہ اس آقا کا سمجھا جائے گا۔ احناف کہتے ہیں کہ صرف اقرارِ وطی کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ دعوی بھی کرے کہ یہ بچہ میرا ہے۔ حدیث باب ائمہ ثلاثہ کی دلیل ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کے کسی قسم کے دعوی کے بغیر بچے کا نسب اس سے ثابت کیا۔ احناف کہتے ہیں کہ اس لڑکے کا نسب زمعہ سے ثابت نہیں کیا، بلکہ "هو لك يا عبد بن زمعة" ارشاد فرما کر اس لڑکے کی ملکیت ثابت کی ہے، کیونکہ اصول یہ ہے کہ جب باپ کی باندی سے کسی غیر کے نطفے سے بچہ پیدا ہو جائے تو باپ کے بعد اس باندی کی طرح اس کا بچہ بھی بیٹے کی ملک ہوتا ہے، تو ''ملکیت'' عبد بن زمعہ کے لئے ثابت کی ہے، نسب کا کوئی ذکر نہیں، اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے حضرت سودہؓ سے فرمایا: "احتجبي منه يا سودة فليس لك بأخ" کہ اے سودہ! اس سے پردہ کرنا، یہ تیرا بھائی نہیں۔ یہ جواب تو اس وقت درست ہوگا جب لڑکے کو غلام مانا جائے، بعض روایات میں اس کا ''حر'' ہونا ثابت ہے، تو اس صورت میں "هو لك يا عبد بن زمعة" سے مقصود اس کو میراث میں شریک کرنا تھا، اس لئے کہ اصول ہے کہ جب کوئی وارث کسی شخص کے بارے میں کہے کہ یہ میرا بھائی ہے، تو وارث کے ذمہ لازم ہے کہ اپنی نصف میراث معترف کو دے، یہاں آپ اس کو میراث میں شریک کرنا چاہتے ہیں، میت سے نسب کے ثبوت کو بیان کرنا مقصود نہیں۔

۴۰۵۳ : حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا يُونُسُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَنَّ ٱمْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ ، فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُونَهُ . قالَ عُرْوَةُ : فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقَالَ : (أَتُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ ٱللهِ) . قالَ أُسَامَةُ : ٱسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ ٱللهِ ، فَلَمَّا كانَ الْعَشِيُّ قامَ رَسُولُ ٱللهِ خَطِيبًا ، فَأَثْنَى عَلَى ٱللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ، ثُمَّ قالَ : (أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ : أَنَّهُمْ كانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقامُوا عَلَيْهِ الحَدَّ ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ، لَوْ أَنَّ فاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا) . ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا ، فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ

وَتَزَوَّجَتْ ، قَالَتْ عائِشَةُ : فَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ ، فَأَرْفَعُ حاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ .
[ر : ٢٥٠٥]

ترجمہ

حضرت عروۃ بن زبیرؒ کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چوری کر لی تھی، اس عورت کی قوم گھبرائی ہوئی حضرت اسامہ بن زیدؓ کے پاس آئی، تا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش کر دیں کہ اس کا ہاتھ سزا کے طور پر نہ کاٹا جائے۔ حضرت عروۃ نے بیان کیا کہ جب حضرت اسامہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں گفتگو کی، تو آپ کا چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا: ''تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حد کے بارے میں سفارش کرنے آئے ہو؟'' حضرت اسامہؓ نے عرض کی میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے، یا رسول اللہ! پھر دوپہر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد فرمایا: ''اما بعد! تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ اگر ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کر لیتا تو اس کو چھوڑ دیتے، لیکن اگر کوئی کمزور چوری کر لیتا تو اس پر حد قائم کر دیتے، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹوں گا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے لئے حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر انہوں نے صدقِ دل سے توبہ کر لی اور شادی بھی کر لی۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ اس کے بعد وہ میرے ہاں آتی تھی اور کوئی ضرورت ہوتی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیتی تھی۔

٤٠٥٤/٤٠٥٥ : حدّثنا عَمْرُو بْنُ خالِدٍ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا عاصِمٌ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قالَ : حَدَّثَنِي مُجاشِعٌ قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَخِي بَعْدَ الْفَتْحِ ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، جِئْتُكَ بِأَخِي لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ . قَالَ : (ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيهَا) . فَقُلْتُ : عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ ؟ قَالَ : (أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ، وَالْإِيمَانِ ، وَٱلْجِهَادِ) . فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبَدٍ بَعْدُ ، وَكَانَ أَكْبَرَهُما ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : صَدَقَ مُجاشِعٌ .

ترجمہ

حضرت مجاشعؓ کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے بعد میں اپنے بھائی کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس کو لے کر اس لئے حاضر ہوا ہوں، تا کہ آپ ہجرت پر اس سے بیعت لے

لیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہجرت کرنے والے اس کی فضیلت اور ثواب کو حاصل کر چکے ہیں اور اب مدینہ سے مکہ کی طرف ہجرت باقی نہیں رہی''۔ میں نے عرض کی: پھر آپ اس سے کس چیز کا عہد لیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ایمان، اسلام اور جہاد''۔ پھر میں مجاشع کے بھائی حضرت ابو معبدؓ سے ملا، آپ دونوں بھائیوں سے بڑے تھے، میں نے آپ سے بھی اس حدیث کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت مجاشع نے حدیث ٹھیک طرح بیان کی ہے۔

(٤٠٥٥) : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ : حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمانَ : حَدَّثَنَا عاصِمٌ ، عَنْ أَبِي عُثْمانَ النَّهْدِيِّ ، عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ : ٱنْطَلَقْتُ بِأَبِي مَعْبَدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُبايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ ، قالَ : (مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا ، أُبايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَٱلْجِهَادِ) . فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبَدٍ فَسَأَلْتُهُ ، فَقَالَ : صَدَقَ مُجَاشِعٌ . وقالَ خالِدٌ ، عَنْ أَبِي عُثْمانَ ، عَنْ مُجَاشِعٍ : أَنَّهُ جاءَ بِأَخِيهِ مُجَالِدٍ . [ر : ٢٨٠٢]

ترجمہ

حضرت مجاشع بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی ابو معبدؓ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت کی فضیلت وثواب تو ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ختم ہو چکا، البتہ میں اس سے اسلام اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں، پھر میں نے ابو معبد سے مل کر ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضرت مجاشع نے ٹھیک طرح حدیث بیان کی اور خالد نے ابو عثمان کے واسطے سے بیان کیا، ان سے حضرت مجاشع نے کہ وہ اپنے بھائی مجالد کو لے کر آئے تھے۔

٤٠٥٦/٤٠٥٧ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ : قُلْتُ لِٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا : إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُهَاجِرَ إِلَى الشَّأْمِ ، قَالَ : لَا هِجْرَةَ ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ ، فَٱنْطَلِقْ فَٱعْرِضْ نَفْسَكَ ، فَإِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا وَإِلَّا رَجَعْتَ .

وَقَالَ النَّضْرُ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ : أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ : سَمِعْتُ مُجَاهِدًا : قُلْتُ لِٱبْنِ عُمَرَ ، فَقَالَ : لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ ، أَوْ : بَعْدَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ ، مِثْلَهُ .

ترجمہ

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے عرض کی کہ میرا ارادہ ہے کہ شام ہجرت کر جاؤں۔ فرمایا: اب ہجرت باقی نہیں رہی، جہاد ہی باقی رہ گیا ہے، اس لئے جاؤ اور خود کو پیش کرو، اگر تم نے کچھ پا لیا تو فبہا، ورنہ واپس

آ جانا،۔نضر نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی، انہیں ابو بشر نے خبر دی، انہوں نے مجاہد سے سنا کہ جب میں نے حضرت ابن عمرؓ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ اب ہجرت باقی نہیں رہی، یا فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سابقہ حدیث کی طرح۔

(٤٠٥٧) : حدّثني إِسْحٰقُ بْنُ يَزِيدَ : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ : أَنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ : لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ . [ر : ٣٦٨٦]

ترجمہ

حضرت مجاہد بن جبیر مکی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔

٤٠٥٨ : حدّثنا إِسْحٰقُ بْنُ يَزِيدَ : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ : حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ : زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ ، فَسَأَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ ، فَقَالَتْ : لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ ، كَانَ الْمُؤْمِنُ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى ٱللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ ﷺ ، مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ ٱللهُ الْإِسْلَامَ ، فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ . [ر : ٢٩١٤]

ترجمہ

حضرت عطاء بن ابی رباح کی روایت ہے کہ میں عبید بن عمیرؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، عبید نے ان سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اب ہجرت باقی نہیں رہی، پہلے مسلمان اپنے دین کی خاطر اللہ اور اس کے رسول کی طرف پناہ کے لئے آتے تھے، اس خوف سے کہ کہیں دین کے معاملے میں فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں، اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا اور مسلمان جہاں بھی چاہے عبادت کر سکتا ہے تو اب خلوصِ نیت کے ساتھ جہاد باقی رہ گیا ہے۔

تشریح

جن حضرات نے ہجرت کے متعلق صحابہؓ سے سوال کیا وہ اسلامی حکومت کے تحت ہی رہتے تھے اور چونکہ دینی آزادی مکہ میں حاصل نہ تھی، اس لئے وہاں سے ہجرت کا حکم ہوا تھا اور ہجرت کا مقصد بھی یہی ہے۔

٤٠٥٩ : حدّثنا إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا أَبُو عاصِمٍ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ قالَ : أَخْبَرَنِي حَسَنُ ٱبْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ : أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ : (إِنَّ ٱللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ، فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ ٱللّٰهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي ، وَلَمْ تَحْلِلْ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنَ ٱلدَّهْرِ ، لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا ، وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا ، وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا ، وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ) . فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ : إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوتِ ، فَسَكَتَ ثُمَّ قالَ : (إِلَّا الْإِذْخِرَ ، فَإِنَّهُ حَلَالٌ) .

وَعَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : بِمِثْلِ هٰذَا أَوْ نَحْوِ هٰذَا . رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . [ر : ١٢٨٤]

ترجمہ

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق کی تھی، اس دن مکہ کو باحرمت علاقہ قرار دیا تھا، پس یہ شہر اللہ کے حکم کے مطابق قیامت تک کے لئے باحرمت ہے، مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لئے حلال نہیں ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے بھی صرف محدود متعین مدت کے لئے حلال ہوا تھا، یہاں حدود حرم کے شکار کے جانور نہ بھڑکائے جائیں، یہاں کے کانٹے دار درخت نہ کاٹے جائیں، نہ یہاں گھاس کاٹی جائے، یہاں کی ہر گری پڑی چیز کو اس شخص کے سوا جو اعلان کا ارادہ رکھتا ہو اور کسی کے لئے اٹھانی جائز نہیں، اس پر حضرت عباس بن عبدالمطلب نے کہا: یارسول اللہ! ازخر گھاس کو مستثنیٰ کردیجئے، کیونکہ سناروں کے لئے اور مکانات کی تعمیر کے لئے یہ ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے، پھر فرمایا: ''ازخر'' اس حکم سے مستثنیٰ ہے، اس کا کاٹنا حلال ہے، اور ابن جریج سے روایت ہے کہ انہیں عبدالکریم نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور انہیں ابن عباسؓ نے سابقہ حدیث کی طرح اور اس کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کی۔

٥١ – باب : قَوْلِ ٱللّٰهِ تَعَالَى :

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ . ثُمَّ أَنْزَلَ ٱللّٰهُ سَكِينَتَهُ – إِلَى قَوْلِهِ – غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ /التوبة : ٢٥ – ٢٧/ .

٤٠٦٠ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ :

رَأَيْتُ بِيَدِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى ضَرْبَةً ، قَالَ : ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ ، قُلْتُ : شَهِدْتَ حُنَيْنًا ؟ قَالَ : قَبْلَ ذٰلِكَ .

غزوۂ حنین

فتح مکہ کی خبر سن کر ہوازن اور ثقیف نے جو حنین اور طائف میں آباد تھے، باہمی مشورہ کیا کہ مسلمانوں پر حملہ کریں، مالک بن عوف کی سربراہی میں دونوں قبیلوں کے بیس ہزار آدمی وادیٔ حنین پہنچے، آپ کو خبر ملی تو حضرت عبداللہ بن ابی حدرد کو صورتحال معلوم کرنے کے لئے بھیجا، انہوں نے آ کر لشکر ہوازن اور ثقیف کی اطلاع دی۔ ۶ ؍شوال ۸ھ کو بارہ ہزار کا لشکر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف روانہ ہوئے، لشکر اسلام بدھ کی رات وادی سے گزر رہا تھا کہ اچانک گھاٹیوں میں چھپے ہوئے ہوازن وثقیف کے ہزاروں نوجوان لشکر پر ٹوٹ پڑے، ابتداء میں مسلمان پسپا ہو گئے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدم رہے اور اعلان فرما رہے تھے: "أنا النبي لا كذب، أنا ابن عبدالمطلب" حضرت عباسؓ سمیت چند صحابہ ساتھ تھے، آپ نے ابن عباس کو حکم دیا کہ انصار اور مہاجرین کو آواز دو، چنانچہ انہوں نے آواز دی اور بہت جلدی لشکر اسلامی نے متحد ہو کر حملہ کر دیا، دشمن کے ستر آدمی مارے گئے، چھ ہزار کے قریب قید ہوئے، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی مال غنیمت میں ملی اور صرف چار مسلمان شہید ہوئے۔

وقول الله تعالىٰ: "يوم حنين" إلخ

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "حنین کے دن جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر غرور ہو گیا تھا، پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تنگی کرنے لگی، پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تسلی نازل کی"۔

حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير إلخ

ترجمہ

اسماعیل نے خبر دی کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی کے ہاتھ میں زخم دیکھا، آپ نے فرمایا: مجھے یہ زخم اس وقت آیا تھا جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھا۔ میں نے کہا آپ حنین میں شریک تھے؟ انہوں

نے فرمایا: اس سے پہلے بھی کئی غزوات میں شریک ہو چکا تھا۔

٤٠٦١/٤٠٦٣ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ ، وَجاءَهُ رَجُلٌ ، فَقَالَ : يَا أَبَا عُمَارَةَ ، أَتَوَلَّيْتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ ؟ فَقَالَ : أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يُوَلِّ ، وَلٰكِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ ، فَرَشَقَتْهُمْ هَوَازِنُ ، وَأَبُو سُفْيَانَ ٱبْنُ الحَارِثِ آخِذٌ بِرَأْسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ ، يَقُولُ : (أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ، أَنَا ٱبْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ) .

ترجمہ

حضرت براء بن عازب کی روایت ہے کہ ان کے ہاں ایک شخص آیا تھا، ان سے کہنے لگا تھا کہ اے ابوعمارہ! کیا آپ نے حنین کے دن پیٹھ پھیر لی تھی؟ انہوں نے فرمایا: میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے، البتہ جو لوگ قوم میں جلد باز تھے انہوں نے اپنی جلد بازی کا ثبوت دیا تھا، پس قبیلہ ہوازن والوں نے ان پر تیر برسائے۔ حضرت ابوسفیان بن حارث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ کا شائبہ نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں''۔

(٤٠٦٢) : حدّثنا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ : قِيلَ لِلْبَرَاءِ ، وَأَنَا أَسْمَعُ : أَوَلَّيْتُمْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ ؟ فَقَالَ : أَمَّا النَّبِيُّ ﷺ فَلَا ، كَانُوا رُمَاةً ، فَقَالَ : (أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ، أَنَا ٱبْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ) .

ترجمہ

حضرت براء بن عازب سے پوچھا گیا، میں سن رہا تھا کہ کیا آپ حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں پیٹھ پھیر لی تھی۔ انہوں نے فرمایا: جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے، تو آپ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی، وہ کفار تیر انداز تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر فرمایا: ''میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ کا شائبہ نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں''۔

(٤٠٦٣) : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ : سَمِعَ الْبَرَاءَ ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ : أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ ؟ فَقَالَ : لٰكِنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ ، كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً ، وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمُ ٱنْكَشَفُوا ، فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ ، فَٱسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ

ٱبْنَ الحَارِثِ آخِذٌ بِزِمامِهَا ، وَهُوَ يَقُولُ : (أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ) .
قَالَ إِسْرَائِيلُ وَزُهَيْرٌ : نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَغْلَتِهِ . [ر : ٢٧٠٩]

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ سے قبیلہ قیس کے ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ لوگ غزوۂ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: (ہم تو بھاگے)، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ تیرانداز تھے، جب ہم نے حملہ کیا تو وہ پسپا ہوگئے، پھر ہم مال غنیمت میں لگ گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں ان کے تیروں کا سامنا کرنا پڑا، میں نے خود دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر تشریف رکھے ہوئے تھے اور ابوسفیان اس کی لگام تھامے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ کا کوئی شائبہ نہیں''۔ اسرائیل اور زہیر نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر سے اتر گئے تھے، (اور اللہ کی مدد کی دعا کی تھی)۔

تشریح

''تولی یوم الزحف'' تو گناہ کبیرہ ہے، تو یہ فعل صحابہ سے کیسے سرزد ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب اچانک تیروں کی بوچھاڑ ہوئی تو مؤلفۃ القلوب جن کی تعداد دو ہزار تھی، اس کی تاب نہ لا سکے اور پیچھے کی طرف بھاگے، دیگر صحابہ پر بھی اثر ہوا، وہ بھی منتشر اور تتر بتر ہوگئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے جب آواز لگائی، تو سب فوراً واپس ہوگئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسبت عبدالمطلب کی طرف اس لئے کی آپ کے والد تو جوانی میں وفات پاگئے، دادا کی شہرت زیادہ تھی، ان کی شجاعت عظمت اور بزرگی سارے عرب میں مسلم تھی۔

٤٠٦٤ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قالَ : حَدَّثَنِي لَيْثٌ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ . وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَخِي ٱبْنِ شِهَابٍ : قالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ : وَزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَنَّ مَرْوَانَ وَالمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قامَ حِينَ جاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (مَعِي مَنْ تَرَوْنَ ، وَأَحَبُّ الحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ ، فَٱخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ : إِمَّا السَّبْيَ ، وَإِمَّا المَالَ ، وَقَدْ كُنْتُ ٱسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ) . وَكانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ ، قَالُوا : فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا ، فَقَامَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ فِي المُسْلِمِينَ ، فَأَثْنَى عَلَى ٱللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ،

ثُمَّ قَالَ : (أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاؤُونَا تَائِبِينَ ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ ما يُفِيءُ ٱللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ) . فَقَالَ النَّاسُ : قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ ، فَٱرْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ) . فَرَجَعَ النَّاسُ ، فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا . هٰذَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ . [ر : ٢١٨٤]

ترجمہ

حضرت مسور بن مخرمہ کی روایت ہے کہ جب قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہوکر حاضر ہوا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، ان لوگوں نے آپ سے یہ درخواست کی کہ ان کے مال اور قیدی واپس کئے جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ کتنے لوگ ہیں؟ دیکھو مجھے سچی بات سب سے زیادہ پسند ہے، اسلئے تم لوگ ایک ہی چیز پسند کرو، یا قیدی یا مال، دونوں چیزیں واپس نہیں ہوسکتیں، میں نے تم ہی لوگوں کے خیال سے قیدیوں کی تقسیم میں تاخیر کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپس ہوکر دس دن ان کا انتظار کیا تھا، آخر جب ہوازن پر یہ واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی چیز واپس کریں گے، تو انہوں نے کہا: ہم اپنے قیدیوں کی واپسی چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ثناء کرنے کے بعد فرمایا: اما بعد! تمہارے بھائی (ہوازن قبیلے کے لوگ) توبہ کرکے ہمارے پاس آئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ ان کے قیدی ان کو واپس کردیئے جائیں، اس لئے جو شخص بلا کسی دنیوی صلہ کے اپنی خوشی سے واپس کرنا چاہے وہ واپس کردے اور جو لوگ اپنا حصہ نہ چھوڑنا چاہتے ہوں، وہ یوں کریں کہ اس کے بعد جو سب سے پہلے مال غنیمت اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت فرمائیں گے، اس میں سے اسے ہم ان کے بدلے میں دے دیں، تو وہ ان کے قیدی واپس کردیں۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! ہم بغیر کسی عوض کے واپس کرنا چاہتے ہیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح ہمیں اس کا امتیاز نہیں ہوگا کہ کس نے اپنی خوشی سے کیا ہے، کس نے نہیں، اس لئے اس وقت سب واپس چلے جاؤ اور تمہارے نمائندے تمہارا معاملہ ہمارے پاس لائیں، چنانچہ سب حضرات واپس آگئے، ان کے نمائندوں نے ان سے گفتگو کی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ سب نے اپنی خوشی اور بشاشت کے ساتھ اجازت دی ہے، یہی ہے وہ حدیث جو مجھے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق پہنچی ہے۔ (یہ آخری جملہ ابن شہاب زہری کا ہے)۔

تشریح

چونکہ مال غنیمت تقسیم ہو گیا تھا اور مجاہدین اس کے مالک بن چکے تھے، اس لئے ان سے واپس لینے کے لئے ان کی رضامندی ضروری تھی، جب ان کی رضامندی کا پتہ چلا تو آپ نے چھ ہزار قیدی بیک وقت آزاد کردیئے۔

٤٠٦٥ : حدّثنا أَبُو النُّعْمَانِ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ عُمَرَ قَالَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ .

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ ، سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الجَاهِلِيَّةِ ، اعْتِكَافٌ ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِوَفَائِهِ .

وَقَالَ بَعْضُهُمْ : حَمَّادٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ .

وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ، وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . [ر : ١٩٢٧]

ترجمہ

حضرت نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جب ہم غزوۂ حنین سے واپس ہو رہے تھے تو حضرت ابن عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ایک نذر کے متعلق پوچھا، جو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں اعتکاف کی مانی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسے پوری کرنے کا حکم دیا اور بعض (احمد بن عبدہ ضبیؒ) نے حماد کے حوالے سے روایت بیان کی ہے، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر نے اور اس کی روایت جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے ایوب کے واسطے سے کی، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمرؓ کو زمانہ جاہلیت کی نذر کو پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ اشکال یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کی نذر اور اس کے واجبات کیسے معتبر ہو سکتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ حکم استحبابی دیا تھا وجوبی نہیں، جمہور کے نزدیک اسلام لانے کے بعد دور جاہلیت کی نذر پورا کرنا مندوب و مستحب ہے۔

ایوب کے چار شاگرد ہیں: معمر، جریر، حماد بن سلمہ، حماد بن زید۔ پہلے تین حضرات اس روایت کو موصولاً نقل

کرتے ہیں، اور چوتھے شاگرد حماد بن زید سے احمد بن عبدہ الضبی تو موصولاً نقل کرتے ہیں، لیکن ابوالنعمان ''ابن عمرؓ'' کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔

٤٠٦٦/٤٠٦٧ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا مالِكٌ ، عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عامَ حُنَيْنٍ ، فَلَمَّا ٱلْتَقَيْنَا كانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ ، فَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ ٱلدِّرْعَ ، وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي ، فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ : مَا بَالُ النَّاسِ ؟ قَالَ : أَمْرُ ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ . ثُمَّ رَجَعُوا ، وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : (مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ) . فَقُلْتُ : مَنْ يَشْهَدُ لِي ، ثُمَّ جَلَسْتُ ، قالَ : ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ ، فَقُمْتُ ، فَقُلْتُ : مَنْ يَشْهَدُ لِي ، ثُمَّ جَلَسْتُ ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ ، فَقُمْتُ ، فَقَالَ : (مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ) . فَأَخْبَرْتُهُ ، فَقَالَ رَجُلٌ : صَدَقَ ، وَسَلَبُهُ عِنْدِي ، فَأَرْضِهِ مِنْهُ . فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : لَاهَا ٱللهِ إِذًا ، لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ ٱللهِ ، يُقَاتِلُ عَنِ ٱللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (صَدَقَ ، فَأَعْطِهِ) . فَأَعْطَانِيهِ ، فَٱبْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ .

ترجمہ

حضرت ابوقتادہ کی روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، جب جنگ ہوئی تو مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی، میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان کے اوپر چڑھا ہوا ہے، میں نے پیچھے سے اس کی گردن پر تلوار ماری اور اس کی زرہ کاٹ دی، اب وہ مجھ پر پلٹ پڑا اور مجھے اتنے زور سے دبایا کہ موت کی بو مجھے آنے لگی، آخر وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا، پھر میری ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی، میں نے پوچھا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے!! انہوں نے فرمایا: یہی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، پھر مسلمان پلٹے اور جنگ ختم ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: جس نے مشرک کو قتل کیا ہے اور اس کے لئے کوئی شاہد بھی رکھتا ہو، تو اس کا تمام سامان اور ہتھیار اسے ملے گا۔ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا، میں نے کہا، میرے لئے کون گواہی دے گا، پھر میں بیٹھ گیا۔ فرمایا: دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا، اس دفعہ پھر میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے لئے کون گواہی دے گا اور بیٹھ گیا، پھر اپنا فرمان دوہرایا تو میں اس مرتبہ بھی کھڑا ہو گیا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے ابوقتادہ! میں نے آپ کو

بتایا تو ایک شخص نے کہا: یہ سچ کہتے ہیں اور ان کے مقتول کا ساز وسامان میرے پاس ہے، آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں (کہ سامان مجھ سے نہ لیں)۔اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہیں، خدا کی قسم! اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حق تمہیں ہرگز نہیں دے سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچ کہا، تم سامان ابوقتادہ کو دے دو، انہوں نے سامان مجھے دیا، میں نے اس سامان سے بنوسلمہ کا ایک باغ خریدا، اسلام کے بعد یہ میرا پہلا مال تھا جسے میں نے حاصل کیا تھا۔

(٤٠٦٧) : وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ : أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ ، نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، يُقَاتِلُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِكِينَ ، وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَخْتِلُهُ مِنْ وَرَائِهِ لِيَقْتُلَهُ ، فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِي يَخْتِلُهُ ، فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِي ، وَأَضْرِبُ يَدَهُ فَقَطَعْتُهَا ، ثُمَّ أَخَذَنِي فَضَمَّنِي ضَمًّا شَدِيدًا حَتَّى تَخَوَّفْتُ ، ثُمَّ تَرَكَ ، فَتَحَلَّلَ ، وَدَفَعْتُهُ ثُمَّ قَتَلْتُهُ ، وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ ، فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ ، فَقُلْتُ لَهُ : مَا شَأْنُ النَّاسِ ؟ قَالَ : أَمْرُ اللهِ ، ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (مَنْ أَقَامَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ) . فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلِي ، فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي فَجَلَسْتُ ، ثُمَّ بَدَا لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ : سِلَاحُ هٰذَا الْقَتِيلِ الَّذِي يَذْكُرُ عِنْدِي ، فَأَرْضِهِ مِنْهُ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : كَلَّا ، لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعُ أَسَدًا مِنْ أُسْدِ اللهِ ، يُقَاتِلُ عَنِ اللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ . قَالَ : فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ ، فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا ، فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ . [ر : ١٩٩٤]

ترجمہ

اور لیث نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی، ان سے عمر بن کثیر بن افلح نے، ان سے ابوقتادہ کے مولی ابومحمد نے، انہوں نے حضرت ابوقتادہؓ سے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ ایک مسلمان سے دست و گریبان تھا اور ایک دوسرا مشرک مسلمان کو قتل کرنے کے لئے پیچھے سے گھات لگا رہا تھا، پہلے تو میں اس کی طرف بڑھا، اس نے اپنا ہاتھ مجھے مارنے کے لئے اٹھایا، تو میں نے اس کے ہاتھ پر وار کر کے کاٹ دیا، اس کے بعد وہ مجھ سے چمٹ گیا اور اتنی زور سے مجھے دبایا کہ میں ڈر گیا، آخر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور ڈھیلا پڑ گیا، میں نے اسے دھکا دے کر قتل کر دیا اور مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ پڑا، لوگوں میں حضرت عمر بن خطابؓ نظر

آئے، تو میں نے ان سے پوچھا کہ لوگ کیوں بھاگ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی فیصلہ تھا، پھر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر جمع ہوگئے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس پر دلیل قائم کردے گا کہ کسی مقتول کو اس نے قتل کیا ہے، تو اس کا ساز و سامان اسے دیا جائے گا۔ میں اپنے مقتول پر شاہد کے لئے اٹھا، لیکن مجھے کوئی شاہد دکھائی نہ دیا، آخر میں بیٹھ گیا، پھر میرے سامنے ایک صورت آئی، میں نے اپنے معاملے کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ ان کے مقتول کا ہتھیار میرے پاس ہے، آپ میرے حق میں انہیں راضی کردیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ہرگز نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ایک بجو یا چڑیا کو تو سامان دلا دیں اور خدا کے شیروں میں سے ایک شیر کو کردیں جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے جنگ کرتا ہے۔ (الغرض قریش کے ایک بزدل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سامان نہیں دے سکتے) بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور مجھے وہ سامان عطا فرمایا، میں نے اس سے ایک باغ خریدا، یہ سب سے پہلا مال تھا جو اسلام لانے کے بعد حاصل کیا تھا۔

تشریح

"أصيبغ" کا معنی ہے: کمزور اور ضعیف، جس کے بازو چھوٹے ہوں۔

حضرت شیخ الحدیث نے اس کا ترجمہ "رنگیلا" کیا ہے جو لوگوں کی نظروں میں مقید ہو، مطلب یہ کہ رنگیلے مزاج کا آدمی اس قابل کہاں کہ مقتول کا سلب اس کو دے دیا جائے۔

٥٢ – باب : غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ .

حنین میں شکست کھانے کے بعد کفار کے کئی افراد اوطاس آ گئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعامر اشعری کی سربراہی میں ایک جماعت ان کی سرکوبی کے لئے بھیجی، درید بن صمہ کے بیٹے سلمہ نے ایک تیر مارا جو ابوعامر کے گھٹنے میں لگا جس سے وہ شہید ہوگئے، جس کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور حملہ کر کے سلمہ بن درید کا کام تمام کردیا۔ حضرت ربیع بن رفیعؓ نے درید بن صمہ پر حملہ کر کے اس کو بھی قتل کردیا اور مسلمانوں نے وہاں سے فتح حاصل کردی۔

٤٠٦٨ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ ، فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ ، فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ ٱللهُ أَصْحَابَهُ ، قالَ أَبُو مُوسٰى : وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عامِرٍ ، فَرُمِيَ أَبُو عامِرٍ في رُكْبَتِهِ ، رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ في رُكْبَتِهِ ، فَانْتَهَيْتُ

إِلَيْهِ فَقُلْتُ : يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ ؟ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسٰى فَقَالَ : ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي ، فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ ، فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى ، فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ : أَلَا تَسْتَحِي ، أَلَا تَثْبُتُ ، فَكَفَّ ، فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ، ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ : قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ ، قَالَ : فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ ، فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ المَاءُ ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِئِ النَّبِيَّ ﷺ السَّلَامَ ، وَقُلْ لَهُ : اسْتَغْفِرْ لِي . وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ ، فَمَكُثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ ، فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ ، قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ ، وَقَالَ : قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ : (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ) . وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ : (اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ) . فَقُلْتُ : وَلِي فَاسْتَغْفِرْ ، فَقَالَ : (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا) . قَالَ أَبُو بُرْدَةَ : إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ ، وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسٰى . [ر : ۲۷۲۸]

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہو گئے، تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ حضرت ابو عامرؓ کو اوطاس بھیجا، اس معرکے میں درید بن صمہ سے مڈبھیڑ ہوئی، درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دی۔ حضرت ابوموسیٰ نے بیان کیا کہ حضرت ابو عامرؓ کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی بھیجا تھا، حضرت ابو عامرؓ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا، بنی جشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا تھا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا، میں آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی: چچا! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا تھا؟ انہوں نے مجھے اشارے سے بتایا کہ وہ ہے میرا قاتل جس نے مجھے نشانہ بنایا تھا، میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا، لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو بھاگ پڑا، میں نے اس کا پیچھا کیا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ تجھے شرم نہیں آتی، تجھ سے مقابلہ نہیں کیا جاتا، آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا اور اس کو میں نے قتل کر دیا اور حضرت ابو عامر سے جا کر کہا: اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ گھٹنے میں سے تیر نکال دو، میں نے نکال دیا تو اس سے خون جاری ہو گیا، پھر انہوں نے فرمایا: بھتیجے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ حضرت ابو عامر نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا دیا، اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی، میں واپس ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کھجور کی رسیوں سے بنی ایک چارپائی پر تشریف فرما تھے، اس پر کوئی

بستر بچھا ہوا نہیں تھا اور اس کے نشان آپ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑھ گئے تھے، میں نے آپ سے اپنے اور حضرت عامرؓ کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انہوں نے استغفار کے لئے عرض کیا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا، پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی: اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما، میں نے آپ کے بغل کی سفیدی (جب آپ دعا مانگ رہے تھے) دیکھی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! قیامت کے دن حضرت ابو عامرؓ کو اپنی بہت سی مخلوقات سے بلند تر درجہ عنایت فرما۔ میں نے عرض کی: اور میرے لئے بھی مغفرت طلب فرمالیجئے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہوں کو معاف فرما اور قیامت کے دن اسے اچھا مقام عطا فرما۔ ابو بردہ نے بیان کیا کہ ایک دعا حضرت ابو عامرؓ کے لئے تھی اور دوسری ابو موسیٰ اشعری کے لئے۔

٥٣ – باب : غَزْوَةُ الطَّائِفِ .

فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ ، قَالَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ .

باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان قاله موسىٰ بن عقبة

حنین میں شکست کھانے کے بعد ہوازن اور ثقیف کے بہت لوگ مالک بن عوف کی سربراہی میں طائف چلے گئے تھے، انہوں نے سال بھر کا سامان رسد اور مقابلہ کے لئے اسلحہ جمع کر دیا، قلعہ کے چاروں طرف تیر انداز مقرر کئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے اموال غنیمت اور قیدیوں کو ''جعر انہ'' کے مقام پر جمع کرنے کا حکم فرمایا اور خود آپ طائف کے محاصرہ کے لئے تشریف لے گئے، ان تیر اندازوں نے لشکر پر خوب تیر برسائے، بہت سے مسلمان زخمی اور شہید ہوئے، ایام محاصرہ کے دوران آپ نے خواب دیکھا اور حضرت ابو بکرؓ کو سنایا کہ دودھ سے بھرا ہوا پیالا مجھے دیا گیا، لیکن مرغ نے آخر اس میں چونچ مار لی، جس سے وہ دودھ گر گیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ یہ قلعہ ابھی فتح نہیں ہوگا، اس کے بعد آپ نے محاصرہ ختم کر جانے کا حکم دیا۔ صحابہ کہنے لگے فتح کئے بغیر واپس جائیں؟!! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل بھی لڑلو، دوسرے دن مسلمان بڑے جذبے سے لڑے اور نقصان اٹھایا، بارہ مسلمان شہید ہوئے، بعد میں اللہ نے ہدایت دی اور وہ لوگ مسلمان ہو کر مقام ''جعر انہ'' میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کا سپہ سالار مالک بن عوف بھی مسلمان ہوا، طائف کا محاصرہ کتنے دن تھا؟ مختلف روایات ہیں، پندرہ، سترہ، اٹھارہ اور بیس۔

٤٠٦٩ : حدَّثنا الحُمَيْدِيُّ : سَمِعَ سُفْيَانَ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا : دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ ، فَسَمِعَهُ

يَقُولُ لِعَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ أُمَيَّةَ : يَا عَبْدَ ٱللّٰهِ ، أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ ٱللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا ، فَعَلَيْكَ بِٱبْنَةِ غَيْلَانَ ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ . وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ) .

قَالَ ٱبْنُ عُيَيْنَةَ : وَقَالَ ٱبْنُ جُرَيْجٍ : الْمُخَنَّثُ : هِيتٌ . حدّثنا مَحْمُودٌ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ هِشَامٍ : بِهٰذَا ، وَزَادَ : وَهْوَ مُحَاصِرٌ الطَّائِفَ يَوْمَئِذٍ . [٤٩٣٧ ، ٥٥٤٨]

ترجمہ

حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، تو میرے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا، پھر آپ نے سنا کہ وہ عبید اللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تھا کہ اے عبد اللہ! دیکھو اگر کل طائف کی فتح اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت فرمائی، تو غیلان کی بیٹی کو نہ چھوڑو، وہ جب سامنے آتی ہے تو چار بل دکھائی دیتے ہیں اور جب مڑتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیتی ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''آئندہ یہ مخنث لوگ تمہارے گھروں میں نہ آیا کریں''۔

ابن عیینہ نے بیان کیا کہ ابن جریج نے فرمایا: اس مخنث کا نام ''ہیت'' تھا۔ ہم سے مسعود نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے اور اس طرح یہ اضافہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

تشریح

اس مخنث کو ابتداء میں عورتوں کے پاس داخل ہونے کی اجازت اس لئے تھی کہ شاید یہ لوگ جنسی معاملات کو بالکل نہیں سمجھتے، لیکن اس کے اس جملہ سے اندازہ ہوا کہ سمجھتے ہیں، اس لئے آپ نے پابندی لگا دی۔ یہ مدینہ سے باہر ''حمی'' نامی چراگاہ میں رہتا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس بوڑھے مخنث نے مدینہ آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دے دی کہ صرف جمعہ کو آیا کرے۔

٤٠٧٠ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْأَعْمٰى ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ : لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ الطَّائِفَ ، فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا ، قَالَ : (إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ ٱللّٰهُ) . فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ ، وَقَالُوا : نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ ، وَقَالَ مَرَّةً : (نَقْفُلُ) . فَقَالَ : (ٱغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ) . فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ ، فَقَالَ : (إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ ٱللّٰهُ) . فَأَعْجَبَهُمْ ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ . وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً : فَتَبَسَّمَ . قَالَ : قَالَ الْحُمَيْدِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْخَبَرَ كُلَّهُ . [٥٧٣٦ ، ٧٠٤٢]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی تو آپ نے فرمایا: انشاء اللہ اب ہم واپس ہو جائیں گے۔ صحابہ کے لئے یہ مرحلہ بڑا شاق تھا، انہوں نے کہا کہ بغیر فتح کے واپس جائیں۔ راوی نے ایک مرتبہ "نذھب" کی جگہ "نقفل" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر صبح سویرے میدان جنگ میں آجاؤ، صحابہ صبح سویرے ہی آگئے، لیکن ان کی بہت بڑی تعداد زخمی ہوگئی، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم کل واپس چلے جائیں گے، صحابہ نے اس کو بہت پسند کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ ابوسفیان نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے، بیان کیا کہ حمیدی نے کہا، ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی اس پوری خبر کی۔

٤٠٧٢/٤٠٧١ : حدّثنا محمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عاصِمٍ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا عُثْمانَ قالَ : سَمِعْتُ سَعْدًا ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ في سَبِيلِ ٱللّٰهِ ، وَأَبَا بَكْرَةَ ، وَكانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ في أُنَاسٍ فَجاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَا : سَمِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : (مَنِ ٱدَّعٰى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ ، وَهُوَ يَعْلَمُ ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ) .

ترجمہ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہ جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کے راستے میں تیر چلایا تھا اور ابوبکرہؓ جو طائف کے قلعے پر چند مسلمانوں کے ساتھ چڑھے تھے اور اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، سے روایت ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص جانتے ہوئے اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف نسبت کرے، تو جنت اس پر حرام ہے۔

٤٠٧٢۔ حدثنا هشام

اور ہشام نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی اور انہیں عاصم نے، انہیں ابوالعالیہ یا ابوعثمان نہدی نے (راوی کو شبہ تھا) کہا کہ میں نے سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت ابوبکرہؓ سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عاصم نے بیان کیا کہ میں نے ابوالعالیہ یا ابوعثمان نہدی سے کہا کہ آپ سے یہ روایت ایسے دو اصحاب (حضرت سعد اور حضرت ابوبکرۃ) نے بیان کی کہ یقین کے لئے انہی دو کی شخصیتیں کافی ہیں، انہوں نے فرمایا: یقیناً ان میں سے ایک وہ ہیں، جنہوں نے اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تیر چلایا اور دوسرے ابوبکرۃ ہیں جو بائیس افراد کو لے کر قلعے پر چڑھے اور اس طرح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

تشریح

طائف کے محاصرے کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تھا کہ قلعہ طائف سے جو غلام باہر آجائے گا، وہ آزاد ہوجائے گا، یہ اعلان سن کر بہت سے افراد دیوار پھلانگ کر مسلمانوں سے ملے۔

ان میں ایک حضرت ابوبکرہ بھی تھے، ان سب کو آپ نے آزاد کردیا۔ حضرت ابوبکرہ کے ساتھ آنے والے بائیس افراد تھے۔ اِن کا نام نفیع بن الحارث تھا اور ان کا والدہ کا نام سمیہ تھا۔ جو غلام اس طرح بھاگ کر مسلمانوں سے آملیں اور اسلام قبول کرلیں، تو احناف کے مسلک کے مطابق وہ آزاد ہیں۔

جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے، اس پر جنت حرام ہے، اس سے مرتکب کبیرہ کے کافر اور جہنمی ہونے کا اشکال ہوتا ہے، لیکن اہل سنت والجماعت ان روایات میں تاویل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ استحلال پر محمول ہے، جو جائز اور حلال سمجھے وہ کافر اور جہنمی ہوگا، یا علی سبیل التغلیظ لفظ ''حرام'' فرمایا، مقصود زجر وتوبیخ ہے، یا دخول جنت سے دخول اولیٰ مراد ہے۔

٤٠٧٣ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَهْوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ ، وَمَعَهُ بِلَالٌ ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ : أَلَا تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي ؟ فَقَالَ لَهُ : (أَبْشِرْ) . فَقَالَ : قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ ، فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ ، فَقَالَ : (رَدَّ الْبُشْرَى ، فَاقْبَلَا أَنْتُمَا) . قَالَا : قَبِلْنَا ، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ ، ثُمَّ قَالَ : (اشْرَبَا مِنْهُ ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا) . فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا ، فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ : أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا ، فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً .

[ر : ١٩٣]

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی تھا، جب آپ ''جعرانہ'' سے اتر رہے تھے، آپ کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی تھے، اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیوں نہیں کرتے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں بشارت ہو۔ اس پر وہ اعرابی بولا: بشارت تو آپ مجھے بہت دے چکے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ حضرت موسیٰ

اشعریؓ اور حضرت بلالؓ کی طرف پھیرا، آپ بہت غصے میں معلوم ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اس نے بشارت واپس کردی، ان دونوں نے عرض کی، ہم نے قبول کرلی، پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھ اور چہرے کو اس میں دھویا اور اس میں کلی کی اور ان دونوں سے فرمایا کہ اس کا پانی پی لو اور اپنے چہرے اور سینے پر اسے ڈال دو اور بشارت حاصل کرو، ان دونوں حضرات نے پیالہ لے لیا اور ہدایت کے مطابق عمل کیا، پردہ کے پیچھے سے حضرت ام سلمہؓ نے بھی فرمایا کہ اپنی ماں کے لئے بھی چھوڑ دینا، چنانچہ ان حضرات نے ان کے لئے بھی ایک حصہ چھوڑ دیا۔

تشریح

اعرابی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وعدہ کیا تھا؟ ممکن ہے آپ نے مخصوص طور پر اس بدوی سے کچھ مال دینے کا یا مال غنیمت دینے کا وعدہ کیا ہو، جب اس نے تقاضا کیا تو آپ نے فرمایا: بے صبری نہ کرو، اصل دولت جنت کی بشارت لے لو، لیکن وہ بشارت سے خوش نہ ہوا، یا وعدہ عام تھا، مگر ارادہ یہ تھا کہ مال غنیمت کو ''جعرانہ'' میں جمع کر دیا جائے اور پھر طائف سے فراغت کے بعد اموال غنیمت کو تقسیم کیا جائے۔

لیکن بدوی نے جلد بازی کی اور سوال کیا، وجہ یہ تھی کہ نئے نئے مسلمان ہونے کی وجہ سے پختگی نہیں تھی۔

٤٠٧٤ : حدّثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ : أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ : أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ : لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ، قالَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ بِٱلْجِعْرَانَةِ ، وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ ، مَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ، إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ ، مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِالطِّيبِ ؟ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى بِيَدِهِ : أَنْ تَعَالَ ، فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ ، فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ محْمَرُّ الْوَجْهِ ، يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ ، فَقَالَ : (أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا) . فَٱلْتُمِسَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ ، فَقَالَ : (أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَٱغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَٱنْزِعْهَا ، ثُمَّ ٱصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كما تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ) .

[ر : ١٤٦٣]

ترجمہ

حضرت صفوان بن یعلی نے خبر دی کہ یعلی نے کہا: کاش میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھ سکتا، جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہے، کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''جعرانہ'' میں قیام پذیر تھے، آپ کے لئے ایک کپڑے سے

سایہ کر دیا گیا تھا اور اس میں چند صحابہ بھی آپ کے ساتھ موجود تھے، اتنے میں ایک اعرابی آئے، وہ خوشبو میں بسا ہوا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایک ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے جو اپنے جبہ میں خوشبو لگانے کے بعد عمرہ کا احرام باندھے ہو؟ فوراً ہی حضرت عمرؓ نے حضرت یعلی کو آنے کے لئے ہاتھ سے اشارہ کیا، حضرت یعلی حاضر ہو گئے اور اپنا سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لئے حاضر کیا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور زور زور سے سانس چل رہا تھا، تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی، پھر ختم ہو گئی، تو آپ نے دریافت فرمایا کہ ابھی عمرہ کے متعلق جس نے مجھ سے سوال کیا تھا، وہ کہاں ہے، انہیں تلاش کر کے لایا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ جو خوشبو تم نے لگا رکھی ہے، اسے تین مرتبہ دھو لو اور جبہ اتار دو اور پھر عمرہ میں وہی اعمال کرو، جو حج میں کرتے ہو۔

تشریح

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں انہوں نے احرام سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی تھی، یہاں فرمایا کہ تم دھولو۔ یا تو یہ منسوخ ہے یا یہ ممانعت اس خوشبو کی ہے جس کا عین اور جرم احرام کے بعد باقی رہتا ہے، لیکن اگر کسی خوشبو کا عین اور جرم باقی نہ رہے، صرف اس کا اثر باقی رہے تو احرام سے قبل ایسی خوشبو کی اجازت ہے۔

٤٠٧٥ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى ، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ تَمِيمٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عاصِمٍ قالَ : لَمَّا أَفاءَ ٱللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ ، قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ ، وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصارَ شَيْئًا ، فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصابَ النَّاسَ ، فَخَطَبَهُمْ فَقالَ : (يَا مَعْشَرَ الْأَنْصارِ ، أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَداكُمُ ٱللَّهُ بِي ، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ ٱللَّهُ بِي ، وَكُنْتُمْ عالَةً فَأَغْناكُمُ ٱللَّهُ بِي) . كُلَّمَا قالَ شَيْئًا قالُوا : ٱللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ ، قَالَ : (مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيبُوا رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ) . قالَ : كُلَّمَا قالَ شَيْئًا ، قالُوا : ٱللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ ، قالَ : (لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ : جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا ، أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ ، وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى رِحالِكُمْ ، لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ ٱمْرَءًا مِنَ الْأَنْصارِ ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصارِ وَشِعْبَهَا ، الْأَنْصارُ شِعارٌ وَالنَّاسُ دِثارٌ ، إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً ، فَٱصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ) . [٦٨١٨]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت

دی تھی، آپ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان والوں جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے، میں کر دی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا، غالباً اس کا انہیں ملال ہوا کہ وہ مال جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو دیا، انہیں نہیں دیا۔ آپ نے اس کے بعد خطاب کیا اور فرمایا: ''اے معشر انصار! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا، پھر تمہاری اللہ نے میرے ذریعہ ہدایت کی اور تم میں باہم دشمنی اور نا اتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے باہم تم میں الفت اور محبت پیدا کر دی، اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمہیں غنی اور بے نیاز کر دیا''۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک جملے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری باتوں کا جواب دینے سے کون سی چیز مانع رہی۔ بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر انصار عرض کرتے جاتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے تو مجھ سے اس طرح بھی کہہ سکتے تھے، آپ آئے تو لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے، لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی، کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ جب لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جا رہے ہوں، تو تم اپنے گھروں کی طرف اپنے پیغمبر کو ساتھ لے جا رہے ہو گے، اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد بن جاتا، لوگ خواہ کسی گھاٹی یا وادی میں چلیں، میں تو انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا، انصار اس کپڑے کی طرح ہیں جو ہمیشہ جسم سے لگا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اوپر کے کپڑے کی طرح ہیں، تم لوگ دیکھو گے کہ میرے بعد تم لوگوں کو دوسروں پر ترجیح دی جائے گی، تم اس وقت تک صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض میں آملو''۔

٤٠٧٦/٤٠٧٩ : حدَّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ، حِينَ أَفَاءَ ٱللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ ، فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي رِجالاً الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ ، فَقَالُوا : يَغْفِرُ ٱللهُ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا ، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمائِهِمْ . قَالَ أَنَسٌ : فَحُدِّثَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ ، فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ ، وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُم غَيْرَهُمْ ، فَلَمَّا ٱجْتَمَعُوا قامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : (مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ) . فَقَالَ فُقَهاءُ الْأَنْصَارِ : أَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا ، وَأَمَّا نَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالوا : يَغْفِرُ ٱللهُ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا ، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمائِهِمْ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (فَإِنِّي أُعْطِي رِجالاً حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ ، وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى رِحالِكُمْ ، فَوَٱللهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ) . قالُوا : يَا رَسُولَ

اَللّٰهِ قَدْ رَضِينَا ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ : (سَتَجِدُونَ أَثَرَةً شَدِيدَةً ، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ﷺ - فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ) . قَالَ أَنَسٌ : فَلَمْ يَصْبِرُوا .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ جب قبیلہ ہوازن کے مال میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو دینا تھا وہ دیا، تو انصار کے چند افراد کو رنج و ملال ہوا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افراد (مؤلفۃ القلوب) کو سو سو اونٹ دیئے تھے، کچھ لوگوں نے کہا: اللہ اپنے رسول کی مغفرت کرے، قریش کو تو آپ عنایت فرما رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے، حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ابھی ٹپک رہا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ انصار کی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نقل ہوئی، تو آپ نے انہیں بلا بھیجا اور چمڑے کے ایک خیمہ میں انہیں جمع کیا، ان کے ساتھ ان کے علاوہ کسی کو نہیں بلایا تھا، جب سب حضرات جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: تمہاری جو بات مجھے معلوم ہوئی ہے، کیا وہ صحیح ہے؟ انصار کے جو سمجھ دار افراد تھے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! جو لوگ ہمارے معزز اور سردار ہیں انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی، البتہ ہمارے کچھ افراد جو ابھی نو عمر ہیں انہوں نے کہا ہے کہ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کرے، قریش کو آپ دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کیا ہے؟ حالانکہ تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی ابھی اسلام میں داخل ہوئے، اس طرح میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں، کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ تو مال و دولت لے جائیں اور تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ گھر لے جاؤ، وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے جا رہے ہیں''۔ انصار نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی، اس وقت صبر کرنا، یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول سے آملو، میں حوض پر ملوں گا''۔ حضرت انس نے فرمایا: لیکن انصار نے آپ کے بعد صبر نہیں کیا۔

(٤٠٧٧) : حَدَّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ ، عَنْ أَنَسٍ قالَ : لَمَّا كانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ ، فَغَضِبَتِ الْأَنْصارُ ، قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا ، وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ - ﷺ) . قالُوا : بَلَى ، قالَ : (لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا ، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصارِ أَوْ شِعْبَهُمْ) .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے زمانے میں قریش نے حنین کی غنیمت تقسیم کردی، انصار اس سے اور رنجیدہ ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم اس پر خوش اور راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں اور تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے جاؤ؟'' انہوں نے عرض کی: ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دوسرے لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں، میں تو انصار کی وادی یا گاٹی میں چلوں گا''۔

(٤٠٧٨) : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا أَزْهَرُ ، عَنِ ٱبْنِ عَوْنٍ : أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ ٱبْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ ، ٱلْتَقَى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشَرَةُ آلَافٍ ، وَالطُّلَقَاءُ ، فَأَدْبَرُوا ، قَالَ : (يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ) . قَالُوا : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ وَسَعْدَيْكَ ، لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : (أَنَا عَبْدُ ٱللهِ وَرَسُولُهُ) . فَٱنْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ ، فَأَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِينَ ، وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا ، فَقَالُوا ، فَدَعَاهُمْ فَأَدْخَلَهُمْ فِي قُبَّةٍ ، فَقَالَ : (أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ ، وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ) . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا ، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا ، لَاخْتَرْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ) .

ترجمہ

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ حنین میں جب ہوازن کی جنگ شروع ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار فوج تھی اور قریش کے وہ لوگ بھی ساتھ تھے جنہیں فتح مکہ کے بعد آپ نے چھوڑ دیا تھا، پھر سب نے پیٹھ پھیر لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا: ''اے معشر انصار!'' انہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے ہم حاضر ہیں آپ کے سامنے، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اتر گئے اور فرمایا: ''میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں''۔ پھر مشرکین کو شکست ہوگئی، جن لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد چھوڑا تھا، ان کو اور مہاجرین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور انصار کو کچھ نہیں دیا، اس پر انصار نے اپنے ملال کا اظہار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور ایک خیمہ میں جمع کیا، پھر فرمایا کہ ''کیا تم اس پر راضی نہیں کہ دوسرے لوگ بکریاں اور اونٹ اپنے ساتھ لے جائیں اور تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے جاؤ؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ اگر کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا''۔

(٤٠٧٩) : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : سَمِعْتُ قَتَادَةَ ،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ : (إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِٱلدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِكُمْ). قَالُوا : بَلَى ، قَالَ : (لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا ، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا ، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ ، أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ) . [ر : ۲۹۷۷]

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے کچھ افراد کو جمع کیا اور فرمایا کہ قریش کے کفر اور مصائب کا دور اب ختم ہو چکا ہے، میرا مقصد صرف ان کی دل جوئی اور تالیف قلب تھا، کیا تم اس پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا اپنے ساتھ لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو ساتھ لے کر جاؤ۔ سب حضرات بولے: کیوں نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر دوسرے لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں گے تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا''۔

۴۰۸۰/۴۰۸۱ : حدّثنا قَبِيصَةُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ قَالَ : لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ ، قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ : مَا أَرَادَ بِهَا وَجْهَ ٱللهِ ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ : (رَحْمَةُ ٱللهِ عَلَى مُوسَى ، لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ) .

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے تو ایک شخص نے (جو منافق تھا) کہا: اس تقسیم میں اللہ کی رضا اور خوشنودی کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی تو چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا، پھر آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے، انہیں اس سے بھی زیادہ ایذا پہنچائی گئی تھی اور انہوں نے صبر کیا''۔

(۴۰۸۱) : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا ، أَعْطَى الْأَقْرَعَ مِائَةً مِنَ

الْإِبِلِ ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَأَعْطَى نَاسًا ، فَقَالَ رَجُلٌ : ما أُرِيدَ بِهٰذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ ٱللهِ ، فَقُلْتُ : لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ، قالَ : (رَحِمَ ٱللهُ مُوسٰى ، قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ) .
[ر : ۲۹۸۱]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند افراد کے ساتھ ترجیحی معاملہ کیا، چنانچہ حضرت اقرع بن حابس کو جو مؤلفۃ القلوب میں سے تھے، سو اونٹ دیئے۔ عیینہ بن حفص فزاری کو بھی اتنے ہی اونٹ دیئے اور اسی طرح دوسرے اشرافِ عرب کو دیا، اس پر ایک شخص نے کہا کہ اس سے اللہ کی رضا اور خوشنودی کا کوئی خیال نہیں کیا گیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں اس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کروں گا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ سنا، فرمایا: ”اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے، انہیں اس سے بھی زیادہ ایذا پہنچائی گئی، لیکن انہوں نے صبر کیا“۔

تشریح

اس منافق کا نام ”معتب بن قشیر“ تھا، جس نے آپ کی تقسیم پر اعتراض کیا تھا۔

٤٠٨٢ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ عَوْنٍ ، عَنْ هِشَامِ ٱبْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : لَمَّا كانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ ، أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشَرَةُ آلافٍ ، وَمِنَ الطُّلَقَاءِ ، فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ ، فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا ، ٱلْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ : (يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ) . قالُوا : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ ، ثُمَّ ٱلْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ : (يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ) . قالُوا : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ ، وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ : (أَنَا عَبْدُ ٱللهِ وَرَسُولُهُ) . فَٱنْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ ، فَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ كَثِيرَةً ، فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ : إِذَا كانَتْ شَدِيدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعَى ، وَيُعْطَى الْغَنِيمَةَ غَيْرُنَا . فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ : (يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ، ما حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ) . فَسَكَتُوا ، فَقَالَ : (يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ، أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا ، وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ ٱللهِ – ﷺ – تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ) . قالُوا : بَلَى ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَوْ

سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا ، لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ) . فَقَالَ هِشَامٌ : يَا أَبَا حَمْزَةَ ، وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ ؟ قَالَ : وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ . [ر : ۲۹۷۷]

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ قبیلہ ہوازن اور بنوغطفان اپنی مویشی اور بال بچوں کو ساتھ لے کر جنگ کے لئے نکلے، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جولشکر تھا، ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد معاف کر دیا تھا، مگر پھر سب نے پیٹھ پھیر لی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رہ گئے تھے، اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ پکارا، دونوں پکار ایک دوسرے سے الگ الگ تھیں، آپ نے دائیں طرف متوجہ ہو کر پکارا: ''اے معشر الانصار!'' انہوں نے جواب دیا: ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! آپ کو بشارت ہو، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے، پھر آپ اتر گئے اور فرمایا: ''میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں''۔ انجام کار مشرکین کو شکست ہوئی اور اس لڑائی میں بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجروں کو اور ان قریشوں میں جنہیں فتح مکہ کے موقعہ پر آپ نے معاف کر دیا تھا غنیمت کو تقسیم کر دیا، انصار کو اس میں سے کچھ عطا نہیں فرمایا، انصار کے بعض نوجوان قسم کے افراد نے کہا کہ جب سخت وقت آتا ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمت دوسروں کو دی جاتی ہے۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور فرمایا: ''اے معشر انصار! کیا وہ بات صحیح ہے جو تمہارے بارے میں مجھے معلوم ہوئی ہے''۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے معشر انصار! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں اور تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لے جاؤ؟'' انصار نے عرض کی: ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔ اس پر ہشام نے پوچھا: اے ابوحمزہ! کیا آپ وہاں موجود تھے، انہوں نے فرمایا: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہی کب ہوتا تھا۔

تشریح

طلقاء: ''طلیق'' کی جمع ہے اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر احساناً چھوڑ دیا تھا، نہ انہیں قتل کیا، نہ انہیں غلام بنایا، ان کی تعداد دو ہزار تھی اور دس ہزار مسلمان آپ کے ساتھ صحابہ کرام تھے۔

٥٤ – باب : السَّرِيَّةِ الَّتِي قِبَلَ نَجْدٍ .

٤٠٨٣ : حدّثنا أَبُو النُّعْمَانِ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيهَا ، فَبَلَغَتْ سِهَامُنَا ٱثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا ، وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا ، فَرَجَعْنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا . [ر : ٢٩٦٥]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک مہم روانہ کی، میں بھی اس میں شریک تھا، اس میں ہمارا حصہ (مال غنیمت کا) بار بارہ اونٹ کا پڑا اور ایک ایک اونٹ ہمیں مزید دیا گیا، اس طرح ہم تیرہ اونٹ ساتھ لے کر واپس ہوئے۔

تشریح

یہ واقعہ نجد کے علاقہ ''ارض محارب'' میں پیش آیا، کل پندرہ آدمی شریک تھے، مال غنیمت میں کل دوسو اونٹ حاصل ہوئے، دو ہزار بکریاں ملیں اور بہت سے قیدی ہاتھ آئے اور صرف پندرہ دن میں اس سریے سے فراغت ہوئی۔

٥٥ – باب : بَعْثِ النَّبِيِّ ﷺ خالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خالد بن ولید کو بنو خزیمہ کی طرف بھیجنا

٤٠٨٤ : حدّثني مَحْمُودٌ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ . وَحَدَّثَنِي نُعَيْمٌ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللّٰهِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ ، فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا : أَسْلَمْنَا ، فَجَعَلُوا يَقُولُونَ : صَبَأْنَا صَبَأْنَا ، فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ ، وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ ، فَقُلْتُ : وَٱللّٰهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي ، وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ ، حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْنَاهُ ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ : (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خالِدٌ) . مَرَّتَيْنِ . [٦٧٦٦]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنوخزیمہ کی طرف بھیجا۔ خالد بن ولیدؓ نے انہیں اسلام کی دعوت دی، لیکن انہیں "أسلمنا" کہنا نہیں آتا تھا، اس کے بجائے وہ "صبانا، صبانا" ہم بے دین ہوگئے، یعنی: اپنے آبائی دین سے، کہنے لگے۔ حضرت خالدؓ نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کر دیا، پھر ہم میں سے ہر ایک کو اس کا قیدی دے دیا، پھر جب دن کا وقت ہو، انہوں نے ہم سب کو حکم دیا کہ ہم اپنے قیدیوں کو قتل کر دیں۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے، آخر جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صورت حال کا تذکرہ کیا، تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: ''اے اللہ! میں اس فیصلہ سے برأت کرتا ہوں، جو خالد نے کیا''۔ دو مرتبہ آپ نے یہ جملہ دہرایا۔

٥٦ – باب : سَرِيَّةُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ . وَيُقَالُ : إِنَّهَا سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِيِّ .

عبداللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجزز مدلجیؓ کی مہم پر روانگی کا بیان، اس کو ''سریۃ الانصار'' کہا جاتا ہے۔

٤٠٨٥ : حدَّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قالَ : حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً فَٱسْتَعْمَلَ عَلَيْهَا رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ ، فَغَضِبَ ، فَقَالَ : أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُطِيعُونِي ؟ قالُوا : بَلَى ، قالَ : فَٱجْمَعُوا لِي حَطَبًا ، فَجَمَعُوا ، فَقَالَ : أَوْقِدُوا نَارًا ، فَأَوْقَدُوهَا ، فَقَالَ : ٱدْخُلُوهَا ، فَهَمُّوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا ، وَيَقُولُونَ : فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ النَّارِ ، فَمَا زَالُوا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ ، فَسَكَنَ غَضَبُهُ ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ : (لَوْ دَخَلُوهَا ما خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ) . [٦٧٢٦ ، ٦٨٣٠]

ترجمہ

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم روانہ کی اور اس کا امیر ایک انصاری صحابی کو بنایا، پھر امیر کسی بات پر غصہ ہوئے اور اپنے فوجیوں سے پوچھا کہ تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت کا حکم

نہیں دیا؟ سب نے کہا: دیا ہے۔ انہوں نے کہا: سب لکڑیاں جمع کرو، انہوں نے لکڑیاں جمع کر دیں تو انہوں نے کہا: ان میں آگ لگاؤ۔ انہوں نے آگ لگا دی تو حکم دیا کہ سب اس میں کود جاؤ، مہم شریک صحابہ کودنا چاہتے تھے کہ بعض نے بعض کو روک دیا کہ ہم تو اس آگ ہی کے خوف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آئے ہیں، ان باتوں میں وقت گزر گیا اور آگ بجھ گئی، اس کے بعد امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا، جب اس کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو پھر قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے، فرمانبرداری کا حکم نیک کاموں میں ہے''۔

٥٧ – باب : بَعْثُ أَبِي مُوسٰى وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ .

حجۃ الوداع سے پہلے حضور علیہ السلام کا معاذ بن جبلؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ کو یمن بھیجنے کا بیان

حضرت ابوموسیٰ کو یمن کی مشرقی طرف اور حضرت معاذ کو مغربی سمت بھیجا۔

٤٠٨٦/٤٠٨٨ : حدّثنا مُوسٰى : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قالَ : بَعَثَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ أَبَا مُوسٰى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ ، قالَ : وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلَافٍ ، قالَ : وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ ، ثُمَّ قالَ : (يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا ، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا) . فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَمَلِهِ ، وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ فِي أَرْضِهِ وَكَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَحْدَثَ بِهِ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ، فَسَارَ مُعَاذٌ فِي أَرْضِهِ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوسٰى ، فَجَاءَ يَسِيرُ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى انْتَهٰى إِلَيْهِ ، وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ ، وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ : يَا عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَيَّمَ هٰذَا ؟ قالَ : هٰذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ ، قالَ : لَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ ، قالَ : إِنَّمَا جِيءَ بِهِ لِذٰلِكَ فَانْزِلْ ، قالَ : ما أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ : يَا عَبْدَ ٱللّٰهِ ، كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ؟ قالَ أَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا ، قالَ : فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ ؟ قالَ : أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ ، فَأَقُومُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ ، فَأَقْرَأُ ما كَتَبَ ٱللّٰهُ لِي ، فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كما أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي . [ر : ٢٨٧٣]

ترجمہ

حضرت ابو بردہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰؓ اور معاذؓ کو یمن بھیجا، ان دونوں حضرات کو اس کے ایک ایک صوبے میں بھیجا، یمن کے دو صوبے تھے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''ان کے لئے آسانیاں پیدا کرنا دشواریاں نہ پیدا کرنا، انہیں خوش رکھنے کی کوشش کرنا، رنجیدہ اور ملال کرنے کی نہیں''۔ دونوں

حضرات اپنے اپنے کام کی طرف روانہ ہوگئے، دونوں حضرات میں سے جب کوئی اپنی حدود کی دیکھ بھال کرتے کرتے اپنے ساتھی کے قریب آجاتا، تو اس سے تازہ ملاقات اور سلام کرتا۔ ایک مرتبہ حضرت معاذؓ اپنی اراضی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کے قریب پہنچ گئے، اور حسب معمول اپنے خچر پر ان سے ملاقات کے لئے چلے، جب قریب پہنچے تو دیکھا وہ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے پاس لوگ جمع ہیں اور ایک شخص ان کے سامنے ہے جس کی مشکیں کسی ہوئی ہیں۔ معاذؓ نے ان سے پوچھا: اے عبداللہ بن قیس! کیا ماجرا ہے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے فرمایا کہ اس شخص نے اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: پھر جب تک اسے قتل نہ کیا جائے میں نہیں اتروں گا، آخر حضرت ابوموسیٰ نے حکم دیا، اسے قتل کر دیا گیا، تب آپ اپنی سواری سے اترے اور پوچھا: عبداللہ آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: میں وقفے کے ساتھ ایک حصہ پڑھتا ہوں۔ پھر انہوں نے معاذ بن جبل سے پوچھا؟ آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ حضرت معاذ نے عرض کیا: رات کے ابتدائی حصے میں سوتا ہوں، پھر اپنی نیند کا ایک حصہ پورا کر کے اٹھ بیٹھتا ہوں، اس طرح بیداری میں جس ثواب کی امید رکھتا ہوں، سونے کی حالت میں بھی اس کے ثواب کی توقع رکھتا ہوں۔

(٤٠٨٧) : حدّثني إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا خالِدٌ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ ، فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا ، فَقَالَ : (وَما هِيَ) . قالَ : الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ ، فَقُلْتُ لِأَبِي بُرْدَةَ : ما الْبِتْعُ ؟ قالَ : نَبِيذُ الْعَسَلِ ، وَالْمِزْرُ نَبِيذُ الشَّعِيرِ ، فَقَالَ : (كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ) .
رَوَاهُ جَرِيرٌ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ .

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان مشروبات کا حکم پوچھا جو یمن میں بنائے جاتے تھے۔ آپ نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟ حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا: "البتع" اور "المزر"۔ (حضرت سعید بن ابی بردہ نے بیان کیا) کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ "البتع" کیا چیز ہیں؟ انہوں نے فرمایا: شہد سے تیار کی ہوئی شراب، اور "المزر" جو سے تیار کی ہوئی شراب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ "ہر نشہ آور چیز حرام ہے"۔ اس کی روایت حضرت جریر اور عبدالواحد نے شیبانی کے واسطے سے کی اور انہوں نے ابوبردہ کے واسطے سے۔

(٤٠٨٨) : حدّثنا مُسْلِمٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ :

بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَدَّهُ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ ، فَقَالَ : (يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا ، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا ، وَتَطَاوَعَا) . فَقَالَ أَبُو مُوسَى : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ أَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ الْمِزْرُ ، وَشَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ ، فَقَالَ : (كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ) . فَانْطَلَقَا ، فَقَالَ مُعَاذٌ لِأَبِي مُوسَى : كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ؟ قَالَ : قَائِمًا وَقَاعِدًا وَعَلَى رَاحِلَتِي ، وَأَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا ، قَالَ : أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُومُ ، فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كما أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي . وَضَرَبَ فُسْطَاطًا ، فَجَعَلَا يَتَزَاوَرَانِ ، فَزَارَ مُعَاذٌ أَبَا مُوسَى ، فَإِذَا رَجُلٌ مُوثَقٌ ، فَقَالَ : ما هٰذَا ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى : يَهُودِيٌّ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ ، فَقَالَ مُعَاذٌ : لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ .

تَابَعَهُ الْعَقَدِيُّ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ ، وَقَالَ وَكِيعٌ وَالنَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . رَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ . [ر : ۲۸۷۳]

ترجمہ

حضرت سعید بن ابی بردہؓ نے اپنے والد ابو بردہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دادا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ آسانی پیدا کرنا، دشواریوں میں نہ ڈالنا، ان لوگوں کو خوش اور راضی رکھنے کی کوشش کرنا، رنجیدہ اور ملول نہ بنانا اور تم دونوں آپس میں موافقت رکھنا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اس پر عرض کی کہ اے اللہ کے نبی! ہمارے ملک میں جو سے ایک شراب تیار ہوتی ہے، جو "البتـــع" کہلاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ پھر دونوں حضرات روانہ ہوئے۔ حضرت معاذؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے پوچھا کہ آپ قرآن مجید کس طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: کھڑے ہو کر بھی بیٹھ کر بھی اور اپنی سواری پر بھی اور میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ حضرت معاذ نے فرمایا: میرا معمول یہ ہے کہ ابتدا شب میں سو جاتا ہوں اور پھر بیدار ہو جاتا ہوں، اسی طرح میں اپنے رب سے نیند کے لئے بھی ثواب کا متوقع ہوں، جس طرح بیدار ہو کر ثواب کی مجھے توقع ہے، اور انہوں نے ایک خیمہ نصب کروا لیا اور ایک دوسرے سے ملاقات برابر ہوتی رہتی، ایک مرتبہ حضرت معاذ ابوموسیٰ سے ملنے کے لئے آئے، دیکھا ایک شخص بندھا ہوا ہے، پوچھا یہ کیا قصہ ہے؟ حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا: یہ ایک یہودی ہے، پہلے خود اسلام لایا اور اب پھر مرتد ہو گیا ہے۔ حضرت معاذ نے فرمایا: میں اسے قتل کئے بغیر نہیں رہوں گا۔

مسلم بن ابراہیم کے ساتھ اس روایت کو عقدی اور وہب نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے، وکیع، نضر اور ابوداؤد نے اس حدیث کو ''شعبہ عن سعید عن ابیہ عن جدہ ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے طریق سے روایت کیا ہے۔ نیز اس حدیث کی روایت جریر بن عبدالحمید نے شیبانی کے واسطے سے، انہوں نے ابو بردہ کے واسطے سے کی ہے۔

٤٠٨٩ : حدّثني عبّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ ، هُوَ النَّرْسِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عائِذٍ : حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قالَ : سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ يَقُولُ : حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : بَعَثَنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى أَرْضِ قَوْمِي ، فَجِئْتُ وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ مُنِيخٌ بِالْأَبْطَحِ ، فَقَالَ : (أَحَجَجْتَ يَا عَبْدَ ٱللهِ بْنَ قَيْسٍ) . قُلْتُ : نَعَمْ يَا رَسُولَ ٱللهِ ، قالَ : (كَيْفَ قُلْتَ) . قالَ : قُلْتُ : لَبَّيْكَ إِهْلَالاً كَإِهْلَالِكَ ، قالَ : (فَهَلْ سُقْتَ مَعَكَ هَدْيًا) . قُلْتُ : لَمْ أَسُقْ ، قالَ : (فَطُفْ بِالْبَيْتِ ، وَٱسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، ثُمَّ حِلَّ) . فَفَعَلْتُ حَتَّى مَشَطَتْ لِي ٱمْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ ، وَمَكُثْنَا بِذٰلِكَ حَتَّى ٱسْتُخْلِفَ عُمَرُ . [ر : ١٤٨٤]

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰؓ کی روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قوم کے وطن بھیجا، پھر میں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی ''وادیٔ ابطح'' میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ بن قیس! تم نے حج کا احرام باندھ لیا؟'' میں نے عرض کی: جی ہاں، یارسول اللہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کلمات احرام کس طرح کہے؟'' میں نے عرض کی کہ اس طرح کلمات ادا کئے ہیں: اے اللہ! میں حاضر ہوں اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام رکھا ہے، میں نے اسی طرح باندھا ہے۔ فرمایا: ''تم اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لائے ہو؟'' میں نے کہا: جانور تو کوئی اپنے ساتھ نہیں لایا۔ فرمایا کہ ''پھر تم پہلے بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کرلو، ان افعال کی ادائیگی کے بعد حلال ہو جانا''۔ میں نے اسی طرح کیا اور بنو قیس کی ایک خاتون نے میرے سر میں کنگھا کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عہد خلافت تک ہم اسی طرح عمل کرتے رہے۔

٤٠٩٠ : حدّثني حِبَّانُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحٰقَ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ٱبْنِ صَيْفِيٍّ ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ ، مَوْلَى ٱبْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ : (إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَٱدْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا

لَكَ بِذٰلِكَ ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ ٱللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ ٱللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً ، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ ، فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ ، فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ ، وَٱتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱللّٰهِ حِجَابٌ).

قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللّٰهِ : طَوَّعَتْ طَاعَتْ ، وَأَطَاعَتْ لُغَةٌ ، طِعْتُ وَطُعْتُ وَأَطَعْتُ . [ر : ۱۳۳۱]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجتے وقت یہ ہدایت کی تھی کہ تم ایک ایسی قوم کی طرف جارہے ہو جو اہل کتاب میں سے ہیں، اس لئے جب تم ان کے ہاں پہنچو تو انہیں دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ تمہاری مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے روازنہ ان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، جب یہ بھی مان لیں تو انہی بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ بھی فرض کیا ہے، جو ان کے مالدار افراد سے لیا جائے گا اور انہی کے غریبوں میں تقسیم کیا جائے گا، جب یہ بھی مان لیں تو پھر صدقہ وصول کرتے وقت ان کا سب سے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی آہ سے ہر وقت ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔

ابوعبداللہ نے کہا کہ "طَوَّعَت" کا معنی وہی ہے جو "طَاعَتْ" اور "أَطَاعَتْ" کا ہے، جیسے کہا جاتا ہے: "طِعْتُ، طُعْتُ" اور "أَطَعْت" سب کا مفہوم ایک ہے۔

تشریح

حضرت معاذؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہدایات دیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ تمام احکام بیک وقت بتانے سے ان لوگوں میں توحش پیدا ہوگا، رفتہ رفتہ انہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرتے رہنا۔

۴۰۹۱ : حدّثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ ، عَنْ سَعِيدِ ٱبْنِ جُبَيْرٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ : أَنَّ مُعَاذًا رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ ، صَلَّى بِهِمِ الصُّبْحَ ، فَقَرَأَ : «وَٱتَّخَذَ ٱللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً» . فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ .

زَادَ مُعَاذٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ حَبِيبٍ ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ عَمْرٍو : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ ، فَقَرَأَ مُعَاذٌ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ سُورَةَ النِّسَاءِ ، فَلَمَّا قَالَ : «وَٱتَّخَذَ ٱللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً» .

قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهُ : قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ .

ترجمہ

حضرت عمرو بن میمون کی روایت ہے کہ حضرت معاذؓ جس وقت یمن پہنچے اور یمن والوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور آیت: ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلا﴾ کی قرأت کی تو ان میں سے ایک شخص نماز ہی میں بولا کہ ابراہیم کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئی ہوں گی، (یعنی: ابھی ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ نماز میں بات کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے)۔

معاذ نے شعبہ عن حبیب عن عمرو بن میمون اس حدیث میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا، وہاں انہوں نے صبح کی نماز میں سورۂ نساء پڑھی، جب اس آیت پر پہنچے: ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلا﴾ کہ ایک شخص نے جو ان کے پیچھے کھڑے تھے، کہا کہ ابراہیم کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئی ہوں گی۔

تشریح

ظاہر ہے نماز میں کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، تو حضرت معاذ نے اسے اعادۂ نماز کا حکم کیوں نہیں دیا؟ اس کا امکان تو ہے کہ حضرت معاذؓ نے اعادۂ نماز کا حکم دیا ہو، لیکن اس روایت میں ذکر نہیں آیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شخص ابھی نماز میں شامل ہی نہ ہوا ہو، خارج صلوۃ میں اس نے کلام کیا ہو۔

٥٨ - باب : بَعْثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ ، إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ .

حجۃ الوداع سے پہلے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور خالد بن ولیدؓ کو یمن بھیجنے کا بیان

فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ و جہاد کی غرض سے صحابہ کرام کو اطراف عرب میں بھیجا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک سریہ کا امیر بنا کر یمن کی طرف بھیجا اور تھوڑے عرصے کے بعد آپ نے حضرت علیؓ کو حضرت خالدؓ کی جگہ امیر مقرر فرما کر روانہ کیا۔

٤٠٩٢ : حدّثني أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ : حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ ٱبْنِ إِسْحٰقَ بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : بَعَثَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ ، قَالَ : ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهُ ،

فَقَالَ : (مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ ، مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ) . فَكُنْتُ فِيمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ ، قَالَ : فَغَنِمْتُ أَوَاقِيَّ ذَوَاتِ عَدَدٍ .

ترجمہ

حضرت براءؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خالد بن ولیدؓ کے ساتھ یمن بھیجا، بیان کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی جگہ حضرت علیؓ کو بھیجا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ خالد بن ولیدؓ کے ساتھیوں سے کہیں کہ جو تمہارے ساتھ یمن میں رہنا چاہے، وہ رہ سکتا ہے اور جو وہاں سے واپس آنا چاہے اسے بھی اختیار ہے۔ میں ان لوگوں میں سے تھا جو ان کے ساتھ یمن میں رہ گئے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے غنیمت میں سے بہت اوقیے ملے تھے۔

٤٠٩٣ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا ، وَقَدِ ٱغْتَسَلَ ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ : أَلَا تَرَى إِلَى هٰذَا ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ ، فَقَالَ : (يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا) . فَقُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : (لَا تُبْغِضْهُ ، فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ) .

ترجمہ

حضرت بریدہ بن حصیبؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کی جگہ حضرت علی کو یمن بھیجا، تا کہ مال غنیمت کے خمس کو اپنے تحویل میں لے لیں، مجھے حضرت علی سے بہت بغض تھا اور میں نے انہیں غسل کرتے دیکھا تھا، (اس لئے انہیں شبہ ہو گیا کہ حضرت علیؓ نے ناجائز طریقہ سے خمس میں سے ایک باندی لی ہے اور اس سے ہمبستری کی، اسی وجہ سے غسل کیا ہے)۔ میں نے حضرت خالد سے کہا کہ آپ ان کو نہیں دیکھتے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: بریدہ! کیا تمہیں حضرت علی کی طرف سے کبیدگی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا کہ ''اس کی طرف کبیدگی نہ رکھو، خمس میں سے اس کا اس سے بھی زیادہ حق ہے''۔

تشریح

ممکن ہے کہ حضرت علیؓ نے جس باندی کے ساتھ ہمبستری کی تھی وہ باکرہ تھی، جس کے استبراء کی ضرورت نہ

تھی، اور اس کا بھی امکان ہے کہ حضرت علی نے استبراء کے بعد وطی کی ہو، قبضے کے وقت حالت حیض سے ہو اور جب حالت حیض سے پاک ہو کر غسل کیا ہو، تب حضرت علی نے ہمبستری کی ہو۔ رہی یہ بات کہ حضرت علی نے اس باندی کا انتخاب اپنے لئے کیونکر کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خمس میں امام یا نائب امام کا حق ہوتا ہے اور یہاں حضرت علی نائب بن گئے تھے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "له في الخمس أكثر من ذالك" خمس میں حضرت علی کا حق اس سے بھی زیادہ ہے۔

٤٠٩٤ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الخدْرِيَّ يَقُولُ : بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ ، لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا ، قالَ : فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ : بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ ، وَأَقْرَعَ بْنِ حابِسٍ ، وَزَيْدِ الخَيْلِ ، وَالرَّابِعُ : إِمَّا عَلْقَمَةُ ، وَإِمَّا عامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ : كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ ، قالَ : فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : (أَلَا تَأْمَنُونَنِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً) . قَالَ : فَقَامَ رَجُلٌ غائِرُ الْعَيْنَيْنِ ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ ، نَاشِزُ الْجَبْهَةِ ، كَثُّ اللِّحْيَةِ ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ ، مُشَمَّرُ الْإِزَارِ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ٱتَّقِ ٱللّٰهَ ، قالَ : (وَيْلَكَ ، أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ ٱللّٰهَ) . قالَ : ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ . قالَ خالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ ؟ قالَ : (لَا ، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي) . فَقَالَ خالِدٌ : وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ ما لَيْسَ فِي قَلْبِهِ ، قالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ قُلُوبَ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ) . قَالَ : ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ ، فَقَالَ : (إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ ٱللّٰهِ رَطْبًا ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ ، يَمْرُقُونَ مِنَ ٱلدِّينِ كما يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ - وَأَظُنُّهُ قَالَ - لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ) . [٤٣٩٠ ، ٦٩٩٥ ، ٧١٢٣ ، وانظر : ٣١٦٦]

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ یمن سے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیری کے پتوں سے دباغت دیئے ہوئے چمڑے کے ایک تھیلے میں سونے کے چند ڈبے بھیجے، ان سے (کان) کی مٹی ابھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا چار افراد میں تقسیم کر دیا، عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ تھے، یا عامر بن طفیل۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کہ ان لوگوں سے زیادہ ہم اس مال کے مستحق تھے۔ بیان کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا، تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھ پر

اطمینان نہیں کرتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا امین بنایا ہے اور اس کی وحی میرے پاس صبح وشام آتی ہے۔ بیان کیا کہ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، رخسار آگے کو ابھرے ہوئے تھے، پیشانی بھی آگے کو نکلی ہوئی تھی، گھنی داڑھی اور سر منڈھا ہوا، تہبند اٹھائے ہوئے تھا، کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! اللہ سے ڈریئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افسوس! کیا میں اس روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ بیان کیا: پھر وہ شخص چلا گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن ماردوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، ممکن ہے کہ نماز پڑھتا ہو، اس پر حضرت خالدؓ نے عرض کی کہ بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے اسلام وایمان کا کلمہ کہتے ہیں اور ان کے دل میں نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کا حکم نہیں ہوا کہ لوگوں کے دل کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا حکم ہوا ہے کہ ان کے پیٹ چاک کردوں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا تو وہ چہرہ دوسری طرف کئے ہوئے تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو کتاب اللہ کی تلاوت بڑی خوش الحانی سے کرے گی، لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ لوگ اس طرح نکلے ہوں گے، جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں ان کے دور میں ہوا تو ان کا اس طرح استیصال کروں گا جیسے قوم ثمود کا استیصال ہو گیا تھا۔

تشریح

ضئضئي: نسل۔ حناجر: "حنجرة" کی جمع "ہنسلی"۔ یمرقون: "یخرجون"۔ الرمیة: شکار۔

یہ شخص درحقیقت قتل کا مستحق تھا، لیکن آپ نے مصلحتاً اسے کچھ نہیں کہا کہ عام لوگوں کے ذہن میں یہ بات آئے گی کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں، اس شخص کے بارے میں بعض کہتے ہیں: ذوالخویصرہ تمیمی تھا، جب کہ بعض نافع بتاتے ہیں اور بعض حرقوص بن زہیر، پھر اشکال ہے کہ یہاں یہ شخص جو اصل بنیاد ہے اور آپ کے سامنے موجود ہے کہ اس کی نسل سے آگے اس قسم کے لوگ پیدا ہونے والے ہیں، تو اصل کو آپ نے قتل کیوں نہیں کیا؟ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آپ نے "لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل ثمود" کا یہ جملہ اس زمانے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے، جب ان کی طرف سے خروج اور بغاوت کا ظہور ہوگا اور جب خون مسلم سے وہ تعرض کریں گے، جب کہ ابھی اس شخص سے کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی۔

٤٠٩٥ : حدّثنا المَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ : قَالَ عَطَاءٌ : قَالَ جابِرٌ : أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ .

زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ : قَالَ عَطَاءٌ : قَالَ جابِرٌ : فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِسِعَايَتِهِ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : (بِمَ أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ) . قَالَ : بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ ، قَالَ : (فَأَهْدِ ، وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ) . قَالَ : وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا . [ر : ١٤٨٢]

ترجمہ

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے جب وہ یمن سے مکہ آئے تو فرمایا تھا کہ وہ اپنے احرام پر باقی رہیں۔ محمد بن ابی بکر نے جریج کے واسطے سے اضافہ کیا ہے کہ ان سے عطا نے بیان کیا کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا: حضرت علی اپنی ولایت (یمن) سے آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: ''علی تم نے احرام کس طرح باندھا ہے؟'' عرض کی: جس طرح احرام رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ فرمایا: ''پھر قربانی کا جانور بھیج دو، جس طرح احرام باندھا ہے اس کے مطابق عمل کرو''۔ بیان کیا کہ حضرت علی نے قربانی کا ایک جانور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا۔

٤٠٩٦ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ : حَدَّثَنَا بَكْرٌ : أَنَّهُ ذَكَرَ لِابْنِ عُمَرَ : أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ ، فَقَالَ : أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالحَجِّ ، وَأَهْلَلْنَا بِهِ مَعَهُ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قالَ : (مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً) . وَكانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ هَدْيٌ ، فَقَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْيَمَنِ حاجًّا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (بِمَ أَهْلَلْتَ ، فَإِنَّ مَعَنَا أَهْلَكَ) . قالَ : أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ ، قالَ : (فَأَمْسِكْ ، فَإِنَّ مَعَنَا هَدْيًا) . [ر : ١٤٨٣]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ سے حضرت انسؓ کے حوالے سے تذکرہ کیا گیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ اور حج کا احرام باندھا تھا، اس پر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا تھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج کا احرام باندھا تھا، پھر جب ہم مکہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو، وہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کا کرے اور عمرہ کے بعد حج کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) تھا، پھر حضرت علی بن ابی طالب یمن سے حج کا احرام باندھ کر آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کس طرح احرام باندھا ہے، تمہارے ساتھ تمہارے اہل (فاطمہؓ) بھی ہیں۔ انہوں نے عرض کی: میں نے اس چیز کا احرام باندھا ہے جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے، آپ نے فرمایا: پھر اپنے احرام پر قائم رہو، کیوں کہ ہمارے پاس ہدی ہے۔

٥٩ - باب : غَزْوَةُ ذِي الخَلَصَةِ .

''ذوالخلصۃ'' اس گھر کا نام تھا جس میں وہ بت پڑا ہوا تھا، جب کہ بعض کہتے ہیں کہ ''ذوالخلصۃ'' بت کا نام تھا اور ''خلصۃ'' اس مکان کا نام تھا جس میں ''ذوالخلصۃ'' نامی بت رکھا گیا تھا۔ اس کا نام کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ بھی تھا اور شام کی طرف اس کا دروازہ تھا۔

٤٠٩٩/٤٠٩٧ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا خالِدٌ : حَدَّثَنَا بَيَانٌ ، عَنْ قَيْسٍ ، عَنْ جَرِيرٍ قالَ : كانَ بَيْتٌ فِي الجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ ذُو الخَلَصَةِ ، وَالْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ ، وَالْكَعْبَةُ الشَّأْمِيَّةُ ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ : (أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الخَلَصَةِ) . فَنَفَرْتُ فِي مِائَةٍ وَخَمْسِينَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ ، وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ ، فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جاہلیت میں ایک بتکدہ تھا اور اس کے بت کا نام ''ذوالخلصۃ'' تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ اور شامیہ بھی کہا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ''ذوالخلصۃ'' سے مجھے کیوں نجات نہیں دلاتے، چنانچہ میں نے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ کوچ کیا، پھر ہم نے اس بت کدہ کو مسمار کر دیا اور اس میں ہم نے جس کو پایا قتل کر دیا، پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی، تو آپ نے ہمارے اور قبیلہ احمس کے لئے دعا کی۔

(٤٠٩٨) : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا يَحْيَى : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ : حَدَّثَنَا قَيْسٌ قالَ : قالَ لِي جَرِيرٌ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الخَلَصَةِ) . وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ ، يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ ، فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ ، وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الخَيْلِ ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ : (اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا) . فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ : وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ، ما جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ ، قالَ : فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ .

ترجمہ

حضرت جریر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم مجھے ''ذوالخلصۃ'' سے

کیوں نجات نہیں دلاتے ، یہ قبیلہ خثعم کا ایک بتکدہ تھا، اسے ''کعبہ یمانیہ'' بھی کہتے تھے، چنانچہ میں ڈیڑھ سو قبیلہ احمس کے سواروں کو لے کر روانہ ہوا، یہ سب شہسوار تھے، میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر مارا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان اپنے سینے پر دیکھے، پھر آپ نے دعا کی: اے اللہ! اسے گھوڑے کا اچھا شہسوار بنا دیجئے اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دیجئے، پھر وہ اس بتکدہ کی طرف روانہ ہوئے اور اسے منہدم کر کے آگ لگا دی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اطلاع بھیجی، حضرت جریر کے قاصد نے آ کر اطلاع کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نہیں چلا جب تک وہ خارش زدہ اونٹ کی طرح نہیں ہو گیا۔ کہا کہ پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے سواروں اور پیادوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

(٤٠٩٩) : حدّثنا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ قَيْسٍ ، عَنْ جَرِيرٍ قالَ : قالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الخَلَصَةِ) . فَقُلْتُ : بَلَى ، فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ ، وَكانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ ، وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الخَيْلِ ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ، فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي ، وَقالَ : (اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا) . قالَ : فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ . قالَ : وَكانَ ذُو الخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيلَةَ ، فِيهِ نُصُبٌ تُعْبَدُ ، يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ ، قالَ : فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا .

قالَ : وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيرٌ الْيَمَنَ ، كانَ بِهَا رَجُلٌ يَسْتَقْسِمُ بِالْأَزْلَامِ ، فَقِيلَ لَهُ : إِنَّ رَسُولَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ هَا هُنَا ، فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ ، قالَ : فَبَيْنَمَا هُوَ يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيرٌ ، فَقَالَ : لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَنَّ : أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَوْ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ ؟ قالَ : فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ ، ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ رَجُلًا مِنْ أَحْمَسَ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُبَشِّرُهُ بِذٰلِكَ ، فَلَمَّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ قالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ، ما جِئْتُ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ ، قالَ : فَبَرَّكَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ . [ر : ٢٨٥٧]

ترجمہ

حضرت جریر کی روایت ہے کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ذوالخلصة'' سے مجھے نجات کیوں نہیں دلاتے۔ میں نے عرض کی کہ میں حکم کی تعمیل کروں گا، چنانچہ قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر میں روانہ ہوا،

یہ سب اچھے سوار تھے، لیکن میں سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا، میں نے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو آپ نے اپنے ہاتھ سے میرے سینے پر مارا، جس کا نشان میں نے اپنے سینے پر دیکھا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! اسے اچھا سوار بنا دے، اسے ہدایت کرنے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنا دے، کہا کہ اس کے بعد میں کبھی کسی گھوڑے سے نہیں گرا اور کہا کہ ''ذوالخلصۃ'' یمن میں قبیلہ خثعم اور بجیلہ کا ایک بت کدہ تھا، اس میں بت تھے جن کی عبادت کی جاتی تھی، جسے ''کعبہ'' بھی کہتے تھے۔ بیان کیا کہ پھر حضرت جریر یمن پہنچے اور اسے آگ لگا دی اور منہدم کر دیا اور بیان کیا حضرت جریر یمن پہنچے، تو وہاں ایک شخص تھا جو مشرکین کے طریقوں کے مطابق تیروں سے فال نکالتا تھا، اس سے کسی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد یہاں آ گئے ہیں، اگر انہوں نے تمہیں پالیا تو تمہاری گردن مار دیں گے، بیان کیا کہ ابھی وہ تیروں سے فال نکال ہی رہا تھا کہ حضرت جریر وہاں پہنچ گئے، آپ نے اس کو فرمایا: ابھی اس کو توڑ کر کلمہ پڑھو، ورنہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ بیان کیا اس شخص نے تیر وغیرہ توڑ دیئے اور کلمہ وایمان کا اقرار کرلیا، اس کے بعد حضرت جریر قبیلہ احمس کے ایک صحابی ابوارطاۃ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، آپ کو خوش خبری سنانے کے لئے جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو عرض کی: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں آپ کی خدمت میں اس وقت تک نہیں چلا جب تک اس بتکدہ کو خارش زدہ اونٹ کی طرح کر دیا۔ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے سواروں اور پیادوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا کی۔

٦٠ – باب : غَزْوَةُ ذَاتِ السَّلَاسِلِ .

غزوة ذات السلاسل کا بیان

وَهِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَجُذَامَ ، قَالَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ .

وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ ، عَنْ يَزِيدَ ، عَنْ عُرْوَةَ : هِيَ بِلَادُ بَلِيٍّ ، وَعُذْرَةَ ، وَبَنِي الْقَيْنِ .

چونکہ اس جنگ میں مشرکین نے جم کر لڑنے کے لئے اپنے پاؤں میں بیڑیاں اور زنجیریں ڈال دیں تھیں، اس لئے اس کو ''غزوۃ ذات السلاسل'' کہتے ہیں، جب کہ بعض کا کہنا ہے ''ذات السلاسل'' ایک چشمہ تھا، جہاں پر غزوہ ہوا، اس کی نسبت سے یہ نام رکھا گیا، جب کہ بعض ''سلاسل'' اسے تہہ بہ تہہ اور جمی ہوئی ریت کو کہتے ہیں، یہ جگہ اسی طرح تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بنی قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ پر حمل آور ہو رہی ہے، یہ جمادی الثانیہ ۸ھ کا واقعہ تھا، آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں تین سو آدمی گھوڑوں کے ساتھ روانہ کر دیئے، راستے میں معلوم ہوا کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے، تو رافع بن مکیث جہنی کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی، تو آپ

نے حضرت ابوعبیدہؓ کی سربراہی میں دوسو آدمی مزید روانہ کردیئے اور فرمایا: ''دونوں آپس میں اتحاد رکھو''۔ یہ سب مل کر بنی قضاعہ میں پہنچ گئے، ان پر حملہ کیا تو وہ مرعوب ہو کر بھاگ گئے، اس کے بعد حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کو خبر دے کے مدینہ روانہ کیا۔

اسماعیل بن ابی خالد کے بقول یہ غزوہ ''لخم'' اور ''جزام'' کے ساتھ پیش آیا۔ ''لخم'' مالک بن عدی بن حارث کا لقب تھا، ''جزام'' لخم کا بھائی تھا، جس کا نام عمرو بن عدی تھا، اس کی اولاد کو ''جزام'' کہتے ہیں۔

''بلی''، ''عذرہ'' اور ''بنوالقین'' تینوں قضاعہ کی شاخیں ہیں۔

٤١٠٠ : حدّثنا إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا خالِدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ خالِدٍ الحَذَّاءِ ، عَنْ أَبِي عُثْمانَ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ ، قالَ : فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ : أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ ؟ قالَ : (عائِشَةُ) . قُلْتُ : مِنَ الرِّجالِ ؟ قالَ : (أَبُوهَا) . قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ ؟ قالَ : (عُمَرُ) . فَعَدَّ رِجالاً ، فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ . [ر : ٣٤٦٢]

ترجمہ

ابوعثمان کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن العاصؓ کو ''غزوہ ذات السلاسل'' کے لئے بھیجا۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ غزوہ سے واپس آکر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ عزیز کون شخص ہے؟ فرمایا کہ عائشہ اور میں نے عرض کی: اور مردوں میں سے؟ فرمایا ان کے والد۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: عمر۔ اس طرح آپ نے کئی صحابہ کے نام لئے اور میں خاموش ہوگیا، کہ کہیں مجھے سب سے بعد میں نہ آپ کردیں۔

٦١ – باب : ذَهَابُ جَرِيرٍ إِلَى الْيَمَنِ .

٤١٠١ : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ إِسْماعِيلَ ٱبْنِ أَبِي خالِدٍ ، عَنْ قَيْسٍ ، عَنْ جَرِيرٍ قالَ : كُنْتُ بِالْيَمَنِ ، فَلَقِيتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ : ذَا كَلَاعٍ وَذَا عَمْرٍو ، فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقالَ لِي ذُو عَمْرٍو : لَئِنْ كانَ الَّذِي تَذْكُرُ مِنْ أَمْرِ صَاحِبِكَ ، لَقَدْ مَرَّ عَلَى أَجَلِهِ مُنْذُ ثَلَاثٍ . وَأَقْبَلَا مَعِي حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ ، رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ فَسَأَلْنَاهُمْ ، فَقالُوا : قُبِضَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ، وَٱسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ ، وَالنَّاسُ صَالِحُونَ . فَقَالَا : أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُودُ إِنْ شَاءَ ٱللهُ ،

وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ ، فَأَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرٍ بِحَدِيثِهِمْ ، قَالَ : أَفَلَا جِئْتَ بِهِمْ ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ قَالَ لِي ذُو عَمْرٍو : يَا جَرِيرُ إِنَّ بِكَ عَلَيَّ كَرَامَةً ، وَإِنِّي مُخْبِرُكَ خَبَرًا : إِنَّكُمْ ، مَعْشَرَ الْعَرَبِ ، لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا كُنْتُمْ إِذَا هَلَكَ أَمِيرٌ تَأَمَّرْتُمْ فِي آخَرَ ، فَإِذَا كَانَتْ بِالسَّيْفِ كَانُوا مُلُوكًا ، يَغْضَبُونَ غَضَبَ الْمُلُوكِ ، وَيَرْضَوْنَ رِضَا الْمُلُوكِ .

ترجمہ

حضرت جریر فرماتے ہیں کہ یمن سے واپسی میں مدینہ آنے کے لئے میں بحری راستے میں سفر کر رہا تھا، اس وقت یمن کے دو افراد ''ذوکلاع'' اور ''ذوعمرو'' سے میری ملاقات ہوئی، میں ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرنے لگا، اس پر ذوعمرو نے کہا کہ اگر تمہارے صاحب وہی ہیں جن کا تم ذکر کر رہے ہو تو ان کی وفات کے بھی تین سال گزر چکے ہیں، یہ دونوں ہی میرے ساتھ مدینہ چل رہے تھے، راستے میں ہمیں مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے کچھ سوار دکھائی دیئے، ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں، آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکر منتخب ہوئے ہیں اور لوگ اب بھی صالح اور خدا ترس ہیں، ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے صاحب ابوبکر سے کہنا کہ ہم آئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر واپس جا رہے ہیں اور انشاء اللہ پھر مدینہ آئیں گے، دونوں یمن واپس چلے گئے، پھر میں نے حضرت ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ پھر انہیں اپنے ساتھ لائے کیوں نہیں۔ بہت دنوں کے بعد ذوعمرو نے مجھ سے کہا کہ جریر تمہارا مجھ پر احسان ہے اور تمہیں ایک بات بتاؤں گا، تم اہل عرب اس وقت تک خیر اور بھلائی کے ساتھ رہو گے، جب تک تمہارا طرز عمل یہ ہوگا کہ جب تمہارا امیر وفات پا جائے تو تم باہمی صلاح ومشورہ سے اپنا کوئی دوسرا امیر منتخب کرو گے، جب امارت کے لئے تلوار تک بات پہنچ جائے گی، تو تمہارے امیر بادشاہ بن جائیں گے اور بادشاہوں کی طرح غصہ ہوا کریں گے اور انہیں کی طرح راضی اور خوش ہوا کریں گے۔

٦٢ – باب : غَزْوَةُ سِيفِ الْبَحْرِ ، وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيرًا لِقُرَيْشٍ ، وَأَمِيرُهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ .

غزوہ سیف البحر کا بیان

یہ سریہ قریش کے قافلے کے انتظار میں تھا، ان کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو تین سو مہاجرین اور انصار پر امیر مقرر کر کے ''سیف

البحر'' (سمندر کا کنارہ) قبیلہ جہنیہ کی طرف روانہ کیا، توشہ کے طور پر ایک تھیلے میں کھجوریں آپ نے عنایت فرمائیں، جب کھجوریں ختم ہوئے تو گھٹلیاں چوس چوس کر اور پانی پی پی کر دن گزارے، پھر شدتِ فاقہ سے درختوں کے پتے جھاڑ کر پانی میں تر کر کے کھانے لگے، پھر دریا کے کنارے پہنچ گئے، پھر دریا نے اپنے اندر سے بہت بڑی مچھلی باہر پھینک دی، جس سے لشکر اٹھارہ دن تک کھاتا رہا، یہاں تک کہ سب توانا اور تندرست ہو گئے، اس مچھلی کا نام ''عنبر'' تھا۔

۴۱۰۲/۴۱۰۴ : حدّثنا إِسْماعِيلُ قالَ : حَدَّثَنِي مالِكٌ ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسانَ ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما أَنَّهُ قالَ : لَمَّا بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ ، وَهُمْ ثَلاثُمِائَةٍ ، فَخَرَجْنا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ ، فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوادِ الجَيْشِ فَجُمِعَ ، فَكانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ ، فَكانَ يُقَوِّتُنا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلاً قَلِيلاً حَتَّى فَنِيَ ، فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ ، فَقُلْتُ : ما تُغْنِي عَنْكُمْ تَمْرَةٌ ؟ فَقالَ : لَقَدْ وَجَدْنا فَقْدَها حِينَ فَنِيَتْ ، ثُمَّ انْتَهَيْنا إِلَى الْبَحْرِ ، فَإِذا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ ، فَأَكَلَ مِنْها الْقَوْمُ ثَمانَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ، ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلاعِهِ فَنُصِبا ، ثُمَّ أَمَرَ بِراحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُما فَلَمْ تُصِبْهُما .

ترجمہ

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل سمندر کی طرف ایک مہم بھیجی اور امیر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو بنایا، اس میں تین سو افراد تھے اور ہم ابھی روانہ ہی ہوئے تھے کہ زادِ راہ ختم ہو گیا، جو کچھ بچ گیا تھا حضرت ابوعبیدہؓ کے حکم سے جمع کر دیا گیا، تو دو تھیلے کھجوروں کے جمع ہو گئے، اب ہمیں روزانہ تھوڑا تھوڑا اسی میں سے کھانے کو ملتا تھا، آخر جب یہ بھی ختم کے قریب پہنچ گیا تو ہمارے حصے میں صرف ایک کھجور آتی تھی، میں نے عرض کی ایک کھجور سے کیا ہوتا تھا۔ حضرت جابر نے عرض کیا کہ ہمیں اس کی قدر صحیح معنوں میں اس وقت ہوئی، جب کھجور بالکل ختم ہو گئی، آخر ہم سمندر کے کنارے پہنچے، اتفاق سے ہمیں سمندر سے ایک مچھلی ملی جو پہاڑی جیسی تھی، اس مچھلی کو سارا لشکر اٹھارہ دن تک کھاتا رہا، بعد میں حضرت ابوعبیدہؓ کے حکم سے اس کی دو ہڈیاں کھڑی کی گئی اور ایک سواری کجاوہ سمیت اس کے نیچے سے گزاری گئی اور ہڈیوں کو چھوا تک نہیں۔

(۴۱۰۳) : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنا سُفْيانُ قالَ : الَّذِي حَفِظْناهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينارٍ قالَ : سَمِعْتُ جابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ : بَعَثَنا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلاثَمِائَةِ راكِبٍ ، أَمِيرُنا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ ، نَرْصُدُ عِيرَ قُرَيْشٍ ، فَأَقَمْنا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ ، فَأَصابَنا جُوعٌ

شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الخَبَطَ ، فَسُمِّيَ ذَلِكَ الجَيْشُ جَيْشَ الخَبَطِ ، فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ ، وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ ، حَتَّى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا ، فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ ، فَعَمَدَ إِلَى أَطْوَلِ رَجُلٍ مَعَهُ – قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً : ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ ، وَأَخَذَ رَجُلاً وَبَعِيرًا – فَمَرَّ تَحْتَهُ .

قَالَ جَابِرٌ : وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ، ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ، ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ، ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ .

وَكَانَ عَمْرٌو يَقُولُ : أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ : أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ لِأَبِيهِ : كُنْتُ فِي الجَيْشِ فَجَاعُوا ، قَالَ : انْحَرْ ، قَالَ : نَحَرْتُ ، قَالَ : ثُمَّ جَاعُوا ، قَالَ : انْحَرْ ، قَالَ : نَحَرْتُ ، قَالَ : ثُمَّ جَاعُوا ، قَالَ : انْحَرْ ، قَالَ : نَحَرْتُ ، ثُمَّ جَاعُوا ، قَالَ : انْحَرْ ، قَالَ : نُهِيتُ .

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور ہمارا امیر ابوعبیدہ بن الجراح کو بنایا، تا کہ ہم قریش کے قافلہ تجارت کی گھات میں رہیں، ساحل سمندر پر ہم پندرہ دن تک پڑاؤ ڈالے رہے، ہمیں اس سفر میں بڑی بھوک اور فاقے کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہم نے ببول کے پتے کھا کر وقت گزارا، اس لئے اس مہم کا نام ''جیش الخبط'' بھی پڑ گیا، پھر اتفاق سے سمندر نے ہمارے لئے ایک مچھلی ساحل پر پھینک دی، اس مچھلی کا نام ''عنبر'' تھا، ہم نے اس مچھلی کو پندرہ دن تک کھایا اور اس کی چربی کو تیل کے طور پر اپنے جسموں پر ملا، اس سے ہمارے بدن کی طاقت اور قوت پھر لوٹ آئی، بعد میں ابوعبیدہؓ نے اس کی ایک پسلی نکال کر کھڑی کروائی اور جو لشکر میں سب سے لمبے صحابی تھے، انہیں اس کے نیچے سے گزارا۔ سفیان نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا، اس کی ایک پسلی نکال کر کھڑی کی اور ایک شخص کو سواری پر سوار کر کے اس کے نیچے سے گزارا، حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ لشکر کے ایک شخص نے پہلے تین اونٹ ذبح کئے، پھر تین اونٹ ذبح کئے، پھر جب تیسری مرتبہ تین اونٹ ذبح کئے، تو حضرت ابوعبیدہ نے ان کو روک دیا، کیونکہ اگر سب اونٹ ذبح کر دیئے جاتے تو سفر میں دشواری پیش آتی، اور عمرو بیان کرتے تھے کہ انہیں ابوصالح نے خبر دی کہ حضرت قیس بن سعد نے واپس آ کر اپنے والد سے کہا کہ میں بھی لشکر میں تھا، جب بھوک اور فاقہ تک نوبت پہنچی تو کہا کہ اونٹ ذبح کرو، بیان کیا کہ میں نے ذبح کر دیا، کہا کہ پھر بھوکے ہوئے تو کہا کہ اونٹ ذبح کرو، میں نے پھر کر دیئے، پھر بھوکے ہوئے تو کہا کہ اونٹ ذبح کرو، بیان کیا کہ اس مرتبہ امیر لشکر کی طرف

سے مجھے ممانعت ہوگئی۔

تشریح

حضرت قیس بن سعدؓ نے جب دیکھا کہ مجاہدین پتے چبا چبا کر وقت گزار رہے ہیں تو انہوں نے اہل ساحل سے ادھار اونٹ لے کر ذبح کرنے شروع کر دیئے، حضرت ابوعبیدہ نے ان سے کہا کہ تمہارے پاس رقم نہیں اور ادھار اونٹ لے کر ذبح کر رہے ہو، اس کا کیا بنے گا؟ حضرت قیس نے جواب دیا کہ ہمارے گھر میں مال بہت ہے، میں یہ قرض ادا کر دوں گا، میرے والد حاجت مندوں اور غریبوں کی مدد کرتے ہیں، تو جب میری یہ حالت ہوگی تو ضرور مدد فرمائیں گے۔ حضرت قیس نے جب سنا تو کچھ نرمی ان میں پیدا ہوگئی، لیکن حضرت عمر نے انہیں قطعاً منع کر دیا، گھر پہنچ کر حضرت سعد نے یہ واقعہ اپنے والد کو سنایا، تو اس کے والد نے کہا کہ میں فلاں جگہ کے چار باغ تمہارے نام کر دیتا ہوں، تاکہ کار خیر میں ایسے موقعوں پر تکلیف واقع نہ ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: وہ تو سخاوت کا گھرانہ ہے، یہی بات ان کے شایان شان تھی۔

(٤١٠٤) : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرٌو : أَنَّهُ سَمِعَ جابِرًا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقُولُ : غَزَوْنَا جَيْشَ الخَبَطِ ، وَأُمِّرَ أَبُو عُبَيْدَةَ ، فَجُعْنَا جُوعًا شَدِيدًا ، فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ حُوتًا مَيِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهُ ، يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ ، فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ .

فَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ : أَنَّهُ سَمِعَ جابِرًا يَقُولُ : قالَ أَبُو عُبَيْدَةَ : كُلُوا ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : (كُلُوا ، رِزْقًا أَخْرَجَهُ ٱللهُ ، أَطْعِمُونَا إِنْ كانَ مَعَكُمْ) . فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ بِعُضْوٍ فَأَكَلَهُ . [ر : ٢٣٥١]

ترجمہ

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ ہم ''جیش الخبط'' میں شریک تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ ہمارے امیر تھے، پھر ہمیں شدید فاقہ اور بھوک سے گزرنا پڑا، آخر سمندر نے ایک مردہ مچھلی باہر پھینکی، ہم نے ویسی مچھلی نہیں دیکھی تھی، اسے ''عنبر'' کہتے تھے، وہ مچھلی ہم نے پندرہ دن تک کھائی، پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کی ایک ہڈی کھڑی کروا دی اور سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ ابن جریج نے بیان کیا کہ پھر ابوالزبیر نے خبر دی تھی اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ اس مچھلی کو کھاؤ، پھر جب ہم مدینہ واپس ہوئے تو ہم نے اس کا تذکرہ رسول صلی اللہ

علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”وہ روزی کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجی ہے، اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ بچی ہو تو مجھے بھی کھلاؤ“۔ چنانچہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے تناول فرمایا۔

٦٣ - باب : حَجُّ أَبِي بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِي سَنَةِ تِسْعٍ .

حج ۹ھ میں زیر امارت حضرت ابوبکرؓ

۹ھ ذی الحجہ یا ذی قعدہ میں مناسک حج قائم کرنے کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر روانہ کیا، اس کے بعد سورۃ البراءۃ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا، جس میں مشرکین سے کئے گئے عہد و پیماں کو برابری کی بنیاد پر ختم کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اس حکم کے آجانے کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو روانہ کیا، تاکہ وہ آپ کی جانب سے اس کا اعلان کردیں، ایسا اس لئے کرنا پڑا کہ خون اور مال کے عہد و پیماں کے سلسلہ میں عرب کا یہی دستور تھا کہ یا تو آدمی خود اعلان کرے یا اپنے خاندان کے کسی فرد سے اعلان کروائے، خاندان سے باہر کے کسی آدمی کا کیا ہوا اعلان تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ملاقات عرج یا وادی ضجنان میں ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ امیر یا مامور؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ مامور، پھر دونوں آگے بڑھے، حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو حج کروایا اور قربانی کے دن حضرت علیؓ نے حجرہ کے پاس کھڑے ہو کر لوگوں میں وہ اعلان کیا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا، یعنی: تمام عہد والوں کا عہد ختم کردیا اور سب کو چار ماہ کی مہلت دی، البتہ جن مشرکین نے مسلمانوں سے عہد نبھانے میں کوئی کوتاہی نہ کی تھی اور نہ مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد کی تھی، ان کا عہد ان کا طے کردہ مدت تک برقرار رکھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے صحابہ کی ایک جماعت بھیج کر یہ اعلان عام کرایا کہ آئندہ سے کوئی مشرک حج نہیں کرسکتا اور نہ کوئی ننگا آدمی بیت اللہ کا طواف کرسکتا ہے۔

٤١٠٥ : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ : حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ ، فِي الحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ أَنْ : لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ . [ر : ٣٦٢]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حجۃ الوداع سے پہلے جس حج کا

امیر بنا کر بھیجا تھا، اس میں حضرت ابو بکرؓ نے مجھے چند صحابہ کے ساتھ قربانی کے دن یہ اعلان کرنے کو بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہیں کر سکے گا اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کر سکے گا۔

٤١٠٦ : حدّثني عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ رَجاءٍ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ كامِلَةً بَرَاءَةٌ ، وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ خاتِمَةُ سُورَةِ النِّسَاءِ : «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ ٱللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ» . [٤٣٢٩ ، ٤٣٧٧ ، ٦٣٦٣]

ترجمہ

حضرت براء بن عازب نے بیان کیا کہ آخری سورت جس کا اکثر حصہ ایک ساتھ نازل ہوا، وہ سورت برأت ہے اور آخری سورت جس کا آخری حصہ نازل ہوا، وہ سورۂ نساء کی آیت ہے: ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة﴾ الآية.

٦٤ - باب : وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ .

بنی تمیم کا وفد

٤١٠٧ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي صَخْرَةَ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : أَتَى نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ : (ٱقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ) . قالُوا : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا ، فَرُئِيَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ ، فَجَاءَ نَفَرٌ مِنَ الْيَمَنِ ، فَقَالَ : (ٱقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ) . قالُوا : قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ .

ترجمہ

حضرت عمران بن حصینؓ کی روایت ہے کہ بنو تمیم کے چند افراد کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو۔ وہ فرمانے لگے: بشارت تو آپ ہمیں دے چکے، دنیاوی مال و منفعت بھی دے دیجئے۔ ان کے اس جواب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کا اثر دیکھا گیا، پھر یمن کے افراد پر مشتمل چند افراد کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: بنو تمیم نے بشارت قبول نہیں کی، تم قبول کرلو، انہوں نے کہا کہ بسر و چشم یا رسول اللہ!

تشریح

فتح مکہ کے بعد قبائل عرب جوق در جوق اسلام کی آغوش میں داخل ہونے لگے اور مختلف قبائل آپ کے پاس آنا شروع ہوئے۔ وفود کا یہ سلسلہ ۹ھ میں شروع ہوا، اس سال کو "سنة الوفود" کہا جاتا ہے۔

قَالَ ٱبْنُ إِسْحٰقَ : غَزْوَةُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ بَنِي الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ . بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ ، فَأَغَارَ ، وَأَصَابَ مِنْهُمْ نَاسًا ، وَسَبَى مِنْهُمْ نِسَاءً . [ر : ٣٠١٨]

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو تمیم کی شاخ "بنو العنبر" کی طرف بھیجا تھا، آپ نے ان پر حملہ کیا، ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو قید کیا۔

تشریح

حضرت عیینہ بن حصن کو آپ نے پچاس افراد کی کمان دیکر بھیجا تھا، اس لئے کہ بنو تمیم نے قبائل کو بھڑکا کر جزیہ کی ادائیگی سے روک دیا تھا، عیینہ رات کو چلتے اور دن کو چھپتے تھے، یہاں تک کہ صحرا میں ان پر حملہ کیا، گیارہ آدمی، اکیس عورتیں اور تیس بچے گرفتار ہوئے، جنہیں مدینہ لا کر رملہ بنت حارث کے مکان میں ٹھہرایا، مردوں، عورتوں اور بچوں کی رہائی کے لئے بنو تمیم کے روساء آپ کے پاس آئے، آپ نے ان کو چھوڑ دیا۔

٤١٠٨ : حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ يَقُولُهَا فِيهِمْ : (هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى ٱلدَّجَّالِ) . وَكَانَتْ مِنْهُمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ ، فَقَالَ : (أَعْتِقِيهَا ، فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ) . وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ ، فَقَالَ : (هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمٍ ، أَوْ : قَوْمِي) . [ر : ٢٤٠٥]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ میں اس وقت سے ہمیشہ بنو تمیم سے محبت رکھتا ہوں جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زبانی ان کے تین اوصاف کے متعلق میں نے سنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ بنو تمیم دجال کے حق میں میری امت کے سب سے زیادہ سخت افراد ہوں گے، اور بنو تمیم کی ایک قیدی خاتون حضرت عائشہؓ کے پاس تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے آزاد کردو، کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے ہاں سے صدقہ وصول ہو کر آیا، تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قوم کا (یا فرمایا) یہ میری قوم کا صدقہ ہے۔

تشریح

چونکہ ''الیاس بن مضر'' پر جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بنوتمیم کا نسب مل جاتا ہے، اس لئے آپ نے فرمایا کہ یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔

٤١٠٩ : حدّثني إبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ : أَنَّ ٱبْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ : أَنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ : أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ ، قَالَ عُمَرُ : بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : ما أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي ، قَالَ عُمَرُ : ما أَرَدْتُ خِلَافَكَ ، فَتَمَارَيَا حَتَّى ٱرْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا ، فَنَزَلَ فِي ذٰلِكَ : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا» . حَتَّى ٱنْقَضَتْ . [٤٥٦٤ ، ٤٥٦٦ ، ٦٨٧٢]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت ہے کہ بنوتمیم کے چند سوار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ہمارا کوئی امیر منتخب کر دیجئے، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ قعقاع بن معبد بن زرارہ کو ان کا امیر منتخب کر دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی: یارسول اللہ! بلکہ آپ اقرع بن حابس کو ان کا امیر مقرر کر دیں، اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ عمر! تمہارا مقصد صرف مجھ سے اختلاف کرنا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا مقصد ہرگز تمہاری رائے سے اختلاف کرنا نہیں ہے۔ دونوں حضرات میں بات بڑھ گئی اور آواز بلند ہوگئی، اس واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يا أيها الذين آمنوا لاتقدموا بين يدي الله ورسوله﴾ آخر آیت تک۔

٦٥ - باب : وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ .

باب وفد عبدالقیس

''عبدالقیس'' ایک بہت بڑا قبیلہ تھا جو بحرین میں رہتا تھا۔ اس پر سب متفق ہیں کہ یہ وفد ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ قبیلہ عبدالقیس کے سردار منذر بن عائذ نے اپنی لڑکی منقذ بن حیان کو دی تھی، منقذ تجارت کی غرض سے مدینہ گئے، وہاں ایک جگہ بیٹھے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو منقذ کھڑے ہوئے اور اپنا تعارف کرایا، تو آپ نے قبیلہ کے شرفاء میں سے ہر ایک کا نام لے کر حال دریافت کیا، اس سے متاثر ہو کر منقذ مسلمان ہو گئے

اورسورۂ فاتحہ اورعلق وغیرہ سیکھی، وطن جاتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کے سرداروں کے نام خط روانہ کئے، منقذ نماز اور قرآن پڑھتے رہے، لیکن اپنے اسلام کا اظہار نہیں کیا۔ منذر کو اس کی بیٹی نے کہا کہ میرے شوہر کی عجیب کیفیت ہے، مخصوص اوقات میں ہاتھ منہ دھوتے ہیں، قبلہ رو کھڑے ہوتے ہیں، جھکتے ہیں۔ منذر نے داماد سے تفصیل معلوم کی، تو اس نے پوری داستان سنائی تو اس سے منذر بھی مسلمان ہو گئے اور قبیلہ کے لوگوں کو جمع کر کے ان کو حضور کا قصہ سنایا، تو پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

٤١١٠/٤١١١ : حدّثني إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا أَبُو عامِرٍ الْعَقَدِيُّ : حَدَّثَنَا قُرَّةُ ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ ، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : إِنَّ لِي جَرَّةً يُنْتَبَذُ لِي نَبِيذٌ فِيهَا ، فَأَشْرَبُهُ حُلْوًا في جَرٍّ ، إِنْ أَكْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ فَأَطَلْتُ الْجُلُوسَ خَشِيتُ أَنْ أَفْتَضِحَ ، فَقَالَ : قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ : (مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامَى) . فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُضَرَ ، وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمِ ، حَدِّثْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ : إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ ، وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا . قالَ : (آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ ، الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ ، هَلْ تَدْرُونَ ما الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ ؟ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَإِقامُ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ . وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ : ما انْتُبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ) .

ترجمہ

حضرت حمزہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ میرے پاس ایک گھڑا ہے جس میں میرے لئے نبیذ تیار کی جاتی ہے، وہ نبیذ میٹھے ہونے کی حالت میں میں پیتا ہوں، اس میں معمولی سا نشہ ہوتا ہے، چنانچہ اگر زیادہ پی لوں، پھر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھوں اور دیر تک بیٹھا رہوں تو مجھے ڈر ہے کہ رسوائی نہ اٹھانی پڑے۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: خوش آمدید ایسی قوم کے لئے جو رسوائی اور ندامت اٹھائے بغیر آئی ہے، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے اور آپ کے درمیان میں مشرکین مضر کے قبائل پڑتے ہیں، اس لئے آپ کی خدمت میں ہم صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں، آپ ہمیں وہ احکام و ہدایات دے دیں کہ ہم ان پر عمل کرتے رہیں، تو جنت میں داخل ہوں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آسکتے، انہیں بھی ہدایت پہنچا دیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں، میں تمہیں حکم دیتا ہوں اللہ پر ایمان لانے کا اور تمہیں معلوم ہے کہ اللہ پر ایمان لانا کسے کہتے

ہیں، اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نماز قائم کرنے کا، زکوۃ ادا کرنے کا، روزہ رکھنے اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں رکھنے کا حکم دیتا ہوں، اور تمہیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں، یعنی: دباء، نقیر، حنتم اور مزفت، (نبیذ بنانے کے برتن) سے، کہ ان برتنوں میں نبیذ بنائی جاتی ہے۔

(٤١١١) : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قالَ : سَمِعْتُ ٱبْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ : قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، إِنَّا هٰذَا الحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ ، وَقَدْ حالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ ، فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ ، فَمُرْنَا بِأَشْيَاءَ نَأْخُذُ بِهَا وَنَدْعُو إِلَيْهَا مَنْ وَرَاءَنَا ، قالَ : (آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ ، الْإِيمَانِ بِٱللهِ : شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ - وَعَقَدَ وَاحِدَةً - وَإِقامِ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءِ الزَّكاةِ ، وَأَنْ تُؤَدُّوا لِلهِ خُمُسَ ما غَنِمْتُمْ . وَأَنْهَاكُمْ عَنِ ٱلدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ) .

[ر : ٥٣]

ترجمہ

ابو جمرۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ آپ بیان کرتے تھے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم قبیلہ ربیعہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے قبائل پڑتے ہیں، ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں، اس لئے آپ چند ایسی چیزوں کا حکم دیجئے کہ ہم ان پر عمل کرتے رہیں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آسکے ان کو بھی دعوت دیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں، اور چار چیزوں سے روکتا ہوں، میں تمہیں حکم دیتا ہوں اللہ پر ایمان لانے کا، یعنی اس کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پھر آپ نے اپنی انگلی سے ایک کا اشارہ کیا اور نماز قائم کرنے کا، زکوۃ دینے کا اور اس کا کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال کو ادا کرتے رہنا اور میں تمہیں دباء، نقیر، مزفت اور اور حنتم کے استعمال سے منع کرتا ہوں۔

٤١١٢ : حدّثنا يَحْيَىٰ بْنُ سُلَيْمانَ : حَدَّثَنِي ٱبْنُ وَهْبٍ : أَخْبَرَنِي عَمْرٌو . وَقالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ ، عَنْ بُكَيْرٍ : أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ٱبْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ : أَنَّ ٱبْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ : أَرْسَلُوا إِلَى عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا فَقَالُوا : ٱقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا ، وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ ، فَإِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا ، وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْهُمَا .

قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ النَّاسَ عَنْهُمَا .

قَالَ كُرَيْبٌ : فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا ما أَرْسَلُونِي ، فَقَالَتْ : سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ ، فَأَخْبَرْتُهُمْ ، فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ ما أَرْسَلُونِي إِلَى عائِشَةَ ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنْهُمَا ، وَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ، ثمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَصَلَّاهُما ، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الخَادِمَ ، فَقُلْتُ : قُومِي إِلَى جَنْبِهِ ، فَقُولِي : تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، أَلَمْ أَسْمَعْكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ ؟ فَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا ، فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَٱسْتَأْخِرِي ، فَفَعَلَتِ الجَارِيَةُ ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَٱسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ قالَ : (يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ ، إِنَّهُ أَتَانِي أُنَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظهْرِ ، فَهُمَا هَاتَانِ) . [ر : ١١٧٦]

ترجمہ

حضرت کریب، یعنی: حضرت ابن عباسؓ کے مولیٰ نے بیان کیا کہ ابن عباس، عبدالرحمٰن بن ازہر اور مسعود بن مخرمہ نے انہیں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ ام المؤمنین سے ہم سب کا سلام کہنا اور عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق ان سے پوچھنا اور یہ کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ انہیں پڑھتی ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھنے سے روکا تھا، ابن عباسؓ نے کہا کہ میں ان دو رکعتوں کے پڑھنے پر حضرت کریب کے ساتھ لوگوں کو مارا کرتا تھا، کریب نے بیان کیا کہ پھر میں ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان حضرات کا پیغام پہنچایا، حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اس کے متعلق ام سلمہ سے پوچھو، میں نے ان حضرات کو آ کر اطلاع دی تو انہوں نے مجھے حضرت ام سلمہ کے پاس بھیجا، وہ باتیں پوچھنے کے لئے جو حضرت عائشہؓ سے پچھوائی تھیں، حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے خود بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتوں سے منع کرتے تھے، لیکن ایک مرتبہ آپ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر میرے پاس تشریف لائے، میرے پاس قبیلہ بنو حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، یہ دیکھ کر میں نے خادمہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور اسے ہدایت کر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور عرض کرنا ام سلمہ نے پوچھا ہے کہ یا رسول اللہ میں نے تو آپ ہی سے سنا تھا اور آپ نے عصر کے بعد ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے منع کیا تھا اور آج میں خود آپ کو دو رکعت پڑھتے دیکھ رہی ہوں ۔ اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جانا، خادمہ نے میری ہدایت کے مطابق عمل کیا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے

اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی، پھر جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے بنت ابی امیہ! عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق تم نے سوال کیا، وجہ یہ ہوئی تھی کہ قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ میرے ہاں اپنی قوم کا اسلام لے کر آئے تھے اور ان کی وجہ سے ظہر کی دو رکعتیں میں نہیں پڑھ سکا تھا، یہ انہیں رکعتوں کی قضا ہے۔

٤١١٣ : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو عامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ، هُوَ ٱبْنُ طَهْمَانَ ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ ، بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى . يَعْنِي قَرْيَةً مِنَ الْبَحْرَيْنِ . [ر : ٨٥٢]

ترجمہ

حضرت ابو جمرۃ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ ''جواثی'' کی مسجد عبدالقیس میں منعقد ہوا، جواثی بحرین کی ایک بستی ہے۔

٦٦ – باب : وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ ، وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ .

٤١١٤ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قالَ : حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ : أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْلاً قِبَلَ نَجْدٍ ، فَجاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : (مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ) . فَقَالَ : عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ ، إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ ، فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ . فَتُرِكَ حَتَّى كانَ الْغَدُ ، ثُمَّ قالَ لَهُ : (مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ) . قالَ : ما قُلْتُ لَكَ : إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ ، فَتَرَكَهُ حَتَّى كانَ بَعْدَ الْغَدِ ، فَقَالَ : (مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ) . فَقَالَ : عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ ، فَقَالَ : (أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ) . فَٱنْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ ، فَٱغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ ، فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ ، يَا مُحَمَّدُ ، وَٱللهِ ما كانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ إِلَيَّ ، وَٱللهِ ما كانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ ، وَٱللهِ مَا كانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي ، وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ ، فَمَاذَا تَرَى ؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَمَرَهُ

أَنْ يَعْتَمِرَ ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ : صَبَوْتَ ، قَالَ : لَا ، وَلٰكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ ، وَلَا وَٱللّٰهِ ، لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ ٱلْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ .
[ر : ٤٥٠]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے، وہ قبیلہ بنوحنیفہ کے سرداروں میں سے تھے، ایک شخص ثمامہ بن اثال نامی شخص کو پکڑ کر لائے اور مسجد نبوی کے ستون سے باندھ لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: ثمامہ اب کیا خیال ہے؟ انہوں نے عرض کیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس خیر ہے، اگر اس کے بعد آپ مجھے قتل کر دیں تو آپ ایک ایسے شخص کو قتل کر دیں گے جو قتل کا مستحق ہے، اور اگر احسان کریں گے تو ایسے شخص پر جو احسان کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتا ہے، لیکن اگر آپ کو مال مطلوب ہے، تو جتنا چاہیں طلب کر سکتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے آئے، دوسرے دن وہاں آئے، پوچھا: اب کیا خیال ہے ثمامہ، انہوں نے کہا ویسی جیسی میں پہلے کہہ چکا ہوں، اگر احسان کیا تو ایک ایسے شخص پر کریں گے جو احسان کا شکریہ ادا کرتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر چلے آئے اور سوال کیا: اب کیا خیال ہے ثمامہ؟ انہوں نے کہا: ویسی جیسی میں آپ سے کہہ چکا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثمامہ کو چھوڑ دو، تو وہ مسجد نبوی کے قریب ایک باغ میں گئے، غسل کیا اور حاضر ہو کر فرمایا: ''أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمد رسول الله'' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اے محمد! خدا گواہ ہے کہ روئے زمین پر آپ کے چہرے سے کوئی چہرہ مجھے مبغوض نہیں تھا، لیکن آج مجھے آپ کا دین سب سے پسندیدہ اور عزیز ہے، خدا گواہ ہے کہ کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا، لیکن آج آپ کا شہر میرا سب سے پسندیدہ شہر ہے، آپ کے سواروں نے جب مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا، جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا کہ بے دین ہو گئے، انہوں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا ہوں اور خدا کی قسم! اب تمہارے ہاں گیہوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں۔

٤١١٥ : حدّثنا أَبُو ٱلْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ : حَدَّثَنَا نَافِعُ ٱبْنُ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ ٱلْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ ، فَجَعَلَ يَقُولُ : إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ ، وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ

قَوْمِهِ ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ، وَفِي يَدِ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ قِطْعَةُ جَرِيدٍ ، حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ ، فَقَالَ : (لَوْ سَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ ما أَعْطَيْتُكَهَا ، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ ٱللَّهِ فِيكَ ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ ٱللَّهُ ، وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ ، وَهٰذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي) . ثُمَّ ٱنْصَرَفَ عَنْهُ ، قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ : (إِنَّكَ أُرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ ما رَأَيْتُ) . فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ قالَ : (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ ، رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ ، فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا ، فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ : أَنِ ٱنْفُخْهُمَا ، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا ، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجانِ بَعْدِي) . أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ ، وَالآخَرُ مُسَيْلِمَةُ . [ر : ٣٤٢٤]

٤١١٦ : حدّثنا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ هَمَّامٍ : أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : قالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ ، فَوُضِعَ فِي كَفَّيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ ، فَكَبُرَا عَلَيَّ ، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ ٱنْفُخْهُمَا ، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا ، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا : صَاحِبَ صَنْعَاءَ ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ) .

[٦٦٣٠ ، وانظر : ٣٤٢٤]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں مسیلمہ کذاب آیا اس دعوے کے ساتھ کہ اگر محمد مجھے اپنے بعد اپنا خلیفہ ونائب بنا دیں تو میں ان کی اتباع کرلوں، ان کے ساتھ ان کی قوم کا بہت بڑا لشکر تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی طرف تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ بھی تھے، آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی، جہاں مسیلمہ اپنے فوج کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا، آپ وہیں جا کر ٹھہر گئے اور آپ نے اس سے فرمایا: اگر تم مجھ سے یہ ٹہنی مانگو گے تو میں یہ بھی نہیں دوں گا، اور تم اللہ کے اس فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکتے جو تمہارے بارے میں پہلے ہی ہو چکا ہے، تم نے اگر میری اطاعت سے روگردانی کی، تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کر دے گا، میرا تو خیال ہے تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے، اب تمہاری باتوں کا جواب ثابت دیں گے، پھر آپ واپس تشریف لائے۔

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے متعلق پوچھا کہ میرا تو خیال ہے کہ تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گے تھے، تو حضرت ابو ہریرہؓ نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں

سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، مجھے انہیں دیکھ کر بڑا رنج ہوا، پھر خواب ہی میں مجھ پر وحی ہوئی کہ میں انہیں پھونک دوں، چنانچہ میں نے انہیں پھونک دیا، تو وہ اڑ گئے، میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو میرے بعد نکلیں گے، ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

تشریح

وفد بنی حنیفہ ۹ھ میں مدینہ آیا، اس میں مسیلمہ کذاب سمیت سترہ آدمی تھے، مسیلمہ کا پورا نسب مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر بن حبیب بن حارث ہے، یہ وفد ایک انصاری صحابی کے مکان پر اترا، پھر خدمت نبوی میں حاضر ہو کر حلقہ اسلام بگوش ہوا، البتہ مسیلمہ کذاب کے بارے میں روایات مختلف ہیں، جملہ روایات پر نظر دوڑانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تکبر اور اکڑ کا اظہار کیا اور وفد کے ارکان کے ساتھ حاضری نہیں دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کیا، لیکن جب دیکھا کہ اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا تو آپ نے اپنی فراست سے تاڑ لیا کہ اس میں شر ہے۔

مسیلمہ جب یمامہ واپس پہنچا تو پہلے دعوی کیا کہ اسے کار نبوت میں شریک کر لیا گیا ہے، تو نبوت کا دعوی کیا اور سجع گڑنے لگا، زنا و شراب حلال کر دی اور یہ شہادت بھی دیتا رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں، اس شخص کی وجہ سے اس کی قوم فتنے میں پڑ گئی اور لوگ اسے یمامہ کا رحمان کہنے لگے، ۱۰ھ میں اس نے نبوت کا دعوی کیا اور عہد صدیقی میں حضرت وحشی نے اس کو یمامہ میں قتل کیا۔

٤١١٧ : حدّثنا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قالَ : سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيْمُونٍ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا رَجاءٍ الْعُطَارِدِيَّ يَقُولُ : كُنَّا نَعْبُدُ الحَجَرَ ، فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ أَلْقَيْنَاهُ وَأَخَذْنَا الآخَرَ ، فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهِ ، فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا : مُنَصِّلُ الْأَسِنَّةِ ، فَلَا نَدَعُ رُمْحًا فِيهِ حَدِيدَةٌ ، وَلَا سَهْمًا فِيهِ حَدِيدَةٌ ، إِلَّا نَزَعْنَاهُ وَأَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ .

وَسَمِعْتُ أَبَا رَجاءٍ يَقُولُ : كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ غُلَامًا ، أَرْعَى الْإِبِلَ عَلَى أَهْلِي ، فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوجِهِ فَرَرْنَا إِلَى النَّارِ ، إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ .

ترجمہ

حضرت ابو رجاء عطاردیؒ کی روایت ہے کہ ہم پتھر کی پوجا کرتے تھے، اگر کوئی پتھر ہمیں اس سے اچھا مل جاتا تو اسے پھینک دیتے اور اس دوسرے کی پوجا شروع کر دیتے، اگر ہمیں پتھر نہ ملتا تو مٹی کا ڈھیر جمع کر دیتے اور بکری لا کر اس کو دوہتے اور اس کے گرد چکر لگاتے، پھر جب رجب کا مہینہ آتا، تو ہم کہتے یہ مہینہ نیزوں کو دور رکھنے کا ہے، چنانچہ ہمارے

پاس لوہے سے جتنے بھی نیزے اور تیر ہوتے تو ہم رجب کے مہینہ میں اپنے سے دور رکھتے اور انہیں کسی طرح پھینک دیتے، اور میں نے ابورجاء سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں ابھی کم عمر تھا اور اپنے گھر کے اونٹ چرایا کرتا تھا، پھر جب ہم نے آپ کی فتح مکہ کی خبر سنی تو آگ میں جا کر پناہ لی، یعنی: مسیلمہ کذاب کے ہاں۔

تشریح

ابورجاء بنوعطارد کا نام عمران بن ملحان تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اسلام لے آئے تھے، لیکن آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی، بعد میں پورے قبیلہ کے ساتھ مسیلمہ کے حامیوں کے ساتھ ہو گئے تھے، لیکن انہیں دوبارہ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔

٦٧ – باب : قِصَّةُ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صنعاء یمن پر حضرت باذان کو عامل مقرر کیا، اسود عنسی اس علاقہ میں رہتا تھا، اس کے پاس دو شیطان رہا کرتے تھے، ایک سحیق اور دوسرا شقیق، یہ دونوں اس کو خبریں دیتے تھے اور یہ لوگوں کے سامنے بیان کرتا، حضرت باذان کے انتقال کے بعد اسود عنسی نے صنعاء یمن پر قبضہ کر لیا اور حضرت باذان کی بیوی مرزبانہ سے نکاح بھی کر لیا، اس کو چونکہ خطرہ تھا، اس لئے ایک ہزار آدمی اس کے مکان پر پہرہ دیتے تھے، اسود عنسی کو قتل کرنے کے لئے حضرت فیروز دیلمی آئے، انہوں نے سب سے پہلے مرزبانہ سے رابطہ کیا، وہ تعاون کے لئے تیار ہوئی، چنانچہ منصوبہ کے تحت مرزبانہ نے اسے خوب شراب پلائی، یہ نشے میں مدہوش ہوا، حضرت فیروز دیلمی نے اپنے ساتھیوں سمیت دیوار میں نقب لگائی اور اندر جا کر اس کا کام تمام کیا، اس کے قتل کے بعد اس کے آدمی بھی بھاگ گئے اور اس طرح صنعاء پر مسلمان دوبارہ غالب آ گئے، حضرت فیروز دیلمیؓ نے آپ کی خدمت میں اطلاع بھیجی تو آپ کا انتقال ہو چکا تھا۔

٤١١٨ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الجَرْمِيُّ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيطٍ ، وَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ ٱسْمُهُ عَبْدُ ٱللهِ : أَنَّ عُبَيْدَ ٱللهِ ٱبْنَ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ : بَلَغَنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ ، فَنَزَلَ فِي دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ ، وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ الحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ ، وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَامِرٍ ، فَأَتَاهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ، وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ : خَطِيبُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، وَفِي يَدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قَضِيبٌ ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ ، فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ : إِنْ شِئْتَ خَلَّيْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْأَمْرِ ، ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا بَعْدَكَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَوْ سَأَلْتَنِي هٰذَا الْقَضِيبَ ما أَعْطَيْتُكَهُ ، وَإِنِّي لَأَرَاكَ

الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا أُرِيتُ ، وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ ، وَسَيُجِيبُكَ عَنِّي) . فَٱنْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ .

قَالَ عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : سَأَلْتُ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ عَبَّاسٍ ، عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ ٱللهِ ﷺ الَّتِي ذَكَرَ ، فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ : (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ ، أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ ، فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا ، فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا ، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ) . فَقَالَ عُبَيْدُ ٱللهِ : أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِالْيَمَنِ ، وَالآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ .

۶۰ ۰ ۰ ۴۳۷۴

ترجمہ

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہؒ کی روایت ہے کہ جب مسیلمہ کذاب مدینہ آیا تو بنت حارث کے گھر اس نے قیام کیا، کیونکہ بنت حارث بن کریز اس کی بیوی تھی، یہی عبداللہ بن عامر کی اولاد کی ماں ہے، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے، آپ کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے، حضرت ثابت وہی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب کے نام سے مشہور ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، آپ اس کے پاس آکر ٹھہر گئے اور اس سے گفتگو کی، مسیلمہ نے کہا: اگر آپ چاہیں تو آپ ہمارے اور نبوت کے درمیان حائل نہ ہوں اور اپنے بعد میں ہمیں اسے سونپ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مجھ سے یہ چھڑی مانگو گے، تو میں یہ بھی نہیں دے سکتا۔ میرا خیال تو یہی ہے تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے، یہ ثابت بن قیس ہیں اور میری طرف سے باتوں کا جواب یہی دیں گے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عباسؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کے متعلق پوچھا، جس کا ذکر آپ نے کیا تھا، انہوں نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ میرے ہاتھوں پر سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے ہیں، میں اس سے بہت گھبرایا اور ان کے کنگنوں سے مجھے تشویش ہوئی، پھر مجھے حکم ہوا تو میں نے انہیں پھونک دیا تو یہ دونوں کنگن اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو خروج کرنے والے ہیں۔ عبیداللہ نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک اسود عنسی تھا، جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب تھا۔

تشریح

”عن ابن عبيدة بن نشيط وكان في موضع آخر اسمه عبد الله“

کا مطلب یہ ہے کہ یہاں سند میں ابن عبیدہ کا نام مذکور نہیں ہے، لیکن دوسری جگہ ان کا نام عبداللہ بیان

کیا گیا ہے۔

امام بخاریؒ کو اس کی وضاحت اس لئے کرنی پڑی کہ عبیدہ بن نشیط کے دو بیٹے ہیں، ایک کا نام موسیٰ ہے جو ضعیف ہیں، وہ مراد نہیں، بلکہ یہاں دوسرا بیٹا عبداللہ مراد ہے۔

٦٨ - باب : قِصَّةِ أَهْلِ نَجْرَانَ .

وفدِ نجران

۹ھ کو ساٹھ افراد پر مشتمل جس میں چوبیس اشراف اور تین سربراہ تھے، وفدِ نجران آیا، سرداروں میں ایک ''عاقب'' جس کے ذمہ امارت وحکومت کا انتظام تھا، اس کا نام ''عبدالمسیح'' تھا۔ دوسرا ''سید'' جو سیاسی امور کا نگران تھا، اس کا نام ''ایہم'' یا ''شرجیل'' تھا۔ تیسرا ''اسقف'' جو دینی اور روحانی پیشوا تھا، اس کا نام ''ابوحارثہ بن علقمہ'' تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟ ان کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توقف فرمایا تو ﴿إن مثل عيسىٰ عند الله كمثل آدم﴾ الآية نازل ہوئی۔ آپ نے انہی آیات کے پیش نظر حضرت عیسیٰ کے بارے میں اپنے قول سے ان کو آگاہ کیا، لیکن وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر گئے، آپ نے ان کو مباہلہ کی دعوت دی، یہ لوگ مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ جب وفد نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو مباہلہ کے لئے تیار ہیں، تو عاقب اور سید نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: دیکھو! مباہلہ نہ کرنا، خدا کی قسم! اگر یہ نبی ہے اور ہم نے اس سے ملاعنت کر لی تو ہم اور ہماری اولاد کبھی بھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ ان لوگوں نے مباہلہ کا ارادہ ترک کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ جو کچھ جزیہ ہم پر لازم کریں گے، ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر دو ہزار جوڑے مقرر کئے کہ نصف جوڑے رجب میں اور بقیہ نصف صفر میں دیں گے۔

مباہلہ

''بہل'' سے ہے اور بابِ فتح سے ہے، بمعنی ایک دوسرے پر لعنت کرنا، یعنی جب کسی امر کے حق و باطل ہونے میں فریقین میں اختلاف ہو جائے اور دلائل سے ختم نہ ہو تو فریقین اور ان کے اہل وعیال سب مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جو اس امر میں باطل پر ہو اس پر خدا کا قہر نازل ہو، ہلاکت ہو۔

٤١١٩/٤١٢٠ : حدّثني عَبَّاسُ بْنُ الحُسَيْنِ : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ بْنُ آدَمَ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ : جاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ ، صَاحِبَا نَجْرَانَ ،

إِلَى رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ يُرِيدَانِ أَنْ يُلَاعِنَاهُ ، قالَ : فَقَالَ أَحَدُهُما لِصَاحِبِهِ : لَا تَفْعَلْ ، فَوَٱللَّهِ لَئِنْ كانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَنَا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا . قَالَا : إِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا ، وَٱبْعَثْ مَعَنَا رَجُلاً أَمِينًا ، وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا . فَقَالَ : (لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلاً أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ) . فَٱسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ : (قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ) . فَلَمَّا قَامَ ، قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ) .

ترجمہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نجران کے دو۲ سردار عاقب اور سید حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے کے لئے آئے تھے، لیکن ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: ایسا خدا کی قسم نہ کرو، اگر یہ نبی ہوئے اور پھر بھی ہم نے ان سے مباہلہ کیا تو نہ ہم پنپ سکتے ہیں، نہ ہمارے بعد ہماری نسلیں۔ پھر ان دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جو کچھ آپ کا مطالبہ ہے ہم اسے پورا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار شخص بھیج دیں۔ جو بھی آدمی آپ ہمارے ساتھ بھیجیں اسے امانتدار ضرور ہونا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ ایسا آدمی بھیجوں گا جو امانتدار ہوگا اور پورا پورا امانت دار ہوگا۔ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے منتظر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح اٹھو۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اس امت کے امین ہیں''۔

(٤١٢٠) : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شعْبَةُ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا إِسْحٰقَ ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ : جاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالُوا : ٱبْعَثْ لَنَا رَجُلاً أَمِينًا ، فَقَالَ : (لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلاً أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ) . فَٱسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ . [ر : ٣٥٣٥]

ترجمہ

حضرت حذیفہ کی روایت ہے کہ اہل نجران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار آدمی بھیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ ایسا آدمی بھیجوں گا جو ہر حیثیت سے امانتدار ہوگا، صحابہ منتظر تھے، آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

٤١٢١ : حدّثنا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ خالِدٍ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ أَنَسٍ ،

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ ، وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ) . [ر : ٣٥٣٤]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

٦٩ - باب : قِصَّةُ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ .

عمان اور بحرین کا قصہ

''بحرین'' قبیلہ عبدالقیس کا شہر تھا اور عمان اس کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص کو اسلام کی دعوت کی غرض سے ان کے پاس بھیجا۔ عمان کے بادشاہ جُلَندی کے دولڑکے ''جیفر'' اور ''عیاذ'' نے اسلام قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا کہ شرعی احکام کے مطابق ان کے اموال سے صدقہ وصول کریں، پھر یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ ذی قعدہ ۸ھ کا واقعہ ہے۔

٤١٢٢ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : سَمِعَ ٱبْنُ الْمُنْكَدِرِ جابِرَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : قالَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (لَوْ قَدْ جاءَ مالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا) . ثَلَاثًا ، فَلَمْ يَقْدَمْ مالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى : مَنْ كانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي ، قالَ جابِرٌ : فَجِئْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْبَرْتُهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ : (لَوْ جاءَ مالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا) . ثَلَاثًا ، قالَ : فَأَعْطَانِي . قالَ جابِرٌ : فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَسَأَلْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُعْطِنِي ، فَقُلْتُ لَهُ : قَدْ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي . فَقَالَ : أَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّي ؟ وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ ، قالَهَا ثَلَاثًا ، ما مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ .

وَعَنْ عَمْرٍو ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ : سَمِعْتُ جابِرَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ يَقُولُ : جِئْتُهُ ، فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ : عُدَّهَا ، فَعَدَدْتُهَا . فَوَجَدْتُهَا خَمْسَمِائَةٍ ، فَقَالَ : خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ . [ر : ٢١٧٤]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: اگر میرے پاس بحرین سے مال آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین مرتبہ دوں گا، لیکن بحرین سے جس وقت مال آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی، اس لئے وہ مال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ نے اعلان کر دیا کہ اگر کسی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض یا کسی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وعدہ ہو تو میرے پاس آئے۔ حضرت جابر نے بیان کیا کہ میں ان کے ہاں گیا اور انہیں بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر میرے پاس بحرین سے مال آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین مرتبہ دوں گا۔ حضرت جابر نے فرمایا کہ پھر میں نے ان سے ملاقات کی اور ان سے اس کے متعلق کہا، لیکن انہوں نے اس مرتبہ بھی مجھے نہیں دیا، میں پھر ان کے ہاں گیا، لیکن انہوں نے اس مرتبہ بھی ٹال دیا، میں تیسری مرتبہ گیا، اس مرتبہ بھی انہوں نے ٹال دیا، اس لئے میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے ہاں ایک مرتبہ آیا، آپ نے نہیں دیا، پھر آیا آپ نے نہیں دیا، پھر تیسری مرتبہ آیا ہوں اور آپ اس مرتبہ بھی ٹال رہے ہیں، اگر آپ نے مجھے دینا ہے تو دے دیجئے، ورنہ میرے معاملے میں بخل سے کام لیجئے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے کہا ہے کہ میرے معاملے میں بخل کر لو، بھلا بخل سے بڑھ کر اور کیا بیماری ہو سکتی ہے؟ تین مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دوہرایا اور کہا: میں نے تجھے جب بھی ٹالا تو میرا ارادہ یہی تھا کہ تمہیں بہر حال دینا ہے اور عمرو سے روایت ہے، ان سے محمد بن علی نے بیان کیا، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے سنا، انہوں نے فرمایا: میں حاضر ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اسے گن لو، میں نے گنا تو پانچ سو تھا، فرمایا: دو مرتبہ اتنا اور لے لو۔

٧٠ - باب : قُدُومُ الْأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ .

قبیلہ اشعر اور اہل یمن کی آمد

''اشعر'' یمن کا ایک معزز قبیلہ ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے ارادے سے بذریعہ کشتی روانہ ہوئے لیکن آندھی اور طوفان نے انہیں حبشہ کی طرف پھینک دیا، وہاں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، پھر یہ دونوں حضرات فتح خیبر کے موقعہ پر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔

وَقَالَ أَبُو مُوسَى ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : (هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ) . [ر : ٢٣٥٤]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اشعری مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں''۔

٤١٢٣ : حدّثني عَبْدُ ٱللّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قالَا : حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ آدَمَ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي زَائِدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ ٱللّهُ عَنْهُ قالَ : قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ ، فَمَكَثْنَا حِينًا ، ما نُرَى ٱبْنَ مَسْعُودٍ وَأُمَّهُ إِلَّا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ ، مِنْ كَثْرَةِ دُخُولِهِمْ وَلُزُومِهِمْ لَهُ . [ر : ٣٥٥٢]

ترجمہ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تو ہم ابتدا میں بہت دنوں تک یہ سمجھتے رہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کی والدہ اہلِ بیت میں سے ہیں، کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بکثرت آیا جایا کرتے تھے اور ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

٤١٢٤ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ زَهْدَمٍ قالَ : لَمَّا قَدِمَ أَبُو مُوسٰى أَكْرَمَ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ جَرْمٍ ، وَإِنَّا لَجُلُوسٌ عِنْدَهُ ، وَهْوَ يَتَغَدَّى دَجَاجًا ، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ ، فَدَعاهُ إِلَى الْغَدَاءِ ، فَقَالَ : إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ ، فَقَالَ : هَلُمَّ ، فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُهُ ، فَقَالَ : إِنِّي حَلَفْتُ لَا آكُلُهُ ، فَقَالَ : هَلُمَّ أُخْبِرْكَ عَنْ يَمِينِكَ ، إِنَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ نَفَرٌ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ ، فَأَبَى أَنْ يَحْمِلَنَا ، فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أُتِيَ بِنَهْبِ إِبِلٍ ، فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ ، فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا : تَغَفَّلْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَمِينَهُ ، لَا نُفْلِحُ بَعْدَهَا أَبَدًا ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللّهِ ، إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا ؟ قالَ : (أَجَلْ ، وَلٰكِنْ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ ، فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا ، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا وَتَحَلَّلْتُهَا) . [ر : ٢٩٦٤]

ترجمہ

زہدم نے بیان کیا کہ جب ابو موسیٰؓ کوفہ کے امیر بن کر حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں آئے تو اس قبیلۂ جرم کا انہوں نے بہت اکرام کیا، ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ مرغ کا گوشت کھا رہے تھے، حاضرین میں ایک اور شخص بھی بیٹھے ہوئے تھے، حضرت ابو موسیٰؓ نے انہیں کھانے پر بلایا تو اس شخص نے کہا: جب سے میں نے مرغی کو گندی چیز کھاتے دیکھا ہے، اس وقت سے مجھے اس کے گوشت سے گھن آتی ہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے، تو اس شخص نے کہا: میں نے اس کا گوشت نہ کھانے کی قسم

اٹھا رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم آ تو جاؤ، میں تمہیں تمہاری قسم کے بارے میں بتاؤں گا، ہم قبیلہ اشعر کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سواری کے لئے جانور مانگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جانور مہیا کرنے سے معذوری ظاہر کی، ہم نے پھر آپ سے مانگا، تو آپ نے پھر قسم کھائی کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا، لیکن ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ غنیمت میں کچھ اونٹ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس میں سے پانچ اونٹ مرحمت کرنے کا حکم عنایت فرمایا، جب ہم نے انہیں لے لیا، تو پھر ہم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قسم بھول گئے ہیں، ایسی صورت میں تو ہمیں کامیابی اور فلاح حاصل نہیں ہو سکتی، چنانچہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! پہلے آپ نے قسم اٹھائی تھی کہ آپ ہمیں سواری کے جانور نہیں دیں گے اور آپ نے عنایت فرمائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے، لیکن جب بھی میں کوئی قسم کھاتا ہوں، پھر اس کے سوا مجھے دوسری صورت بہتر نظر آتی ہے تو میں وہی کرتا ہوں جو بہتر ہوتی ہے۔

تشریح

کفارہ قبل الحنث ہے یا بعد الحنث؟ یہ مسئلہ تو ''کتاب الایمان'' کا ہے، لیکن یہاں صرف یہ ذہن میں رہے کہ احناف کے نزدیک پہلے حانث ہونا ہے، پھر کفارہ دینا ہے: "قال النبي صلى الله عليه وسلم: يا عبد الرحمن! إذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيراً منها فأت الذي هو خير وكفر عن يمينك". یعنی پہلے حانث ہو جاؤ، پھر کفارہ دو۔ کفارہ تو اس لئے واجب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی ہوئی ہے، اس کو چھپانے کے لئے کفارہ دیا جاتا ہے۔ نفسِ حلف تو جنایت نہیں تو اس پر کفارہ کا ترتب کیسے ہوگا؟ لہذا جب حنث پایا جائے تو کفارہ آئے گا۔

٤١٢٥ : حدَّثني عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا أَبُو عاصِمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرَةَ جامِعُ بْنُ شَدَّادٍ : حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ المَازِنِيُّ : حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ قالَ : جاءَتْ بَنُو تَمِيمٍ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقَالَ : (أَبْشِرُوا يَا بَنِي تَمِيمٍ) . قَالُوا : أَمَّا إِذْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ) . قَالُوا : قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ . [ر : ٣٠١٨]

ترجمہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بنو تمیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے فرمایا: اے بنو تمیم! بشارت قبول کرلو۔ انہوں نے کہا: جب آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو کچھ

عنایت بھی فرما دیجئے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا، پھر یمن کے کچھ لوگ آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: بنو تمیم نے بشارت قبول نہیں کی، تم کرلو، انہوں نے عرض کیا: ہم نے قبول کی یا رسول اللہ!

٤١٢٦ : حدَّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ : حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خالِدٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حازِمٍ ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : (الْإِيمَانُ هَا هُنَا – وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْيَمَنِ – وَالجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ – عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ ، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ – رَبِيعَةُ وَمُضَرُ) . [ر : ٣١٢٦]

ترجمہ

حضرت ابو مسعودؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان تو ادھر ہے''۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ''اور بے رحمی اور سخت دلی اونٹ کے پیچھے پیچھے رہنے والوں میں ہے، جدھر سے شیطان کے دونوں سینگ نکلتے ہیں، (یعنی مشرق) قبیلہ ربیعہ اور مضر میں''۔

تشریح

یمن کی طرف آپ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''ایمان یہاں ہے''، اور دوسری روایت میں ہے: آپ نے فرمایا کہ "الإيمان يمان" ایمان کی نسبت یمن کی طرف کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اہل یمن از خود اسلام کی طرف بڑھے تھے اور ایمانی اوصاف میں بہت ہی ممتاز تھے اور جب کوئی شخص یا جماعت کسی خاص وصف کے ساتھ امتیازی لحاظ سے موصوف ہو جائے تو اس وصف کو اس کے ساتھ مخصوص طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

والجفاء و غلظ القلوب في الفدادين

جفاء اور دلوں کی سختی ''فدادین'' کے اندر ہے۔ ''جفاء'' سے مراد قلب کی سختی اور ''غلظ القلوب'' سے مراد دلوں کی کج فہمی اور کج روی ہے۔

''فدادین'' فدید سے ہے اور ''فدید'' اس آواز کو کہتے ہیں جو جانوروں والے جانوروں کو اٹھانے کے لئے لگاتے ہیں، مطلب یہ کہ جو لوگ اونٹ کی دموں کے پاس شور مچاتے ہیں ان میں دلوں کی سختی اور کج روی ہوا کرتی ہے، اور یا ''فدان'' کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں: "آلة الحرث" تو لفظ ''اصحاب'' محذوف ماننا پڑے گا۔

من حيث يطلع قرنا الشيطن ربيعة ومضر

مشرق کی طرف اشارہ ہے۔ جس وقت سورج طلوع ہوتا ہے شیطان اس کے محاذات میں کھڑا ہوتا ہے، لوگ

آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور یہ اپنے آپ کو معبود کی حیثیت سے ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں ربیعہ اور مضر دونوں کو شیطان کی سینگ قرار دیا، چونکہ اس وقت یہ لوگ اسلام نہیں لائے تھے اور شیطانی اوصاف میں پیش پیش رہتے تھے۔

٤١٢٩/٤١٢٧ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سُلَيْمانَ ، عَنْ ذَكْوَانَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : (أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ ، هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا ، الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ ، وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ) .

وَقَالَ غُنْدَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سُلَيْمانَ : سَمِعْتُ ذَكْوَانَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے ہاں اہل یمن آ گئے، یہ لوگ رقیق القلب اور نرم دل ہوتے ہیں، ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے، اور فخر و تکبر اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور سکینت اور وقار بکریوں والوں میں ہوتا ہے“۔ غندر نے بیان کیا شعبہ سے، انہوں نے سلیمان سے یہ کہ میں (سلیمان) نے ذکوان سے سنا، وہ (ذکوان) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

(٤١٢٨) : حدّثنا إِسْمَاعِيلُ قَالَ : حَدَّثَنِي أَخِي ، عَنْ سُلَيْمانَ ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : (الْإِيمَانُ يَمَانٍ ، وَالْفِتْنَةُ هَا هُنَا ، هَا هُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ) .

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایمان یمن کا ہے اور فتنہ یہاں سے اٹھے گا اور یہیں سے شیطان کے سینگ نکلتے ہیں“۔

(٤١٢٩) : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ : حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ ، أَضْعَفُ قُلُوبًا ، وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً ، الْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ) . [ر : ٣١٢٥]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے ہاں اہل یمن آئے ہیں، نرم

دل، رقیق القلب، سمجھ یمن کی ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے۔

تشریح

''فواد'' دل کے پردے کو کہتے ہیں، اگر یہ باریک ہے تو وعظ ونصیحت دل پر جلدی اثر کرتی ہے اور اگر وہ سخت ہے تو نصیحت کا اثر جلدی نہیں ہوگا، مطلب یہ کہ اہل یمن کے دل بھی نرم ہیں اور دل کے اوپر پردہ بھی باریک ہے، حکمت کے متعلق بعض نے کہا ہے کہ اس سے ''الفہم عنداللہ'' مراد ہے، بعض نے ''التفقہ فی الدین'' اور بعض نے ''الاصابۃ فی القول والعمل'' مراد لیا ہے۔

فخر اور تکبر اونٹوں والوں میں ہے اور سکینت اور وقار بکریوں والوں میں ہے، صحبت کا اثر انسان پر ضرور پڑتا ہے، اونٹ کے اندر بڑائی اور تکبر اونٹ والوں کی طرف اور سکینت اور وقار جو بکری کی صفت ہے، بکری والوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔

٤١٣٠ : حدَّثنا عَبْدَانُ ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ قالَ : كُنَّا جُلُوسًا مَعَ ٱبْنِ مَسْعُودٍ ، فَجَاءَ خَبَّابٌ ، فَقَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، أَيَسْتَطِيعُ هٰؤُلَاءِ الشَّبَابُ أَنْ يَقْرَؤُوا كَمَا تَقْرَأُ ؟ قَالَ : أَمَا إِنَّكَ لَوْ شِئْتَ أَمَرْتُ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ ؟ قالَ : أَجَلْ ، قَالَ : ٱقْرَأْ يا عَلْقَمَةُ ، فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ ، أَخُو زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ : أَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ أَنْ يَقْرَأَ وَلَيْسَ بِأَقْرَئِنَا ؟ قَالَ : أَمَا إِنَّكَ إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِمَا قالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي قَوْمِكَ وَقَوْمِهِ ؟ فَقَرَأْتُ خَمْسِينَ آيَةً مِنْ سُورَةِ مَرْيَمَ ، فَقَالَ عَبْدُ ٱللهِ : كَيْفَ تَرَى ؟ قالَ : قَدْ أَحْسَنَ ، قالَ عَبْدُ ٱللهِ : مَا أَقْرَأُ شَيْئًا إِلَّا وَهُوَ يَقْرَؤُهُ ، ثُمَّ ٱلْتَفَتَ إِلَى خَبَّابٍ وَعَلَيْهِ خاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ ، فَقَالَ : أَلَمْ يَأْنِ لِهٰذَا الخَاتَمِ أَنْ يُلْقَى ، قَالَ : أَمَا إِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ ، فَأَلْقَاهُ .

رَوَاهُ غُنْدَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ .

ترجمہ

حضرت علقمہؒ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور کہا کہ ابو عبدالرحمٰن! کیا یہ نوجوان اسی طرح قرآن پڑھ سکتے ہیں، جیسے آپ پڑھتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ چاہیں تو میں کسی سے تلاوت کے لئے کہوں؟ انہوں نے فرمایا: ضرور، اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علقمہ تم پڑھو۔ زید بن حدیر، زیاد بن حدیر کے بھائی بولے: آپ علقمہ سے تلاوت قرآن کا کہتے ہیں، حالانکہ وہ ہم سب سے اچھے قاری نہیں ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے

فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ حدیث سنا دوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قوم اور اس کی قوم کے بارے میں فرمائی تھی، آخر میں سورۃ مریم کی پچاس آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پوچھا: کیا رائے ہے؟ حضرت خبابؓ نے فرمایا: بہت خوب پڑھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: جو بھی آیت میں جس طرح پڑھتا ہوں یہ بھی اسی طرح پڑھتا ہے۔ پھر آپ خبابؓ کی طرف متوجہ ہوئے، ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، آپ نے فرمایا: کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ انگوٹھی پھینک دی جائے؟ حضرت خباب نے فرمایا: آج کے بعد آپ یہ انگوٹھی میرے ہاتھ میں نہیں دیکھیں گے، چنانچہ آپ نے انگوٹھی اتار دی، اس کی روایت غندر نے شعبہ سے کی۔

تشریح

بخاری شریف کی روایت میں یہ مذکور نہیں، درحقیقت علقمہ کا تعلق ''قبیلہ نخع'' سے تھا، جو یمنی قبیلہ ہے اور زید بن حدیر کا تعلق ''بنو اسد'' سے تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں قبیلوں کے متعلق جو حدیث بیان فرمائی، وہ ابن مسعودؓ نے نقل کی، فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا، آپ نے قبیلہ نخع کے لئے دعا فرمائی اور ان کی تعریف کی، یہاں تک کہ میری تمنا ہوئی کہ میں بھی اس قبیلہ کا فرد ہوتا، اور بنو اسد کے متعلق فرمایا کہ جہینہ اور دیگر قبائل ''بنو اسد'' سے اچھے ہیں۔ حضرت علقمہ کی وجہ ترجیح بتائی کہ اس کی قوم کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی اور آپ کی قوم کو تو جہینہ کے مقابلے میں مرجوح قرار دیا۔ حضرت خبابؓ نے سونے کی انگوٹھی اس لئے پہنی تھی کہ حرمت کی حدیث کو نہی تنزیہی پر محمول کرتے تھے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہی کی حدیث ان تک پہنچی نہ ہو۔

۷۱ – باب : قِصَّةُ دَوْسٍ وَالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ .

''قبیلہ دوس'' یمن اور اس کے گرد و نواح میں آباد تھا، طفیل بن عمرو دوسی سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے اور اس قبیلہ کے سردار تھے۔ قریش کے ساتھ ان کے تعلقات حلیفانہ تھے، مکہ مکرمہ آئے تو ان سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہمارے ہاں آج کل ایک شخص پیدا ہوا ہے، جس نے سارے لوگوں کو فتنہ میں ڈال دیا ہے، کوشش کریں کے ان کی کوئی بات آپ تک نہ پہنچے، طفیل اتنا خوفزدہ ہوا کہ انہوں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس دی، ایک مرتبہ مکہ مکرمہ آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، اس نے سوچا کہ میں خود شاعر ہوں، اچھے برے کی تمیز کر سکتا ہوں، اگر کلام مناسب ہے تو سننے اور قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر برا ہوگا تو چھوڑ دوں گا۔ حضرت طفیل نے آپ کی تلاوت سنی، نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور روداد بیان کی کہ مجھے تو بہت خوفزدہ کیا گیا تھا، لیکن

میں نے قرآن کی تلاوت سن لی، اب آپ اپنا دین پیش کیجئے، چنانچہ حضرت طفیل بن عمر دوسی مسلمان ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبیلہ دوس کو اسلام کی تبلیغ اور دعوت دینے کے لئے بھیجا، انہوں نے نشانی طلب کی تو آپ نے دعا فرمائی: "اللّٰھم اجعل لہ آیۃ"۔ اے اللہ! اس کے لئے کوئی نشانی پیدا فرما۔ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے قبیلے پہنچا تو میری آنکھوں کے درمیان چراغ کی مانند نور پیدا ہو گیا، میں نے پھر دعا کی: یا اللہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ یہ نور دیکھ کر کہیں یہ نہ کہیں کہ آبائی دین کے ترک پر یہ مثلہ ہو گیا، تو اللہ نے وہ نور میرے کوڑے کی طرف منتقل کر دیا۔ تبلیغ شروع کی تو والد مسلمان ہو گئے، کچھ مایوسی ہوئی تو پھر حاضر ہوئے اور بد دعا کی درخواست کی تو آپ نے دعا فرمائی: یا اللہ اس کے قبیلہ کو ہدایت عطا فرما اور میرے پاس لے آ، اس کے بعد اس قبیلہ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی اور اس قبیلہ کے ستر اسی آدمی مسلمان ہو گئے۔

٤١٣١ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ ٱبْنِ ذَكْوَانَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : جاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ ، عَصَتْ وَأَبَتْ ، فَٱدْعُ ٱللّٰهَ عَلَيْهِمْ . فَقَالَ : (اللّٰهُمَّ ٱهْدِ دَوْسًا ، وَأْتِ بِهِمْ) . [ر : ٢٧٧٩]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ طفیل بن عمرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ قبیلہ دوس تو تباہ ہوا، اللہ کے حکم سے انکار کر دیا، آپ ان کے لئے بد دعا کیجئے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما اور ان کو یہاں پہنچا دے"۔

٤١٣٢ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، عَنْ قَيْسٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ :

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

وَأَبَقَ غُلَامٌ لِي فِي الطرِيقِ ، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ ، فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ : (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ) . فَقُلْتُ : هُوَ لِوَجْهِ ٱللّٰهِ ، فَأَعْتَقْتُهُ .
[ر : ٢٣٩٣]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلا، تو

راستے میں میں نے یہ شعر پڑھا: ’’اے رات تو نے اپنی درازی اور مشقت کے باوجود مجھے علاقہ کفر سے نجات تو دی‘‘۔ فرماتے ہیں کہ میرا غلام بھاگ گیا تھا، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی، ابھی آپ کے پاس ہی میں بیٹھا ہوا تھا کہ غلام دکھائی دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ! یہ ہے تمہارا غلام؟ میں نے کہا: وہ لوجہ اللہ ہے، میں نے اسے آزاد کر دیا۔

۷۲ – باب : قِصَّةِ وَفْدِ طَيِّئٍ ، وَحَدِيثُ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ .

٤١٣٣ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ حُرَيْثٍ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ : أَتَيْنَا عُمَرَ فِي وَفْدٍ ، فَجَعَلَ يَدْعُو رَجُلاً رَجُلاً وَيُسَمِّيهِمْ ، فَقُلْتُ : أَمَا تَعْرِفُنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ؟ قَالَ : بَلَى ، أَسْلَمْتَ إِذْ كَفَرُوا ، وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوا ، وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوا ، وَعَرَفْتَ إِذْ أَنْكَرُوا . فَقَالَ عَدِيٌّ : فَلَا أُبَالِي إِذًا .

ترجمہ

حضرت عدی بن حاتم کی روایت ہے کہ ہم وفد کی شکل میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں ان کے دور خلافت میں آئے، آپ ایک ایک شخص کو نام لے کر بلاتے جاتے۔ میں نے کہا: کیا آپ مجھے جانتے ہیں یا امیر المؤمنین؟! فرمایا: کیا تمہیں بھی نہیں پہچانوں گا، تم اس وقت اسلام لائے تھے جب یہ سب کفر پر قائم تھے، تم نے اس وقت بات پر توجہ کی جب یہ سب اعراض کر رہے تھے، اس وقت وفا کی جب سب غدر کر رہے تھے اور اس وقت پہچانا جب ان سب نے انکار کیا تھا۔ حضرت عدی نے کہا کہ پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

تشریح

قبیلہ طی کے وفد کے بارے میں مؤرخین نے یہ تصریح کی ہے کہ وفد پہلے آیا اور حضرت عدی بن حاتم نے ۹ھ میں اسلام قبول کیا، یہ مشہور سخی حاتم طائی کے بیٹے ہیں۔

قبیلہ طی کے کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور زکوۃ دینے سے انہوں نے انکار کر دیا اور اسی قبیلہ کے کچھ لوگ مسلیمہ کذاب پر ایمان لائے، لیکن حضرت ابن حاتم نے اسلام کی رسی مضبوطی سے تھامے رکھی اور جو لوگ ان کے زیر اثر تھے انہیں ردت اور مسیلمہ پر ایمان لانے سے باز رکھا۔

٧٣ - باب : حَجَّةُ الْوَدَاعِ .

''حجۃ الوداع''، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو الوداع کہا تھا، اس لئے اس حج کو ''حجۃ الوداع'' کہتے ہیں، ذی القعدہ کا مہینہ شروع ہوتے ہی آپ نے حج کی تیاری شروع کی اور صحابہ کرام سے بھی آپ نے تیاری کرنے کا فرمایا۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۰ھ ہزاروں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان مجمع اپنے ساتھ لے کر اس حجۃ الاسلام کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، مکہ اور مدینہ کا یہ سفر نو دن کا تھا، ۴ ذی الحجہ بروز اتوار آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، ۹ ذی الحجہ جمعہ کا دن تھا، آپ نے اس دن اس حج کا اعظم رکن ادا کرتے ہوئے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، ۱۰ ذی الحجہ کو آپ منیٰ تشریف لے گئے، وہاں آپ نے تریسٹھ اونٹ نحر کئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ۳۷ اونٹ آپ کی طرف سے ذبح کئے، تو کل سو اونٹ ہوئے، پھر حلق کیا اور ۱۴ ذی الحجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے، اس سفر میں آپ کے ساتھ تمام ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ بھی تھیں۔

٤١٣٤ : حدّثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا مالِكٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ، ثُمَّ قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (مَنْ كانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالحَجِّ مَعَ العُمْرَةِ ، ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا) . فَقَدِمْتُ مَعَهُ مَكَّةَ وَأَنَا حائِضٌ ، وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ ، فَشَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقالَ : (ٱنْقُضِي رَأْسَكِ وَٱمْتَشِطِي ، وَأَهِلِّي بِالحَجِّ ، وَدَعِي الْعُمْرَةَ) . فَفَعَلْتُ ، فَلَمَّا قَضَيْنَا الحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَٱعْتَمَرْتُ ، فَقَالَ : (هٰذِهِ مَكانَ عُمْرَتِكِ) . قالَتْ : فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ ، ثُمَّ حَلُّوا ، ثمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى ، وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا . [ر : ٢٩٠]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے، ہم نے عمرے کا احرام باندھا تھا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ ہدی ہو وہ حج کا احرام بھی باندھے اور جب تک دونوں کے افعال نہ کرے احرام سے نہ نکلے، پھر میں آپ کے ساتھ جب مکہ آئی تو حائضہ ہوگئی، اس لئے نہ بیت اللہ کا طواف کر سکی نہ صفا مروہ کی سعی۔ میں نے اس کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی، آپ نے فرمایا: سر کھول دو

اور کنگھا کرو، اس کے بعد حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا، پھر ہم جب حج ادا کر چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے ساتھ ''تنعیم'' سے عمرہ کرنے کے لئے بھیجا اور میں نے عمرہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے اُس عمرے کی قضاء ہے، (جو تم نے چھوڑ دیا تھا)۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا وہ بیت اللہ کے طواف اور صفا مروہ کی سعی کے بعد حلال ہو گئے، پھر منیٰ سے واپسی پر انہوں نے دوسرا طواف کیا، لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرے کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

٤١٣٥ : حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عَطَاءٌ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ ، فَقُلْتُ : مِنْ أَيْنَ قَالَ هٰذَا ٱبْنُ عَبَّاسٍ ؟ قَالَ : مِنْ قَوْلِ ٱللّٰهِ تَعَالَىٰ : «ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ» . وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحِلُّوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ . قُلْتُ : إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ ، قَالَ : كَانَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عمرہ کرنے والا صرف بیت اللہ کا طواف کرنے سے حلال ہو سکتا ہے اور ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطا سے پوچھا کہ حضرت ابن عباس نے یہ کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿ثم محلها إلى البيت العتيق﴾ سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی وجہ سے جو آپ نے اپنے صحابہ کو احرام کھولنے کے لئے دیا تھا۔ میں نے کہا: یہ حکم تو وقوف عرفہ کے بعد کے لئے ہے، انہوں نے جواب دیا: لیکن حضرت ابن عباس اسے وقوف عرفہ سے پہلے اور بعد دونوں کے لئے سمجھتے تھے۔

تشریح

پہلا مسئلہ

امام ابوحنیفہ کے نزدیک ''قارن'' دو طواف اور دو سعی کرے گا، ایک طواف اور ایک سعی عمرے کے لئے اور ایک طواف اور ایک سعی حج کے لئے، جبکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قارن ایک طواف اور ایک سعی کرے گا، کیونکہ عمرہ کے ارکان (طواف اور سعی) حج کے طواف زیارت میں شریک ہو گئے، اس لئے الگ الگ طواف کی ضرورت نہیں رہی۔ ائمہ ثلاثہ کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر قران کرنے والوں نے صرف ایک طواف کیا، لیکن اس پر تو اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴ ذی الحجہ کو دخول مکہ کے وقت طواف قدوم کیا، ۱۰ ذی الحجہ

کوطواف زیارت اور ۱۴ذی الحجہ کوطواف وداع کیا، تو ایک طواف والی روایت کا مفہوم سمجھ سے بالاتر ہے، جبکہ حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم کی روایت سے واضح طور پر دو طوافوں کا ثبوت ملتا ہے۔

مسئلہ (۲)

حضرت عباس کا مذہب یہ تھا کہ بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے بعد آدمی حلال ہو جاتا ہے، ان کا یہ مذہب خواہ ''معتمر'' کے متعلق ہو یا ''حاجی'' کے متعلق جمہور کے مذہب کے خلاف ہے، بعض حضرات نے ان کے اس قول کی توجیہات کی ہیں لیکن یہ تو "توجيه القول بما لا يرضى به القائل" کے قبیل سے ہے۔

٤١٣٦ : حدّثني بَيَانٌ : حَدَّثَنَا النَّضْرُ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَيْسٍ قالَ : سَمِعْتُ طَارِقًا ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ : قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ ، فَقَالَ : (أَحَجَجْتَ) . قُلْتُ : نَعَمْ ، قالَ : (كَيْفَ أَهْلَلْتَ) . قُلْتُ : لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، قالَ : (طُفْ بِالْبَيْتِ ، وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، ثُمَّ حِلَّ) . فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، وَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ ، فَفَلَتْ رَأْسِي . [ر : ١٤٨٤]

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ وادیٔ بطحاء میں قیام کئے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم نے حج کا احرام باندھ لیا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ دریافت فرمایا: احرام کس طرح باندھا ہے؟ عرض کی: اس طرح "لبيك بإهلال كإهلال النبي صلى الله عليه وسلم" یعنی میں بھی اس طرح احرام باندھتا ہوں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے عمرے کے لئے بیت اللہ کا طواف کرو، پھر صفا اور مروہ کی سعی، پھر حلال ہو جاؤ، چنانچہ میں بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے قیس کی ایک خاتون کے ہاں گیا اور انہوں نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔

تشریح

امراءة من القيس

حاشیہ میں ہے کہ "إنما كانت محرما له، فلا إشكال بالأجنبية".

٤١٣٧ : حدّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ : أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ،

عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ : أَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَحْلِلْنَ عامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ : فَمَا يَمْنَعُكَ ؟ فَقَالَ : (لَبَّدْتُ رَأْسِي ، وَقَلَّدْتُ هَدْيِي ، فَلَسْتُ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَدْيِي) . [ر : ١٤٩١]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت حفصہؓ نے خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنی ازواج کو حکم دیا کہ عمرے کے افعال ادا کرنے کے بعد حلال ہوجائیں۔ حضرت حفصہ نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر ہم کیوں حلال نہیں ہوئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے بالو ں کو گوند سے جمالیا اور اپنی ہدی کو قلادہ پہنا دیا ہے، اس لئے میں جب تک ہدی کی قربانی نہ کرلوں حلال نہیں ہوسکتا۔

تشریح

حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اور ''سائق الہدی'' ارکانِ عمرہ کی ادائیگی کے بعد حلال نہیں ہوتا، جب تک کہ قربانی نہ کرلے، یہی احناف کا مسلک ہے۔

٤١٣٨ : حدّثنا أَبُو الْيَمانِ قالَ : حَدَّثَنِي شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ . وَقالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قالَ : أَخْبَرَنِي ٱبْنُ شِهَابٍ ، عَنْ سُلَيْمانَ بْنِ يَسَارٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ ٱمْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ ٱسْتَفْتَتْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، إِنَّ فَرِيضَةَ ٱللهِ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا ، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ ، فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ ؟ قالَ : (نَعَمْ) . [ر : ١٤٤٢]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی رویت ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک خاتون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ لوداع کے موقع پر ایک مسئلہ پوچھا۔ حضرت فضل بن عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! اللہ کا جو فریضہ اس کے بندوں پر ہے (حج اور اس کے افعال) وہ میرے والد پر بھی ضروری ہوچکا ہے، لیکن بڑھاپے کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہے کہ وہ سواری پر بھی سیدھے نہیں بیٹھ سکتے، کیا میں ان کی طرف سے حج ادا کرسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

٤١٣٩ : حدّثني مُحَمَّدٌ : حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ : حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عامَ الْفَتْحِ ، وَهْوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ ، وَمعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ، حَتَّى أَنَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ ، ثُمَّ قالَ لِعُثْمَانَ : (ٱئْتِنَا بِالْمِفْتَاحِ) . فَجاءَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ ، ثُمَّ أَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ، فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيلاً ، ثُمَّ خَرَجَ وَٱبْتَدَرَ النَّاسُ ٱلدُّخُولَ ، فَسَبَقْتُهُمْ ، فَوَجَدْتُ بِلَالاً قَائِمًا مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ ، فَقُلْتُ لَهُ : أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ؟ فَقَالَ : صَلَّى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ ، وَكَانَ الْبَيْتُ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ ، صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ ، وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهِ ، وَٱسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِي يَسْتَقْبِلُكَ حِينَ تَلِجُ الْبَيْتَ ، بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْجِدَارِ . وَقَالَ : وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى ، وَعِنْدَ الْمَكانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَاءُ . [ر : ٣٨٨]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے حضرت اسامہؓ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ بلالؓ اور عثمان بن طلحہؓ بھی تھے، آخر آپ نے بیت اللہ کے پاس اپنی سواری بٹھا دی۔ عثمانؓ سے فرمایا کہ اب کنجی لاؤ، وہ کنجی لائے اور دروازہ کھولا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ اسامہ، بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی اندر داخل ہوئے، پھر دروازہ اندر سے بند کر دیا اور دیر تک اندر ہی رہے، جب آپ باہر تشریف لائے تو لوگ اندر جانے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے، میں سب سے آگے بڑھ گیا، میں نے دیکھا کہ بلال دروازے کے پیچھے ہیں، میں نے ان سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ آگے کے دو ستونوں کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی تھی، بیت اللہ میں دو قطاروں میں چھ ستون تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کی قطار کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی اور بیت اللہ کا دروازہ آپ کی پشت پر تھا اور چہرہ مبارک اُس طرف تھا جدھر دروازے سے اندر جاتے ہوئے چہرہ کرنا پڑتا ہے، نماز پڑھتے وقت آپ کے اور دیوار کے درمیان (تین ہاتھ کا فاصلہ تھا)، حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعت نماز پڑھی تھی، وہاں جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اس کے قریب نفیس اعلی درجے کا سرخ پتھر (جڑا ہوا) تھا۔

٤١٤٠ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ : حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : أَنَّ عائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُمَا : أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ، حاضَتْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَحابِسَتُنَا هِيَ) . فَقُلْتُ : إِنَّهَا قَدْ أَفاضَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (فَلْتَنْفِرْ) . [ر : ٣٢٢]

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع کے موقعہ پر حائضہ ہوگئی تھیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا: کیا ہمیں ابھی ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ یہ مکہ آنے کے بعد طواف زیارت کرچکی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ’’پھر چلنا چاہیے‘‘۔

تشریح

فتح مکہ کی یہ روایت حجۃ الوداع کے باب میں ذکر کرکے امام بخاریؒ اشارہ فرمارہے ہیں کہ فتح مکہ کا سفر جہاد کے ارادے سے تھا، لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے، تو حجۃ الوداع کا سفر تو خاص بیت اللہ کے لئے ہی ہوا، اس لئے یقیناً آپ حج کے موقع پر بیت اللہ کے اندر گئے ہوں گے۔

٤١٤١ : حدَّثنا يَحْيىٰ بْنُ سُلَيْمانَ قالَ : أَخْبَرَنِي ٱبْنُ وَهْبٍ قالَ : حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ : أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ ، وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا ، وَلَا نَدْرِي مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ ، فَحَمِدَ ٱللهَ وَأَثْنىٰ عَلَيْهِ ، ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ ٱلدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ ، وَقالَ : (ما بَعَثَ ٱللهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَه أُمَّتَهُ ، أَنْذَرَهُ نُوحٌ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ ، وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيكُمْ ، فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفىٰ عَلَيْكُمْ : أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلَى ما يَخْفىٰ عَلَيْكُمْ - ثَلَاثًا - إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ ، وَإِنَّهُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنىٰ ، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ . أَلَا إِنَّ ٱللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِماءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا ، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا ، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ) . قالوا : نَعَمْ ، قالَ : (اللّٰهُمَّ ٱشْهَدْ - ثَلَاثًا - وَيْلَكُمْ ، أَوْ وَيْحَكُمْ ، ٱنْظُرُوا ، لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا ، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ) . [ر : ١٦٥٥]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ ہم حجۃ الوداع کہا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مفہوم کیا ہوگا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور مسیح

ودجال کا ذکر پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا، آپ نے فرمایا: جتنے بھی انبیاء اللہ نے بھیجے سب نے دجال سے اپنی قوم کو ڈرایا، نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے اور دوسرے انبیا نے بھی جو آپ کے بعد مبعوث ہوئے، وہ تم ہی میں سے نکلے گا اور خدائی کا دعوی کرے گا، پس اگر کسی وجہ سے تمہیں اس کے متعلق اشتباہ ہو تو یاد رکھنا کہ تم اپنے رب کی ان صفات کو پوری طرح جانتے ہو، ایک تو یہ کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے اور مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، اس کی آنکھ ایسی معلوم ہوگی جیسے انگور کا دانہ، اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون اور مال اس طرح حرام کئے ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس شہر اور مہینہ میں ہے، ہاں کیا میں نے پہنچا دیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: جی ہاں پہنچا دیا۔ فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہنا، تین مرتبہ آپ نے یہ جملہ دہرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ویلکم'' یا ''ویحکم'' (راوی کو شک ہے) فرمایا، یعنی افسوس ہو تم پر، ادھر دیکھو میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگ جاؤ۔

تشریح

حجۃ الوداع کا معنی آخری اور وداعی حج ہے، صحابہ کرام کو اس کا مطلب آپ کی وفات کے بعد سمجھ میں آیا کہ ''وداع'' کا مطلب آپ کی رخصتی تھی۔ یہاں بخاری شریف کی اس روایت کو اس اختصار سے ذکر کیا گیا، وگرنہ اس میں سود کے متعلق، عورت کے حقوق کے متعلق بہت اہم اہم باتیں ہیں، اور آخر میں آپ نے فرمایا کتاب اللہ اور میری سنت کو مضبوطی سے تھامو، کسی آدمی کے لئے اپنے بھائی کا مال حلال نہیں۔

٤١٤٢ : حدّثنا عَمْرُو بْنُ خالِدٍ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا أَبو إِسْحٰقَ قالَ : حَدَّثَنِي زَيْدُ ابْنُ أَرْقَمَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً ، وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً لَمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا ، حَجَّةَ الْوَدَاعِ . قالَ أَبُو إِسْحٰقَ : وَبِمَكَّةَ أُخْرَى . [ر : ٣٧٣٣]

ترجمہ

حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس غزوے کئے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا، اس حج کے بعد پھر آپ نے کوئی حج نہیں کیا، یہ حج حجۃ الوداع تھا۔ ابو اسحٰق نے بیان کیا کہ دوسرا حج آپ نے ہجرت سے پہلے مکہ میں کیا تھا۔

تشریح

ہجرت کے بعد آپ کے اس ایک حجۃ الوداع پر اتفاق ہے لیکن ہجرت سے پہلے آپ نے کتنے حج کئے؟ اس میں مختلف اقوال ہیں، کوئی کہتا ہے کہ آپ ہر سال حج کیا کرتے تھے، کسی نے دو کا اور کسی نے تین حج کا ذکر کیا ہے، جبکہ حافظ

ابن حجر فرماتے ہیں کہ قریش حج کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے، اس لئے آپ نے ہر سال حج کیا، بہت مجبوری سے حج چھوڑتے تھے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملت ابراہیمی کے پیروکار تھے اور حج بقایائے ملت ابراہیمی میں سے تھا۔

٤١٤٣ : حدّثنا حَفصُ بْنُ عُمَرَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ ، عَنْ جَرِيرٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِجَرِيرٍ : (ٱسْتَنْصِتِ النَّاسَ) . فَقَالَ : (لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا ، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقابَ بَعْضٍ) . [ر : ١٢١]

ترجمہ

حضرت جریر کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضرت جریر سے فرمایا: لوگوں کو خاموش کرادو، پھر فرمایا: میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

٤١٤٤ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (الزَّمانُ قَدِ ٱسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ ٱللهُ السَّماوَاتِ وَالْأَرْضَ ، السَّنَةُ ٱثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ : ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ : ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو ٱلْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ ، وَرَجَبُ مُضَرَ ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ . أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا) . قُلْنَا : ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ ٱسْمِهِ ، قالَ : (أَلَيْسَ ذَا ٱلْحِجَّةِ) . قُلْنَا : بَلَى ، قَالَ : (فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا) . قُلْنَا : ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ ٱسْمِهِ ، قالَ : (أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ) . قلْنَا : بَلَى ، قالَ : (فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا) . قُلْنَا : ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ ٱسْمِهِ ، قالَ : (أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ) . قُلْنَا : بَلَى ، قالَ : (فَإِنَّ دِماءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ – قالَ مُحَمَّدٌ : وَأَحْسِبُهُ قالَ – وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا ، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا ، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا ، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ ، فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالاً ، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقابَ بَعْضٍ ، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ) . فَكانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ يَقُولُ : صَدَقَ مُحَمَّدٌ ﷺ ، ثُمَّ قالَ : (أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ) . مَرَّتَيْنِ . [ر : ٦٧]

ترجمہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ اپنی اصل ہیئت پر آگیا ہے،

اس دن کی طرح جب اللہ نے زمین وآسمان کی تخلیق کی تھی، سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں، چار ان میں سے حرمت والے مہینے ہیں، تین مسلسل ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب جو جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے، پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ اس پر آپ خاموش ہوگئے، ہم نے سمجھا کہ شاید آپ اس کا مشہور نام کے علاوہ کوئی اور نام رکھیں گے، پھر آپ نے کہا: کیا یہ مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کہ کیوں نہیں (یہ مکہ ہی ہے)، پھر آپ نے دریافت فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے، پھر آپ خاموش ہوگئے، ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا مشہور نام کے علاوہ کوئی نام رکھیں گے، لیکن آپ نے فرمایا: کیا یہ یوم النحر نہیں؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا: پس تمہارا خون، تمہارا مال، محمد نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا، اور تمہاری عزت تم پر اس طرح حرام ہے جس طرح یہ دن تمہارے اس شہر اور اس مہینے میں اور تم بہت جلد اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا اور ہاں میرے بعد تم گمراہی میں مبتلا نہ ہوجانا، کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، اور ہاں جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں ہیں، ہوسکتا ہے جسے وہ پہنچائیں، ان میں سے کوئی ایسا بھی ہو جو یہاں سننے والوں سے زیادہ اس حدیث کو محفوظ رکھ سکتا ہو۔ محمد بن سیرین جب اس حدیث کو ذکر کرتے تو فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا، پھر آپ نے فرمایا کہ کیا میں نے پہنچادیا؟ آپ نے دو مرتبہ یہ جملہ فرمایا۔

٤١٤٥ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ : أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْيَهُودِ قَالُوا : لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِينَا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا ، فَقَالَ عُمَرُ : أَيَّةُ آيَةٍ ؟ فَقَالُوا : «الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا» . فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيَّ مَكَانٍ أُنْزِلَتْ ، أُنْزِلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ . [ر : ٤٥]

ترجمہ

طارق بن شہاب کی روایت ہے کہ چند یہودیوں نے کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے ہاں نازل ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کون سی آیت؟ انہوں نے کہا کہ ﴿اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا﴾ کہ ''آج میں نے تم پر اپنے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمت پوری کردی۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ آیت کہاں نازل ہوئی تھی، جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفہ میں کھڑے تھے۔

٤١٤٦ : حدّثنا عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ محمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ٱبْنِ نَوْفَلٍ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قالَتْ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ ، وَأَهَلَّ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ بِالحَجِّ ، فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالحَجِّ ، أَوْ جَمَعَ الحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ، فَلَمْ يَحِلُّوا حَتَّى يَوْمِ النَّحْرِ .

حدّثنا عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا مالِكٌ ، وَقالَ : مَعَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ .

حدّثنا إِسْماعِيلُ : حَدَّثَنَا مَالِكٌ : مِثْلَهُ . [ر : ٢٩٠]

ترجمہ

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ہم جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لئے نکلے تو کچھ لوگ عمرے کا احرام باندھے ہوئے تھے، کچھ حج کا اور کچھ عمرے اور حج دونوں کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حج کا احرام باندھا ہوا تھا، وہ یوم نحر کو حلال ہوئے تھے۔ عبداللہ بن یوسف کو مالک نے خبر دی اور انہوں نے اپنی روایت سے اس تصریح کے ساتھ نقل کیا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر نکلے، ہم سے اسماعیل نے حدیث بیان کی اور ان سے مالک نے اسی طرح حدیث بیان کی۔

٤١٤٧ : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ، هُوَ ٱبْنُ سَعْدٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ شِهَابٍ ، عَنْ عامِرِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، مِنْ وَجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى المَوْتِ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ ما تَرَى ، وَأَنَا ذُو مالٍ ، وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ٱبْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مالِي ؟ قالَ : (لَا) . قُلْتُ : أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ ؟ قالَ : (لَا) . قُلْتُ : فَالثُّلُثُ ؟ قالَ : (وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ ، وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ ٱللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا ، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي ٱمْرَأَتِكَ) . قُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، أَأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي ؟ قالَ : (إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ ، فَتَعْمَلَ عَمَلاً تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ ٱللّٰهِ ، إِلَّا ٱزْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً ، وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ ، اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ ، لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ) . رَثَى لَهُ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ . [ر : ٥٦]

ترجمہ

حضرت عامر بن سعد سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری

عیادت کے لئے تشریف لائے، بیماری نے مجھے موت کے منہ میں لا ڈالا تھا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا مرض اس حد کو پہنچ گیا ہے اور میرے پاس مال ہے، وارث اکیلی میری لڑکی ہے تو کیا میں اپنا دو ثلث (دو تہائی) مال صدقہ کر دوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر ایک تہائی کر دوں؟ آپ نے فرمایا کہ تہائی بھی بہت ہے، تم اپنے وارثوں کو صاحبِ مال چھوڑ کر جاؤ، یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہیں اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے اس سے اللہ کی رضا مقصود ہوئی تو اس پر اجر ملے گا، اس لقمہ پر بھی تمہیں اجر ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دو گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بیماری کی وجہ سے کیا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ نہیں جاسکوں گا؟ فرمایا: اگر تم نہیں جاسکے تب تم نے اللہ کی رضا جوئی کے لئے جو عمل کیا تو تمہارا درجہ اور مرتبہ بلند ہوگا، امید ہے تم ابھی زندہ رہو گے، تم سے کچھ لوگوں کو نفع پہنچے گا اور کچھ لوگوں کو نقصان (اسلام کے دشمنوں کو)، اے اللہ! میرے ساتھیوں کو ہجرت کامل عطا فرما اور انہیں پیچھے نہ ہٹا، لیکن محتاج تو سعد بن خولہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے اظہار غم کیا۔

٤١٤٨/٤١٤٩ : حدّثني إبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ : حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُمْ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ .

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا تھا۔

(٤١٤٩) : حدّثنا عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا مُحمدُ بْنُ بَكْرٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ، عَنْ نَافِعٍ : أَخْبَرَهُ ٱبْنُ عُمَرَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَقَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ، وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ . [ر : ١٦٣٩]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض صحابہ نے سر منڈوایا تھا اور بعض دوسرے اصحاب نے ترشوانے پر اکتفا کیا تھا۔

٤١٥٠ : حدّثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ : حَدَّثَنَا مالِكٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ . وَقالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ : حَدَّثَنِي عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : أَنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ أَقْبَلَ يَسِيرُ عَلَى حِمَارٍ ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ قائِمٌ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ ،

فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ، ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ ، فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ . [ر : ٧٦]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ایک گدھے پر سوار ہوکر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں کھڑے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، حجۃ الوداع کے موقعے پر آپ کا گدھا صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرا، پھر آپ اتر کر صف میں لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

٤١٥١ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ هِشَامٍ قالَ : حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ : سُئِلَ أُسَامَةُ ، وَأَنَا شَاهِدٌ ، عَنْ سَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّتِهِ ؟ فَقَالَ : العَنَقَ ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ . [ر : ١٥٨٣]

ترجمہ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار (سفر) کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس طرح چلتے تھے کہ سواری کا کجاوہ حرکت کرتا رہتا تھا اور جب کشادہ جگہ ملتی تو اس سے تیز چلتے تھے۔

٤١٥٢ : حدّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الخَطْمِيِّ : أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ المَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا . [ر : ١٥٩٠]

ترجمہ

حضرت ابو ایوب ؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھی تھیں۔

٧٤ - باب : غَزْوَةِ تَبُوكَ ، وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ .

مدینہ منورہ سے دمشق کی جانب سات سوکلومیٹر کے فاصلے پر تبوک واقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ہرقل نے تبوک میں لشکر جرار جمع کر دیا ہے اور مدینہ پر حملے کے ارادے سے اس کا مقدمۃ الجیش بلقاء پہنچ گیا ہے۔ اطلاع ملتے ہی آپ نے پیش قدمی کر کے مقابلے کے لئے جانے کا اعلان کیا، موسم گرمی کا تھا اور فصلوں کی کٹائی کا وقت تھا، قحط وفاقہ عام تھا، سفر دور کا تھا اور مقابلہ وقت کی سب سے بڑی سلطنت ''روم'' سے تھا، اللہ نے اپنی نبی کی صحبت کے لئے انہی سعادت مند جانبازوں کا انتخاب کیا جو اس صحبت کی قدر جانتے تھے، ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مال حاضر کیا، بہت سے مخلصین جانے کے لئے بے تاب تھے، لیکن زادِ سفر پاس نہ تھا، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، مگر آپ کہاں سے لاتے؟ اور اس درد سے روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا، رجب ۹ ہجری بروز جمعرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیس، چالیس یا ستر ہزار فوج لے کر نکلے، لشکر میں دس ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار اونٹ تھے، پندرہ دن سفر کر کے اسلامی لشکر تبوک پہنچا، مقابلے پر کوئی نہیں آیا، تبوک میں قیام کے دوران آس پاس کی ریاستوں میں مہمات روانہ کی گئیں، جو کہ کامیاب واپس لوٹیں۔ دومۃ الجندل، ایلہ، جرباء اوراذرح کے سرداروں نے جزیہ دینا منظور کیا۔

اس بات میں اختلاف ہے کہ تبوک میں قیام کی مدت کتنی رہی؟ واقدیؒ نے دو ماہ، ابن سعدؒ نے بیس دن، ابن اثیرؒ نے انیس دن، طبریؒ نے بارہ دن، ابن ہشامؒ نے دس دن مدت لکھی ہے، لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ پندرہ دن جانے کے، پندرہ دن آنے اور بیس دن قیام، کل پچاس دن لگے۔ حضرت کعب بن مالک کے توبہ کے دن بھی پچاس ہیں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

٤١٥٣ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ ، إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ ، وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ ، فَقُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللهِ ، إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ ، فَقَالَ : (وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ) . وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ ، وَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنْعِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي ، فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِي : أَيْ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ ، فَأَجَبْتُهُ ، فَقَالَ : أَجِبْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَدْعُوكَ ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ : (خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ ، وَهٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ - لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِينَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ - فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ ، فَقُلْ : إِنَّ اللهَ ، أَوْ قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ

عَلَى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوهُنَّ) . فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ ، فَقُلْتُ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ ، وَلٰكِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَدَعُكُمْ حَتَّى يَنْطَلِقَ مَعِي بَعْضُكُمْ إِلَى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، لَا تَظُنُّوا أَنِّي حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالُوا لِي : وَاللّٰهِ إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ ، وَلَنَفْعَلَنَّ ما أَحْبَبْتَ ، فَانْطَلَقَ أَبُو مُوسٰى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ ، حَتَّى أَتَوُا الَّذِينَ سَمِعُوا قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَنْعَهُ إِيَّاهُمْ ، ثُمَّ إِعْطَاءَهُمْ بَعْدُ ، فَحَدَّثُوهُمْ بِمِثْلِ ما حَدَّثَهُمْ بِهِ أَبُو مُوسٰى . [ر : ٢٩٦٤]

٤١٥٤ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيٰى ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنِ الحَكَمِ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ ، وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا ، فَقَالَ : أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ ؟ قالَ : (أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى ؟ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي) . وَقالَ أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ الحَكَمِ : سَمِعْتُ مُصْعَبًا . [ر : ٣٥٠٣]

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ مجھے میرے ساتھیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ میں آپ سے ان کے لئے سواری کے جانور کی درخواست کروں، وہ لوگ آپ کے سات جیشِ عسرت میں شریک ہونا چاہتے تھے، یہی غزوہ تبوک ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، تاکہ آپ ان کیلئے سواری کے جانوروں کا انتظام کردیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا گواہ ہے کہ میں انہیں کسی قیمت پر سواری کے جانور نہیں دے سکتا، میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں تھے میں اسے محسوس نہ کر سکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے میں بہت غمگین واپس ہوا، یہ خوف بھی دامن گیر تھا کہ کہیں آپ میری وجہ سے مکدر نہ ہوئے ہوں، میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی خبر دی، لیکن ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی وہ پکار رہے تھے: اے عبداللہ بن قیس میں نے جواب دیا تو انہوں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا: یہ دو جوڑے اور یہ دو جوڑے لے لو، اس طرح آپ نے چھ اونٹ عنایت فرمائے، ان اونٹوں کو آپ نے اسی وقت حضرت سعد سے خریدا تھا اور فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کو دے دو اور انہیں بتا دو کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے یا آپ نے فرمایا: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری سواری کے لئے انہیں دے دیا ہے، ان پر سوار ہو جاؤ۔ میں ان اونٹوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری سواری کے لئے عنایت فرمائے ہیں، لیکن خدا گواہ ہے کہ اب تمہیں ان صحابہ کے پاس چلنا پڑے گا جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا تھا کہیں تم یہ خیال نہ کر دو کہ میں نے تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے متعلق غلط بات کر دی تھی، انہوں نے کہا کہ آپ کی سچائی میں ہمیں کوئی شبہ نہیں، لیکن اگر آپ کا اصرار ہے تو ہم ایسا بھی کرلیں گے۔ حضرت ابوموسیٰ

ان میں سے چند افراد کو لے کر ان اصحاب کے پاس آئے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد سنا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو دینے سے انکار کیا تھا، پھر عنایت فرمایا۔ ان صحابہ نے بھی اسی طرح حدیث بیان کی جس طرح حضرت ابو موسیٰ نے ان سے بیان کی تھی۔

٤١٥٤ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنِ الحَكَمِ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ ، وَٱسْتَخْلَفَ عَلِيًّا ، فَقَالَ : أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ ؟ قالَ : (أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى ؟ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي) . وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ الحَكَمِ : سَمِعْتُ مُصْعَبًا . [ر : ٣٥٠٣]

ترجمہ

حضرت سعدؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنالیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے چلے جا رہے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں کہ میرے لئے تم ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام تھے، لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ابوداؤد نے بیان کیا کہ ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے حکم نے اور انہوں نے حضرت مصعب سے سنا۔

تشریح

روافض اس بات کو خوب اچھالتے ہیں کہ اس روایت سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنا جانشین مقرر کیا تو یہ حضرت علی کی خلافت بلافصل پر نصِ صریح ہے، لیکن اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ بات کسی طریقے سے مخفی نہیں تھی، کہ حضرت ہارون علیہ السلام کا انتقال حضرت موسیٰ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا، حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین نہیں بنے، بلکہ جانشینِ موسیٰ تو یوشع بن نون تھے، اس بات سے آپ کی وفات کے بعد جانشینی کا مسئلہ ثابت نہیں ہوسکتا اس لئے کہ مشبہ بہ میں یہ صورت حال موجود ہی نہیں۔

٤١٥٥ : حدّثنا عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ جُرَيْجٍ قالَ : سَمِعْتُ عَطَاءً يُخْبِرُ قالَ : أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعُسْرَةَ ، قالَ : كَانَ يَعْلَى يَقُولُ : تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْثَقُ أَعْمَالِي عِنْدِي . قَالَ عَطَاءٌ : فَقَالَ صَفْوَانُ : قَالَ يَعْلَى : فَكَانَ لِي أَجِيرٌ ، فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُما يَدَ الآخَرِ ، قَالَ عَطَاءٌ : فَلَقَدْ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ : أَيُّهُمَا عَضَّ الآخَرَ فَنَسِيتُهُ ، قالَ : فَانْتَزَعَ المَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ ، فَانْتَزَعَ إِحْدَى ثَنِيَّتَيْهِ ، فَأَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ . قَالَ عَطَاءٌ : وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :

(أَفَيَدَعُ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا ، كَأَنَّهَا فِي فِي فَحْلٍ يَقْضَمُهَا) . [ر : ٢١٤٦]

ترجمہ

حضرت صفوان بن یعلی بن امیہ نے خبر دی کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ عسرہ میں شریک تھا۔ بیان کیا ہے کہ حضرت یعلی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے تمام اعمال میں سے اس پر سب سے زیادہ اعتماد ہے۔ عطا نے بیان کیا ان سے صفوان نے بیان کیا کہ یعلی نے فرمایا کہ میں نے ایک مزدور بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا، وہ ایک شخص سے لڑ پڑا اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ دانت سے کاٹ ڈالا۔ عطا نے بیان کیا کہ مجھے صفوان نے خبر دی کہ ان دونوں میں سے کس نے اپنے مقابل کا ہاتھ کاٹا تھا، یہ مجھے یاد نہیں، بہر حال جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا تو کاٹنے والے کا آگے کا ایک دانت بھی چلا آیا، وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت کے ٹوٹنے پر کوئی مواخذہ نہیں فرمایا۔ عطاء نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ تمہارے منہ میں اپنا ہاتھ رہنے دیتا، تا کہ تم اسے اونٹ کی طرح چبا جاتے۔

تشریح

بخاری شریف کی اس روایت میں تو اس کی تصریح نہیں، البتہ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت یعلی کا اپنے اجیر کے ساتھ پیش آیا اور دانت کاٹنے والے حضرت یعلی تھے۔

٧٥ - باب : حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ، وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ : «وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا»

/التوبة : ١١٨/ .

حضرت کعب بن مالک کی یہ حدیث جس کو امام مسلمؒ نے بھی نقل کیا ہے بڑی تفصیلی ہے، اس لئے امام بخاری نے اس کے لئے مستقل باب ذکر کیا ہے۔ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جہاد کے لئے سفر کا اعلان کیا تو بہت سے منافقین نہیں گئے، جن کی تعداد اسی تھی، نہ جانے والوں میں تین مخلص صحابہ بھی تھے، جن میں ایک کعب بن مالک، دوسرے مرارہ بن ربیع اور تیسرے ہلال بن امیہ تھے، حضرت کعب نے آگے طویل روایت میں اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

٤١٥٦ : حدّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ : أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ ، قَالَ : سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ ، قَالَ كَعْبٌ : لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ ، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ

تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ ، وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا ، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ ، حَتَّى جَمَعَ ٱللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ ، وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ ، حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ ، وَما أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ ، وَإِنْ كانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا ، كانَ مِنْ خَبَرِي : أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ ، وَٱللهِ ما ٱجْتَمَعَتْ عِنْدِي قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ ، حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا ، حَتَّى كانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ ، غَزَاهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ ، وَٱسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا ، وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيرًا ، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ ، فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ كَثِيرٌ ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حافِظٌ ، يُرِيدُ ٱلدِّيوَانَ . قَالَ كَعْبٌ : فَمَا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سَيَخْفَى لَهُ ، ما لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيُ ٱللهِ ، وَغَزَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ ، وَتَجَهَّزَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ ، فَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ ، فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي : أَنَا قادِرٌ عَلَيْهِ ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي حَتَّى ٱشْتَدَّ بِالنَّاسِ ٱلْجِدُّ ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا ، فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ ، فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوا لِأَتَجَهَّزَ ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ، ثمَّ غَدَوْتُ ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ، فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ ، وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ ، فَلَمْ يُقَدَّرْ لِي ذٰلِكَ ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَطُفْتُ فِيهِمْ ، أَحْزَنَنِي أَنِّي لَا أَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ ، أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ ٱللهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ ، وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكَ ، فَقَالَ ، وَهُوَ جالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ : (ما فَعَلَ كَعْبٌ) . فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، حَبَسَهُ بُرْدَاهُ ، وَنَظَرُهُ فِي عِطْفَيْهِ . فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ : بِئْسَ ما قُلْتَ ، وَٱللهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ ما عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا . فَسَكَتَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ . قالَ كَعْبُ بْنُ مالِكٍ : فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قافِلًا حَضَرَنِي هَمِّي ، وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ : بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا ، وَٱسْتَعَنْتُ عَلَى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي ، فَلَمَّا قِيلَ : إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَدْ أَظَلَّ قادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ ، وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيهِ كَذِبٌ ، فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ ، وَأَصْبَحَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قادِمًا ، وَكانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ ، فَيَرْكَعُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ، ثمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ

جاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ ، فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ ، وَكَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِينَ رَجُلاً ، فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ ، وَبَايَعَهُمْ وَٱسْتَغْفَرَ لَهُمْ ، وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى ٱللهِ ، فَجِئْتُهُ ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ، ثُمَّ قالَ : (تَعالَ) . فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ لِي : (ما خَلَّفَكَ ، أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ٱبْتَعْتَ ظَهْرَكَ) . فَقُلْتُ : بَلَى ، إِنِّي وَٱللهِ – يَا رَسُولَ ٱللهِ – لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ ٱلدُّنْيَا ، لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ ، وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا ، وَلٰكِنِّي وَٱللهِ ، لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي ، لَيُوشِكَنَّ ٱللهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ ، وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ ، إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ ٱللهِ ، لَا وَٱللهِ ، ما كانَ لِي مِنْ عُذْرٍ ، وَٱللهِ ما كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ . فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ ٱللهُ فِيكَ) . فَقُمْتُ ، وَثَارَ رِجالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَٱتَّبَعُونِي ، فَقَالُوا لِي : وَٱللهِ ما عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا ، وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَا تَكُونَ ٱعْتَذَرْتَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بِمَا ٱعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُونَ ، قَدْ كانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ ٱسْتِغْفَارُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ لَكَ . فَوَٱللهِ ما زَالُوا يُؤَنِّبُونَنِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ : هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِي أَحَدٌ ؟ قالُوا : نَعَمْ ، رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ ما قُلْتَ ، فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلُ ما قِيلَ لَكَ ، فَقُلْتُ : مَنْ هُمَا ؟ قالُوا : مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ ، فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ ، قَدْ شَهِدَا بَدْرًا ، فِيهِمَا أُسْوَةٌ ، فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوهُما لِي ، وَنَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ المُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ ، فَٱجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوا لَنَا ، حَتَّى تَنَكَّرَتْ فِي نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِي أَعْرِفُ ، فَلَبِثْنَا عَلَى ذٰلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً ، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَٱسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ ، وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ ، وَآتِي رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي : هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا ؟ ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهُ ، فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ ، وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي ، حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ ، مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ ، وَهُوَ ٱبْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَوَٱللهِ ما رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ، فَقُلْتُ : يَا أَبَا قَتَادَةَ ، أَنْشُدُكَ بِٱللهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أُحِبُّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ ؟ فَسَكَتَ ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ ، فَقَالَ : ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ

حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ .

قالَ : فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوقِ الْمَدِينَةِ ، إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّأْمِ ، مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ ، يَقُولُ : مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مالِكٍ ، فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ ، حَتَّى إِذَا جاءَنِي دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ ، فَإِذَا فِيهِ : أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ . فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا : وَهٰذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا ، حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً مِنَ الخَمْسِينَ ، إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِينِي فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ ، فَقُلْتُ : أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قالَ : لَا ، بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا . وَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي : الْحَقِي بِأَهْلِكِ ، فَتَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ .

قالَ كَعْبٌ : فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خادِمٌ ، فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟ قالَ : (لَا ، وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبْكِ) . قالَتْ : إِنَّهُ وَاللّٰهِ ما بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ ، وَاللّٰهِ ما زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كانَ مِنْ أَمْرِهِ ما كانَ إِلَى يَوْمِهِ هٰذَا . فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي : لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي امْرَأَتِكَ ، كما أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ؟ فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، وَما يُدْرِينِي ما يَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا ، وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ؟ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ ، حَتَّى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا ، فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً ، وَأَنَا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا ، فَبَيْنَا أَنَا جالِسٌ عَلَى الحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللّٰهُ ، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي ، وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ ، أَوْفَى عَلَى جَبَلِ سَلْعٍ ، بِأَعْلَى صَوْتِهِ : يَا كَعْبُ بْنَ مالِكٍ أَبْشِرْ ، قالَ : فَخَرَرْتُ سَاجِدًا ، وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جاءَ فَرَجٌ ، وَآذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ ، فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا ، وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُونَ ، وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا ، وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ ، فَأَوْفَى عَلَى الجَبَلِ ، وَكانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ ، فَلَمَّا جاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ ، فَكَسَوْتُهُ إِيَّاهُما بِبُشْرَاهُ ، وَاللّٰهِ ما أَمْلِكُ غَيْرَهُما يَوْمَئِذٍ ، وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا ، وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا ، يُهَنُّونَنِي بِالتَّوْبَةِ يَقُولُونَ : لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ ، قالَ كَعْبٌ : حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ ، فَإِذَا

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّانِي ، وَٱللّٰهِ ما قامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ ، وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ ، قالَ كَعْبٌ : فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ : (أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ) . قالَ : قُلْتُ : أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؟ قالَ : (لَا ، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ) . وَكانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سُرَّ ٱسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ، قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ) . قُلْتُ : فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا ما بَقِيتُ . فَوَٱللّٰهِ ما أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي ، ما تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هٰذَا كَذِبًا ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِي اللّٰهُ فِيمَا بَقِيتُ . وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ : «لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ – إِلَى قَوْلِهِ – وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ» . فَوَٱللّٰهِ ما أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ ، بَعْدَ أَنْ هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ ، أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَما هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا ، فَإِنَّ اللّٰهَ قالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا – حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ – شَرَّ مَا قالَ لِأَحَدٍ ، فَقالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : «سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ – إِلَى قَوْلِهِ – فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ» .

قالَ كَعْبٌ : وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولٰئِكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ حَلَفُوا لَهُ ، فَبَايَعَهُمْ وَٱسْتَغْفَرَ لَهُمْ ، وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللّٰهُ فِيهِ ، فَبِذٰلِكَ قالَ اللّٰهُ : «وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا» . وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ ، إِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا ، وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا ، عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَٱعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ . [ر : ٢٦٠٦]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن کعب کی روایت ہے کہ جب کعب نابینا ہو گئے تھے، تو ان کے صاحبزادوں میں سے آپ ہی کعب کو راستے میں لے کر چلا کرتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت کعب سے ان کا غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے کا واقعہ سنا آپ نے بیان کیا کہ غزوہ تبوک کے سوا اور کسی غزوے میں ایسا نہیں ہوا تھا، کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں، البتہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوا تھا لیکن جو لوگ غزوہ بدر میں شریک نہیں

ہو سکے تھے، ان کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی ناگواری کا اظہار نہیں کیا تھا، کیونکہ آپ اس موقعہ پر قریش کے قافلے کی تلاش میں نکلے تھے، جنگ کا ارادہ نہیں تھا لیکن اللہ کے حکم سے کسی سابقہ تیاری کے بغیر آپ کی دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوگئی، اور میں لیلۃ عقبہ میں انصار کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، یہ وہی رات ہے جس میں ہم نے اسلام کے لئے عہد کیا اور مجھے تو غزوہ بدر سے بھی زیادہ عزیز ہے، اگرچہ بدکار لوگوں کی زبانوں پر چرچا بہت ہے، میرا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا قوی اور اتنا صاحب مال نہیں ہوا تھا، جتنا اس موقعہ پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوسکا تھا۔ خدا گواہ ہے کہ اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے، لیکن اس موقعہ پر میرے پاس دو اونٹ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوے کے لئے تشریف لے جاتے، تو آپ اس کے لئے ذومعنی الفاظ استعمال کیا کرتے تھے، تاکہ معاملہ راز میں رہے، لیکن اس غزوے کا جب موقعہ آیا تو گرمی بڑی شدید تھی، سفر بہت طویل تھا، بیابانی راستہ دشمن کی فوج کی کثرت تعداد تمام مشکلات سامنے تھیں، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے اس غزوے کے متعلق بہت صراحت کے ساتھ بتادیا تھا، تاکہ اس کے مطابق پوری تیاری کرلیں، چنانچہ آپ نے اس سمت کی بھی نشان دہی کردی، جدھر سے آپ کا جانے کا ارادہ تھا، مسلمان بھی آپ کے ساتھ بہت تھے، اتنے کہ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا اندراج بھی مشکل تھا۔ حضرت کعب نے بیان کیا کوئی بھی شخص اس غزوے میں شریک نہیں ہونا چاہتا تو وہ یہ خیال کرسکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہ چلے گا، الا یہ کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اس غزوے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، تو پھل پکنے کا زمانہ تھا، اور سایہ میں بھی بیٹھ کر لوگ لطف اندوز ہوتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تیاریوں میں مصروف تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی، لیکن میں روزانہ سوچا کرتا تھا کہ کل سے میں بھی تیاری کروں گا، مجھے ذرائع میسر ہیں، یوں ہی وقت گزرتا رہا اور آخر لوگوں نے تیاریاں مکمل کر بھی لیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، اس وقت تک میں نے کوئی تیاری نہیں کی تھی، اس وقت بھی میں نے اپنے دل کو یہ کہہ کر سمجھا لیا کہ کل یا پرسوں کے لئے تیاری کرلوں گا اور پھر لشکر سے جا ملوں گا، کوچ کے دوسرے دن میں نے تیاری کے لئے سوچا، لیکن اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی، پھر تیسرے دن کے لئے سوچا، لیکن اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی، یوں وقت گزرتا گیا اور اسلامی لشکر بہت آگے بڑھتا گیا، غزوے میں شرکت میرے لئے بہت دور کی بات ہوگئی اور میں یہی ارادہ کرتا رہا کہ یہاں سے چل کر انہیں پالوں گا، کاش میں نے ایسا کرلیا ہوتا، لیکن یہ میرے مقدر میں نہیں تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا، کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا یا پھر وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے متعلق کسی سے کچھ نہیں پوچھا تھا، لیکن جب آپ تبوک پہنچ گئے تو وہیں ایک مجلس میں آپ نے دریافت فرمایا کہ کعب نے کیا کیا!!

بنوسلمہ کے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! اس کے تکبر وغرور نے اس کو آنے نہ دیا۔ اس پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بولے: تم نے بڑی بات کہی۔ یارسول اللہ! خدا گواہ ہے، ہمیں ان کے متعلق خیر کے سوا کچھ معلوم نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا۔ حضرت کعب بن مالک نے بیان کیا کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے ہیں، تو اب مجھ پر فکر اور تردد سوار ہوا اور میرا ذہن کوئی ایسا جھوٹا بہانہ تلاش کرنے لگا جس سے میں کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے بچ سکوں، اپنے گھر کے ہر ذی رائے سے اس کے متعلق مشورہ کیا، لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے بالکل قریب آ چکے ہیں، تو باطل خیالات میرے ذہن سے چھٹ گئے اور مجھے معلوم ہو گیا کہ اس معاملے میں جھوٹ بول کر میں اپنے آپ کو کسی طرح محفوظ نہیں کر سکتا، چنانچہ میں نے سچی بات کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا، صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، جب آپ کسی سفر سے تشریف لاتے تو یہ آپ کی عادت تھی کہ پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے، دستور کے مطابق جب آپ فارغ ہو چکے تو آپ کی خدمت میں وہ لوگ آئے جو غزوے میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور قسم کھا کھا کر اپنا عذر بیان کرنے لگے، ان کی تعداد تقریباً اسی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہر کو قبول فرما لیا، ان سے عہد لے لیا اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کر دیا، اس کے بعد میں حاضر ہوا، میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے، آپ کی مسکراہٹ میں تلخی تھی، پھر فرمایا: آؤ میں چند قدم چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: تم غزوے میں کیوں شریک نہیں ہوئے؟ کیا تم نے کوئی سواری نہیں خرید لی تھی؟ میں نے عرض کی میرے پاس سواری موجود تھی خدا گواہ ہے اگر میں آپ کے سوا کسی دنیادار شخص کے سامنے آج بیٹھا ہوتا تو کوئی عذر گھڑ کر اس کی ناراضگی سے بچ سکتا تھا، مجھے خوبصورتی اور صفائی کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ حاصل ہے، لیکن خدا گواہ ہے، مجھے یقین ہے اگر آج میں آپ کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ کو راضی کر لوں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا، اس کے بجائے اگر میں آپ سے سچی بات بیان کروں، تو یقیناً آپ کو میری طرف سے کبیدگی ہو گی، لیکن اللہ سے مجھے عفو و درگزر کی امید ہے۔ نہیں، خدا گواہ ہے مجھے کوئی عذر نہیں تھا، خدا گواہ ہے اس وقت سے پہلے میں کبھی اتنا فارغ البال نہیں تھا، پھر بھی میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے سچی بات بتا دی، اچھا اب جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں خود کوئی فیصلہ کر دے۔ میں اٹھ گیا اور میرے پیچھے بنوسلمہ کے کچھ افراد بھی دوڑے ہوئے آئے اور مجھ سے کہنے لگے: بخدا ہمیں تمہارے بارے میں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہو اور تم نے بڑی کوتاہی کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ویسا ہی کوئی عذر بیان نہیں کیا، جیسا کہ دوسرے نہ شریک ہونیوالوں نے بیان کر دیا تھا، تمہارے گناہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہارے لئے استغفار ہی کافی ہوتا۔ بخدا ان لوگوں نے مجھے اس پر اتنی ملامت کی کہ مجھے خیال آیا کہ واپس جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی جھوٹا عذر کر

آؤں، پھر میں نے ان سے پوچھا: کیا میرے علاوہ کسی اور نے بھی مجھ جیسا عذر بیان کیا؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں دو حضرات نے معذرت کی جس طرح تم نے کی اور انہیں بھی وہی جواب ملا جو تمہیں ملا۔ میں نے پوچھا: ان کے نام کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، دو ایسے صحابہ کا نام انہوں نے لیا جو صالح تھے اور بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے، ان کا طرز عمل میرے لئے نمونہ بن گیا، چنانچہ انہوں نے جب ان حضرات کا نام لیا تو میں اپنے گھر چلا آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی، بہت سے جو غزوے میں شریک نہیں ہوئے تھے، ان میں صرف ہم تین لوگ الگ تھلگ رہنے لگے اور سب بدل گئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ساری کائنات بدل گئی، ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے، پچاس دن تک ہم یوں رہے، میرے دو ساتھیوں نے تو اپنے گھروں سے نکلنا ہی چھوڑ دیا، بس روتے رہتے تھے لیکن میرے اندر ہمت اور جرأت تھی، میں باہر نکلتا مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا، اور بازاروں میں گھوما کرتا تھا لیکن مجھ سے بولتا کوئی نہیں تھا، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا، آپ کو سلام کرتا، جب آپ سلام کے بعد مجلس میں بیٹھتے تھے، میں اس کی جستجو میں رہتا کہ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ ہلے ہیں یا نہیں ہلے، پھر آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور آپ کو کن اکھیوں سے دیکھتا رہتا تھا، جب میں نماز میں مشغول ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھتے، لیکن جوں ہی میں آپ کی طرف دیکھتا آپ چہرہ پھیر لیتے تھے، آخر جب اس طرح لوگوں کی بے رخی بڑھ ہی گئی، تو میں ایک دن حضرت ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ میرے چچا زاد بھائی تھے مجھے ان سے بہت تعلق خاطر تھا، میں نے انہیں معلوم کیا، لیکن خدا گواہ ہے انہوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے کہا: ابو قتادہ! تجھے اللہ کا واسطہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ اور اس کے رسول سے مجھے کتنی محبت ہے؟ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا خدا کا واسطہ دے کر، لیکن اب بھی وہ خاموش تھے، پھر میں نے اللہ کا واسطہ دے کر ان سے یہی سوال کیا، اس مرتبہ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، اس پر میرے آنسو پھوٹ پڑے اور میں واپس لوٹ آیا اور دیوار پر چڑھ کر نیچے باہر اتر آیا۔ آپ نے بیان کیا ایک دن میں مدینہ کے بازاروں میں جا رہا تھا کہ شام کا ایک کاشتکار جو غلہ فروخت کرنے مدینہ آیا تھا پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں رہتے ہیں؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور ملک غسان کا ایک خط مجھے دیا، اس خط میں یہ تحریر تھا کہ

''امابعد! مجھے یہ معلوم ہوا کہ تمہارے صاحب (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں، اللہ تعالی نے تمہیں کوئی ذلیل پیدا نہیں کیا کہ تمہارا حق ضائع کیا جائے، تم ہمارے ہاں آجاؤ ہم تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر معاملہ کریں گے''۔ جب میں نے یہ خط پڑھا تو میں نے کہا: یہ ایک اور مصیبت آ گئی، میں نے یہ خط تنور میں جلا دیا، ان پچاس دنوں میں سے جب چالیس دن گزر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد میرے پاس آ گئے، کہا کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی کے قریب بھی نہ جاؤ، میں نے پوچھا: میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، صرف ان سے جدا رہو، قریب نہ جاؤ، میرے دونوں ساتھیوں کو یہی حکم آپ نے بھیجا تھا، میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنے میکے چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ نہ کر دے حضرت کعب نے بیان کیا کہ حضرت ہلال بن امیہ کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! حضرت امیہ بہت بوڑھے اور ناتواں ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں، اگر میں ان کی خدمت کر دیا کروں تو کیا آپ ناپسند فرمائیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف ان سے صحبت نہ کرنا۔ انہوں نے عرض کی کہ خدا گواہ ہے وہ تو کسی بھی چیز کے لئے حرکت نہیں کر سکتے، جس دن سے عتاب ان پر ہوا اس دن سے ان کے آنسو تھمنے کو نہیں، میرے گھر کے کچھ افراد نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ کی بیوی کو ان کی خدمت میں رہنے کی اجازت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، آپ بھی اس طرح کی اجازت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے لیں۔ میں نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں لوں گا، میں جوان ہوں، معلوم نہیں کہ جب اجازت لینے جاؤں تو آپ کیا فرمائیں۔ اس طرح دس دن اور گزر گئے اور جب سے آپ نے ہم سے بات کرنے کی ممانعت فرمائی تھی، اس کے پچاس دن پورے ہو گئے، پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ چکا تو اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اس طرح جس طرح اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، میرا دم گھٹا جا رہا تھا اور زمین اپنے تمام وسعتوں کے باوجود میرے لئے تنگ ہوتی جا رہی تھی کہ میں نے پکارنے والے کی آواز سنی، جبل سلعہ پر چڑھ کر کوئی بلند آواز سے پکار رہا تھا: اے کعب بن مالک! تجھے بشارت، میں یہ سنتے ہی سجدے میں گر گیا، مجھے یقین ہو گیا کہ اب مجھے کشائش ہو جائے گی، فجر کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان کر دیا، لوگ میرے ہاں بشارت دینے کے لئے آ گئے اور میرے دو ساتھیوں کو بھی جا کر بشارت دی، ایک صحابی (حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالی عنہ) اپنا گھوڑا دوڑائے ہوئے آ رہے تھے، ادھر قبیلہ اسلم کے ایک صحابی نے پہاڑی پر چڑھ کر آواز دی اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی، جن صحابی نے آواز دی، وہ جب بشارت دینے آئے تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کی خوشی میں انہیں دے دیئے۔ خدا گواہ ہے کہ اس وقت ان دو کپڑوں کے سوا میری ملکیت میں کچھ بھی نہیں تھا، پھر میں نے حضرت ابو قتادہ سے دو کپڑے مانگ کر پہنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، جوق در جوق لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے تھے اور مجھے توبہ کی قبولیت کی بشارت دیتے جاتے تھے، کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔ حضرت کعب نے بیان کیا کہ آخر میں مسجد میں داخل ہو گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے چاروں طرف صحابہ کا مجمع تھا، طلحہ بن عبداللہ دوڑ کر میری طرف بڑھے، مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی۔ خدا گواہ ہے کہ مہاجرین میں سے کوئی بھی میرے آنے پر کھڑا نہیں ہوا سوائے طلحہ کے، ان کے احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ حضرت کعب نے بیان کیا کہ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ کا چہرہ خوشی سے دھمک اٹھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس مبارک دن کے لئے تجھے بشارت ہو جو تمہاری زندگی کا سب سے مبارک دن ہے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے ہے۔ فرمایا: نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرہ مبارک خوشی سے منور ہو جاتا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چاند کو ٹکڑا ہو، آپ کی مسرت ہم چہرے سے سمجھ جاتے تھے، میں جب آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کی: یارسول اللہ! اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: لیکن کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ دو، یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: میں پھر خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ دوں گا۔ میں نے پھر عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی، اب میں اپنی توبہ کی قبولیت میں یہ عہد کرتا ہوں، جب تک زندہ رہوں گا سچ کے سوا اور کچھ زبان پر نہیں لاؤں گا، پس خدا گواہ ہے جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ عہد کیا تھا، پھر آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا، میں کسی اپنے مسلمان بھائی کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ سے اتنا نوازا ہو، جتنے انعامات ونوازشات مجھ پر ہیں اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائی: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول کی'' ﴿کونو مع الصادقین﴾ تک۔ خدا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے لئے ہدایت کے بعد میری نظر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس سچ بولنے سے بڑھ کر اللہ کا مجھ پر اور کوئی انعام نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور اس طرح اپنے آپ کو ہلاک نہیں کیا، جس طرح جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو گئے تھے۔ نزول وحی کے زمانے میں جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اتنی شدید وعید فرمائی جتنی شدید کسی دوسرے کے لئے نہیں فرمائی ہوگی، فرمایا: ﴿سيحلفون بالله إذا انقلبتم ..... فإن الله لا يرضى عن القوم الفاسقين﴾ تک۔ کعب نے بیان کیا: چنانچہ ہم تین ان لوگوں کے معاملے سے جدا رہے، جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھالی تھی اور آپ نے ان کی بات مان بھی لی تھی، ان سے بیعت بھی لی تھی اور ان کے لئے طلب مغفرت بھی فرمائی تھی، ہمارا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرما دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿وعلى الثلاثة الذين خلفوا﴾ میں اسی کی طرف اشارہ کیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے غزوے میں شریک نہ ہو سکنے کا تذکرہ نہیں کیا، بلکہ اس کا تذکرہ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے معاملہ پیچھے ڈال دیا تھا اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا، بخلاف ان لوگوں کے جنہوں نے قسم کھالی تھی اور اپنے عذر بیان کئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذر قبول کر لئے تھے۔

٧٦ - باب : نُزُولُ النَّبِيِّ ﷺ اَلْحِجْرَ.

''حجر'' مدینہ اور شام کے درمیان وہ جگہ ہے جہاں قوم صالح رہتے تھے، جو قوم ثمود کہلاتی تھی، ان پر عذاب کا نزول ہوا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے جاتے ہوئے اس مقام پر جب پہنچے تو آپ نے اپنے چہرے پر چادر ڈال دی، اور سواری کو تیز کیا اور وہاں سے پانی نہ پینے کا حکم دیا، اس کے باوجود لاعلمی سے جو صحابہ پانی لے چکے

تھے، اسے گرانے کا حکم آپ نے دے دیا۔

٤١٥٧/٤١٥٨ : حدّثنا عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِٱلْحِجْرِ قالَ : (لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ، أَنْ يُصِيبَكُمْ ما أَصَابَهُمْ ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ) . ثمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ ، وَأَسْرَعَ السَّيْرَ ، حَتَّى أَجازَ الْوَادِيَ .

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجر سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ''ان لوگوں کی آبادیوں سے جنھوں نے اپنے جانوں پر ظلم کیا تھا جب گزرنا ہو تو روتے ہوئے ہی گزرو، ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی ویسا ہی عذاب آجائے جوان پر آیا تھا''۔ پھر آپ نے سر مبارک پر چادر ڈال دی اور بڑی تیزی کے ساتھ چلنے لگے، یہاں تک کہ اس وادی سے نکل گئے۔

(٤١٥٨) : حدّثنا يَحْيَىٰ بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا مالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِ ٱلْحِجْرِ : (لَا تَدْخُلُوا عَلَى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ ما أَصَابَهُمْ) . [ر : ٤٢٣]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا: ''اس معذب قوم کی بستی سے جب تمھیں گزرنا ہی ہو، تو تم روتے ہوئے گزرو، کہیں تم پر بھی وہی عذاب نہ آئے جوان پر آیا تھا''۔

٤١٥٩ : حدّثنا يَحْيَىٰ بْنُ بُكَيْرٍ ، عَنِ اللَّيْثِ ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ سَعْدِ ٱبْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ ، عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قالَ : ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِبَعْضِ حاجَتِهِ ، فَقُمْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ - لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ : في غَزْوَةِ تَبُوكَ - فَغَسَلَ وَجْهَهُ ، وَذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ ، فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمَّا الْجُبَّةِ ، فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَغَسَلَهُمَا ، ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ . [ر : ١٨٠]

ترجمہ

حضرت عروہ بن مغیرہؓ نے اپنے والد حضرت شعبہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تھے، پھر جب آپ قضاء حاجت سے فارغ ہو کر واپس آئے، تو آپ کے وضو کے لئے پانی

لے کر میں حاضر ہوا، جہاں تک مجھے یقین ہے انہوں نے یہی بیان کیا کہ یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ دھویا، پھر جب کہنیوں تک دھونے کا ارادہ کیا تو جبہ کی آستین تنگ نکلی، چنانچہ آپ نے جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکال دیا، انہیں دھویا اور پھر خفین پر مسح کیا۔

٤١٦٠ : حدّثنا خالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ : حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ قالَ : حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَىٰ ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قالَ : أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ ، حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قالَ : (هٰذِهِ طَابَةُ ، وَهٰذَا أُحُدٌ ، جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ) . [ر : ١٤١١]

ترجمہ

حضرت ابوحمید کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم غزوۂ تبوک سے واپس آ رہے تھے، جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ''یہ ''طابہ'' ہے اور یہ ''احد'' پہاڑی ہے، یہ ہم سے محبت رکھتے ہیں اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں''۔

٤١٦١ : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ ، عَنْ أَنَسِ ٱبْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ ، فَدَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ ، فَقَالَ : (إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا ، ما سِرْتُمْ مَسِيرًا ، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كانُوا مَعَكُمْ) . قالُوا : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ ؟ قالَ : (وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ) . [ر : ٢٦٨٤]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ مدینہ میں بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جہاں بھی تم چلے اور جس وادی کو بھی تم نے قطع کیا، وہ تمہارے ساتھ ساتھ تھے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر چہ ان کا قیام مدینہ میں ہی رہا ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، وہ مدینہ میں رہتے ہوئے بھی (اپنے دل سے تمہارے ساتھ ساتھ تھے)، وہ کسی عذر کی وجہ سے رک گئے تھے۔

٧٧ - باب : كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسریٰ وقیصر کے نام مکتوب

اس زمانے میں ہر ملک کے بادشاہوں کے الگ الگ القابات تھے، روم کا بادشاہ ''قیصر''، فارس کا بادشاہ

''کسریٰ''، ترک کا ''خاقان''، حبشہ کا ''نجاشی''، قبطیوں کا ''فرعون''، مصر کا ''عزیز''، یمن کا ''تبع''، یونان کا ''بطلیموس''، سکندریہ کا ''مقوقس''۔ قیصر روم ''ہرقل'' کے نام آپ کا مکتوب ''باب بدء الوحی'' میں گزر چکا ہے، دوسرا مکتوب غزوۂ تبوک کے موقعہ پر بھیجا تھا، اس باب کی روایت کا تعلق ''كتاب إلىٰ كسرىٰ'' سے ہے۔

٤١٦٢ : حدّثنا إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : أَنَّ ٱبْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى ، مَعَ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى ، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ ، فَحَسِبْتُ أَنَّ ٱبْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ : فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ . [ر : ٦٤]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کے پاس اپنا گرامی نامہ ''عبداللہ بن حذافہ السہمی''، کو دے کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ یہ مکتوب بحرین کے گورنر کو دے دیں، کسریٰ نے جب آپ کا مکتوب پڑھا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ میرا خیال ہے کہ ابن المسیب نے یہ بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بددعا کی کہ وہ بھی پاش پاش ہو جائیں۔

تشریح

اس کسری کا نام ''پرویز بن ہرمز بن نوشہروان'' تھا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

''منجانب محمد رسول اللہ، بجانب کسریٰ شاہ فارس، سلام ہو اس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں تجھ کو اللہ کے حکم کی طرف بلاتا ہوں، اس لئے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تاکہ ڈرے جو زندہ دل ہے اور کافروں پر حجت قائم ہو جائے، اسلام قبول کرو، سلامت رہو گے، اگر تم نے انکار کیا تو تمام مجوس کا گناہ تجھ پر ہوگا''۔

٤١٦٣ : حدّثنا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ : حَدَّثَنَا عَوْفٌ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ : لَقَدْ نَفَعَنِي ٱللهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَيَّامَ الْجَمَلِ ، بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ ، قَالَ : لَمَّا بَلَغَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرَى ، قَالَ : (لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ ٱمْرَأَةً) . [٦٦٨٦]

ترجمہ

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جنگ جمل کے موقعہ پر وہ جملہ میرے کام آ گیا جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، میں ارادہ کر چکا تھا کہ اصحابِ جمل کے ساتھ مل کر حضرت علیؓ کی افواج سے لڑوں، آپ نے بیان کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی لڑکی کو وارثِ تخت و تاج بنا دیا ہے، تو آپ نے فرمایا: ''وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنا حکمران کسی عورت کو بنا دیا''۔

تشریح

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کو خلیفہ منتخب کر دیا گیا، لیکن جو لوگ حضرت عثمانؓ کی شہادت میں پیش پیش تھے، وہ حضرت علیؓ کی خلافت میں بھی آ گے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت حج پر تشریف لے گئی تھیں، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر دونوں مکہ پہنچ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور صورت حال سے ان کو آگاہ کیا، ساتھ یہ بھی کہا کہ حضرت علی سے حضرت عثمان کے قاتلین کو سزا دلوانی چاہیے۔ حضرت عائشہ نے اس کی منظوری دے دی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پتہ چلا تو انہوں نے جوابی تیاری کر لی، لیکن لڑائی سے قبل یہ طے ہو گیا کہ قاتلینِ عثمان کو حضرت علیؓ اپنے لشکر سے جدا کر دیں، ان سے قصاص لینے کی ابھی گنجائش نہیں، ان قاتلین نے جب مصالحت کی کارروائی دیکھی تو انہوں نے سازش کر کے اپنے کچھ آدمیوں کے ذریعے رات کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے لشکر پر پتھراؤ کیا، اس طرح کچھ لوگوں نے ام المؤمنین کے لشکر پر پتھراؤ کیا، دونوں یہ سمجھے کہ ہم سے غدر کیا گیا، لڑائی شروع ہوئی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی اس لڑائی میں شہید ہوئے، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اونٹ پر سوار تھیں، اس لئے اس جنگ کو ''جنگِ جمل'' کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکرۃ اس جنگ میں شریک نہیں ہوئے اور الگ تھلگ رہے۔

٤١٦٤ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قالَ : سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ ، عَنِ السَّائِبِ ٱبْنِ يَزِيدَ يَقُولُ : أَذْكُرُ أَنِّي خَرَجْتُ مَعَ الْغِلْمَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ ، نَتَلَقَّى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ .
وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً : مَعَ الصِّبْيَانِ .

ترجمہ

حضرت سائب بن یزید کی روایت ہے کہ مجھے یاد ہے جب میں بچوں کے ساتھ ''ثنیۃ الوداع'' کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے گیا تھا۔ سفیان نے ایک مرتبہ ''مع الغلمان'' کی جگہ ''الصبیان'' ذکر کیا۔

حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنِ السَّائِبِ : أَذْكُرُ أَنِّي خَرَجْتُ

مَعَ الصِّبْيَانِ نَتَلَقَّى النَّبِيَّ ﷺ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ ، مَقْدَمَهُ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ . [ر : ۲۹۱۷]

ترجمہ

حضرت سائب بن یزید کی روایت ہے کہ مجھے یاد ہے جب میں بچوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے گیا تھا، آپ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔

۷۸ - باب : مَرَضِ النَّبِيِّ ﷺ وَوَفَاتِهِ .

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : «إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ . ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ» /الزمر: ۳۰-۳۱/ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت اور آپ کی وفات کے وقت کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”آپ مرنے والے ہیں اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں، پھر قیامت کے دن اپنے رب کے پاس مباحثہ کرو گے“۔ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا حملہ ہوا، اس دن حضرت میمونہؓ کی باری تھی، آپ کی بیماری تیرہ دن تک ممتد رہی، مرض کا سلسلہ بدھ کے دن شروع ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی حالت میں بھی باری باری ایک ایک بیوی کے گھر منتقل ہوتے رہے، پیر کے دن مرض میں شدت ہوئی تو ازواج مطہرات سے اجازت لی کہ حضرت عائشہ کے گھر قیام فرمائیں، صراحتاً آپ نے نہیں فرمایا، بلکہ ازواج مطہرات نے فرمایا: آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں، تو ایک پیر سے لے کر دوسرے پیر (وصال تک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر ہی رہے)، جمعرات تک آپ مسجد نبوی میں نماز پڑھانے کی غرض سے تشریف لے جاتے تھے، اور ظہر کے بعد آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو آخری خطبہ تھا، عصر اور مغرب کی نماز کے لئے آپ تشریف لائے، عشاء کے وقت دریافت فرمایا: نماز ہو چکی؟ لوگوں نے کہا: سب کو آپ کا انتظار ہے۔ آپ نے اٹھنا چاہا، لیکن غشی طاری ہوئی، افاقہ کے بعد پھر فرمایا: نماز ہو چکی؟ لوگوں نے پھر وہی جواب دیا، اٹھنا چاہا، لیکن غشی طاری ہوئی، تیسری مرتبہ غشی کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر ہی نماز پڑھاتے رہے، آپ کی آمد مسجد کی طرف موقوف ہوگئی، شنبہ یا یک شنبہ آپ کی طبیعت میں افاقہ ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سہارے مسجد نبوی میں تشریف لائے، ظہر کی امامت آپ کی آخری امامت تھی، لیکن ابتداء کی نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور مستقل اور آخری امامت آپ نے فرمائی، وہ جمعرات کے دن مغرب کی نماز تھی۔

اتوار کو بیماری میں شدت ہوئی، لوگوں نے دوائی پلانا چاہی، لیکن آپ ناپسند فرماتے تھے، صحابہ نے یہ سمجھا کہ بیماری کی وجہ سے طبعی ناگواری ہے، زبرستی دوا پلا دی، جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میں نے دوا پلانے سے تم کو منع کیا تھا، اب تمہاری سزا یہ ہے کہ سب کو دوا پلا دی جائے، پیر کے دن آپ نے حجرے کا پردہ اٹھایا تو دیکھا لوگ صف باندھے ہوئے نماز فجر میں مشغول تھے، آپ نے دیکھا اور خوشی سے مسکرائے، اشارہ کیا نماز پوری کرو اور پردہ ڈال کر واپس تشریف لے گئے، حضرت علیؓ سے لوگ پوچھتے رہے، آپ نے بتایا کہ الحمد للہ آج طبیعت میں افاقہ ہے، لیکن دن چڑھنے کے ساتھ ساتھ آپ پر غشی طاری ہونا شروع ہوئی اور وقفے وقفے سے غشی طاری ہوتی رہی، وفات سے کچھ دیر قبل حضرت عائشہ کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئے، مسواک کی طرف دیکھنے لگے، آپ کو مسواک دیا گیا، دانتوں میں نرم کر کے آپ کو دی گئی، آپ نے تندرست آدمی کی طرح مسواک کی، وقت قریب آتے آتے آپ کی تکلیف بڑھ رہی تھی اور چھت کی طرف دیکھ کر فرمایا: "اللّٰهم في الرفيق الأعلى" ہاتھ نیچے گرا اور روح مبارک عالم مقدس کی طرف پرواز کر گئی، "إنا لله وإنا إليه راجعون". مشہور قول یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔

٤١٦٥ : وَقَالَ يُونُسُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ : قالَ عُرْوَةُ : قالَتْ عائِشَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي ماتَ فِيهِ : (يَا عائِشَةُ ، ما أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ ، فَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ ٱنْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذٰلِكَ السُّمِّ) .

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں فرماتے تھے کہ خیبر میں زہر آلود لقمہ جو میں نے اپنے منہ میں رکھ دیا تھا اس کی اذیت آج بھی محسوس کرتا ہوں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری شہ رگ اس زہر کی اذیت کی وجہ سے کٹ جائے گی۔

تشریح

"ابہر" رگِ جان کو کہتے ہیں، یہ پشت سے نکلتی ہے اور دل کے ساتھ ملتی ہے اور پورے جسم میں اپنے اثرات پہنچاتی ہے، بعض کہتے ہیں کہ جگر سے نکلتی ہے اور دل سے ہوتی ہوئی پورے جسم کے شرائین اور باریک رگوں میں اپنا اثر پہنچاتی ہے۔

٤١٦٦ : حدّثنا يَحْيىٰ بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الحَارِثِ

قالَتْ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ، ثُمَّ ما صَلَّى لَنَا بَعْدَهَا حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ .
[ر : ٧٢٩]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس نے ام الفضل بنت حارث کی روایت نقل کی ہے کہ میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں "والمرسلات عرفا" کی قرأت کر رہے تھے، اس کے بعد پھر آپ نے ہمیں کبھی نماز نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمادی۔

تشریح

یعنی آپ نے اس مغرب کے بعد ایسی کوئی نماز نہیں پڑھائی، جس میں ہمیں قرأت سننے کا اتفاق ہو، یہ مغرب جمعرات کی تھی، اس کے بعد ہفتہ یا اتوار کی ظہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھائی تھی۔

٤١٦٧ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قالَ : كانَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ : إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ ، فَقَالَ : إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ ، فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ : «إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ» . فَقَالَ : أَجَلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ ، فَقَالَ : ما أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا ما تَعْلَمُ . [ر : ٣٤٢٨]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو (مجلس میں) قریب بٹھاتے تھے، اس پر عبدالرحمٰن بن عوف نے اعتراض کیا کہ اس جیسے تو ہمارے بچے ہیں!! حضرت عمر نے فرمایا: یہ طرز عمل جس وجہ سے اختیار کیا ہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے، پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿إذا جاء نصر الله والفتح﴾ کے متعلق پوچھا، حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تھی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اطلاع دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو تم نے بتایا میں بھی اس آیت کے متعلق یہی جانتا ہوں۔

٤١٦٨ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ سُلَيْمانَ الْأَحْوَلِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قالَ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : يَوْمُ الخَمِيسِ ، وَما يَوْمُ الخَمِيسِ ؟! اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَجَعُهُ ، فَقَالَ :

(ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا) . فَتَنَازَعُوا ، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ ، فَقَالُوا : ما شَأْنُهُ ، أَهَجَرَ ، اسْتَفْهِمُوهُ ؟ فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ : (دَعُونِي ، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ) . وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ ، قالَ : (أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ ما كُنْتُ أُجِيزُهُمْ) . وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ ، أَوْ قالَ : فَنَسِيتُهَا . [ر : ١١٤]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ نے جمعرات کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا: معلوم بھی ہے کہ جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں شدت اس دن ہوئی تھی، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لاؤ تمھارے لیے میں ہدایات لکھ دوں کہ اس کے بعد پھر تم کبھی صحیح راستے کو نہ چھوڑ و گے، لیکن وہاں اختلاف اور نزاع ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شدت کی حالت میں لکھوانے کی تکلیف دینی چاہیے یا نہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ نبی کے سامنے اختلاف اور نزاع نہ ہونا چاہیے۔ بعض حضرات نے کہا: کیا بات ہے، شاید آپ کا وقت قریب آ گیا ہے، اس کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پوچھ لینا چاہیے (کہ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے یا آپ کی تکلیف کے پیش نظر اس کو ملتوی کر دیا جائے)، یہ جملہ صحابہ نے آپ کے سامنے کئی بار دہرایا پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو، میں جس حالت وکیفیت میں ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جو تم چاہتے ہو، اس کے بعد آپ نے تین چیزوں کی وصیت کی، فرمایا کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو، جو قبائل تمہارے پاس آئیں انہیں اس طرح اجازت دیا کرو جس طرح میں دیتا آیا ہوں، اور سلیمان الاحول نے بیان کیا کہ سعید بن جبیر نے تیسری وصیت کے بارے میں سکوت فرمایا، یا انہوں نے یہ کہا کہ میں اسے بھول گیا ہوں۔

٤١٦٩ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ : لَمَّا حُضِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجالٌ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّونَ بَعْدَهُ) . فَقَالَ بَعْضُهُمْ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ ، وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ ، حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ . فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ : قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّونَ بَعْدَهُ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ غَيْرَ ذٰلِكَ ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالِاخْتِلَافَ ، قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (قُومُوا) .
قالَ عُبَيْدُ اللهِ : فَكَانَ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ : إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ ، ما حالَ بَيْنَ رَسُولِ

اللهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ ، لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ . [ر : ١١٤]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں بہت سے صحابہ موجود تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاؤ میں تمہارے لئے ایک دستاویز لکھ دوں کہ اس کے بعد پھر تم گمراہ نہ ہوسکو۔ اس پر صحابہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کرب و بے چینی کی حالت میں ہیں، تمہارے پاس قرآن موجود ہے، ہمارے لئے تو اللہ کی کتاب کافی ہے پھر اہل بیت میں سے اس مسئلہ میں اختلاف ہونے لگا، بعض نے تو یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز دے دو کہ اس پر آپ سے دستاویز لکھوا دیں اور تم اس کے بعد گمراہ نہ ہوسکو، بعض حضرات نے اس سے مختلف دوسری رائے پر اصرار کیا، جب اختلاف ونزاع زیادہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہاں سے جاؤ اور عبید اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس فرماتے تھے، کہ مصیبت سب سے بڑی یہ تھی لوگوں نے اختلاف اور شور کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ دستاویز نہ لکھنے دی۔

واقعہ قرطاس

وفات سے قبل چار دن پہلے سے ''جمعرات'' کا دن مراد ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس لاؤ میں تمہیں ایک خط لکھ دوں، اس کے بعد کبھی تم گمراہ نہیں ہوگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر صحابہ نزاع واختلاف کرنے لگے۔ بعض نے کہا: لاؤ، بعض نے کہا: آپ پر مرض کی شدت وغلبہ ہے، ہمارے پاس قرآن ہے جو ہمارے لئے کافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے اختلاف کرنے والے کہنے لگے: "أهجر استفهموه". اس جملے کے دو مطلب ہوسکتے ہیں، ایک تو یہ کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کیوں کر رہے ہو؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کی شدت کی وجہ سے کوئی فضول بات کہہ دی ہے!! یعنی ہرگز ایسا نہیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہو رہے ہیں؟

روافض اس واقعہ کی وجہ سے حضرت عمر اور ان کی رائے سے اتفاق کرنے والے صحابہ سے متعلق کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور امت ایک وصیت نامے سے محروم ہوگئی جو امت کو گمراہی سے بچاتا۔

لیکن روافض کا یہ اختلاف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بغض وحسد پر مبنی ہے، حضرت عمر نے قرائن سے معلوم کیا کہ یہ حکم ایجابی نہیں، بلکہ اختیاری ہے، ایسے مواقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عموماً مشورہ دیتے تھے اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم قبول فرما لیتے تھے، اس کی کئی نظائر موجود ہیں۔ رہی بات کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا لکھوانا چاہتے تھے۔

روافض کا کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے خلافت بلافصل لکھوانا چاہتے تھے، لیکن یہ دعوی بلادلیل اور باطل ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے جس پر دلیل ''مسلم شریف'' کی روایت ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ تین وصیتیں لکھوانا چاہتے تھے جو اس حدیث کے آخر میں ذکر کر دی گئی ہیں۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ میرا خیال جو تحریر و کتابت کا تھا وہ تمہاری ''ترک تحریر'' کی رائے سے زیادہ مناسب اور بہتر تھا۔

آپ نے تین وصیتیں فرمائی کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ وفود کو انعام و اکرام سے رخصت کیا کرو جس طرح میں رخصت کیا کرتا تھا۔ تیسری وصیت کیا تھی؟ راوی خاموش رہا، یا کہا کہ میں بھول گیا، جس کا مقصد یہ ہے کہ قتیبہ بن سعد کے استاد سفیان بن عیینہ کہہ رہے ہیں کہ میرے استاد سلیمان الاحول فرماتے ہیں: تیسری وصیت میرے استاد نے ذکر کی تھی، لیکن میں بھول گیا، یا انہوں نے اس سے سکوت فرمایا۔ سکوت کرنے والے حضرات حضرت سعید بن جبیر ہیں، اور نسیان ہوا سلیمان الاحول کو۔ امر ثالث امر بالقرآن یا تنفیذ جیش اسامہ تھا، جبکہ بعض کہتے ہیں کہ ''الصلاة وما ملكت أيمانكم'' کہ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک اور نماز کی پابندی کا حکم تھا، جبکہ بعض کہتے ہیں کہ ''لا تتخذوا قبري وثناً'' کا حکم ہے۔

٤١٧٠ : حدّثنا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : دَعا النَّبِيُّ ﷺ فاطمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ في شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ، ثُمَّ دَعاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ ، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ ذٰلِكَ ، فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ : أَنَّهُ يُقْبَضُ في وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ ، فَبَكَيْتُ ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ يَتْبَعُهُ ، فَضَحِكْتُ . [ر : ٣٤٢٦]

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ مرض وفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بلایا اور آہستہ سے کوئی بات ان سے کہی جس پر وہ رونے لگیں، پھر دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی جس پر وہ ہنسنے لگیں، پھر ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپ کی وفات اس مرض میں ہو جائے گی، میں یہ سن کر رونے لگی دوسری مرتبہ آپ نے مجھ سے سرگوشی کی تو فرمایا کہ آپ کے گھر کے

افراد میں سب سے پہلے میں آپ سے جاملوں گی تو میں ہنسی تھی۔

تشریح

اس سلسلہ کی بعض روایات میں کچھ فرق ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ آپ نے کیا کہا تو انہوں نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کرسکتی، پھر جب آپ کا انتقال ہوا تو میں نے دوبارہ پوچھا تو انہوں نے اس سرگوشی کا ذکر کیا۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ فاطمہ بہشتی عورتوں کی سردار ہوں گی۔ اس پر تو اتفاق ہے کہ پہلی سرگوشی میں آپ نے اپنے انتقال کی خبر دی اور ممکن ہے دوسری سرگوشی میں ان دونوں باتوں کا ذکر ہو۔

٤١٧١/٤١٧٤ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدٍ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ قالَتْ : كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ : لَا يَمُوتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي ماتَ فِيهِ ، وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ ، يَقُولُ : (« مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ») . الآيَةَ ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ .

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ میں سنتی آئی تھی کہ ہر نبی کو وفات سے پہلے دنیا و آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے، پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی سنا، آپ اپنی مرض الوفات میں فرما رہے تھے، آپ کی آواز بھاری ہوچکی تھی، آپ آیت ﴿مع الذين أنعم الله عليهم﴾ کی تلاوت فرما رہے تھے، (یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا)، مجھے یقین ہوگیا کہ آپ کو بھی اللہ نے اختیار دے دیا اور آپ نے آخرت کی زندگی پسند فرمادی ہے۔

(٤١٧٢) : حَدَّثنا مُسْلِمٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدٍ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ قالَتْ : لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ المَرَضَ الذِي ماتَ فِيهِ ، جَعَلَ يَقُولُ : (فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى) .

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض الوفات میں بار بار فرماتے تھے: "اللّٰهم في الرفيق الأعلى" اے اللہ! مجھے جماعت انبیاء اور صدیقین میں پہنچا دے جو "اعلیٰ علیین" میں رہتے ہیں۔

تشریح

رفیق سے مراد جنت ہے یا فرشتے یا انبیاء ہیں، جبکہ بعض نے لکھا ہے کہ اس کا مصداق انبیاء صدیقین شہداء

ہیں جس کی طرف ﴿وحسن أولئك رفيقا﴾ سے اشارہ ہے۔

(٤١٧٣) : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَنَّ عائِشَةَ قالَتْ : كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهْوَ صَحِيحٌ يَقُولُ : (إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الجَنَّةِ ، ثُمَّ يُحَيَّا ، أَوْ يُخَيَّرَ) . فَلَمَّا اشْتَكَى وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ ، وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِ عائِشَةَ غُشِيَ عَلَيْهِ ، فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قالَ : (اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى) . فَقُلْتُ : إِذًا لا يُجَاوِرُنَا ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيثُهُ الَّذِي كانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ .
[٨٥٠ ، وانظر : ٤١٧٦ ، ٤١٩٤ ، ٤٣١٠ ، ٥٣٥٠ ، ٥٩٨٨ ، ٦١٤٤]

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ تندرستی اور صحت کے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی جاتی ہے تو جنت میں ان کی قیام گاہ ضرور دکھائی جاتی ہے، پھر انہیں دنیا وآخرت کی زندگی کو منتخب کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے، (راوی کو شک ہے "یحیّا" ہے یا "یخیّر"، البتہ دونوں کا مفہوم ایک ہے)، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑے اور وقت قریب آگا تو سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ران پر تھا، آپ پر غشی طاری ہوگئی تھی، جب افاقہ ہوا تو آپ کی نظریں گھر کی چھت کی جانب اٹھ گئیں اور آپ نے فرمایا: "اللّٰهم في الرفيق الأعلى"، میں سمجھ گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پسند نہیں فرمائیں گے، مجھے وہ حدیث یاد آگئی جو آپ نے صحت کے زمانے میں بیان فرمائی تھی۔

٤١٧٤ : حدّثنا مُحَمَّدٌ : حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ : دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي ، وَمَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سِوَاكٌ رَطْبٌ يَسْتَنُّ بِهِ ، فَأَبَدَّهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَصَرَهُ ، فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَضِمْتُهُ ، وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ ، ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَنَّ بِهِ ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَنَّ اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ ، فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قالَ : (فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى) . ثَلَاثًا ، ثُمَّ قَضَى ، وَكانَتْ تَقُولُ : ماتَ بَيْنَ حاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي .
[ر: ٨٥٠، وانظر: ٤١٧١]

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہوئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، حضرت عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک استعمال کے لئے تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مسواک کی طرف دیکھتے رہے، چنانچہ میں نے (اپنے بھائی) سے مسواک لے لی اور اپنے دانتوں سے چبا کر اچھی طرح جھاڑنے اور صاف کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی، آپ نے وہ مسواک استعمال کی، آپ نے جس عمدگی سے وہ مسواک استعمال کی، اس طرح استعمال کرتے ہوئے میں نے کبھی نہیں دیکھا، مسواک کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ یا انگلی اٹھائی اور فرمایا: "في الرفيق الأعلى" تین مرتبہ اور آپ کا انتقال ہو گیا، حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔

تشریح

اس سے پہلی حدیث میں تھا کہ سر مبارک میری ران پر تھا اور اس حدیث میں ہے کہ میرے سینے پر تھا، ان دونوں حدیثوں میں تعارض اس لئے نہیں کہ آپ نے اپنی ران اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لی۔

٤١٧٥ : حدَّثني حِبَّانُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ : أَنَّ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كانَ إِذَا ٱشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بالمعَوِّذَاتِ ، وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ ، فَلَمَّا ٱشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ ، طَفِقْتُ أَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كانَ يَنْفُثُ ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ .
[٤٧٢٨ ، ٤٧٢٩ ، ٥٤٠٣ ، ٥٤١٦ ، ٥٤١٩ ، ٥٩٦٠]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑتے تو معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کر دیتے تھے اور اپنے جسم پر اپنا ہاتھ پھیر لیتے تھے، پھر وہ مرض جو آپ کو لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں (معوذتین) پڑھ کر آپ پر دم کرتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر دم کر کے آپ کے جسم پر پھیرا کرتی تھی۔

٤١٧٦ : حدَّثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ : أَنَّ عائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ : أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ ، وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ ، وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ يَقُولُ : (اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي وَٱرْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى) .
[ر : ٤١٧١]

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، وفات سے کچھ پہلے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم پشت سے آپ کا سہارا لئے ہوئے تھے: ''اے اللہ! میری مغفرت فرمالیجئے، مجھ پر رحم فرمالیجئے اور رفیقوں سے مجھے ملا دیجئے''۔

٤١٧٧ : حدّثنا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ ، عَنْ عُرْوَةَ ٱبْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ : (لَعَنَ ٱللهُ الْيَهُودَ ، ٱتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ) . قالَتْ عائِشَةُ : لَوْلَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُه ، خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا . [ر : ٤٢٥]

ترجمہ

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو اپنی رحمت سے دور کردیا، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر بھی کھلی رہ جاتی، لیکن آپ کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں آپ کی قبر کو بھی سجدہ گاہ نہ بنایا جانے لگے۔

٤١٧٨ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ : أَنَّ عائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ : لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَٱشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ ، ٱسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي ، فَأَذِنَّ لَهُ ، فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ ، بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ .
قالَ عُبَيْدُ ٱللهِ : فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ ٱللهِ بِالَّذِي قالَتْ عائِشَةُ ، فَقَالَ لِي عَبْدُ ٱللهِ بْنُ عَبَّاسٍ : هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عائِشَةُ ؟ قالَ : قُلْتُ : لَا ، قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : هُوَ عَلِيُّ ٱبْنُ أَبِي طَالِبٍ .
وَكَانَتْ عائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ تُحَدِّثُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِي وَٱشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قالَ : (هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ ، لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ ، لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ) . فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ ، حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ : (أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ) . قالَتْ : ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى بِهِمْ وَخَطَبَهُمْ . [ر : ١٩٥]

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اٹھنا بیٹھنا دشوار ہوگیا اور آپ کے مرض

نے شدت اختیار کر لی، تو تمام ازواج مطہرات سے میرے گھر میں ایام مرض گزارنے کی اجازت مانگی، سب نے جب اجازت دے دی تو آپ حضرت میمونہ کے گھر سے نکلے، آپ دو حضرات کا سہارا لئے ہوئے تھے اور آپ کے پاؤں زمین سے گھسٹ رہے تھے، جن دو صحابہ کا آپ سہارا لئے ہوئے تھے ان میں ایک عباس بن عبدالمطلب تھے اور ایک اور صحابی تھے۔ عبیداللہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے حضرت عائشہ کی اس روایت کی خبر عبداللہ بن عباس کو دی تو آپ نے فرمایا: معلوم ہے وہ دوسرے صاحب جن کا نام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں لیا کون ہیں؟ بیان کیا، میں نے عرض کی: مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ حضرت علی تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے گھر میں آ گئے اور تکلیف بہت بڑھ گئی، تو آپ نے فرمایا: سات مشکیزے پانی کے بھر کر لاؤ اور مجھ پر دھار دو، ممکن ہے کہ میں اس طرح لوگوں کو کچھ نصیحت کرنے کے قابل ہو جاؤں، چنانچہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حفصہ کے ایک لگن میں بٹھایا اور اپنے مشکیزوں سے آپ پر پانی دھارنے لگے، آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے روکا کہ بس ہو چکا۔ بیان کیا کہ پھر آپ مجمع میں گئے، نماز پڑھائی اور ان کو خطاب فرمایا۔

٤١٧٩ : وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ٱللَّهِ بْنُ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ : أَنَّ عائِشَةَ وَعَبْدَ ٱللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ قَالَا : لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ ، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ ، فَإِذَا ٱغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ ، وَهُوَ كَذٰلِكَ يَقُولُ : (لَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى ، ٱتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ) . يُحَذِّرُ ما صَنَعُوا . [ر : ٤٢٥]

ترجمہ

اور مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ شدت مرض کے ایام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کھینچ کھینچ کر بار بار اپنے چہرے پر ڈالتے تھے، پھر جب دم گھٹنے لگتا تو ہٹا دیتے، آپ اس شدت کے عالم میں فرماتے تھے کہ یہود اور نصاریٰ اللہ کی رحمت سے دور ہوئے، کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، اس طرح آپ اپنی امت کو اس طرح کا عمل اختیار کرنے سے بچتے رہنے کی تاکید کر رہے تھے۔

٤١٨٠ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ٱللَّهِ : أَنَّ عائِشَةَ قالَتْ : لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ ، وَما حَمَلَنِي عَلَى كَثْرَةِ مُراجَعَتِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي : أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قامَ مَقَامَهُ أَبَدًا ،

وَلَا كُنْتُ أُرَى أَنَّهُ لَنْ يَقُومَ أَحَدٌ مَقَامَهُ إِلَّا تَشَاءَمَ النَّاسُ بِهِ ، فَأَرَدْتُ أَنْ يَعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَبِي بَكْرٍ .

رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو مُوسٰى وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .
[ر : ١٩٥ ، ٦٤٦ ، ٦٥٠ ، ٦٥٥]

ترجمہ

مجھے عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے اس معاملے میں (یعنی ایام مرض میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بنانے کے سلسلہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار پوچھا، میں بار بار اس لئے پوچھ رہی تھی کہ مجھے یقین تھا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کی جگہ پر کھڑا ہوگا لوگ اس سے محبت نہیں رکھ سکتے، بلکہ میرا خیال تھا لوگ اس سے بدفالی لیں گے، اس لئے میں چاہتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا حکم نہ دیں۔ اس کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ، ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کی۔

٤١٨١ : حدّثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي ، فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ . [ر : ٨٥٠]

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ میرے ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان سر رکھے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدتِ نزع دیکھنے کے بعد اب میں کسی کے لئے بھی نزع کی شدت کو برا خیال نہیں کرتی۔

تشریح

"حاقنة": وہ گڑھا جو حبل العنق اور ہنسلی کے درمیان ہوتا ہے اور "ذاقنة": ذقن سے ہے، بمعنی ٹھوڑی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ انتقال کے وقت جو شدت میں نے آپ پر دیکھی، اس کے بعد میں کسی کے لئے موت کی شدت کو ناپسند نہیں کرتیں، ہمارا خیال یہ تھا کہ مرض کی شدت انسان کے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے، آپ کی شدت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جب بھی کسی کو دیکھتی ہوں تو نتیجہ اخذ نہیں کرسکتی۔

٤١٨٢ : حدّثني إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قالَ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مالِكٍ الأَنْصارِيِّ ، وَكانَ كَعْبُ بْنُ مالِكٍ أَحَدَ الثَّلاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ : أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ : أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ ، فَقالَ النَّاسُ : يَا أَبَا الحَسَنِ ، كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقالَ : أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ فَقالَ لَهُ : أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلاثٍ عَبْدُ العَصَا ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا ، إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ عِنْدَ المَوْتِ ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هٰذَا الأَمْرُ ، إِنْ كانَ فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ ، وَإِنْ كانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ ، فَأَوْصَى بِنَا . فَقالَ عَلِيٌّ : إِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَنَاهَا لا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ . [٥٩١١]

ترجمہ

حضرت کعب بن مالک کی روایت ہے اور حضرت کعب بن مالک ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی، انہیں حضرت ابن عباس نے خبر دی کہ حضرت علی بن ابی طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے، یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آپ نے وفات پائی تھی۔ صحابہ نے آپ سے پوچھا: ابوالحسن! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کیسی گزاری؟ انہوں نے بتایا کہ الحمد اللہ اب آپ کو افاقہ ہے، پھر حضرت عباس بن ابی عبدالمطلب نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ خدا کی قسم! تم تین دن کے بعد محکمانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے تو ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض سے افاقہ نہیں پاسکیں گے۔ موت کے وقت بنو عبدالمطلب کے چہروں کی مجھے خوب شناخت ہے، اب ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلنا چاہیے اور آپ سے پوچھنا چاہیے کہ خلافت آپ کے بعد کسے ملے گی؟ ہم اس کے مستحق ہیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا، کوئی دوسرا ہوا تو معلوم ہو جائے گا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متعلق اپنے خلیفہ کو ممکن ہے کچھ وصیتیں کر دیں، لیکن حضرت علی نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم نے اگر آپ سے اس وقت اس کے متعلق کچھ پوچھا اور آپ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں ہمیشہ کے لئے اس سے محروم کر دیں گے، میں تو ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھوں گا۔

٤١٨٣ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

قَالَ : حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْاثْنَيْنِ ، وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ ، لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا وَرَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلَاةِ ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ ، وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ . فَقَالَ أَنَسٌ : وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ ، فَرَحًا بِرَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ) . ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ ، وَأَرْخَى السِّتْرَ . [ر : ٦٤٨]

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ پیر کے دن لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز پڑھا رہے تھے، کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے، آپ عائشہ کے ہجرے کا پردہ اٹھا کر صحابہؓ کو دیکھ رہے تھے، صحابہ نماز میں صف بستہ کھڑے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر تبسم فرمایا، حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹنے لگے، تا کہ صف میں آجائیں، آپ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تشریف لانا چاہتے ہیں۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ قریب تھا کہ مسلمان اس خوشی کی وجہ سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہوئی تھی، اپنی نماز کے بارے میں آزمائش میں پڑھ جاتے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نماز پوری کرو، پھر آپ ہجرہ کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا۔

٤١٨٤/٤١٨٦ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي ٱبْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ : أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ، ذَكْوَانَ ، مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ : أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ : إِنَّ مِنْ نِعَمِ ٱللّٰهِ عَلَيَّ : أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِي بَيْتِي ، وَفِي يَوْمِي ، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي ، وَأَنَّ ٱللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ : دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ، وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ ، وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ ، فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ ، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ ، فَقُلْتُ : آخُذُهُ لَكَ ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ : (أَنْ نَعَمْ) . فَتَنَاوَلْتُهُ ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ ، وَقُلْتُ : أُلَيِّنُهُ لَكَ ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ : (أَنْ نَعَمْ) . فَلَيَّنْتُهُ ، فَأَمَرَّهُ ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ – يَشُكُّ عُمَرُ – فِيهَا مَاءٌ ، فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ ، يَقُولُ : (لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللّٰهُ ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ) . ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ ، فَجَعَلَ يَقُولُ : (اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى) . حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ .

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں میں سے ایک میرے اوپر یہ بھی

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر اور میری باری کے دن ہوئی، آپ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک کو ایک ساتھ جمع کیا تھا کہ حضرت عبدالرحمٰن گھر میں آئے تو ان کے پاس ایک مسواک تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ مسواک کو دیکھ رہے ہیں، میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، میں نے آپ سے پوچھا: یہ مسواک آپ کے لئے لے لوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے اثبات میں جواب دیا، میں نے وہ مسواک ان سے لے لی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے چبا نہ سکے، میں نے پوچھا: آپ کے لئے میں اسے نرم کردوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے مسواک نرم کردی، آپ کے سامنے ایک بڑا پیالہ تھا، چمڑے کا یا لکڑی کا (راوی کو شک ہے)، اس کے اندر پانی تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اپنا ہاتھ اس کے اندر داخل کرتے اور اسے اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے: "لا إلـه إلا الله" کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، موت کے وقت سکرات ہوتی ہے، پھر آپ اپنا ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے: "اللّهم في الرفيق الأعلى" یہاں تک کہ آپ رحلت فرما گئے۔

تشریح

حضرت عائشہؓ نے اس کی تصریح فرمادی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت لے کر بیماری کے ایام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گزارے تھے، کسی اور کی باری میں آپ کی وفات ہوتی تو اس کے دل میں یہ حسرت رہتی کہ اگر آپ حضرت عائشہ کے گھر منتقل نہ ہوتے تو میرے گھر دفن ہوتے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اجازت طلب نہ فرماتے تو بھی بہرحال آپ کا انتقال حضرت عائشہ کے گھر ہوتا۔

(٤١٨٥) : حدّثنا إِسْماعِيلُ قالَ : حَدَّثَنِي سُلَيْمانُ بْنُ بِلَالٍ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ : أَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ كانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي ماتَ فِيهِ ، يَقُولُ : (أَيْنَ أَنَا غَدًا ، أَيْنَ أَنَا غَدًا) . يُرِيدُ يَوْمَ عائِشَةَ ، فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ ، فَكانَ فِي بَيْتِ عائِشَةَ حَتَّى ماتَ عِنْدَهَا ، قالَتْ عائِشَةُ : فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كانَ يَدُورُ عَلَيَّ فِيهِ فِي بَيْتِي ، فَقَبَضَهُ ٱللّٰهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِي وَسَحْرِي ، وَخَالَطَ رِيقُهُ رِيقِي . ثُمَّ قالَتْ : دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ ، وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ ، فَقُلْتُ لَهُ : أَعْطِنِي هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ، فَأَعْطَانِيهِ ، فَقَضِمْتُهُ ، ثُمَّ مَضَغْتُهُ ، فَأَعْطَيْتُهُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ فَاسْتَنَّ بِهِ ، وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِي .

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ مرض الوفات میں آپ پوچھتے رہتے تھے کہ کل میرا قیام کہاں ہے؟ کل میرا قیام کہاں ہے؟ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کے منتظر تھے، پھر ازواج مطہرات نے حضرت عائشہ کے گھر قیام کرنے کی اجازت دے دی اور آپ کی وفات انہی کے گھر ہوئی۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ آپ کی وفات اسی دن ہوئی جس دن قاعدے کے مطابق میری باری تھی، رحلت کے وقت سر مبارک میرے سینے پر تھا اور میرا تھوک آپ کے تھوک کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر داخل ہوئے اور ان کے ہاتھ میں استعمال کے قابل مسواک تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا، تو میں نے کہا: عبدالرحمٰن! یہ مسواک مجھے دے دو، انہوں نے مسواک مجھے دے دی، میں نے اسے اچھی طرح چبایا اور جھاڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، پھر آپ نے وہ مسواک کی، اس وقت آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

(٤١٨٦) : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي ، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي ، وَكَانَتْ إِحْدَانَا تُعَوِّذُهُ بِدُعَاءٍ إِذَا مَرِضَ ، فَذَهَبْتُ أُعَوِّذُهُ ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ : (فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى ، فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى) . وَمَرَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ ، وَفِي يَدِهِ جَرِيدَةٌ رَطْبَةٌ ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ، فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ بِهَا حَاجَةً ، فَأَخَذْتُهَا ، فَمَضَغْتُ رَأْسَهَا ، وَنَفَضْتُهَا ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ ، فَاسْتَنَّ بِهَا كَأَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنًّا ، ثُمَّ نَاوَلَنِيهَا ، فَسَقَطَتْ يَدُهُ ، أَوْ : سَقَطَتْ مِنْ يَدِهِ ، فَجَمَعَ ٱللهُ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ .
[ر : ٨٥٠]

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر میں اور میری باری کے دن میں ہوئی، اس وقت آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، جب آپ بیمار پڑتے تو ہم آپ کی صحت کے لئے دعائیں کرتے، اس بیماری میں بھی ہم آپ کے لئے دعا کرنے لگیں، لیکن آپ فرما رہے تھے: "في الرفيق الأعلى، في الرفيق الأعلى"، اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک تازہ ٹہنی تھی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ میں نے ٹہنی ان سے لے لی، پہلے میں نے اس کو چبایا، پھر جھاڑ کر آپ کو دے دی۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مسواک کی، جس طرح پہلے آپ مسواک کیا کرتے تھے

اس سے بھی اچھی طرح سے، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مسواک مجھے عنایت فرمائی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا، یا راوی نے بیان کیا کہ مسواک آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے میرے اور آپ کے تھوک کو اس دن جمع کیا کہ وہ آپ کی زندگی کا سب سے آخری دن اور آخرت کی زندگی کا سب سے پہلا دن تھا۔

٤١٨٧ : حدّثنا يَحْيَىٰ بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ : أَنَّ عائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ : أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ ، حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ المَسْجِدَ ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عائِشَةَ ، فَتَيَمَّمَ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ وَهْوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَىٰ ، ثُمَّ قالَ : بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي ، وَٱللّٰهِ لَا يَجْمَعُ ٱللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ ، أَمَّا المَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا .

قالَ الزُّهْرِيُّ : وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُكَلِّمُ النَّاسَ ، فَقَالَ : ٱجْلِسْ يَا عُمَرُ ، فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ ، فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوا عُمَرَ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : أَمَّا بَعْدُ ، فَمَنْ كانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ ماتَ ، وَمَنْ كانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ ٱللّٰهَ فَإِنَّ ٱللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ . قالَ ٱللّٰهُ : «وَما مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - إِلَى قَوْلِهِ - الشَّاكِرِينَ» . وَقالَ : وَٱللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ ٱللّٰهَ أَنْزَلَ هٰذِهِ الآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ ، فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا .

فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ : أَنَّ عُمَرَ قالَ : وَٱللّٰهِ ما هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ ، حَتَّى ما تُقِلُّنِي رِجْلَايَ ، وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا ، عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ ماتَ . [ر : ١١٨٤]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قیام گاہ ''سنح'' سے گھوڑے پر آئے، آ کر اترے اور پھر مسجد نبوی کے اندر گئے، کسی سے آپ نے کوئی بات نہیں کی، اس کے بعد آپ حضرت عائشہ کے حجرے میں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے، نعش مبارک ایک یمنی چادر میں ڈھکی ہوئی تھی، آپ نے چہرہ کھولا اور جھک کر چہرہ مبارک کا بوسہ لیا، رونے لگے، پھر کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا، جو ایک موت آپ کے مقدر میں تھی وہ طاری ہو گئی۔ زہری نے بیان کیا، ان

سے ابوسلمہ نے حدیث بیان کی، ان سے حضرت عبداللہ بن عباس نے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حضرت عمر لوگوں سے کچھ کہہ رہے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عمر بیٹھ جاوٴ، لیکن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا، اتنے میں لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے، آپ نے فرمایا: امابعد! تم میں سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی وفات ہو چکی ہے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا اس کا معبود اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور اس پر کبھی موت طاری نہیں ہوگی۔ اللہ نے خود فرمایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہیں، اس سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ ارشاد "الشاکرین" تک۔ حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ خدا گواہ ہے ایسا محسوس ہوا جیسے پہلے سے لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو سب نے آپ سے یہ آیت سیکھی، اب یہ حال تھا جو بھی سنتا تھا اس کی تلاوت میں لگ جاتا تھا۔ زہری نے بیان کیا کہ پھر مجھے سعید بن مسیّب نے خبر دی کہ حضرت عمر نے فرمایا: خدا گواہ ہے مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا اور جس وقت میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے، میں سکتے میں آ گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا۔

٤١٨٨ : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مُوسَى ٱبْنِ أَبِي عائِشَةَ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ ، عَنْ عائِشَةَ وَٱبْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهِ . [٥٣٨٢]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بوسہ دیا تھا۔

تشریح

حضرت ابوبکر "سنح" نامی مقام سے تشریف لائے تو آپ کا انتقال ہو چکا تھا، چادر ہٹائی، بوسہ دیا اور فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ پر دو موتیں جمع نہیں کریں گے، چونکہ حضرت عمر فرما رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی، اللہ سے ملاقات کے لئے گئے، دوبارہ آئیں گے، منافقین کو ختم کریں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر کے اس قول کی تردید فرمائی، آپ وفات پا چکے ہیں، آپ واپس آئیں تو آپ پر دوبارہ موت

آئے گی، حالانکہ اللہ نے آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرنی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتایا کہ آپ ایک انسان تھے، اللہ نے شرف نبوت سے آپ کو مشرف فرمایا تھا، جیسے اور انبیاء کی وفات ہوئی ہے ایسے آپ کی بھی وفات ہوگی۔ حضرت عمر فاروق نے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے وہ آیتیں سنی ﴿وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾ ﴿وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد﴾ تو انہیں معلوم ہوا کہ واقعی آپ کا وصال ہوگیا ہے تو فرماتے ہیں: مجھ پر اتنا غم طاری ہوگیا کہ میں کھڑا نہیں ہوسکتا تھا، زمین پر گر جاتا تھا۔

٤١٨٩ : حدّثنا عَلِيٌّ : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ ، وَزَادَ : قالَتْ عائِشَةُ : لَدَدْنَاهُ في مَرَضِهِ ، فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا : أَنْ لَا تَلُدُّونِي ، فَقُلْنَا : كَرَاهِيَةُ المَرِيضِ لِلدَّوَاءِ ، فَلَمَّا أَفاقَ قَالَ : (أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي) . قُلْنَا : كَرَاهِيَةُ المَرِيضِ لِلدَّوَاءِ ، فَقَالَ : (لَا يَبْقَىٰ أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسُ ، فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ) .

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

[٥٣٨٢ ، ٦٤٩٢ ، ٦٥٠١]

ترجمہ

یحییٰ بن سعید نے عبداللہ بن ابی شیبہ کی طرح حدیث بیان کی، لیکن انہوں نے اپنی اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ حضرت عائشہ نے فرمایا: رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض میں ہم آپ کے منہ میں دوا دینے لگے تو آپ نے اشارے سے دوا دینے سے منع کر دیا، ہم نے سمجھا کہ مریض کو دوا پینے سے بعض اوقات ناگواری ہوتی ہے، یہ بھی اس کا نتیجہ ہے، اس لئے ہم نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: گھر میں جتنے افراد ہیں سب کے منہ میں میرے سامنے دوا ڈالی جائے، صرف حضرت عباس اس سے مستثنیٰ ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ اس فعل میں شریک نہیں تھے۔ اس طرح کی روایت ابن ابی زیاد نے بھی بیان کی، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے کی۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے، تو یہاں دوا پلانے والوں سے جو غلطی ہوگئی تھی، تو ان سے انتقام صرف اور صرف ان کو قیامت کے دن مواخذہ سے بچانے کے لئے تھا، کچھ لوگ تو دوا ڈالنے کی

وجہ سے اور کچھ نہی عن المنکر نہ کرنے کی وجہ سے اس میں شامل ہوئے، جبکہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ حکم انتقاماً نہیں، تادیباً دیا تھا۔

٤١٩٠ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ عَوْنٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ الْأَسْوَدِ قالَ : ذُكِرَ عِنْدَ عائِشَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصٰى إِلَى عَلِيٍّ ، فَقَالَتْ : مَنْ قالَهُ ، لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَإِنِّي لَمُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي ، فَدَعا بِالطَّسْتِ ، فَٱنْخَنَثَ ، فَمَاتَ ، فَمَا شَعَرْتُ ، فَكَيْفَ أَوْصٰى إِلَى عَلِيٍّ ؟ [ر : ٢٥٩٠]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ذکر آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کوئی خاص وصیت کی تھی، تو آپ نے فرمایا: یہ کون کہتا ہے؟ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی، آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ نے طشت منگوایا، پھر آپ ایک طرف جھک گئے اور آپ کی وفات ہوگئی، اس وقت مجھے بھی کچھ احساس نہیں ہوا، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے کس طرح وصیت کی تھی؟!!!

٤١٩١ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا مالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ ، عَنْ طَلْحَةَ قالَ : سَأَلْتُ عَبْدَ ٱللهِ ٱبْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَوْصٰى النَّبِيُّ ﷺ ؟ فَقَالَ : لَا ، فَقُلْتُ : كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ ، أَوْ أُمِرُوا بِهَا ؟ قالَ : أَوْصٰى بِكِتَابِ ٱللهِ . [ر : ٢٥٨٩]

ترجمہ

حضرت طلحہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت کی تھی؟ (حضرت علی کو یا اپنے ترکہ وغیرہ کے متعلق)، انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا: پھر مسلمانوں کو موت کے وقت کس طرح وصیت کرنی چاہیے؟ انہوں نے فرمایا کہ کتاب اللہ کے مطابق۔

تشریح

حضرت عائشہ کی روایت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کے لئے خلافت یا کسی اور بات کی وصیت نہیں فرمائی تھی۔ روافض کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے لئے حضرت علی کو نامزد کیا تھا، ان کے نزدیک خلافت کا دارومدار قرابت پر ہے، چونکہ حضرت علی قریبی رشتہ دار تھے لہٰذا وہی مستحق خلافت بھی تھے، جبکہ اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ خلافت کا دارومدار تقرب پر ہے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں

ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کا امام مقرر کیا تھا، باوجود یہ کہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ حجرۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں برابر آمدورفت رکھتے تھے کہ جب انصار نے کہا: "منا أمير و منكم أمير" تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیات بیان فرمائیں اور اشارہ کیا کہ ابوبکر سب سے افضل ہیں، تو انصار ومہاجرین سب نے آپ کو خلیفہ مقرر کیا اور سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

٤١٩٢ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ قَالَ : ما تَرَكَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ دِينَارًا ، وَلَا دِرْهَمًا ، وَلَا عَبْدًا ، وَلَا أَمَةً ، إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِي كانَ يَرْكَبُهَا ، وَسِلَاحَهُ ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيلِ صَدَقَةً . [ر : ٢٥٨٨]

ترجمہ

حضرت عمرو بن حارث کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ درہم چھوڑے، نہ دینار، نہ کوئی غلام، نہ باندی، سوائے اس سفید خچر کے جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے اور آپ کا ہتھیار اور وہ زمین جو مجاہدوں اور مسافروں کے لئے وقف کر رکھی تھی۔

٤١٩٣ : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ، عَنْ ثَابِتٍ ، عَنْ أَنَسٍ قالَ : لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ ، فَقَالَتْ فاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ : وَاكَرْبَ أَبَاهُ ، فَقَالَ لَهَا : (لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ) . فَلَمَّا ماتَ قالَتْ : يَا أَبَتَاهُ ، أَجابَ رَبًّا دَعاهُ ، يَا أَبَتَاهُ ، مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ ، يَا أَبَتَاهُ ، إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ . فَلَمَّا دُفِنَ قالَتْ فاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ : يَا أَنَسُ ، أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ التُّرَابَ .

ترجمہ

حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ شدت مرض کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کرب و بے چینی بہت بڑھ گئی تھی، حضرت فاطمہ نے کہا: آہ! ابوجان کو کتنی بے چینی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے والد کو کرب و بے چینی نہیں رہے گی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہ کہتی تھیں: ہائے ابا جان! آپ اپنے رب کے بلاوے پر چلے گئے، ہائے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں اپنے مقام پر چلے گئے، ہم جبرائیل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں، پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دفن کر دیئے گئے تو آپ نے حضرت انسؓ سے کہا: انس تمہارے دل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش پر مٹی ڈالنے کے لئے کس طرح آمادہ ہوگئے تھے؟!!

٧٩ - باب : آخِرُ ما تكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا

٤١٩٤ : حدّثنا بِشْرُ بْنُ محمَّدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ : قالَ يُونُسُ : قالَ الزُّهْرِيُّ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ في رِجالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ : أَنَّ عائِشَةَ قالَتْ : كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ : (إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الجَنَّةِ ، ثُمَّ يُخَيَّر). فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ ، وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي ، غُشِيَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ أَفاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ ، ثُمَّ قالَ : (اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى) . فَقُلْتُ : إِذًا لَا يَخْتارُنَا ، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الحَدِيثُ الَّذِي كانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ ، قالَتْ : فَكانَتْ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا : (اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى) . [ر : ٤١٧١]

ترجمہ

زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیّب نے کئی اہل علم کی موجودگی میں خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت صحت میں فرمایا کرتے تھے: ہر نبی کو روح قبض ہونے سے پہلے جنت میں ان کی قیام گاہ دکھائی جاتی ہے، پھر اختیار دیا جاتا ہے (کہ چاہیں تو آخرت کی زندگی پسند کریں اور چاہیں تو دنیا کی)، پھر جب آپ بیمار ہوئے تو آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا، اس وقت آپ پر غشی طاری ہوگئی تھی، جب ہوش میں آئے تو آپ نے اپنی نظر گھر کی چھت کی طرف ڈالی اور فرمایا: "اللّٰهم الرفيق الأعلىٰ" اے اللہ! مجھے اپنی بارگاہ میں انبیاء اور صدقین سے ملا دے۔ میں اس وقت سمجھ گئی کہ اب آپ ہمیں پسند نہیں کر سکتے اور مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو آپ حالت صحت میں ہم سے بیان کرتے تھے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ یہی تھا: "اللّٰهم الرفيق الأعلى".

تشریح

علماء نے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدائش کی وقت "اللّٰه أكبر" اور انتقال کے وقت "اللّٰهم الرفيق الأعلى" فرمایا، ابتدا میں بھی اللہ کی یاد، انتہا میں بھی۔

٨٠ - باب : وَفاةِ النَّبِيِّ ﷺ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

٤١٩٥ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ يَحْيَىٰ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ عائِشَةَ وَٱبْنِ

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا .
[٤٦٩٤]

ترجمہ

حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد مکہ میں دس سال تک قیام کیا، جس میں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی دس سال تک قیام رہا۔

تشریح

اس روایت میں بتایا کہ آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ یہ ۱۱ھ تھا، تو سن ولادت معلوم کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تاریخ وفات سے تریسٹھ سال پیچھے چلے جاؤ تو آپ کی ولادت کا سن معلوم ہو سکے گا۔ امام بخاریؒ کو ولادت کے سلسلے میں ان کی شرط کے مطابق کوئی روایت نہیں ملی۔

٤١٩٦ : حدّثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ .
قالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ . [ر : ٣٣٤٣]

ترجمہ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن المسیب نے اسی طرح خبر دی۔

تشریح

بعض روایتوں میں آپ کی عمر تریسٹھ سال بتائی گئی ہے، ان میں کسر کو حذف کر دیا گیا ہے۔ جن میں پینسٹھ کا ذکر ہے ان میں ولادت اور وفات کے سال کو بھی شمار کیا گیا ہے۔

باب

یہ باب بلا ترجمہ ہے نحو کالفصل من الباب السابق

٤١٩٧ : حدّثنا قَبِيصَةُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ الْأَسْوَدِ ،

عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ . يَعْنِي صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ . [ر : ١٩٦٢]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں تیس صاع جو کے بدلے میں گروی رکھی ہوئی تھی۔

تشریح

یہ زرہ اس یہودی کے پاس ایک سال تک رہی، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی کا قرض ادا کر کے وہ زرہ واپس لے لی، آپ کو دنیا سے بے رغبتی اتنی زیادہ تھی۔

٨١ – باب : بَعْثُ النَّبِيِّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ .

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسامہ بن زید کو اپنے مرض الوفات میں ایک مہم پر روانہ کرنا

۳۰ صفر المظفر ۱۱ھ بدھ کے دن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت شروع ہوئی، اس سے دو دن قبل ۲۸ صفر المظفر کو آپ نے رومیوں کے مقابلے کے لئے حضرت اسامہ بن زید کی سرکردگی میں لشکر روانہ کرنے کا حکم دیا، حضرت اسامہ نے فوج کو مقام جرف میں جمع کر دیا، جلیل القدر صحابہ بھی وہاں پہنچ گئے، حضرت عباس اور حضرت علی تیمارداری کی غرض سے واپس مدینہ آ گئے، جب بیماری کی شدت کے بعد کچھ افاقہ ہوا اور فوج نے روانگی کا قصد کیا، اسی تیاری میں تھے کہ حضرت اسامہ کی والدہ ام ایمن نے آدمی بھیجا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت نزع میں ہیں، تو کچھ دیر کے بعد آپ کے وصال کی خبر مشہور ہوگئی، اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے، تو باوجود مخالفت کے جیش اسامہ کہ روانہ کیا، چالیس دن کے بعد یہ لشکر کامیاب وکامران واپس آیا۔

٤١٩٩/٤١٩٨ : حدّثنا أَبُو عاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ سُلَيْمانَ : حَدَّثَنَا مُوسى بْنُ عُقْبَةَ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ : اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أُسَامَةَ ، فَقَالُوا فِيهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِي أُسَامَةَ ، وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید کو ایک مہم کا امیر بنایا تو

بعض صحابہ نے ان کی امارت پر اعتراض کیا، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے معلوم ہوا کہ تم حضرت اسامہ پر اعتراض کرتے ہو، حالانکہ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں“۔

(٤١٩٩) : حدّثنا إسماعيلُ : حدَّثنَا مَالكٌ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ، فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمَارَتِهِ ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ : (إِنْ تَطْعُنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ ، وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ) . [ر : ٣٥٢٤]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم روانہ کی، اس کا امیر حضرت اسامہ بن زید کو مقرر کیا۔ لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا کہ اکابر مہاجرین وانصار میں ایک کم عمر کس طرح امیر ہوسکتا ہے؟!! اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: ”اگر آج تم اس کی امارت پر اعتراض کررہے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد کی امارت پر بھی اختلاف کر چکے ہو۔ خدا گواہ ہے کہ اس کے والد بھی امارت کے سب سے زیادہ مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے اور یہ اسامہ بن زید مجھے ان کے بعد سب سے زیادہ عزیز ہیں“۔

تشریح

اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ”باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے بعد اس لئے ذکر کیا کہ اس کی روانگی کا فیصلہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کیا تھا، یہ لشکر ابھی تیاری ہی میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حادثہ پیش آیا، تو روانگی موقوف ہوئی، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے روانہ کیا۔

باب

٤٢٠٠ : حدّثنا أَصْبَغُ قالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُ قالَ لَهُ : مَتَى هَاجَرْتَ ؟ قالَ : خَرَجْنَا مِنَ الْيَمَنِ مُهَاجِرِينَ ، فَقَدِمْنَا الْجُحْفَةَ ، فَأَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ لَهُ : الْخَبَرَ ؟ فَقَالَ :

دَفَنَّا النَّبِيَّ ﷺ مُنْذُ خَمْسٍ ، قُلْتُ : هَلْ سَمِعْتَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ شَيْئًا ؟ قالَ : نَعَمْ ، أَخْبَرَنِي بِلَالٌ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّهُ فِي السَّبْعِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ .

ترجمہ

ابوالخیر کی روایت ہے کہ انہوں نے ابوعبدالرحمٰن بن عسیلہ سے نقل کیا کہ ابوالخیر نے صنابحی سے پوچھا کہ آپ نے کب ہجرت کی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہم ہجرت کے حوالے سے یمن سے چلے، ابھی ہم مقام ''جحفہ'' میں پہنچے تھے کہ ایک سوار سے ہماری ملاقات ہوئی، ہم نے ان سے مدینہ کی خبر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پانچ دن گزر گئے۔ ابوالخیر نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا: آپ نے لیلۃ القدر کے متعلق کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت بلال نے مجھے خبر دی کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے کے ساتویں دن ہوتی ہے۔

۸۲ – باب : كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوات کئے

۴۲۰۱ : حدّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجاءٍ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قالَ : سَأَلْتُ زَيْدَ ابْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ؟ قالَ : سَبْعَ عَشْرَةَ ، قُلْتُ : كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ ؟ قالَ : تِسْعَ عَشْرَةَ . [ر : ۳۷۳۳]

ترجمہ

ابواسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے کتنے غزوے کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ سترہ۔ میں نے پوچھا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوے کئے؟ فرمایا کہ انیس۔

۴۲۰۲ : حدّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ : حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ : غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَمْسَ عَشْرَةَ .

ترجمہ

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پندرہ غزووں میں شریک رہا۔

٤٢٠٣ : حدّثني أَحْمَدُ بْنُ الحَسَنِ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلِ بْنِ هَلَالٍ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمانَ ، عَنْ كَهْمَسٍ ، عَنِ ٱبْنِ بُرَيْدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : غَزَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةٍ .

ترجمہ

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد (بریدہ بن حصیب) سے روایت کرتے ہیں کہ بریدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ غزوے کئے تھے۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس جن غزوات میں شرکت فرمائی جمہور محدثین کے ہاں ان کی تعداد ستائیس ہے، جبکہ سرایا کی تعداد سینتالیس ہے۔

بخاری شریف کتاب المغازی کا ترجمہ احقر نے ۳ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ کو شروع کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٦٨ - كتاب التفسير

تفسیر کا لغوی واصطلاحی معنی

تفسیر "فسر" سے مشتق ہے جس کے معنی کھولنے کے ہیں، اور اصطلاحی معنی ہے:

" علم يعرف به فهم الكتاب الله المنزل على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وبيان معانيه واستخراج أحكامه وحكمه".

"علم تفسیر وہ علم ہے جس سے قرآن کا فہم حاصل ہو، اس کے معنی کی وضاحت اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط کیا جائے"۔

تفسیر وتاویل میں فرق

بعض حضرات ان دونوں کو مترادف کہتے ہیں، جبکہ بعض کے نزدیک "تفسیر" لفظ کی مراد بیان کرنے اور "تاویل" معنی کی مراد بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ تفسیر کا تعلق نقل وروایت سے، جبکہ تاویل کا تعلق عقل ودرایت سے، تفسیر یقین کے ساتھ تشریح کرنے کو، جبکہ تاویل تردد کے ساتھ تشریح کرنے کو کہتے ہیں۔ "تفسیر" الفاظ کا مفہوم بیان کرنے اور "تاویل" مفہوم سے نکلنے والے نتائج کی توضیح کو کہتے ہیں۔

«الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ» اَسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ ، الرَّحِيمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعْنًى وَاحِدٍ ، كَالْعَلِيمِ وَالْعَالِمِ .

ترجمہ

رحمان اور رحیم اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں، جو "الرحمۃ" سے مشتق ہیں، الرحیم اور الراحم دونوں ہم معنی ہیں، جیسے العلیم اور العالم۔

تشریح

رحمان اور رحیم دونوں رحمت سے مشتق ہیں اور اسم ہیں۔ ''رحمان'' رحیم سے ابلغ ہے، اس لئے معنی کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہے۔ ''رحمان'' جملہ مخلوق کے لئے عام ہے اور رحیم مؤمنین کے ساتھ خاص ہے۔ ''رحمت'' رقت قلب کو کہتے ہیں جو اللہ کی ذات میں ممکن نہیں، اس لئے یہاں یہ انعام اور ارادۂ خیر سے مجاز ہے۔

١ - باب : مَا جَاءَ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

وَسُمِّيَتْ أُمَّ الْكِتَابِ أَنَّهُ يُبْدَأُ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ ، وَيُبْدَأُ بِقِرَاءَتِهَا فِي الصَّلَاةِ . وَالدِّينُ : الْجَزَاءُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ، كَمَا تَدِينُ تُدَانُ .

ترجمہ

یہ باب سورۂ فاتحہ کی تفسیر وفضیلت کے بیان میں ہے۔ سورۂ فاتحہ کا نام ''ام الکتاب'' اس لئے رکھا گیا کہ یہ مصاحف کے ابتداء میں لکھی جاتی ہے اور نماز میں بھی اس کی قراءت سے ابتداء کی جاتی ہے۔

تشریح

علامہ سیوطیؒ نے ''الاتقان'' میں سورۂ فاتحہ کے پچیس نام ذکر کئے ہیں: (۱) فاتحۃ الکتاب (۲) فاتحۃ القرآن (۳) ام الکتاب (۴) ام القرآن (۵) القرآن العظیم (۶) السبع المثانی (۷) الوافیہ (۸) الکنز (۹) الکافیہ (۱۰) الاساس (۱۱) النور (۱۲) سورۃ الحمد (۱۳) سورۃ الشکر (۱۴) سورۃ الحمد الاولی (۱۵) سورۃ الحمد القصری (۱۶) الراقیہ (۱۷) الشفاء (۱۸) الشافیہ (۱۹) سورۃ الصلاۃ (۲۰) سورۃ الدعاء (۲۱) سورۃ السوال (۲۲) تعلیم المسئلہ (۲۳) سورۃ المناجات (۲۴) سورۃ التفویض (۲۵) الصلاۃ۔

الدين: الجزاء في الخير والشر كما تدين تدان

ترجمہ

''مالك يوم الدين'' میں دین کے معنی جزاء اور بدلے کے ہیں، خواہ خیر کا ہو یا شر کا، دین دونوں کو شامل ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے: ''كماتدين تدان'' جیسا کروگے ویسا بھروگے۔ ''تدان ديناً مثل دينك'' کہ ''جیسا آپ عمل کریں گے ویسی جزاء دی جائے گی''۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «بِالدِّينِ» /الماعون : ١/ ، /الانفطار : ٩/ : بِالْحِسابِ . «مَدِينِينَ» /الواقعة : ٨٦/ : مُحَاسَبِينَ .

ترجمہ

مجاہدؒ نے فرمایا: ﴿کلا بل تکذبون بالدین﴾ اور ﴿أرء یت الذي یکذب بالدین﴾ میں ''دین'' کے معنی حساب کے ہیں: ''ہرگز نہیں تم حساب کو جھٹلاتے ہوگے''، اور ''کیا دیکھا آپ نے اس شخص کو جو روزِ جزاء کو جھٹلاتا ہے''۔ سورۃ واقعہ کی آیت ﴿فلو لا إن کنتم غیر مدینین﴾ میں ''مدینین'' بمعنی ''محسابین'' ہے کہ اگر تم کسی کے حکم میں نہیں اور تمہارا حساب و کتاب ہونے والا نہیں تو تم اس روح کو کیوں نہیں لوٹاتے اگر تم سچے ہو۔

تشریح

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ''دین'' کے اور کئی معنی بھی آتے ہیں، مثلاً: عادت، عمل، حکم، طاعت، وغیرہ۔

٤٢٠٤ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيٰ ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ : حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عاصِمٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ المُعَلَّى قَالَ : كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ ، فَدَعانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي ، فَقَالَ : (أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ : «اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ»). ثُمَّ قالَ لِي : (لَأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْآنِ ، قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ). ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ ، قُلْتُ لَهُ : أَلَمْ تَقُلْ : (لَأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ). قالَ : («الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» : هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي ، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ). [٤٣٧٠ ، ٤٤٢٦ ، ٤٧٢٠]

ترجمہ

حضرت ابوسعید بن المعلیٰ کی روایت ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس حالت میں بلایا، میں نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر بعد میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے نہیں فرمایا: ﴿استجیبوا للّٰہ وللرسول﴾ الآیة کہ اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں تو جواب دو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں گا جو قرآن کی سب سے عظیم سورت ہے، پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں لے لیا اور جب باہر نکلنے لگے تو میں نے یاد دلایا کہ آپ نے مجھے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتانے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے

فرمایا: ﴿الحمد للّٰہ رب العالمین﴾، یہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا۔

تشریح

سورۂ فاتحہ کو ''سبع مثانی'' بھی کہا جاتا ہے۔ ''سبع'' کا مطلب تو یہ ہے کہ اس کی آیتیں سات ہیں۔ ''مثانی'' ''مثنیٰ'' سے ہے جس کے معنی دو دو کے ہیں، یا تو اس لئے کہ اس کا نزول ایک بار مکہ اور دوسری بار مدینہ میں ہوا، یا اس کا اعادہ ہر رکعت میں ہوتا ہے، اور یا اس لئے کہ اس میں اللہ کی تعریف اور ثناء بیان کی گئی ہے۔

٢ - باب : «غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ» .

٤٢٠٥ : حدّثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا مالِكٌ ، عَنْ سُمَيٍّ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قالَ : (إِذَا قالَ الْإِمامُ : «غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ» . فَقُولُوا آمِينَ ، فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ) .
[ر : ٧٤٧]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام ﴿غیر المغضوب علیهم ولا الضالین﴾ کہے تو تم ''آمین'' کہو، جس کا یہ کہنا ملائکہ کے کہنے کے ساتھ ہو جاتا ہے، اس کی تمام پچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔

تشریح

امام ترمذیؒ نے بیان کیا ہے کہ ''المغضوب'' سے یہود اور ''الضالین'' سے نصاریٰ مراد ہیں۔

سُورَةُ الْبَقَرَةِ .

٣ - باب : قَوْلِ اللّٰهِ : «وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا» /٣١/ .

سورۂ بقرۃ مدنی ہے اور اس میں چالیس رکوع اور دو سو چھیاسی آیتیں ہیں، چھ ہزار ایک سو اکیس کلمات، پچیس ہزار پانچ سو حروف ہیں، جبکہ اس میں پندرہ امثال، پانچ سو حکمتیں، تین سو ساٹھ رحمتیں ہیں۔

یہ باب ارشاد خداوندی ﴿و علم آدم الأسماء کلها﴾ کی تفسیر کے بیان میں ہے۔

حضرت آدمؑ کو کن اشیاء کے اسماء سکھائے گئے تھے؟ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اس سے ان اشیاء

کے اسماء مراد ہیں جن کا علم ضروری تھا اور فرشتوں پر یہ حقیقت واضح کرنی تھی کہ اس انسان میں اتنی بڑی صلاحیت واستعداد موجود ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس کو تم پر فوقیت دے دیں، یعنی ان کی علمی صلاحیت اجاگر کرنا مقصود تھا۔

٤٢٠٦ : حدّثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ : لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا ، فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ : أَنْتَ أَبُو النَّاسِ ، خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ ، فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا . فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ ، وَيَذْكُرُ ذَنْبَهُ فَيَسْتَحِي ، اِئْتُوا نُوحًا ، فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ . فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ ، وَيَذْكُرُ سُؤَالَهُ رَبَّهُ مَا لَيْسَ لَهُ بِهِ عِلْمٌ فَيَسْتَحِي ، فَيَقُولُ : اِئْتُوا خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ . فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ ، اِئْتُوا مُوسٰى ، عَبْدًا كَلَّمَهُ اللَّهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ . فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ ، وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ ، فَيَسْتَحِي مِنْ رَبِّهِ فَيَقُولُ : اِئْتُوا عِيسٰى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ ، وَكَلِمَةَ اللَّهِ وَرُوحَهُ . فَيَقُولُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ ، اِئْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ ، عَبْدًا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ . فَيَأْتُونِي ، فَأَنْطَلِقُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنَ لِي ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا ، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ يُقَالُ : اِرْفَعْ رَأْسَكَ ، وَسَلْ تُعْطَهْ ، وَقُلْ يُسْمَعْ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ . فَأَرْفَعُ رَأْسِي ، فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ، ثُمَّ أَشْفَعُ ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ، ثُمَّ أَعُودُ إِلَيْهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي ، مِثْلَهُ ، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ، ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ : مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ ، وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ) .

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ ، يَعْنِي قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى : «خَالِدِينَ فِيهَا» .

[٦١٩٧ ، ٦٩٧٥ ، ٧٠٠٢ ، ٧٠٧٨، وانظر: ٣١٨٢]

ترجمہ

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمنین قیامت کے دن جمع ہوں گے اور آپس میں کہیں گے: کاش اپنے رب کے حضور آج میں کسی کو اپنا سفارشی بنا کر لے جاتا، چنانچہ سب لوگ حضرت آدم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ انسانوں کے جد امجد ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اپنے ہاتھ سے تخلیق کی

ہے، آپ کے لئے ملائکہ کو سجدے کا حکم دیا اور آپ کو ہر چیز کا نام سکھایا، آپ ہمارے لئے اپنے رب کے حضور سفارش کر دیجئے، تاکہ آج کی اس پریشانی سے ہمیں نجات ملے۔ آدمؑ فرمائیں گے: مجھ میں اس کی جرأت نہیں، آپ اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور آپ کو اللہ کے حضور سفارش کے لئے جاتے ہوئے حیاء دامن گیر ہوگی۔ فرمائیں گے کہ تم لوگ نوحؑ کے پاس جاؤ، وہ سب سے پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے میرے بعد زمین پر مبعوث کیا تھا، سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، وہ بھی فرمائیں گے کہ مجھ میں اتنی جرأت نہیں اور وہ اپنے رب سے اپنے سوال کو یاد کریں گے جس کے متعلق انہیں کوئی علم نہیں تھا، آپ کو بھی حیا دامن گیر ہوگی اور فرمائیں گے کہ خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ، لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے، لیکن آپ بھی فرمائیں گے کہ مجھ میں اس کی جرأت نہیں، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا اور تورات دی تھی۔ لوگ آپ کے پاس جائیں گے، آپ بھی عذر کریں گے کہ مجھ میں اس کی جرأت نہیں، آپ کو بغیر کسی حق کے ایک شخص کو قتل کرنا یاد آجائے گا اور اپنے رب کے حضور میں جاتے ہوئے حیا دامن گیر ہوگی، فرمائیں گے: عیسیٰؑ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کا کلمہ، اس کی روح ہیں، لیکن عیسیٰؑ بھی فرمائیں گے: مجھ میں اس کی جرأت نہیں، تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے بندے ہیں اور اللہ نے ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے تھے، چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت چاہوں گا، مجھے اجازت مل جائے گی، پھر میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدے میں گر جاؤں گا اور جو کچھ اللہ سے چاہوں گا وہ دعا مانگوں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ اور مانگو، تمہیں دیا جائے گا، کہو، تمہاری سنی جائے گی، سفارش کرو، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ کی وہ حمد بیان کروں گا جو مجھے اس کی طرف سے سکھائی گئی ہوگی، اس کے بعد شفاعت کروں گا، میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی، میں انہیں جنت میں داخل کروں گا، پھر جب واپس آؤں گا، تو اپنے رب کو پہلے کی طرح دیکھوں گا اور شفاعت کروں گا، اس مرتبہ پھر میرے لئے حد مقرر کی جائے گی جنہیں میں جنت میں داخل کروں گا، چوتھی مرتبہ جب میں واپس آؤں گا اور عرض کروں گا کہ جہنم میں اب ان لوگوں کے سوا کوئی باقی نہیں رہا جنہیں قرآن نے اس میں روک لیا ہو اور ان کے لئے اس میں رہنا ہمیشہ کے لئے ضروری قرار دیا۔ ابو عبداللہ نے کہا: جنہیں قرآن نے اس میں روک لیا ہے سے اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف ہے کہ ''کفار جہنم میں ہمیشہ رہیں گے''۔

تشریح

''ید'' سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق میں اپنی صفات ذاتیہ کو اس طرح استعمال فرمایا تھا کہ اس میں کسی قسم کے واسطے کو حائل نہیں فرمایا۔ نیز اول رسول تو حضرت آدم ہی ہیں، لیکن طوفان

نوح کے بعد روئے زمین پر حضرت نوحؑ پہلے رسول تھے۔ "لست هنا كم" کا معنی یہ ہے کہ میں اس کام کے لئے مقرر نہیں ہوں، یہ کام دوسرے کے لئے مقرر ہے یا میں اس درجے کا آدمی نہیں ہوں، تواضعاً فرمایا۔

٤ – باب :

قَالَ مُجَاهِدٌ : «إِلَى شَيَاطِينِهِمْ» /١٤/ : أَصْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُشْرِكِينَ . «مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ» /١٩/ : اللهُ جَامِعُهُمْ . «صِبْغَةَ» /١٣٨/ : دِينَ . «عَلَى الْخَاشِعِينَ» /٤٥/ : عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا .

ترجمہ

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ ﴿وإذا خلوا إلى شياطينهم﴾ میں شیطان سے مراد ان کے منافق اور مشرک ساتھی ہیں، یعنی یہ لوگ بھی شیاطین ہی کی طرح ایمان سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

﴿محيط بالكافرين﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کافروں کو جمع کرے گا، اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

﴿على الخاشعين﴾ سے حقیقی مومن مراد ہیں، یعنی حقیقی مومن میں خشوع ہوتا ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ : «بِقُوَّةٍ» /٦٣/ : يَعْمَلُ بِمَا فِيهِ .

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ : «مَرَضٌ» /١٠/ : شَكٌّ . «وَمَا خَلْفَهَا» /٦٦/ : عِبْرَةٌ لِمَنْ بَقِيَ . «لَاشِيَةَ» /٧١/ : لَا بَيَاضَ .

وَقَالَ غَيْرُهُ : «يَسُومُونَكُمْ» /٤٩/ : يُولُونَكُمْ . الْوَلَايَةُ – مَفْتُوحَةٌ – مَصْدَرُ الْوَلَاءِ ، الرُّبُوبِيَّةُ ، وَإِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ .

وَقَالَ بَعْضُهُمْ : الْحُبُوبُ الَّتِي تُؤْكَلُ كُلُّهَا فُومٌ .

ترجمہ

مجاہدؒ فرماتے ہیں: ﴿خذو ما اتينكم بقوة﴾ میں "قوۃ" سے مراد عمل ہے۔ قوت کے ساتھ لینے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر عمل کرو۔

ابوالعالیہؒ فرماتے ہیں کہ ﴿في قلوبهم مرض﴾ میں مرض سے مراد شک ہے، یعنی روحانی مرض مراد ہے۔

"صبغۃ" سے مراد دین ہے، یعنی اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھامو۔ ﴿وما خلفها موعظته للمتقين﴾ میں "خلفها" سے مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو بندر بنانے کا واقعہ ہم نے عبرت بنا دیا ان لوگوں کے لئے جو بعد میں باقی رہنے والے اور آنے والے ہیں۔

﴿مسلمة لا شية فيها﴾ میں "لا شية" کا معنی ہے کہ اس میں سفیدی نہ ہو۔وقال غیرہ: اورابوالعالیہ کے غیر نے کہا، جس سے ابوعبید قاسم بن سلام اور عبید بن معمر بن المثنی مراد ہیں۔مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد تفسیر دوسرے حضرات سے منقول ہے۔﴿یسومونکم﴾ بمعنی "یولونکم" ہے۔"ولایة" واؤ کے فتح کے ساتھ ''ولاء'' کا مصدر ہے، پرورش کے معنی ہیں، اور واؤ کے کسرے کے ساتھ امارت کے معنی ہیں۔بعض حضرات کہتے ہیں: جتنے اناج کھائے جاتے ہیں سب پر فوم کا اطلاق ہوتا ہے۔﴿فادارء تم﴾ بمعنی "اختلفتم".

وَقَالَ قَتَادَةُ : «فَبَاؤُوا» /٩٠/ : فَانْقَلَبُوا .

وَقَالَ غَيْرُهُ : «يَسْتَفْتِحُونَ» /٨٩/ : يَسْتَنْصِرُونَ . «شَرَوْا» /١٠٢/ : بَاعُوا . «رَاعِنَا» /١٠٤/ : مِنَ الرُّعُونَةِ ، إِذَا أَرَادُوا أَنْ يُحَمِّقُوا إِنْسَانًا قالُوا : رَاعِنًا . «لَا تَجْزِي» /٤٨ ، ١٢٣/ : لَا تُغْنِي . «خُطُوَاتِ» /١٦٨/ : مِنَ الْخَطْوِ ، وَالْمَعْنَى : آثارَهُ . «اُبْتَلَى» /١٢٤/ : اخْتَبَرَ .

ترجمہ

قتادہ نے فرمایا: ﴿فباء وا﴾ بمعنی: "فانقلبوا" ہے۔دوسرے نے فرمایا کہ ﴿یستفتحون﴾ بمعنی "یستنصرون" ہے۔﴿شَرَوْا﴾ بمعنی "باعوا". ﴿راعنا﴾ ''رعونت'' سے مشتق ہے۔یہودی جب کسی کو احمق بنانا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ "راعِناً". ﴿لا تجزي﴾ بمعنی "لا تغنی". ﴿خطوات﴾ "خطوط" سے مشتق ہے، معنی ہے کہ شیاطین کے آثار کی پیروی نہ کرو۔﴿ابتلی﴾ بمعنی "اختبر".

٥ - باب : قَوْلُهُ تَعَالَى : «فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ» /٢٢/ .

اللہ کا ارشاد ہے: پس تم اللہ کے مدمقابل کسی کو نہ ٹھہراؤ، درانحالیکہ تم جانتے ہو۔

٤٢٠٧ : حدّثني عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قالَ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ : أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ ؟ قالَ : (أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ) . قُلْتُ : إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ ، قُلْتُ : ثُمَّ أَيٌّ ؟ قالَ : (وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ) . قُلْتُ : ثُمَّ أَيٌّ ؟ قالَ : (أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جارِكَ) .

[٤٤٨٣ ، ٥٦٥٥ ، ٦٤٢٦ ، ٦٤٦٨ ، ٧٠٨٢ ، ٧٠٩٤]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ کے نزدیک کون سا

گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا کہ تم اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ، حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا۔ میں نے عرض کی: یہ تو واقعی بہت بڑا گناہ ہے۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا کہ اولاد کو تم اس خوف سے مارو کہ اپنے ساتھ اسے بھی کھلانا پڑے گا۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔

٦ – باب : وَقَوْلُهُ تَعَالَى : «وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ» /٥٧/.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : الْمَنُّ صَمْغَةٌ ، وَالسَّلْوَى الطَّيْرُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کردیا اور تم پر ہم نے من وسلوی نازل کیا اور کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں۔ ہم نے تم پر ظلم نہیں کیا، بلکہ تم نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ مجاہد نے فرمایا کہ ''من'' ایک گوند تھا، (ترنجبین) اور ''سلوی'' پرندے تھے۔

تشریح

''من'' درختوں پر اترتا تھا، جتنا چاہتے تھے کھاتے تھے، اور ''سلوی'' ایک پرندہ تھا جس کو بٹیر کہتے ہیں۔ شام کے وقت بٹیروں کا جھنڈ جمع ہو جاتا، پکڑ لیتے اور کباب کر کے کھا لیتے۔

٤٢٠٨ : حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ) . [٤٣٦٣ ، ٥٣٨١]

ترجمہ

حضرت سعید بن زیدؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کماۃ''، یعنی کھمبی بھی ''من'' میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کی بیماری کے لئے مفید ہے۔

تشریح

''کماۃ'' سانپ کی چھتری، جو برسات کے موسم میں اگتی ہے اور انڈے کی طرح سفید ہوتی ہے، آنکھ کی بیماری اگر حارہ ہے تو صرف سانپ کی چھتری کا پانی آنکھ کے لئے مفید ہے اور حارہ نہ ہو تو دوسری دواؤں کے ساتھ شامل

کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۷ – باب : «وَإِذْ قُلْنَا ٱدْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَٱدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ» /۵۸/ .

رَغَدًا : وَاسِعًا كَثِيرًا .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جب ہم نے کہا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور کھاؤ پوری فراخی کے ساتھ جہاں سے چاہو اور دروازے سے جھکتے ہوئے داخل ہو جاؤ، اور یوں کہتے ہوئے جاؤ کہ اے اللہ! ہمارے گناہ معاف کر دے، ہم تمھارے گناہ معاف کر دیں گے۔ (ان احکام پر جو زیادہ خلوص کے ساتھ عمل کرے گا) ہم اس کے اجر میں اضافہ کریں گے۔﴿رغداً﴾ بمعنی "واسعا كثيرا" (پوری وسعت وفراخی کے ساتھ)۔

تشریح

بنی اسرائیل نے جب معمولی کھانے کی درخواست کی تو ان کو بعض کے نزدیک بیت المقدس، بعض کے نزدیک اریحا جانے کا حکم ہوا۔

۴۲۰۹ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنِ ٱبْنِ الْمُبَارَكِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ : «ٱدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ» . فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ ، فَبَدَّلُوا ، وَقالُوا : حِطَّةٌ ، حَبَّةٌ فِي شَعَرَةٍ) . [ر : ۳۲۲۲]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کو یہ حکم ہوا تھا کہ دروازے سے جھکتے ہوئے اور "حطة" کہتے ہوئے داخل ہوں، (یعنی: اے اللہ! ہمارے گناہ معاف کر دے)، لیکن انہوں نے عدول کیا اور سرین کے بل گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کلمہ "حطة" کو بھی بدل دیا اور کہنے لگے: "حطة حبة في شعرة" یعنی بال میں دانہ بہتر ہے۔ (مذاق اور دل لگی کے طور پر)

٨ - باب : قَوْلُهُ : «مَنْ كانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ» .

وَقالَ عِكْرِمَةُ : جَبْرَ وَمِيكَ وَسَرَافِ : عَبْدٌ ، إِيلْ : اللَّهُ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ﴿من كا ن عدواً لجبريل﴾ ـ حضرت عکرمہ نے فرمایا: "جبر، ميك، سراف" بندہ کے معنی میں ہے اور "إيل" اللہ کے معنی میں ہیں، تو جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے معنی ہوئے: "عبداللہ"۔

٤٢١٠ : حدّثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ : سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَكْرٍ : حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ ، عَنْ أَنَسٍ قالَ : سَمِعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ بِقُدُومِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ : فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ ، وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ ؟ قالَ : (أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيلُ آنِفًا) . قالَ : جِبْرِيلُ ؟ قالَ : (نَعَمْ) . قالَ : ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ ، فَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ : «مَنْ كانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ» . أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَزِيادَةُ كَبِدِ حُوتٍ ، وَإِذَا سَبَقَ ماءُ الرَّجُلِ ماءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ ، وَإِذَا سَبَقَ ماءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ) . قالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ، يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ ، وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي ، فَجَاءَتِ الْيَهُودُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللَّهِ فِيكُمْ) . قالُوا : خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا ، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا . قالَ : (أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ) . فَقَالُوا : أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْ ذٰلِكَ ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ . فَقَالُوا : شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا ، وَانْتَقَصُوهُ ، قالَ : فَهٰذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللَّهِ . [ر : ٣١٥١]

ترجمہ

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو علماء یہود میں سے تھے) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے متعلق سنا جب کہ وہ اس وقت اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھوں گا، جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی ضیافت کے لئے سب

سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ پر پڑتا اور کب اپنی ماں پر؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے ابھی جبرائیل نے آکر اس کے متعلق فرمایا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا: جبرائیل؟ فرمایا: ہاں! عبداللہ بن سلام نے کہا: یہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿من كان عدواً لجبريل فإنه نزّله على قلبك﴾ اور ان سوالات کے جوابات دیئے۔ قیامت کی سب سے پہلی نشانی آگ کی صورت میں ہوگی جو تمام انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی۔ اہل جنت کی ضیافت کے لئے جو کھانا سب سے پہلے پیش کیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا ایک قیمتی ٹکڑا ہوگا، اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر سبقت کر جاتا ہے تو بچہ باپ پر پڑتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر سبقت کر جاتا ہے تو بچہ ماں پر پڑتا ہے۔ عبداللہ بن سلام بول اٹھے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، پھر عرض کی: یا رسول اللہ! یہود بڑی بہتان تراش قوم ہے، اگر اس سے پہلے کہ آپ میرے متعلق ان سے پوچھیں اگر انہیں میرے اسلام کا پتہ چل گیا تو مجھ پر بہتان تراشنا شروع کر دیں گے، چنانچہ جب یہودی آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ عبداللہ تمھارے ہاں کیسے سمجھے جاتے ہیں؟ وہ کہنے لگے: ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے، ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اگر وہ اسلام لے آئیں تو پھر تمہارا کیا خیال ہوگا؟ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ اسے اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اتنے میں عبداللہ بن سلام نکل آئے اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اب وہ یہودی کہنے لگے: یہ ہم میں سب سے بدتر اور سب سے بدتر کا بیٹا ہے، اور ان کی اہانت اور تنقیص شروع کر دی۔ حضرت عبداللہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہی وہ چیز ہے جس سے میں ڈرتا تھا۔

٩ – باب : قَوْلِهِ : «مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا» /١٠٦ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ہم کسی آیت کا جو حکم موقوف کر دیتے ہیں، (وہ آیت قرآن میں یا ذہنوں میں باقی رہے) یا اس آیت کو ذہنوں سے فراموش کر دیتے ہیں، تو اس آیت سے بہتر یا اسی کے مثل (بجائے اس کے) دوسری چیز لے آتے ہیں۔

تشریح

﴿ننسخ﴾ کا لغوی معنی: زائل کرنا اور لکھنا ہے۔ اصطلاح میں "ننسخ" اس خطاب کو کہتے ہیں جو پہلے سے

ثابت شدہ خطاب کے ختم ہونے کے حکم پر دلالت کرے، اس طرح کہ اگر یہ دوسرا خطاب نہ آتا تو پہلے کا حکم ثابت رہتا، یعنی ایک حکم کے بجائے دوسرا حکم جاری کرنا۔

٤٢١١ : حَدَّثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ حَبِيبٍ ، عَنْ سَعِيدِ ٱبْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قالَ : قالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَقْرَؤُنَا أُبَيٌّ ، وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ ، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ أُبَيٍّ ، وَذَاكَ أَنَّ أُبَيًّا يَقُولُ : لَا أَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، وَقَدْ قالَ ٱللهُ تَعَالَى : «مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا» . [٤٧١٩]

ترجمہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم میں سب سے بہتر قاریٔ قرآن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مقدمات کے فیصلے کی صلاحیت ہے، اس کے باوجود ہم ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے: ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جن آیات کی بھی تلاوت سنی ہے، میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا، (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسخ کے قائل نہیں تھے)، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: ﴿ماننسخ من اية أوننسها﴾ ہم نے جو آیت بھی منسوخ کی یا اسے بھلایا تو اس سے اچھی آیت لائے۔

تشریح

یہودیوں کے ہاں ''نسخ'' کا کوئی تصور نہیں، وہ اس کو جہالتِ امر کے لئے مستلزم سمجھتے ہیں، ان کا نظریہ باطل ہے، اس لئے کہ ایک حکم کو منسوخ کر کے دوسرے حکم کو اسی کی جگہ نافذ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے حکم کا پہلے علم نہیں تھا اور اب اس کا علم ہوا، بلکہ ایک حکم کسی خاص زمانے کے لئے کسی خاص مصلحت کی بنا پر مفید تھا، اتنی مدت کے لئے اس کو برقرار رکھا گیا، اس مدت کے بعد مصلحت کے تقاضے سے اس حکم کو منسوخ کر کے دوسرا حکم جاری کر دیا گیا۔

١٠ - باب : «وَقَالُوا ٱتَّخَذَ ٱللهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ» /١١٦/ .

٤٢١٢ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ : حَدَّثَنَا نَافِعُ ٱبْنُ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (قالَ ٱللهُ : كَذَّبَنِي ٱبْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَزَعَمَ أَنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي وَلَدٌ ، فَسُبْحَانِي أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا) .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہتے ہیں کہ اللہ نے کوئی بیٹا بنایا ہوا ہے، حالانکہ اللہ کی ذات ان چیزوں سے پاک ہے۔

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا، حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہیں تھا، اس نے مجھے برا بھلا کہا، حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا، اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں، اور اس کا مجھے برا بھلا کہنا یہ ہے کہ میری لئے اولاد بتاتا ہے، جب کہ میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں بیوی یا اولاد بناؤں۔

١١ – باب : قَوْلُهُ : «وَٱتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى» /١٢٥/ .

«مَثَابَةً» /١٢٥/ : يَثُوبُونَ يَرْجِعُونَ .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔

﴿مثابة﴾ "یثوبون" کے معنی میں ہے، یعنی وہ جس کی طرف لوٹ لوٹ کر آتے ہیں۔

تشریح

''مقام ابراہیم'' وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی تھی، جو اب تک موجود ہے۔

٤٢١٣ : حدّثنا مُسَدَّدٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ حُمَيْدٍ ، عَنْ أَنَسٍ قالَ : قالَ عُمَرُ : وَافَقْتُ ٱللهَ فِي ثَلَاثٍ ، أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، لَوِ ٱتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ، وَقُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِٱلْحِجَابِ ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ آيَةَ ٱلْحِجَابِ ، قالَ : وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضَ نِسَائِهِ ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ ، قُلْتُ : إِنِ ٱنْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ ٱللهُ رَسُولَهُ ﷺ خَيْرًا مِنْكُنَّ ، حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ ، قالَتْ : يَا عُمَرُ ، أَمَا فِي رَسُولِ ٱللهِ ﷺ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ ، حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ ؟ فَأَنْزَلَ ٱللهُ : «عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ» . الآيَةَ .

وَقالَ ٱبْنُ أَبِي مَرْيَمَ : أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ : حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ : سَمِعْتُ أَنَسًا ، عَنْ عُمَرَ . [ر : ٣٩٣]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا: تین مواقع پر اللہ تعالیٰ کے نازل ہونے والے حکم سے میری رائے پہلے ہی مطابق ہوگئی تھی، یا میرے رب نے تین مواقع پر میری رائے کے مطابق حکم

نازل کیا۔ میں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ کاش! آپ مقام ابراہیم کو طواف کے بعد نماز پڑھنے کی جگہ بناتے تو یہی آیت نازل ہوئی، اور میں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ! آپ کے گھر میں نیک اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش! آپ امہات المؤمنین کو پردے کا حکم دے دیتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب (پردہ کی) نازل کی۔ فرمایا: مجھے بعض ازواج مطہرات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا علم ہوا، میں ان کے ہاں گیا اور ان سے کہا: تم لوگ باز آجاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر ازواج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بدل دے گا، بعد میں ازواج مطہرات میں سے ایک کے ہاں گیا، وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ عمر! حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی تم انہیں کرتے رہتے ہو، آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''کوئی حیرت نہیں ہونا چاہیے اگر آپ کا رب تمہیں طلاق دلوا دے اور دوسری مسلمان بیویاں تم سے بہتر بدل دے''۔ اور ابن مریم نے بیان کیا، انہیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی، ان سے حمید نے حدیث بیان کی اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے۔

١٢ – باب : قَوْلُهُ تَعَالَى : «وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ» /١٢٧/ .

الْقَوَاعِدُ : أَسَاسُهُ ، وَاحِدَتُهَا قَاعِدَةٌ . «وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ» /النور : ٦٠/ : وَاحِدُهَا قَاعِدٌ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیاد اٹھا رہے تھے اور دعا کرتے جاتے تھے: اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اسے قبول فرما کہ آپ خوب سننے والے اور بڑے جاننے والے ہیں''۔

''قواعد'' کا واحد ''قاعدہ'' ہوتا ہے اور عورتوں کے متعلق جب ''قواعد'' بولتے ہیں تو اس کا واحد ''قاعد'' آتا ہے۔

٤٢١٤ : حدّثنا إِسْمَاعِيلُ قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ ٱللَّهِ : أَنَّ عَبْدَ ٱللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ : أَخْبَرَ عَبْدَ ٱللَّهِ بْنَ عُمَرَ ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ قَالَ : (أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ وَٱقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ) . فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللَّهِ ، أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ ؟ قَالَ : (لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ) .

فَقَالَ عَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ عُمَرَ : لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ ، مَا أُرَى رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ تَرَكَ ٱسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ ٱلْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ . [ر : ١٢٦]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: دیکھتی نہیں کہ جب تمہاری قوم (قریش) نے کعبہ کی تعمیر کی تو حضرت ابراہیم کی بنیادوں سے اسے کم کر دیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر آپ ابراہیم کی بنیاد کے مطابق کعبہ کی تعمیر کیوں نہیں کرواتے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہاری قوم ابھی نئی نئی کفر سے نہ نکلی ہوتی تو میں ایسا ہی کرتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، تو میرا خیال ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رکنوں کا جو حطیم کے قریب ہیں، طواف کے وقت بوسہ لینا اس لئے ترک کر دیا تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر مکمل نہیں تھی۔

تشریح

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر میں حطیم خانہ کعبہ میں داخل تھا، قریش نے روپے کی کمی کی وجہ سے خانہ کعبہ کو مختصر اور چھوٹا کر دیا اور حطیم کو خانہ کعبہ سے خارج کر دیا، اس لئے طواف کو حطیم میں شامل کر دیتے تھے۔

۱۳ – باب : «قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَما أُنْزِلَ إِلَيْنَا» /۱۳۶/ .

﴿آمنا باللہ﴾ سے مراد قرآن مجید ہے اور ﴿قولوا﴾ سے خطاب مسلمانوں کو ہے۔

۴۲۱۵ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ : أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ ، وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ ، وَقُولُوا : «آمَنَّا بِاللّٰهِ وَما أُنْزِلَ إِلَيْنَا» الآيَةَ) .

[۷۱۰۳ ، ۶۹۲۸]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ یہود تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے، لیکن مسلمانوں کے لئے اس کی تفسیر عربی میں کرتے تھے، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب کی تصدیق مت کرو اور نہ تکذیب، بلکہ یہ کہا کرو: "آمنا باللہ وما أنزل إلينا" ہم اللہ پر اور جو احکام اللہ کی طرف سے نازل ہوئے ان

پر ایمان لائے۔

١٤ - باب : «سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ ما وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ» /١٤٢/ .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''بے قوف لوگ ضرور کہیں گے کہ مسلمانوں کو ان کے سابقہ قبلے سے کس چیز نے پھیر دیا، آپ کہہ دیجئے: اللہ ہی کے لئے ہے مشرق و مغرب اور اللہ جسے چاہتا صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے''۔

تشریح

﴿سفهاء﴾ "سفهيه" کی جمع ہے۔ اس کے معنی ''بے وقوف'' ہے۔ اس سے مراد یہودی ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ بیت اللہ تبدیل نہیں ہوسکتا۔ بعض نے اس کا مصداق مشرکین اور منافقین کو بتایا ہے کہ اپنے آبائی قبلہ کو چھوڑا، پھر دوبارہ اختیار کیا، یہی حال آبائی دین کا بھی ہوگا۔

٤٢١٦ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : سَمِعَ زُهَيْرًا ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ صَلَّى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا ، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ، وَكانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ ، وَأَنَّهُ صَلَّى ، أَوْ صَلَّاهَا ، صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كانَ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ رَاكِعُونَ ، قالَ : أَشْهَدُ بِٱللَّهِ ، لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ مَكَّةَ ، فَدَارُوا كَما هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ ، وَكانَ الَّذِي ماتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ رِجالٌ قُتِلُوا ، لَمْ نَدْرِ ما نَقُولُ فِيهِمْ ، فَأَنْزَلَ ٱللَّهُ : «وَما كانَ ٱللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ ٱللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوفٌ رَحِيمٌ» . [ر : ٤٠]

ترجمہ

حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے سولہ سترہ ماہ تک نماز پڑھائی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ ہو جائے، آخر ایک دن اللہ کے حکم سے آپ نے عصر کی نماز بیت اللہ کی طرف رخ کر کے پڑھی اور آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ نے بھی پڑھی۔ جن صحابہ نے آپ کے ساتھ یہ نماز پڑھی تھی ان میں سے ایک صحابی مدینہ میں مسجد کے قریب سے گزرے تھے، اس مسجد میں جماعت ہو رہی تھی اور لوگ رکوع میں تھے، انہوں نے اس پر کہا: میں گواہی دیتا ہوں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے، تمام نمازی اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف مڑ گئے، اس کے بعد صحابہ نے یہ سوال اٹھایا

کہ جولوگ تحویل قبلہ سے پہلے انتقال کر چکے ہیں ان کے متعلق ہم کیا کہیں؟ ان کی نمازیں ہوئی ہیں یا نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اللہ ایسا نہیں کہ تمہاری عبادت ضائع کردے۔ بلاشبہ اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان اور رحیم ہے''۔

١٥ - باب: «وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا» /١٤٣/.

ترجمہ

''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا، تا کہ تم گواہ رہو لوگوں پر اور رسول گواہ رہیں تم پر''۔

٤٢١٧ : حدّثنا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَأَبُو أُسَامَةَ ، وَاللَّفْظُ لِجَرِيرٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ . وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : (يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَيَقُولُ : لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ ، فَيَقُولُ : هَلْ بَلَّغْتَ ؟ فَيَقُولُ : نَعَمْ ، فَيُقَالُ لِأُمَّتِهِ : هَلْ بَلَّغَكُمْ ؟ فَيَقُولُونَ : ما أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ ، فَيَقُولُ : مَنْ يَشْهَدُ لَكَ ؟ فَيَقُولُ : مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ ، فَيَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ : «وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا» . فَذَٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ : «وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا») . وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ . [ر : ٣١٦١]

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا، وہ عرض کریں گے: "لبیك وسعدیك یا رب". اللہ رب العزت فرمائیں گے: کیا تم نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا۔ آپ عرض کریں گے: میں نے پہنچا دیا تھا، پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا: کیا تمہیں میرا پیغام پہنچا دیا گیا تھا، وہ لوگ کہیں گے: ہمارے ہاں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے ارشاد فرمائیں گے: آپ کے حق میں کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ فرمائیں گے: محمد اور ان کی امت، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ان کے حق میں گواہی دے گی کہ انہوں نے پیغام پہنچا دیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے کہ انہوں نے سچی گواہی دی، یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے کہ ''اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا، تا کہ تم لوگوں کے لئے گواہی دو اور رسول تمہارے لئے گواہی دیں''۔ آیت میں ''وسط'' عدل کے معنی میں ہے۔

١٦ – باب : قَوْلِهِ : «وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوفٌ رَحِيمٌ» /١٤٣/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''جس قبلہ پر آپ تھے اسے تو ہم نے اس لئے رکھا تھا کہ ہم پہچان لیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں کو الٹے پاؤں چلے جانے والوں سے، یہ حکم بہت گراں ہے، مگر ان لوگوں کو نہیں جنہیں اللہ نے راہ دکھائی تھی اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع ہو جانے دے تمہارے ایمان کو اور اللہ تو لوگوں پر بڑا شفیق ہے''۔

٤٢١٨ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّونَ الصُّبْحَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ ، إِذْ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ : أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُرْآنًا : أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا ، فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ . [ر : ٣٩٥]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آئے اور انہوں نے کہا کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا ہے کہ آپ کعبہ کا استقبال کریں نماز میں، لہذا آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کیجئے، سب نمازی اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

١٧ – باب : «قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ» .

إِلَى : «عَمَّا تَعْمَلُونَ» /١٤٤/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک ہم نے دیکھ لیا آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا، ہم آپ کو ضرور متوجہ کریں گے اس قبلہ کی طرف جسے آپ چاہتے ہیں۔ ﴿عما تعلمون﴾ تک۔

٤٢١٩ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِي .

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میرے سوا ان صحابہ میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اب اور کوئی زندہ نہیں رہا۔

١٨ – باب: «وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ ما تَبِعُوا قِبْلَتَكَ». إِلَى قَوْلِهِ: «إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ» /١٤٥/.

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اگر آپ ان لوگوں کے سامنے جنہیں کتاب مل چکی ہے ساری ہی نشانیاں لے آئیں تب بھی آپ کے قبلہ کی پیروری نہ کریں گے''۔ ﴿إنك إذاً من الظالمين﴾ تک۔

٤٢٢٠: حدّثنا خالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ ٱللهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ، جاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَأُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، أَلَا فَاسْتَقْبِلُوهَا، وَكانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّأْمِ، فَاسْتَدَارُوا بِوُجُوهِهِمْ إِلَى الْكَعْبَةِ. [ر: ٣٩٥]

ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، کہ ایک شخص آئے اور کہا: رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور آپ کو حکم ہوا کہ نماز میں کعبہ کا استقبال کریں، پس آپ لوگ بھی اس کعبہ کی طرف رخ کر لیجئے، بیان کیا کہ لوگوں کا رخ اس وقت شام کی طرف تھا، اسی وقت لوگ کعبہ کی طرف پھر گئے۔

١٩ – باب: «ٱلَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ ٱلْحَقَّ – إِلَى قَوْلِهِ – فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ» /١٤٦، ١٤٧/.

ترجمہ

''جن لوگوں کو ہم کتاب دے چکے ہیں وہ آپ کو پہچانتے ہیں اس طرح جیسے اپنی نسل والوں کو پہچانتے ہیں، اور بے شک ان میں کچھ لوگ حق کو خوب چھپاتے ہیں''۔ ﴿من الممترين﴾ تک۔

٤٢٢١: حدّثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا مالِكٌ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ قالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، إِذْ جاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ

اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا ، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ ، فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ . [ر : ٣٩٥]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ لوگ مسجد قبا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے، کہ ایک شخص مدینے سے آئے اور کہا کہ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو حکم ہوا ہے کہ کعبہ کا استقبال کریں، اس لئے آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف پھر جایئے، اس وقت ان کا رخ شام کی طرف تھا، چنانچہ سب نمازی کعبہ کی طرف پھر گئے۔

٢٠ - باب : «وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَمَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» /١٤٨/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''ہر ایک کے لئے کوئی رخ ہوتا ہے جدھر وہ متوجہ رہتا ہے، سوتم نیکیوں کی طرف بڑھو، تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تم سب کو پالے گا، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

٤٢٢٢ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ سُفْيَانَ : حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ ، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ، ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ . [ر : ٤٠]

ترجمہ

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف رخ کرنے کا ہمیں حکم دیا۔

٢١ - باب : «وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ» /١٤٩/ .

شَطْرُهُ : تِلْقَاؤُهُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''آپ جس جگہ بھی باہر نکلیں اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کر لیں اور یہ آپ کے پروردگار

کی طرف سے امر حق ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں جو تم کر رہے ہو"۔

٤٢٢٣ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ دِينَارٍ قالَ : سَمِعْتُ ٱبْنَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : بَيْنَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَاءَ ، إِذْ جاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ : أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ ، فَأُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا ، فَاسْتَدَارُوا كَهَيْئَتِهِمْ ، فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ ، وَكانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّأْمِ . [ر : ٣٩٥]

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ لوگ قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آئے اور کہا کہ رات قرآن نازل ہوا ہے اور کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا ہے، اس لئے آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کیجئے اور جس حالت میں ہیں اسی طرح اس کی طرف متوجہ ہو جایئے، یہ سنتے ہی تمام صحابہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے، اس وقت لوگوں کا رخ شام کی طرف تھا۔

٢٢ – باب : «وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ – إِلَى قَوْلِهِ – وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ» /١٥٠/ .

ترجمہ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "آپ جس جگہ سے بھی نکلیں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیں اور تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنا رخ اس کی طرف موڑ لیا کرو"۔ ﴿لعلکم تهتدون﴾ تک

٤٢٢٤ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ قالَ : بَيْنَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَاءَ ، إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا ، وَكانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ ، فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْقِبْلَةِ : الْكَعْبَةِ . [ر : ٣٩٥]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آئے اور کہا کہ رات حضور ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا ہے، اس لئے آپ لوگ بھی اس طرف رخ کر لیجئے۔ لوگ شام کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، لیکن اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

۲۳ - باب : قَوْلِهِ : «إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ» /۱۵۸.

شَعَائِرُ : عَلَامَاتٌ ، وَاحِدَتُهَا شَعِيرَةٌ . وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : الصَّفْوَانُ الْحَجَرُ ، وَيُقَالُ : الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِي لَا تُنْبِتُ شَيْئًا ، وَالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ ، بِمَعْنَى الصَّفَا ، وَالصَّفَا لِلْجَمِيعِ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی یادگاروں میں سے ہیں، سو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی بھی گناہ نہیں، کہ ان دونوں کے درمیان آمدورفت کرے، اور جو کوئی خوشی سے امر خیر کرے تو اللہ تو بڑا قدردان ہے، بڑا علم رکھنے والا ہے۔ ﴿شعائر﴾ بمعنی ”علامات“ ہے، اس کا واحد ”شعیرۃ“ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿صفوان﴾ ”پتھر“ کے معنی میں ہے، ایسے پتھر کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز نہیں اگتی۔ اس لفظ کی واحد ”صفوانۃ“، بھی ”صفا“، ہی کے معنی ہیں اور ”صفا“ جمع کے لئے آتا ہے۔

۴۲۲۵ : حدَّثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ : أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : «إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا» . فَمَا أُرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ : كَلَّا ، لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ ، كَانَتْ : فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا ، إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ ، كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ ، وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ : «إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا» . [ر : ۱۵۶۱]

ترجمہ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ان دنوں میں نوعمر تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں کیا خیال ہے کہ ”صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگاروں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر ذرا بھی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آمدورفت کرے، (یعنی طواف کرے)“۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی ان کا طواف نہ کرے تو اس پر

کوئی گناہ نہیں ہونا چاہیے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، جیسا کہ تمہارا خیال ہے، اگر مسئلہ یہی ہوتا تو آیت اس طرح ہوتی: ﴿فلا جناح علیه أن لا یطَّوَّف بهما﴾ ،لیکن یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔اسلام سے پہلے انصار ''مناۃ'' بت کے نام پر احرام باندھتے تھے، یہ بت مقام ''قدید'' میں رکھا ہوا تھا اور انصار صفا اور مروہ کی سعی کو صحیح نہیں سمجھتے تھے، جب اسلام آیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سعی کے متعلق پوچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگاروں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے گا، یا عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان (آمد و رفت) سعی کرے''۔

٤٢٢٦ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عاصِمِ بْنِ سُلَيْمانَ قالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ ، فَقالَ : كُنَّا نَرَى أَنَّهُمَا مِنْ أَمْرِ الجَاهِلِيَّةِ ، فَلَمَّا كانَ الإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى : «إِنَّ الصَّفَا وَالمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا» . [ر : ١٥٦٥]

ترجمہ

عاصم بن سلیمان کی روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے متعلق پوچھا، آپ نے بتایا کہ اسے ہم جاہلیت کے کاموں میں سے سمجھتے تھے، جب اسلام آیا تو ہمیں اس کی سعی سے جھجک ہوئی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿إن الصفا والمروة من شعائر الله ....﴾ تک۔

تشریح

زمانۂ جاہلیت میں ایک آدمی اساف بن عمرو تھا جس کے نائلہ نامی عورت سے ناجائز تعلقات تھے، ان دونوں نے خانہ کعبہ میں جا کر زنا کیا، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو وہیں مسخ کر دیا اور دونوں پتھر بن گئے۔مشرکین نے عبرت کے لئے اساف کو صفا اور نائلہ کو مروہ پر رکھ دیا۔ابتداء میں دیکھنے والے عبرت حاصل کرتے تھے کہ خانہ کعبہ جیسے مقدس مقامات پر زنا کرنے کی سزا اللہ تعالیٰ یہ دیتے ہیں، لیکن کچھ مدت گزرنے کے بعد مشرکین ان مسخ شدہ پتھروں کی عبادت کرنے لگے اور طواف اور سعی کے وقت مشرکین ان کو چھو کر اپنے ہاتھوں کو چہروں پر تقدس کی نیت سے پھیرتے تھے۔مکہ فتح ہونے کے بعد بعض مسلمانوں کو اس کے درمیان سعی کے بارے میں تردد ہوا کہ شاید یہ رسوم جاہلیت میں سے ہے اور بعض مسلمان تو جاہلیت میں ہی اس کو گناہ سمجھتے تھے، شبہ ہوا کہ شاید اسلام میں بھی گناہ ہو تو یہ آیت نازل ہوئیں اور بتایا گیا کہ سعی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

٢٤ – باب : قَوْلِهِ : «وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ ٱللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ ٱللَّهِ» /١٦٥/ .
يَعْنِي أَضْدَادًا ، وَاحِدُهَا نِدٌّ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کو شریک بنائے ہوئے ہیں۔
﴿أندادا﴾ یعنی ''أضدادا''. اس کا واحد ''نِدٌّ'' ہے۔

٤٢٢٧ : حدَّثنا عَبْدَانُ ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ شَقِيقٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ كَلِمَةً ، وَقُلْتُ أُخْرَى ، قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (مَنْ ماتَ وَهْوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ ٱللَّهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ) . وَقُلْتُ أَنَا : مَنْ ماتَ وَهْوَ لَا يَدْعُو لِلَّهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ . [ر : ١١٨١]

ترجمہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کلمہ ارشاد فرمایا تھا اور میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق وضاحت کے لئے ایک اور بات کہی۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک ٹھہراتا رہا وہ جہنم میں جائے گا اور میں نے یوں کہا کہ جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ کے سوا اور کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

٢٥ – باب : «يَا أَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ – إِلَى قَوْلِهِ – عَذَابٌ أَلِيمٌ» /١٧٨/ .
«عُفِيَ» /١٧٨/ : تُرِكَ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ایمان والو! تم پر مقتولوں کے باب میں قصاص فرض کر دیا گیا ہے، آزاد کے بدلے میں آزاد، غلام کے بدلے میں غلام''۔ ﴿عذاب أليم﴾ تک۔ ﴿عفي﴾ بمعنی ''تُرِكَ''.

تشریح

امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی آیت میں تقابل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آزاد غلام کو قتل کر دے، تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، لیکن احناف کہتے ہیں کہ نفس کے بدلے میں نفس کا اعتبار

ہے: ﴿وكتبنا عليهم فيها أن النفس بالنفس﴾، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: "اعلموا تتكافأ دمائهم" کہ مسلمانوں کا خون آپس میں برابر ہے۔ آیت کریمہ میں صرف یہ بات بتلائی گئی ہے کہ آزاد کے بدلے میں آزاد اور غلام کے بدلے میں غلام کو قتل کیا جائے۔

غلام کو آزاد کے مقابلے میں یا آزاد کو غلام کے مقابلے میں قتل کرنے کے بارے آیت خاموش ہے۔

٤٢٢٨ : حدّثنا الحُمَيْدِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا عَمْرٌو قالَ : سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قالَ : سَمِعْتُ ٱبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : كانَ في بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ ٱلدِّيَةُ ، فَقَالَ ٱللَّهُ تَعَالَى لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ : «كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ» فَٱلْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ ٱلدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ «فَٱتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ» يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدِّي بِإِحْسَانٍ «ذٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ» مِمَّا كُتِبَ عَلَى مَنْ كانَ قَبْلَكُمْ «فَمَنِ ٱعْتَدَى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ» قَتَلَ بَعْدَ قَبُولِ ٱلدِّيَةِ . [٦٤٨٧]

ترجمہ

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا، لیکن درست نہیں تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے کہا کہ تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے، آزاد کے بدلے میں آزاد، غلام کے بدلے میں غلام، عورت کے بدلے میں عورت۔ ہاں! جس کسی کو اس فریق کے مقابل کی طرف سے کچھ معافی مل جائے، تو معافی سے مراد یہی دیت قبول کرنا ہے، سو مطالبہ معقول اور نرمی سے کرنا چاہیے اور مطالبہ کو اس فریق کے پاس خوبی سے پہچانا چاہیے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے مہربانی اور رعایت ہے، یعنی اس کے مقابلے میں جو تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا، سو جو کوئی اس کے بعد بھی زیادتی کرے گا، اس کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔ زیادتی سے مراد یہ ہے کہ دیت بھی لے لی اور اس کے بعد قتل بھی کر دیا۔

٤٢٢٩/٤٢٣٠ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ : حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ : أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (كِتَابُ ٱللَّهِ الْقِصَاصُ) .

ترجمہ

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہے"۔

(٤٢٣٠) : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُنِيرٍ : سَمِعَ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ بَكْرٍ السَّهْمِيَّ : حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ ، عَنْ أَنَسٍ . أَنَّ الرُّبَيِّعَ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جارِيَةٍ ، فَطَلَبُوا إِلَيْهَا العَفْوَ فَأَبَوْا ، فَعَرَضُوا الْأَرْشَ فَأَبَوْا ، فَأَتَوْا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَأَبَوْا إِلَّا الْقِصَاصَ ، فَأَمَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ ؟ لَا وَٱلَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (يَا أَنَسُ ، كِتَابُ ٱللهِ الْقِصَاصُ) . فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (إِنَّ مِنْ عِبَادِ ٱللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى ٱللهِ لَأَبَرَّهُ) . [ر : ٢٥٥٦]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری پھوپھی ربیع نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے، پھر اس لڑکی سے لوگوں نے عفو کی درخواست کی، لیکن اس لڑکی کے قبیلے والے تیار نہیں تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئے، وہ قصاص کے سوا اور کسی چیز کے لئے تیار نہیں تھے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا۔ اس پر انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ربیع کے دانت توڑ دیئے جائیں گے؟ نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ان کے دانت نہ توڑے جانے چاہیے، (ان کی بزرگی اور مرتبہ کی وجہ سے)۔ آپ نے فرمایا: کتاب اللہ کا حکم بہر حال قصاص کا ہے۔ چنانچہ قوم معافی پر راضی ہوگئی۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ بندے اللہ کے ایسے ہیں اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کرتا ہے۔ (اشارہ انس بن نضر کی طرف تھا)۔

٢٦ – باب : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ» /١٨٣/ .

ترجمہ

اور اللہ تعالیٰ ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو آپ سے پہلے تھے، عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ''۔

٤٢٣١ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ قالَ : أَخْبَرَنِي نَافِعٌ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : كانَ عاشُوراءُ يَصُومُهُ أَهْلُ الجَاهِلِيَّةِ ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ ، قالَ : (مَنْ شَاءَ صَامَهُ ، وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ) . [ر : ١٧٩٣]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ دور جاہلیت میں عاشورہ کے دن ہم روزہ رکھتے تھے اور ابتداء میں مسلمان بھی رکھتے تھے، لیکن جب رمضان کے روزے نازل ہوگئے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا جی چاہے عاشورہ کا رزوہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے''۔

۴۲۳۲ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : كانَ عاشُوراءُ يُصامُ قَبْلَ رَمَضَانَ ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قالَ : (مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ) . [ر : ۱۵۱۵]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ عاشورہ کا روزہ رمضان کے روزوں کے حکم سے پہلے رکھا جاتا تھا، پھر جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھے، جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۴۲۳۳ : حدّثني مَحْمُودٌ : أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ ٱللهِ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ قالَ : دَخَلَ عَلَيْهِ الْأَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعَمُ ، فَقَالَ : الْيَوْمُ عاشُورَاءُ ؟ فَقَالَ : كانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ رَمَضَانُ ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ ، فَٱدْنُ فَكُلْ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اشعث ان کے ہاں آئے، آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ اشعث نے کہا: آج تو عاشورہ کا دن ہے!! ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دن کا روزہ رمضان کے روزے نازل ہونے سے پہلے رکھا جاتا تھا، لیکن جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو یہ روزہ چھوڑ دیا گیا، آؤ تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔

۴۲۳۴ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ قالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : كانَ يَوْمُ عاشُوراءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الجَاهِلِيَّةِ ، وَكانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُهُ ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كانَ رَمَضَانُ الْفَرِيضَةَ ، وَتُرِكَ عاشُوراءُ ، فَكانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ . [ر : ۱۵۱۵]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ عاشورہ کے دن قریش جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی دن روزہ رکھتے تھے، جب آپ مدینہ تشریف لائے تو یہاں بھی آپ نے اس دن روزہ رکھا، کیونکہ پچھلی امتوں میں بھی یہ روزہ مشروع تھا اور صحابہ کو اس کے رکھنے کا حکم دیا، لیکن جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا، تو رمضان کے روزے فرض ہو گئے اور عاشورہ کے روزے کی فرضیت باقی نہ رہی، اب جس کا جی چاہے اس دن کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

٢٧ – باب : قَوْلِهِ : «أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ» /١٨٤/ .

وَقَالَ عَطَاءٌ : يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهِ ، كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى .

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ فِي الْمُرْضِعِ وَالْحَامِلِ : إِذَا خَافَتَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ ، وَأَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ ، فَقَدْ أَطْعَمَ أَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا أَوْ عَامَيْنِ ، كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا ، خُبْزًا وَلَحْمًا ، وَأَفْطَرَ .

قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ «يُطِيقُونَهُ» وَهْوَ أَكْثَرُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یہ روزے گنتی کے چند روزے ہیں، پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو، اس پر دوسرے دنوں کا شمار رکھنا لازم ہے، اور جو لوگ اسے مشکل سے برداشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے، کہ وہ ایک مسکین کا کھانا ہے، اور جو کوئی خوشی خوشی نیکی کرے اس کے حق میں بہتر ہے، تو تمہارے حق میں بھی یہی بہتر ہے کہ تم روزے رکھو۔ عطا نے کہا کہ ہر بیماری میں روزہ چھوڑ سکتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اور حسن اور ابراہیم نے کہا کہ دودھ پلانے والی اور حاملہ کو اگر اپنی یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہے اور پھر اس کی قضا کر لیں، جہاں تک بہت بوڑھے آدمی کا تعلق ہے جو آسانی سے روزہ نہ رکھ سکے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی جب بوڑھے ہو گئے تھے، تو ایک سال یا دو سال روزانہ ایک مسکین کو روٹی اور گوشت دیا کرتے تھے اور روزہ چھوڑ دیا تھا۔

عام قراءت ﴿یطییقون﴾ ہے اور یہی اکثر کی رائے ہے۔

۴۲۳۵ : حدّثني إسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا رَوْحٌ : حَدَّثَنَا زَكرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، عَنْ عَطَاءٍ : سَمِعَ ٱبْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ : «وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوَّقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ» . قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ ، هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ ، وَالمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ ، لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُوما ، فَيُطْعِمَانِ مَكانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ یوں قراءت کرر ہے تھے:"وعلى الذين يطوقون (تفعيل) فدية طعام مسكين". حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے، اس سے مراد بہت بوڑھا مرد یا بہت بوڑھی عورت ہے جو روزے کی طاقت نہ رکھتی ہو، انہیں چاہیے کہ روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

۲۸ - باب : «فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ» /۱۸۵/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"پس تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے لازم ہے کہ وہ مہینہ بھر روزے رکھے"۔

۴۲۳۶ : حدّثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ ٱللهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَرَأَ : «فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ» . قالَ : هِيَ مَنْسُوخَةٌ . [ر : ۱۸۴۸]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے یوں قراءت کی:"فدیۃ (بغیر تنوین) طعام مسکین" فرمایا: یہ آیت منسوخ ہے۔

۴۲۳۷ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ يَزِيدَ ، مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ، عَنْ سَلَمَةَ قالَ : لَمَّا نَزَلَتْ : «وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ» . كانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ ، حَتَّى نَزَلَتِ الآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا .

قالَ أَبُو عَبْدِ ٱللهِ : ماتَ بُكَيْرٌ قَبْلَ يَزِيدَ .

ترجمہ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين﴾ تو جس کا جی چاہتا تھا وہ روزہ کر کے اس کے بدلے میں فدیہ دے دیتا، یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی اور اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔ امام بخاری نے کہا کہ بکیر کا انتقال یزید سے پہلے ہو گیا تھا۔

٢٩ – باب : «أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَٱبْتَغُوا ما كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمْ» /١٨٧/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”جائز کر دیا گیا ہے تمہارے لئے روزوں کی رات میں اپنی بیویوں سے مشغول ہونا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ کو خبر ہو گئی کہ تم اپنے کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے، پس اس نے تم پر رحمت سے توجہ فرمائی اور تم سے درگزر کر دی، سو اب تم ان سے مل ملاؤ اور اسے تلاش کرو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے“۔

٤٢٣٨ : حدّثنا عُبَيْدُ ٱللهِ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ . وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ ٱبْنُ عُثْمَانَ : حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ : لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ ، كانُوا لَا يَقْرَبُونَ النِّسَاءَ رَمَضَانَ كُلَّهُ ، وَكَانَ رِجالٌ يَخُونُونَ أَنْفُسَهُمْ ، فَأَنْزَلَ ٱللَّهُ : «عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ» . [ر : ١٨١٦]

ترجمہ

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو مسلمان پورے رمضان میں اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاتے تھے اور کچھ لوگوں نے اپنے کو خیانت میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اللہ کو خبر ہو گئی کہ تم اپنے کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے، پس اس نے تم پر اپنی رحمت سے توجہ فرمائی اور تم کو درگزر کر دیا“۔

۳۰ – باب : «وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عاكِفُونَ فِي المَسَاجِدِ» .

إِلَى قَوْلِهِ : «يَتَّقُونَ» /۱۸۷/ . «الْعاكِفُ» /الحج : ۲۵/ : المُقِيمُ .

ترجمہ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم پر صبح کا سفید خط سیاہ خط سے نمایاں ہو جائے، پھر روزے کو رات ہونے تک پورا کرو اور بیویوں سے اس حال میں صحبت نہ کرو جب کہ تم اعتکاف کے لئے مسجدوں میں ہو“۔ ”عاکف“ بمعنی ”مقیم“۔

۴۲۳۹/۴۲۴۰ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عَدِيٍّ قالَ : أَخَذَ عَدِيٌّ عِقَالاً أَبْيَضَ وَعِقَالاً أَسْوَدَ ، حَتَّى كانَ بَعْضُ اللَّيْلِ نَظَرَ ، فَلَمْ يَسْتَبِينَا ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادِي ، قَالَ : (إِنَّ وِسَادَكَ إِذًا لَعَرِيضٌ : أَنْ كانَ الخَيْطُ الْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ) .

ترجمہ

حضرت عدی بن حاتم کی روایت ہے کہ حضرت عدی نے ایک سفید دھاگہ اور ایک سیاہ دھاگہ لیا اور سوتے ہوئے اپنے پاس رکھ لیا، جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو آپ نے دیکھا وہ دونوں نمایاں نہیں ہوئے تھے، جب صبح ہوئی تو عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے تکیے کے نیچے سفید و سیاہ دھاگے رکھے تھے اور کچھ نہیں ہوا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مزاحاً) پھر تو تمہارا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہوگا کہ آیت میں مذکور صبح کا سفید دھاگہ اور سیاہ دھاگہ اس کے نیچے آ گیا تھا۔

(۴۲۴۰) : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مُطَرِّفٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ عَدِيِّ ٱبْنِ حاتِمٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، ما الخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الْأَسْوَدِ ، أَهُما الخَيْطَانِ ؟ قَالَ : (إِنَّكَ لَعَرِيضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ الخَيْطَيْنِ) . ثُمَّ قَالَ : (لَا ، بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهارِ) . [ر : ۱۸۱۷]

ترجمہ

عدی بن حاتم کی روایت ہے کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آیت میں ”الخیط الابیض“ اور ”الخیط الاسود“

سے کیا مراد ہے؟ کیا ان سے مراد دو دھاگے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری کھوپڑی تو پھر بڑی لمبی چوڑی ہوگی، اگر تم نے دو دھاگے دیکھے ہیں۔ پھر فرمایا: ان سے مرادرات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔

٤٢٤١ : حدّثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ : حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ ، مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ : حَدَّثَنِي أَبُو حازِمٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : وَأُنْزِلَتْ : «وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الْأَسْوَدِ» . وَلَمْ يُنْزَلْ «مِنَ الْفَجْرِ» وَكانَ رِجالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالخَيْطَ الْأَسْوَدَ ، وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَهُ : «مِنَ الْفَجْرِ» . فَعَلِمُوا أَنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ . [ر : ١٨١٨]

ترجمہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ ﴿کلوا واشربوا﴾ اور ﴿من الفجر﴾ کے الفاظ ابھی نازل ہوئے نہیں تھے، تو بہت سے صحابہ روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتے اور اپنے پاؤں میں سفید دھاگہ اور سیاہ دھاگہ باندھ لیتے تھے اور جب تک وہ دونوں دھاگے صاف دکھائی نہ دیتے برابر کھاتے پیتے رہتے، پھر اللہ نے ''من الفجر'' کے الفاظ نازل کئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس سے مرادرات کی سیاہی اور دن کی سفیدی کا امتیاز ہے۔

٣١ – باب : «وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ» /١٨٩/ .

ترجمہ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یہ تو کوئی بھی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ، البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے، اور گھروں میں ان کے دروازے سے آؤ، اور اللہ سے تقویٰ کی امید کئے رہو، تا کہ فلاح پاؤ۔

٤٢٤٢ : حدّثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : كانُوا إِذَا أَحْرَمُوا فِي الجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهِ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ : «وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا» . [ر : ١٧٠٩]

ترجمہ

حضرت براءؓ کی روایت ہے کہ جب جاہلیت میں احرام باندھ لیتے تو گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے

داخل ہوتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ''یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم اپنے گھروں میں پشت کی طرف سے جاؤ، بلکہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے، اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ''۔

۳۲ – باب : «وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ» /١٩٣/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد (عقیدہ) باقی نہ رہے، اور دین اللہ ہی کے لئے رہ جائے، سو اگر وہ باز آجائیں تو سختی کسی پر نہیں، بجز حق میں ظلم کرنے والوں کے''۔

٤٢٤٣ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : أَتَاهُ رَجُلَانِ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا : إِنَّ النَّاسَ ضُيِّعُوا وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ ، وَصَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ ، فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ ؟ فَقَالَ : يَمْنَعُنِي أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ دَمَ أَخِي ، فَقَالَا : أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ : «وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ» . فَقَالَ : قَاتَلْنَا حَتَّى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ ، وَكَانَ الدِّينُ لِلَّهِ ، وَأَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةٌ ، وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ اللَّهِ .

وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي فُلَانٌ ، وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ : أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُ ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، ما حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تَحُجَّ عامًا وَتَعْتَمِرَ عامًا ، وَتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ، قَدْ عَلِمْتَ ما رَغَّبَ اللَّهُ فِيهِ ؟ قَالَ : يَا ابْنَ أَخِي ، بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ : إِيمَانٍ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ، وَالصَّلَاةِ الخَمْسِ ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ ، وَأَدَاءِ الزَّكَاةِ ، وَحَجِّ الْبَيْتِ . قَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، أَلَا تَسْمَعُ ما ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ : «وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ» . «قَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ» . قَالَ : فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا ، فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ : إِمَّا قَتَلُوهُ وَإِمَّا يُعَذِّبُونَهُ ، حَتَّى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ ، قَالَ : فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ ؟ قَالَ : أَمَّا عُثْمَانُ فَكَأَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ ، وَأَمَّا أَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ أَنْ تَعْفُوا عَنْهُ . وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَخَتَنُهُ ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ ، فَقَالَ : هٰذَا بَيْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ .

[٤٣٧٣ ، ٤٣٧٤ ، ٦٦٨٢ ، وانظر : ٨]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ کے پاس ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنے کے زمانے میں دو آدمی آئے اور کہا کہ لوگوں میں نزاع پیدا ہو چکا ہے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، آپ کیوں خاموش ہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری خاموشی کی صرف یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کسی بھی بھائی کا خون مجھ پر حرام قرار دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد نہیں فرمایا کہ ان سے لڑو، یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے اور دین خالص اللہ کے لئے ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: لیکن تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ تم اس لئے لڑو کہ فساد باقی ہو اور دین غیر اللہ کے لئے ہو جائے۔ اور عثمان بن صالح نے اضافہ کیا کہ ان سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں فلاں اور حیوۃ بن شریح نے خبر دی، انہیں بکر بن عمرو معافری نے ان سے بکیر بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے نافع نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! کیا وجہ ہے کہ آپ ایک سال حج کرتے ہیں اور ایک سال عمرہ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد میں شریک نہیں ہوتے؟ آپ کو خود معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی طرف کتنی توجہ دلائی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پانچ وقت نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوۃ دینا اور حج ادا کرنا۔ انہوں نے کہا: اے عبدالرحمٰن! کتاب اللہ میں جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: آپ کو وہ معلوم نہیں کہ مسلمانوں کی دو جماعتیں جب باہم لڑیں تو ان میں صلح کراؤ، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ان سے جنگ کرو، یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم یہ فرض انجام دے چکے ہیں۔ اسلام اس وقت کمزور تھا اور آدمی اپنے دین کے بارے میں فتنہ میں مبتلا کر دیا گیا تھا، لیکن اب اسلام طاقتور ہو چکا ہے، اس لئے وہ فساد باقی نہیں رہا۔ اس شخص نے پھر پوچھا: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اللہ نے معاف کر دیا تھا، اگرچہ تم لوگ پسند نہیں کرتے کہ اللہ انہیں معاف کرتا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد ہیں اور ہاتھ سے اشارہ فرمایا: یہ ان کا گھر ہے، تم دیکھ سکتے ہو۔

تشریح

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد عبدالملک بن مروان حاکم مقرر ہوئے، تو مکہ میں مسلمانوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور مکہ میں خلیفہ ہو گئے، اور ابن زبیر سے بیعت طلب کر لی لیکن انہوں نے انکار

کر دیا تو عبدالملک نے حجاج بن یوسف کولشکر دے کر بھیجا اوران کومجبور کر دیا کہ وہ بیعت کر دیں، وگرنہ ان کوقتل کر دیا جائے، جس پر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کوشہید کر دیا گیا۔غزوہ احد میں کچھ صحابہ سے اجتہادی غلطی ہوگئی تھی، کچھ دیر کے لئے مسلمان پریشان ہوگئے تھے، پھرانہیں آواز دے کر جمع کر دیا گیا،اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے،اسی کی طرف اشارہ ہے:﴿قد عفا عنكم﴾ سے،اورابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اور چچازاد تھے۔رشتے کے قرب کے ساتھ ساتھ قرب مکان بھی بتانا تھا۔

٣٣ – باب : «وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ ٱللهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ ٱللهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ» /١٩٥/ .

التَّهْلُكَةُ وَٱلْهَلَاكُ وَاحِدٌ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرواوراپنے ہاتھ ہلاکت میں نہ ڈالواوراچھے کام کرتے رہو۔یقیناً اللہ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔﴿تهلكة﴾اور''هلاك''ہم معنی ہیں۔

٤٢٤٤ : حدّثنا إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا النَّضْرُ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سُلَيْمانَ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ ، عَنْ حُذَيْفَةَ : «وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ ٱللهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ» . قالَ : نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ .

ترجمہ

حضرت حذیفہ کی روایت ہے کہ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے رہواوراپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو''۔یہ آیت اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

٣٤ – باب : «فَمَنْ كانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ» /١٩٦/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''لیکن اگر تم میں سے کوئی بیمار یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو''۔

٤٢٤٥ : حدّثنا آدَمُ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهانِيِّ قالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ مَعْقِلٍ قالَ : قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ – يَعْنِي مَسْجِدَ الْكُوفَةِ –

فَسَأَلْتُهُ عَنْ : «فِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ» . فَقَالَ : حُمِلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي ، فَقَالَ : (ما كُنْتُ أُرَى أَنَّ الجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هٰذَا ، أَمَا تَجِدُ شَاةً) . قُلْتُ : لَا ، قَالَ : (صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ ، وَاحْلِقْ رَأْسَكَ) . فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً ، وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً . [ر : ۱۷۲۱]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن معقل کی روایت ہے کہ وہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مسجد میں حاضر ہوئے، ان کی مراد کوفہ کی مسجد تھی اور آپ سے روزے کے فدیہ کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے بیان کیا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگ لے گئے اور جوئیں سر سے میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم اس حد تک تکلیف میں مبتلا ہو گے، تم کوئی بکری نہیں مہیا کر سکتے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا کہ پھر تین دن روزے رکھ لو، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، ہر مسکین کو ایک صاع کھانا، اور اپنا سر منڈ وا دو۔ (آپ احرام باندھے ہوئے تھے) تو یہ آیت خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی، لیکن اس کا حکم تم سب کے لئے عام ہے۔

۳۵ – باب : «فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الحَجِّ» /البقرة : ۱۹۶/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''پھر جو شخص عمرے سے مستفید ہوا سے حج کے ساتھ ملا کر کرے''۔

۴۲۴۶ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ ، عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ : حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللهِ ، فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ ، قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ ما شَاءَ . [ر : ۱۴۹۶]

ترجمہ

حضرت عمران بن حصین کی روایت ہے کہ حج میں تمتع کا حکم قرآن میں نازل ہوا اور ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح حج کیا، پھر اس کے بعد قرآن نے ہمیں ممنوع نہیں قرار دیا اور نہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی، لہذا تمتع اب بھی جائز ہے، یہ تو ایک آدمی نے اپنی رائے سے چاہا کہہ دیا۔

٣٦ - باب : «لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلاً مِنْ رَبِّكُمْ» /١٩٨/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”تمہیں اس باب میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم اپنے پردگار کے ہاں سے معاش تلاش کرو“۔

٤٢٤٧ : حدّثني مُحَمَّدٌ قالَ : أَخْبَرَنِي ٱبْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ : كانَتْ عُكَاظٌ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الجَاهِلِيَّةِ ، فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي المَوَاسِمِ ، فَنَزَلَتْ : «لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلاً مِنْ رَبِّكُمْ» . فِي مَوَاسِمِ الحَجِّ .
[ر : ١٦٨١]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ”عکاظ، مجنة“ اور ”ذوالمجاز“ زمانۂ جاہلیت کے بازار تھے، اس لئے اسلام کے بعد موسم حج میں صحابہ نے وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ تمہیں اس باب میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار کے ہاں سے تلاش معاش کرو۔

٣٧ - باب : «ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ» /١٩٩/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ہاں تم وہاں جا کر واپس آؤ جہاں سے لوگ آتے ہیں“۔

٤٢٤٨ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حازِمٍ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : كانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ ، وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الحُمْسَ ، وَكانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفاتٍ ، فَلَمَّا جاءَ الْإِسْلَامُ ، أَمَرَ ٱللهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفاتٍ ، ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ، ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى : «ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ». [ر : ١٥٨٢]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ قریش اور ان کے طریق کی پیروی کرنے والے عرب حج کے لئے مزدلفہ ہی میں وقوف کرتے تھے، اس کا نام انہوں نے ”الحمس“ رکھا تھا، اور باقی عرب عرفات میں وقوف کرتے

تھے، پھر جب اسلام آیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ عرفات میں آئیں اور وہیں وقوف کریں اور پھر وہاں سے مزدلفہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا یہی مقصد ہے کہ ''پھر تم وہاں جا کر واپس آؤ جہاں سے لوگ آتے ہیں''۔

تشریح

''حُمس'' کا معنی تشدد اور بہادری کے ہے۔ قریش اپنے فخر اور تکبر کی وجہ سے عرفات نہیں جاتے تھے کہ ہم حرم کے مجاور ہیں اور حدودِ حرم سے باہر نہیں جائیں گے۔ عرفات حدود حرم سے باہر ہے اور مزدلفہ حدود حرم میں ہے، کہ ہم دین میں متشدد اور بہادر ہیں۔

٤٢٤٩ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ : حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمانَ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ : أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قالَ : يَطُوفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ ما كانَ حَلالًا حَتَّى يُهِلَّ بِالحَجِّ ، فَإِذَا رَكِبَ إِلَى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهُ هَدِيَّةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ ، ما تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ ، أَيَّ ذٰلِكَ شاءَ ، غَيْرَ أَنَّهُ إِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي الحَجِّ ، وَذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ ، فَإِنْ كانَ آخِرُ يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتَّى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ يَكُونَ الظَّلَامُ ، ثُمَّ لِيَدْفَعُوا مِنْ عَرَفَاتٍ إِذَا أَفَاضُوا مِنْهَا حَتَّى يَبْلُغُوا جَمْعًا الَّذِي يُتَبَرَّرُ فِيهِ ، ثُمَّ لِيَذْكُرُوا ٱللهَ كَثِيرًا ، أَوْ : أَكْثِرُوا التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا ، ثُمَّ أَفِيضُوا فَإِنَّ النَّاسَ كانُوا يُفِيضُونَ ، وَقَالَ ٱللهُ تَعَالَى : «ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَٱسْتَغْفِرُوا ٱللهَ إِنَّ ٱللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ» . حَتَّى تَرْمُوا الجَمْرَةَ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ کسی شخص کے لئے بیت اللہ کا طواف اس وقت تک حلال نہیں تھا جب تک وہ حج کے لئے احرام نہ باندھے، پھر جب وقوف عرفہ کے لئے جائے تو جس کے پاس ہدی (قربانی کا جانور) ہو، اونٹ، گائے یا بکری جس کی بھی وہ قربانی کرسکتا ہو، البتہ اگر وہ ہدی نہ کرسکتا ہو تو اس پر تین دن کے روزے ہیں جو یوم عرفہ سے پہلے پہلے پورے ہونے چاہیے، مگر ان تینوں روزوں میں آخری روزہ وقوف عرفہ کے دن پڑ جائے پھر بھی کوئی مضائقہ نہیں، اس کے بعد اسے روانہ ہونا چاہیے اور عرفہ میں قیام کرنا چاہیے عصر کی نماز سے رات کی تاریکی پھیل جانے تک، پھر عرفات سے روانگی ہوگی اور وہاں سے چل کر مزدلفہ پہنچیں گے جہاں رات گزارنی ہوگی، وہاں جتنا ہوسکے اللہ کا ذکر کیا جائے اور تکبیر و تحلیل بھی خوب کی جائے صبح ہونے تک، آخر یہاں سے بھی روانگی ہوگی، کیونکہ لوگ

یہاں سے اس طرح روانہ ہوتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تو تم وہاں جا کر واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں، اور اللہ سے مغفرت طلب کرو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے'' اور آخر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کرو۔

٣٨ - باب :

«وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ» /٢٠١/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کوئی ان میں سے ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں: اے پروردگار ہمارے! ہم کو دنیا کی بہتری دے اور آخرت میں بہتری اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچائے رکھنا''۔

٤٢٥٠ : حدّثنا أَبُو مَعْمَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ أَنَسٍ قالَ : كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ : (اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً ، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً ، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) . [٦٠٢٦]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: اے پروردگار ہمارے! ہم کو دنیا میں بہتری دے دے اور آخرت میں بھی بہتری اور ہم کو عذاب سے بچائے رکھنا۔

٣٩ - باب : «وَهُوَ أَلَدُّ ٱلْخِصَامِ» /٢٠٤/ .

وَقالَ عَطَاءٌ : النَّسْلُ الحَيَوانُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''دارنحالیکہ وہ شدید ترین جھگڑالو ہے''۔ عطا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ویھلك الحرث والنسل﴾ میں ''نسل'' سے مراد حیوان ہیں۔

٤٢٥١ : حدّثنا قَبِيصَةُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عائِشَةَ تَرْفَعُهُ قالَ : (أَبْغَضُ الرِّجالِ إِلَى ٱللهِ الأَلَدُّ الخَصِمُ) .

وَقالَ عَبْدُ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنِي ٱبْنُ جُرَيْجٍ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . [ر : ٢٣٢٥]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔ اور عبداللہ بن ولید عدنی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے حدیث بیان کی، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

٤٠ – باب : «أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللهِ قَرِيبٌ» /٢١٤/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کیا تم یہ گمان رکھتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، درانحالیکہ ابھی تم پر ان لوگوں کے حالات پیش نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، انہیں تنگی اور سختی پیش آئی۔ ﴿قریب﴾ تک۔

٤٢٥٢ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ قالَ : سَمِعْتُ ٱبْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ : قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : «حَتَّى إِذَا ٱسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا» . خَفِيفَةً ، ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ ، وَتَلَا : «حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ ٱللهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ ٱللهِ قَرِيبٌ» . فَلَقِيتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ ، فَقَالَ : قالَتْ عائِشَةُ : مَعَاذَ ٱللهِ ، وَٱللهِ مَا وَعَدَ ٱللهُ رَسُولَهُ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا عَلِمَ أَنَّهُ كائِنٌ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ ، وَلٰكِنْ لَمْ يَزَلِ البَلَاءُ بِالرُّسُلِ ، حَتَّى خافُوا أَنْ يَكُونَ مَنْ مَعَهُمْ يُكَذِّبُونَهُمْ . فَكانَتْ تَقْرَؤُهَا : «وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا» . مُثَقَّلَةً . [ر : ٣٢٠٩]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ﴿حتى إذا ستيأس الرسل وظنوا أنهم قد كذبوا﴾ میں ''کذبوا'' کو ذال کی تخفیف کے ساتھ قراءت کرتے تھے، آیت کا جو مفہوم وہ مراد لے سکتے تھے لیا، اس کے بعد یوں تلاوت کرتے: ﴿حتى يقول الرسول والذين امنو معه متى نصر الله ألا إن نصر الله قريب﴾۔ پھر میری ملاقات عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی، تو میں نے اس کی قراءت کا ذکر ان سے کیا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نے فرمایا تھا: معاذ اللہ! خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وعدہ بھی کیا انہیں اس کا کامل یقین ہوتا تھا کہ ان کی وفات سے پہلے یہ ضرور ظہور پزیر ہوگا، البتہ انبیاء پر مصیبتیں آزمائشیں جب انتہا کو پہنچ جائیں، تو انہیں خوف دامن گیر ہوتا، کہیں وہ لوگ انہیں جھٹلا نہ دیں جو ان کے ساتھ ہیں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی قراءت ﴿وظنوا أنهم قد كذبوا﴾ ذال کی تشدید کے ساتھ کرتی تھیں۔

تشریح

﴿وظنوا أنهم قد كذبوا﴾ ذال کی تشدید کے ساتھ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کی تاخیر کی صورت میں انبیاء کو یہ ڈر لگا کہ اللہ کی نصرت نہ آئی تو جن لوگوں نے ان کی تصدیق کی ہے، کہیں وہ تکذیب نہ کریں۔ ذال کی تخفیف کی صورت میں مطلب یہ ہے کہ جب انبیاء کی نصرت میں تاخیر ہوئی، یہاں تک کہ وہ مایوس ہوئے اور گمان کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ بولا گیا اور انہیں یہ خیال ہوا کہ نصرت خداوندی کا وعدہ سچا نہیں تھا۔ اشکال ہے کہ انبیاء کیا بدگمانی کر سکتے ہیں، جبکہ ذال کی تخفیف کی قراءت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے جو رئیس المفسرین ہیں۔ نسائی کی روایت میں ہے: "استيأس الرسل من إيمان قومهم وظن قومهم أن الرسل قد كذبوا" یعنی انبیاء اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے اور قوم نے گمان کیا کہ انبیاء کے ساتھ نصرت کا وعدہ صحیح نہیں تھا۔

٤١ – باب : «نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ» . الآيَةَ /٢٢٣/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو اور اپنے حق میں آئندہ کے لئے کچھ کرتے رہو"۔

٤٢٥٣ : حدّثنا إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ عَوْنٍ ، عَنْ نَافِعٍ قالَ : كانَ ٱبْنُ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ ، فَأَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا ، فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ، حَتَّى ٱنْتَهٰى إِلَى مَكانٍ قالَ : تَدْرِي فِيمَ أُنْزِلَتْ ؟ قُلْتُ : لَا ، قالَ : أُنْزِلَتْ في كَذَا وَكَذَا ، ثُمَّ مَضَى .

وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ : حَدَّثَنِي أَبِي : حَدَّثَنِي أَيُّوبُ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ : «فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ» . قالَ : يَأْتِيهَا في .

رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللّٰهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ .

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب قرآن پڑھتے تو قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا لفظ اپنی زبان پر نہیں لاتے تھے، یہاں تک کہ تلاوت سے فارغ ہو جاتے تھے۔ایک دن میں قرآن مجید لے کران کے سامنے بیٹھ گیا اور انہوں نے سورۃ بقرہ کی تلاوت شروع کی، جب اس آیت پر پہنچے تو فرمایا: معلوم ہے یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ میں نے عرض کی: نہیں۔فرمایا: فلاں چیز کے لئے نازل ہوئی تھی اور پھر تلاوت کرنے لگے۔

عبدالصمد سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے حدیث بیان کی، ان سے ایوب نے حدیث بیان کی، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ یہ آیت ''تم اپنی کھیت میں آؤ جس طرح چاہو'' کے بارے میں فرمایا کہ پیچھے بھی سے آسکتا ہے۔اس کی روایت محمد بن یحییٰ نے سعید سے کی، ان سے ان کے والد نے، ان سے یحییٰ نے، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے۔

٤٢٥٤ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ ٱبْنِ الْمُنْكَدِرِ : سَمِعْتُ جابِرًا رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : كانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ : إِذَا جامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ ، فَنَزَلَتْ : «نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ» .

ترجمہ

حضرت ابن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ یہودی کہتے تھے: اگر عورت سے ہمبستری کے لئے کوئی پیچھے سے آئے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو۔

٤٢ - باب : «وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ» /٢٣٢/ .

٤٢٥٥ : حدّثنا عُبَيْدُ ٱللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو عامِرٍ الْعَقَدِيُّ : حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ : حَدَّثَنَا الحَسَنُ قَالَ : حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قالَ : كانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ .

وَقالَ إِبْرَاهِيمُ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الحَسَنِ : حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ .

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ، عَنِ الحَسَنِ : أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ ٱبْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا ، فَتَرَكَهَا حَتَّى ٱنْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا ، فَأَبَى مَعْقِلٌ ، فَنَزَلَتْ : «فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ» . [٤٨٣٧ ، ٥٠٢٠ ، ٥٠٢١]

ترجمہ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ میری ایک بہن تھی جن کا پیغام میرے پاس آیا، اور ابراہیم نے کہا: ان سے حسن نے، ان سے یونس نے، ان سے معقل بن یسار نے حدیث بیان کی اور ہم سے ابومعمر نے حدیث بیان کی، ان سے عبدالوارث نے، ان سے یونس نے، ان سے معقل بن یسار نے کہ ان کی بہن کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی تھی، لیکن جب عدت گزر گئی، انہوں نے پھر پیغام نکاح بھیجا، حضرت معقل نے اس پر انکار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ''تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں''۔

٤٣ - باب : «وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ» /٢٣٤/ .

«يَعْفُونَ» /٢٣٧/ : يَهَبْنَ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور تم میں سے جو لوگ وفات پاجاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں، وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے دس دن تک روکیں''۔ ﴿بما تعملون خبیر﴾ تک ''یعفون'' بمعنی: ''یھبن''.

٤٢٥٦ : حدّثني أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ، عَنْ حَبِيبٍ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ : قَالَ ٱبْنُ الزُّبَيْرِ : قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ : «وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا» . قَالَ : قَدْ نَسَخَتْهَا الآيَةُ الأُخْرَى ، فَلِمَ تَكْتُبُهَا ؟ أَوْ : تَدَعُهَا ؟ قَالَ : يَا ٱبْنَ أَخِي لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ . [٤٢٦٢]

ترجمہ

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے آیت ''اور جو لوگ تم میں سے وفات پاجاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ دیتے ہیں'' متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اس آیت نے دوسری آیت کو منسوخ کر دیا ہے، اس لئے اسے مصحف میں نہ لکھیں، یا یہ کہا کہ نہ رہنے دیں، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹے میں قرآن کا کوئی لفظ اس کی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔

٤٢٥٧ : حدّثنا إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا رَوْحٌ : حَدَّثَنَا شِبْلٌ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ : «وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا» . قَالَ : كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ ، تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا

وَاجِبٌ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ : «وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ» . قَالَ : جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَصِيَّةً ، إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا ، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ ، وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى : «غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ» . فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا . زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ .

وَقَالَ عَطَاءٌ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : نَسَخَتْ هٰذِهِ الآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا ، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ ، وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى : «غَيْرَ إِخْرَاجٍ» . قَالَ عَطَاءٌ : إِنْ شَاءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا ، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ ، لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : «فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ» . قَالَ عَطَاءٌ : ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ ، فَنَسَخَ السُّكْنَى ، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ ، وَلَا سُكْنَى لَهَا .

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ : بِهٰذَا .

وَعَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : نَسَخَتْ هٰذِهِ الآيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا ، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ ، لِقَوْلِ اللَّهِ : «غَيْرَ إِخْرَاجٍ» . نَحْوَهُ . [۵۰۲۹]

ترجمہ

حضرت مجاہد نے اس آیت ''اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ دیتے ہیں'' کے بارے میں فرمایا کہ چار مہینے دس دن کی عدت تھی جو شوہر کے گھر گزارنی ضروری تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ان پر لازم ہے اپنی بیویوں کے حق میں نفع کی وصیت کر جانے کی کہ وہ ایک سال تک گھر سے نہ نکالی جائیں، لیکن اگر خود نکل جائیں تو کوئی گناہ تم پر نہیں اس باب میں جسے وہ بیویاں شرافت کے ساتھ کریں''۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لئے سات مہینے اور بیس دن وصیت کے قرار دیئے کہ اگر وہ چاہیں تو اس مدت میں شوہر کے گھر ہی رہیں، اگر چاہیں تو کہیں اور چلی جائیں، تو تمہارے حق میں کوئی مضائقہ نہیں، پس عورت کے ایام تو وہی ہیں جنہیں گزارنا اس پر ضروری ہے، (چار ماہ دس دن)۔ شبل نے مجاہد کے واسطے سے اسے بیان کیا اور عطا نے بیان کیا کہ ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں عورت کے لئے صرف شوہر کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم منسوخ کر دیا ہے، گویا اب جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ گھر سے نکالی نہ جائیں، لیکن اگر خود نکل جائیں تو کوئی گناہ نہیں۔ عطا نے فرمایا کہ

اگر عورت چاہے تو عدت شوہر کے گھر میں گزارے اور اس کے حق میں جو وصیت ہے اس کے مطابق وہیں قیام کرے، اگر وہ چاہے تو دوسری جگہ بھی گزارسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ''کوئی گناہ تم پر نہیں اس باب میں جسے وہ بیویاں شرافت کے ساتھ کریں'' کی وجہ سے عطا نے فرمایا کہ پھر میراث کا حکم نازل ہوا اور اس نے عورت کے سکنی کے حق کو منسوخ قرار دیا، اب عورت جہاں چاہے عدت گزارسکتی ہے، اسے سکنی دینا ضروری نہیں۔ اور محمد بن یوسف نے روایت کی، ان سے ورقاء نے حدیث بیان کی، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے یہی روایت کی، اور ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ ان سے عطا نے بیان کیا کہ اس آیت میں صرف شوہر کے گھر میں عدت کو منسوخ قرار دیا ہے، اب وہ جہاں چاہے عدت گزارسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿غير إخراج﴾ کی روشنی میں۔

٤٢٥٨ : حدّثنا حِبَّانُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ عَوْنٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قالَ : جَلَسْتُ إِلَى مَجْلِسٍ فِيهِ عُظْمٌ مِنَ ٱلْأَنْصَارِ ، وَفِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى ، فَذَكَرْتُ حَدِيثَ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ فِي شَأْنِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الحَارِثِ ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : وَلٰكِنَّ عَمَّهُ كانَ لَا يَقُولُ ذٰلِكَ ، فَقُلْتُ : إِنِّي لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى رَجُلٍ فِي جانِبِ الْكُوفَةِ ، وَرَفَعَ صَوْتَهُ ، قالَ : ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِيتُ مالِكَ بْنَ عامِرٍ ، أَوْ مالِكَ بْنَ عَوْفٍ ، قُلْتُ : كَيْفَ كانَ قَوْلُ ٱبْنِ مَسْعُودٍ فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهْيَ حامِلٌ ؟ فَقَالَ : قالَ ٱبْنُ مَسْعُودٍ : أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ ، وَلَا تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّخْصَةَ ؟ أُنْزِلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى .

وَقالَ أَيُّوبُ ، عَنْ مُحَمَّدٍ : لَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مالِكَ بْنَ عامِرٍ . [٤٦٢٦ مكرر]

ترجمہ

محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں حاضر ہوا، اکابر انصار اس مجلس میں موجود تھے، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی تشریف رکھتے تھے، میں نے وہاں سبیعہ بنت حارث کے معاملے کے مطابق عبداللہ بن عتبہ کی حدیث کا ذکر کیا، عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ ان کے چچا (عبداللہ بن مسعود) ایسا نہیں کہتے تھے، میں نے کہا: پھر تو میں نے ایک بزرگ کے متعلق جھوٹ بولنے کی جرأت کی ہے جو کوفہ میں ابھی موجود ہے، ان کی آواز بلند ہوگئی تھی، اور بیان کیا کہ پھر جب میں اس مجلس سے اٹھا تو راستے میں مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے ملاقات ہوئی، میں نے پوچھا کہ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اور وہ حمل سے ہو تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے متعلق کیا فرماتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابن مسعود فرماتے تھے کہ تم اس کے متعلق سختی پر کیوں سوچتے ہو، اور ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد نے کہ میں ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملا۔

٤٤ - باب : «حافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى» /٢٣٨/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''سب نمازوں کی پابندی کرو اور خصوصاً درمیانی نماز کی''۔

٤٢٥٩ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ، عَنْ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَبِيدَةَ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ .

حدّثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ قالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ، عَنْ عَبِيدَةَ ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ يَوْمَ الخَنْدَقِ : (حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غابَتِ الشَّمْسُ ، مَلَأَ ٱللهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ ، أَوْ : أَجْوَافَهُمْ - شَكَّ يَحْيَىٰ - نَارًا) .
[ر : ٢٧٧٣]

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقعہ پر فرمایا تھا: ''ان کفار نے ہمیں صلوۃ الوسطی نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہوگیا، اللہ ان کے قبروں کو اور گھروں کو یا ان کے پیٹوں کو آگ سے بھردے''۔

٤٥ - باب : «وَقُومُوا لِلّهِ قانِتِينَ» /٢٣٨/ : مُطِيعِينَ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اور اللہ کے سامنے عاجزوں کی طرح کھڑے رہا کرو''۔﴿قانتين﴾ بمعنی: ''مطیعین''.

٤٢٦٠ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خالِدٍ ، عَنِ الحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قالَ : كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ ، يُكَلِّمُ أَحَدُنَا أَخاهُ فِي حاجَتِهِ ، حَتَّى نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ : «حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلّهِ قانِتِينَ» . فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ . [ر : ١١٤٢]

ترجمہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ابتداء میں ہم نماز پڑھتے ہوئے بات بھی کرلیا کرتے

تھے، کوئی بھی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اپنی کسی ضرورت کے لئے کہہ دیتا تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''سب نمازوں کی پابندی رکھو، خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ کے سامنے عاجزوں کی طرح کھڑے رہا کرو''۔ اس آیت کے ذریعے ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

٤٦ – باب : «فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجالاً أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ ما لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ» /٢٣٩/ .

وَقالَ ٱبْنُ جُبَيْرٍ : «كُرْسِيُّهُ» /٢٥٥/ : عِلْمُهُ . يُقَالُ : «بَسْطَةً» /٢٤٧/ : زِيَادَةً وَفَضْلاً . «أَفْرِغْ» /٢٥٠/ : أَنْزِلْ . «وَلَا يَؤُودُهُ» /٢٥٥/ : لَا يُثْقِلُهُ ، آدَنِي أَثْقَلَنِي ، وَالآدُ وَالْأَيْدُ الْقُوَّةُ . السِّنَةُ : نُعَاسٌ . «لَمْ يَتَسَنَّهْ» /٢٥٩/ : لَمْ يَتَغَيَّرْ . «فَبُهِتَ» /٢٥٨/ : ذَهَبَتْ حُجَّتُهُ . «خاوِيَةٌ» /٢٥٩/ : لَا أَنِيسَ فِيهَا . «عُرُوشِهَا» /٢٥٩/ : أَبْنِيَتُهَا . «نُنْشِرُهَا» /٢٥٩/ : نُخْرِجُهَا . «إِعْصَارٌ» /٢٦٦/ : رِيحٌ عاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ ، كَعَمُودٍ فِيهِ نَارٌ .

وَقالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «صَلْدًا» /٢٦٤/ : لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ .

وَقالَ عِكْرِمَةُ : «وَابِلٌ» /٢٦٤/ و /٢٦٥/ : مَطَرٌ شَدِيدٌ . الطَّلُّ : النَّدَى ، وَهٰذَا مَثَلُ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ . «يَتَسَنَّهْ» /٢٥٩/ : يَتَغَيَّرْ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو تو تم پیدل ہی پڑھ لیا کرو یا سواری پر، پھر جب تم امن میں آجاؤ تو اللہ کو یاد کرو، جس طرح اس نے تم کو سکھلایا ہے جس کو تم جانتے بھی نہ تھے''۔ ابن جبیر نے فرمایا کہ قرآن میں ''کُرسِیُّہٗ'' سے مراد ''اللہ کا علم'' ہے۔ ''بسطة'' کا معنی ہے: زیادتی اور اضافہ۔ ''افرغ'' بمعنی ''نازل کرنا''۔ ''ولا یؤودہ'' ''آد، یؤود'' ''بوجھل کرنے'' کے معنی میں ہے۔ نیز ''آد'' اور ''أید'' قوت کے معنی میں (بھی) ہے۔ ''السنة'': بمعنی اونگھ۔ ''لم یتسنه'' ''عدم تغیر'' کے معنی میں ہے۔ ''فبهت'' یعنی: اس کے پاس کوئی دلیل نہ رہی۔ ''خاویة'': جہاں کوئی انیس و غمخوار نہ ہو۔ ''عروشها'' بمعنی ''بنیادیں''۔ ''ننشرها'': بمعنی ''ہم انہیں نکالیں گے''۔ ''إعصار'': ایسی تیز ہوا جو زمین سے آسمان کی طرف ستون کی طرح اٹھتی ہے اور اس میں آگ ہوتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''صلدا'' کا معنی ہے: ''جس پر کچھ اگا ہوا نہ ہو''۔ عکرمہؒ نے فرمایا: ''وابل'' تیز بارش کو کہتے ہیں۔ ''طل'' بمعنی شبنم ہے اور یہ مومن کے عمل کی مثال ہے۔

٤٢٦١ : حدَّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا مالِكٌ ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : كانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الخَوْفِ ، قالَ : يَتَقَدَّمُ الْإِمامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ ،

فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً ، وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا ، فَإِذَا صَلَّى الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا ، وَلَا يُسَلِّمُونَ ، وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، فَيَقُومُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ ، فَيَكُونُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ ، صَلَّوْا رِجَالاً قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا ، مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا .

قَالَ مَالِكٌ : قَالَ نَافِعٌ : لَا أُرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

[ر : ۹۰۰]

ترجمہ

حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نماز خوف کے متعلق پوچھا جاتا تو آپ فرماتے: امام مسلمانوں کی جماعت کو لے کر خود آگے بڑھے اور انہیں ایک رکعت نماز پڑھائے، اس دوران ایک دوسری جماعت مسلمانوں کے اور دشمنوں کے درمیان رہے، یہ لوگ نماز میں ابھی شریک نہیں ہوں گے، پھر جب امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھا لے جو پہلے ان کے ساتھ تھے تو اب وہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور ان کی جگہ لے لیں، لیکن یہ لوگ سلام نہیں پھیریں گے۔ جنہوں نے اب تک نماز نہیں پڑھی امام انہیں بھی ایک رکعت پڑھائے گا، اب امام دو رکعتیں پڑھنے کے بعد فارغ ہو چکا اور اگر فرض صرف دو رکعت نماز تھی تو پھر دونوں جماعتیں (جنہوں نے الگ الگ امام کے ساتھ ایک ایک رکعت پڑھی تھی) اپنی بقیہ ایک ایک رکعت ادا کریں گے، جبکہ امام اپنی نماز سے فارغ ہو چکا ہے، اس طرح دونوں جماعتوں کی دو دو رکعت پوری ہو جائیں گی، لیکن اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو اور مذکورہ صورت بھی ممکن نہ ہو تو ہر شخص تنہا نماز پڑھ لے، پیدل یا سوار، قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو۔

مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ظاہر ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تفصیلات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان کی ہوگی۔

٤٧ – باب : «وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا» /٢٤٠/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ دیں‘‘۔

٤٢٦٢ : حدّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ : حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ ، وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَا : حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ : قَالَ ٱبْنُ الزُّبَيْرِ : قُلْتُ لِعُثْمَانَ : هٰذِهِ الآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ : «وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا - إِلَى قَوْلِهِ - غَيْرَ إِخْرَاجٍ» . قَدْ نَسَخَتْهَا الآيَةُ الْأُخْرَى ، فَلِمَ تَكْتُبُهَا ؟ قَالَ : تَدَعُهَا يَا ٱبْنَ أَخِي ، لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ . قَالَ حُمَيْدٌ : أَوْ نَحْوَ هٰذَا . [ر : ٤٢٥٦]

ترجمہ

ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سورۂ بقرۃ کی آیت یعنی ''جولوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''غیر اخراج'' تک، کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا، اس لئے آپ اسے مصحف میں نہ لکھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹے یہ آیت مصحف میں ہی رہے گی، میں کسی حرف کو اس کی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔ حمید نے بیان کیا، یا آپ نے اس طرح کے الفاظ کہے۔

٤٨ - باب : «وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى» /٢٦٠/ .
«فَصُرْهُنَّ» /٢٦٠/ : قَطِّعْهُنَّ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ابراہیم نے عرض کی: اے میرے پروردگار! مجھے دکھلا دے کہ تو مردوں کو کس طرح جلائے گا''۔

٤٢٦٣ : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ وَهْبٍ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ : «رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي») . [ر : ٣١٩٢]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شک کرنے کا تو ہم کو ابراہیم سے زیادہ حق تھا، جب انہوں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! مجھے دکھلا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔

ارشاد ہوا: کیا آپ کو یقین نہیں؟ عرض کی: ضرور ہے، لیکن درخواست اس لئے کہ قلب کو اور اطمینان ہو جائے۔

تشریح

"نحن أحق بالشك من إبراهيم" کا مطلب یہ ہے کہ شک تو ہمیں ہونا چاہیے تھا، لیکن ہمیں شک نہیں ہوا، لہذا ابراہیم کو بطریق اولیٰ شک نہیں ہوا۔ آپ نے یہ جملہ تواضعاً فرمایا۔

حضرت ابراہیم کو کیفیتاً احیاء کا عمل دیکھنے کا شوق تھا۔ علم الیقین ان کو حاصل تھا، عین الیقین چاہتے تھے۔

٤٩ – باب : قَوْلِهِ : «أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ» إِلَى قَوْلِهِ : «لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ» /٢٦٦/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک باغ ہو"۔ ﴿تتفکرون﴾ تک۔

٤٢٦٤ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ : سَمِعْتُ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قالَ . وَسَمِعْتُ أَخاهُ أَبَا بَكْرِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قالَ : قالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَوْمًا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ : فِيمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ : «أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ» ؟ قَالُوا : ٱللهُ أَعْلَمُ ، فَغَضِبَ عُمَرُ ، فَقَالَ : قُولُوا : نَعْلَمُ أَوْ لَا نَعْلَمُ ، فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، قالَ عُمَرُ : يَا ٱبْنَ أَخِي قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ ، قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : ضُرِبَتْ مَثَلاً لِعَمَلٍ ، قالَ عُمَرُ : أَيُّ عَمَلٍ ؟ قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : لِعَمَلٍ ، قالَ عُمَرُ : لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ ، ثُمَّ بَعَثَ ٱللهُ لَهُ الشَّيْطَانَ ، فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِي حَتَّى أَغْرَقَ أَعْمَالَهُ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن صحابہ سے دریافت کیا کہ آپ حضرات کا کیا خیال ہے کہ یہ آیت کس سلسلہ میں نازل ہوئی: "کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک باغ ہو؟" سب نے کہا: اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہو گئے اور فرمایا: صاف جواب دیجئے کہ آپ لوگوں کو اس سلسلہ میں کچھ معلوم ہے کہ نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے امیر المؤمنین

میرے ذہن میں اس کے متعلق کچھ چیز ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! تم ہی کہو اور اپنے کو کم تر نہ سمجھو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اس میں عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیسے عمل کی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی ایک عمل کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مالدار شخص کی مثال بیان کی گئی ہے جو پہلے تو اللہ کی اطاعت کرتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر شیطان مسلط کر دیا اور وہ معاصی میں مبتلا ہو گیا اور اس نے اس کے سارے اعمال غارت کر دیئے۔

٥٠ - باب : «لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا» /٢٧٣/ .

يُقَالُ : أَلْحَفَ عَلَيَّ ، وَأَلَحَّ عَلَيَّ ، وَأَحْفَانِي بِالْمَسْأَلَةِ . «فَيُحْفِكُمْ» /محمد: ٣٧/ : يُجْهِدْكُمْ

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے''۔ بولتے ہیں: ''ألحف علي''، ''ألح علي'' اور ''أحفاني بالمسئلة'' سب کے معنی ''لپٹ کر مانگنے کے ہیں'' کہ تمہیں تھکا دے۔

٤٢٦٥ : حدّثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ : حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قالَ : حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ : أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ قالَا : سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ ، وَلَا اللُّقْمَةُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ ، إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ . وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ) . يَعْنِي قَوْلَهُ : «لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا» .

[ر : ١٤٠٦]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک دو کھجور، ایک دو لقمے در بدر لئے پھریں، مسکین وہ ہے جو مانگنے سے بچتا ہے، اور اگر تمہارا جی چاہے تو اس آیت کی تلاوت کر لو کہ ''وہ لوگوں سے لگ لپٹ کر نہیں مانگتے''۔

٥١ - باب : «وَأَحَلَّ ٱللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا» /٢٧٥/ .

الْمَسُّ : الْجُنُونُ .

ترجمہ

ارشاد ربانی ہے: ''حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے''۔ ''المسُّ'' ''جنون'' کے معنی میں ہے۔

٤٢٦٦ : حدّثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ : حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قالَتْ : لَمَّا نَزَلَتِ الآيَاتُ مِنْ آخِرِ سورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا ، قَرَأَهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ ، ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الخَمْرِ . [ر : ٤٤٧]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جب ربا کے سلسلہ میں سورۂ بقرۃ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ اس کے بعد شراب کا کاروبار حرام قرار دے دیا گیا۔

٥٢ – باب : «يَمْحَقُ ٱللهُ الرِّبَا» /٢٧٦/ : يُذْهِبُهُ .

ترجمہ

ارشاد ربانی ہے: ''اللہ سود کو مٹاتا ہے''۔ ﴿یمحق﴾ بمعنی: ختم کرنا۔

٤٢٦٧ : حدّثنا بِشْرُ بْنُ خالِدٍ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سُلَيْمانَ : سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَىٰ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عائِشَةَ أَنَّهَا قالَتْ : لَمَّا أُنْزِلَتِ الآيَاتُ الْأَوَاخِرُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ، خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَتَلَاهُنَّ فِي المَسْجِدِ ، فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الخَمْرِ .
[ر : ٤٤٧]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جب سورۂ بقرۃ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسجد میں انہیں پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد شراب کا کاروبار حرام ہوگیا۔

٥٣ – باب : «فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ» /٢٧٩/ : فَاعْلَمُوا .

ترجمہ

ارشاد ربانی ہے: ''خبردار ہو جاؤ جنگ کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے''۔ ''اذن'' علم کے معنی میں ہے۔

٤٢٦٨ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ أَبِي

الضُّحَى ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عائِشَةَ قالَتْ : لَمَّا أُنْزِلَتِ الآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ، قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ فِي المَسْجِدِ ، وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الخَمْرِ . [ر : ٤٤٧]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سورۂ بقرۃ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں پڑھ کر سنایا اور شراب کا کاروبار حرام ہوگیا۔

٥٤ - باب :
«وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ» /٢٨٠/ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اگر تنگ دست ہے تو اس کے لئے آسودہ حالی تک مہلت ہے، اگر معاف کردو تو تمہارے حق میں اور بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو''۔

٤٢٦٩ : وَقالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي الضُّحَى ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عائِشَةَ قالَتْ : لَمَّا أُنْزِلَتِ الآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ، قامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا ، ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الخَمْرِ . [ر : ٤٤٧]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جب سورۂ بقرۃ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، ہمیں پڑھ کر سنایا اور شراب کی تجارت حرام ہوگئی۔

٥٥ - باب : «وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللهِ» /٢٨١/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اس دن سے ڈرتے رہو جس میں تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے''۔

٤٢٧٠ : حدَّثنا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عاصِمٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ : آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ آيَةُ الرِّبَا .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آخری آیت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھے وہ سود کے متعلق تھی۔

٥٦ – باب : «وَإِنْ تُبْدُوا ما في أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» /٢٨٤/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جو کچھ تمہارے نفسوں کے اندر ہے، اگر تم اس کو ظاہر کر دو، یا اسے چھپائے رکھو، بہر حال اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا، پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

٤٢٧١ : حدّثنا محمَّدٌ : حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ : حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ خالِدٍ الحَذَّاءِ ، عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَهُوَ ٱبْنُ عُمَرَ : أَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ : «وَإِنْ تُبْدُوا ما في أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ» . الآيَةَ . [٤٢٧٢]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آیت ''جو کچھ تمہارے نفسوں کے اندر ہے، اگر تم نے اس کو ظاہر کر دیا یا چھپائے رکھا'' آخر آیت تک منسوخ ہو گئی تھی۔

٥٧ – باب : «آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ» /٢٨٥/ .

وَقالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «إِصْرًا» /٢٨٦/ : عَهْدًا . وَيُقَالُ : «غُفْرَانَكَ» /٢٨٥/ : مَغْفِرَتَكَ . وَ: «ٱغْفِرْ لَنَا» /٢٨٦/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''پیغمبر ایمان لائے اس پر جو اللہ نے ان پر نازل کیا ہے''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''إصراً'' ''عہد'' کے معنی میں ہے۔ بولتے ہیں: ''غفرانك''، یعنی آپ سے مغفرت مانگتے ہیں کہ ہمیں

معاف کردیجئے۔

٤٢٧٢ : حدّثني إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ : أَخْبَرَنَا رَوْحٌ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ خالِدٍ الحَذَّاءِ ، عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ ، عَنْ رَجلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، قالَ : أَحْسِبُهُ ٱبْنَ عُمَرَ : «إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ» . قَالَ : نَسَخَتْهَا الآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا . [ر : ٤٢٧١]

ترجمہ

مروان اصغر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے (کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں) روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آیت ﴿وإن تبدوا ما في أنفسكم أو تخفوه﴾ الآية کے متعلق فرمایا کہ اس آیت کو ﴿لا يكلف الله نفساً إلا وسعها﴾ نے منسوخ کردیا ہے۔

٥٨ - باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ .

تُقَاةٌ وَتَقِيَّةٌ وَاحِدَةٌ . «صِرٌّ» /١١٧/ : بَرْدٌ . «شَفَا حُفْرَةٍ» /١٠٣/ : مِثْلُ شَفَا الرَّكِيَّةِ ، وَهُوَ حَرْفُهَا . «تُبَوِّئُ» /١٢١/ : تَتَّخِذُ مُعَسْكَرًا . الْمُسَوَّمُ : الَّذِي لَهُ سِيمَاءٌ بِعَلَامَةٍ أَوْ بِصُوفَةٍ أَوْ بِمَا كَانَ . «رِبِّيُّونَ» /١٤٦/ : الْجُمُوعُ ، وَاحِدُهَا رِبِّيٌّ . «تَحُسُّونَهُمْ» /١٥٢/ : تَسْتَأْصِلُونَهُمْ قَتْلًا . «غُزًّا» /١٥٦/ : وَاحِدُهَا غَازٍ . «سَنَكْتُبُ» /١٨١/ : سَنَحْفَظُ . «نُزُلًا» /١٩٨/ : ثَوَابًا ، وَيَجُوزُ : وَمُنْزَلٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ، كَقَوْلِكَ : أَنْزَلْتُهُ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ» /١٤/ : الْمُطَهَّمَةِ الْحِسَانِ .

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى : الرَّاعِيَةُ : الْمُسَوَّمَةُ .

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ : «وَحَصُورًا» /٣٩/ : لَا يَأْتِي النِّسَاءَ .

وَقَالَ عِكْرِمَةُ : «مِنْ فَوْرِهِمْ» /١٢٥/ : مِنْ غَضَبِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ : النُّطْفَةَ تَخْرُجُ مَيِّتَةً ، وَيُخْرِجُ مِنْهَا الْحَيَّ . «الْإِبْكَارِ» /٤١/ : أَوَّلُ الْفَجْرِ ، وَ «الْعَشِيِّ» /٤١/ : مَيْلُ الشَّمْسِ – أُرَاهُ – إِلَى أَنْ تَغْرُبَ .

ترجمہ

"تقاة" اور "تقية" ہم معنی ہیں۔ "صر" بمعنی سردی۔ "شفا حفرة" گھڑے کا کنارہ، جیسے کنویں کا کنارہ ہوتا ہے۔ ﴿تبوئ﴾ کا معنی ہے: "لشکر کے مقامات تجویز کرتا تھا"۔ "المسوم": یعنی جس کی کوئی علامت ہو، خواہ کسی بھی طرح کی ہو۔ ﴿رِبِّيُّونَ﴾ جمع ہے "رِبِّيٌّ" کی، یعنی اللہ والا۔ ﴿تحسونهم﴾ قتل کرکے انہیں جڑ سے اکھاڑتے ہو۔ ﴿غُزًّا﴾ کا واحد "غازٍ" ہے۔ ﴿سنكتب﴾ کا معنی ہے: "ہمیں یاد رہے گا"۔ ﴿نزلًا﴾ "ثواب" کے معنی میں ہے۔ نیز اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی چیز کے معنی میں بھی لیا جاسکتا ہے، اس صورت میں "أنزلته" سے مشتق ہوگا۔ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ "الخيل المسومة" سے مراد کامل الخلقت اور خوبصورت گھوڑے ہیں۔ ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "حصور" ایسا شخص جو عورتوں کے پاس نہ جائے۔ عکرمہ نے فرمایا: ﴿من فورهم﴾ یعنی: جب غضب اور جوش کا انہوں نے بدر کی لڑائی میں مظاہرہ کیا تھا۔ مجاہد نے فرمایا: ﴿يخرج الحي﴾ سے مراد نطفہ ہے کہ پہلے بے جان ہوتا ہے، پھر اس سے ایک حیات وجود پذیر ہوتی ہے۔ ﴿الإبكار﴾ یعنی طلوع فجر۔ ﴿العشي﴾ یعنی سورج کا ڈھلنا۔ میرا خیال ہے کہ غروب تک "عشی" کا اطلاق ہوتا ہے۔

٥٩ - باب : «مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ» /٧/ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : الحَلَالُ وَالحَرَامُ . «وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ» / ٧ / : يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى : «وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ» /البقرة: ٢٦/. وَكَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ : «وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ» /يونس: ١٠٠/. وَكَقَوْلِهِ : «وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ» /محمد: ١٧/. «زَيْغٌ» شَكٌّ .. «ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ» الْمُشْتَبِهَاتِ .. «وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ» يَعْلَمُونَ «يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ» / ٧ /.

ترجمہ

اس میں محکم آیتیں ہیں۔ مجاہد نے فرمایا کہ اس سے حلال وحرام ہیں۔ ''دوسری آیتیں متشابہ ہیں'' کہ بعض آیتیں بعض کی تصدیق کرتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وما یضل بہ إلا الفاسقین﴾ اور دوسرے موقعہ پر ارشاد فرمایا: ﴿یجعل الرجس علی الذین لا یعقلون﴾ اور جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿والذین اھتدوا زادھم ھدیً﴾ زیغ بمعنی شک۔ ''فتنہ کی تلاش میں ہیں'' یعنی آیت متشابہات میں موشگافیاں کر کے، ﴿والراسخون﴾ یعنی جو لوگ پختہ علم والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔

٤٢٧٣ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذِهِ الآيَةَ : «هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ» . قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (فَإِذَا رَأَيْتِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ، فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللهُ ، فَاحْذَرُوهُمْ) .

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی: ''یہ وہی خدا ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے، اس میں محکم آیتیں ہیں، اور وہی کتاب کا اصل مدار ہیں، اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے تو وہ اس کے اُس حصے کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہے شورش کی تلاش

میں'' (اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿أولوا الألباب﴾ تک)۔حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو مشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، تو متنبہ ہو جاؤ کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے آیت میں نشان دہی کی ہے، اس لئے اس سے بچتے رہو۔

٦٠ – باب : «وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» /٣٦/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں''۔

٤٢٧٤ : حدثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ : (ما مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ ، إِلَّا مَرْيَمَ وَٱبْنَهَا) . ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ : وَٱقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ : «وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» .

[ر : ٣١١٢]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مولود جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے پیدا ہوتے ہی چھوتا ہے جس سے وہ مولود چلاتا ہے، سوائے مریم اور ان کے صاحبزادے (عیسیٰ علیہما السلام) کے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿إني أعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم﴾.

٦١ – باب : «إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلاً أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ» /٧٧/ لَا خَيْرَ .

«أَلِيمٌ» /٧٧/ : مُؤْلِمٌ مُوجِعٌ ، مِنَ الْأَلَمِ ، وَهْوَ فِي مَوْضِعِ مُفْعِلٍ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو قلیل قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں''۔ ﴿لا خلاق لهم﴾ یعنی ان کے لئے کوئی خیر نہیں ہے۔ ﴿أليم﴾ ''ألم'' سے مشتق ہے یہاں ''فعیل'' بمعنی ''مُفعِل'' ہے۔

٤٢٧٥ : حدّثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهالٍ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (مَنْ حَلَفَ يَمِينَ صَبْرٍ ، لِيَقْتَطِعَ بِهَا مالَ ٱمْرِئٍ مُسْلِمٍ ، لَقِيَ ٱللهَ وَهْوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ) . فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ : «إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلاً أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الآخِرَةِ» . إِلَى آخِرِ الآيَةِ . قالَ : فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَقالَ : ما يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ؟ قُلْنَا : كَذَا وَكَذَا ، قالَ : فِيَّ أُنْزِلَتْ ، كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ٱبْنِ عَمٍّ لِي ، قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ) . فَقُلْتُ : إِذًا يَحْلِفَ يَا رَسُولَ ٱللهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ ، يَقْتَطِعُ بِهَا مالَ ٱمْرِئٍ مُسْلِمٍ ، وَهْوَ فِيهَا فاجِرٌ ، لَقِيَ ٱللهَ وَهْوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ) . [ر : ٢٢٢٩]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اس لئے قسم کھانے کی جرأت کی، تاکہ مسلمانوں کا مال ناجائز طریقہ سے حاصل کرے تو جب وہ اللہ کو ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر نہایت غضب ناک ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس ارشاد کی تصدیق میں آیت نازل کی: ''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو قلیل قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں''۔ ''آخر آیت تک''۔ بیان کیا کہ اشعث بن قیس تشریف لائے اور پوچھا: ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپ لوگوں سے کوئی حدیث بیان کی ہے؟ ہم نے بتایا کہ اس طرح حدیث بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث تو میرے بارے میں ہی نازل ہوئی تھی، میرے ایک چچازاد بھائی کی زمین میں میرا کنواں تھا، ہم دونوں کو اس بارے میں نزاع ہوا اور مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا: تم گواہ پیش کرو، یا اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔ میں نے عرض کی: پھر تو یا رسول اللہ! وہ جھوٹی قسم کھالے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جھوٹی قسم کی اس لئے جرأت کرتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے کسی مسلمان کا مال قبضہ کرے اور اس کی نیت بری ہو، تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر نہایت غضب ناک ہوں گے۔

٤٢٧٦ : حدّثنا عَلِيٌّ ، هُوَ ٱبْنُ أَبِي هَاشِمٍ : سَمِعَ هُشَيْمًا : أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَجُلاً أَقَامَ سِلْعَةً فِي السُّوقِ ، فَحَلَفَ فِيهَا : لَقَدْ أَعْطَى بِهَا ما لَمْ يُعْطَهُ ، لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، فَنَزَلَتْ : «إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلاً» . إِلَى آخِرِ الآيَةِ . [ر : ١٩٨٢]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کی روایت ہے کہ ایک شخص نے بازار میں سامان بیچتے ہوئے قسم کھالی کہ فلاں شخص اس سامان کا اتنا دے رہا تھا، حالانکہ کسی نے اتنی قیمت نہیں لگائی تھی، بلکہ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس طرح کسی مسلمان کو ٹھگ لے، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو قلیل قیمت پر بیچتے ہیں''۔ آخر آیت تک۔

٤٢٧٧ : حدّثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ دَاوُدَ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ : أَنَّ ٱمْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِي بَيْتٍ ، أَوْ فِي الْحُجْرَةِ ، فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنْفِذَ بِإِشْفَى فِي كَفِّهَا ، فَادَّعَتْ عَلَى الْأُخْرَى ، فَرُفِعَ أَمْرُهُمَا إِلَى ٱبْنِ عَبَّاسٍ ، فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ ، لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَأَمْوَالُهُمْ) . ذَكِّرُوهَا بِٱللَّهِ ، وَٱقْرَؤُوا عَلَيْهَا : «إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ» . فَذَكَّرُوهَا فَٱعْتَرَفَتْ ، فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (الْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ) . [ر : ٢٣٧٩]

ترجمہ

ابن ابی ملیکہ کی روایت ہے کہ دو عورتیں کسی گھر یا حجرے میں بیٹھ کر موزے سیا کرتی تھیں، ان میں سے ایک عورت باہر نکلی، اس کے ہاتھ میں موزے سینے کا سوا چھب گیا تھا اور اس کا الزام اس دوسری پر تھا۔ مقدمہ ابن عباس کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''اگر صرف اور صرف دعویٰ کی وجہ سے لوگوں کا مطالبہ پورا کیا جانے لگا تو بہت سوں کا خون اور مال برباد ہوگا''۔ جب کہ ان کے پاس کوئی گواہ نہیں تو دوسری عورت جس پر اس کا الزام ہے، کو اللہ کی یاد دلاؤ اور اس کے سامنے یہ آیت پڑھو: ﴿إن الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم﴾، چنانچہ جب لوگوں نے اسے اللہ سے ڈرایا تو اس نے اعتراف کرلیا۔ ان عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم مدعی علیہ کو کھانی پڑے گی۔

٦٢ - باب : «قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ» /٦٤ .

سَوَاءٍ : قَصْدٍ .

ترجمہ

آپ کہہ دیجئے کہ ''اے اہل کتاب! ایسے قول کی طرف آجاؤ جو ہم میں تم میں مشترک ہے، وہ یہ کہ ہم بجز اللہ

کے کسی کی عبادت نہ کریں۔﴿سواء﴾ ''درمیانی بات'' کے معنی ہے۔

۴۲۷۸ : حدّثني إبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ مَعْمَرٍ . وَحَدَّثَنِي عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ قالَ : حَدَّثَنِي ٱبْنُ عَبَّاسٍ قالَ : حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قالَ : ٱنْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، قالَ : فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّأْمِ ، إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى هِرَقْلَ ، قالَ : وَكانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جاءَ بِهِ ، فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ ، قالَ : فَقَالَ هِرَقْلُ : هَلْ هَا هُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالُوا : نَعَمْ ، قالَ : فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ ، فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ ، فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ : أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ : فَقُلْتُ : أَنَا ، فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ ، وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي ، ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ ، فَقَالَ : قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ ، قالَ أَبُو سُفْيَانَ : وَٱيْمُ ٱللهِ ، لَوْلَا أَنْ يُؤْثِرُوا عَلَيَّ الْكَذِبَ لَكَذَبْتُ ، ثُمَّ قالَ لِتَرْجُمَانِهِ : سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قالَ : قُلْتُ : هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ ، قالَ : فَهَلْ كانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ؟ قالَ : قُلْتُ : لَا ، قالَ : فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ ما قالَ؟ قُلْتُ : لَا ، قالَ : أَيَتَّبِعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قالَ : قُلْتُ : بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ ، قالَ : يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ؟ قالَ : قُلْتُ : لَا بَلْ يَزِيدُونَ ، قالَ : هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ؟ قالَ : قُلْتُ : لَا ، قالَ : فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قالَ : قُلْتُ : نَعَمْ ، قالَ : فَكَيْفَ كانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قالَ : قُلْتُ : تَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا ، يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ ، قالَ : فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قالَ : قُلْتُ : لَا ، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِي ما هُوَ صَانِعٌ فِيهَا ، قالَ : وَٱللهِ ما أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ ، قالَ : فَهَلْ قالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ : لَا ، ثُمَّ قالَ لِتُرْجُمَانِهِ : قُلْ لَهُ : إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيكُمْ ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِهَا ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ ، فَزَعَمْتَ أَنْ لَا ، فَقُلْتُ : لَوْ كانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ ، قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ ، وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ : أَضُعَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ ، فَقُلْتَ : بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ ، وَسَأَلْتُكَ : هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ ما قالَ ، فَزَعَمْتَ أَنْ لَا ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ، ثُمَّ

يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى ٱللهِ ، وَسَأَلْتُكَ : هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ ، فَزَعَمْتَ أَنْ لَا ، وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ إِذَا خالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوبِ ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدونَ ، وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قاتَلْتُمُوهُ ، فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قاتَلْتُمُوهُ ، فَتَكُونُ الحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالاً ، يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ مِنْهُ ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى ، ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قالَ أَحَدٌ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ ، فَزَعَمْتَ أَنْ لَا ، فَقُلْتُ : لَوْ كانَ قالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ ، قُلْتُ رَجُلٌ ٱئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ ، قالَ : ثُمَّ قالَ : بِمَ يَأْمُرُكُمْ ؟ قالَ : قُلْتُ : يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ ، وَالزَّكَاةِ ، وَالصِّلَةِ ، وَالْعَفَافِ ، قالَ : إِنْ يَكُ ما تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خارِجٌ ، وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ ، وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ ، وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ ما تَحْتَ قَدَمَيَّ ، قالَ : ثُمَّ دَعا بِكِتَابِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَرَأَهُ ، فَإِذَا فِيهِ : (بِسْمِ ٱللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ، مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ ٱللهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ ٱتَّبَعَ الْهُدَى ، أَمَّا بَعْدُ : فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعايَةِ الْإِسْلَامِ ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ ٱللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ ، وَ : «يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللهَ – إِلَى قَوْلِهِ – ٱشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ») .

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ ، ٱرْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهُ وَكَثُرَ اللَّغَطُ ، وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا ، قالَ : فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ خَرَجْنَا : لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ٱبْنِ أَبِي كَبْشَةَ ، إِنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ ، فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا بِأَمْرِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ ٱللهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ .

قالَ الزُّهْرِيُّ : فَدَعا هِرَقْلُ عُظَمَاءَ الرُّومِ ، فَجَمَعَهُمْ فِي دَارٍ لَهُ ، فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ الرُّومِ ، هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرَّشَدِ آخِرَ الْأَبَدِ ، وَأَنْ يَثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ ؟ قالَ : فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ ، فَقَالَ : عَلَيَّ بِهِمْ ، فَدَعا بِهِمْ فَقَالَ : إِنِّي إِنَّمَا ٱخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ ، فَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِي أَحْبَبْتُ ، فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ .
[ر : ٧]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوسفیان نے حدیث بیان کی اور میں نے خود ان کی زبان سے یہ حدیث سنی، انہوں نے بیان کیا کہ جس مدت میں میرے اور آپ کے درمیان صلح (حدیبیہ کے معاہدے

کے مطابق) تھی ، میں سفر تجارت پر گیا ہوا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں شام میں تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب ہرقل کے پاس پہنچا۔ انہوں نے بیان کیا کہ دحیہ کلبی وہ خط لائے تھے اور عظیم بصریٰ کے حوالے کیا تھا اور ہرقل کے پاس اس کے واسطے سے پہنچا تھا، بیان کیا کہ ہرقل نے پوچھا: کیا ہماری حدودِ سلطنت میں اس شخص کی قوم کے بھی کچھ لوگ ہیں جو نبی ہونے کے دعویدار ہیں؟ درباریوں نے بتایا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ پھر مجھے قریش کے چند دوسرے افراد کے ساتھ بلایا گیا، ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کے سامنے ہمیں بٹھا دیا گیا۔ اس نے پوچھا: تم لوگوں میں اس شخص کے زیادہ قریب کون ہے جو نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے؟ ابوسفیان نے بیان کیا کہ میں نے کہا: میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اب درباریوں نے مجھے بادشاہ کے بالکل قریب بٹھا دیا، اس کے بعد ترجمان کو بتایا اور ہرقل نے کہا کہ انہیں بتاؤ، میں اس شخص کے متعلق تم سے کچھ سوال کروں گا جو نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ اگر یہ (ابوسفیان) جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کر دینا۔ ابوسفیان نے بیان کیا تھا کہ خدا کی قسم! اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ میرے ساتھی کہیں میرے جھوٹ کا راز فاش نہ کر دیں تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ضرور جھوٹ بولتا، پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھو جس نے نبی ہونے کا دعوی کیا ہے، وہ اپنے نسب میں کیسے ہیں؟ ابوسفیان نے بیان کیا، میں نے بیان کہا کہ ان کا نسب ہم میں بہت باعزت ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ بھی ہوا تھا۔ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے پوچھا: تم نے دعوی نبوت سے پہلے ان پر کبھی جھوٹی تہمت لگائی تھی؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر کہا کہ پیروی معزز لوگ کرتے ہیں، یا کمزور؟ میں نے کہا: قوم کے کمزور لوگ زیادہ ہیں۔ اس نے پوچھا: ان کے ماننے والوں میں کمی ہوتی ہے یا زیادتی؟ میں نے کہا: نہیں، زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ پوچھا: کبھی ایسا واقعہ پیش آیا ہے کہ ان کا دین قبول کرنے کے بعد کسی نے انکار کیا؟ میں نے کہا: ایسا بھی کبھی نہیں ہوا۔ اس نے پوچھا کہ تم نے کبھی اس سے جنگ بھی کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے پوچھا: تمہارا ان کے ساتھ جنگ کا کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا: ہماری جنگ ایک ڈول کی تھی، کبھی ان کے حق میں رہی کبھی ہمارے حق میں۔ اس نے پوچھا: کبھی اس نے تمہارے ساتھ دھوکہ بھی کیا؟ میں نے کہا: اب تک تو نہیں کیا، لیکن آج کل ہمارا ان سے ایک معاہدہ چل رہا ہے، نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں ان کا طرز عمل کیا رہے گا۔ ابوسفیان نے بیان کیا: بخدا اس جملہ کے سوا کوئی بات میں ان کی گفتگو میں اپنی طرف سے نہیں ملا سکا، پھر اس نے پوچھا: اس سے پہلے بھی کسی نے تمہارے ہاں یہ دعوی کیا تھا؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے ترجمان سے کہا، اسے کہو کہ میں نے تم سے نبی کے نسب کے بارے میں پوچھا، تم نے بتایا کہ وہ تم میں اونچے اور باعزت نسب کے سمجھے جاتے ہیں، انبیاء کا بھی یہی حال ہے، ان کی بعثت ہمیشہ صاحب نسب خاندان میں ہوتی ہے، اور میں نے پوچھا کہ کیا

ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہے تو تم نے اس کا انکار کیا، میں اس سے اس فیصلہ پر پہنچا کر کہ اگر ان کی نسل میں کوئی بادشاہ گزرتا تو ممکن تھا وہ اپنی خاندانی سلطنت کو اس طرح واپس لینا چاہتے ہوں، اور میں نے ان کی اتباع کرنے والوں کے بارے میں پوچھا کہ کمزور لوگ ہیں یا شرفاء؟ تو تم نے بتایا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرنے والوں میں زیادہ ہیں، یہی طبقہ ہمیشہ سے انبیاء کی اتباع کرتا رہتا ہے، اور میں نے تم سے پوچھا کہ دعوی نبوت سے پہلے کبھی تم نے ان پر جھوٹ کا شبہ کیا تو تم نے اس کا بھی انکار کیا، اس سے یہ سمجھا جائے کہ جس شخص نے لوگوں کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو وہ اللہ کے معاملے میں کس طرح جھوٹ بولے گا!! میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے دین کے قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر کوئی شخص ان کے دین سے پھرا، تو تم نے اس کا بھی انکار کیا، ایمان کا یہی اثر ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ دل کی گہرائیوں سے اتر جائے۔ میں نے پوچھا: ان کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، یا کم ہوتے ہیں تو آپ نے کہا کہ اضافہ ہوتا رہتا ہے، ایمان کا یہی معاملہ ہے، یہاں تک کہ وہ کمال کو پہنچ جائے۔ میں نے پوچھا کہ تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے تو تم نے بتایا کہ تم نے جنگ کی ہے، اور تمہارے درمیان لڑائی کا نتیجہ یہ نوبت رہا کہ کبھی ان کے حق میں کبھی تمہارے حق میں، انبیاء کا یہی معاملہ ہے، انہیں آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے اور آخر کار انجام انہی کے حق میں ہوتا ہے، اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ انہوں نے تمہارے ساتھ کبھی خلاف معاملہ کیا ہے، تم نے اس سے بھی انکار کیا، انبیاء کبھی عہد سے خلاف نہیں کرتے، میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کبھی اس سے پہلے تمہارے کسی نے اس کا دعوی کیا ہے، تو تم نے اس سے بھی انکار کر دیا تھا، میں اس سے اس فیصلہ پر پہنچا اگر کسی نے تمہارے اس سے پہلے اس کا دعوی کیا ہوتا تو یہ ہو سکتا تھا یہ بھی اس کی نقل کر رہے ہوں۔ بیان کیا کہ پھر ہرقل نے پوچھا: وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا: نماز، زکوۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا، اس کے بعد اس نے کہا جو کچھ تم نے کہا اگر وہ صحیح ہے تو وہ سچ مچ نبی ہیں، اس کا علم تو مجھے بھی ہے کہ ان کی بعثت ہونے والی ہے، لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ تمہاری قوم میں مبعوث ہوں گے، اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کا یقین ہوتا، تو میں ضرور ان سے ملاقات کرتا، اگر میں ان کی خدمت میں ہوتا، تو ان کے قدموں کو دھوتا اور کہا کہ ان کی حکومت میرے ان دو قدموں تک پہنچ کر رہے گی۔ بیان کیا: پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی منگوایا اور اسے پڑھا: اس میں یہ لکھا ہوا تھا: ''اللہ رحمان اور رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اللہ کے رسول کی طرف سے عظیم روم ہرقل کی طرف سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ اما بعد! تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے، اسلام لاؤ تو اللہ تمہیں دہرا اجر دے گا، اگر روگردانی کی تو تمہاری قوم کے کفر کا بار بھی تم پر ہوگا، اور اے اہل کتاب! ایک ایسے قول کی طرف آؤ، جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے، وہ یہ کہ بجز اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو''۔ اللہ کا

ارشاد ﴿اشهدوا بأنامسلمون﴾ تک۔ جب ہرقل مکتوب گرامی پڑھ چکا، تو دربار میں بڑا شور وہنگامہ برپا ہو گیا اور پھر ہمیں دربار سے باہر کرا دیا گیا، باہر آ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ تھا) کا معاملہ تو اب اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ملک بنی الحضر (ہرقل) بھی اس سے ڈرنے لگا، اس واقعہ کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غالب آئیں گے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی میرے دل میں ڈال دی۔ زہری نے بیان کیا کہ پھر ہرقل نے روم کے سرداروں کو بلایا اور انہیں ایک خاص کمرے میں جمع کیا اور ان سے کہا: اے معشر روم! کیا تم ہمیشہ کے لئے اپنی فلاح و ہدایت چاہتے ہو اور یہ کہ تمہارا ملک تمہارے ہاتھ میں رہے، بیان کیا کہ یہ سنتے ہی وہ سب وحشی جانوروں کی طرح دروازے کی طرف بھاگے، دیکھا تو دروازہ بند تھا، پھر ہرقل نے سب کو اپنے پاس بلایا کہ انہیں میرے پاس لاؤ اور ان سے کہا کہ میں نے تو تم کو آزمایا تھا کہ تم اپنے دین کے کتنے پختہ ہو، اب میں نے اس چیز کا مشاہدہ کر لیا جو چیز مجھے پسند تھی، (یعنی تمہاری دین مسیح میں پختگی، چنانچہ سب درباریوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے خوش ہو گئے)۔

٦٣ - بَاب : «لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ - إِلَى - بِهِ عَلِيمٌ» /٩٢/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جب تک تم اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کرو گے کامل نیکی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکو گے''۔ ﴿به عليم﴾ تک۔

٤٢٧٩ : حدّثنا إِسْماعِيلُ قالَ : حَدَّثَنِي مالِكٌ ، عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ : أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مالِكٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : كانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ نَخْلاً ، وَكانَ أَحَبُّ أَمْوالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحاءَ ، وَكانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ ، وَكانَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُها وَيَشْرَبُ مِنْ ماءٍ فِيها طَيِّبٍ ، فَلَمَّا أُنْزِلَتْ : «لَنْ تَنالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ» . قامَ أَبُو طَلْحَةَ ، فَقالَ : يا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، إِنَّ ٱللّٰهَ يَقُولُ : «لَنْ تَنالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ» . وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوالِي إِلَيَّ بَيْرُحاءُ ، وَإِنَّها صَدَقَةٌ لِلّٰهِ ، أَرْجُو بِرَّها وَذُخْرَها عِنْدَ ٱللّٰهِ ، فَضَعْها يا رَسُولَ ٱللّٰهِ حَيْثُ أَراكَ ٱللّٰهُ ، قالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (بَخْ ، ذٰلِكَ مالٌ رايِحٌ ، ذٰلِكَ مالٌ رايِحٌ ، وَقَدْ سَمِعْتُ ما قُلْتَ ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَها فِي الْأَقْرَبِينَ) . قالَ أَبُو طَلْحَةَ : أَفْعَلُ يا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، فَقَسَمَها أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ .

قالَ عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ وَرَوْحُ بْنُ عُبادَةَ : (ذٰلِكَ مالٌ رابِحٌ) .

حدَّثني يَحْيَىٰ بْنُ يَحْيَىٰ قالَ : قَرَأْتُ عَلَى مالِكٍ : (مالٌ رَايِحٌ) .

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ کے پاس سب سے زیادہ کھجور کے باغ تھے اور بیرحاء کا باغ اپنی تمام جائیداد میں انہیں سب سے زیادہ محبوب تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے ہی تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں تشریف لے جاتے اور اس کے شیریں اور طیب پانی کو پیتے، پھر جب آیت: ''جب تک تم اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کرو گے، کامل نیکی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکو گے'' سنی، تو ابوطلحہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: میرا سب سے محبوب مال بیرحاء ہے اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، اللہ ہی سے میں اس ثواب اور اجر کی توقع رکھتا ہوں۔ پس رسول اللہ جہاں آپ اس کو مناسب سمجھیں استعمال کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خوب! یہ فانی ہی دولت تھی اور تم نے اسے اللہ کے راہ میں دے کے اچھے مصرف میں خرچ کیا ہے۔ جو کچھ تم نے کیا ہے وہ میں نے سن لیا ہے اور میرا خیال ہے کہ تم اپنے عزیز واقارب کو اسے دے دو''۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ میں ایسا ہی کروں گا یارسول اللہ! چنانچہ انہوں نے وہ باغ اپنے چچازاد بھائیوں اور اپنے عزیز واقارب میں تقسیم کردیا۔

عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے ''ذالک مال رابح'' کو ''ربح'' سے بیان کیا ہے۔ مجھ سے یحیٰ بن یحیٰ نے حدیث بیان کی، کہا کہ میں نے مالک کے سامنے ''مال روائح'' ''رواح'' سے پڑھا تھا۔

حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قالَ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ ثُمَامَةَ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيٍّ ، وَأَنَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ ، وَلَمْ يَجْعَلْ لِي مِنْهَا شَيْئًا . [ر : ۱۳۹۲]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوطلحہ نے وہ باغ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا تھا، میں ان دونوں حضرات سے ان کا قریبی عزیز تھا، لیکن مجھے نہیں دیا۔

تشریح

''بخ، ذلك مال رابح''. بہت خوب! یہ مال تو نفع والا ہے۔ ''رایح'' بمعنی ''آنے جانے والی چیز''۔

٦٤ - باب : «قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ» /٩٣/ .

ترجمہ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تو آپ کہہ دیجئے کہ ''تورات'' لاؤ اور اسے پڑھو، اگر تم سچے ہو''۔

٤٢٨٠ : حدّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ : حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ الْيَهُودَ جاؤُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَٱمْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا ، فَقَالَ لَهُمْ : (كَيْفَ تَفْعَلُونَ بِمَنْ زَنَى مِنْكُمْ) . قالُوا : نُحَمِّمُهُمَا وَنَضْرِبُهُمَا ، فَقَالَ : (لَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ) . فَقَالُوا : لَا نَجِدُ فِيهَا شَيْئًا ، فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ سَلَامٍ : كَذَبْتُمْ ، فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صادِقِينَ ، فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا الَّذِي يُدَرِّسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ ، فَطَفِقَ يَقْرَأُ ما دُونَ يَدِهِ وَما وَرَاءَهَا ، وَلَا يَقْرَأُ آيَةَ الرَّجْمِ ، فَنَزَعَ يَدَهُ عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ : ما هٰذِهِ ؟ فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قالُوا : هِيَ آيَةُ الرَّجْمِ ، فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ ، فَرَأَيْتُ صَاحِبَهَا يَجْنَأُ عَلَيْهَا ، يَقِيهَا الْحِجَارَةَ . [ر : ١٢٦٤]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ یہود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے قبیلہ کے ایک مرد اور ایک عورت کو لائے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ''اگر تم میں کوئی زنا کرے تو تم اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہم اس کا منہ کالا کرتے، اسے مارتے پیٹتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا توراۃ میں رجم کا حکم موجود نہیں ہے؟'' انہوں نے کہا کہ ہم نے تو تورات میں ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہود کے بڑے عالم تھے) بولے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو، جب تورات لائی گئی تو ان کے ایک بہت بڑے عالم نے جو انہیں تورات پڑھایا کرتا تھا، آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور بعد کی آیت پڑھنے لگا، لیکن آیت رجم نہیں پڑھتا تھا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت سے اس کے ہاتھ کو ہٹا دیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جب یہودیوں نے دیکھا تو کہا یہ ''آیت رجم'' ہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، ان دونوں کو مسجد نبوی کے قریب ہی جہاں جنازے لا کر رکھے جاتے تھے، رجم کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس عورت کا ساتھی اس کو پتھر سے بچانے کے لئے اس پر جھک جاتا تھا۔

٦٥ - باب : «كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ» /١١٠/.

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''تم لوگ بہترین جماعت ہو، جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو''۔

٤٢٨١ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مَيْسَرَةَ ، عَنْ أَبِي حازِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : «كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ» . قالَ : خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ ، تَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ ، حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ .

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت ''تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو'' کے متعلق فرمایا کہ کچھ لوگ دوسروں کے لئے نفع بخش ہیں کہ انہیں زنجیروں میں باندھ کر لاتے ہیں اور بالآخر وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

٦٦ - باب : «إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا» /١٢٢/.

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جب تم میں سے دو جماعتیں اس بات کا خیال کر بیٹھیں تھیں کہ ہمت ہار دیں''۔

٤٢٨٢ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قالَ : قالَ عَمْرٌو : سَمِعْتُ جابِرَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : فِينَا نَزَلَتْ : «إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَٱللهُ وَلِيُّهُمَا» . قالَ : نَحْنُ الطَّائِفَتَانِ : بَنُو حارِثَةَ وَبَنُو سَلِمَةَ ، وَمَا نُحِبُّ - وَقالَ سُفْيَانُ مَرَّةً : وَمَا يَسُرُّنِي - أَنَّهَا لَمْ تُنْزَلْ ، لِقَوْلِ ٱللهِ : «وَٱللهُ وَلِيُّهُمَا» . [ر : ٣٨٢٥]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی تھی: ''جب تم میں سے دو جماعتیں اس بات کا خیال کر بیٹھیں تھیں کہ ہمت ہار دیں، درانحالیکہ اللہ دونوں کا مددگار تھا'' بیان کیا کہ وہ دو جماعتیں بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھیں، اور ہم پسند نہیں کرتے اور سفیان نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا: اور ہمارے

لئے کوئی مسرت کا مقام نہ تھا، اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ بھی فرمایا ہے: ''درانحالیکہ اللہ ان دونوں کا مددگار تھا''۔

٦٧ – باب : «لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ» /١٢٨/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں''۔

٤٢٨٣ : حدّثنا حِبَّانُ بْنُ مُوسىٰ : أخبرنا عبد الله : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ: إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَاناً وَفُلَاناً وَفُلَاناً). بَعْدَ مَا يَقُولُ: (سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ). فَأَنْزَلَ اللهُ: «لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ - إِلَى قَوْلِهِ - فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ».

رَوَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ رَاشِدٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ . [ر : ٣٨٤٢]

ترجمہ

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ نے فجر کی دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھا کر یہ بددعا کی: اے اللہ! فلاں فلاں اور فلاں قبائل کو اپنی رحمت سے دور کیجئے، یہ بددعا آپ نے "سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد" کے بعد کی تھی، اس پر اللہ نے آیت نازل کی ''آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں''۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿فإنهم ظالمون﴾ تک۔

٤٢٨٤ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ ، أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ ، قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ ، فَرُبَّمَا قالَ ، إِذَا قالَ : سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ : (اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ ، اللَّهُمَّ ٱشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ ، وَٱجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ). يَجْهَرُ بِذٰلِكَ ، وَكانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ : (اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا) . لِأَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ ، حَتَّى أَنْزَلَ ٱللهُ : «لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ» . الآيَةَ .
[ر : ٩٦١]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بددعا کرنا چاہتے یا کسی کے لئے بددعا کرنا چاہتے تو رکوع کے بعد کرتے۔"سمع اللّٰه لمن حمده ربنا لك الحمد" کے بعد بعض اوقات آپ نے یہ دعا بھی کی: اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دیجئے۔ اے اللہ! مضر والوں کو سختی سے جھنجوڑ دیجئے اور ان میں ایسی قحط سالی لائے جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی۔ آپ بلند آواز سے یہ دعا کرتے اور آپ نماز فجر کی بعض رکعت میں یہ بددعا کرتے: اے اللہ! فلاں اور فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر دیجئے۔ عرب کے چند خاص قبائل کے حق میں یہ بددعا آپ کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں"۔

٦٨ - باب : «وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ» /١٥٣/ :

وَهُوَ تَأْنِيثُ آخِرِكُمْ .

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ» /التوبة : ٥٢/ : فَتْحًا أَوْ شَهَادَةً .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور رسول تم کو پکار رہے تھے، تمہارے پیچھے کی جانب سے"۔ "أخراکم" "آخرکم" کی تانیث ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: دو سعادتوں میں سے ایک ہے: "فتح یا شہادت"۔

٤٢٨٥ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ ابْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ ، وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ ، فَذَاكَ : إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ ، وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلاً . [ر : ٢٨٧٤]

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ احد کی لڑائی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کے دستے پر حضرت عبید اللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا تھا، پھر بہت سے مسلمانوں نے پیٹھ پھیر دی۔ آیت "اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے کی جانب سے" میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کے ساتھ بارہ صحابہ کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا تھا۔

٦٩ – باب : «أَمَنَةً نُعَاسًا» /١٥٤/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تمہارے اوپر راحت نازل کی''، یعنی: ''غنودگی''۔

٤٢٨٦ : حدّثنا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو يَعْقُوبَ : حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ قَتَادَةَ : حَدَّثَنَا أَنَسٌ : أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ : غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ ، قَالَ : فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ ، وَيَسْقُطُ وَآخُذُهُ . [ر : ٣٨٤١]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ احد کی لڑائی میں جب ہم صف بستہ کھڑے تھے، تو ہم پر غنودگی طاری ہوگئی تھی، بیان کیا کہ کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ میری تلوار بار بار گرتی اور میں اسے اٹھاتا۔

٧٠ – باب : «الَّذِينَ ٱسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ ما أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَٱتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ» /١٧٢/ .

الْقَرْحُ : ٱلْجِرَاحُ ، اسْتَجَابُوا : أَجَابُوا ، يَسْتَجِيبُ : يُجِيبُ .

ترجمہ

اور اللہ کا ارشاد ہے: ''جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مان لیا، بعد اس کے کہ ان کو زخم لگ چکا تھا، ان میں سے نیک اور متقی ہیں، ان کیلئے اجر عظیم ہے''۔ ''القرح'' کا معنی زخم کے ہے اور ''استجابوا'' کا معنی ہے: کہا ماننا۔

٧١ – باب : «إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ» . الآيَةَ /١٧٣/ .

ترجمہ

''لوگوں نے تمہارے خلاف بڑا سامان اکٹھا کیا ہے''۔

٤٢٨٧/٤٢٨٨ : حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : أُرَاهُ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ ، عَنْ أَبِي الضُّحَىٰ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : «حَسْبُنَا ٱللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ» . قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ حِينَ قَالُوا : «إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَٱخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا ٱللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ» .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ "حسبنا الله ونعم الوکیل" (اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے) ابراہیم نے کہا تھا اس وقت جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا تھا جب ابوسفیان کے آدمیوں نے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے کہا تھا کہ لوگوں (قریش) نے تمہارے خلاف بڑا سامان اکٹھا کیا ہے اس سے ڈرو، لیکن اس نے مسلمانوں کا جوش ایمان اور بڑھا دیا، یہ لوگ بولے ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

(٤٢٨٨) : حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ ، عَنْ أَبِي الضُّحَىٰ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ آخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ : حَسْبِيَ ٱللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آخری کلمہ آپ کی زبان مبارک سے یہ نکلا: "حسبي الله ونعم الوکیل".

٧٢ – باب : «وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ ٱللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَٱللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ» /١٨٠/ .

سَيُطَوَّقُونَ : كَقَوْلِكَ طَوَّقْتُهُ بِطَوْقٍ .

ترجمہ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور جو لوگ اس مال میں بخل کرتے رہتے ہیں جو کچھ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں کچھ اچھا ہے۔ نہیں، بلکہ ان کے حق میں یہ بہت برا ہے، یقیناً قیامت کے دن انہیں طوق پہنایا جائے گا اس مال کا جس میں انہوں نے بخل کیا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور

زمینوں کا اور اللہ جو تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے''۔

٤٢٨٩ : حدّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ : سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ، هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (مَنْ آتَاهُ اللهُ مالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مالُهُ شُجاعًا أَقْرَعَ ، لَهُ زَبِيبَتَانِ ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ – يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ – يَقُولُ : أَنَا مالُكَ أَنَا كَنْزُكَ) . ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الآيَةَ : «وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ» . إِلَى آخِرِ الآيَةِ . [ر : ١٣٣٨]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے اللہ نے مال و دولت دی اور پھر اس نے اس کی زکوۃ ادا نہیں کی، تو آخرت میں اس کا مال نہایت زہریلے سانپ کی صورت اختیار کرے گا، جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے اور وہی اس کی گردن میں ہار کی طرح پہنا دیا جائے گا، پھر وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں اور میں تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ جو لوگ اس مال میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے''۔ آیت کے آخر تک۔

٧٣ – باب :

«وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا» /١٨٦/ .

٤٢٩٠ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ ، عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ ، يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ، قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ . قَالَ : حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ، فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ ، وَالْيَهُودِ وَالْمُسْلِمِينَ ، وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ ، خَمَّرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ، ثُمَّ قَالَ : لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا ، فَسَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ ، فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ : أَيُّهَا الْمَرْءُ ، إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا ، فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا ، ارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ ، فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ . فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ : بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ ، فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا ، فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ . فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ

يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا ، ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ دَابَّتَهُ ، فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : (يَا سَعْدُ ، أَلَمْ تَسْمَعْ ما قالَ أَبُو حُبَابٍ – يُرِيدُ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ أُبَيٍّ – قالَ : كَذَا وَكَذَا) . قالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ ، ٱعْفُ عَنْهُ ، وَٱصْفَحْ عَنْهُ ، فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ ، لَقَدْ جَاءَ ٱللهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ وَلَقَدِ ٱصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ بِالْعِصَابَةِ ، فَلَمَّا أَبَى ٱللهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ ٱللهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ ، فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ ما رَأَيْتَ . فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كما أَمَرَهُمُ ٱللهُ ، وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى ، قالَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ : «وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا» . الآيَةَ ، وَقالَ ٱللهُ : «وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ» . إِلَى آخِرِ الآيَةِ ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَأَوَّلُ الْعَفْوَ ما أَمَرَهُ ٱللهُ بِهِ ، حَتَّى أَذِنَ ٱللهُ فِيهِمْ ، فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَدْرًا ، فَقَتَلَ ٱللهُ بِهِ صَنَادِيدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ ، قالَ ٱبْنُ أُبَيٍّ ٱبْنُ سَلُولَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ : هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ ، فَبَايِعُوا الرَّسُولَ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوا .
[ر : ٢٨٢٥]

ترجمہ

حضرت اسامہ بن زید کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر فدک کا ایک موٹا کپڑا بنایا ہوا، رکھنے کے بعد سوار ہوئے اور اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا، آپ بنو حارث ابن خزرج میں سعد بن عبادہ کی عیادت کیلئے تشریف لے جا رہے تھے، یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ راستے میں ایک مجلس سے آپ گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) بھی موجود تھا، یہ عبداللہ بن ابی کے بظاہر اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ مجلس میں مسلمان اور مشرکین بت پرست اور یہودی سب طرح کے لوگ تھے، انہی میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے، سواری کی ٹاپوں سے گرد اڑی اور مجلس والوں پر پڑی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک بند کر دی اور کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ، اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریب پہنچ گئے اور انہیں سلام کیا، پھر آپ سواری سے اتر گئے اور اہل مجلس کو اللہ کی طرف بلایا اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنایں، اس پر عبداللہ بن ابی ابن سلول کہنے لگا: میاں جو کلام آپ نے پڑھ کر سنایا اس سے عمدہ کلام کوئی نہیں ہو سکتا اگر چہ یہ کلام بہت اچھا ہے، پھر بھی ہماری مجلسوں میں آ کر ہمیں تکلیف نہ دیا کریں، اپنے گھر بیٹھیں اگر کوئی آپ کے پاس جائے تو اسے یہ باتیں سنائیں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے فرمایا: ضرور یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلس میں تشریف لایا کریں، ہم اسی کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمان، مشرکین اور یہودی آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور قریب تھا کہ دست و گریبان ہونے تک نوبت پہنچ جاتی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خاموش اور ٹھنڈا کرنے لگے، آخر سب خاموش ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے چلے گئے اور سعد بن عبادہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ سے بھی اس کا تذکرہ کیا کہ سعد تم نے نہیں سنا ابو حباب (آپ کی مراد عبداللہ بن ابی ابن سلول تھی) کیا کہہ رہا تھا، اس نے اس طرح کی باتیں کی ہیں۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! اسے معاف فرما دیجئے اور اس سے درگزر کر دیجئے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے، اس نے آپ پر حق بھیجا ہے جو اس نے آپ پر نازل کیا۔ اس شہر مدینہ کے لوگ آپ کے پاس تشریف لانے سے پہلے، اس پر متفق ہو چکے تھے کہ اس عبداللہ بن ابی کو تاج پہنا دیں اور شاہی عمامہ اس کے سر پر باندھیں، لیکن اللہ نے جب اس حق کے ذریعے جو آپ کو اس نے عطا کیا اور باطل کو روک دیا، تو اب وہ چڑھ گیا ہے، اور اس وجہ سے یہ معاملہ اس نے آپ کے ساتھ کیا جو آپ نے خود ملاحظہ فرمایا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ، مشرکین اور اہل کتاب سے درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی اذیتوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ اسی کے متعلق اللہ نے نازل فرمایا ہے: ''اور یقیناً تم بہت سی دل آزاری کی باتیں ان سے سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی جو مشرک ہیں، پس تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو'' تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بہت سے اہل کتاب تو دل ہی سے چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر سے کافر بنا دیں، حسد کی راہ سے جو ان کے نفسوں میں ہے'' آخر آیت تک، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کفار کو معاف کرتے تھے، آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے ساتھ غزوہ کی اجازت دی اور جب آپ نے غزوۂ بدر کیا تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق کفار قریش کے سردار اس میں مارے گئے، تو عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے اور بہت سے مشرک ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ اب تو معاملہ پلٹ گیا ہے، چنانچہ ان سب نے بھی اپنے کفر کو چھپاتے ہوئے اپنے اسلام پر بیعت کی اور اسلام میں بظاہر داخل ہو گئے۔

٧٤ – باب : «لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا» /١٨٨ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کئے

ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے، سوایسے لوگوں کے لئے ہرگز نہ خیال کرو کہ وہ عذاب سے حفاظت میں رہیں گے''۔

٤٢٩١ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قالَ : حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَنَّ رِجالاً مِنَ الْمُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، كانَ إِذَا خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ ، وَفَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَإِذَا قَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ٱعْتَذَرُوا إِلَيْهِ وَحَلَفُوا ، وَأَحَبُّوا أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا ، فَنَزَلَتْ : «لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا» . الآيَةَ .

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض منافقین کا یہ عمل تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوے کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ آپ کے ساتھ نہ جاتے اور آپ کے ساتھ غزوے میں شریک نہ ہونے پر خوش ہوتے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاتے تو عذر بیان کیا کرتے، پہنچتے اور قسمیں کھا لیتے، بلکہ اس کے بھی خواہش مند رہتے کہ ان کی بھی مجاہدین کے ساتھ تعریف کی جائے اُس عمل پر جو یہ کرتے نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لا تحسبن الذين يفرحون ......﴾ آخر آیت تک۔

٤٢٩٢ : حدّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ : أَنَّ ٱبْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ : أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ : أَنَّ مَرْوَانَ قالَ لِبَوَّابِهِ : ٱذْهَبْ يا رَافِعُ إِلَى ٱبْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ : لَئِنْ كانَ كُلُّ ٱمْرِئٍ فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ ، وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ ، مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ . فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : وَما لَكُمْ وَلِهٰذِهِ ، إِنَّمَا دَعا النَّبِيُّ ﷺ يَهُودَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوهُ إِيَّاهُ ، وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ ، فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ ٱسْتَحْمِدُوا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوهُ عَنْهُ فِيما سَأَلَهُمْ ، وَفَرِحُوا بِمَا أَتَوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ ، ثُمَّ قَرَأَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «وَإِذْ أَخَذَ ٱللهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ – كَذٰلِكَ ، حَتَّى قَوْلِهِ – يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا» .

تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ .

حدّثنا ٱبْنُ مُقَاتِلٍ : أَخْبَرَنَا الحَجَّاجُ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ : أَنَّ مَرْوَانَ : بِهٰذَا .

ترجمہ

حضرت علقمہ بن وقاصؓ کی روایت ہے کہ مروان بن حکم جب مدینہ کے امیر تھے، نے اپنے بواب رافع سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جاؤ اور کہو کہ اگر ہر اس شخص کو جو اپنے کئے پر خوش ہوا اور چاہتا ہو کہ جو عمل اس نے نہیں کیا اس پر بھی اس کی تعریف کی جائے، عذاب ہوگا، تو پھر تو ہم میں سے کوئی بھی عذاب سے بچ نہیں سکے گا، کیونکہ آیت کے ظاہر سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ سوال کیوں اٹھاتے ہو، وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا تھا اور ان سے ایک چیز پوچھی تھی جو ان کی آسمانی کتاب میں موجود تھی، انہوں نے اصل اور حقیقت کو چھپایا اور دوسری چیز بیان کر دی، اس کے باوجود خواہش مندر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے جواب میں جو کچھ بتایا ہے اس پر ان کی تعریف کی جائے اور ادھر اصل کو چھپا کر بڑے خوش ہوئے، پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ ''وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا کہ کتاب کو پوری طرح ظاہر کر دینا لوگوں پر'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں جو کام نہیں کئے ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے'' تک۔ اس روایت کی متابعت عبدالرزاق نے ابن جریج کے واسطے سے کی، ان سے ابن مقاتل نے حدیث بیان کی اور انہیں حجاج نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں ابن ملیکہ نے خبر دی، انہیں عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ مروان نے اوپر کی حدیث کی طرح۔

٧٥ – باب :

«إِنَّ فِي خَلْقِ السَّماوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ» /١٩٠/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بیشک آسمان اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے ادل بدل میں اہل عقل کے لئے بڑی نشانیاں ہیں''۔

٤٢٩٣ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قالَ : أَخْبَرَنِي شَرِيكُ ابْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ ، عَنْ كُرَيْبٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : بِتُّ عِنْدَ خالَتِي مَيْمُونَةَ ، فَتَحَدَّثَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ ، فَلَمَّا كانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ قَعَدَ ، فَنَظَرَ إِلَى السَّماءِ فَقَالَ : «إِنَّ فِي خَلْقِ السَّماوَاتِ وَالْأَرْضِ وَٱخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ» . ثُمَّ قامَ فَتَوَضَّأَ وَٱسْتَنَّ ، فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ،

ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ . [ر : ١١٧]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ کے ہاں گیا، پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بات چیت کی، پھر آپ رات کے وقت گھر میں تشریف لائے، پھر سو گئے، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی تھا، اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیت تلاوت کی: ''بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش اور دن اور رات کے ادل بدل میں اہل عقل کے لئے بڑی نشانیاں ہیں''۔ اس کے بعد کھڑے ہوئے، مسواک کی اور وضو کیا اور گیارہ رکعتیں پڑھیں۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی، تو آپ نے دو رکعت فجر کی پڑھیں اور باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

٧٦ – باب : «الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ» /١٩١/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وہ اہل عقل جن کا ذکر اوپر والی آیت میں ہوا ایسے ہیں جو اللہ کو کھڑے بیٹھے اپنی کروٹوں پر برابر یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش پر غور فکر کرتے ہیں''۔

٤٢٩٤ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ مالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمانَ ، عَنْ كُرَيْبٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قالَ : بِتُّ عِنْدَ خالَتِي مَيْمُونَةَ ، فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَطُرِحَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وِسَادَةٌ ، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طُولِهَا ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ ، ثُمَّ قَرَأَ الآيَاتِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ آلِ عِمْرَانَ حَتَّى خَتَمَ ، ثُمَّ أَتَى شَنًّا مُعَلَّقًا ، فَأَخَذَهُ فَتَوَضَّأَ ، ثُمَّ قامَ يُصَلِّي ، فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ ما صَنَعَ ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي ، ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَ يَفْتِلُهَا ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ أَوْتَرَ . [ر : ١١٧]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کے ہاں سویا اس ارادہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا۔ میں نے آپ کے لئے گدا بچھا دیا اور آپ اس کے طول میں لیٹ گئے، پھر جب آخری رات بیدار ہوئے تو چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر نیند کے آثار دور کرنے لگے، پھر الِ عمران کی آخری آیت ختم تک پڑھی، اس کے بعد آپ ایک مشکیزے کے پاس گئے اور اس سے پانی لے کر وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی کھڑا ہوا، جو کچھ آپ نے کیا تھا میں نے بھی وہ کچھ کیا اور آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور کان کو پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی اور پھر دو رکعت نماز پڑھ کر وتر پڑھے۔

۷۷ – باب : «رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَما لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ» /۱۹۲/

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اے ہمارے پروردگار! تو نے جس کو دوزخ میں داخل کر دیا اسے واقعی رسوا بھی کر دیا اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں''۔

٤٢٩٥ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى : حَدَّثَنَا مالِكٌ ، عَنْ مَخْرَمَةَ ٱبْنِ سُلَيْمانَ ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَهْيَ خالَتُهُ ، قالَ : فَٱضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسادَةِ ، وَٱضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا ، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى ٱنْتَصَفَ اللَّيْلُ ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ، ثُمَّ ٱسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدَيْهِ ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ، ثُمَّ قامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ، ثُمَّ قامَ يُصَلِّي ، فَصَنَعْتُ مِثْلَ ما صَنَعَ ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ أَوْتَرَ ، ثُمَّ ٱضْطَجَعَ حَتَّى جاءَهُ الْمُؤَذِّنُ ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ . [ر : ١١٧]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک رات آپ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سوئے جو آپ کی خالہ تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹا ہوا تھا، اس

وقت عمر بہت کم تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل طول میں لیٹے اور سو گئے اور آدھی رات یا اس سے تھوڑے پہلے یا بعد میں آپ بیدار ہوئے اور چہرہ پر ہاتھ پھیر کر نیند کے آثار ختم کر دیئے، پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتوں کی تلاوت کی، اس کے بعد آپ اٹھ کر مشکیزے کے قریب تشریف لے گئے جو لٹکا ہوا تھا، اس کے پانی سے وضو کیا، تمام آداب وارکان کی پوری رعایت کے ساتھ اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے بھی آپ کے ساتھ آپ ہی کی طرح وضو کیا اور آپ کے پہلو میں جا کھڑا ہوا اور آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اسی ہاتھ سے میرا کان پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی اور آخر میں وتر پڑھے۔

پھر جب مؤذن آئے تو آپ اٹھے اور دو ہلکی فجر کی سنت کی رکعتیں پڑھیں اور نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے۔

۷۸ – باب : «رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ» /۱۹۳/ . الآيَةَ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے ہمارے پروردگار! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا ایمان کو پکارتے ہوئے“۔

۴۲۹۶ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمانَ ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ٱبْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ ٱبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَهْيَ خالَتُهُ ، قالَ : فَٱضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ ، وَٱضْطَجَعَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا ، فَنَامَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا ٱنْتَصَفَ اللَّيْلُ ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ، ٱسْتَيْقَظَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ ، فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الآيَاتِ الخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ، ثُمَّ قامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ، ثُمَّ قامَ يُصَلِّي . قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ ما صَنَعَ ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ ، فَوَضَعَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي ، وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ أَوْتَرَ ، ثُمَّ ٱضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ . [ر : ۱۱۷]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجہ مطہرہ

حضرت میموہ رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر سوئے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہ آپ کی خالہ تھیں۔ بیان کیا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے اہل طول میں لیٹے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، آدھی رات میں یا اس سے تھوڑی دیر پہلے یا تھوڑی دیر بعد آپ بیدار ہوئے اور چہرے پر نیند کے آثار دور کرنے لگے، ہاتھ پھیرنے لگے اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں۔ اس کے بعد آپ مشکیزہ کے پاس گئے جو لٹکا ہوا تھا، اس سے وضو کیا تمام آداب کی رعایت کے ساتھ، پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا، میں بھی اٹھا اور میں نے بھی آپ کی طرح کیا اور جا کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے داہنے کان کو پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر آخر میں انہیں وتر بنایا، پھر لیٹ گئے اور جب مؤذن آپ کے پاس آئے، تو آپ اٹھے اور دو خفیف رکعتیں پڑھ کر باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

٧٩ - باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ النِّسَاءِ .

قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «يَسْتَنْكِفُ» /١٧٢/ : يَسْتَكْبِرُ. قِوَامًا : قِوَامُكُمْ مِنْ مَعَايِشِكُمْ. «لَهُنَّ سَبِيلاً» /١٥/ : يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ.
وَقَالَ غَيْرُهُ : «مَثْنَى وَثُلَاثَ» /٣/ : يَعْنِي ٱثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَأَرْبَعًا ، وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ قرآن مجید کی آیت ﴿یستنکف﴾ "یستکبر" کے معنی میں ہے۔ "قواما": جس پر تمہارے معاش کی بنیاد قائم ہے۔ ﴿لهن سبیلاً﴾ یعنی شادی شدہ کو رجم اور کنوارے کے لئے کوڑے کی سزا جب وہ زنا کا ارتکاب کریں اور دوسرے حضرات نے کہا: یہ آیت میں "مثنی وثلاث ورباع" سے مراد دو دو، تین تین، چار چار ہے۔ اہل عرب "رباع" سے آگے اس وزن پر استعمال نہیں کرتے۔

٨٠ - باب : «وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى» /٣/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے باب میں انصاف نہ کرسکو گے"۔

٤٢٩٧/٤٢٩٨ : حدّثنا إبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ قالَ : أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا : أَنَّ رَجُلاً كانَتْ لَهُ يَتِيمَةٌ فَنَكَحَهَا ، وَكانَ لَهَا عَذْقٌ ، وَكانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ ، وَلَمْ يَكنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهِ شَيْءٌ ، فَنَزَلَتْ فِيهِ : «وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي ٱلْيَتَامٰى» . أَحْسِبُهُ قالَ : كانَتْ شَرِيكَتَهُ فِي ذٰلِكَ العَذْقِ وَفِي مالِهِ .

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ ایک صاحب کی پرورش میں ایک یتیم لڑکی تھی، پھر انہوں نے اس سے نکاح کرلیا، اس یتیم لڑکی کی ملکیت میں ایک کھجور کا باغ تھا، اس باغ کی وجہ سے انہوں نے اس سے نکاح کیا تھا، حالانکہ دل میں اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے''۔ میرا خیال ہے عروہ نے بیان کیا کہ اس باغ میں اور اس مال میں وہ لڑکی شریک کی حیثیت رکھتی تھی۔

(٤٢٩٨) : حدّثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَنَّهُ سَأَلَ عائِشَةَ عَنْ قَوْلِ ٱللّٰهِ تَعَالَى : «وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي ٱلْيَتَامٰى» . فَقَالَتْ : يَا ٱبْنَ أُخْتِي ، هٰذِهِ ٱلْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا ، تَشْرَكُهُ فِي مالِهِ ، وَيُعْجِبُهُ مالُهَا وَجَمَالُهَا ، فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا ، فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ ما يُعْطِيهَا غَيْرُهُ ، فَنُهُوا عَنْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا لَهُنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ ، فَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا ما طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ . قالَ عُرْوَةُ : قالَتْ عائِشَةُ : وَإِنَّ النَّاسَ ٱسْتَفْتَوْا رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ بَعْدَ هٰذِهِ الآيَةِ ، فَأَنْزَلَ ٱللّٰهُ : «وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ» . قالَتْ عائِشَةُ : وَقَوْلُ ٱللّٰهِ تَعَالَى فِي آيَةٍ أُخْرَى : «وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ» . رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ ، حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ المَالِ وَالجَمَالِ ، قالَتْ : فَنُهُوا – أَنْ يَنْكِحُوا – عَمَّنْ رَغِبُوا فِي مالِهِ وَجَمَالِهِ فِي يَتَامٰى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ ، مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلَاتِ المَالِ وَالجَمَالِ . [ر : ٢٣٦٢]

ترجمہ

حضرت عروہ بن زبیرؓ کی روایت ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اللہ کے ارشاد: ''اگر

تمہیں خوف ہو کہ یتیم کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے'' کے بارے میں پوچھا تھا۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ میرے بھانجے! یہ ایسی یتیم لڑکی کے متعلق ہے جو اپنے ولی کی زیر پرورش ہو اور اس کے مال میں شریک کی حیثیت رکھتی ہو، ادھر ولی اس پر بھی نظر رکھتا ہو اور اس کے مال سے بھی لگاؤ ہو، لیکن اس کے مہر کے بارے میں انصاف سے کام لئے بغیر نکاح کرنا چاہتا ہو، اتنا مہر اسے نہ دینا چاہتا ہو جتنا دوسرے دے سکتے ہوں، تو ایسے لوگوں کو روکا گیا ہے کہ وہ ایسی یتیم لڑکیوں سے اس وقت نکاح کر سکتے ہیں جب ان کے ساتھ انصاف کریں اور ویسی لڑکیوں کا مہر معاشرے میں جتنا ہوتا ہے اس سے اعلیٰ اور بہترین صورت اختیار کریں، ورنہ اس کے علاوہ جن دوسری عورتوں سے بھی جی چاہے نکاح کر سکتے ہیں۔ عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد پھر صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿ويستفتونك في النساء﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ دوسری آیت میں ﴿وترغبون أن تنكحوهن﴾ سے مراد یہ ہے کہ جب کسی کی زیر پرورش لڑکی کے پاس مال بھی کم ہو اور جمال بھی کم ہو تو وہ اس سے نکاح کرنے سے بچتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس لئے انہیں ان یتیم لڑکیوں سے بھی نکاح کرنے سے روکا گیا جو صاحب جمال و مال ہو، لیکن اگر انصاف کرسکیں تو ان سے نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، یہ حکم خاص طور پر اس لئے بھی ہوا کہ اگر وہ صاحب جمال و مال نہ ہوتیں تو یہی ان سے نکاح کرنا ناپسند کرتے۔

۸۱ – باب : «وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا» /٦/.

«وَبِدَارًا» /٦/ : مُبَادَرَةً . «أَعْتَدْنَا» /١٨/ : أَعْدَدْنَا ، أَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''البتہ جو شخص نادار ہو وہ مناسب مقدار میں کھا سکتا ہے اور جب ان کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کرلیا کرو''۔ آخر آیت تک۔ ﴿بداراً﴾ معنی ہے: جلدی جلدی۔ ''اعتدنا'' ہم نے تیار کر رکھا ہے۔ ''عتاد'' سے نکلا ہے، اسے باب افعال سے لے آئے۔

٤٢٩٩ : حدّثني إسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : في قَوْلِهِ تَعَالَى : «وَمَنْ كانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ» . أَنَّهَا نَزَلَتْ في وَالِي الْيَتِيمِ إذَا كانَ فَقِيرًا : أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكانَ قِيَامِهِ عَلَيْهِ بِمَعْرُوفٍ . [ر : ٢٠٩٨]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ''جو شخص خوشحال ہو وہ اپنے آپ کو بالکل

روکے رکھے، البتہ جو نادار ہو وہ مناسب مقدار میں کھا سکتا ہے'' کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت یتیم کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ اگر ولی نادار ہو تو یتیم کی دیکھ بھال اور پرورش کے بدلے میں مناسب مقدار یتیم کے مال میں سے کھا سکتا ہے۔

۸۲ – باب : «وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِينُ» /۸/ . الآيَةَ

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جب تقسیم کے وقت اعزہ، یتیم اور مسکین موجود ہوں''۔ آخر آیت تک۔

۴۳۰۰ : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ : أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ ٱللهِ الْأَشْجَعِيُّ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : «وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِينُ» . قَالَ : هِيَ مُحْكَمَةٌ ، وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ .

تَابَعَهُ سَعِيدٌ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ . [ر : ۲۶۰۸]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت ''اور جب تقسیم کے وقت اعزہ یتیم اور مسکین موجود ہوں گے'' متعلق فرمایا کہ محکم ہے، منسوخ نہیں ہے۔ اس کی متابعت سعید نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی۔

۸۳ – باب : «يُوصِيكُمُ ٱللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ» /۱۱/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کی میراث کے بارے میں حکم دیتا ہے''۔

۴۳۰۱ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : حَدَّثَنَا هِشَامٌ : أَنَّ ٱبْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ : أَخْبَرَنِي ٱبْنُ مُنْكَدِرٍ ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فِي بَنِي سَلِمَةَ مَاشِيَيْنِ ، فَوَجَدَنِي النَّبِيُّ ﷺ لَا أَعْقِلُ ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ ، فَقُلْتُ : مَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي مَالِي يَا رَسُولَ ٱللهِ ، فَنَزَلَتْ : «يُوصِيكُمُ ٱللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ» . [ر : ۱۹۱]

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ قبیلہ بنوسلمہ تک پیدل چل کر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہے، اس لئے آپ نے پانی منگوایا اور وضو کر کے اس کا پانی مجھ پر چھڑکا۔ میں ہوش میں آ گیا، پھر میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ کا کیا حکم ہے، میں اپنے مال کا کیا کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اللہ تعالیٰ تمہاری میراث کے بارے میں حکم دیتا ہے''۔

٨٤ – باب : «وَلَكُمْ نِصْفُ ما تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ» /١٢/ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اور تمہارے لئے اس مال کا آدھا حصہ ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں''۔

٤٣٠٢ : حدّثنا محمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ وَرْقَاءَ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : كانَ المَالُ لِلْوَلَدِ ، وَكانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ ، فَنَسَخَ ٱللهُ مِنْ ذٰلِكَ ما أَحَبَّ ، فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ الْأُنْثَيَيْنِ ، وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ ، وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ ، وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ . [ر : ٢٥٩٦]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ابتداء میں والدین کا مال بیٹے کو ملتا تھا، البتہ والدین کو وصیت کرنے کا اختیار تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے جیسا مناسب سمجھا اس میں نسخ کر دیا، چنانچہ اب مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے اور مورث کے والدین، یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے، (بشرط یہ ہے کہ مورث کی کوئی اولاد ہو)، لیکن اگر اولاد نہ ہو، اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی حصہ ہوگا، اور بیوی کا آٹھواں حصہ ہوگا، جب کہ اولاد ہو اور اگر اولاد نہ ہو تو چوتھائی حصہ ہوگا، اور شوہر کا آدھا حصہ ہوگا، جب کہ اولاد نہ ہو، اگر اولاد ہوئی تو چوتھائی حصہ ہوگا۔

٨٥ – باب : «لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ» /١٩/ . الآيَةَ .

وَيُذْكَرُ عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : «لَا تَعْضُلُوهُنَّ» لَا تَقْهَرُوهُنَّ . «حُوبًا» /٢/ : إِثْمًا . «تَعُولُوا» /٣/ : تَمِيلُوا . «نِحْلَةً» /٤/ : النِّحْلَةُ المَهْرُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ'' الآیۃ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت میں ''لا تعضلوھن'' کے معنی ہیں کہ ان پر جبر اور قہر نہ کرو۔ ﴿حوبا﴾ گناہ۔ ﴿تعولوا﴾ بمعنی جھک جاؤ۔ بمعنی۔ ﴿نحلة﴾ بمعنی ''مہر''۔

٤٣٠٣ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ : حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ . قالَ الشَّيْبَانِيُّ : وَذَكَرَهُ أَبُو الحَسَنِ السُّوَائِيُّ ، وَلَا أَظُنُّهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ ما آتَيْتُمُوهُنَّ» . قالَ : كانُوا إِذَا ماتَ الرَّجُلُ كانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِٱمْرَأَتِهِ ، إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا ، وَإِنْ شَاؤُوا زَوَّجُوهَا ، وَإِنْ شَاؤُوا لَمْ يُزَوِّجُوهَا ، فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِي ذٰلِكَ . [٦٥٤٩]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آیت ''اے ایمان والو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ، اور نہ انہیں اس غرض سے قید رکھو کہ تم نے انہیں کچھ دے رکھا ہو، اس کا کچھ حصہ وصول کر لو''۔ آپ نے بیان کیا: جاہلیت میں کسی کا شوہر مر جاتا تو اس کے شوہر کے رشتہ دار اس عورت کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے، اگر انہی ہی میں کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا، پھر وہ جس سے چاہتے اسی سے اس کی شادی کر لیتے اور چاہتے تو نہ بھی کرتے، اس طرح عورت کے گھر والے کے مقابلے میں بھی شوہر کے رشتہ دار اس کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

٨٦ – باب : «وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ ٱللَّهَ كانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا» /٣٣/ .

وَقالَ مَعْمَرٌ : أَوْلِيَاءَ مَوَالِي ، وَأَوْلِيَاءَ وَرَثَةٍ . عاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ : هُوَ مَوْلَى الْيَمِينِ ، وَهُوَ الحَلِيفُ ، وَالمَوْلَى أَيْضًا ٱبْنُ الْعَمِّ ، وَالمَوْلَى المُنْعِمُ المعْتِقُ ، وَالمَوْلَى المُعْتَقُ ، وَالمَوْلَى المَلِيكُ ، وَالمَوْلَى مَوْلًى فِي ٱلدِّينِ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''اور جو مال والدین اور قرابت دار چھوڑ جائیں اس کے لئے ہم نے وارث ٹھہرا دیئے

ہیں''۔ معمر نے بیان کیا کہ ''موالی'' سے مراد میت کے وارث اور ولی ہیں جن سے معاہدہ ہو۔ ان کو ''مولی الیمین'' کہتے ہیں۔ ''مولیٰ'' بادشاہ کو بھی کہتے ہیں اور ''مولیٰ'' دینی مولا بھی ہوتا ہے۔

٤٣٠٤ : حدّثني الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ إِدْرِيسَ ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا : «وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ» . قالَ : وَرَثَةً . «وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ» : كانَ المُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا المَدِينَةَ يَرِثُ المهَاجِرُ الأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ ، لِلأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمْ ، فَلَمَّا نَزَلَتْ : «وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ» . نُسِخَتْ . ثُمَّ قالَ : «وَالَّذِينَ عاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ» : مِنَ النَّصْرِ وَالرِّفادَةِ وَالنَّصِيحَةِ ، وَقَدْ ذَهَبَ المِيرَاثُ ، وَيُوصِي لَهُ .

سَمِعَ أَبُو أُسَامَةَ إِدْرِيسَ ، وَسَمِعَ إِدْرِيسُ طَلْحَةَ . [ر : ٢١٧٠]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آیت میں ﴿ولكل جعلنا موالي﴾ سے مراد ورثاء ہیں اور ﴿عقدت أيمانكم﴾ سے مراد یہ ہے کہ جب مہاجرین مدینہ آئے تو قرابت داروں کے علاوہ انصار کے وارث مہاجرین بھی ہوتے تھے، اُس بھائی چارے کی وجہ سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرابت داروں اور مہاجرین کے درمیان کرایا تھا، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿ولكل جعلنا موالي﴾، تو پہلا طریقہ منسوخ ہوگیا، البتہ ان سے وصیت کرسکتا ہے۔

یہ حدیث ابواسامہ نے ادریس سے سنی اور ادریس نے طلحہ سے۔

تشریح

میراث کا حکم منسوخ ہوا ہے، اس کے علاوہ عہد و پیمان نصرت، عطایا، وغیرہ منسوخ نہیں ہوئی۔

٨٧ - باب : «إِنَّ ٱللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ» /٤٠/ .

يَعْنِي زِنَةَ ذَرَّةٍ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرے گا''۔ ﴿مثقال ذرة﴾ سے مراد ذرہ برابر ہے۔

٤٣٠٥ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ : حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ ، عَنْ زَيْدِ

ٱبْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ أُنَاسًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا : يَا رَسُولَ ٱللَّهِ ، هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (نَعَمْ ، هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيرَةِ ، ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ) . قَالُوا : لَا ، قَالَ : (وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ) . قَالُوا : لَا ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (ما تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ ٱللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كما تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا ، إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ : تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ ما كَانَتْ تَعْبُدُ ، فَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ ٱللَّهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ . حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ ٱللَّهَ ، بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ ، وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ ، فَيُدْعَى الْيَهُودُ ، فَيُقَالُ لَهُمْ : مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ؟ قَالُوا : كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرًا ٱبْنَ ٱللَّهِ ، فَيُقَالُ لَهُمْ : كَذَبْتُمْ ، ما ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ ، فَمَاذَا تَبْغُونَ ؟ فَقَالُوا : عَطِشْنَا رَبَّنَا فَٱسْقِنَا ، فَيُشَارُ : أَلَا تَرِدُونَ ؟ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ ، كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا ، فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ . ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى فَيُقَالُ لَهُمْ : مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ؟ قَالُوا : كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ٱبْنَ ٱللَّهِ ، فَيُقَالُ لَهُمْ : كَذَبْتُمْ ، ما ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ ، فَيُقَالُ لَهُمْ : ماذَا تَبْغُونَ ؟ فَكَذَٰلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ . حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ ٱللَّهَ ، مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ ، أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فِي أَدْنَى صُورَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا ، فَيُقَالُ : ماذَا تَنْتَظِرُونَ ، تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ ما كَانَتْ تَعْبُدُ ، قَالُوا : فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلَى أَفْقَرِ ما كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ ، فَيَقُولُ : أَنَا رَبُّكُمْ ، فَيَقُولُونَ : لَا نُشْرِكُ بِٱللَّهِ شَيْئًا) . مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا .

[٤٦٣٥ ، ٧٠٠١]

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ کچھ صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پوچھا: یارسول اللہ! کیا قیامت میں ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! کیا سورج کو دیکھنے میں دوپہر کے وقت میں کوئی دشواری ہوتی ہے جب کہ اس پر بادل بھی نہ ہو؟ صحابہ نے عرض کی: نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری پیش آتی ہے جب کہ اس پر بادل بھی نہ ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس اس طرح تم بلاکسی دشواری ورکاوٹ کے قیامت کے دن اللہ کو دیکھو گے۔

قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا کہ ہر امت معبودان باطلہ کو لے کر حاضر ہو جائے، اس وقت اللہ کے

سوا جتنے بھی بتوں اور پتھروں کی عبادت ہوتی تھی سب کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا، پھر صرف وہی لوگ باقی رہیں گے جو صرف اللہ کو پوجا کرتے تھے، خواہ نیک ہوں یا گناہ گار، اور بتایا: پہلے اہل کتاب یہود کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم اللہ کے سوا کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ عزیر ابن اللہ کی، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا، لیکن تم جھوٹے تھے، اللہ نے کسی کو نہ بیوی بنایا نہ کسی کو بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں، ہمیں پانی پلا دیجئے۔ انہیں اشارہ کیا جائے گا، کیا ادھر نہیں چلتے!! چنانچہ سب کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا، وہ سراب کی طرح نظر آئے گی، بعض بعض کے ٹکڑے کر رہی ہوگی، چنانچہ سب کو آگ میں ڈال دیا جائے گا، پھر سب نصاریٰ کو بلایا جائے گا، ان سے پوچھا جائے گا کہ کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم مسیح ابن اللہ کی عبادت کرتے تھے، ان سے بھی کہا جائے گا کہ تم جھوٹے تھے، اللہ نے نہ کسی کو بیوی بنایا نہ بیٹا، پھر ان سے پوچھا جائے گا کیا چاہتے ہو اور ان کے ساتھ یہود کی طرح معاملہ کیا جائے گا، یہاں تک کہ جب ان کی طرح کا کوئی نہیں رہے گا، سوائے ان کے جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے، خواہ وہ نیک ہوں یا گناہ گار تو ان کے لئے ان کا رب ایسی تجلی سے آئے گا جو ان کے لئے قریب الفہم ہوگی۔ اب ان سے کہا جائے گا کہ اب تمہیں کس کا انتظار ہے، ہر امت اپنی مجبوری کو ساتھ لے جا چکی ہے؟ وہ جواب دیں گے ہم دنیا میں جن سے جدا ہوئے، ہم ان میں سب سے زیادہ محتاج تھے، پھر بھی ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا، اب ہمیں اپنے رب کا انتظار ہے جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔ اللہ رب العزت فرمائے گا کہ تمہارا رب میں ہی ہوں۔ اس پر تمام مسلمان بول اٹھیں گے کہ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ دو یا تین مرتبہ۔

۸۸ – باب : «فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا» /٤١/ .

الْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ . «نَطْمِسَ وُجُوهًا» /٤٧/ : نُسَوِّيَهَا حَتَّى تَعُودَ كَأَقْفَائِهِمْ ، طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ . «سَعِيرًا» /٥٥ / : وَقُودًا .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”سو اس وقت کیا حال ہوگا جس وقت ہم ہر امت سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے اور ان لوگوں پر آپ کو بطور گواہ پیش کریں گے“۔ ”المتخال“ اور ”الختال“ ایک ہی چیز ہے۔

﴿نطمس وجوھا﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ ہم ان چیزوں کو برابر کر دیں گے، وہ سر کے پچھلے حصے کی طرح ہو جائیں گے۔ اسی سے ”طمس الکتاب“ آتا ہے، یعنی اسے مٹایا۔ ﴿سعیراً﴾ بمعنی ایندھن۔

٤٣٠٦ : حَدَّثَنَا صَدَقَةُ : أَخْبَرَنَا يَحْيَى ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ سُلَيْمَانَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ،

عَنْ عَبِيدَةَ ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ . قَالَ يَحْيٰى : بَعْضُ الحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، قَالَ : قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ : (ٱقْرَأْ عَلَيَّ) . قُلْتُ : آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ ؟ قَالَ : (فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي) . فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ ، حَتَّى بَلَغْتُ : «فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا» . قَالَ : (أَمْسِكْ) . فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ .

[٤٧٦٢ ، ٤٧٦٣ ، ٤٧٦٨ ، ٤٧٦٩]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے عرض کی کہ حضور کو میں پڑھ کر سناؤں، قرآن آپ پر ہی تو نازل ہوا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دوسروں سے سننا چاہتا ہوں، چنانچہ میں نے آپ کو سورۃ النساء سنانی شروع کی، جب میں ﴿فکیف إذا جئنا من کل أمة بشهيد﴾ تک پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

٨٩ - باب : «وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ» /٤٣/ .

«صَعِيدًا» /٤٣/ : وَجْهَ الْأَرْضِ .

وَقَالَ جَابِرٌ : كَانَتِ الطَّوَاغِيتُ الَّتِي يَتَحَاكَمُونَ إِلَيْهَا : فِي جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ ، وَفِي أَسْلَمَ وَاحِدٌ ، وَفِي كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ ، كُهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ .

وَقَالَ عُمَرُ : اَلْجِبْتُ السِّحْرُ ، وَالطَّاغُوتُ الشَّيْطَانُ .

وَقَالَ عِكْرِمَةُ : اَلْجِبْتُ بِلِسَانِ الحَبَشَةِ شَيْطَانٌ ، وَالطَّاغُوتُ الْكَاهِنُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تم میں کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی استنجا سے آیا ہو''۔ ''صعیداً'' بمعنی زمین کی ظاہری سطح۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ طاغوت جن کے ہاں لوگ دور جاہلیت میں فیصلے کے لئے جاتے تھے، ایک قبیلہ جہینہ میں تھا، ایک قبیلہ اسلم میں تھا اور ہر قبیلے میں ایک طاغوت ہوتا تھا۔ یہ وہی کاہن تھے، ان کے ہاں شیطان مستقبل کی خبریں لے کر آتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''الجبت'' سے مراد ''سحر'' ہے اور ''الطاغوت'' سے ''شیطان''۔ اور عکرمہ نے فرمایا کہ ''الجبت'' حبشی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور طاغوت کاہن کے معنی میں ہے۔

۴۳۰۷ : حدّثنا مُحَمَّدٌ : أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قالَتْ : هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ في طَلَبِهَا رِجالاً ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ ، وَلَيْسُوا عَلَى وُضُوءٍ ، وَلَمْ يَجِدُوا ماءً ، فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ ، فَأَنْزَلَ ٱللّٰهُ ، يَعْنِي : آيَةَ التَّيَمُّمِ .
[ر : ۳۲۷]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ مجھ سے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک ہار گم ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کو اس کی تلاش کے لئے بھیجا، ادھر نماز کا وقت ہو گیا تو لوگ باوضو نہ تھے، پانی موجود نہ تھا، اس لئے انہوں نے بے وضو نماز پڑھی، جس پر آیت تیمّم نازل ہوئی۔

۹۰ - باب : قَوْلِهِ : «أَطِيعُوا ٱللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ» /۵۹ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی، اس کے رسول کی اور اپنے میں سے اولی الامر کی''۔ ''اولوا الامر'' سے مراد ''اہل اقتدار'' ہیں۔

۴۳۰۸ : حدّثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ : أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا : «أَطِيعُوا ٱللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ» . قالَ : نَزَلَتْ فِي عَبْدِ ٱللّٰهِ بنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ ، إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ في سَرِيَّةٍ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آیت ''اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور اپنے میں سے اہل اقتدار کی'' عبداللہ بن خذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مہم پر روانہ کیا۔

تشریح

''اولی الامر'' سے مراد بعض کے نزدیک صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب کہ بعض کے نزدیک عقل مند اصحاب

الرائے، جب کہ بعض کے نزدیک سرایا کے امراء اور بعض کے نزدیک علماء اور فقہا ہیں۔

٩١ – باب : «فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ» /٦٥/ .

ترجمہ

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''سو آپ کے پروردگار کی قسم کہ یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان کا آپس میں ہے آپ کو حکم نہ بنالیں''۔

٤٣٠٩ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ قالَ : خاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصارِ في شَرِيجٍ مِنَ الحَرَّةِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (اسْقِ يَا زُبَيْرُ ، ثُمَّ أَرْسِلِ المَاءَ إِلَى جارِكَ) . فَقَالَ الْأَنْصارِيُّ : يَا رَسُولَ اللهِ ، أَنْ كانَ ابْنَ عَمَّتِكَ ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ قالَ : (اسْقِ يَا زُبَيْرُ ، ثُمَّ احْبِسِ المَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الجَدْرِ ، ثُمَّ أَرْسِلِ المَاءَ إِلَى جارِكَ) . وَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ في صَرِيحِ الحُكْمِ ، حِينَ أَحْفَظَهُ الْأَنْصارِيُّ ، كانَ أَشارَ عَلَيْهِمَا بِأَمْرٍ لَهُمَا فِيهِ سَعَةٌ . قالَ الزُّبَيْرُ : فَمَا أَحْسِبُ هٰذِهِ الآيَاتِ إِلَّا نَزَلَتْ في ذٰلِكَ : «فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ» . [ر : ٢٢٣١]

ترجمہ

حضرت عروہ بن زبیرؓ کی روایت ہے کہ حضرت زبیر کا ایک انصاری صحابی سے حرہ کے ایک نالے کے بارے میں نزاع ہو گیا کہ اس سے کون اپنے باغ کو پہلے سینچنے کا حق رکھتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبیر پہلے تم اپنا باغ سینچ لو پھر اپنے پڑوسی کو پانی دے دینا۔ اس پر انصاری صحابی نے کہا: یا رسول اللہ! اس لئے کہ آپ کی پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ یہ سن کر بدل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زبیر اپنے باغ کو سینچو اور پانی اس وقت تک روکے رکھو کہ منڈیر تک بھر جائے، پھر اپنے پڑوسی کے لئے اس سے چھوڑ دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری کے ساتھ اپنے فیصلہ میں رعایت رکھی تھی، لیکن اس وقت آپ نے زبیر کو بصراحت پورا حق دے دیا، کیونکہ انصاری نے ایسی بات کہی تھی جس نے غصہ دلایا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلے فیصلے میں دونوں کے لئے رعایت رکھی تھی۔ زبیر نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے یہ آیت اس سلسلہ میں نازل ہوئی تھی: ''سو آپ کے پروردگار کی قسم کہ یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے، جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہو آپ کو حکم نہ بنالیں''۔

تشریح

"رجلاً من الأنصار" یہ کون تھا؟ داؤدی کہتے ہیں کہ منافق تھا۔ خاندانِ انصار میں بھی کئی تھے جنہوں نے نفاق اختیار کیا تھا۔ بعض روایات میں تصریح ہے۔ "قد شهدا بدراً"، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مسلمان تھا، منافق نہیں تھا، پھر کسی نے طالب بن ابی بلیقہ، کسی نے ثابت بن قیس بن شماس کہا ہے۔ بشری غلطیوں سے کوئی بھی منزہ نہیں، اس لئے انہوں نے ایک نامناسب جملہ کہا اور بشریت سے مغلوب ہو کر ایک سنگین غلطی کی۔

٩٢ – باب : «فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ» /٦٩/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے اپنا خاص انعام کیا ہے''۔ یعنی پیغمبر، اولیاء، شہدا وغیرہ۔

٤٣١٠ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : (ما مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ) . وَكانَ في شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ ، أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : («مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ») . فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ . [ر : ٤١٧١]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ نے فرمایا تھا کہ جو نبی بھی آخری مرتبہ بیمار پڑتا ہے اسے اختیار دیا جاتا ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الوفات میں جب آواز آپ کے گلے میں پھنسنے لگی تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ''ان لوگوں کے ساتھ جن پر انعام کیا یعنی انبیاء، صدقین شہدا، اور صالحین'' اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا ہے۔

٩٣ – باب : «وَما لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجالِ وَالنِّسَاءِ» . الآيَةَ /٧٥/ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اور تمہیں کیا عذر ہے کہ تم جنگ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور ان کے لئے جو کمزور ہیں

مردوں میں، عورتوں میں اور لڑکوں میں'' ۔الآیۃ۔

٤٣١٢/٤٣١١ : حَدَّثَنِي عَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللَّهِ قَالَ : سَمِعْتُ ٱبْنَ عَبَّاسٍ قَالَ : كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: میں اور میری والدہ کمزور مستضعفین میں سے تھے۔

(٤٣١٢) : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ : أَنَّ ٱبْنَ عَبَّاسٍ تَلَا : «إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ» . قَالَ : كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ ٱللَّهُ . [ر : ١٢٩١]

وَيُذْكَرُ عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : «حَصِرَتْ» /٩٠/ : ضَاقَتْ . «تَلْوُوا» /١٣٥/ : أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ .

وَقَالَ غَيْرُهُ : الْمُرَاغَمُ الْمُهَاجَرُ ، رَاغَمْتُ : هَاجَرْتُ قَوْمِي . «مَوْقُوتًا» /١٠٣/ : مُوَقَّتًا وَقَّتَهُ عَلَيْهِمْ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ﴿إلا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ میں اور میری والدہ بھی ان لوگوں میں سے تھیں جنہیں اللہ نے معذور کر رکھا تھا۔ ﴿حصرت﴾ کا معنی ہے: ان کے دل تنگ ہیں۔ ''تلووا'': یعنی تمہاری زبانوں سے گواہی ادا ہوگی۔ اور دیگر حضرات نے فرمایا کہ ''المراغم'' مہاجر کے معنی میں ہے۔ ''راغمت'': میں نے اپنی قوم سے ہجرت کی۔ ''موقوتا'': یعنی وقت معین۔

٩٤ – باب : «فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَٱللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا» /٨٨/ .

قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : بَدَّدَهُمْ . فِئَةٌ : جَمَاعَةٌ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم منافقین کے باب میں دو گروہ ہو گئے، حالانکہ اللہ نے ان کے کرتوتوں کے باعث ان کو الٹا پھیر دیا'' ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''أركسهم'': کا معنی ہے: انہیں توڑ

پھوڑ ڈالا۔ ”فئة“ بمعنی: ”جماعت“۔

٤٣١٣ : حدّثني محمّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قالَا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَدِيٍّ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : «فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ» . رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أُحُدٍ ، وَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ : فَرِيقٌ يَقُولُ : اَقْتُلْهُمْ ، وَفَرِيقٌ يَقُولُ : لَا ، فَنَزَلَتْ : «فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ» .

وَقَالَ : (إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الخَبَثَ ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ) . [ر : ١٧٨٥]

ترجمہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت ”اورتم منافقین کے باب میں دوگروہ ہو گئے ہو“ کے بارے میں فرمایا: کچھ لوگ منافقین جو بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جنگ احد میں موقعہ پر آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے، تو ان کے بارے میں مسلمانوں کی دو جماعتیں بن گئی۔ ایک جماعت تو یہ کہتی تھی: یا رسول اللہ! ان منافقین سے قتال کیجئے، اور ایک جماعت کہتی تھی کہ آپ قتال نہ کیجئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم منافقین کے باب میں دوگروہ ہو گئے ہو“، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ ”طیبہ“ ہے، خباثت کو اس طرح دور کردیتا ہے جیسے آگ چاندی کے میل کچیل کو دور کردیتی ہے۔

٩٥ – باب : «وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ» /٨٣/ : أَفْشَوْهُ . «يَسْتَنْبِطُونَهُ» /٨٣/ : يَسْتَخْرِجُونَهُ . «حَسِيبًا» /٨٦/ : كَافِيًا . «إِلَّا إِنَاثًا» /١١٧/ : يعني الْمَوَاتَ ، حَجَرًا أَوْ مَدَرًا ، وَمَا أَشْبَهَهُ . «مَرِيدًا» /١١٧/ : مُتَمَرِّدًا . «فَلَيُبَتِّكُنَّ» /١١٩/ : بَتَّكَهُ قَطَّعَهُ . «قِيلًا» /١٢٢/ : وَقَوْلًا وَاحِدٌ . «طَبَعَ» /١٥٦/ : خَتَمَ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”جب انہیں کوئی بات امن یا خوف کی پہنچتی ہے تو یہ اسے پھیلا دیتے ہیں“۔ ﴿أذاعوا به﴾ بمعنی پھیلاتے ہیں۔ ﴿یستنبطونه﴾ حقیقت نکال لیتے ہیں۔ ﴿حسیباً﴾ بمعنی کافی۔ ﴿إلا إناثا﴾ یعنی غیر ذی روح چیزیں، جیسے پتھر، مٹی کے ڈھیلے یا اس طرح کی چیزیں۔ ﴿مریداً﴾ شریر۔ ﴿فلیبتکن﴾ ”بتّکه“ سے نکلا ہے، یعنی اسے کاٹ ڈالا۔ ”قیلا“ اور ”قولا“ ہم معنی ہیں۔ ﴿طبع﴾ کا معنی ہے: ”مہر لگادی گئی“۔

تشریح

إناث: ”أنثیٰ“ کی جمع ہے، بمعنی: ”عورت“۔ یہاں اس سے لات، منات، عزیٰ مراد ہیں، جن کو مشرک

''بنات اللہ'' کہتے تھے۔امام بخاریؒ نے اس کی تفسیر ''موات''یعنی غیر جاندار چیز سے کی ہے۔''مرید'' کے معنی سرکش۔ ''بتّکہ'' کا معنی کاٹنا،ٹکڑے کرنا، قیل اور قول دونوں ہم معنی ہیں۔

۹۶ – باب : «وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ» /۹۳/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''اور جو کوئی کسی مسلمان کو قصداً قتل کردے تو اس کی سزا جہنم ہے''۔

٤٣١٤ : حدَّثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قالَ : سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قالَ : آيَةٌ اخْتَلَفَ فِيهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ ، فَرَحَلْتُ فِيهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا ، فَقَالَ : نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ : «وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ» . هِيَ آخِرُ ما نَزَلَ ، وَما نَسَخَهَا شَيْءٌ . [ر : ٣٦٤٢]

ترجمہ

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ علماء کو اس آیت میں اختلاف ہوگیا تھا، چنانچہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اس کے لئے سفر کرکے پہنچا اور آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔آپ نے فرمایا: یہ آیت ''اور جو کوئی کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے''، اس باب میں نازل ہونے والی سب سے آخری آیت ہے۔ اسے کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

تشریح

اگر کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو عمداً قتل کردے تو معتزلہ اور خوارج کے ہاں قاتل ''مخلد فی النار'' ہوگا، جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اپنے گناہ کی سزا پانے کے بعد جہنم سے نکلے گا۔''خالداً فیہا'' کے متعلق اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ اس مومن کے لئے ہے جو قتل مومن کو جائز وحلال سمجھتا ہو۔ یا ''خلد'' سے مکث طویل مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سزا تو اس کی یہی ہونی چاہیے، لیکن ایمان کی بدولت اس کو نکال دیں گے، بہت سے علماء نے سورۂ نساء کی اس آیت کو سورۂ فرقان کی آیت ﴿یضاعف له العذاب یوم القیامة﴾ کہ جس میں شرک، زنا، قتل کے مرتکبین کے لئے دائمی عذاب کا ذکر ہے اور ﴿إلا من تاب﴾ سے توبہ کرنے والوں کا استثناء ہے، نے منسوخ کردیا ہے۔اور بہت سے حضرات فرماتے ہیں کہ ﴿إن الله لا یغفر أن یشرك به﴾ اس آیت نے سورۂ نساء کی آیت کو

منسوخ کر دیا ہے، لیکن حضرت ابن عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سورۂ نساء کی آیت کو کسی نے منسوخ نہیں کیا۔

٩٧ – باب : «وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا» /٩٤/ .

السِّلْمُ وَالسَّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جو تمہیں سلام کرتا ہے اسے یہ مت کہہ دیا کرو کہ تو تو مسلمان ہی نہیں''۔

''السِلم والسَلم والسّلام''، ہم معنی ہیں۔

٤٣١٥ : حدّثني عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : «وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا» . قالَ : قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : كانَ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُونَ ، فَقَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا غُنَيْمَتَهُ ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ فِي ذٰلِكَ إِلَى قَوْلِهِ : «تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ ٱلدُّنْيَا» : تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ .

قالَ : قَرَأَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : السَّلَامَ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت ''جو تجھے سلام کرتا ہے اسے یہ مت کہہ دیا کرو کہ تو تو مومن ہی نہیں'' کے بارے میں فرمایا کہ ایک آدمی بکریوں کے ریوڑ چرا رہا تھا، ایک مہم پر جاتے ہوئے کچھ مسلمان اس کو ملے تو انہوں نے کہا: اسلام علیکم، لیکن مسلمانوں نے سمجھا یہ مسلمان نہیں، کافر ہے، اسے قتل کر دیا اور بکریوں پر قبضہ کر لیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی۔ ﴿تبتغون عرض الحياة الدنيا﴾ سے اشارہ انہی بکریوں کی طرف تھا۔ بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت میں ''السلام'' قرأت کیا ہے۔

٩٨ – باب : «لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ... وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ ٱللهِ» /٩٥/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مسلمانوں میں سے بلا عذر گھر بیٹھے رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے''۔

٤٣١٦ : حدّثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ قالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ صَالِحِ بْنِ

كَيْسَانَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قالَ : حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ : أَنَّهُ رَأَى مَرْوَانَ بْنَ الحَكَمِ فِي المَسْجِدِ ، فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمْلَى عَلَيْهِ : «لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ» . فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهْوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ ، قالَ : يَا رَسُولَ اللهِ ، وَاللهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ . وَكَانَ أَعْمَى ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ ، وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي ، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرَضَّ فَخِذِي ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ ، فَأَنْزَلَ اللهُ : «غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ» . [ر : ٢٦٧٧]

ترجمہ

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے مروان بن حکم بن عاص کو مسجد میں دیکھا، بیان کیا کہ پھر میں ان کے پاس آیا اور ان کے پہلو میں بیٹھ گیا، انہوں نے مجھے خبر دی اور انہیں حضرت ثابت بن زید نے خبر دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ آیت لکھوائی: ''مسلمانوں میں سے گھر بیٹھے رہنے والے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے''۔ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت لکھوا ہی رہے تھے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور عرض کی: خدا گواہ ہے یا رسول اللہ! اگر میں جہاد میں شرکت پر قادر ہوتا تو یقیناً جہاد کرتا، آپ نابینا تھے، اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی، آپ کی ران میری ران پر تھی، شدت وحی کی وجہ سے اس پر اتنا زور بوجھ پڑا کہ پھٹ جانے کا اندیشہ ہو گیا تھا، آخر یہ کیفیت ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ﴿غيـر أولي الضرر﴾ کے الفاظ مزید نازل کئے، یعنی جو لوگ معذور ہوں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

٤٣١٨/٤٣١٧ : حدّثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ : لَمَّا نَزَلَتْ : «لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ» . دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ زَيْدًا فَكَتَبَهَا ، فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهُ ، فَأَنْزَلَ اللهُ : «غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ» .

ترجمہ

حضرت براءؓ کی روایت ہے کہ آیت ﴿لايستوى القاعدون من المؤمنين﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتابت کے لئے بلایا اور انہوں نے وہ آیت لکھ دی، پھر ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور اپنے نابینا ہونے کا عذر پیش کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ﴿غير أولي الضرر﴾ کے الفاظ نازل کئے۔

(٤٣١٨) : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ قالَ :

لَمَّا نَزَلَتْ : «لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ» . قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (ٱدْعُوا فُلَانًا) . فَجَاءَهُ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ ، أَوِ الْكَتِفُ ، فَقَالَ : (ٱكْتُبْ : «لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ ٱللّٰهِ») . وَخَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ ٱبْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ أَنَا ضَرِيرٌ ، فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا : «لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ ٱللّٰهِ» .
[ر : ٢٦٧٦]

ترجمہ

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جب آیت ﴿لا يستوى القاعدون﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فلاں بن فلاں (زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بلاؤ، وہ اپنے ساتھ دوات اور لوح یا میز لے کر حاضر ہوئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو: ﴿لا يستوى القاعدون من المؤمنين والمجاهدون في سبيل الله﴾. ابن ام مکتومؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود تھے، عرض کی: یارسول اللہ! میں نابینا ہوں، چنانچہ وہیں اسی طرح آیت نازل ہوئی: ﴿لا يستوى القاعدون من المؤمنين غير أولي الضرر والمجاهدون في سبيل الله﴾.

٤٣١٩ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ : أَنَّ ٱبْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ (ح) . وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ : أَنَّ مِقْسَمًا مَوْلَى عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ : أَنَّ ٱبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ : «لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ» : عَنْ بَدْرٍ ، وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ . [ر : ٣٧٣٨]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آیت ﴿لا يستوى القاعدون من المؤمنين﴾ سے اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو جنگ میں شریک تھے اور جنہوں نے بلا کسی عذر بدر کی لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی۔

٩٩ – باب : «إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ ٱللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا» /٩٧/ . الآيَةَ .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے، جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں: تم کس کام میں تھے؟ وہ بولیں گے: ہم اس ملک میں بے بس تھے، فرشتے کہیں گے کہ

اللہ کی سرزمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے''۔

۴۳۲۰ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ : حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قالَا : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْأَسْوَدِ قالَ : قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ ، فَٱكْتُتِبْتُ فِيهِ ، فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ٱبْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ ، فَنَهَانِي عَنْ ذٰلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ ، ثُمَّ قالَ : أَخْبَرَنِي ٱبْنُ عَبَّاسٍ : أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ ، يُكَثِّرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، يَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى بِهِ ، فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ ، أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ : «إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ» . الآيَةَ .

رَوَاهُ اللَّيْثُ ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ . [٦٦٧٤]

ترجمہ

محمد بن عبدالرحمٰن ابوالاسود کہتے ہیں کہ اہل مدینہ جب مکہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور تھا، شام والوں کے خلاف لڑنے پر مجبور کئے گئے، مجھے بھی لڑنے والی جماعت میں شریک کیا گیا، تو ابن عباس کے مولیٰ عکرمہ سے میں ملا تو انہیں اس کی اطلاع دی، انہوں نے مجھے شدت کے ساتھ اس سے منع کیا اور فرمایا کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی تھی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے تھے اور اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکین کی جماعت میں اضافہ کا سبب بنتے تھے، کیونکہ مجبوراً انہیں بھی محاذِ جنگ پر آنا پڑتا تھا، پھر تیر آتا اور وہ سامنے لگ جاتے، تو اس طرح انہیں لگ جاتی، یا اس طرح ان کی جان جاتی یا تلوار سے غلطی میں انہیں قتل کیا جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی: ''بے شک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے، جب فرشتے قبض کرتے ہیں'' آخر آیت تک۔ اس کی روایت لیث نے اسود کے واسطے سے کی۔

١٠٠ – باب : «إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلاً» /٩٨/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بجز ان لوگوں کے جو مرد، عورتوں اور بچوں میں سے کمزور ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ کوئی راہ پاتے ہیں''۔

٤٣٢١ : حدّثنا أَبُو النُّعْمَانِ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا : «إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ» . قالَ : كانَتْ أُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ ٱللَّهُ . [ر : ١٢٩١]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ﴿إلا المستضعفين﴾ کے سلسلے میں فرمایا کہ میری والدہ بھی ان لوگوں میں شمار تھیں جنہیں اللہ نے معذور کر رکھا تھا۔

١٠١ - باب : قَوْلِهِ : «فَأُولَئِكَ عَسَى ٱللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ ٱللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا» /٩٩/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تو یہ لوگ ایسے ہیں کہ انہیں معاف کر دے گا اللہ، اللہ تو ہے ہی بڑا معاف کرنے والا''۔

٤٣٢٢ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ يَحْيَى ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ : بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ قالَ : (سَمِعَ ٱللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) . ثُمَّ قالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ : (اللَّهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ ، اللَّهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ ، اللَّهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ ٱبْنَ الْوَلِيدِ ، اللَّهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ، اللَّهُمَّ ٱشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ ، اللَّهُمَّ ٱجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ) . [ر : ٩٦١]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں رکوع سے اٹھتے ہوئے ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہا اور سجدہ میں جانے سے پہلے یہ دعا کی: اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دیجئے، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دیجئے، اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دیجئے، اے اللہ! کمزور مسلمانوں کو نجات دیجئے، اے اللہ! قبیلہ مضر کو سخت سزا دیجئے، اے اللہ! انہیں ایسی قحط سالی میں مبتلا کیجئے جو یوسف کے زمانے میں آئی تھی۔

١٠٢ - باب : «وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ» /١٠٢/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تمہارے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تمہیں بارش سے تکلیف ہو رہی ہو یا تم بیمار

ہوتو ہتھیار اتار کر رکھو"۔

۴۳۲۳ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الحَسَنِ : أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ قالَ : أَخْبَرَنِي يَعْلَى ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : «إِنْ كانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضٰى» . قالَ : عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ كانَ جَرِيحًا .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ﴿إن كان بكم أذاً﴾ آخر آیت تک، کے سلسلے میں فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف زخمی تھے۔

١٠٣ – باب : «وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ ٱللهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَما يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامٰى النِّسَاءِ» /١٢٧/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں طلب کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ان کے بارے میں تمہیں وہی فتویٰ دیتا ہے اور وہ آیت بھی جو تمہیں کتاب کے اندر ان یتیم عورتوں کے بارے میں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں"۔

۴۳۲۴ : حدّثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : «وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ ٱللهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ – إِلَى قَوْلِهِ – وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ» . قالَتْ : هُوَ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْيَتِيمَةُ ، هُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا ، فَأَشْرَكَتْهُ فِي مالِهِ حَتَّى فِي الْعِذْقِ ، فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا رَجُلاً ، فَيَشْرَكَهُ فِي مالِهِ بِمَا شَرِكَتْهُ ، فَيَعْضُلَهَا ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ . [ر : ٢٣٦٢]

ترجمہ

ہشام بن عروہ نے حدیث بیان کی، ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ آپ نے آیت "لوگ آپ سے عورتوں کے باب میں فتوی طلب کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس بارے میں وہی فتویٰ دیتا ہے" ارشاد ﴿وترغبون أن تنكحوهن﴾ تک، سے متعلق بیان کیا کہ یہ آیت ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس کی پرورش میں یتیم لڑکی ہو اور وہ اس کا وارث بھی ہو اور لڑکی اس کے مال میں حصہ دار

بھی ہو، یہاں تک کہ باغ میں بھی، اب وہ شخص خود اس سے نکاح کرنا چاہے، کیونکہ یہ اسے پسند نہیں کہ کسی دوسرے سے اس کا نکاح کرے کہ وہ اس کے اس مال میں حصہ دار بن جائے جس میں لڑکی حصہ دار تھی، اس وجہ سے وہ اس لڑکی کا کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ ہونے دے، تو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

١٠٤ – باب : «وَإِنِ ٱمْرَأَةٌ خافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا» /١٢٨/ .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «شِقَاقَ» /٣٥/ : تَفَاسُدَ . «وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ» /١٢٨/ : هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَحْرِصُ عَلَيْهِ . «كالْمُعَلَّقَةِ» /١٢٩/ : لَا هِيَ أَيِّمٌ ، وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ . «نُشُوزًا» : بُغْضًا .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے التفاتی کا اندیشہ ہو''۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آیت میں ﴿شقاق﴾ بمعنی ''نزاع وفساد'' ہے۔ ''وأحضرت الأنفس الشح'' یعنی: نفس کی کسی ایسی چیز کی خواہش کہ جس کا اسے لالچ ہو۔ ﴿کالمعلقة﴾ یعنی نہ تو وہ بیوہ ہو نہ شوہر والی۔ ﴿نشوزا﴾ یعنی بغض وناراضگی۔

٤٣٢٥ : حدّثنا محمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : «وَإِنِ ٱمْرَأَةٌ خافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا» . قالَتْ : الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا ، يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا ، فَتَقُولُ : أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي ذٰلِكَ . [ر : ٢٣١٨]

ترجمہ

حضرت ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ آپ نے آیت ''اور کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے التفائی کا اندیشہ ہو'' کے متعلق فرمایا کہ ایسا مرد جس کے ساتھ بیوی رہتی ہو، لیکن شوہر کو اس کی طرف کوئی خاص التفات نہیں، بلکہ وہ اسے جدا کر دینا چاہتا ہے۔ اس پر عورت کہتی ہے کہ میں اپنا نان ونفقہ معاف کر دیتی ہوں، تم مجھے طلاق نہ دو، تو ایسی صورت میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

١٠٥ – باب : «إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي ٱلدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ» /١٤٥/ .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : أَسْفَلَ النَّارِ . «نَفَقًا» /الأنعام : ٣٥/ : سَرَبًا .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یقیناً منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے''۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''الدرك الأسفل'' سے مراد جہنم کا سب سے نچلا طبقہ ہے۔ ﴿نفقاً﴾ سے مراد ''سرنگ'' ہے۔

٤٣٢٦ : حدّثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ، عَنِ الْأَسْوَدِ قالَ : كُنَّا فِي حَلْقَةِ عَبْدِ اللهِ ، فَجاءَ حُذَيْفَةُ حَتَّى قامَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ، ثُمَّ قالَ : لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلَى قَوْمٍ خَيْرٍ مِنْكُمْ ، قالَ الْأَسْوَدُ : سُبْحَانَ اللهِ ، إِنَّ اللهَ يَقُولُ : «إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ» . فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللهِ ، وَجَلَسَ حُذَيْفَةُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ، فَقَامَ عَبْدُ اللهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهُ ، فَرَمَانِي بِالْحَصَا ، فَأَتَيْتُهُ ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ : عَجِبْتُ مِنْ ضَحِكِهِ ، وَقَدْ عَرَفَ ما قُلْتُ ، لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلَى قَوْمٍ كانُوا خَيْرًا مِنْكُمْ ثُمَّ تَابُوا ، فَتَابَ اللهُ عَلَيْهِمْ .

ترجمہ

حضرت اسود نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقۂ درس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت حذیفہ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا، پھر فرمایا کہ نفاق میں وہ جماعت مبتلا ہوگئی تھی جو تم سے بہتر تھی۔ اس پر حضرت اسود بولے سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ منافق تو دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود مسکرانے لگے اور حضرت حذیفہ مسجد کے کونے میں جا کر بیٹھ گئے، اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ گئے اور آپ کے شاگرد بھی ادھر ادھر چلے گئے، پھر حذیفہ نے مجھ پر کنکری پھینکی، (مجھے بلانے کے لئے) میں حاضر ہوگیا تو فرمایا: مجھے عبداللہ بن مسعود کی ہنسی پر حیرت ہوئی، حالانکہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ خوب سمجھتے تھے، یقیناً نفاق میں ایک جماعت کو مبتلا کیا گیا تھا جو تم سے بہتر تھی، لیکن انہوں نے توبہ کر دی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر دی۔

١٠٦ - باب : «إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ - إلى قوله تعالى - وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ» /١٦٣/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یقیناً ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی''۔ ﴿ویونس و ھارون و سلیمان﴾ تک۔

٤٣٢٧ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ ، عَنْ سُفْيَانَ قالَ : حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ،

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (ما يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ : أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى) .
[ر : ۳۲۳۱]

ترجمہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متیٰ سے بہتر کہے۔

۴۳۲۸ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ : حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ : حَدَّثَنَا هِلَالٌ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (مَنْ قالَ : أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى ، فَقَدْ كَذَبَ) . [ر : ۳۲۳۴]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) یونس بن متیٰ سے افضل ہوں وہ جھوٹ کہتا ہے۔

تشریح

یا تو مطلب یہ کہ کوئی آدمی حضرت یونس علیہ السلام کے مقابلے میں بہتر ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے، اللہ کے نبی سے غیر نبی افضل نہیں ہوسکتا، یا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص مجھے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) یونس علیہ السلام سے بہتر کہے، تو وہ غلط ہے۔ آپ نے یہ تواضعاً فرمایا، آپ تو تمام انبیاء سے افضل ہیں، یا ایسی فضیلت کی نفی مراد ہے جس سے یونس علیہ السلام کی تحقیق و تنقیص کا شبہ ہو۔

۱۰۷ – باب : «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ ما تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُها إِنْ لَمْ يَكُنْ لَها وَلَدٌ» /۱۷۶/ .

وَالْكَلَالَةُ : مَنْ لَمْ يَرِثْهُ أَبٌ أَوِ ابْنٌ ، وَهُوَ مَصْدَرٌ ، مِنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ میراث ''کلالہ'' کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو اسے اس ترکے کا نصف

ملے گا، اور وہ مرد وارث ہوگا اس بہن کے کل ترکہ کا اگر بہن کی اولاد نہ ہو"۔

"كلالة": جس کے وارثوں میں نہ باپ ہو نہ بیٹا۔ یہ مصدر ہے اور "تكلّله النسبُ" سے مشتق ہے۔

٤٣٢٩ : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ : آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ : «بَرَاءَةٌ» . وَآخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ : «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ» . [ر : ٤١٠٦]

ترجمہ

حضرت براء کی روایت ہے کہ احکام میراث کے سلسلہ میں سب سے آخری سورت سورۂ براءۃ نازل ہوئی اور آخری آیت ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة﴾ نازل ہوئی۔

تشریح

"کلالہ" وہ شخص ہے جس کے وارثوں میں نہ باپ ہو نہ بیٹا ہو۔ لفظ "کلالہ" "تكلّله النسبُ" سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ہے: نسب نے اس کو ایک طرف پھینک دیا، اس کی اصل اور فرع دونوں جانب غائب ہیں، یعنی: جس کے دونوں جانب غائب ہوں "کلالہ" کہلاتا ہے۔

١٠٨ – باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ الْمَائِدَةِ .

«حُرُمٌ» /١/ : وَاحِدُهَا حَرَامٌ . «فَبِما نَقْضِهِمْ» /١٣/ : بِنَقْضِهِمْ . «الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ» /٢١/ : جَعَلَ اللّٰهُ . «تَبُوءَ» /٢٩/ : تَحْمِلَ . «دائِرَةٌ» /٥٢/ : دَوْلَةٌ .

وَقالَ غَيْرُهُ : الْإِغْرَاءُ التَّسْلِيطُ . «أُجُورَهُنَّ» /٥/ : مُهُورَهُنَّ .

قالَ سُفْيَانُ : مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ : «لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ» /٦٨/ .

«مَنْ أَحْيَاهَا» /٣٢/ : يَعْنِي مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ ، حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيعًا . «شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا» /٤٨/ : سَبِيلاً وَسُنَّةً .

الْمُهَيْمِنُ : الْأَمِينُ ، الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ .

چونکہ اس سورت میں "خوان" کا ذکر ہے، اس لئے اس کا نام مائدہ رکھا گیا ہے۔

ترجمہ

آیت میں ﴿حُرُمٌ﴾ آیا ہے جس کا واحد "حرام" ہے۔ ﴿فبما نقضهم ميثاقهم﴾ کا معنی ہے کہ اللہ نے جو انہیں بیت المقدس میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا، اس پر عمل نہیں کیا۔ ﴿التي كتب الله﴾ یعنی کہ اللہ نے مقرر کر دیا ہے۔ ﴿تبوء﴾ بوجھ اٹھانے کے معنی میں ہے۔ یہ تفسیر ابوعبیدہ نے کی ہے۔ ﴿دائرة﴾ گردش زمانہ کو کہتے ہیں۔ "قال غيره" إلخ: دوسرے مفسروں نے "اغراء" کا معنی مسلط کرنے سے کیا ہے۔ ﴿أجورهن﴾ یعنی ان کے مہر۔ ﴿المهيمن﴾ بمعنی نگہبان وامین، کہ قرآن تمام سابقہ کتب پر امین ہے، بایں معنی کہ جو اس کے مطابق ہو اس کو لینا چاہیے اور جو اس کے خلاف ہو اسے رد کرنا چاہیے۔ سفیان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿لستم على شيء حتى تقيموا التوراة والإنجيل وما أنزل إليكم من ربكم﴾ سے زیادہ میرے لئے قرآن میں اور کوئی فرمان سخت نہیں، (کیونکہ اس آیت میں یہ حکم ہے کہ جب تک کوئی اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے موافق سب حکموں پر مضبوطی سے عمل نہیں کرتا، اس کا دین وایمان کچھ لائق اعتبار نہیں)۔ ﴿مخمصة﴾ کا معنی ہے: بھوک۔ ﴿من أحياها﴾ جس نے بغیر حق کے قتل نفس کو حرام سمجھا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔ ﴿شرعة ومنهاجاً﴾ "شرعۃ" بمعنی راہ اور "منہاج" بمعنی طریقہ۔

١٠٩ – باب : «الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ» /٣/.

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «مَخْمَصَةٍ» /٣/ : مَجَاعَةٍ.

ترجمہ

"آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا"۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ﴿مخمصة﴾ بمعنی بھوک ہے۔

٤٣٣٠ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ قَيْسٍ ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ : قَالَتِ الْيَهُودُ لِعُمَرَ : إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ آيَةً ، لَوْ نَزَلَتْ فِينَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيدًا . فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي لَأَعْلَمُ حَيْثُ أُنْزِلَتْ ، وَأَيْنَ أُنْزِلَتْ ، وَأَيْنَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ حِينَ أُنْزِلَتْ : يَوْمَ عَرَفَةَ ، وَإِنَّا وَٱللّٰهِ بِعَرَفَةَ .

قَالَ سُفْيَانُ : وَأَشُكُّ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمْ لَا : «الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ» . [ر : ٤٥]

ترجمہ

حضرت طارق بن شہاب نے بیان کیا کہ یہودیوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگ ایک ایسی آیت تلاوت کرتے ہیں کہ اگر ہمارے ہاں یہ نازل ہوئی ہوتی تو ہم جس دن وہ نازل ہوئی ہوتی اس دن خوشی

منایا کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں یہ آیت کب اور کہاں نازل ہوئی تھی اور عرفہ کے دن جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما تھے۔ خدا گواہ ہے ہم اس وقت میدان عرفات میں تھے۔ سفیان نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ اس دن جمعہ تھا یا کوئی اور دن۔

١١٠ – باب : قَوْلِهِ : «فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا» /٦/.

تَيَمَّمُوا : تَعَمَّدُوا . «آمِّينَ» /٢/ : عامِدِينَ ، أَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ .

وَقالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «لَمَسْتُمْ» /النساء : ٤٣/ و /المائدة : ٦/ وَ «تَمَسُّوهُنَّ» /البقرة : ٢٣٦ ، ٢٣٧/ و /الأحزاب : ٤٩/ وَ «اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ» /النساء : ٢٣/ وَالإِفْضَاءُ : النِّكاحُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''پھر اگر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو''۔ ﴿تیمموا﴾ کا معنی ہے: قصد اور ارادہ کرنا۔ ﴿آمین﴾ بمعنی ارادہ کرنے والے۔ ''أَمَّمْتُ'' اور ''تَيَمَّمْتُ'' ایک معنی میں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''لمستم، تمسوهن، اللاتي دخلتم بهن ، الإفضاء'' ان سب کے معنی ''ہم بستری'' کے ہیں۔

٤٣٣٢/٤٣٣١ : حدَّثنا إِسْماعِيلُ قالَ : حَدَّثَنِي مالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، قالَتْ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ ، أَوْ بِذَاتِ الجَيْشِ ، ٱنْقَطَعَ عِقْدٌ لِي ، فَأَقامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى ٱلْتِمَاسِهِ ، وَأَقامَ النَّاسُ مَعَهُ ، وَلَيْسُوا عَلَى ماءٍ ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ ماءٌ ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا : أَلَا تَرَى ما صَنَعَتْ عائِشَةُ ، أَقامَتْ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ ، وَلَيْسُوا عَلَى ماءٍ ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ ماءٌ ؟ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ ، فَقَالَ : حَبَسْتِ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَالنَّاسَ ، وَلَيْسُوا عَلَى ماءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ ماءٌ . قالَتْ عائِشَةُ : فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ ، وَقالَ ما شَاءَ ٱللهُ أَنْ يَقُولَ ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خاصِرَتِي ، وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكانُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي ، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ ماءٍ ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ : ما هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ . قالَتْ : فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ .

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے،

جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش تک پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تلاش کرنے کے لئے وہیں قیام کیا اور صحابہ نے بھی آپ کے ساتھ قیام کیا، وہاں کہیں پانی نہیں تھا، لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ملاحظہ نہیں فرماتے! حضرت عائشہ نے کیا کر رکھا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہیں ٹھہرا لیا ہے اور ہمیں بھی، حالانکہ یہاں پانی نہیں اور نہ کسی کے پاس ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے ہاں آئے، اس قت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سوئے ہوئے تھے، کہنے لگے: تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب کو یہاں روک رکھا ہے، حالانکہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے اور نہ کسی کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ پر کافی ناراض ہو گئے اور جو اللہ کو منظور تھا، مجھے کہا سنا اور ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے۔ میں نے صرف اس خیال سے حرکت نہیں کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سوئے ہیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور صبح تک کہیں پانی کا نام ونشان نہ تھا، پھر اللہ نے تیمّم کی آیت نازل کی تو اسید بن حضیر نے کہا کہ آل ابی بکر یہ کوئی تمہاری پہلی برکت نہیں، بیان کیا: پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔

(٤٣٣٢) : حدّثنا يَحْيَىٰ بْنُ سُلَيْمانَ قالَ : حَدَّثَنِي ٱبْنُ وَهْبٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرٌو : أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا : سَقَطَتْ قِلادَةٌ لِي بِالْبَيْدَاءِ ، وَنَحْنُ دَاخِلُونَ الْمَدِينَةَ ، فَأَنَاخَ النَّبِيُّ ﷺ وَنَزَلَ ، فَثَنَىٰ رَأْسَهُ فِي حَجْرِي رَاقِدًا ، أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكْزَةً شَدِيدَةً ، وَقالَ : حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلادَةٍ ، فَبِي الْمَوْتُ لِمَكانِ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ ، وَقَدْ أَوْجَعَنِي ، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ ٱسْتَيْقَظَ ، وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ ، فَٱلْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوجَدْ ، فَنَزَلَتْ : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ» . الآيَةَ . فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ : لَقَدْ بَارَكَ ٱللّٰهُ لِلنَّاسِ فِيكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ ، ما أَنْتُمْ إِلَّا بَرَكَةٌ لَهُمْ . [ر : ٣٢٧]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ میرا ہار مقام بیداء میں گم ہو گیا تھا، ہم مدینہ واپس آ رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں اپنی سواری روک لی اور اتر گئے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر میری گود میں رکھ کر سو گئے، اتنے میں ابوبکر اندر آ گئے اور میرے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر فرمایا: ایک ہار کے لئے تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روک رکھا ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے میں بے حس وحرکت بیٹھی رہی، حالانکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مارنے سے مجھے تکلیف ہوئی تھی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور صبح کا وقت ہوا، پانی کی تلاش ہوئی، لیکن کہیں

پانی کا نام ونشان نہیں تھا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اسید بن حضیر نے کہا: اے آل ابی بکر! تمہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے باعث برکت بنایا، یقیناً تم لوگوں کے لئے باعث برکت ہو۔

١١١ – باب : «فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُونَ» /٢٤/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''سو آپ خود اور آپ کے خدا چلے جائیں اور لڑتے رہیں ہم تو یہاں سے ٹلتے نہیں''۔

٤٣٣٣ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ مُخَارِقٍ ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ : سَمِعْتُ ٱبْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ : شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ (ح) . وَحَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ : حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ : حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مُخَارِقٍ ، عَنْ طَارِقٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ قَالَ : قَالَ الْمِقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ : يَا رَسُولَ ٱللَّهِ ، إِنَّا لَا نَقُولُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى : «فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُونَ» . وَلٰكِنِ ٱمْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ . فَكَأَنَّهُ سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ .

وَرَوَاهُ وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مُخَارِقٍ ، عَنْ طَارِقٍ : أَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ .
[ر : ٣٧٣٦]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقعہ پر حضرت مقداد بن اسود نے کہا تھا: یارسول اللہ! ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہی تھی کہ آپ خود اور آپ کے خداوند چلے جائیں اور آپ دونوں لڑ بھڑ لیں، ہم تو یہاں سے ٹلنے کے نہیں، بلکہ آپ محاذ پر تشریف لے چلیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس گفتگو سے مسرت ہوئی اور وکیع نے روایت کی، ان سے سفیان نے، ان سے مخارق نے، ان سے طارق نے کہ مقداد بن اسود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا۔

١١٢ – باب : «إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا – إِلَى قَوْلِهِ – أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ» /٣٣/ .

الْمُحَارَبَةُ لِلَّهِ الْكُفْرُ بِهِ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں، ان کی سزا بس یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں، یا سولی دیئے جائیں''۔ ﴿أو ینفوا من الأرض﴾ تک۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے ''محاربہ'' کفر کرنا ہے۔

٤٣٣٤ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ عَوْنٍ قالَ : حَدَّثَنِي سَلْمَانُ أَبُو رَجاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ : أَنَّهُ كانَ جالِسًا خَلْفَ عُمَرَ ٱبْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، فَذَكَرُوا وَذَكَرُوا ، فَقَالُوا وَقالُوا : قَدْ أَقادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ ، فَٱلْتَفَتَ إِلَى أَبِي قِلَابَةَ ، وَهْوَ خَلْفَ ظَهْرِهِ : فَقَالَ : ما تَقُولُ يَا عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ ، أَوْ قالَ : ما تَقُولُ يَا أَبَا قِلَابَةَ ؟ قُلْتُ : ما عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْإِسْلَامِ ، إِلَّا رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ ، أَوْ حارَبَ ٱللّٰهَ وَرَسُولَهُ ﷺ . فَقَالَ عَنْبَسَةُ : حَدَّثَنَا أَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا ؟ قُلْتُ : إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ ، قالَ : قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَكَلَّمُوهُ ، فَقَالُوا : قَدِ ٱسْتَوْخَمْنَا هٰذِهِ الْأَرْضَ ، فَقَالَ : (هٰذِهِ نَعَمٌ لَنَا تَخْرُجُ ، فَٱخْرُجُوا فِيهَا ، فَٱشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا) . فَخَرَجُوا فِيهَا ، فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا ، وَٱسْتَصَحُّوا ، وَمالُوا عَلَى الرَّاعِي فَقَتَلُوهُ ، وَٱطَّرَدُوا النَّعَمَ ، فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هٰؤُلَاءِ ؟ قَتَلُوا النَّفْسَ ، وَحَارَبُوا ٱللّٰهَ وَرَسُولَهُ ، وَخَوَّفُوا رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ . فَقَالَ : سُبْحَانَ ٱللّٰهِ ، فَقُلْتُ : تَتَّهِمُنِي ؟ قالَ : حَدَّثَنَا بِهٰذَا أَنَسٌ . قالَ : وَقالَ : يَا أَهْلَ كَذَا ، إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ ما أُبْقِيَ هٰذَا فِيكُمْ ، وَمِثْلُ هٰذَا . [ر : ٢٣١]

ترجمہ

حضرت ابوقلابہ فرماتے ہیں کہ وہ امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، مجلس میں قسامت کے مسائل پر لوگ بحث کر رہے تھے، آپ نے کہا: اس سے پہلے خلفاء راشدین نے بھی اس میں قصاص لیا ہے، پھر عمر بن عبدالعزیز ابوقلابہ کی طرف متوجہ ہوئے، وہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور پوچھا: عبداللہ بن زید آپ کی کیا رائے ہے، یا یوں کہا کہ ابوقلابہ آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: مجھے تو کوئی ایسی صورت معلوم نہیں ہے کہ اسلام میں کسی شخص کا قتل جائز ہو، باوجود اس کے کہ کسی نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو، یا ناحق کسی کو قتل کیا ہو، یا اللہ اور اس کے رسول سے لڑا ہو۔ اس پر عتبہ نے کہا: ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس طرح حدیث بیان کی تھی، بیان کیا کہ کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام پر بیعت کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمیں اس

سرزمین کی آب وہوا موافق نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ ہمارے یہ اونٹ چرنے جارہے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ چلے جاؤ اوران کا دوودھ اور پیشاب پیو، کیونکہ ان کے مرض کا یہی علاج تھا، چنانچہ وہ لوگ ان اونٹوں کے ساتھ گئے، ان کا دودھ اور پیشاب پیا، جس سے انہیں صحت حاصل ہوگئی۔ اس کے بعد انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو پکڑ کر قتل کیا اور اونٹ لے کر بھاگ گئے، اب ایسے لوگوں کے بدلے میں کیا قتل ہوسکتا تھا؟ انہوں نے ایک شخص کو قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوفزدہ کرنا چاہا۔ عتبہ نے کہا: سبحان اللہ! میں نے کہا: کیا تم مجھے جھٹلانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہی حدیث مجھ سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھی، لیکن آپ کو یہ حدیث زیادہ بہتر طریقہ سے یاد ہے۔ ابوقلابہ نے بیان کیا کہ عتبہ نے کہا: اے اہل شام! جب تک تمہارے اندر ابوقلابہ جیسے عالم موجود رہیں، تمہارے ہاں ہمیشہ خیر وبھلائی رہے گی۔

تشریح

امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ محاربہ صرف کفار کی طرف سے ہوتا ہے، محاربین کی سزا کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام مالک امام کو اختیار دیتے ہیں کہ قرآن کریم کی بیان کردہ ان چار سزاؤں میں سے جو بھی دینا چاہے، لیکن دیگر ائمہ کے ہاں تفصیل ہے۔ اگر محارب نے مال لیا ہے، قتل نہیں کیا تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، اگر قتل کیا ہے، مال نہیں لیا تو اس کو قتل کیا جائے گا، اگر اس نے مال بھی لیا اور قتل بھی کیا ہے تو احناف امام کو اختیار دیتے ہیں، چاہے تو تینوں سزائیں جمع کرے، چاہے تو اس کے ہاتھ پاؤں من خلاف کاٹ کر قتل کرے یا سولی پر لٹکائے یا صرف قتل کردے یا صرف سولی پر لٹکا دے۔ اگر محارب نے نہ قتل کیا نہ مال لیا، صرف ڈرایا تو اس کو تعزیر کے بعد قید کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے، ایسی توبہ کہ جس کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوں۔

١١٣ – باب : «وَالجُرُوحَ قِصَاصٌ» /٤٥/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اور زخموں میں قصاص ہے‘‘۔

٤٣٣٥ : حدّثني محمَّدُ بْنُ سَلَامٍ : أَخْبَرَنَا الْفَزارِيُّ ، عَنْ حُمَيْدٍ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ : كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ ، وَهْيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ ، ثَنِيَّةَ جارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصارِ ، فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقِصَاصِ ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ ، عَمُّ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ : لَا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ سِنُّهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (يَا أَنَسُ ، كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ) . فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (إِنَّ مِنْ عِبَادِ

ٱللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى ٱللهِ لَأَبَرَّهُ» . [ر : ٢٥٥٦]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ربیع جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں، نے انصار کی ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے، لڑکی والوں نے قصاص کا مطالبہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قصاص کا حکم دیا۔ حضرت انس بن مالک کے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں خدا کی قسم! ان کا دانت نہ توڑا جانا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انس کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہی ہے، پھر لڑکی والے راضی ہو گئے اور دیت لینا منظور کر لی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم پوری کرتا ہے''۔

١١٤ – باب : «يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ ما أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ» /٦٧/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے اللہ کے رسول! پہنچا دیجئے جو آپ پر رب کی طرف سے نازل ہوا''۔

٤٣٣٦ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ ، وَٱللهُ يَقُولُ : «يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ ما أُنْزِلَ إِلَيْكَ» . الآيَةَ . [ر : ٣٠٦٢]

ترجمہ

حضرت مسروق کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص بھی تم سے یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ بھی نازل کیا تھا اس میں سے آپ نے کچھ چھپا لیا تھا تو وہ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ''اے پیغمبر! جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے یہ سب آپ لوگوں تک پہنچا دیجئے''۔

١١٥ – باب : «لَا يُؤَاخِذُكُمُ ٱللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ» /٨٩/ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری بے معنی قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا''۔

٤٣٣٧ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا مالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا : أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ : «لَا يُؤَاخِذُكُمُ ٱللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ» . فِي قَوْلِ الرَّجُلِ : لَا وَٱللّٰهِ ، وَبَلَى وَٱللّٰهِ . [٦٢٨٦]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آیت ''اللہ تم سے تمہاری بے معنی قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا'' کسی کے اس طرح قسم کھانے کے بارے میں نازل ہوئی تھی، کہ نہیں خدا کی قسم، ہاں خدا کی قسم، جو قسم بلا کسی ارادے کے زبان پر آجاتی ہے۔

٤٣٣٨ : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجاءٍ : حَدَّثَنَا النَّضْرُ ، عَنْ هِشَامٍ قالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا : أَنَّ أَبَاهَا كانَ لَا يَحْنَثُ فِي يَمِينٍ ، حَتَّى أَنْزَلَ ٱللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ ، قالَ أَبُو بَكْرٍ : لَا أَرَى يَمِينًا أُرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ ٱللّٰهِ ، وَفَعَلْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ . [٦٦٢٤٧]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی اپنی قسم کے خلاف نہیں کیا کرتے تھے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارے کا حکم نازل کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب اگر اس، یعنی جس کے لئے قسم کھا رکھی تھی کے سوا مجھے دوسری چیز بہتر معلوم ہوتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرتا ہوں اور وہی کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔

تشریح

''یمین لغو'' امام شافعی کے ہاں وہ ہوتی ہے کہ انسان یمین کا قصد کئے بغیر عام عادت اور محاورے کے طور پر ''لا واللہ، بلیٰ واللہ'' کہے، چاہے اس کا تعلق ماضی سے ہو یا مستقبل سے۔ احناف کہتے ہیں: ''یمین لغو'' وہ ہے کہ کسی امر ماضی کو سچ سمجھ کر قسم کھا لے اور بعد میں ظاہر ہو کہ وہ امر ایسا نہیں تھا، اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔

١١٦ - باب : قَوْلِهِ : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ ما أَحَلَّ ٱللّٰهُ لَكُمْ» /٨٧/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اپنے اوپر ان پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے جائز کی ہیں حرام مت کرو''۔

۴۳۳۹ : حدّثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ : حَدَّثَنَا خالِدٌ ، عَنْ إِسْماعِيلَ ، عَنْ قَيْسٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ مَعَنَا نِساءٌ ، فَقُلْنَا : أَلَا نَخْتَصِي ؟ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ، فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ المَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ، ثُمَّ قَرَأَ : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ ما أَحَلَّ ٱللهُ لَكُمْ» . [٤٧٨٤ ، ٤٧٨٧]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں۔ اس پر ہم نے عرض کی: ہم اپنے کو خصی کیوں نہ کریں؟ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے روک دیا کہ یہ ناجائز ہے، اوراس کے بعد ہمیں اس کی اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے کپڑے یا کسی بھی چیز کے عوض نکاح کر سکتے ہیں، (یعنی متعہ کی، جو بعد میں حرام ہو گیا)، پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑھ لی: ''اے ایمان والو! اپنے اوپران پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں''۔

۱۱۷ – باب : قَوْلِهِ :

«إِنَّمَا الخَمْرُ وَالمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ» /۹۰/ .

وَقالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : الْأَزْلَامُ : الْقِدَاحُ يَقْتَسِمُونَ بِهَا فِي الْأُمُورِ ، وَالنُّصُبُ : أَنْصَابٌ يَذْبَحُونَ عَلَيْهَا .

وَقالَ غَيْرُهُ : الزَّلَمُ : الْقِدْحُ لَا رِيشَ لَهُ ، وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ ، وَالِاسْتِقْسَامُ : أَنْ يُجِيلَ الْقِدَاحَ ، فَإِنْ نَهَتْهُ ٱنْتَهَى ، وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ ما تَأْمُرُهُ ، وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا ، بِضُرُوبٍ يَسْتَقْسِمُونَ بِهَا ، وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ ، وَالْقُسُومُ المَصْدَرُ . يُجِيلُ : يُدِيرُ .

ترجمہ

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''شراب، جوا، بت، پانسے تو بس نری گندی باتیں ہیں، شیطان کے کام ہیں''۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ازلام'' سے مراد وہ تیر ہیں جن سے وہ اپنے معاملات میں فال نکالتے تھے۔ ''نصب'' بیت اللہ کی چاروں طرف وہ کھڑے ہوئے پتھر تھے جن پر وہ قربانی کیا کرتے تھے۔ دوسرے شخص نے فرمایا: ''زلم'' وہ تیر جس کے پر نہیں ہوا کرتے، ''ازلام'' کا واحد ہے۔ ''استقسام'' یعنی پانسہ پھینکنا کہ اس میں ممانعت آجائے تو رک جائیں، اگر حکم آجائے تو حکم کے مطابق عمل کریں۔ تیروں پر انہوں نے مختلف قسم کے نشانات لگا رکھے تھے اور انہی سے

فال نکالتے۔ ''استقسام'' سے لازم ''فعلت'' کے وزن پر ''قسمت'' ہے اور ''قسوم'' مصدر ہے۔

تشریح

جوفِ کعبہ میں رکھے ہوئے سات تیر ہوتے تھے۔

١ـ أمرني ربي، ٢ـ نهاني ربي، ٣ـ واحد منكم، ٤ـ من غيركم، ٥ـ ملصق، ٦ـ العقل، ٧ـ الغفل

کوئی کام کرنے سے پہلے تیر نکالتے تھے۔ نمبر (١) پر کام کرتے، نمبر (٢) پر نہیں کرتے تھے، اور کسی کے نسب میں اختلاف ہوتا تو نمبر (٣) نکلتا تو اس کو اپنے نسب میں شامل کرتے نمبر (۴) لکھا ہوتا تو اس کو نسب میں سے خارج کرتے نمبر (۵) والا نکلتا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ سابقہ تعلقات بحال رکھیں، (٦) کا مطلب تھا کہ دیت ادا کرنی چاہیے اور نمبر (٧) کا مطلب یہ تھا کہ دوبارہ تیر نکالتے۔

٤٣٤٠ : حدّثنا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ ٱبْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قالَ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : نَزَلَ تَحْرِيمُ الخَمْرِ ، وَإِنَّ فِي المَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ ، ما فِيهَا شَرَابُ الْعِنَبِ .

[٤٣٤٣ ، ٥٢٥٧ ، ٥٢٥٩ ، ٥٢٦٦ ، ٥٢٦٧]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو مدینہ میں اس وقت پانچ قسم کی شراب استعمال ہوتی تھی، لیکن انگوری شراب کا استعمال نہیں ہوتا تھا۔

٤٣٤١ : حدّثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ عُلَيَّةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قالَ : قالَ أَنَسُ بْنُ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : ما كانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيخِكُمْ هٰذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ ، فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ ؟ فَقَالُوا : وَما ذَاكَ ؟ قالَ : حُرِّمَتِ الخَمْرُ ، قالُوا : أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ ، قالَ : فَمَا سَأَلُوا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ . [ر : ٢٣٣٢]

ترجمہ

حضرت سعید بن مسیّب کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہم لوگ تمہاری ''فضیخ'' (کھجور سے تیار شدہ شراب) کے سوا اور کوئی شراب استعمال نہیں کرتے تھے، یہی جس کا نام تم نے ''فضیخ'' رکھا

ہے۔ میں کھڑا ہو کر ابوطلحہ کو پلا رہا تھا اور فلاں اور فلاں کو، ایک شخص آئے اور کہا: تمہیں کچھ خبر بھی ہے!! لوگوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شراب حرام قرار دی جاچکی ہے، فوراً ہی ان حضرات نے کہا کہ انس! اب ان مٹکوں کو بہا دو۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس شخص کی اطلاع کے بعد انہوں نے اس سے ایک قطرہ بھی نہ مانگا اور نہ پھر استعمال کیا۔

تشریح

"فضیخ" "فضخ" سے نکلا ہے۔ "فضخ" توڑنے کے معنی میں ہیں۔ "فضیخ" میں یہ ہوتا تھا کہ کچی کھجور کو توڑ کر اس کا برتن میں عرق نکالا جاتا تھا، یہاں تک کہ اس میں تغیر پیدا ہو کر "سکر" پیدا ہو جاتا تھا۔

٤٣٤٢ : حدّثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ جابِرٍ قالَ : صَبَّحَ أُنَاسٌ غَدَاةَ أُحُدٍ الخَمْرَ ، فَقُتِلُوا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيعًا شُهَدَاءَ ، وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِهَا . [ر : ٢٦٦٠]

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ غزوہ احد میں بہت سے صحابہ نے صبح صبح شراب پی اور اس دن وہ شہید کر دیئے گئے، اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔

٤٣٤٣ : حدّثنا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ : أَخْبَرَنَا عِيسٰى وَٱبْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ قالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ : أَمَّا بَعْدُ ، أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الخَمْرِ ، وَهْيَ مِنْ خَمْسَةٍ : مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَٱلْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ ، وَالخَمْرُ ما خامَرَ الْعَقْلَ . [ر : ٤٣٤٠]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہو کر فرما رہے تھے: امابعد، اے لوگو! جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی: انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو سے اور شراب ایسی مشروب ہے جو عقل کو زائل کر دے۔

١١٨ – باب : «لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا» الآيَةَ /٩٣/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے رہتے ہیں، ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جو وہ کھاتے ہوں''۔ ﴿والله يحب المحسنين﴾ تک۔

٤٣٤٤ : حدّثنا أَبُو النُّعْمَانِ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ : حَدَّثَنَا ثَابِتٌ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : أَنَّ الخَمْرَ الَّتِي أُهْرِيقَتِ الْفَضِيخُ .

وَزَادَنِي مُحَمَّدٌ ، عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ قالَ : كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ ، فَنَزَلَ تَحْرِيمُ الخَمْرِ ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ : اخْرُجْ فَانْظُرْ ما هٰذَا الصَّوْتُ ؟ قالَ : فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ : هٰذَا مُنَادٍ يُنَادِي : أَلَا إِنَّ الخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ ، فَقَالَ لِي : اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا ، قالَ : فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ . قالَ : وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : قُتِلَ قَوْمٌ وَهْيَ فِي بُطُونِهِمْ ، قالَ : فَأَنْزَلَ اللهُ : «لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا» . [ر : ٢٣٣٢]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حرمت نازل ہونے کے بعد جو شراب بہائی گئی تھی، وہ ''فضیح''، تھی۔ امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد نے ابوالنعمان کے حوالے سے اس اضافہ کے ساتھ بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں صحابہ کی ایک جماعت کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا اور انہوں نے اعلان کرنا شروع کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ باہر جا کر دیکھو یہ آواز کیسی ہے۔ بیان کیا: میں باہر آیا اور آواز صاف طریقے سے سن کر اندر گیا اور کہا کہ یہ ایک منادی ہے، وہ اعلان کر رہا ہے کہ خبردار ہو جاؤ، شراب حرام ہو گئی ہے۔ یہ سنتے ہی انہوں نے مجھ سے کہا کہ جاؤ شراب بہا دو۔ بیان کیا کہ مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی۔ بیان کیا کہ ان دنوں ''فضیح'' شراب استعمال ہوتی تھی۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ ان لوگوں کا کیا ہوگا جن کے پیٹ میں شراب تھی اور وہ اسی حال میں شہید کر دیئے گئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے رہتے ہیں، ان پر اس چیز پر کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے ہوں''۔

١١٩ – باب : «لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ» /١٠١/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ایسی باتیں نہ پوچھو کہ تم پر اگر ظاہر کر دی جائیں، تو تمہیں ناگوار گزریں''۔

٤٣٤٥ : حدّثنا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الجَارُودِيُّ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : خَطَبَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ خُطْبَةً ما سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قالَ : (لَوْ تَعْلَمُونَ ما أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا) . قالَ فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وُجُوهَهُمْ لَهُمْ خَنِينٌ ، فَقَالَ رَجُلٌ : مَنْ أَبِي ؟ قالَ : (فُلَانٌ) . فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ : «لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ» .

رَوَاهُ النَّضْرُ ، وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ، عَنْ شُعْبَةَ . [٦١٢١ ، ٦٨٦٥ ، وانظر : ٩٣ ، ٦٠٠١]

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسا خطبہ دیا کہ میں نے ایسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''جو کچھ جانتا ہوں، اگر تمہیں بھی معلوم ہوتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ''۔ بیان کیا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اپنے چہرے چھپا لئے، باوجود ضبط کے ان کے رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ایک شخص نے اس موقعہ پر پوچھا: میرے والد کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''فلاں''۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں''۔ اس کی روایت نضر اور روح بن عبادہ نے شعبہ کے واسطے کی۔

٤٣٤٦ : حدّثنا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ : حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ : حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : كانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱسْتِهْزَاءً ، فَيَقُولُ الرَّجُلُ : مَنْ أَبِي ؟ وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ : أَيْنَ نَاقَتِي ؟ فَأَنْزَلَ ٱللهُ فِيهِمْ هٰذِهِ الآيَةَ : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ» . حَتَّى فَرَغَ مِنَ الآيَةِ كُلِّهَا .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاقاً سوالات کیا کرتے

تھے، کوئی شخص یوں پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے، کسی کی اونٹنی اگر گم ہو جاتی تو وہ یوں پوچھتا کہ میری اونٹنی کہاں ہوگی؟ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی: ''اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزرے''۔ یہاں تک کہ پوری آیت پڑھ کر سنائی۔

تشریح

اس آیت کے شان نزول میں ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے ادھر ادھر کے غیبی امور کے بارے میں سوال کیا، تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''میرے اس مقام میں ہوتے ہوئے جب سوال کرو گے، میں سارے سوالات کا جواب دوں گا''۔ عبداللہ بن خذافہ کے والد کے بارے میں بعض لوگوں کو شبہ تھا، تو انہوں نے دریافت کیا: میرا باپ کون ہے، میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''خذافہ''۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

١٢٠ - باب : «ما جَعَلَ ٱللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حام» /١٠٣/ .

«وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ» /١١٦/ : يَقُولُ : قَالَ ٱللَّهُ ، وَإِذْ هَا هُنَا صِلَةٌ .

الْمَائِدَةُ : أَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ ، كَعِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ، وَتَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ ، وَالْمَعْنَى : مِيدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ ، يُقَالُ مادَنِي يَمِيدُنِي .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «مُتَوَفِّيكَ» /آل عمران: ٥٥/ : مُمِيتُكَ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ نے بحیرہ کو مشروع کیا ہے نہ سائبہ کو نہ وصیلہ کو نہ حامی کو''۔ ﴿وإذ قال﴾ میں ''قال'' بمعنی ''یقول'' اور ''إذ'' زائدہ ہے۔ "المائدة" اصل میں اسم فاعل بمعنی اسم مفعول "میمودة" ہے، جیسے "عیشة راضیة" اور "بائنة" میں ہے اور لغت کے اعتبار سے معنی یہ ہے کہ وہ خیر اور بھلائی جس کے ساتھ کسی کو جمع کیا گیا ہو، اسی سے بولتے ہیں: "مادني يميدني". ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "متوفيك" کا معنی ہے: ''موت دینے والا ہوں''۔

تشریح

"متوفيك" کی تفسیر "مميتك" نقل کی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی، حالانکہ اس پر اجماع ہے حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور آخر زمانہ میں زمین کی طرف اتریں گے۔ غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ کی حیات کا قائل نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل نہیں، ان کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ کو ان کے جسد کے ساتھ ہی آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور ابھی بھی زندہ ہیں، دنیا میں تشریف لائیں گے اور عام لوگوں

کی طرح ان کا انتقال ہوگا، تو "متوفیك" کا ترجمہ "ممیتك" کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان پر موت آئے گی۔ "توفی" کے مختلف معانی لکھے ہیں۔ اصل معنی ہے: کسی چیز کو پورا پورا لینا، اوراس کے علاوہ "رفع"، "سلانے" کے معنی میں بھی آتا ہے، البتہ علماء متقدمین نے اس سے "رفع الی السماء" مرادلیا ہے۔

٤٣٤٧ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ ، عَنْ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ : الْبَحِيرَةُ : الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ ، فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ ، وَالسَّائِبَةُ : كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ .

قَالَ : وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ ، كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ) . وَالْوَصِيلَةُ النَّاقَةُ الْبِكْرُ ، تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نِتَاجِ الْإِبِلِ ، ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُ بِأُنْثَى ، وَكَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِطَوَاغِيتِهِمْ ، إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ ، وَالحَامِ : فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُودَ ، فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوهُ لِلطَّوَاغِيتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ ، فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ ، وَسَمَّوْهُ الْحَامِيَ .

وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ : سَمِعْتُ سَعِيدًا قَالَ : يُخْبِرُهُ بِهٰذَا .

قَالَ : وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ : نَحْوَهُ .

وَرَوَاهُ ٱبْنُ الْهَادِ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ . [ر : ٣٣٣٢]

ترجمہ

حضرت سعید بن مسیّب کا کہنا ہے کہ "بحیرہ" اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا دودھ بتوں کے لئے وقف کر دیا جاتا ہے اور کوئی شخص اس کے دودھ دوہنے کا مجاز نہیں سمجھا جاتا، اور "سائبہ" اس اونٹنی کو کہتے ہیں جسے اپنے دیوتاؤں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے تھے اور پھر اس سے بار برداری وغیرہ کا کام نہیں لیتے تھے۔ بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹ رہا تھا، اس نے سب سے پہلے "سائبہ" کی رسم نکالی تھی، اور "وصیلہ" اس جوان اونٹنی کو کہتے ہیں جو پہلی مرتبہ مادہ بچہ جنتی ہے اور پھر دوسری مرتبہ بھی مادہ جنتی ہے، اسے بھی وہ دیوتاؤں کے نام چھوڑ دیتے تھے، لیکن اس صورت میں کہ جب وہ متواتر دو مرتبہ مادہ بچہ جنتی ہے اور درمیان میں کوئی نر بچہ نہیں ہوتا۔ "حامی" نر اونٹ کی ایک قسم ہے، اہل عرب اس سے اونٹنی کے بچے کی پیدائش کی تعداد مقرر کر لیتے تھے اور جب پوری تعداد مقرر ہو جاتی تو اسے دیوتاؤں کے لئے چھوڑ دیتے، اسے

بار برداری وغیرہ کی بھی چھٹی مل جاتی، لہذا اس پر کسی قسم کا بوجھ نہ لادا جاتا، اس کا نام وہ ''حامی'' رکھتے تھے۔ اور ابوالیمان نے بیان کیا، انہیں شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہوں نے سعید بن مسیّب سے سنا کہا کہ انہوں نے زہری سے یہ تفصیلات بیان کیں۔ سعید بن مسیّب نے بیان کیا، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے اس طرف اشارہ فرمایا تھا، اور اس کی روایت ابن الہاد نے کی، ان سے ابن شہاب زہری نے، ان سے سعید بن مسیّب نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

٤٣٤٨ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْكِرْمانِيُّ : حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ : أَنَّ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْها قالَتْ : قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُها بَعْضًا ، وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهُ ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ) . [ر : ٩٩٧]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے جہنم کو دیکھا، اس کے بعض حصے بعض دوسرے حصوں کو کھا رہے تھے اور میں نے عمرو کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں اس میں گھسیٹ رہا تھا، یہی وہ شخص ہے جس نے ''سائبہ'' کی رسم سب سے پہلے جاری کی تھی''۔

تشریح

نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ کفار اور منافق کا داخلہ جہنم میں قیامت کے دن ہوگا، تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت ان کو جہنم میں کیسے دیکھا؟ جواب یہ ہے کہ عالم برزخ میں بھی جہنمیوں کو صبح وشام جہنم میں پیش کیا جاتا ہے، تو ممکن ہے آپ نے انہیں عالم برزخ میں اس وقت دیکھا ہو جب جہنم میں پیش کیا گیا ہو۔

١٢١ - باب : «وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ما دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ» /١١٧/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھا دیا تب سے تو ہی ان پر نگران ہے اور تو تو ہر چیز پر گواہ ہے''۔

۴۳۴۹ : حدثنا أبو الوليد : حدثنا شعبة : أخبرنا المغيرة بن النعمان قال : سمعت سعيد ابن جبير ، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : خطب رسول الله ﷺ فقال : (يا أيها الناس ، إنكم محشورون إلى الله حفاة عراة غرلاً ، ثم قال : «كما بدأنا أول خلق نعيده وعدا علينا إنا كنا فاعلين» . إلى آخر الآية ، ثم قال : ألا وإن أول الخلائق يكسى يوم القيامة إبراهيم ، ألا وإنه يجاء برجال من أمتي فيؤخذ بهم ذات الشمال ، فأقول : يا رب أصيحابي ، فيقال : إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك ، فأقول كما قال العبد الصالح : «وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شيء شهيد» . فيقال : إن هؤلاء لم يزالوا مرتدين على أعقابهم منذ فارقتهم) . [ر : ۳۱۷۱]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: ’’اے لوگو! قیامت کے دن تم اللہ کے پاس جمع کیے جاؤ گے، ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنہ کے‘‘۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی: ’’جس طرح ہم نے اول بار پیدا کرنے کی ابتداء کی تھی، اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ ہمارے ذمہ وعدہ ہے، ہم اسے ضرور پورا کر کے رہیں گے‘‘۔ آخر آیت تک، پھر فرمایا: ’’قیامت کے دن سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میری امت کے بعض لوگوں کو لایا جائے گا اور ان کے ساتھ اصحاب الشمال جیسا برتاؤ کیا جائے گا، میں عرض کروں گا: یا رب! یہ تو میرے امتی ہیں۔ مجھ سے کہا جائے گا: آپ کو نہیں معلوم ہے کہ انہوں نے نئی چیزیں آپ کے بعد شریعت میں نکالی تھیں، اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ) نے کہا تھا کہ ’’میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا، تب سے تو ہی ان پر نگران ہے‘‘۔ مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی وفات کے بعد لوگ دین سے پھر گئے تھے‘‘۔

تشریح

اشکال یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ "إن المیت یبعث في ثیابه التي یموت فیها" کہ آدمی کی بعثت اسی لباس میں ہوگی جس میں اس کا انتقال ہوا تھا، جب کہ حدیث باب سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ ننگے ہوں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بعثت الگ چیز ہے اور حشر الگ۔ بعثت قبر سے اٹھنے اور حشر قیامت کے اجتماع کا نام ہے، لہذا تعارض نہیں۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو کلی فضیلت کے منافی نہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

١٢٢ – باب : قَوْلِهِ :
«إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ» /١١٨/ .

ترجمہ

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں، اگر تو انہیں بخش دے تو بھی تو زبردست حکمت والا ہے''۔

٤٣٥٠ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قالَ : حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ ، وَإِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمالِ ، فَأَقُولُ كما قالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ : «وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ما دُمْتُ فِيهِمْ – إِلَى قَوْلِهِ – الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ») . [ر : ٣١٧١]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں قیامت کے دن جمع کیا جائے گا اور کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا، اس وقت میں بھی یہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا''۔﴿العزیز الحکیم﴾ تک۔

١٢٣ – باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ الْأَنْعَامِ .

قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ» /٢٣/ : مَعْذِرَتُهُمْ . «مَعْرُوشاتٍ» /١٤١/ : ما يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ . «حَمُولَةً» /١٤٢/ : ما يُحْمَلُ عَلَيْهَا . «وَلَلَبَسْنَا» /٩/ : لَشَبَّهْنَا . «يَنْأَوْنَ» /٢٦/ : يَتَبَاعَدُونَ . «تُبْسَلَ» /٧٠/ : تُفْضَحَ . «أُبْسِلُوا» /٧٠/ : أُفْضِحُوا . «بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ» /٩٣/ : الْبَسْطُ الضَّرْبُ . «ٱسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الإِنْسِ» /١٢٨/ : أَضْلَلْتُمْ كَثِيرًا . «مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الحَرْثِ» /١٣٦/ : جَعَلُوا لِلّٰهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمالِهِمْ نَصِيبًا ، وَلِلشَّيْطَانِ وَالْأَوْثَانِ نَصِيبًا . «أَمَّا ٱشْتَمَلَتْ» /١٤٣ ، ١٤٤/ : يَعْنِي هَلْ تَشْتَمِلُ إِلَّا عَلَى ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى ، فَلِمَ تُحَرِّمُونَ بَعْضًا وَتُحِلُّونَ بَعْضًا ؟ . «مَسْفُوحًا» /١٤٥/ : مُهْرَاقًا . «صَدَفَ» /١٥٨/ : أَعْرَضَ .

أُبْلِسُوا : أُوِيسُوا ، و «أُبْسِلُوا» /٧٠/ : أُسْلِمُوا . «سَرْمَدًا» /القصص : ٧١ ، ٧٢/ : دَائِمًا . «ٱسْتَهْوَتْهُ» /٧١/ : أَضَلَّتْهُ . «تَمْتَرُونَ» /٢/ : تَشُكُّونَ . «وَقْرًا» /٢٥/ : صَمَمًا . وَأَمَّا الْوِقْرُ :

فَإِنَّهُ ٱلْحِمْلُ . «أَسَاطِيرُ» /٢٥/ : وَاحِدُهَا أُسْطُورَةٌ وَإِسْطَارَةٌ ، وَهِيَ التُّرَّهَاتُ . «الْبَأْسَاءِ» /٤٢/ : مِنَ الْبَأْسِ ، وَيَكُونُ مِنَ الْبُؤْسِ . «جَهْرَةً» /٤٧/ : مُعَايَنَةً . «الصُّورِ» /٧٣/ : جَمَاعَةُ صُورَةٍ ، كَقَوْلِهِ سُورَةٌ وَسُورٌ . «مَلَكُوتَ» /٧٥/ : مُلْكَ ، مِثْلُ : رَهَبُوتٌ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوتٍ ، وَيَقُولُ : تُرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُرْحَمَ . «وَإِنْ تَعْدِلْ» /٧٠/ : تُقْسِطْ ، لَا يُقْبَلْ مِنْهَا فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ . «جَنَّ» /٧٦/ : أَظْلَمَ . «تَعَالَى» /١٠٠/ : عَلَا . يُقَالُ : عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهُ أَيْ حِسَابُهُ ، وَيُقَالُ : «حُسْبَانًا» /٩٦/ : مَرَامِيَ وَ «رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ» /الملك: ٥/. «مُسْتَقَرٌّ» /٩٨/ : فِي الصُّلْبِ «وَمُسْتَوْدَعٌ» /٩٨/ : فِي الرَّحِمِ . الْقِنْوُ الْعِذْقُ ، وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ ، وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ ، مِثْلُ صِنْوٍ وَ «صِنْوَانٍ» /الرعد: ٤/. «أَكِنَّةً» / ٢٥/ : وَاحِدُهَا كِنَانٌ .

ترجمہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "فتنتهم"" عذر" کے معنی میں ہے۔"معروشات" کا معنی ہے: انگور وغیرہ کے بیل جنہیں لکڑیوں پر چڑھایا جاتا ہے۔ "حمولة" کا معنی بوجھ اٹھانے والے جانور، جیسے: اونٹ، خچر وغیرہ۔ "لَلَبَسْنَا" یعنی: ہم ان کو اسی شبہ میں ڈالتے جس میں وہ اب پڑے ہوئے ہیں۔ "ينأون" کا معنی ہے: دور ہوتے ہیں۔ "تُبسَلُ" کا معنی ہے: رسوا کیا جائے، عیب ظاہر کیا جائے۔ "أبسلوا" کا معنی بھی رسوا کرنے کے ہے۔ "باسطوا أيديهم" کہ فرشتے روح قبض کرنے کے لئے ہاتھ پھیلانے کے ساتھ ان کو ماریں گے بھی۔ "استكثرهم" کہ تم نے بہتوں کو گمراہ کیا۔ "ذرأ من الحرث" مشرکوں نے اپنے پھلوں اور مال میں سے ایک حصہ اللہ کے لئے مقرر کیا اور ایک شیطان اور بتوں کے لئے مقرر کیا۔ "أما اشتملت" یعنی پیٹ میں بچہ یا نر ہوگا یا مادہ، پھر تم ایک کو حلال دوسرے کو حرام کیوں قرار دیتے ہو؟! "مسفوحاً" بہتا ہوا۔ "صدف" کا معنی ہے: اعراض کیا۔ "أبلسوا" بمعنی ناامید ہو گئے۔ "ابسلوا" بمعنی اعمال بد کی وجہ سے سپرد عذاب کر دئے گئے۔ "سرمداً" دوام اور ہمیشگی کے معنی میں ہے۔ "استهوته" شیطان نے گمراہ کر دیا۔ "تمترون" شک کرتے ہو۔ "وَقْرٌ" وہ بوجھ جس سے کان بہرا ہو جائے اور "وِقْرٌ" واو کے کسرہ کے ساتھ اس بوجھ کو کہتے ہیں جو جانور پر لادا جائے۔ "أساطير" اس کا مفرد "أُسطورة" اور "أسطارة" آتا ہے جس کی تشریح "التُّرَّهات" سے کی گئی جو "ترهت" کی جمع ہے، جو باطل کے معنی میں ہے۔ اصل میں "ترهت" اس چھوٹے رستے کو کہتے ہیں جو بڑے راستے سے الگ ہوا ہو۔ یہاں جھوٹا قصہ اور باطل داستان سے کنایہ ہے۔ "الباساء" من البأس: شدت اور سختی کے معنی میں ہے، اور اسے "بؤس" سے بھی ماخوذ مان سکتے ہیں۔ "جهرة" کا معنی معاینہ اور آنکھوں دیکھے حال کے ہے۔ "الصور جماعة صورة: ابو عبدہ کہتے ہیں کہ "صور" واؤ کے زبر کے ساتھ "صورة" کی جمع ہے، جیسے "سورة" کی جمع "سور" آتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مردوں کی صورتوں میں صور پھونکا جائے گا اور پھر زندہ کئے

جائیں گے، لیکن اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ ''صور'' واؤ کے سکون کے ساتھ ہے، یہ ایک سنگ ہے جس میں قیامت کے دن حضرت اسرافیل پھونک ماریں گے، جس کی وجہ سے خلقت زندہ ہو جائے گی۔ ''ملکوت'' سے ملک اور سلطنت مراد ہے، جیسے ''رہبوت'' اور ''رحموت''۔ یہاں ''فعلوت'' کا وزن مصدر کے لئے استعمال ہوا ہے، کہا جاتا ہے کہ ڈر بہتر ہے مہربانی سے۔ ایسے ہی کہا جاتا ہے: لوگ تجھ سے خائف ہیں یہ بہتر ہے کہ لوگ تجھ پر رحم کریں۔ ''جن'' اندھیرا کر دیا۔ ''علی اللہ حسبانہ'' ''حسبان'' ''حساب'' کے معنی میں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو حساب کے لئے بنایا۔ بعض کہتے ہیں کہ حسبان سے مراد تیر اور شیطان پر پھیرنے کے حرنے ہیں، اللہ نے کواکب کو شیطان مارنے کا ذریعہ بنایا۔ ''مستقر'' امانت رکھنے کی جگہ، باپ کا صلب اور ''متودع'' سے مراد رحم مادر ہے۔ ''القنو'' تثنیہ اور جمع دونوں ''قنوان'' ہے، جیسے ''صنو'' اور ''صنوان''۔ ''قنو'' کا معنی ''گچھہ'' کے ہیں۔

١٢٤ – باب : «وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ» /٥٩/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اس کے پاس ہیں غیب کے خزانے جنہیں بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا''۔

٤٣٥١ : حدّثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ : إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ، وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ، وَيَعْلَمُ ما فِي الْأَرْحامِ ، وَما تَدْرِي نَفْسٌ ماذَا تَكْسِبُ غَدًا ، وَما تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ) . [ر : ٩٩٢]

ترجمہ

حضرت سالم بن عبداللہ سے ان کے والد نے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیب کے خزانے پانچ ہیں اور اس آیت میں بیان ہوئے ہیں: ''بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے، وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی بھی نہیں جانتا، کہ کل کیا عمل کرے گا اور نہ کوئی یہ جان سکتا ہے کہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ ہی علم والا ہے، خبر رکھنے والا ہے''۔

١٢٥ – باب :

«قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ» /٦٥/ .

«يَلْبِسَكُمْ» /٦٥/ : يَخْلِطَكُمْ ، مِنَ الِالْتِبَاسِ . «يَلْبِسُوا» /٨٢/ : يَخْلِطُوا . «شِيَعًا» /٦٥/ : فِرَقًا .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اللہ اس پر بھی قادر ہے کہ تمہارے اوپر کوئی عذاب مسلط کردے تمہارے اوپر سے''۔ آخر آیت تک "یلبسکم" ''التباس'' سے مشتق ہے۔اس کے معنی خلط ملط کرنے کے ہیں۔ "شیعا" بمعنی فرقے۔

٤٣٥٢ : حدّثنا أَبُو النُّعْمَانِ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ : لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ : «قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ» . قالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (أَعُوذُ بِوَجْهِكَ) . قالَ : «أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ» . قالَ : (أَعُوذُ بِوَجْهِكَ) . «أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ» . قالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (هٰذَا أَهْوَنُ ، أَوْ : هٰذَا أَيْسَرُ) . [٦٨٨٣ ، ٦٩٧١]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب یہ آیت ﴿قل هو القادر علىٰ أن يبعث عليكم﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے اللہ! میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿أو من تحت أرجلكم﴾ اس پر بھی آپ نے فرمایا: یا اللہ! میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں، لیکن ﴿ويلبسكم شيعا ويذيق بعضكم بأس بعض﴾ جب نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ''یہ پہلے دونوں عذابوں سے تو ہلکا یا کہا آسان ہے''۔

١٢٦ - باب : «وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ» /٨٢/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا''۔

٤٣٥٣ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سُلَيْمانَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ : لَمَّا نَزَلَتْ : «وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ» . قالَ أَصْحَابُهُ : وَأَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ ؟ فَنَزَلَتْ : «إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ» . [ر : ٣٢]

ترجمہ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب ﴿ولم يلبسوا إيمانهم بظلم﴾ نازل ہوئی تو صحابہ نے کہا: ہم میں کون ہوگا جس کا دامن ظلم سے پاک ہوگا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''بے شک شرک ظلم عظیم ہے''۔

۱۲۷ – باب : «وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلاًّ فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ» /۸۶/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور یونس اور لوط اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت دی تھی''۔

۴۳۵۴ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ مَهْدِيٍّ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قالَ : حَدَّثَنِي ٱبْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ، يَعْنِي ٱبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (ما يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ : أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى) . [ر : ۳۰۶۷]

ترجمہ

حضرت ابوالعالیہ کا بیان ہے کہ مجھ سے تمہارے نبی کے چچازاد بھائی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی کیلئے یہ مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متیٰ سے بہتر بتائے''۔

۴۳۵۵ : حدّثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قالَ : سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (ما يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ : أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى) . [ر : ۳۲۳۴]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متیٰ سے بہتر بتائے''۔

۱۲۸ – باب : قَوْلِهِ : «أُولٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى ٱللهُ فَبِهُدَاهُمُ ٱقْتَدِهْ» /۹۰/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی، سو آپ بھی ان کے طریقہ پر چلئے۔

۴۳۵۶ : حدّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ : أَنَّ ٱبْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قالَ : أَخْبَرَنِي سُلَيْمانُ الْأَحْوَلُ : أَنَّ مُجاهِدًا أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ سَأَلَ ٱبْنَ عَبَّاسٍ : أَفِي «صٓ» سَجْدَةٌ ؟ فَقَالَ : نَعَمْ ، ثُمَّ تَلَا : «وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ – إِلَى قَوْلِهِ – فَبِهُدَاهُمُ ٱقْتَدِهْ» . ثُمَّ قالَ :

هُوَ مِنْهُمْ .

زَادَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ، وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنِ الْعَوَّامِ ، عَنْ مُجَاهِدٍ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ، فَقَالَ : نَبِيُّكُمْ ﷺ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ . [ر : ٣٢٣٩]

ترجمہ

حضرت مجاہد نے خبر دی کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا سورۂ ص میں بھی سجدہ ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ نے آیت ﴿ووھبنا﴾ سے ﴿فبھداھم اقتدہ﴾ تک تلاوت کی اور فرمایا: داؤد علیہ السلام بھی ان انبیاء میں شامل ہیں جن کا ذکر آیت میں ہوا اور جن کی اقتداء کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا ہے۔ یزید بن ہارون، محمد بن عبید اور سہل بن یوسف نے ''عوّام'' کے واسطہ سے اضافہ کیا ہے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں سے ہیں جنہیں ان انبیاء کی اقتداء کا حکم دیا گیا''۔

١٢٩ - باب : «وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا» الآيَةَ /١٤٦/ .

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : كُلَّ ذِي ظُفُرٍ : الْبَعِيرُ وَالنَّعَامَةُ . «الحَوَايَا» /١٤٦/ : الْمَبَاعِرُ .

وَقَالَ غَيْرُهُ : هَادُوا : صَارُوا يَهُودًا . وَأَمَّا قَوْلُهُ : «هُدْنَا» /الأعراف: ١٥٦/ : تُبْنَا ، هَائِدٌ تَائِبٌ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جو لوگ یہودی ہوئے ان پر گھر والے جانور ہم نے حرام کر دیئے تھے، گائے اور بکری میں سے ہم نے ان پر ان کی چربیاں حرام کی تھیں'' آخر آیت تک۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ''کل ذی ظفر'' سے مراد اونٹ اور شتر مرغ ہیں۔ ''الحوایا'': بمعنی اوجھڑی، اور دوسرے صاحب نے فرمایا کہ ''ھادوا'' کے معنی ''وہ یہودی ہو گئے''، لیکن یہ ''ھدنا'' کا معنی ہے کہ ہم نے توبہ کی۔ اسی سے ''ھائد'' ''توبہ کرنے والا'' کے معنی میں آتا ہے۔

٤٣٥٧ : حدّثنا عَمْرُو بْنُ خالِدٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ : قَالَ عَطَاءٌ : سَمِعْتُ جابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قالَ : (قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ ، لَمَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا جَمَلُوهَا ، ثُمَّ بَاعُوهَا ، فَأَكَلُوهَا) .

وَقَالَ أَبُو عاصِمٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الحَمِيدِ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ : كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ : سَمِعْتُ جابِرًا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . [ر : ٢١٢١]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ یہودیوں کو برباد کرے، جب اللہ نے ان پر مردہ جانور کی چربی حرام کردی تو اس کا تیل نکال کر اسے کھانے اور فروخت کرنے لگے''۔ اور ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عبدالحمید نے حدیث بیان کی، ان سے یزید نے حدیث بیان کی، انہیں عطا نے لکھا تھا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا تھا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

١٣٠ – باب : قَوْلِهِ : «وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ ما ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ» /١٥١/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ، خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ''۔

٤٣٥٨ : حدّثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : (لَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ ٱللهِ ، وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَما بَطَنَ ، وَلَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِ المَدْحُ مِنَ ٱللهِ ، وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ) . قُلْتُ : سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ ٱللهِ ؟ قالَ : نَعَمْ ، قُلْتُ : وَرَفَعَهُ ؟ قالَ : نَعَمْ . [٤٣٦١ ، ٤٩٢٢ ، ٦٩٦٨]

«وَكِيلٌ» /١٠٢/ : حَفِيظٌ وَمُحِيطٌ بِهِ . «قُبُلاً» /١١١/ : جَمْعُ قَبِيلٍ ، وَالمَعْنَى : أَنَّهُ ضُرُوبٌ لِلْعَذَابِ ، كُلُّ ضَرْبٍ مِنْهَا قَبِيلٌ . «زُخْرُفَ الْقَوْلِ» /١١٢/ : كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهُ وَوَشَّيْتَهُ ، وَهُوَ بَاطِلٌ ، فَهْوَ زُخْرُفٌ . «وَحَرْثٌ حِجْرٌ» /١٣٨/ : حَرَامٌ ، وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهْوَ حِجْرٌ مَحْجُورٌ ، وَٱلْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ ، وَيُقَالُ لِلْأُنْثَى مِنَ الخَيْلِ : حِجْرٌ ، وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ : حِجْرٌ وَحِجًى ، وَأَمَّا ٱلْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُودَ ، وَما حَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ ، وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيمُ الْبَيْتِ حِجْرًا ، كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُومٍ ، مِثْلُ : قَتِيلٍ مِنْ مَقْتُولٍ ، وَأَمَّا حَجْرُ اليَمَامَةِ فَهْوَ مَنْزِلٌ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے

بے حیائی کو حرام قرار دیا، خواہ وہ اعلانیہ ہو یا پوشیدہ، اور اللہ کو اپنی مدح اور تعریف سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں، یہی وجہ ہے اس نے اپنی مدح کی ہے۔ عمرو بن مرّہ کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا: آپ نے خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا: تو کیا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی تھی؟ کہا کہ ہاں۔ ''وکیل'' بمعنی نگہبان اور احاطہ کرنے والا۔ ''قبل''، ''قبیل'' کی جمع ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ عذاب کی مختلف صورتیں ہوں گی الگ الگ۔ ''زخــرف'' اس چیز کو کہتے ہیں جسے آپ خوبصورتی اور لیپا پوتی کر کے پیش کریں، حالانکہ وہ باطل اور بے بنیاد ہو۔ ''حرث حجر'' یعنی حرام، بلکہ ہر ممنوع چیز کو ''حجر'' اور ''محجور'' کہہ سکتے ہیں۔ ''عمارت'' پر بھی ''حجر'' کا اطلاق ہوتا ہے۔ ''گھوڑی'' کو ''حجر'' کہتے ہیں، اور عقل کو ''حجی'' اور ''حجر'' بھی کہتے ہیں اور ''حجر'' ثمود کی بستی کا نام بھی تھا۔ ہر ممنوعہ علاقہ ''حجر'' کہلاتا ہے۔ ''حطیم کعبہ'' کو بھی اسی لئے ''حجر'' کہتے ہیں، گویا ''حطیم''، ''محطوم'' کے معنی میں ہے، جیسے قتیل ''مقتول'' کے معنی میں ہے، اور ''حجر الیمامہ'' ایک مقام کا نام ہے۔

١٣١ – باب : «هَلُمَّ شُهَدَاءَ كُمُ» /١٥٠/ .

لُغَةُ أَهْلِ ٱلْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''آپ کہہ دیجئے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ''۔ ''ھلم'' اہل مجاز کے محاورے میں واحد تثنیہ اور جمع سب کے لئے آتا ہے۔

١٣٢ – باب : «لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا» /١٥٨/ .

ترجمہ

''کسی شخص کا ایمان سودمند نہ ہوگا''۔

٤٣٥٩/٤٣٦٠ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ : حَدَّثَنَا عُمَارَةُ : حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا ، فَإِذَا رَآهَا النَّاس آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا ، فَذَاكَ حِينَ : «لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ») .

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا، جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے، لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی ایسے شخص کا ایمان کوئی نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو''۔

(٤٣٦٠) : حدّثني إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ هَمَّامٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا ، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ ، وَذٰلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا) . ثُمَّ قَرَأَ الآيَةَ . [٦١٤١]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا، جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا، لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے، لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا''۔ پھر آیت تلاوت کی۔

١٣٣ - باب : تَفْسِيرِ سُورَةِ الْأَعْرَافِ .

قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «وَرِيَاشًا» /٢٦/ : المَالُ . «إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ» /٥٥/ : في ٱلدُّعاءِ وَفي غَيْرِهِ . «عَفَوْا» /٩٥/ : كَثُرُوا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ . «الْفَتَّاحُ» /سبأ: ٢٦/ : الْقَاضِي . «ٱفْتَحْ بَيْنَنَا» /٨٩/ : ٱقْضِ بَيْنَنَا . «نَتَقْنَا» /١٧١/ : رَفَعْنَا . «ٱنْبَجَسَتْ» /١٦٠/ : ٱنْفَجَرَتْ . «مُتَبَّرٌ» /١٣٩/ : خُسْرَانٌ . «آسى» /٩٣/ : أَحْزَنُ . «تَأْسَ» /المائدة: ٢٦ ، ٦٨/ : تَحْزَنْ .

وَقالَ غَيْرُهُ : «ما مَنَعَكَ أَنْ لَا تَسْجُدَ» /١٢/ : يَقُولُ : ما مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ . «يَخْصِفَانِ» /٢٢/ : أَخَذَا ٱلْخِصَافَ مِنْ وَرَقِ الجَنَّةِ ، يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ ، يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ . «سَوْآتِهِمَا» /٢٠/ : كِنايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا . «وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ» /٢٤/ : هُوَ هٰهُنَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَٱلْحِينُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلَى ما لَا يُحْصَى عَدَدُهُ .

الرِّيَاشُ وَالرِّيشُ وَاحِدٌ ، وَهُوَ ما ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ .

«قَبِيلُهُ» /٢٧/ : جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ . «ٱدَّارَكُوا» /٣٨/ : ٱجْتَمَعُوا .

وَمَشَاقُّ الْإِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهَا يُسَمَّى سُمُومًا ، وَاحِدُهَا سَمٌّ ، وَهِيَ : عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهُ وَأُذُنَاهُ وَدُبُرُهُ وَإِحْلِيلُهُ . «غَوَاشٍ» /٤١/ : مَا غُشُّوا بِهِ . «نُشُرًا» /٥٧/ : مُتَفَرِّقَةً . «نَكِدًا» /٥٨/ : قَلِيلاً . «يَغْنَوْا» /٩٢/ : يَعِيشُوا . «حَقِيقٌ» /١٠٥/ : حَقٌّ . «اسْتَرْهَبُوهُمْ» /١١٦/ : مِنَ الرَّهْبَةِ . «تَلْقَفُ» /١١٧/ : تَلْقَمُ . «طَائِرُهُمْ» /١٣١/ : حَظُّهُمْ . طُوفَانٌ مِنَ السَّيْلِ ، وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ الطُّوفَانُ . «الْقُمَّلَ» /١٣٣/ : الحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ . عُرُوشٌ وَعَرِيشٌ بِنَاءٌ . «سُقِطَ» /١٤٩/ : كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِي يَدِهِ . الْأَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِي إِسْرَائِيلَ . «يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ» /١٦٣/ : يَتَعَدَّوْنَ لَهُ ، يُجَاوِزُونَ . «تَعْدُ» /الكهف: ٢٨/ : تُجَاوِزْ . «شُرَّعًا»/١٦٣/ : شَوَارِعَ . «بَئِيسٍ» /١٦٥/ : شَدِيدٍ . «أَخْلَدَ» /١٧٦/ : قَعَدَ وَتَقَاعَسَ . «سَنَسْتَدْرِجُهُمْ» /١٨٢/ : نَأْتِيهِمْ مِنْ مَأْمَنِهِمْ ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى : «فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا» /الحشر: ٢/ . «مِنْ جِنَّةٍ» /١٨٤/ : مِنْ جُنُونٍ . «فَمَرَّتْ بِهِ» /١٨٩/ : اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ . «يَنْزَغَنَّكَ» /٢٠٠/ : يَسْتَخِفَّنَّكَ . «طَيْفٌ» /٢٠١/ : مُلِمٌّ بِهِ لَمَمٌ ، وَيُقَالُ : «طَائِفٌ» وَهُوَ وَاحِدٌ . «يَمُدُّونَهُمْ» /٢٠٢/ : يُزَيِّنُونَ . «وَخِيفَةً» /٢٠٥/ : خَوْفًا ، وَخُفْيَةً مِنَ الْإِخْفَاءِ . «وَالْآصَالِ» /٢٠٥/ : وَاحِدُهَا أَصِيلٌ ، وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ ، كَقَوْلِهِ : «بُكْرَةً وَأَصِيلاً» /الفرقان: ٥/ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ریاشا" جمع ہے "ریش" کی، "مال" کو کہتے ہیں۔ جمہور کے نزدیک "ریش" کا معنی زیب وزینت کے ہے۔ ﴿إنه لا يحب المعتدين﴾ "اعتداء" دعا اور غیر دعا میں حد سے زیادہ تجاوز کرنے کو کہتے ہیں، جیسے کہ دعا میں محالات اور ناممکنات کو مانگنا، ہر چیز میں تجاوز کرنا ممنوع ہے۔ "عفوا" کا معنی ہے: بہت ہوئے، ان کے اموال زیادہ ہوگئے۔ "فتـــــاح" بمعنی فیصلہ کرنے والا۔ "افتح بيننا" کے معنی ہیں: ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے۔ "نتقنا" کا معنی ہے: ہم نے اٹھایا۔ "انبجست" بمعنی جاری ہوگئے۔ "متبرّو" تباہی ونقصان۔ "آسیٰ" بمعنی "میں رنج کھاؤں" اور "لا تأس" "تو غمگین نہ ہو" کے معنی میں ہے۔ "وقال غيره" : ابن عباسؓ کے غیر یعنی ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ "أن لا تسجد" میں "لا" زائدہ ہے، معنی ہے: کس چیز نے تجھ کو سجدہ کرنے سے منع کیا ہے؟ جب کہ میں نے خود تجھے حکم دیا۔ "يخصفان" کہ وہ دونوں جنت کے پتوں کو جوڑنے لگے۔ "سوآتهما" کنایہ ہے دونوں کی شرمگاہ سے۔ "متاع إلى حين" میں "حین" سے مراد قیامت ہے۔ "حین" کا لفظ ایک گھڑی سے لے کر غیر محصور مدت تک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ "الرياش" ریاش اور ریش دونوں ہم معنی ہیں، یعنی ظاہری لباس۔ "جيله"

کا معنی ہے: اس کا قبیلہ جن میں سے وہ خود ہے۔ "اِدَّارکوا" کہ جب سب جمع ہو جائیں گے۔ "مشاق الإنسان والدابة" انسانوں اور جانوروں سب کے سوراخوں کو "سُموُمٌ" کہتے ہیں، اس کا مفرد "سَمٌّ" آتا ہے، جیسا کہ دونوں آنکھوں، نتھنوں، منہ، کان، آگے اور پیچھے کی شرمگاہ کے سوراخ ہیں۔ "غـــواش" سے مراد وہ غلاف ہے، جس سے ڈھانپے جائیں گے۔ "نشرا" متفرق اور "نکداً" کم اور تھوڑے کے معنی میں ہیں۔ "یغنو" جینے اور زندگی گزارنے کے معنی میں ہے۔ ''حقیق'' بمعنی حقِ واجب۔ "استرهبوهم" ڈرانے اور خوف زدہ کرنے کے معنی میں ہے۔ "تلقف" بمعنی لقمہ بنا کر نگلنا۔ "طائرهم" بمعنی ان کا نصیب اور حصہ۔ ''طوفان'' کا معنی ہے: سیلاب، نیز موت کی گرم بازاری کو بھی طوفان کہا جاتا ہے۔ "القمل" بمعنی جوئیں اور چھوٹی چچڑیاں جو چھوٹے چھوٹے کیڑوں کے مشابہ ہوں۔ ''عروش و عریش'' بمعنی عمارت ہے۔ "سُقِطَ" جب آدمی نادم ہوتا ہے تو اس کے بارے میں کہا جاتا: "سقط في يده".
"الأسباط" بنی اسرائیل کے خاندان، یا قبیلے۔ "یَعدُونَ" کے معنی ہیں: حدِ شرعی سے تجاوز کر رہے تھے۔ "شرعاً" اور "شوارع" دونوں جمع ہیں ''شارع'' کی، جس کے معنی ہیں: پانی کے اوپر ظاہر ہونے والا۔ "بئیس" شدید، سخت عذاب کے معنی میں ہے۔ ''أخلد'' کا معنی ہے: بیٹھا رہا، پیچھے ہٹا۔ "سنستدرجهم" ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں چڑھنا، قریب کرنا، جب انسان مکمل سرکش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اچانک پکڑ لیتے ہیں، اسی سے متعلق فرمایا: جہاں سے وہ مطمئن ہوں گے کہ کوئی نہیں آسکتا، وہاں سے آئیں گے، جیسے اس آیت میں ہے: ﴿فأتاهم الله من حيث لم يحتسبوا﴾ کہ اللہ کا عذاب ادھر سے آپہنچا جدھر سے گمان ہی نہیں تھا۔ "من جِنَّة" "جِنَّة" جنون کے معنی میں ہے۔

"فمرت به" کہ بیوی اس پیٹ کے بچے کو لئے ہوئے پھرتی ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں، لیکن سب سے جامع اور مختصر قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر ایک کو ایک نفس سے پیدا کیا اور ہر نفس کے لئے اس کے جنس سے جوڑا بنایا، پھر جب یہ دونوں ایک دوسرے سے فطری خواہش پوری کر لیتے اور حمل ٹھہر جاتا ہے تو زمانہ حمل میں ساری امیدیں اللہ سے وابستہ ہوتی ہیں کہ وہ صحیح بچہ پیدا کرے، لیکن جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شکریہ کے لئے نذریں اور نیازیں غیر اللہ کے نام پر چڑھائی جاتی ہیں۔ مذکورہ آیت میں "فمرت به" کی تشریح کرتے ہوئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ وہ حمل قائم رہا، برقرار رہا، پھر عورت نے اس کی مدت کو پورا کیا۔ "فمرَّت" سے حمل کا استمرار مراد ہے۔ "یَنزَغَنَّكَ" کہ اگر کوئی وسوسہ آپ کو شیطان کی طرف سے آنے لگے، تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ ''استخفاف'' کا معنی ہے: حق و ثواب سے ہٹ جانا، غصہ آئے تو پناہ مانگے۔ "طیف": "طيف" اور "طائف" دونوں کا ایک ہی معنی ہے، یعنی: شیطان کی طرف سے دل میں اترنے والا وسوسہ وخیال۔ مطلب یہ ہے کہ جب اللہ سے ڈرنے والے کو

شیطان کی طرف سے خیال اور وسوسہ آتا ہے تو اللہ کی یاد میں لگ جاتا ہے۔ "یمدونهم" گمراہی کی باتوں کو مزین کر کے ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ "وخیفة" خوف کے معنی میں ہے اور "خُفية"، بضم الخاء "اخفاء" کے معنی میں ہے، یعنی: چپکے چپکے۔ "والآصال" اس کا مفرد "اُصیل" ہے، وہ وقت جو عصر سے مغرب تک ہوتا ہے، جیسے اس آیت میں ہے: ﴿بكرة وأصيلا﴾. بعض کہتے ہیں "آصال"، جمع الجمع ہے۔ "اُصیل" کی جمع "اُصل" اور اس کی جمع "آصال" ہے۔

١٣٤ – باب : إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ ما ظَهَرَ مِنْهَا وَما بَطَنَ» /٣٣/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "آپ کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے تو بس بے ہودگی کو حرام کیا ہے اور ان میں سے جو ظاہر ہوں ان کو بھی اور جو پوشیدہ ہوں ان کو بھی"۔

٤٣٦١ : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : – قُلْتُ : أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عَبْدِ ٱللهِ ؟ قالَ : نَعَمْ ، وَرَفَعَهُ ، قالَ – : (لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ ٱللهِ ، فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ ما ظَهَرَ مِنْهَا وَما بَطَنَ ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ ٱللهِ ، فَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ) . [ر : ٤٣٥٨]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں، اس لئے اس نے بے حیائیوں کو حرام کیا، خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنی مدح کو پسند کرنے والا اور کوئی نہیں، اس لئے اس نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

١٣٥ – باب :

«وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قالَ لَنْ تَرَانِي وَلٰكِنِ ٱنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ ٱسْتَقَرَّ مَكانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ» /١٤٣/ .

قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : أَرِنِي : أَعْطِنِي .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جب موسیٰ ہمارے وقتِ موعود پر آ گئے اور ان سے ان کا پروردگار ہم کلام ہوا، موسیٰ بولے: اے پروردگار! مجھے اپنے کو دکھلا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں۔ اللہ نے فرمایا: تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے، البتہ تم اس پہاڑ کی طرف دیکھو، سو اگر یہ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی دیکھ سکو گے، پھر جب ان کے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور پھر جب افاقہ ہوا تو بولے: تو پاک ہے، میں تجھ سے معذرت چاہتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں''۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''أرني''، أعطنی کے معنی میں ہے کہ مجھے اپنے دیدار سے مشرف اور اس مرتبے سے سرفراز فرما۔

٤٣٦٢ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ : جاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ ، وَقالَ : يَا مُحَمَّدُ ، إِنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ فِي وَجْهِي ، قالَ : (ادْعُوهُ) . فَدَعَوْهُ ، قالَ : (لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ) . قالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِنِّي مَرَرْتُ بِالْيَهُودِ ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ ، فَقُلْتُ : وَعَلَى محمَّدٍ ، وَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ ، قالَ : (لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ ، فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطورِ) .

[ر : ٢٢٨١]

ترجمہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے منہ پر کسی نے چانٹا مارا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد! آپ کے انصار صحابہ میں سے ایک شخص نے مجھے چانٹا مارا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں بلاؤ۔ لوگوں نے انہیں بلایا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے اسے چانٹا کیوں مارا ہے؟ انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں یہودی کی طرف سے گزرا تو میں نے سنا کہ یہ کہہ رہا تھا کہ اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ کو تمام انسانیت پر فضیلت دی۔ میں نے کہا: اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی؟ مجھے اس پر غصہ آیا اور میں نے اسے چانٹا مار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو، قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش کر دیئے جائیں گے، سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا، لیکن میں موسیٰ کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا ایک پایہ

پکڑے کھڑے ہوں گے۔اب مجھے معلوم نہیں کہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے تھے یا طور کی بے ہوشی کا انہیں بدلہ دیا گیا۔

۱۳٦ - باب : «المَنَّ والسَّلْوَى» /۱٦۰/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''من وسلویٰ''۔

٤٣٦٣ : حدّثنا مُسْلِمٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (الْكَمْأَةُ مِنَ المَنِّ ، وَماؤُهَا شِفَاءُ الْعَيْنِ) . [ر : ٤٢٠٨]

ترجمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھنبی''، ''من'' میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفاء ہے۔

۱۳۷ - باب : «قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ» /۱۵۸/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کہہ دیجئے کہ اے انسانو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، تم سب کی طرف اسی اللہ کا جس کی حکومت ہے آسمانوں میں اور زمینوں میں، سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے۔سو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے امی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خود ایمان رکھتا ہے اللہ اور اس کے کلاموں پر، اس کی پیروی کرتے رہو، تا کہ تم راہ پا جاؤ۔

٤٣٦٤ : حدّثنا عَبْدُ اللهِ : حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُوسَى بْنُ هَارُونَ قالَا : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قالَ : حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قالَ : حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الخَوْلَانِيُّ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ : كانَتْ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ ، فَأَغْضَبَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرَ ، فَانْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضَبًا ، فَاتَّبَعَهُ أَبُو بَكْرٍ يَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ ، حَتَّى أَغْلَقَ بَابَهُ فِي وَجْهِهِ ، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ . فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ : وَنَحْنُ عِنْدَهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (أَمَّا صَاحِبُكُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ) . قالَ : وَنَدِمَ عُمَرُ

عَلَى ما كانَ مِنْهُ ، فَأَقْبَلَ حَتَّى سَلَّمَ وَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، وَقَصَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْخَبَرَ . قالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ : وَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ، وَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يَقُولُ : وَاللهِ يا رَسُولَ اللهِ ، لَأَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (هَلْ أَنْتُمْ تارِكُونَ لِي صَاحِبِي ، هَلْ أَنْتُمْ تارِكُونَ لِي صَاحِبِي ، إِنِّي قُلْتُ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ، فَقُلْتُمْ : كَذَبْتَ ، وَقالَ أَبُو بَكْرٍ : صَدَقْتَ) . [ر : ٣٤٦١]

ترجمہ

حضرت ابودرداءؓ کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان بحث سی ہوگئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر غصہ ہوگئے اور ان کے پاس سے آنے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی معافی مانگتے ہوئے ان کے پیچھے آنے لگے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معاف نہیں کیا اور گھر پہنچ کر اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ اب ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تمہارے یہ صاحب ابوبکر لڑ کر آئے ہیں۔ بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے طرز عمل پر نادم ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے اور سلام کر کے آپ کے قریب بیٹھ گئے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ بیان کیا۔ ابودرداء نے بیان کیا کہ آپ بہت غصہ ہوئے اور ادھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار یہی عرض کرتے رہے کہ میری ہی زیادتی ہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ میرے صاحب کو مجھ سے جدا کرنا چاہتے ہو؟ جب میں نے کہا تھا کہ اے انسانو! میں اللہ کا رسول ہوں تم لوگوں کی طرف؟ تو تم لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو؟ اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا آپ سچے ہیں۔ ابوعبیدہ نے کہا کہ ''غامر'' کے معنی ''خیر میں سبقت'' کے ہیں۔

١٣٨ – باب : «وَقُولُوا حِطَّةٌ» /١٦١/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور کہتے جاؤ توبہ ہے''۔

٤٣٦٥ : حدَّثنا إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ : أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ : قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ : «ادْخُلُوا

الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ» . فَبَدَّلُوا ، فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ ، وَقَالُوا : حَبَّةٌ فِي شَعَرَةٍ) [ر : ٣٢٢٢]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ دروازے میں عاجزی کے ساتھ جھکتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور کہتے جاؤ کہ ''توبہ ہے'' کہ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے، لیکن انہوں نے حکم بدل ڈالا اور سرین گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کہا: "حبَّةٌ في شعرة" (بالی میں دانہ ہے)۔

١٣٩ – باب : «خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِينَ» /١٩٩/ .

الْعُرْفُ : المَعْرُوفُ .

ترجمہ

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''درگزر اختیار کیجئے اور نیک کام کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایا کیجئے''۔

''العرف'' نیکی کے معنی میں ہے۔

٤٣٦٦ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ : أَنَّ ٱبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ ، فَنَزَلَ عَلَى ٱبْنِ أَخِيهِ الحُرِّ بْنِ قَيْسٍ ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ ، وَكانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ ، كُهُولاً كانُوا أَوْ شُبَّانًا ، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ : يَا ٱبْنَ أَخِي ، لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيرِ ، فَٱسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ ، قالَ : سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ ، قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : فَٱسْتَأْذَنَ الحُرُّ لِعُيَيْنَةَ ، فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قالَ : هِيْ يَا ٱبْنَ الخَطَّابِ ، فَوَٱللهِ ما تُعْطِينَا الجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ . فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ بِهِ ، فَقَالَ لَهُ الحُرُّ : يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ ، إِنَّ ٱللهَ تَعَالَى قالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ : «خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِينَ» . وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الجَاهِلِينَ . وَٱللهِ ما جاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ ، وَكانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ ٱللهِ .

[٦٨٥٦]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ نے اپنے بھتیجے حر بن قیس کے ہاں

آ کر قیام کیا۔ حر بن قیس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقربین میں سے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس کے احباب اور اہل مشورہ علماء قرآن ہوا کرتے تھے، اس میں کسی عالم کے چھوٹے یا بڑے ہونے کی کوئی قید نہیں تھی۔

عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ تجھے اس امیر کی مجلس میں تقرب حاصل ہے، میرے لئے بھی مجلس میں حاضری کی اجازت لے دو۔ حر بن قیس نے کہا کہ میں آپ کے لئے بھی اجازت مانگوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، چنانچہ انہوں نے عیینہ کے لئے بھی اجازت مانگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آنے کی اجازت دے دی۔ مجلس میں جب وہ پہنچے تو کہنے لگے: اے خطاب کے بیٹے! تم ہمیں نہ مال دیتے ہو نہ عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس پر بڑا غصہ آیا اور آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ حر بن قیس نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے خطاب کر کے فرمایا تھا: درگزر اختیار کیجئے۔ نیک کام کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایئے اور یہ بھی جاہلوں میں سے ہے۔ خدا گواہ ہے کہ جب حر بن قیس نے قرآن کی تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بالکل ٹھنڈے پڑ گئے۔ کتاب اللہ کے سامنے آپ کی یہ کیفیت ہوتی تھی۔

٤٣٦٧ : حدّثنا يَحْيىٰ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ : «خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرفِ» . قالَ : ما أَنْزَلَ ٱللّٰهُ إِلَّا في أَخْلَاقِ النَّاسِ .

وَقالَ عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قالَ : أَمَرَ ٱللّٰهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ ، أو كما قالَ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت ''درگزر اختیار کیجئے، نیک کام کا حکم دیجئے'' لوگوں کے اخلاق درست کرنے کے لئے نازل ہوئی اور عبداللہ بن براء نے حدیث بیان کی، ان سے ابواسامہ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے، ان سے عبیداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کے اخلاق ٹھیک کرنے کے لئے درگزر اختیار کریں۔

تَفْسِيرُ سُورَةِ الْأَنْفَالِ .

١٤٠ – باب : قَوْلُهُ : «يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ» /١/ .

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : الْأَنْفَالُ : الْمَغَانِمُ . قَالَ قَتَادَةُ : «رِيحُكُمْ» /٤٦/ : الحَرْبُ . يُقَالُ : نَافِلَةٌ عَطِيَّةٌ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ غنیمتیں اصلاً اللہ کی ملک میں اور تبعاً رسول کی ملک ہیں، بس اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے آپ کی اصلاح کرو''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''انفال'' کا معنی مطلقاً غنیمت ہے، جب کہ فقہا کی اصلاح میں مجاہد کو مقرر حصے سے زائد دینے کو ''نفل'' کہتے ہیں، یہاں وہ مراد نہیں۔ قتادہؒ فرماتے ہیں: ''ریحکم'' سے لڑائی مراد ہے۔

''نافلة عطية'' یعنی ''نافلہ'' ''زیادتی'' کے معنی ہیں، جیسا کہ ''نوافل'' فرائض اور واجبات سے زائد ہوتے ہیں، اسی لئے امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ''نافلة'' کا معنی ''عطية'' ہے۔

٤٣٦٨ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ : أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ : أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : سُورَةُ الْأَنْفَالِ ، قَالَ : نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ . [ر : ٣٨٠٥]

«الشَّوْكَةُ» /٧/ : الحَدُّ . «مُرْدَفِينَ» /٩/ : فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ ، رَدِفَنِي وَأَرْدَفَنِي جَاءَ بَعْدِي . «ذُوقُوا» /٥٠/ : بَاشِرُوا وَجَرِّبُوا ، وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ . «فَيَرْكُمَهُ» /٣٧/ : يَجْمَعَهُ . «وَإِنْ جَنَحُوا» /٦١/ : طَلَبُوا ، السِّلْمُ وَالسَّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ . «يُثْخِنَ» /٦٧/ : يَغْلِبَ . وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «مُكَاءً» إِدْخَالُ أَصَابِعِهِمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ «وَتَصْدِيَةً» /٣٥/ : الصَّفِيرُ . «لِيُثْبِتُوكَ» /٣٠/ : لِيَحْبِسُوكَ .

ترجمہ

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سورۂ انفال کے متعلق پوچھا تو

انہوں نے فرمایا کہ غزوۂ بدر میں نازل ہوئی تھی۔

تشریح

سنن ابی داؤد، سنن نسائی میں اس کے نزول کا واقعہ یہ ہے کہ غزوۂ بدر کی فتح کے بعد مال غنیمت کے بارے میں اختلاف ہوا۔ نوجوان اس کو اپنی محنت کا نتیجہ سمجھتے تھے، جب کہ بوڑھے اپنے آپ کو ان کا سہارا سمجھتے اور مستحق گردانتے تھے۔ یہ جھگڑا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

''الشوکۃ'' تلوار کی دھاڑ۔ اصلاً ''کانٹے'' کو ''شوكة'' کہتے ہیں۔ ''مردفين'' کا معنی ہے: ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت۔ جیسے کہا جاتا ہے: ''ردفني وأردفني'' کہ وہ میرے بعد آیا۔ ''ذوقوا'' یعنی عذاب کا مزہ چکھو، تجربہ کرو۔ یہاں زبان سے چھکنا مراد نہیں۔ ''يركمه'' ''جمع کرنے'' کے معنی میں ہے۔ ''شرد'' بمعنی جدا کردے یا سخت سزا دے۔ ''إن جنحوا'' کہ اگر وہ صلح کے لئے جھکیں اور مطالبہ کریں۔ ''يثخن'' کا معنی ہے: وہ غالب ہو۔ ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ جب تک دشمنوں کی خونریزی اور کثرت قتل سے ملک میں غلبہ نہ حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک قیدی کافروں کو باقی رکھنا صحیح نہیں۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں: ''مكاء'' کا معنی ہے: اپنی انگلیوں کو اپنے منہ میں داخل کرنا۔ ''تصدية'' کا معنی ہے: سیٹی بجانا۔ ''يثبتوك'' کا معنی ہے: تاکہ تجھے قید کرلیں یا روک لیں۔

١٤١ – باب : «إِنَّ شَرَّ ٱلدَّوَابِّ عِنْدَ ٱللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ» /٢١.

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے اور گونگے ہیں جو عقل سے ذرا کام نہیں لیتے''۔

٤٣٦٩ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : «إِنَّ شَرَّ ٱلدَّوَابِّ عِنْدَ ٱللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ» . قالَ : هُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ ٱلدَّارِ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آیت ''بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک بہرے گونگے ہیں جو عقل سے ذرا بھی کام نہیں لیتے''۔ بنوعبدالدار کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

١٤٢ – باب : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ» /٢٤/ .

اسْتَجِيبُوا : أَجِيبُوا . لِمَا يُحْيِيكُمْ : يُصْلِحُكُمْ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کو ''لبیک'' کہو جب کہ وہ تمہیں تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلائیں اور جانتے رہو کہ اللہ آڑ بن جاتا ہے درمیان انسان کے اور اس کے قلب کے اور یہ کہ تم سب کو اس کے پاس اکٹھے ہونا ہے''۔ ''استجیبوا'' کا معنی ہے: جواب دو، قبول کرو۔ ''لما یحییکم'' جو تمہاری اصلاح کرے۔

٤٣٧٠ : حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا رَوْحٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ أُصَلِّي ، فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَعَانِي ، فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ : (مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِي ؟ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ» . ثُمَّ قَالَ : لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ) . فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهُ .

وَقَالَ مُعَاذٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ خُبَيْبٍ : سَمِعَ حَفْصًا : سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ ، رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ، بِهٰذَا . وَقَالَ : (هِيَ : «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» . السَّبْعُ الْمَثَانِي) . [ر : ٤٢٠٤]

ترجمہ

حضرت ابوسعید معلیٰ نے بیان کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکارا، میں فوراً آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکا، بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر ہوا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ''آنے میں دیر کیوں ہوئی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں دیا: اے ایمان والو! اس کے رسول کو لبیک کہو، جب کہ وہ تم کو بلائیں''۔ پھر فرمایا: ''مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تم کو قرآن کی عظیم ترین سورت بتاؤں گا''۔ تھوڑی دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا۔ اور معاذ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے حبیب نے، انہوں نے حفص سے سنا اور انہوں نے ابوسعید بن معلیٰ سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے سنا، یہی حدیث انہوں نے بیان کی کہ وہ سورت ''الحمد للہ رب العالمین'' ہے جو ''سبع مثانی'' کہلاتی ہے۔

١٤٣ – باب : «وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ» /٣٢/ .

قالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : ما سَمَّى اللهُ تَعَالَى مَطَرًا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا عَذَابًا ، وَتُسَمِّيهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ ، وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى : «يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ ما قَنَطوا» /الشورى : ٢٨/ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ”اور وہ وقت بھی یاد دلایئے جب ان لوگوں نے کہا تھا: اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقع ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا پھر کوئی اور ہی عذاب دردناک لے آ“۔ ابن عینیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مطر (بارش) کا ذکر قرآن میں عذاب کے موقع پر کیا ہے۔ عرب اسے ”غیث“ کہتے ہیں، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ﴿ینزل الغیث من بعد ماقنطوا﴾ میں ہے۔

٤٣٧١ : حَدَّثَنِي أَحْمَدُ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ ، هُوَ ابْنُ كُرْدِيدٍ ، صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ : سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : قَالَ أَبُو جَهْلٍ : اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ ، فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ ، أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ . فَنَزَلَتْ : «وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ . وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ» . الآيَةَ . [٤٣٧٢]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا پھر کوئی اور عذاب لے آ“۔ اس پر یہ آیت ”حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے، اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کررہے ہوں، یہ لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا، درانحالیکہ یہ لوگ مسجد حرام سے روکتے ہیں“۔

١٤٤ – باب : «وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ» /٣٣/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے اور آپ ان میں موجود ہوں اور نہ

اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں''۔

٤٣٧٢ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ مُعَاذٍ : حَدَّثَنَا أُبِي : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَبْدِ الحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ : سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مالِكٍ قالَ : قالَ أَبُو جَهْلٍ : اللَّهُمَّ إِنْ كانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ ، فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ ، أَوِ ٱئْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ . فَنَزَلَتْ : «وَما كانَ ٱللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَما كانَ ٱللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ . وَما لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ ٱللهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ المَسْجِدِ الحَرَامِ» . الآيَةَ . [ر : ٤٣٧١]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی ہے کہ تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا پھر کوئی اور عذاب لے آ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے، اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ یہ لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ اللہ ان پر سرے سے عذاب ہی نہ لائے گا، درانحالیکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں''۔ آخر آیت تک

١٤٥ – باب : «وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ» /٣٩/ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اوران سے لڑو، یہاں تک کہ فساد (عقیدہ) باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا خالص اللہ کے لئے ہو جائے۔

٤٣٧٣/٤٣٧٤ : حدّثنا الحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا حَيْوَةُ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ بُكَيْرٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَجُلاً جاءَهُ فَقَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، أَلَا تَسْمَعُ ما ذَكَرَ ٱللهُ في كِتَابِهِ : «وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا» . إِلَى آخِرِ الآيَةِ ، فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ لَا تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَ ٱللهُ في كِتَابِهِ ؟ فَقَالَ : يَا ٱبْنَ أَخِي ، أَغْتَرُّ بِهٰذِهِ الآيَةِ وَلَا أُقَاتِلُ ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَغْتَرَّ بِهٰذِهِ الآيَةِ الَّتِي يَقُولُ ٱللهُ تَعَالَى : «وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا» . إِلَى آخِرِهَا . قالَ : فَإِنَّ ٱللهَ يَقُولُ : «وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ» . قالَ ٱبْنُ عُمَرَ : قَدْ فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِذْ كانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلاً ، فَكانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ في دِينِهِ : إِمَّا يَقْتُلُونَهُ وَإِمَّا يُوثِقُونَهُ ، حَتَّى كَثُرَ الإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ . فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُ لَا يُوَافِقُهُ فِيما يُرِيدُ قالَ : فَمَا قَوْلُكَ في عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ ؟ قالَ ٱبْنُ عُمَرَ : ما قَوْلِي في عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ ؟ أَمَّا عُثْمَانُ : فَكانَ

اَللّٰهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ ، فَكَرِهْتُمْ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُ . وَأَمَّا عَلِيٌّ : فَابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَخَتَنُهُ – وَأَشَارَ بِيَدِهِ – وَهٰذِهِ ابْنَتُهُ – أَوْ بِنْتُهُ – حَيْثُ تَرَوْنَ .

ترجمہ

حضرت نافع نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اے عبدالرحمٰن! کیا آپ نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا کہا ہے؟ ''جب مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں'' آخر آیت تک، پھر آپ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں کی باہمی لڑائی میں کیوں حصہ نہیں لیتے؟ آپ نے فرمایا: بھتیجے میں اس آیت کی تاویل کرتا ہوں اور مسلمانوں سے جنگ میں حصہ نہیں لیتا، یہ اس سے بہتر ہے کہ مجھے اِس آیت کی تاویل کرنی پڑے جس میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ ''اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے گا تو اس کا بدلہ جہنم ہے'' آخر آیت تک۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ''ان سے لڑو، یہاں تک کہ فساد عقیدہ باقی نہ رہے''؟ فرمایا: ہم نے یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیا، جب اسلام کے ماننے والوں کی تعداد کم تھی، اس وقت آدمی اپنے دین کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا ہو جاتا تھا، یا اسے قتل کیا جاتا یا قید کیا جاتا، لیکن پھر اسلام کو طاقت حاصل ہوگئی اور (وہ) فساد باقی نہیں رہا (جو آیت میں ذکر ہوا ہے)، پھر جب اس شخص نے دیکھا کہ ابن عمران کی رائے ماننے کے لئے تیار نہیں، تو آپ سے پوچھا: حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عثمانؓ اور علیؓ کے بارے میں رائے یہ ہے کہ عثمانؓ کو اللہ نے معاف کر دیا تھا، اگر چہ تم نہیں جانتے کہ اللہ انہیں معاف کرتا اور حضرت علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد تھے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا مکان ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔

(٤٣٧٤) : حَدَّثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونسَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا بَيَانٌ : أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قالَ : حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا – أَوْ : إِلَيْنَا – ابْنُ عُمَرَ ، فَقَالَ رَجُلٌ : كَيْفَ تَرَى في قِتَالِ الْفِتْنَةِ ؟ فَقَالَ : وَهَلْ تَدْرِي ما الْفِتْنَةُ ؟ كانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ ، وَكانَ الدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً ، وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ . [ر : ٤٢٤٣]

ترجمہ

حضرت سعید بن جبیر نے حدیث بیان کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک شخص نے پوچھا: مسلمانوں کے باہمی فتنہ اور جنگ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ

تمہیں معلوم بھی ہے کہ فتنہ کیا چیز ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین سے جنگ کیا کرتے تھے، ان میں ٹھہر جانا ہی فتنہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ تمہاری ملک وسلطنت کی خاطر جنگ نہیں تھی۔

١٤٦ - باب : «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ» /٦٥ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اے نبی! مومنوں کو قتال کے لئے آمادہ کیجئے۔ اگر تم میں سے بیس آدمی بھی ثابت قدم ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے، اور اگر تم میں سے سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے، اس لئے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے''۔

٤٣٧٥ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : لَمَّا نَزَلَتْ : «إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ» . فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ . فَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ : أَنْ لَا يَفِرَّ عِشْرُونَ مِنْ مِائَتَيْنِ ، ثُمَّ نَزَلَتْ : «الآنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ» . الآيَةَ . فَكَتَبَ أَنْ لَا يَفِرَّ مِائَةٌ مِنْ مِائَتَيْنِ . زَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَزَلَتْ : «حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ» .

قَالَ سُفْيَانُ : وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ : وَأُرَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هٰذَا .

[٤٣٧٦]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اگر تم میں سے بیس آدمی بھی ثابت قدم ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے'' تو مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلہ سے نہ بھاگے اور کئی مرتبہ سفیان نے یہ بھی کہا کہ بیس دو سو کے مقابلے میں نہ بھاگیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ''اب اللہ نے تم پر تخفیف کردی''۔ اس کے بعد یہ ضروری قرار دیا گیا کہ ایک سو دو سو کے مقابلے سے نہ بھاگیں۔ سفیان نے ایک مرتبہ اس اضافہ کے ساتھ روایت بیان کی کہ آیت نازل ہوئی: ''مومنوں کو قتال پر آمادہ کیجئے، اگر بیس تم میں سے ثابت قدم ہوں گے''۔ سفیان نے بیان کیا اور ان سے ابن شبرمہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی یہی حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر مخالفین کی جماعت دگنی ہے تب بھی نیکی کا حکم کرنے اور منکر سے روکنے سے دریغ نہ کرے۔

١٤٧ – باب : «الآنَ خَفَّفَ ٱللهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعفًا» . الآيَةَ /٦٦/ .

إِلَى قَوْلِهِ : «وَٱللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ» .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں جوش کی کمی ہے''۔ اللہ کے ارشاد ﴿والله مع الصبرين﴾ تک۔

٤٣٧٦ : حدّثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ ٱللهِ السُّلَمِيُّ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ المُبَارَكِ : أَخْبَرَنَا جَرِيرُ ٱبْنُ حازِمٍ قالَ : أَخْبَرَنِي الزُّبَيْرُ بْنُ خِرِّيتٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : لَمَّا نَزَلَتْ : «إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ» . شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ، حِينَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ ، فَجَاءَ التَّخْفِيفُ ، فَقَالَ : «الآنَ خَفَّفَ ٱللهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ» . قالَ: فَلَمَّا خَفَّفَ ٱللهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ ، نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ ما خُفِّفَ عَنْهُمْ . [ر : ٤٣٧٥]

ترجمہ

حضرت عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ ''اگر تم میں سے بیس آدمی بھی ثابت قدم رہیں گے، تو دو سو پر غالب جائیں گے'' تو مسلمانوں نے اسے بڑا محسوس کیا، کیونکہ اس آیت میں ان پر یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلے سے نہ بھاگے، اس لئے اس کے بعد تخفیف کر دی گئی۔ اللہ نے فرمایا: ''اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں جوش کی کمی ہے، سو اگر تم اب سو ثابت قدم ہو گے تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تعداد کی اس تخفیف سے مسلمانوں کے استقلال اور ثابت قدمی میں بھی فرق آ گیا تھا۔

١٤٨ – باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ «بَرَاءَةٌ» [التَّوْبَةِ] .

«وَلِيجَةً» /١٦/ : كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلْتَهُ في شَيْءٍ . «الشُّقَّةُ» /٤٢/ : السَّفَرُ . الخَبَالُ الْفَسَادُ ، وَالخَبَالُ المَوْتُ . «وَلَا تَفْتِنِّي» /٤٩/ : لَا تُوَبِّخْنِي . «كَرْهًا» وَ «كُرْهًا» /٥٣/ : وَاحِدٌ . «مُدَّخَلاً» /٥٧/ : يُدْخَلُونَ فِيهِ . «يَجْمَحُونَ» /٥٧/ : يُسْرِعُونَ . «وَالْمُؤْتَفِكَاتِ» /٧٠/ : ٱئْتَفَكَتْ ٱنْقَلَبَتْ بِهَا الْأَرْضُ . «أَهْوَى» /النجم : ٥٣/ : أَلْقَاهُ في هُوَّةٍ . «عَدْنٍ» /٧٢/ : خُلْدٍ ، عَدَنْتُ بِأَرْضٍ

/٥٧/ : يُدْخَلُونَ فِيهِ . «يَجْمَحُونَ» /٥٧/ : يُسْرِعُونَ . «وَالْمُؤْتَفِكَاتِ» /٧٠/ : ٱئْتَفَكَتْ ٱنْقَلَبَتْ بِهَا الْأَرْضُ . «أَهْوَى» /النجم: ٥٣/ : أَلْقَاهُ فِي هُوَّةٍ . «عَدْنٍ» /٧٢/ : خُلْدٍ ، عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَيْ أَقَمْتُ ، وَمِنْهُ : مَعْدِنٌ ، وَيُقَالُ : فِي مَعْدِنِ صِدْقٍ ، فِي مَنْبَتِ صِدْقٍ . «الْخَوَالِفُ» /٩٣/ : الْخَالِفُ الَّذِي خَلَفَنِي فَقَعَدَ بَعْدِي ، وَمِنْهُ : يَخْلُفُهُ فِي الْغَابِرِينَ ، وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النِّسَاءُ ، مِنَ الْخَالِفَةِ ، وَإِنْ كَانَ جَمْعَ الذُّكُورِ ، فَإِنَّهُ لَمْ يُوجَدْ عَلَى تَقْدِيرِ جَمْعِهِ إِلَّا حَرْفَانِ : فَارِسٌ وَفَوَارِس ، وَهَالِكٌ وَهَوَالِكُ . «الْخَيْرَاتُ» /٨٨/ : وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ ، وَهِيَ الْفَوَاضِلُ . «مُرْجَوْنَ» /١٠٦/ : مُؤَخَّرُونَ . الشَّفَا : الشَّفِيرُ ، وَهُوَ حَدُّهُ ، وَالْجُرُفُ ما تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُولِ وَالْأَوْدِيَةِ . «هَارٍ» /١٠٩/: هَائِرٍ ، يُقَالُ : تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ إِذَا ٱنْهَدَمَتْ ، وَٱنْهَارَ مِثْلُهُ . «لَأَوَّاهٌ» /١١٤/ :

ترجمہ

"ولیجة" ہراس چیز کو کہتے ہیں جسے کسی دوسری چیز میں آپ داخل کردیں۔ یہ "ولوج" بمعنی دخول سے ہے۔ آیت میں دلی دوست مراد ہے۔ "شقة" کی تفسیر ''سفر'' سے کی ہے۔ بعض کے نزدیک ''شقہ'' سے مراد مدینہ سے شام تک کی مسافت ہے۔ "الخبال" فساد اور موت دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ "ولا تفتنّي" مجھے اجازت دیں، اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔ "كَرها و كُرها" دونوں کا معنی ایک ہے، یعنی ناخوش۔ "مدخلاً" جائے پناہ، یا غار میں گھس بیٹھنے کی جگہ۔ "يجمحون" دوڑتے ہوئے۔ "المؤتفكات" الٹی ہوئی قوم لوط کی بستیاں۔ "أهوىٰ" اس کو ایک گھڑے میں ڈال دیا۔ "هوة" پست زمین یا گھڑا۔ "عدن" ہیشگی کے باغ۔ "عدنت بأرض" کہ میں نے اس زمین میں اقامت اختیار کی۔ اسی سے ''معدن'' مشتق ہے جس کا معنی سونے وچاندی کی کان کے ہیں۔ "في معدن صدقٍ" صدق وسچائی اگنے کی جگہ۔ یہ اس شخص کو کہتے ہیں جس میں صدق ہی صدق ہو اور کذب کا وہاں گزر نہ ہو۔ "الخوالف": "خالف" کی جمع ہے، بمعنی وہ شخص جو میرے پیچھے رہ گیا ہو اور میرے بعد گھر بیٹھا رہا ہو۔ اسی سے ہے: "والله يخلفه في الغابرين" کہ اس کے پسماندگان میں اللہ اس کا خلیفہ ہو جائے۔ آگے فرمایا کہ یہ ممکن ہے کہ ''خوالف'' سے مراد عورتیں ہوں اور یہ "خالفة" کی ہو، کیونکہ "خالفة" کی جمع ''فواعل'' کے وزن پر آتی ہے۔ اگر ''خوالف'' کو خالف کی جمع قرار دیا جائے تو یہ شاذ ہوگا، کیونکہ ''فاعل'' کی جمع ''فواعل'' کے وزن پر صرف دو لفظوں میں آئی ہے، ایک ''فارس'' کہ اس کی جمع فوارس ہے اور دوسرا ''ہالک'' کہ اس کی جمع ''ہوالک'' ہے۔ ''الخیرات'' کا واحد ''خیرۃ'' ہے۔ اس کی تفسیر میں ابوعبیدہ فرماتے ہیں: اس سے خوبیاں ونیکیاں مراد ہیں۔ "مُرجَئُونَ" یعنی وہ لوگ جن کا معاملہ پیچھے رہ جائے۔ ''الشفا'' بمعنی کنارہ۔ "الجرف" نالے کا وہ کنارہ جو نہر اور وادیوں کے پانی کی وجہ سے کمزور ہو جاتا ہے اور گرنے کے قریب ہو جاتا ہے۔ "هار" اصل میں "هائر" تھا۔ اس میں قلب ہوا ہے، پہلے "هائر" کو "هارئ" بنایا، پھر ہمزہ کے ماقبل کسرہ کی وجہ سے ''یا'' بنا دیا، تو "هاري" بن گیا، پھر ''یا'' کو حذف کر دیا تو "هار" بن گیا۔ "لأوّاه: شفقا وفرقا" کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خوف اور ڈر سے آہ آہ

کیا کرتے تھے۔شاعر نے کہا:''جب میں رات کو اپنی اونٹنی کا کجاوہ کسنے لگتا ہوں تو وہ غمگین آدمی کی طرح آہیں بھرتی ہے''۔

١٤٩ – باب : «بَرَاءَةٌ مِنَ ٱللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ» /١/ .

«أَذَانٌ» /٣/ : إِعْلَامٌ . وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «أُذُنٌ» /٦١/ : يُصَدِّقُ . «تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا» /١٠٣/ : وَنَحْوُهَا كَثِيرٌ ، وَالزَّكَاةُ : الطَّاعَةُ وَالْإِخْلَاصُ . «لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ» /فصلت :٧/ : لَا يَشْهَدُونَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللّٰهُ . «يُضَاهُونَ» /٣٠/ : يُشَبِّهُونَ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے:''دستبرداری ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین کے عہد سے جن سے تم نے عہد کر رکھا ہے''۔ابن عباسؓ نے فرمایا کہ''أذن'' کا مفہوم یہ ہے کہ ہر کسی کی بات پر یقین کرے۔''تطهرهم وتزكيهم بها'' کے ایک معنی ہیں اور ایسے الفاظ قرآن مجید میں بکثرت ہیں۔''الزكاة''بمعنی اطاعت و اخلاص۔''لا يؤتون الزكاة''یعنی''لا إله إلا الله''کی گواہی نہیں دیتے۔''يضاهئون''یعنی گزشتہ کفار کی طرح باتیں کرتے ہیں۔

٤٣٧٧ : حدّثنا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ : «يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ ٱللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ» . وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ .
[ر : ٤١٠٦]

ترجمہ

ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے براء سے سنا، آپ نے فرمایا کہ سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة﴾ اور سب سے آخر میں سورۂ برأۃ نازل ہوئی تھی۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ سورۂ برأۃ کا اکثر حصہ آخر میں نازل ہوا۔ پوری سورت کا آخر میں نازل ہونا مراد نہیں، سب سے آخر میں پوری نازل ہونے والی سورت سورۂ نصر ہے۔

١٥٠ – باب : قَوْلِهِ : «فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي ٱللّٰهِ وَأَنَّ ٱللّٰهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ» /٢/ .

سِيحُوا : سِيرُوا .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''پس اے مشرکو! زمین میں چار ماہ چل پھر لو، اور جانتے رہو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں

کر سکتے، بلکہ اللہ ہی کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ "سیحوا" بمعنی چلو پھرو۔

٤٣٧٨ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ . وَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الحَجَّةِ ، فِي مُؤَذِّنِينَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ ، يُؤَذِّنُونَ بِمِنًى : أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ .

قالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةَ .

قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِي أَهْلِ مِنًى بِبَرَاءَةَ ، وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ . [ر : ٣٦٢]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کے موقعہ پر جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر بنایا تھا، مجھے بھی اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا، جنہیں آپ نے یوم نحر میں اس لئے بھیجا تھا تاکہ اعلان کریں کہ اگلے سال سے کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگے ہوکر نہ کرے۔ سعد بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ پھر اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے بھیجا اور انہیں سورۂ برأۃ کے احکام کا اعلان کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یوم نحر ہی میں سورۂ برأۃ کا اعلان کیا اور اس کا کہ آئندہ سال کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگے ہوکر طواف کرے۔

١٥١ - باب : «وَأَذَانٌ مِنَ ٱللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ ٱللهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَٱعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي ٱللهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ» /٣/ .

آذَنَهُمْ : أَعْلَمَهُمْ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اعلان کیا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کے دن کہ اللہ اور

اس کا رسول مشرکوں سے دستبردار ہیں، پھر بھی اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم روگردانی کرتے رہے تو تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور کافروں کو عذاب دردناک کی خوشخبری سنا دیجئے''۔ ''آذنهم'' کا معنی ہے: انہیں آگاہ کیا۔

٤٣٧٩ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قالَ ٱبْنُ شِهَابٍ : فَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قالَ : بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الحَجَّةِ فِي المُؤَذِّنِينَ ، بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ بِمِنًى : أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ .

قالَ حُمَيْدٌ : ثُمَّ أَرْدَفَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةَ .

قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَاءَةَ ، وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ . [ر : ٣٦٢]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج کے موقعہ پر (جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر بنایا تھا) ان اعلان کرنے والوں میں رکھا، جنہیں آپ نے یوم النحر میں بھیجا تھا، منی میں یہ اعلان کرنے کے لئے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرے۔ حمید نے بیان کیا کہ پھر پیچھے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ سورۂ برأۃ کا اعلان کر دیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ منی کے میدان میں یوم نحر میں سورۂ برأۃ کا اعلان کیا اور یہ کہ کوئی مشرک آئندہ سال حج نہ کرے اور نہ بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرے۔

١٥٢ - باب : «إِلَّا الَّذِينَ عاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ» /٤/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مگر وہاں وہ مشرک اس سے مستثنیٰ ہیں جن سے تم نے عہد لیا تھا''۔

٤٣٨٠ : حدّثنا إِسْحٰقُ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ : أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ : أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ : أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ بَعَثَهُ ، فِي الحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، فِي رَهْطٍ ، يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ : أَنْ لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ .

فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُولُ : يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الحَجِّ الأَكْبَرِ ، مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ .
[ر : ٣٦٢]

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقعہ پر جس کا انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر بنایا تھا حجۃ الوداع سے پہلے، انہیں بھی ان اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا جنہیں لوگوں میں آپ نے یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرے۔ حمید کہا کرتے تھے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''یوم نحر'' بڑے حج کا دن ہے۔

١٥٣ - باب : «فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ» /١٢/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''تم قتال کرو، ان پیشوایان کفر سے، کیونکہ اس صورت میں ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں۔

٤٣٨١ : حدّثنا محمدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ : حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قالَ : كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ : ما بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هٰذِهِ الآيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ ، وَلَا مِنَ الْمُنَافِقِينَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ . فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ : إِنَّكُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ تُخْبِرُونَنَا فَلَا نَدْرِي ، فَمَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَبْقُرُونَ بُيُوتَنَا ، وَيَسْرِقُونَ أَعْلَاقَنَا ؟ قالَ : أُولٰئِكَ الْفُسَّاقُ ، أَجَلْ ، لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ ، أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيرٌ ، لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهُ .

ترجمہ

حضرت زید بن وہب کہتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس آیت کے مخاطبین میں صرف تین صحابی باقی رہ گئے ہیں اور چار منافقین۔ اس پر ایک اعرابی نے پوچھا: آپ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ ہمیں ان لوگوں کے متعلق بتائیے کہ ان کا کیا حشر ہوگا جو ہمارے گھروں میں نقب لگا کر اچھی چیزیں اڑا لے جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ فاسق ہیں، ان میں چار کے سوا کوئی نہیں رہا ہے اور ایک تو اتنا بوڑھا ہو گیا ہے کہ ٹھنڈا پانی پیتا ہے تو اس کی ٹھنڈ بھی اسے محسوس نہیں ہوتی۔

١٥٤ – باب : قَوْلِهِ :

«وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ» /٣٤/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، آپ انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے''۔

٤٣٨٢ : حدّثنا الحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ : حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ : أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قالَ : حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ : أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ يَقُولُ : (يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ) . [ر : ١٣٣٨]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا خزانہ جس میں سے اللہ کا حق ادا نہ کیا گیا ہو قیامت کے دن انتہائی زہریلے ''اقرع'' سانپ کی صورت اختیار کرے گا۔

٤٣٨٣ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قالَ : مَرَرْتُ عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ ، فَقُلْتُ : ما أَنْزَلَكَ بِهٰذِهِ الْأَرْضِ ؟ قالَ : كُنَّا بِالشَّأْمِ ، فَقَرَأْتُ : «وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ» . قالَ مُعَاوِيَةُ : ما هٰذِهِ فِينَا ، ما هٰذِهِ إِلَّا فِي أَهْلِ الْكِتَابِ ، قالَ : قُلْتُ : إِنَّهَا لَفِينَا وَفِيهِمْ . [ر : ١٣٤١]

ترجمہ

حضرت زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں مقام ''ربذہ'' میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس بیابان میں آپ نے کیوں قیام پسند کیا؟ فرمایا کہ ہم شام میں تھے۔ میں نے یہ آیت پڑھی: ''جو لوگ سونا جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں، آپ انہیں ایک دردناک خبر سنا دیجئے''۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت ہمارے بارے میں نہیں ہے، بلکہ اہل کتاب کے بارے میں ہے۔ فرمایا کہ میں نے اس پر کہا کہ ''یہ ہمارے بارے میں بھی ہے''۔

١٥٥ - باب : قَوْلِهِ : «يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ» /٣٥/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (دردناک عذاب کی خبر دیجیے جو) اس روز واقع ہوگا جس میں اول اس سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا، یہی ہے وہ جسے تم اپنے واسطے جمع کرتے تھے، سواب مزہ چکھو اپنے جمع کرنے کا''۔

٤٣٨٤ : وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ : هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ ، فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ . [ر : ١٣٣٩]

ترجمہ

خالد بن اسلم نے کہا کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے تو آپ نے فرمایا کہ یہ مذکورہ بالا آیت زکوۃ کے حکم سے پہلے نازل ہوئی تھی، پھر جب زکوۃ کا حکم نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے زکوۃ ہی کو مال کی پاکی اور طہارت کا سبب بنایا۔

١٥٦ - باب : قَوْلِهِ : «إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ» /٣٦/ .

الْقَيِّمُ : هُوَ الْقَائِمُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک کتاب الٰہی میں مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ ہی مہینے ہیں اس روز سے کہ جس روز سے اس نے آسمان وزمین پیدا کئے اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں''۔ ''القیم'' بمعنی سیدھا۔

٤٣٨٥ : حدّثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ، ثَلَاثٌ

مُتَوَالِيَاتٌ : ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو ٱلْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ) .
[ر : ٦٧]

ترجمہ

حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ پھر اپنی پہلی صورت اور ہیت پر آ گیا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق کی تھی۔ سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، اس میں چار حرمت والے مہینے ہیں: تین تو متواتر ذی قعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا رجبِ مضر جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے۔

تشریح

کفار ومشرکین ''نسی'' اختیار کرتے تھے۔ ذی قعدہ، ذوالحجہ اور محرم تینوں اشہر حرم ہیں۔ اکتا کر وہ یہ کرتے کہ محرم کو صفر اور صفر کا محرم بنا دیتے تھے۔ بسا اوقات حج کو اس کے موسم سے موخر کر دیتے تھے اور اسی طرح شمسی اور قمری مہینوں کو متوافق بنانے کے لئے قمری سال سے کچھ ایام گھٹا دیتے تھے۔ اس کا اثر یہ ہوتا کہ ۳۸ سال بعد مہینوں کا دور واپس آجاتا تھا۔ رجب کو قبیلہ مضر کی طرف منسوب کیا گیا ہے، کیونکہ قبیلہ مضر رجب کی بہت تعظیم کرتے تھے۔

١٥٧ – باب : قَوْلِهِ : «ثَانِيَ ٱثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا» /٤٠/ .
أَيْ نَاصِرُنَا . السَّكِينَةُ : فَعِيلَةٌ مِنَ السُّكُونِ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جب کہ دو میں سے ایک وہ تھے، دونوں غار میں موجود تھے، جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم کچھ غم نہ کرو''۔ "معنا" ہمارا مددگار۔ "سکینة" فعيلة کے وزن پر ''سکون'' سے مشتق ہے۔

٤٣٨٦ : حَدَّثَنا عَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا حَبَّانُ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ : حَدَّثَنَا ثَابِتٌ : حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ ، فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِينَ ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللَّهِ ، لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا ، قَالَ : (مَا ظَنُّكَ بِٱثْنَيْنِ ٱللَّهُ ثَالِثُهُمَا) . [ر : ٣٤٥٣]

ترجمہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا کہ مشرکوں کی آہٹ

میں نے محسوس کی اور بولا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے بھی اپنے قدم اٹھا لیئے، تو ہمیں ضرور دیکھ لے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو"۔

٤٣٨٩/٤٣٨٧ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّهُ قالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱبْنِ الزُّبَيْرِ : قُلْتُ : أَبُوهُ الزُّبَيْرُ ، وَأُمُّهُ أَسْماءُ ، وَخالَتُهُ عائِشَةُ ، وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ ، وَجَدَّتُه صَفِيَّةُ .

فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ : إِسْنَادُهُ ؟ فَقَالَ : حَدَّثَنَا ، فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ ، وَلَمْ يَقُلْ : ٱبْنُ جُرَيْجٍ .

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب بیعت کے سلسلہ میں میرا عبداللہ بن زبیر سے اختلاف ہو گیا تو میں نے کہا: ان کے والد زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا، ان کی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ان کے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی دادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ اس روایت کی سند کیا ہے؟ تو انہوں نے کہنا شروع کیا: "حدثنا" کہ ہم سے حدیث بیان کی، لیکن ابھی اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ انہیں ایک دوسرے شخص نے متوجہ کیا اور راوی کا نام "ابن جریج" وہ نہ بیان کر سکے۔

(٤٣٨٨) : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قالَ : حَدَّثَنِي يَحْيىٰ بْنُ مَعِينٍ : حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ : قالَ ٱبْنُ جُرَيْجٍ : قالَ ٱبْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ : وَكانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ ، فَغَدَوْتُ عَلَى ٱبْنِ عَبَّاسٍ ، فَقُلْتُ : أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ ٱبْنَ الزُّبَيْرِ ، فَتُحِلَّ حَرَمَ ٱللهِ ؟ فَقَالَ : مَعَاذَ ٱللهِ ، إِنَّ ٱللهَ كَتَبَ ٱبْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّينَ ، وَإِنِّي وَٱللهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا . قالَ : قالَ النَّاسُ : بَايِعْ لِٱبْنِ الزُّبَيْرِ ، فَقُلْتُ : وَأَيْنَ بِهٰذَا الْأَمْرِ عَنْهُ ، أَمَّا أَبُوهُ : فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ ﷺ ، يُرِيدُ الزُّبَيْرَ ، وَأَمَّا جَدُّهُ : فَصَاحِبُ الْغَارِ ، يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ ، وَأَمَّا أُمُّهُ : فَذَاتُ النِّطَاقِ ، يُرِيدُ أَسْمَاءَ ، وَأَمَّا خالَتُهُ : فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ ، يُرِيدُ عائِشَةَ ، وَأَمَّا عَمَّتُهُ : فَزَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ ، يُرِيدُ خَدِيجَةَ ، وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ ﷺ فَجَدَّتُهُ ، يُرِيدُ صَفِيَّةَ ، ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ ، قارِئٌ لِلْقُرْآنِ ، وَٱللهِ إِنْ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ ، وَإِنْ رَبُّونِي رَبَّنِي أَكْفَاءٌ كِرَامٌ ، فَآثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ ، يُرِيدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ : بَنِي تُوَيْتٍ وَبَنِي أُسَامَةَ وَبَنِي أَسَدٍ ، إِنَّ ٱبْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ ، يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ ، وَإِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ ، يَعْنِي ٱبْنَ الزُّبَيْرِ .

ترجمہ

حضرت ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان نزاع پیدا ہو گیا تھا۔ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنا چاہتے ہیں، اس کے باوجود کے اللہ کے حرم کی بے حرمتی ہوگی؟ ابن عباسؓ نے بیان کیا: معاذ اللہ! یہ تو اللہ نے ابن زبیر اور بنو امیہ کے مقدر میں لکھ دیا ہے کہ وہ حرم کی بے حرمتی کریں۔ خدا گواہ ہے کہ میں کسی صورت میں بھی اس بے حرمتی کے لئے تیار نہیں ہوں۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا تھا: ابن زبیر سے بیعت کرلو۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے ان کی خلافت تسلیم کرنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے!! ان کے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حواری تھے، ان کی مراد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے تھی، ان کے نانا صاحب غار تھے، (اشارہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف تھا)، ان کی والدہ نطاقین تھیں، یعنی اسماء، ان کی خالہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا تھیں، مراد حضرت عائشہ سے تھی، ان کی پھوپھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ (حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں)۔ اس کے علاوہ وہ خود اسلام میں ہمیشہ صاف کردار اور پاک دامن رہے اور قرآن کے عالم ہیں۔ خدا کی قسم! اگر وہ ہم سے اچھا برتاؤ کریں تو ہم ان کے عزیز اور قریب ہیں، اگر ہمارے حاکم ہیں تو ہمارے ہی جیسے ہیں اور شریف ہیں، لیکن انہوں نے تویت، اسامہ اور حمید کے لوگوں کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ آپ کی مراد مختلف قبائل (بنو اسد، بنو تویت اور بنو اسامہ سے تھی)۔ ادھر ابن ابی العاص بہت آگے بڑھ چکا ہے اور مسلسل کامیابیاں حاصل کئے جا رہا ہے۔ آپ کی مراد عبدالملک بن ابی مروان سے تھی، لیکن انہوں نے صرف پسپا ہونا چاہا ہے، (یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے)۔

تشریح

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے یزید کے ہاتھ پر بیعت کا سلسلہ شروع ہوا تو ابن عمر، ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم نے بیعت سے انکار کر دیا۔ یزید نے مسلم بن عقبہ کی سربراہی میں ابن زبیر کے خلاف مکہ مکرمہ میں لشکر بھیجا اور حرہ کا مشہور واقعہ پیش آیا جس میں کعبہ کی بے حرمتی ہوئی۔ یزید کے انتقال کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ حجاز، مصر، عراق اور دیگر کئی علاقوں میں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، لیکن محمد بن الحنفیہ اور عبداللہ بن عباس دونوں نے بیعت سے انکار کر دیا، ان کی وجہ سے کئی لوگ بیعت سے رک گئے۔ دوسری طرف عبدالملک بن مروان کی حکومت شام، مصر اور کوفہ میں قائم ہوگئی تھی۔ مکہ میں ابن زبیر نے ابن عباس اور محمد بن الحنفیہ کو قید کر دیا تھا، کوفہ میں مروانی حاکم مختار بن ابی عبید کو جب پتہ چلا تو ان دونوں بزرگوں کو لشکر بھیج کر نکال

دیا اور پھر یہ حضرات طائف میں آباد ہوئے۔ ''نزاع'' سے یہی نزاع مراد ہے۔

(٤٣٨٩) : حدّثنا مُحمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قالَ : أَخْبَرَنِي ٱبْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ : دَخَلْنَا عَلَى ٱبْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ : أَلَا تَعْجَبُونَ لِٱبْنِ الزُّبَيْرِ ، قامَ فِي أَمْرِهِ هٰذَا ، فَقُلْتُ : لَأُحاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ ما حاسَبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ وَلَا لِعُمَرَ ، وَلَهُمَا كانَا أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ ، وَقُلْتُ : ٱبْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَٱبْنُ الزُّبَيْرِ ، وَٱبْنُ أَبِي بَكْرٍ ، وَٱبْنُ أَخِي خَدِيجَةَ ، وَٱبْنُ أُخْتِ عائِشَةَ ، فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى عَنِّي وَلَا يُرِيدُ ذٰلِكَ ، فَقُلْتُ : مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَعْرِضُ هٰذَا مِنْ نَفْسِي فَيَدَعُهُ ، وَما أُرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا ، وَإِنْ كانَ لَا بُدَّ ، لَأَنْ يَرُبَّنِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَرُبَّنِي غَيْرُهُمْ .

ترجمہ

ابن ابی ملیکہ کی روایت ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ابن زبیر پر تمہیں حیرت نہیں کہ وہ اب خلافت کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں، تو میں نے اپنے دل میں یہی سوچ لیا کہ (ان کے فضائل بیان کرنے کے لئے) اپنے کو وقف کر دوں گا جو میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی نہیں کیا تھا، حالانکہ وہ دونوں حضرات ان سے ہر حیثیت سے بہتر تھے، (کیونکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فضائل عام لوگوں کو معلوم نہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل سب کو معلوم تھے) اور میں نے ان کے متعلق کہا کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی اولاد میں سے ہیں، حضرت زبیر کے بیٹے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نواسے، حضرت خدیجہ کے بھتیجے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے، لیکن دوسری طرف ان کا معاملہ یہ رہا کہ وہ مجھ پر اپنی بڑائی جتانا چاہتے ہیں اور مجھے اپنے قریب اور خواص میں نہیں رکھنا چاہتے، اس لئے میں نے سوچا کہ مجھے بھی اپنے آپ کو ان کے سامنے اس طرح نہ پیش کرنا چاہیے، بہر حال میرا خیال ہے کہ ان کا یہ طرز عمل کچھ بہتر نتائج کا حامل نہیں ہوگا، اگرچہ میرے چچا کی اولاد مجھ پر حاکم ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ کوئی دوسرا حاکم بنے۔

١٥٨ - باب : «وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ» /٦٠/ .

قالَ مُجَاهِدٌ : يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ .

ترجمہ

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''نیز ان کو جن کی دل جوئی منظور ہے''۔ مجاہد نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان

لوگوں کو جو نئے اسلام میں داخل ہوتے تھے، کچھ دے دلا کر ان کی دل جوئی کرتے تھے۔

۴۳۹۰ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي نُعْمٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ : بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقالَ : (أَتَأَلَّفُهُمْ) . فَقَالَ رَجُلٌ : ما عَدَلْتَ ، فَقَالَ : (يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَمْرُقُونَ مِنَ ٱلدِّينِ) . [ر : ٤٠٩٤]

ترجمہ

حضرت ابوسعید کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آیا تو آپ نے چار اشخاص میں اسے تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ میرا مقصد ان کی دل جوئی ہے۔ اس پر ایک شخص بولا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو دین سے دور ہو جائے گی۔

تشریح

دل جوئی کی خاطر جن چار اشخاص کو آپ نے مال دیا تھا، وہ یہ ہیں: ۱۔ اقرع بن حابس، ۲۔ عینیہ، ۳۔ زید بن مہلہل، ۴۔ علقمہ بن علاثہ۔

١٥٩ - باب : قَوْلِهِ : «الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ» /٧٩/ .

يَلْمِزُونَ : يَعِيبُونَ . وَ «جُهْدَهُمْ» وَ«جَهْدَهُمْ» /٧٩/ : طَاقَتَهُمْ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یہ ایسے ہیں جو صدقات کے باب میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں''۔ ''یلمزون'' عیب جوئی کرتے ہیں۔ ''جھدھم'' یعنی ان کی طاقت۔

٤٣٩١ : حدّثني بِشْرُ بْنُ خالِدٍ ، أَبُو مُحَمَّدٍ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سُلَيْمانَ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قالَ : لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحامَلُ ، فَجاءَ أَبُو عُقَيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ ، وَجاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ ، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ : إِنَّ ٱللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا ، وَما فَعَلَ هٰذَا الآخَرُ إِلَّا رِئَاءً ، فَنَزَلَتْ : «الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ» . الآيَةَ . [ر : ١٣٤٩]

ترجمہ

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب ہمیں صدقہ کا حکم ہوا تو ہم بوجھ اٹھاتے اور اس کی مزدوری صدقہ میں دیتے تھے، چنانچہ ابوعقیل آدھا صاع صدقہ لے کر آئے اور ایک دوسرے صحابی اس سے زیادہ لائے۔ اس پر منافقین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو اس، یعنی ابوعقیل کے صدقہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اس دوسرے نے تو محض دکھاوے کے لئے صدقہ دیا ہے، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: ''یہ ایسے لوگ ہیں جو صدقات کے باب میں نفل صدقہ دینے والوں پر اعتراض کرتے ہیں اور خصوصاً ان لوگوں پر جن کو بجز ان کی محنت مزدوری کے اور کچھ نہیں ملتا''۔ آخر آیت تک

۴۳۹۲ : حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ : أَحَدَّثَكُمْ زَائِدَةُ ، عَنْ سُلَيْمَانَ ، عَنْ شَقِيقٍ ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ ، فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ ، وَإِنَّ لِأَحَدِهِمِ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ . كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ .
[ر : ١٣٥٠]

ترجمہ

حضرت ابومسعودؓ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کی ترغیب دیتے تھے تو آپ کے بعض صحابہ محنت مزدوری کر کے لاتے تھے اور بڑی مشکل سے ایک مد کا صدقہ کر سکتے، اور آج انہی میں ایسے بھی ہیں جن کے پاس لاکھوں ہیں۔ غالبًا آپ کا اشارہ خود اپنی طرف تھا۔

تشریح

حضرت ابومسعودؓ اشارہ کر رہے ہیں کہ میں مزدوری کر کے صدقہ کرتا تھا، لیکن آج لاکھوں میں کھیل رہا ہوں۔ کسی نے یہ سبب لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کو جو میسر ہوتا صدقہ کرتا تھا اور اب لوگوں کے پاس مال کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں، لیکن صدقہ نہیں کرتے، جب کہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اشارہ ہے کہ اس دور میں دولت کی فراخی نہیں تھی، اب ہوگئی ہے۔

١٦٠ – باب : «اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ» /٨٠/

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: '' آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار

کریں جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا''۔

٤٣٩٣ : حدّثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ ٱللهِ ، جاءَ ٱبْنُهُ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ ، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ ، فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ ٱللهِ تُصَلِّي عَلَيْهِ ، وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (إِنَّمَا خَيَّرَنِي ٱللهُ فَقَالَ : «ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً» . وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ) . قالَ : إِنَّهُ مُنَافِقٌ ، قالَ : فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَأَنْزَلَ ٱللهُ : «وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ» . [ر : ١٢١٠]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا تو اس کا لڑکا عبیداللہ بن عبداللہ (جو پختہ مسلمان تھا) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قمیص ان کے والد کے دفن کے لئے عنایت فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص عنایت فرمادی، پھر انہوں نے عرض کی کہ جنازہ بھی پڑھادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھ گئے، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑلیا اور عرض کی: یارسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھانے جارہے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع بھی فرمادیا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے، فرمایا ہے کہ آپ ان کے لئے استغفار کریں، یا نہ کریں، اگر آپ ستر بار بھی استغفار کریں جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا'' اس لئے میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا، (ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ استغفار کرنے سے بخش دے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن یہ شخص تو منافق ہے۔ بیان کیا کہ آخر آپ نے اس شخص کی نماز جنازہ پڑھائی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ''اوران سے کوئی مرجائے تو اس پر نہ کبھی نماز پڑھیے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئیے۔

٤٣٩٤ : حدّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ . وَقالَ غَيْرُهُ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قالَ : لَمَّا مَاتَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أُبَيٍّ ٱبْنُ سَلُولَ ، دُعِيَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ

عَلَيْهِ ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ وَثَبْتُ إِلَيْهِ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، أَتُصَلِّي عَلَى ٱبْنِ أُبَيٍّ ، وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا : كَذَا وَكَذَا ، قَالَ : أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ وَقَالَ : (أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ) . فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ ، قَالَ : (إِنِّي خُيِّرْتُ فَٱخْتَرْتُ ، لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا) . قَالَ : فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ٱنْصَرَفَ ، فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا ، حَتَّى نَزَلَتِ الآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ : «وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا — إِلَى قَوْلِهِ — وَهُمْ فَاسِقُونَ» . قَالَ : فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ ، وَٱللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . [ر : ۱۳۰۰]

ترجمہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں جھپٹ کر آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تیار ہو گئے، حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن اس طرح (اسلام کے خلاف) باتیں کیں۔ بیان کیا کہ میں اس کی کہی ہوئی باتیں ایک ایک کر کے پیش کرنے لگا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا: ''عمر صف میں جا کر کھڑے ہو جاؤ''۔ میں نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: ''مجھے منافقوں کے بارے میں اختیار دیا گیا ہے، اس لئے میں نے ان کے لئے استغفار کرنے اور ان کی نماز جنازہ پڑھانے کو ہی پسند کیا ہے۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ بار استغفار کرنے سے اس کی مغفرت کی جائے گی، تو میں ستر بار سے زیادہ استغفار کردوں گا''۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور واپس تشریف لائے، ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ سورۂ برأت کی دو آیتیں نازل ہوئی: ''اور ان میں جو کوئی مرجائے اس پر نماز نہ پڑھئے'' ارشاد ﴿وهم فاسقون﴾ تک۔ بیان کیا کہ بعد میں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اس جرأت پر خود بھی حیرت ہوئی اور اللہ اور اس کے رسول بہتر جاننے والے ہیں۔

۱۶۱ – باب : «وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ» /۸۴/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ان میں سے جو کوئی مرجائے کبھی ان پر نہ نماز پڑھئے اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوئیے''۔

٤٣٩٥ : حدّثني إبْرَاهِيمُ بْنُ المُنْذِرِ : حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ : لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أُبَيٍّ ، جاءَ ٱبْنُهُ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّنَهُ فِيهِ ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ ، فَأَخَذَ عُمَرُ ٱبْنُ الخَطَّابِ بِثَوْبِهِ ، فَقَالَ : تُصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ ، وَقَدْ نَهَاكَ ٱللهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ ، قَالَ : (إِنَّمَا خَيَّرَنِي ٱللهُ - أَوْ أَخْبَرَنِي - فَقَالَ : «ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ ٱللهُ لَهُمْ» . فَقَالَ : سَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ) . قَالَ : فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ ، ثُمَّ أَنْزَلَ ٱللهُ عَلَيْهِ : «وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِٱللهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ» . [ر : ١٢١٠]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا، تو اس کا بیٹا حضرت عبداللہ بن عبداللہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں اپنی قمیص عنایت فرمائی اور فرمایا: ’’اس قمیص سے اسے کفن دیا جائے‘‘۔ پھر آپ اس پر نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی: آپ اس پر نماز پڑھانے کے لئے تیار ہو گئے، حالانکہ یہ منافق ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی آپ کو ان کے استغفار سے منع کر چکا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے‘‘۔ یا اس کے بجائے راوی نے ’’اخبرنی‘‘ کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’آپ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں، جب بھی اللہ تعالیٰ انہیں نہیں بخشے گا‘‘۔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں ستر بار سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔ بیان کیا کہ پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ’’اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں، بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور اس حال میں مرے ہیں کہ وہ نافرمان تھے‘‘۔

تشریح

بخاری شریف کی ’’کتاب الجہاد‘‘ میں روایت ہے کہ غزوۂ بدر میں جب چند سردار گرفتار ہوئے تو ان میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ان کے بدن پر کرتہ نہیں ہے تو آپ نے فرمایا کہ ان کو قمیص پہنا دی جائے تو اس وقت عبداللہ بن ابی کی قمیص لے کر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو پہنائی گئی، اس احسان کا بدلہ ادا کرنے کے

لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اس کو عطا کر دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ﴿إن تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم﴾ کے اسلوب سے یہ معلوم کر لیا کہ ان منافقین کے حق میں استغفار اور عدم استغفار دونوں برابر ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے تھے، لیکن اس کے باوجود آپ نے ابن ابی کا جنازہ اس لئے پڑھا کہ انہیں دیگر مصالح اسلامی حاصل ہونے کی توقع تھی کہ اس کی مغفرت تو نہیں ہوگی اور نہ میرا کرتہ اس کو بچا سکے گا، لیکن میرے اس عمل سے اس کی قوم کے ہزاروں آدمیوں کے مسلمان ہونے کی توقع ہے، چنانچہ بعض روایت میں ہے کہ قبیلۂ خزرج کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہوئے، پھر یہ کہ استغفار کا مطلب دعا ہے اور دعا اگر اس کے محل کے لئے کی جائے تو اللہ پاک قبول کرتے ہیں اور اگر محل صالح للدعاء نہ ہو تو اللہ اسے قبول نہیں کرتے۔ آپ کے ذہن میں یہ بات تھی کہ چونکہ یہ رئیس المنافقین ہے، اس لئے محل مغفرت تو نہیں، اس کے لئے دعا مغفرت درحقیقت محض اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے ہے، تو اس اجر کو کیوں چھوڑا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ستر مرتبہ سے زیادہ اس کے لئے استغفار کروں گا اور آپ نے کہا، جب کہ آیت ابوطالب کے قصہ میں نازل ہوئی تھی: ﴿ما كان للنبي والذين آمنوا أن يستغفروا للمشركين﴾، تو اس لئے کہ آپ فرما رہے تھے کہ آیت میں مشرک کے لئے دعا سے ممانعت آئی ہے اور اس سے منافقین کے لئے دعا مغفرت اس سے ثابت نہیں ہوئی۔

١٦٢ – باب : قَوْلِهِ : «سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ» /٩٥/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’عنقریب وہ لوگ تمہارے سامنے جب تم ان کے پاس جاؤ گے اللہ کی قسم کھائیں گے، تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو، سو تم ان کو اپنی حالت پر چھوڑے رہو، بے شک یہ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانہ ان کے اعمال بد کی وجہ سے جہنم ہے‘‘۔

٤٣٩٦ : حَدَّثَنَا يَحْيَى : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ : أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ ، حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ : وَاللَّهِ ما أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ ، بَعْدَ إِذْ هَدَانِي ، أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ : أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ ، فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ : «سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ – إِلَى – الْفَاسِقِينَ» . [ر : ٢٦٠٦]

ترجمہ

حضرت کعب بن مالکؓ کی روایت ہے کہ خدا کی قسم! ہدایت کے بعد خدا نے مجھ پر اتنا بڑا اور کوئی انعام نہیں کیا جتنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولنے پر ظہور پذیر ہوا تھا، اللہ تعالیٰ کا انعام یہ تھا کہ مجھے جھوٹ بولنے سے باز رکھا، ورنہ میں بھی اس طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح دوسرے جھوٹی معذرتیں بیان کرنے والے ہلاک ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وحی نازل کی تھی کہ ''عنقریب وہ لوگ تمہارے سامنے جب تم ان کے پاس جاؤ گے اللہ کی قسمیں کھا جائیں گے''۔ ﴿المنافقین﴾ تک

۱٦٣ – باب : قَوْلِهِ : «يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ» .
إِلَى قَوْلِهِ : «الْفَاسِقِينَ» /٩٦/ .

– باب : قَوْلِهِ : «وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ» /١٠٢/ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اور کچھ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا، انہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے، کچھ بھلے کچھ برے۔ توقع ہے کہ اللہ ان پر توجہ کرے، بے شک اللہ بڑا مغفرت والا بڑا بخشش والا ہے۔

٤٣٩٧ : حدَّثنا مُؤَمَّلٌ ، هُوَ ابْنُ هِشَامٍ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا عَوْفٌ : حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ : حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنَا : (أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ ، فَابْتَعَثَانِي ، فَانْتَهَيَا بِي إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ ، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ : شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ ، كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ ، وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ ، قَالَا لَهُمْ : اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذٰلِكَ النَّهْرِ ، فَوَقَعُوا فِيهِ ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا ، قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ ، فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ ، قَالَا لِي : هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ ، وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ ، قَالَا : أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ ، وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ ، فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا ، تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ) . [ر : ٨٠٩]

ترجمہ

حضرت سمرہ بن جندبؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: رات خواب میں میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے اٹھا کر ایک ایسے شہر میں لے گئے جو سونے اور چاندی کے اینٹوں سے بنایا گیا تھا، وہاں ہمیں

ایسے لوگ ملے جن کا آدھا بدن بہت خوبصورت اتنا کہ کسی نے ایسا حسن نہ دیکھا ہوگا اور بدن کا دوسرا نصف حصہ نہایت بدصورت تھا اتنا کہ کسی نے اتنی بدصورتی نہیں دیکھی ہوگی۔ دونوں فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ، وہ گئے اور نہر میں غوطہ لگا آئے، جب وہ دوبارہ ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی جاتی رہی اور اب وہ نہایت خوبصورت وحسین نظر آتے تھے، پھر فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ "جنت عدن" ہے اور یہ آپ کی منزل ہے۔ جن لوگوں کو آپ نے دیکھا کہ جسم کا آدھا حصہ خوبصورت تھا اور آدھا بدصورت تو یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نیک اعمال کے ساتھ برے اعمال کئے تھے اور اللہ نے انہیں معاف کر دیا تھا۔

١٦٥ - باب : «ما كانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ» /١١٣/ .

ترجمہ

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "نبی اور جو لوگ ایمان لائے ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں"۔

٤٣٩٨ : حدّثنا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ ، دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَيْ عَمِّ ، قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ ، أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ ٱللهِ) . فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ : يَا أَبَا طَالِبٍ ، أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ ما لَمْ أُنْهَ عَنْكَ) . فَنَزَلَتْ : «ما كانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ ما تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ» . [ر : ١٢٩٤]

ترجمہ

حضرت سعید بن مسیّب سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابو طالب کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: چچا "لا الہ الا اللہ" کہہ دیجئے، اس کلمہ کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دوں گا۔ اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے: ابو طالب! آپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جائیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا

کہ اب میں برابر آپ کی مغفرت کی دعا مانگتا رہوں گا، جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا جائے تو یہ آیت نازل ہوئی: ''نبی اور جو لوگ ایمان لائے ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے دعا کریں، اگرچہ وہ مشرکین رشتہ دار ہی ہوں، جب ان پر یہ ظاہر ہو چکے کہ وہ اموات اہل دوزخ ہیں''۔

١٦٦ – باب : «لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ» /١١٧/ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''بے شک اللہ نے نبی پر اور مہاجر و انصار پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی جنہوں نے نبی کا ساتھ تنگی کے وقت دیا، بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں تزلزل ہو چکا تھا، پھر اللہ نے ان لوگوں پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی۔ بے شک وہ ان کے حق میں بڑا شفیق ہے، بڑا رحمت والا ہے''۔

٤٣٩٩ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ : قَالَ أَحْمَدُ . وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ ، قَالَ : سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِي حَدِيثِهِ : «وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا» . قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ : إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ) . [ر : ٢٦٠٦]

ترجمہ

عبداللہ بن کعب کی روایت ہے کہ جب ان کے والد نابینا ہو چکے تھے تو صاحبزادوں میں یہی آپ کو ساتھ لے کر چلتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک سے اس سلسلہ میں سنا جس کے بارے میں آیت ﴿وعلى الثلاثة الذين خلفوا﴾ نازل ہوئی تھی۔ حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں اپنی بات کے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں توبہ کے قبول ہونے کی خوشی میں میں اپنا تمام مال اللہ کے راستے میں صدقہ کرتا ہوں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس بھی رہنے دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

١٦٧ – باب : «وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ» /١١٨/ .

ترجمہ

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''ان تینوں پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، یہاں تک کہ زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، بجز اس کی طرف، پھر اس نے ان کی طرف توجہ فرمائی، تا کہ وہ رجوع کرتے رہا کریں۔ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مغفرت والا ہے''۔

٤٤٠٠ : حدَّثني مُحَمَّدٌ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ : حَدَّثَنَا إِسْحَٰقُ بْنُ رَاشِدٍ : أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مالِكٍ ، وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ : أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللّهِ ﷺ في غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ : غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةِ بَدْرٍ ، قالَ : فَأَجْمَعْتُ صِدْقَ رَسُولِ اللّهِ ﷺ ضُحًى ، وَكانَ قَلَّمَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ إِلَّا ضُحًى ، وَكانَ يَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ ، فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ ، وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كَلَامِي وَكَلَامِ صَاحِبَيَّ ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ غَيْرِنَا ، فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا ، فَلَبِثْتُ كَذٰلِكَ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ ، وَما مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ، أَوْ يَمُوتَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ فَأَكُونَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ ، فَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ ، فَأَنْزَلَ اللّهُ تَوْبَتَنَا عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ حِينَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ ، وَرَسُولُ اللّهِ ﷺ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ ، وَكانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِي شَأْنِي ، مَعْنِيَّةً في أَمْرِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ : (يَا أُمَّ سَلَمَةَ ، تِيبَ عَلَى كَعْبٍ) . قالَتْ : أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ ، قالَ : (إِذًا يَحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُونَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ) . حَتَّى إِذَا صَلَّى رَسُولُ اللّهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ آذَنَ بِتَوْبَةِ اللّهِ عَلَيْنَا ، وَكانَ إِذَا اسْتَبْشَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ ، حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ ، وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ خُلِّفُوا عَنِ الْأَمْرِ الَّذِي قُبِلَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ اعْتَذَرُوا ، حِينَ أَنْزَلَ اللّهُ لَنَا التَّوْبَةَ ، فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا رَسُولَ اللّهِ ﷺ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ وَاعْتَذَرُوا بِالْبَاطِلِ ، ذُكِرُوا بِشَرِّ ما ذُكِرَ بِهِ أَحَدٌ ، قالَ اللّهُ سُبْحَانَهُ :

«يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ» . الآيَةَ . [ر : ۲٦۰٦]

ترجمہ

عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا کہ آپ ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ دوغزوے ''غزوۂ عسرۃ (تبوک) اور غزوۂ بدر'' کے سوا کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے نہیں چوکا تھا۔ بیان کیا کہ چاشت کے وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لائے تو میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کرلیا اور سچی بات آپ کے سامنے بیان کردی کہ میں بلاکسی عذر کے غزوے میں شریک نہیں ہوا، اور آپ کا سفر سے واپس آنے میں معمول یہ تھا کہ چاشت کے وقت شہر میں داخل ہوتے، سوآپ چاشت ہی کے وقت مدینہ میں پہنچے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اور میری طرح عذر بیان کرنے والے دو اور صحابہ سے بات چیت کرنے سے لوگوں کو منع کر دیا۔ ہماری طرح اور بھی بہت سے لوگ جو بظاہر مسلمان تھے غزوے میں شریک نہیں ہوئے تھے، لیکن آپ نے ان میں سے کسی سے بات چیت سے ممانعت نہیں کی تھی، چنانچہ لوگوں نے ہم سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا، میں اسی حالت میں ٹھہرا رہا، معاملہ بہت بگڑتا جارہا تھا، ادھر میری نظر میں سب سے اہم معاملہ یہ تھا کہ اگر کہیں اس عرصہ میں میں مرگیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر جنازہ نہیں پڑھیں گے، یا خدانخواستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوجائے، تو لوگوں کا یہی طرزعمل پھر ہمیشہ سے ہمارے ساتھ رہے گا، نہ مجھ سے کوئی گفتگو کرے گا نہ کوئی میری نماز جنازہ پڑھے گا، آخر اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل کی جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ام سلمہ کے گھر تشریف رکھتے تھے، ام سلمہ کا معاملہ میرے ساتھ احسان اور کرم کا تھا اور وہ میری مدد کیا کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام سلمہ کعب کی توبہ قبول ہوگئی، انہوں نے عرض کی کہ پھر میں ان کے ہاں کسی کو بھیج کر خوشخبری کیوں نہ پہنچوادوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خبر سنتے ہی لوگ جمع ہوجائیں گے اور ساری رات تمہیں سونے نہیں دیں گے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے بعد بتایا کہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول کردی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ خوشخبری سنائی، تو آپ کا چہرہ مبارک منور اور روشن ہوگیا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو، اور غزوہ میں شریک نہ ہونے والے دوسرے افراد سے جنہوں نے معذرت کی تھی اور ان

کی معذرت قبول بھی ہوگئی تھی ہمارا معاملہ بالکل مختلف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول ہونے کے متعلق وحی نازل کی، لیکن جب غزوے میں شریک نہ ہونے والے دوسرے افراد کا ذکر کیا جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بولا تھا اور بے بنیاد معذرت کی تھی، تو اس درجہ بڑائی کے ساتھ کیا کہ کسی کا بھی اتنی بڑائی کے ساتھ ذکر نہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ لوگ تم سب کے سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس جاؤ گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ بہانے نہ بناؤ، ہم ہرگز تمہاری بات نہ مانیں گے۔ بے شک ہم کو اللہ تمہاری خبر دے چکا ہے اور عنقریب اللہ اور اس کے رسول تمہارا عمل دیکھ لیں گے''۔ آخر آیت تک

١٦٨ – باب : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ» /١١٩/ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہا کرو''۔

٤٤٠١ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ : أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ ، حِينَ تَخَلَّفَ ، عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ : فَوَاللّٰهِ ما أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي ، ما تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هٰذَا كَذِبًا ، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ : «لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ – إِلَى قَوْلِهِ – وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ» . [ر : ٢٦٠٦]

ترجمہ

عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا اور یہ عبداللہ حضرت کعب بن مالک کو ساتھ لے کر چلتے تھے جب حضرت کعب آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے، تو فرماتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا، جو غزوۂ تبوک میں اپنی غیر حاضری کا قصہ بیان فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ سچ بولنے کا جتنا عمدہ پھل اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے کسی اور کو دینا میرے علم میں نہیں۔ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کے بارے میں سچی بات کہی تھی، اس وقت سے آج تک میں نے کبھی جھوٹ کا ارادہ نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی تھی: ﴿لقد تاب الله﴾ کہ ''بے شک اللہ نے نبی اور مہاجرین وانصار پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی''۔ ﴿وكونوا مع الصادقين﴾ تک۔

١٦٩ – باب : قَوْلِهِ : «لَقَدْ جاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ ما عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ» /١٢٩/ : مِنَ الرَّأْفَةِ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’بے شک تمہارے پاس ایک پیغمبر آئے ہیں تمہاری ہی جنس میں سے، جو چیز تمہیں پہنچاتے ہیں وہ تمہیں بہت گراں گزرتی ہے، تمہاری بھلائی کے حریص ہیں، ایمان والوں کے حق میں بڑے ہی شفیق ہیں، مہربان ہیں۔‘‘رؤوف‘‘ ’’رأفة‘‘ سے مشتق ہے۔

٤٤٠٢ : حدّثنا أَبُو الْيَمانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي ٱبْنُ السَّبَّاقِ : أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصارِيَّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ ، وَكانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ ، قالَ : أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمامَةِ ، وَعِنْدَهُ عُمَرُ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّ عُمَرَ أَتانِي فَقالَ : إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ ٱسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمامَةِ بِالنَّاسِ ، وَإِنِّي أَخْشٰى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَواطِنِ ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ ، إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ ، وَإِنِّي لَأَرى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ . قالَ أَبُو بَكْرٍ : قُلْتُ لِعُمَرَ : كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ ؟ فَقالَ عُمَرُ : هُوَ وَٱللّٰهِ خَيْرٌ ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُراجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ ٱللّٰهُ لِذٰلِكَ صَدْرِي ، وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ ، قالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ، وَعُمَرُ عِنْدَهُ جالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ ، فَقالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّكَ رَجُلٌ شابٌّ عاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ ، كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ ، فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَٱجْمَعْهُ . فَوَٱللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ ٱلْجِبالِ ما كانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ . قُلْتُ : كَيْفَ تَفْعَلانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : هُوَ وَٱللّٰهِ خَيْرٌ ، فَلَمْ أَزَلْ أُراجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ ٱللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ ٱللّٰهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ، فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقاعِ وَالْأَكْتافِ وَالْعُسُبِ ، وَصُدُورِ الرِّجالِ ، حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصارِيِّ لَمْ أَجِدْهُما مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ : «لَقَدْ جاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ ما عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ» . إِلَى آخِرِهِما .

وَكانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ ٱللّٰهُ ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ ٱللّٰهُ ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ .

تابَعَهُ عُثْمانُ بْنُ عُمَرَ ، وَاللَّيْثُ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ٱبْنِ شِهابٍ . وَقالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خالِدٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهابٍ ، وَقالَ : مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصارِيِّ . وَقالَ مُوسٰى ،

عَنْ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ شِهَابٍ : مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ . وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ . وَقَالَ أَبُو ثَابِتٍ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ : مَعَ خُزَيْمَةَ ، أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ .
[٤٧٠١ ، ٤٧٠٣ ، ٦٧٦٨ ، ٦٩٨٩، وانظر: ٢٦٥٢، ٤٧٠٢]

ترجمہ

حضرت زید بن ثابت انصاریؓ جو کاتب وحی تھے نے بیان کیا کہ اہل یمامہ کی جنگ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا، ان کے پاس حضرت عمر بھی موجود تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں لوگوں کی شہادت بہت ہوئی ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ مختلف مقامات میں کفار کے ساتھ جنگ میں قرآن کے علماء اور قاری شہید ہونگے، جس کے سبب قرآن مجید کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا، مگر اِس صورت میں محفوظ ہوسکتا ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کرا دیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا کہ بھلا میں وہ کام کیسے کروں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! یہ تو محض نیک کام ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں بار بار مجھ سے گفتگو کرتے رہے، آخر کار اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس کام کے لئے شرح صدر عطا فرمایا اور میری رائے بھی یہی ہوگئی جو حضرت عمر کی تھی۔ زید بن ثابتؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہیں خاموش بیٹھے ہوئے تھے، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جوان اور سمجھدار آدمی ہو اور ہمیں تم پر کسی قسم کے جھوٹ اور بھول کا شبہ نہیں ہے اور تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا بھی کرتے تھے، اس لئے تم ہی قرآن مجید کو تلاش کر کے اسے جمع کر دو۔ خدا کی قسم! اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کے اٹھالے جانے کے متعلق کہتے تو یہ میرے لئے اتنا گراں نہیں تھا، جتنا کہ قرآن مجید کی ترتیب اور جمع کا حکم۔ میں نے عرض کیا کہ آپ حضرات ایک ایسے کام کے لئے تیار ہوگئے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تھا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ فرمایا: خدا کی قسم! یہ ایک نیک کام ہے، پھر میں اس مسئلہ پر گفتگو کرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ نے مجھے بھی شرح صدر عطا فرمایا جس طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا، چنانچہ میں اٹھا، کھال، ہڈی اور کھجور کی شاخوں سے جن پر قرآن مجید لکھا ہوا تھا اس دور کے رواج کے مطابق، قرآن مجید کو جمع کرنا شروع کر دیا اور جو قرآن کے حافظ تھے ان کے حافظے سے مدد لی اور سورۃ توبہ کی دو آیتیں مجھے صرف حضرت خزیمہ انصاری کے پاس جمع ملیں، وہ دو آیتیں یہ تھی: ﴿لقد جاء کم رسول من أنفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم﴾ آخر آیت تک، پھر مصحف جس میں قرآن مجید کو جمع کیا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا، پھر

آپ کی وفات کے بعد آپ کی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا۔ اس روایت کی متابعت عثمان بن عمر اور لیث نے کی کہ ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ سورۂ براۃ کی آخری دو آیتیں حضرت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں، اس طریق میں بجائے خزیمہ کے ابوخزیمہ ہے۔ اس روایت کی متابعت یعقوب بن ابراہیم نے کی، ان سے ان کے والد اور ابوثابت نے بیان کیا کہ ہم سے ابراہیم نے حدیث بیان کی اور کہا کہ خزیمہ کے پاس یا ابوخزیمہ کے پاس، شک کے ساتھ۔

١٧٠ – باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ يُونُسَ .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: «فَٱخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ» /٢٤/ : فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ . «قَالُوا ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ» /٦٨/ .

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ : «أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ» /٢/ : مُحَمَّدٌ ﷺ ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ : خَيْرٌ .

يُقَالُ : «تِلْكَ آيَاتُ» /١/ : يَعْنِي هٰذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ ، وَمِثْلُهُ : «حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ» /٢٢/ : المَعْنَى بِكُمْ . «دَعْوَاهُمْ» /١٠/ : دُعَاؤُهُمْ . «أُحِيطَ بِهِمْ» /٢٢/ : دَنَوْا مِنَ الْهَلَكَةِ . «أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ» /البقرة: ٨١/ . «فَأَتْبَعَهُمْ» /٩٠/ : وَاتَّبَعَهُمْ وَاحِدٌ . «عَدْوًا» /٩٠/ : مِنَ الْعُدْوَانِ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «وَلَوْ يُعَجِّلُ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ ٱسْتِعْجَالَهُمْ بِٱلْخَيْرِ» قَوْلُ الْإِنْسَانِ لِوَلَدِهِ وَمَالِهِ إِذَا غَضِبَ : اللَّهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيهِ وَالْعَنْهُ «لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ» /١١/ : لَأُهْلِكُ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَأَمَاتَهُ . «لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى» مِثْلُهَا حُسْنَى «وَزِيَادَةٌ» /٢٦/ : مَغْفِرَةٌ . «الْكِبْرِيَاءُ» /٧٨/ : الْمُلْكُ .

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "فاختلط" کا مفہوم یہ ہے کہ پانی سے ہر طرح کے نباتات اگ آئے۔

ترجمہ

کہتے ہیں کہ اللہ نے ایک بیٹا بنا رکھا ہے۔ جب کہ اللہ اس سے پاک اور بے نیاز ہے۔ زید بن اسلم نے بیان کیا کہ ﴿إن لهم قدم صدق﴾ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے اور مجاہد نے بیان کیا کہ اس سے مراد "خیر" ہے۔ ﴿تلك آيات﴾ "تلک" جو غائب کے لئے ہے، مراد اس سے حاضر ہے، یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں، جیسے اس آیت ﴿إذا كنتم في الفلك وجرين بهم﴾ میں "بهم" سے "بكم" مراد ہے۔ "دعواهم" یعنی ان کی دعا۔

"أحیط بھم" یعنی ہلاکت اور بربادی کے قریب آ گیا، جیسے: "أحاطت به خطيئته" کہ گناہوں نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا۔ "فاتّبعهم" اور "أتبعهُم" دونوں کا ایک معنی ہے۔ "عدواً" عدوان سے ہے، بمعنی شرارت۔ آیت ﴿لو يعجل الله للناس الشر استعجالهم بالخير﴾ کے متعلق مجاہد نے فرمایا کہ اس سے مراد غصہ کے وقت آدمی کا اپنی اولاد اور اپنے مال کے متعلق یہ کہنا ہے کہ اے اللہ! اس میں برکت نہ فرما اور اس کی اپنی رحمت سے دور کر دے، تو بعض اوقات ان کی یہ بددعا نہیں لگتی، کیونکہ ان کی تقدیر کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا تھا اور بعض اوقات جن پر یہ بددعا کی جاتی ہے وہ ہلاک اور برباد ہو جاتے ہیں۔ "للذين أحسنوا الحسنىٰ وزيادة" میں "حسنیٰ" سے مراد اسی کے مثل نیکی اور بھلائی ہے اور "زيادة" سے مراد مغفرت ہے۔ ابو قتادہؓ نے فرمایا کہ "زیادۃ" سے مراد اللہ کا دیدار ہے۔ "الكبرياء" بمعنی سلطنت۔

١٧١ – باب : «وَجاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ» /٩٠/ .

«نُنَجِّيكَ» /٩٢/ : نُلْقِيكَ عَلَى نَجْوَةٍ مِنَ الْأَرْضِ ، وَهُوَ النَّشَزُ : المَكانُ الْمُرْتَفِعُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا پھر فرعون اور اس کا لشکر نے ظلم و زیادتی کے ارادے سے ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ وہ جب ڈوبنے لگا تو بولا میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں بجز اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلموں میں داخل ہوتا ہوں"۔ "ننجيك" کہ ہم تمہاری لاش کو "نجوة" یعنی اونچی جگہ ڈال دیں گے، تا کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو۔

٤٤٠٣ : حدَّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قالَ : قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ المَدِينَةَ ، وَالْيَهُودُ تَصُومُ عاشُوراءَ ، فَقَالُوا : هٰذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ : (أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ ، فَصُومُوا) . [ر : ١٩٠٠]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ یہود نے بتایا کہ اسی دن موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب آئے تھے، اس پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ "موسیٰ کے ہم ان سے زیادہ مستحق ہیں، اس لئے تم بھی روزہ رکھو"۔

تشریح

چونکہ فرعون غرغرہ کی حالت میں ایمان لایا تھا اور ایسی حالت میں ایمان معتبر نہیں ہوتا، اس لئے اس کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ قرآن وحدیث اس پر شاہد ہیں، مثلاً قرآن میں ہے: ﴿ولیســت التوبة﴾ الآیة، اور ترمذی شریف کی روایت ہے: "إن الله یقبل توبة العبد ما لم یغرغر"، اور فرعون کے بارے میں اللہ نے فرمایا: ﴿الآن وقد عصیت من قبل وكنت من المفسدین﴾۔

١٧٢ – باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ هُودٍ .

قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «عَصِيبٌ» /٧٧/ : شديد . «لَا جَرَمَ» /٢٢/ : بَلَى .

وَقَالَ غَيْرُهُ : «وَحَاقَ» /٨/ : نَزَلَ ، «يَحِيقُ» /فاطر: ٤٣/ : يَنْزِلُ . «يَؤُوسٌ» /٩/ : فَعُولٌ مِنْ يَئِسْتُ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «تَبْتَئِسْ» /٣٦/ : تَحْزَنْ . «يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ» شَكٌّ وَٱمْتِرَاءٌ فِي الحَقِّ «لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ» /٥/ : مِنَ ٱللهِ إِنِ ٱسْتَطَاعُوا .

وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ : الْأَوَّاهُ الرَّحِيمُ بِالحَبَشِيَّةِ .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «بَادِيَ الرَّأْيِ» /٢٧/ : مَا ظَهَرَ لَنَا .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «الجُودِيِّ» /٤٤/ : جَبَلٌ بِالجَزِيرَةِ .

وَقَالَ الحَسَنُ : «إِنَّكَ لَأَنْتَ الحَلِيمُ» /٨٧/ : يَسْتَهْزِئُونَ بِهِ .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «أَقْلِعِي» /٤٤/ : أَمْسِكِي . «وَفَارَ التَّنُّورُ» /٤٠/ : نَبَعَ المَاءُ ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ : وَجْهُ الْأَرْضِ .

ترجمہ

ابن عباسؓ نے فرمایا: "عصیب"، شدت کے معنی میں ہے اور "لا جرم" "بلی" یعنی "کیوں نہیں" کے معنی میں ہے۔ عکرمہ کے غیر، یعنی ابوعبیدہ نے کہا کہ "حاق" کا معنی اترنے کے ہے۔ یہی لفظ سورۂ فاطر میں بھی ہے، بمعنی اترتا ہے۔ "یـــئـــوس" فعول کے وزن پر ہے اور "یئست" سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے: ناامید۔ مجاہدؒ نے کہا: "تبتئس" کا معنی ہے: غمگین ہونا۔ ﴿یثنون صدورهم﴾ حق میں شک کرنے سے کنایہ ہے۔ "لیستخفوا منه" تاکہ اللہ تعالیٰ سے چھپا سکیں۔ ابومیسرہ نے بیان کیا کہ "الأواه" حبشی زبان میں "رحیم" کے معنی میں ہے۔ ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "بـادی الـرأي"، جو بغیر کسی فکر کے معلوم ہو جائے۔ مجاہد نے فرمایا کہ "الجودي" جزیرہ کا ایک پہاڑ ہے۔ حسن نے فرمایا کہ ﴿إنك لأنـت الحليم﴾ جی جی آپ تو بڑے بردبار ہیں، کفار استہزاء کے طور ایسا کہتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "أقـلـعي" کا معنی ہے: "تھم جا"۔ ﴿وفـار التنور﴾ پانی ابلنے لگا۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں: "تنور" سے سطح زمین مراد ہے۔

۱۷۳ - باب : «أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ ما يُسِرُّونَ وَما يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ» /٥/ .

ترجمہ

"سنو سنو وہ لوگ سینوں کو دوہرا کرتے ہیں، تاکہ اپنی باتیں اللہ سے چھپا سکیں۔ سنو سنو جس وقت وہ لوگ اپنے کپڑے لپیٹتے ہیں اس وقت بھی وہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ ان کے دل کے اندر کی باتوں سے خوب واقف ہے"۔

٤٤٠٦/٤٤٠٤ : حدّثنا الحَسَنُ بْنُ محمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ : حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قالَ : قالَ ٱبْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي محمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ : أَنَّهُ سَمِعَ ٱبْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ : «أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ» . قالَ : سَأَلْتُهُ عَنْهَا . فَقَالَ : أُنَاسٌ كانُوا يَسْتَحْيُونَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ ، وَأَنْ يُجَامِعُوا نِسَاءَهُمْ فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ ، فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيهِمْ .

ترجمہ

محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح قرأت کرتے تھے: "ألا إنهـم تثنوني صدورهم"۔ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: اس آیت "تَثـنَوني صدورُهم" کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا: کچھ لوگ ننگے ہو کر رفع حاجت اور جماع کرتے وقت آسمان کی طرف ستر کھولنے میں (پروردگار سے) شرماتے تھے، شرم کے مارے جھکے جاتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(٤٤٠٥) : حدّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ . وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ ٱبْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ : أَنَّ ٱبْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ : «أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ» . قُلْتُ : يَا أَبَا الْعَبَّاسِ ما تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ ؟ قالَ : كانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ ٱمْرَأَتَهُ فَيَسْتَحِي ، أَوْ يَتَخَلَّى فَيَسْتَحِي ، فَنَزَلَتْ : «أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِي صُدُورُهُمْ» .

ترجمہ

محمد بن عباد بن جعفر کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ألا إنهم تثنوني صدورهم﴾ تو میں نے کہا: اے ابوالعباس! (یہ ابن عباسؓ کی کنیت ہے) ''تثنوني صدورهم'' کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے کہا: کچھ لوگ اپنی بیویوں سے ہم بستری کرنے اور بیت الخلاء میں حاجت رفع کرنے میں ننگے ہونے سے شرماتے تھے کہ خدا دیکھ رہا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

(٤٤٠٦) : حدّثنا الحُمَيْدِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا عَمْرُو قالَ : قَرَأَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ» . وَقالَ غَيْرُهُ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : «يَسْتَغْشُونَ» يُغَطُّونَ رُؤُوسَهُمْ .

«سِيءَ بِهِمْ» سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ «وَضَاقَ بِهِمْ» /٧٧/ : بِأَضْيَافِهِ . «بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ» /٨١/ : بِسَوَادٍ . وَقالَ مُجَاهِدٌ : «أُنِيبُ» /٨٨/ : أَرْجِعُ .

ترجمہ

عمرو بن دینار نے حدیث بیان کی کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت کی قرأت اس طرح کی تھی: ﴿ألا إنهم يثنون صدورهم ليستخفوا منه ألا حين يستغشون ثيابهم﴾. عمرو بن دینار کے علاوہ دیگر حضرات نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ وہ ''یستغشون'' کا معنی سر ڈھانپ لینے کے سے کیا کرتے تھے۔

''سيء بهم'' اپنی قوم سے بدگمان ہوا۔ ''وضاق بهم ذرعا'' کہ مہمانوں کو دیکھ کر رنجیدہ ہوا۔ ''بقطع من الليل''، یعنی رات کی سیاہی میں۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ''أنيب'' کے معنی لوٹنے اور متوجہ ہونے کے ہیں۔

تشریح

بعض صحابہ پر حیاء کا اس قدر غلبہ ہوا کہ استنجا اور جماع کے وقت بدن کے کسی حصہ کو برہنہ نہیں کرنے دیتے تھے، اپنے اوپر کپڑا یا چادر ڈالتے، تاکہ کشف عورت نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تکلفات کے اختیار سے منع کیا۔ مطلب یہ ہے کہ جب انسان کسی وقت یا کسی حال میں بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتا تو پھر ضروریاتِ بشریہ کے وقت اس قدر غلو سے کام لینا درست نہیں۔ اس تفسیر کی بناء پر آیت مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ مشرکین کا رویہ یہ تھا کہ وہ آپ کی کسی بات کو سننے کے لئے تیار نہ تھے، جب آپ کو دور سے آتے دیکھتے تو سینے کا رخ پھیر لیتے یا کپڑے کی

اوٹ میں منہ چھپا لیتے یا تمسخر کے طور پر اپنے سروں اور سینوں کو نیچے چھپا لیتے، اس طرح مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بناتے تو جھک کر اور سینوں کو کپڑوں میں لپیٹ کر باتیں کرتے کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہ ہو جائے۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ تو دل کے بھیدوں اور پوشیدہ باتوں سے باخوبی واقف ہے۔

١٧٤ – باب : قَوْلِهِ : «وَكانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ» /٧/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''اور اس کا عرش (حکومت) پانی پر تھا''۔

٤٤٠٧ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ : حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ قالَ : (قالَ ٱللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ ، وَقالَ : يَدُ ٱللَّهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُها نَفَقَةٌ ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهارَ . وَقالَ : أَرَأَيْتُمْ ما أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّماءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ ما فِي يَدِهِ ، وَكانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ ، وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ) .
[٥٠٣٧ ، ٦٩٧٦ ، ٦٩٨٣ ، ٧٠٥٧]

«ٱعْتَرَاكَ» /٥٤/ : ٱفْتَعَلَكَ ، مِنْ عَرَوْتُهُ أَيْ أَصَبْتُهُ ، وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَٱعْتَرَانِي . «آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا» /٥٦/ : أَيْ فِي مِلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ . «عَنِيدٌ» /٥٩/ : وَعَنُودٌ وَعانِدٌ وَاحِدٌ ، هُوَ تَأْكِيدُ التَّجَبُّرِ . «ٱسْتَعْمَرَكُمْ» /٦١/ : جَعَلَكُمْ عُمَّارًا ، أَعْمَرْتُهُ ٱلدَّارَ فَهِيَ عُمْرَى جَعَلْتُهَا لَهُ . «نَكِرَهُمْ» /٧٠/ : وَأَنْكَرَهُمْ وَٱسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ . «حَمِيدٌ مَجِيدٌ» /٧٣/ : كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ ماجِدٍ ، مَحْمُودٌ مِنْ حَمِدَ . «سِجِّيلٍ» /٨٢/ : الشَّدِيدُ الكَبِيرُ ، سِجِّيلٌ وَسِجِّينٌ ، وَاللَّامُ وَالنُّونُ أُخْتَانِ ، وَقالَ تَمِيمُ بْنُ مُقْبِلٍ :

وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً ضَرْبًا تَوَاصَى بِهِ الْأَبْطَالُ سِجِّينَا

«وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا» /٨٤/ : إِلَى أَهْلِ مَدْيَنَ ، لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ ، وَمِثْلُهُ «وَٱسْأَلِ الْقَرْيَةَ» /يوسف: ٨٢/ : وَٱسْأَلِ الْعِيرَ ، يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَصْحَابَ الْعِيرِ .

«وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا» /٩٢/ : يَقُولُ : لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ ، وَيُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حاجَتَهُ : ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا ، وَالظِّهْرِيُّ هَا هُنَا : أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ . «أَرَاذِلُنَا» /٢٧/ : سُقَّاطُنَا . «إِجْرَامِي» /٣٥/ : هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ أَجْرَمْتُ ، وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ : جَرَمْتُ . «الْفُلْكُ» /٣٧/ : وَالْفَلَكُ وَاحِدٌ ، وَهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ . «مُجْرَاهَا» /٤١/ : مَدْفَعُهَا ، وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ ، وَأَرْسَيْتُ : حَبَسْتُ ، وَيُقْرَأُ : «مَرْسَاهَا» مِنْ رَسَتْ هِيَ ، وَ «مَجْرَاهَا» مِنْ جَرَتْ هِيَ . «وَمُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا» مِنْ فُعِلَ بِهَا . «رَاسِيَاتٍ» /سبأ: ١٣/ : ثَابِتَاتٌ .

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری راہ میں خرچ کرو تو میں بھی تمہیں دوں گا، اور فرمایا: اللہ کا خزانہ بھرا ہوا ہے، رات اور دن کے مسلسل خرچ اس میں کمی پیدا نہیں کر سکتے اور فرمایا: تم نے دیکھا نہیں جب سے اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں اس کا عرش (حکومت) پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں میزان عدل ہے، جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا ہے۔ "اعتراك" باب افتعال سے "افتعلك" کے وزن پر ہے اور "عروته" سے ماخوذ ہے، یعنی میں نے اسے پکڑ لیا۔ اسی سے "يعروه" اور "اعتراني" ہے۔ "آخذ بناصيتها" یعنی اس کی حکومت اور قبضۂ قدرت میں ہے۔ "عنيد، عنود، عاند" تینوں کا معنی ایک ہی ہے، یعنی سرکش، مخالف، مغرور۔ یہ کبر و بڑائی کے لئے مبالغہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ "استعمركم" یعنی تمہیں آباد کیا۔ عرب بولتے ہیں: "أعمرته الدار" کہ میں نے گھر مدتِ عمر کے لئے اس کی ملکیت میں دے دیا۔ "نكرهم، أنكرهم، استنكرهم" سب کا ایک ہی معنی ہے، یعنی انہیں پردیسی سمجھا۔ "حميد" "حمد" سے "محمود" (تعریف کیا ہوا) کے معنی میں ہے اور "مجيد" "ماجد" (کرم کرنے والا) کے معنی میں ہے اور دونوں "فعيل" کے وزن پر ہیں۔ "سجيل" اور "سجين" دونوں کا معنی سخت اور بڑا ہے۔ لام اور نون میں بہت قرابت و ربط ہے۔ تمیم بن معقل کا شعر ہے جس کا ترجمہ ہے: "بہت سے پیدل چلنے والے ہیں ایسے ہیں جو چاشت کے وقت ایسی تلوار مارتے ہیں جس کی بہادر آدمی وصیت کرتے ہیں" یا "بہت سے پیدل چلنے والے ایسے ہیں جو خود (لوہے کی ٹوپی) پر ایسی ضرب شدید لگاتے ہیں جس کی بہادر آدمی وصیت کرتے ہیں"۔ ﴿وإلىٰ مدين أخاهم شعيبا﴾ اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، یعنی مدین والوں کی طرف، کیونکہ "مدین" ایک شہر تھا، اسی طرح ﴿واسئل القرية﴾ ﴿واسئل العير﴾ ہے، کیونکہ یہاں بھی مراد اہل قریہ اور اہل قافلہ مراد ہیں۔ "وراءكم ظهريا" بمعنی پس پشت ڈال دیا، اس کی طرف التفات نہیں کیا۔ شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اللہ کے حکم کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ جب کوئی کسی کی ضرورت پوری نہ کرے تو عرب کہتے ہیں: "ظهرت بحاجتي" یا "جعلتني ظهريا"۔ اور یہاں "ظهري" یہاں اس موقعہ پر اس مفہوم کے لئے ہے کہ کوئی اپنے ساتھ جانور یا برتن رکھے، تاکہ ضرورت کے وقت اس سے کام لے۔ "أراذلنا" ہمارے کمینے اور ذلیل افراد۔ "أجرامي" میں "إجرام" "أجرمت" کا مصدر ہے، اور بعض نے کہا کہ "جرمت" (ثلاثی مجرد) کا مصدر ہے۔ "الفُلْك والفَلَكُ" واحد اور جمع دونوں طرح مستعمل ہیں، یعنی کشتی اور کشتیاں۔ "مجراها" یہ مصدر ہے "أجريت" کا، بمعنی کشتی کا چلنا۔ اسی طرح "مرسٰها" مصدر ہے "أرسيت" کا، بمعنی کشتی روانا، لنگر ڈالنا۔ اسی طرح بعض نے "مَجرىٰ" کو "مُجري" اور "مَرسىٰ" کو "مُرسِي" پڑھا ہے، اس صورت میں یہ دونوں مفعول کے معنی میں ہیں کہ اللہ انہیں چلانے والا اور ٹھہرانے والا ہے۔ "الراسيات" یعنی جمی ہوئیں۔

۱۷۵ — باب: ﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ /۱۸.

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی

تھیں، سنو سنو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

وَاحِدُ الْأَشْهَادِ شَاهِدٌ ، مِثْلُ : صَاحِبٍ وَأَصْحَابٍ .

"أشهاد" کا واحد "شاہد" ہے، جیسے "صاحب" کی "اصحاب"۔

٤٤٠٨ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ قَالَا : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ : بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ ، إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، أَوْ قَالَ : يَا ابْنَ عُمَرَ : سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ فِي النَّجْوَى ؟ فَقَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : (يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ - وَقَالَ هِشَامٌ : يَدْنُو الْمُؤْمِنُ - حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ ، فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ ، تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا ؟ يَقُولُ : أَعْرِفُ ، يَقُولُ : رَبِّ أَعْرِفُ ، مَرَّتَيْنِ ، فَيَقُولُ : سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا ، وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ، ثُمَّ تُطْوَى صَحِيفَةُ حَسَنَاتِهِ . وَأَمَّا الْآخَرُونَ أَوِ الْكُفَّارُ ، فَيُنَادَى عَلَى رُؤُوسِ الْأَشْهَادِ : «هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ») .

وَقَالَ شَيْبَانُ ، عَنْ قَتَادَةَ : حَدَّثَنَا صَفْوَانُ . [ر : ٢٣٠٩]

ترجمہ

حضرت قتادہ نے خبر دی کہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ طواف کر رہے تھے، ایک شخص آپ کے سامنے آیا اور پوچھا اے عبدالرحمٰن! یا یہ کہا کہ اے ابن عمر! کیا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سرگوشی کے متعلق کچھ سنا ہے جو اللہ اور مؤمنین کے درمیان قیامت میں ہوگی؟ آپ نے بیان کیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ مومن اپنے رب سے اتنا قریب ہو جائیں گے ۔ ہشام نے "یدنو المومن" کے بجائے ("يدني المؤمن" کے الفاظ) بیان کئے ہیں (مفہوم ایک ہے) ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا ہاتھ رکھے گا، (یعنی رحمت سے توجہ فرمائے گا) اور اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا، کہ فلاں گناہ تمہیں یاد ہے؟ بندہ عرض کرے گا: یاد ہے میرے رب مجھے یاد ہے، (دو مرتبہ اقرار کرے گا)، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی کی اور آج بھی تمہاری مغفرت کروں گا، پھر اسے اس کی حسنات کا صحیفہ دیا جائے گا، لیکن دوسرے لوگ یا یہ کفار تو ان کے متعلق بھرے مجمع میں اعلان کیا جائے گا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں، اور شیبان نے بیان کیا کہ ان سے

«وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ» /١٠٢/ .

«الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ» /٩٩/ : الْعَوْنُ المعِينُ ، رَفَدْتُهُ أَعَنْتُهُ . «تَرْكَنُوا» /١١٣/ : تَمِيلُوا . «فَلَوْلَا كَانَ» /١١٦/ : فَهَلَّا كَانَ . «أُتْرِفُوا» /١١٦/ : أُهْلِكُوا .

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ» /١٠٦/ : شَدِيدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيفٌ .

قتادہ نے کہ ہم سے صفوان نے حدیث بیان کی۔

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور آپ کے رب کی پکڑ اس طرح ہے، جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ بیشک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دے ہے، بڑی سخت ہے''۔ "الرفد المرفود" بمعنی مدد۔ عرب کہتے ہیں: "رفدته" کہ میں نے اس کی مدد کی۔ ''رفد'' کے معنی بخشش انعام اور مدد کے آتے ہیں۔ "تركنوا" مائل ہونا۔ "فلو لا كان" "فهلا كان" کے معنی میں ہے، کیوں نہ ہوئے۔ "أترفوا" بمعنی ہلاک کئے گئے۔ "ترف" باب سمع سے خوشحال ہونے کے معنی ہے اور باب افعال سے ''اتراف'' خوشحالی اور دولت مندی سے سرکش اور خراب ہونا ہے، یہی باعث ہلاکت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "زفير" زوردار آواز اور "شهيق" پست آواز کو کہتے ہیں۔

٤٤٠٩ : حدّثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ : أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ : حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (إِنَّ ٱللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ ، حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ) . قالَ : ثُمَّ قَرَأَ : «وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ» .

ترجمہ

حضرت ابوموسیٰ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو مہلت دیتا ہے، لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ بیان کیا کہ آپ نے پھر آیت کی تلاوت کی ''اور آپ کے پروردگار کی پکڑ اس طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو اپنے اوپر ظلم کرتے رہتے ہیں۔ بے شک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دہ ہے، بڑی سخت ہے''۔

١٧٧ – باب : قَوْلِهِ : «وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الحَسَنَاتِ يذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ» /١١٤/ .

وَزُلَفًا : سَاعاتٍ بَعْدَ سَاعاتٍ ، وَمِنْهُ سُمِّيَتِ المُزْدَلِفَةُ ، الزُّلَفُ : مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ ، وَأَمَّا «زُلْفَى» /الزمر: ٣/: فَمَصْدَرٌ مِنَ الْقُرْبَى ، ٱزْدَلَفُوا : ٱجْتَمَعُوا ، «أَزْلَفْنَا» /الشعراء: ٦٤/ : جَمَعْنَا .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور آپ نماز کی پابندی رکھیئے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں۔

بے شک نیکیاں مٹا دیتی ہیں بدیوں کو، ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔"زلفا" یعنی ایک وقفہ کے بعد دوسرا وقفہ، اسی سے "مزدلفہ" ہے۔"الزلف" یعنی ایک منزل کے بعد دوسری منزل۔"زلفی" مصدر ہے بمعنی اجتماع، جیسے "قربیٰ" بمعنی نزدیکی۔"ازدلفوا" کا معنی ہے: جمع ہوئے اور "أزلفنا" (متعدی) ہے، بمعنی جمع کرنا۔

٤٤١٠ : حدثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ ، هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ التَّيْمِيُّ ، عَنْ أَبِي عُثْمانَ ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنَّ رَجُلاً أَصابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً ، فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ ، فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ : «وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ» . قالَ الرَّجُلُ : أَلِيَ هٰذِهِ ؟ قالَ : (لِمَنْ عَمِلَ بِها مِنْ أُمَّتِي) . [ر : ٥٠٣]

ترجمہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص (عمر بن غزیہ یا کعب بن عمر یا بعض کے نزدیک نبہان بن تمار اور بعض کے نزدیک عامر بن قیس) نے کسی اجنبی عورت کا بوسہ لے لیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی اس لغزش کا ذکر کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اور آپ نماز کی پابندی رکھیے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصے میں، بے شک نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے"۔ اس شخص نے عرض کی: کیا یہ آیت میرے ہی لئے ہے کہ نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کے ہر فرد کے لئے جو اس پر عمل کرے"۔

١٧٨ – باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ يُوسُفَ .

وَقالَ فُضَيْلٌ : عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ مُجاهِدٍ : «مُتَّكَأً» /٣١/ : الْأُتْرُجُّ ، قالَ فُضَيْلٌ : الْأُتْرُجُّ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا .

وَقالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : عَنْ رَجُلٍ ، عَنْ مُجاهِدٍ : مُتْكًا : كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّينِ .

وَقالَ قَتادَةُ : «لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ» /٦٨/ : عامِلٌ بِمَا عَلِمَ .

وَقالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ : «صُواعَ» /٧٢/ : مَكُّوكُ الْفارِسِيِّ الَّذِي يَلْتَقِي طَرَفاهُ ، كانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ .

وَقالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «تُفَنِّدُونِ» /٩٤/ : تُجَهِّلُونِ .

وَقَالَ غَيْرُهُ : «غَيَابَة» /١٠، ١٥/ : كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ . وَالجُبُّ : الرَّكِيَّةُ الَّتِي لَمْ تُطْوَ . «بِمُؤْمِنٍ لَنَا» /١٧/ : بِمُصَدِّقٍ . «أَشُدَّهُ» /٢٢/ : قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ ، يُقَالُ : بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوا أَشُدَّهُمْ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : وَاحِدُهَا شَدٌّ .

وَالمُتَّكَأُ : ما ٱتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيثٍ أَوْ لِطَعَامٍ ، وَأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ الْأُتْرُجُّ ، وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُجُّ ، فَلَمَّا ٱحْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّ الْمُتَّكَأَ مِنْ نَمَارِقَ ، فَرُّوا إِلَى شَرٍّ مِنْهُ ، فَقَالُوا : إِنَّمَا هُوَ المُتْكُ ، سَاكِنَةَ التَّاءِ ، وَإِنَّمَا المُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ ، وَمِنْ ذٰلِكَ قِيلَ لَهَا : مَتْكَاءُ وَٱبْنُ الْمَتْكَاءِ ، فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُجٌّ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَإِ .

«شَغَفَهَا» /٣٠/ : يُقَالُ : بَلَغَ شِغَافَهَا ، وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا ، وَأَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوفِ . «أَصْبُ» /٣٣/ : أَمِلْ ، صَبَا مَالَ . «أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ» /٤٤/ : ما لَا تَأْوِيلَ لَهُ ، وَالضِّغْثُ : مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ وَمَا أَشْبَهُهُ ، وَمِنْهُ : «وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا» /ص: ٤٤/ : لَا مِنْ قَوْلِهِ أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ، وَاحِدُهَا ضِغْثٌ . «نَمِيرُ» /٦٥/ : مِنَ الْمِيرَةِ . «وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ» /٦٥/ : ما يَحْمِلُ بَعِيرٌ . «آوَى إِلَيْهِ» /٦٩/ : ضَمَّ إِلَيْهِ . «السِّقَايَةُ» /٧٠/ : مِكْيَالٌ . «تَفْتَأُ» /٨٥/ : لَا تَزَالُ . «حَرَضًا» /٨٥/ : مُحْرَضًا ، يُذِيبُكَ الْهَمُّ . «تَحَسَّسُوا» /٨٧/ : تَخَبَّرُوا . «مُزْجَاةٍ» /٨٨/ : قَلِيلَةٍ . «غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ ٱللهِ» /١٠٧/ : عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ . «ٱسْتَيْأَسُوا» /٨٠/ : يَئِسُوا . «لَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ ٱللهِ» /٨٧/ : مَعْنَاهُ الرَّجَاءُ . «خَلَصُوا نَجِيًّا» /٨٠/ : ٱعْتَزَلُوا نَجِيًّا ، وَالْجَمِيعُ أَنْجِيَةٌ .

ترجمہ

حضرت مجاہد کا قول ہے کہ ﴿واعتدت لهن متكأ﴾ کے معنی ''نارنگی'' کے ہیں اور فضیل نے بھی کہا کہ اترج کو حبشی زبان میں ''متکا'' کہتے ہیں اور سفیان بن عیینہ نے ایک آدمی کے واسطے سے حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے کہ ''متکأ'' ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کو چھری سے کاٹا جائے۔ اور قتادہ نے فرمایا: ''ذو علم'' سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنے علم پر عمل کرنے والا ہو۔ اور سعید بن جبیر نے فرمایا: ''صواع'' اہل فارس کا ایک پیالہ ہے جس کی دونوں جانب ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں، جس کے اوپر کا حصہ تنگ ہوتا تھا اور اہل عجم اس میں شراب پیتے تھے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ ''تفندون'' کے معنی ''تجھلون'' یعنی اگر تم جاہل نہ کہو، نقصان عقل کی طرف منسوب نہ کرو۔ ابن عباس کے غیر، یعنی ابوقتادہ نے فرمایا: ''غیابة'' کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو آپ سے کسی دوسری چیز کو غائب کردے، اور ''جُبّ'' اس کنویں کو کہتے ہیں جس کی منڈھیر اور کنارے نہ

بنائے گئے ہوں۔ "ما أنت بمؤمن لنا" یعنی تصدیق کرنے والے نہیں ہیں۔ "أشده" یعنی انحطاط سے پہلے کی عمر، کہا جاتا ہے کہ "بلغ أشده" کہ وہ اپنی جوانی کی عمر کو پہنچا، "بلغو أشدهم" کہ وہ اپنی جوانی کی عمر کو پہنچے۔ بعض نے کہا کہ اس کا واحد "شَدٌّ" ہے۔ "متکأ" جمہور کی قرأت کے مطابق ''وہ چیز جس کے اوپر کھاتے وقت، پیتے وقت، یا بات کرتے وقت ٹیک لگائیں''۔ یوں جن لوگوں نے متکا کو ترنج (لیموں) کے معنی میں بتایا تھا ان کے قول کو غلط قرار دیا ہے، یعنی کلام عرب میں یہ لفظ اس معنی میں استعمال نہیں ہوتا، پھر جب ان لوگوں کے خلاف یہ دلیل پیش کی کہ "متکا" ''گدے'' کو کہتے ہیں تو وہ پہلے سے بھی غلط معنی اس کے بیان کرنے لگے اور کہنے کہ یہ لفظ "مُتْكٌ" تاء کے سکون کے ساتھ ہے، حالانکہ "متك" عربی میں عورت کی شرگاہ کو کہتے ہیں اور اسی سے عورت کو "متکاء" اور مرد کو "ابن متكاء" کہتے ہیں۔ نیز اگر وہاں زلیخہ کی مجلس لیموں دیا بھی گیا ہوگا تو گدوں اور تکیوں پر ٹیک لگانے کے بعد دیا ہوگا۔ "شغفها" کہتے ہیں: "بلغ شغافها". بعض حضرات نے اس لفظ کو "شعفها" (عین مہملہ کے ساتھ) پڑھا ہے، اس صورت میں یہ لفظ ''معشوف'' سے ماخوذ ہے، یعنی یوسف کی محبت اس کے دل کے پردہ تک پہنچ گئی۔ "أصب" مائل ہو جاؤں گا۔ "أضغاث أحلام" جس خواب کی کوئی تعبیر نہ ہو۔ "أضغث" گھاس بھوس سے ہاتھ بھر لینے کو کہتے ہیں اور "خذ بيد کضغثا" اسی سے ہے، ''اضغاث احلام'' سے نہیں ہے۔ "أثغاث" کا واحد "ضغث" ہے۔ "نمير" "ميرة" سے ہے، بمعنی گھر والوں کے لئے غلہ لانا۔ ''کيل بعير'' یعنی اتنا غلہ جس کو ایک اونٹ اٹھا سکے۔ "آوىٰ إليه" اپنے ساتھ ملا لیا، اپنے پاس جگہ دی۔ "السقاية" پیمانہ۔ "تفتأ" بمعنی ہمیشہ۔ "استيأسوا" یعنی ناامید ہو گئے۔ "لا تيأسوا من روح الله" کا مفہوم ہے: اللہ سے امید رکھو۔ "خلصوا نجياً" کا معنی ہے: الگ جا کر مشورہ کرنے لگے۔ نجيا: واحد "نجيٌّ" ہے اور تثنیہ وجمع میں "نجيٌّ" بھی مستعمل ہے اور "أنجية" بھی مستعمل ہے۔ "حرضاً" "محرَّضٌ" (اسم مفعول) کے معنی میں ہے، بمعنی مضمل و بیمار۔ "يذيبك الهمُّ" کہ ان کا غم آپ کو پگھلا کے رکھ دے گا۔ "تحسوا" بمعنی: تم خبر لو۔ ''تحسس'' کہتے ہیں: خبر لینا تلاش کرنا۔ "مزجاة" بمعنی نکمی چیز، قلیل پونجی۔ "غاشية من عذاب الله" ایسی سزا جو عام ہو اور سب ہی کے لئے ہو۔

۱۷۹ – باب : قَوْلِهِ :

«وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقَ» /٦.

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اپنا انعام تمہارے اوپر اور آل یعقوب پر پورا کرے گا جیسا کہ وہ اسے اس سے قبل پورا کر چکا ہے تمہارے دادا ابراہیم اور اسحٰق پر''۔

٤٤١١ : حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

ٱبْنِ دِينَارٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (الْكَرِيمُ ، ٱبْنُ الْكَرِيمِ ، ٱبْنِ الْكَرِيمِ ، ٱبْنِ الْكَرِيمِ ، يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ) .

[٣٢٠٢ · ،٦

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کریم بن کریم بن کریم بن کریم ''یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم'' تھے۔

١٨٠ – باب : «لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ» /٧ / .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یقیناً یوسف اوران کے بھائیوں کے قصوں میں نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کے لئے''۔

٤٤١٢ : حدَّثني مُحَمَّدٌ : أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : سُئِلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ ؟ قَالَ : (أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ ٱللهِ أَتْقَاهُمْ) . قَالُوا : لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ ، قَالَ : (فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ ٱللهِ ، ٱبْنُ نَبِيِّ ٱللهِ ، ٱبْنِ نَبِيِّ ٱللهِ ، ٱبْنِ خَلِيلِ ٱللهِ) . قَالُوا : لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ ، قَالَ : (فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَنِي) . قَالُوا : نَعَمْ ، قَالَ : (فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ ، إِذَا فَقُهُوا) .

تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ . [ر : ٣١٧٥]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ انسانوں میں کون سب سے زیادہ شریف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا یہ مقصد نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ شریف یوسف علیہ السلام ہیں، نبی اللہ بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ۔ صحابہ نے عرض کی: ہمارے سوال کا یہ مقصد نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا تم عرب کے خاندانوں کے متعلق معلوم کرنا چاہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کی: جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاہلیت میں جو لوگ شریف و کریم سمجھے جاتے تھے، اسلام لانے کے بعد بھی وہ شریف ہیں جب کہ دین کی سمجھ بھی انہیں حاصل ہو جائے۔ اس روایت کی متابعت ابواسامہ نے عبیداللہ کے واسطے سے کی۔

١٨١ – باب : قَوْلِهِ : «قالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا» /١٨/ .

سَوَّلَتْ : زَيَّنَتْ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یعقوب نے کہا تمہارے لئے تمہارے دل نے ایک بات گھڑ لی''۔

٤٤١٤/٤٤١٣ : حدّثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ . قالَ : وَحَدَّثَنَا الحَجَّاجُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قالَ : سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ : سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ ، وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ ، وَعَلْقَمَةَ ٱبْنَ وَقَّاصٍ ، وَعُبَيْدَ ٱللهِ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ حَدِيثِ عائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، حِينَ قالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قالُوا ، فَبَرَّأَهَا ٱللهُ ، كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الحَدِيثِ ، قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (إِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ ٱللهُ ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ ، فَٱسْتَغْفِرِي ٱللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ) . قُلْتُ : إِنِّي وَٱللهِ لَا أَجِدُ مَثَلاً إِلَّا أَبَا يُوسُفَ : «فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَٱللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى ما تَصِفُونَ» . وَأَنْزَلَ ٱللهُ : «إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ» . الْعَشْرَ الآيَاتِ .

ترجمہ

زہری نے بیان کیا کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس واقعہ کے متعلق سنا جس میں تہمت لگانے والوں نے آپ پر تہمت لگائی تھی، پھر اللہ پاک نے آپ کی پاکی ظاہر کر دی، ان تمام حضرات نے مجھ سے اس واقعہ کا ایک ایک حصہ بیان کیا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا کہ ''اگر تو پاک ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب تیری پاکی ظاہر کر دے گا اور اگر تو آلودہ ہوگئی ہے گناہ سے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر اور اس کے حضور میں توبہ کر''۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا: خدا کی قسم میں تو کوئی مثال نہیں پاتی ہوں، سوائے یوسف کے والد کے، پس اب صبر ہی بہتر ہے اور آپ کی اس گفتگو پر اللہ ہی مدد فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی برأت میں آیات نازل کی: ﴿إن الذين جاؤا بالإفك عصبة منكم﴾ دس آیتیں۔

(٤٤١٤) : حدّثنا مُوسٰى : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قالَ : حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قالَ : حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُومانَ وَهْيَ أُمُّ عائِشَةَ قالَتْ : بَيْنَا أَنَا وَعائِشَةُ أَخَذَتْهَا

الحُمَّى ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَعَلَّ في حَدِيثٍ تُحُدِّثَ) . قالَتْ : نَعَمْ ، وَقَعَدَتْ عائِشَةُ ، قالَتْ : مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوبَ وَبَنِيهِ : «وَاللهُ المُسْتَعَانُ عَلَى ما تَصِفُونَ» . [ر : ٢٤٥٣]

ترجمہ

حضرت ام رومانؓ جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ہیں، نے بیان کیا کہ میں اور عائشہ بیٹھے ہوئے تھے کہ عائشہ کو بخار چڑھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: غالبًا یہ عائشہ کو ان باتوں کی وجہ سے ہوا ہوگا جن کا چرچا ہو رہا تھا۔ ام رومان نے کہا: جی ہاں۔ اس کے بعد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھ گئیں اور کہا کہ میرے اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب اور ان کے بیٹوں جیسی ہے اور تم لوگ جو بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے۔

١٨٢ – باب : «وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ» /٢٣/

وَقالَ عِكْرِمَةُ : هَيْتَ لَكَ : بِالحَوْرَانِيَّةِ : هَلُمَّ . وَقالَ ابْنُ جُبَيْرٍ : تَعَالَهْ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جس عورت کے گھر میں وہ تھے وہ اپنے مطلب حاصل کرنے کے لئے پھسلانے لگی اور دروازے بند کر لئے اور بولی کہ بس آ جاؤ''۔ عکرمہؒ نے فرمایا کہ "هيت لك" حورانی زبان میں "هلم" کے معنی میں ہے اور ابن زبیر نے اس کے معنی ''تعالہ'' بتائے ہیں، دونوں کا معنی ایک ہی ہے: ''آ جا''۔

٤٤١٥ : حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سُلَيْمانَ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قالَ : «هَيْتَ لَكَ» . قالَ : وَإِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كما عُلِّمْنَاهَا . «مَثْوَاهُ» /٢١/ : مُقَامَهُ . «وَأَلْفَيَا» /٢٥/ : وَجَدَا . «أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ» /الصافات : ٦٩/ . «أَلْفَيْنَا» /البقرة : ١٧٠/ .

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ : «بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُونَ» /الصافات : ١٢/ .

ترجمہ

ابو وائل نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "هيت لك" نقل کیا ہے اور فرمایا کہ جس طرح ہمیں یہ لفظ سکھایا گیا ہے، اسی طرح ہم پڑھتے ہیں۔ "مثواه" بمعنی ٹھکانہ۔ "ألفيا" ان دونوں نے پایا۔ اسی سے ہے: ﴿ألفوا آبائهم﴾۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۂ صافات میں ﴿بل عجبتُ ويسخرون﴾ منقول ہے۔

تشریح

امام بخاریؒ نے ﴿بل عجبت ویسخرون﴾ کی آیت یہاں ذکر کی، اس آیت کا اس سورت سے کوئی تعلق نہیں، صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ "عجبت" میں "تا" پر ضمہ کے ساتھ ہے اور "هیتُ لك" میں بھی ایک قرأت "تا" کے ضمہ کے ساتھ ہے، جب کہ قاضی شریح نے یہ کہہ کر ضمہ کی قرأت کو رد کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ فرمارہے ہیں کہ میں تعجب کرتا ہوں، جب کہ حقیقت سے واقف کار تعجب نہیں کرتا۔ بعض نے کہا: جب تعجب کی اسناد اللہ کی طرف ہو تو قاضی شریح کی بات ٹھیک ہے، لیکن یہاں تو لفظ "قل" محذوف ہے کہ اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ مجھے تعجب ہے۔ اس سے قاضی شریح کی تردید صحیح نہیں ہوگی۔

٤٤١٦ : حدّثنا الحُمَيْدِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ مُسْلِمٍ ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَؤُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بالْإِسْلَامِ ، قالَ : (ٱللَّهُمَّ ٱكْفِنِيهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ) . فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ ، حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ ، حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ ٱلدُّخَانِ ، قالَ ٱللهُ : «فَٱرْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ» . قالَ ٱللهُ : «إِنَّا كاشِفُوا العَذَابِ قَلِيلاً إِنَّكُمْ عائِدُونَ» . أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ العَذَابُ يَوْمَ القِيَامَةِ ؟ وَقَدْ مَضَى ٱلدُّخَانُ ، وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ . [ر : ٩٦٢]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ قریش نے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں تاخیر کی تو آپ نے ان کے حق میں بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسا قحط نازل فرما، چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ کوئی چیز نہیں ملتی تھی اور وہ ہڈیوں کے کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ لوگوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تو دھواں نظر آتا تھا، (بھوک و پیاس کی شدت کی وجہ سے)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تو آپ انتظار کیجئے اس روز کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو"۔ اور فرمایا: "بے شک ہم چند سے اس عذاب کو ہٹا دیں گے اور تم بھی اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے"۔ ابن مسعود نے فرمایا کہ کیا قیامت کے دن کفار سے عذاب ہٹا دیا جائے گا؟ کیونکہ دھویں کا واقعہ بھی گزر چکا اور پکڑ بھی ہو چکی۔

١٨٣ – باب : قَوْلِهِ : «فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قالَ ٱرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَٱسْأَلْهُ ما بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ . قالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حاشَى لِلّٰهِ»

/٥٠ ، ٥١/ .

وَحاشَ وَحاشَى : تَنْزِيهٌ وَٱسْتِثْنَاءٌ . «حَصْحَصَ» /٥١/ : وَضَحَ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''پھر جب قاصد ان کے پاس بھیجا تو یوسف نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جا اور ان سے دریافت کر کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ زخمی کر دیئے تھے، بے شک میرا پروردگار عورتوں کے فریب سے خوب واقف ہے۔ بادشاہ نے کہا: اے عورتو! تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف سے اپنا مطلب نکالنے کی خواہش کی تھی؟ وہ بولیں: ''حاشاللہ'' حاش (بغیر الف کے اور مع الف) کا معنی ہے: پاکی بیان کرنا اور استثناء کرنا۔ ''حصحص''، بمعنی ظاہر اور واضح ہونا۔ عزیز مصر کی بیوی کہنے لگی کہ جب بات کھل گئی تو اب اخفاء بے کار ہے۔

٤٤١٧ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ ٱبْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (يَرْحَمُ ٱللّٰهُ لُوطًا ، لَقَدْ كانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ ما لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ ٱلدَّاعِيَ ، وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قالَ لَهُ : «أَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قالَ بَلَى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي»). [ر : ٣١٩٢]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ لوط پر اپنی رحمت نازل فرمائے کہ انہوں نے ''رکن شدید'' کی پناہ لینے کے لئے کہا تھا اور اگر میں قید خانوں میں اتنے دنوں تک رہ چکا ہوتا جتنے دنوں یوسف علیہ السلام رہے تھے تو بلانے والے کی بات رد نہ کرتا اور ہم ابراہیم کی اتباع کے زیادہ حقدار ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا: کیا تمہیں اس پر ایمان نہیں ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: کیوں نہیں!! میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ مجھے مزید اطمینانِ قلب ہو جائے۔

١٨٤ - باب : قَوْلِهِ : «حَتَّى إِذَا ٱسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ» /١١٠/ .

٤٤١٨/٤٤١٩ : حدّثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ ٱللّٰهِ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قالَتْ لَهُ ، وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ ٱللّٰهِ تَعَالَى : «حَتَّى إِذَا ٱسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ» . قالَ : قُلْتُ : أَكُذِبُوا أَمْ كُذِّبُوا ؟ قالَتْ : عائِشَةُ : كُذِّبُوا ، قُلْتُ : فَقَدِ ٱسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ ؟ قالَتْ : أَجَلْ لَعَمْرِي لَقَدِ ٱسْتَيْقَنُوا بِذٰلِكَ ، فَقُلْتُ لَهَا : وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا ، قالَتْ : مَعَاذَ ٱللّٰهِ ، لَمْ تَكُنِ

الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا ، قُلْتُ : فَمَا هٰذِهِ الآيَةُ ؟ قَالَتْ : هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ ، فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ ، حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ ، وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوهُمْ ، جاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ .

ترجمہ

حضرت عروۃ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے میرے سوال کہ "کذبوا" تخفیف کے ساتھ ہے یا تشدید کے ساتھ؟ فرمایا کہ "کذبوا" تشدید کے ساتھ ہے۔ اس پر میں نے آپ سے کہا کہ انبیاء تو یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا رہی ہے، ظن اور گمان کا اس میں کیا سوال تھا کہ قرآن نے ظن کے ساتھ بیان کیا۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: تم نے صحیح کہا، انہیں یقین کے ساتھ معلوم تھا، اس پر میں نے آیت یوں پڑھی: ﴿وظنوا أنهم قد كُذِبُوا﴾ تخفیف کے ساتھ، تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ معاذ اللہ! انبیاء کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح کا کوئی گمان نہ تھا۔ میں نے عرض کی: پھر آیت کا مفہوم کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: آیت میں انبیاء کے ان متبعین کا ذکر ہوا ہے جو اپنے رب پر ایمان لاتے تھے اور انبیاء کی انہوں نے تصدیق کی تھی، لیکن آزمائش کا سلسلہ ان پر بہت طویل ہو گیا اور اللہ کی مدد میں اتنی تاخیر ہوئی کہ پیغمبر اپنی قوم کے ان لوگوں سے مایوس ہو گئے جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی اور انہیں یہ بھی خیال گزرا کہ کہیں ان کے متبعین بھی ان کی تکذیب نہ کر بیٹھیں، اس وقت ان کے پاس اللہ کی مدد پہنچی۔

(٤٤١٩) : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ : فَقُلْتُ : لَعَلَّهَا «كُذِبُوا» مُخَفَّفَةً ، قالَتْ : مَعَاذَ اللّٰهِ . [ر : ٣٢٠٩]

ترجمہ

حضرت عروہ نے خبر دی کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ "کذبوا" تخفیف کے ساتھ ہو۔ انہوں نے فرمایا: معاذ اللہ!

تشریح

مشہور قرأت تخفیفِ ذال والی ہے، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے "ظن" بمعنی یقین سمجھ کر اس قرأت کا انکار کر دیا کہ قرأت تخفیف کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ پیغمبر جھوٹ کہے گئے، یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں سے جو وعدے کئے تھے وہ غلط تھے، حالانکہ قرأتِ تخفیف کی صورت میں مطلب یہ ہے کہ کافروں کو یہ گمان ہوا کہ

پیغمبروں نے جو وعدے کئے تھے وہ جھوٹے تھے۔

١٨٥ - باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ الرَّعْدِ .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ» /١٤/ : مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبَدَ مَعَ ٱللهِ إِلٰهًا غَيْرَهُ ، كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى خَيَالِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيدٍ ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ .

وَقَالَ غَيْرُهُ : «سَخَّرَ» /٢/ : ذَلَّلَ . «مُتَجَاوِرَاتٌ» /٤/ : مُتَدَانِيَاتٌ . «الْمَثُلَاتُ» /٦/ : وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ ، وَهِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ .

وَقَالَ : «إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا» /يونس: ١٠٢/ . «بِمِقْدَارٍ» /٨/ : بِقَدَرٍ . «مُعَقِّبَاتٌ» /١١/ : مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ ، تُعَقِّبُ الْأُولَى مِنْهَا الْأُخْرَى ، وَمِنْهُ قِيلَ الْعَقِيبُ ، يُقَالُ : عَقَّبْتُ فِي إِثْرِهِ . «الْمِحَالِ» /١٣/ : الْعُقُوبَةُ . «كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ» /١٤/ : لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ . «رَابِيًا» /١٧/ : مِنْ رَبَا يَرْبُو . «أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ» /١٧/ : الْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهِ . «جُفَاءً» /١٧/ : أَجْفَأَتِ الْقِدْرُ ، إِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ، ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ ، فَكَذٰلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ . «الْمِهَادُ» /١٨/ : الْفِرَاشُ . «يَدْرَؤُونَ» /٢٢/ : يَدْفَعُونَ ، دَرَأْتُهُ عَنِّي دَفَعْتُهُ . «سَلَامٌ عَلَيْكُمْ» /٢٤/ : أَيْ يَقُولُونَ : سَلَامٌ عَلَيْكُمْ . «وَإِلَيْهِ مَتَابِ» /٣٠/ : تَوْبَتِي . «أَفَلَمْ يَيْأَسْ» /٣١/ : أَفَلَمْ يَتَبَيَّنْ . «قَارِعَةٌ» /٣١/ : دَاهِيَةٌ . «فَأَمْلَيْتُ» /٣٢/ : أَطَلْتُ ، مِنَ الْمَلِيِّ وَالْمِلَاوَةُ ، وَمِنْهُ «مَلِيًّا» /مريم: ٤٦/ : وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيلِ مِنَ الْأَرْضِ : مَلًى مِنَ الْأَرْضِ . «أَشَقُّ» /٣٤/ : أَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ . «مُعَقِّبَ» /٤١/ : مُغَيِّرٌ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «مُتَجَاوِرَاتٌ» /٤/ : طَيِّبُهَا عَذْبُهَا ، وَخَبِيثُهَا السِّبَاخُ . «صِنْوَانٌ» النَّخْلَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ فِي أَصْلٍ وَاحِدٍ «وَغَيْرُ صِنْوَانٍ» /٤/ : وَحْدَهَا . «بِمَاءٍ وَاحِدٍ» /٤/ : كَصَالِحِ بَنِي آدَمَ وَخَبِيثِهِمْ ، أَبُوهُمْ وَاحِدٌ . «السَّحَابَ الثِّقَالَ» /١٢/ : الَّذِي فِيهِ الْمَاءُ . «كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ» /١٤/ : يَدْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهِ ، وَيُشِيرُ إِلَيْهِ بِيَدِهِ ، فَلَا يَأْتِيهِ أَبَدًا . «سَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا» /١٧/ : تَمْلَأُ بَطْنَ كُلِّ وَادٍ بِحَسَبِهِ . «زَبَدًا رَابِيًا» /١٧/ : الزَّبَدُ زَبَدُ السَّيْلِ . «زَبَدٌ مِثْلُهُ» /١٧/ : خَبَثُ الْحَدِيدِ وَالْحِلْيَةِ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”كباسط كفيه“ میں مشرک کی مثال بیان کی گئی ہے جو اللہ

کے ساتھ دوسرے معبودوں کی بھی عبادت کرتا ہے، یعنی اس کی مثال اس پیاسے جیسی ہے جو پانی کے خیال میں مگن ہو کہ وہ دور سے خود بخود آ کر اس کے منہ میں پہنچ جائے گا، وہ اسے حاصل کرنا چاہتا ہے، مگر اس پر قدرت حاصل نہیں ہے۔

وقال غيره: سخَّر ذلّل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیر نے کہا کہ "سخر الشمس" میں "سخر" کا معنی ہے: "تابع بنانا"۔

"متجاورات" بمعنی ایک دوسرے سے قریب قریب اور ملے ہوئے۔ "المَثُلات" اس کا واحد "مثلة" آتا ہے۔ اس کے معنی مشابہ و مماثل کے آتے ہیں۔ آیت ﴿فهل ينتظرون إلا مثل أيام الذين خلوا من قبلهم﴾ میں بھی "مثل" اسی معنی میں ہے، یعنی مشابہ و مماثل۔ "بمقدار" مقدار کا معنی قدر، یعنی معین انداز اور مقررہ انداز کہ اس سے نہ بڑھے۔

معقبات ملائكة حفظة ..... إلخ

"معقبات" سے مراد وہ فرشتے جن کی پہلی جماعت کے بعد دوسری جماعت آتی ہے، اسی سے "عقيب" ہے، اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بعد میں آنے والا ہو، اور عرب کہتے ہیں: "عقَّبتُ في أثره" یعنی میں اس کے نقش قدم پر پیچھے پیچھے گیا۔ "المِحَال" عقوبت وعذاب کے معنی میں ہے، یہ تفسیر ابو عبیدہ کی ہے۔ حضرت مجاہد سے منقول ہے: "محال" کے معنی ہیں: سخت قوت والا۔ "محال"، بمعنی حیلہ و تدبیر۔ "رابيا" "ربا يربو" سے مشتق ہے، جس کے معنی پھولنے، چڑھنے اور بڑھنے کے آتے ہیں۔ "كباسط كفيه..." جو شخص دونوں ہاتھ بڑھا کر پانی لینا چاہیے۔

"متاع" اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آپ فائدہ اٹھائیں۔

جفاء أجفأت القدر ....إلخ

"جفاء" "أجفأت القدر" سے نکلا ہے، اور یہ اس وقت بولتے ہیں جب ہانڈی میں جوش پیدا ہو اور جھاگ اس کے اوپر آ جائے، اور پھر جب اس میں سکون آ جائے تو جھاگ بلا کسی فائدے کے ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ حق کو باطل سے جدا کرتے ہیں، باطل جھاگ کی طرح نمایاں ہوتا ہے، لیکن بغیر کسی اثر کے زائل ہو جاتا ہے۔

"المهاد" بمعنی بچھونا، آرام گاہ۔ "يدرؤن" "يدفعون" کے معنی میں ہے، یعنی میں نے اس کو دور کیا۔

"سلام عليكم" یعنی فرشتے مسلمانوں سے کہتے جائیں گے کہ تم سلامت رہو۔ "سلام علیکم" سے پہلے "یقولون" محذوف ہے۔

وإليه متاب ...إلخ

"وإليه متاب" یعنی اسی کی طرف میرا رجوع کرنا ہے۔ "متاب" مصدر میمی ہے۔

"أفلم ييأس" کا معنی ہے: کیا انہوں نے نہیں جانا، کیا ان پر واضح نہیں ہوا۔ "قارعة" بمعنی مہلک آفت، سخت مصیبت۔

فأمليت أطلت من المَلي والمُلاوة.....إلخ

فرماتے ہیں: "أمليت" کا معنی ہے: میں نے مہلتِ دراز تک کی ڈھیل دے دی۔ یہ "مَلي" اور "مُلاوة" سے نکلا ہے اور اسی سے "مليا" ماخوذ ہے، جیسے قرآن میں ہے: ﴿واهجرني مليا﴾ اور کشادہ اور طویل زمین یعنی صحرا اور بیابان کو بھی "ملیً من الأرض" کہا جاتا ہے۔

أشق أشد من المشقة ... إلخ

"أشد" "مشقة" سے نکلا ہے، بمعنی سخت، اور اسم تفصیل کا صیغہ ہے۔ "معقب" بمعنی بدلنے والا۔

وقال مجاهد: متجاورات ....إلخ

﴿وفي الأرض قطع متجاورات﴾ یعنی زمین میں ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے مختلف قطعے ہیں، ان میں سے جو طیب ہوتے ہیں وہ تو میٹھے ہوتے ہیں، ان سے اچھی اور عمدہ پیداوار حاصل ہوتی ہے اور جو ناکارہ ہوتے ہیں، وہ شور ہوتے ہیں اور ان میں انبات کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ "سباخ" کے معنی شور اور ویران کے ہیں۔

صنوان النخلتان أو أكثر في أصل واحد ...إلخ

"صنوان" دو یا دو سے زاید کھجور کے وہ درخت جن کی جڑیں ملی ہوئی ہوں، یعنی ایک جڑ پر کھڑے ہوں تو انہیں "صفوان" کہتے ہیں، اور "غير صفوان" جو جو الگ الگ جڑ پر کھڑے ہوں۔ سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ درخت، ان کا پھل اور شاخیں ایک ہی زمین، ایک ہی پانی سے سیراب کی جاتی ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کی ساخت میں اور ذائقہ میں فرق محسوس ہوتا ہے اسی طرح انسانوں کی مثال ہے کہ ان کا باپ ایک حضرت آدم علیہ السلام ہے، لیکن کوئی بچہ صالح پیدا ہوتا ہے اور کوئی خبیث النفس ہوتا ہے۔

"السحاب" وہ بادل جس میں پانی بھرا ہوا ہو۔ "سحاب" اسم جنس ہے، اس کا واحد "سحابة" ہے، بمعنی بادل، خواہ اس میں پانی ہو یا نہ ہو۔ "سحاب ثقال" پانی سے بوجھل بادل۔

كباسط كفيه .... إلخ

"كباسط كفيه"، یعنی اس شخص کی طرح جو دور سے ہاتھ پھیلا کر پانی کو زبان سے بلاتا ہو اور ہاتھ سے اس طرف اشارہ کرتا ہو، ظاہر ہے کہ پانی اس کی طرف ایسے کبھی نہیں آئے گا۔ "سالت أودية بقدرها" یعنی نالے اپنے اندازے سے بہتے ہیں، یعنی پانی بھر کر۔ "زبدا رابیا" سمندر کی ابھری ہوئی جھاگ۔ "زبد مثله" سے لوہے اور زیور کا میل مراد ہے، لوہے اور زیور کے اوپر جو زنگ ہوتا ہے، پانی میں آگ پر گرم کرتے ہوئے وہ جھاگ کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔

١٨٦ – باب : قَوْلِهِ : «اَللّٰهُ يَعْلَمُ ما تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثىٰ وَما تَغِيضُ الْأَرْحامُ» /٨/ .
«غِيضَ» /هود : ٤٤/: نُقِصَ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: "اللہ کو علم رہتا ہے اس کا جو کچھ کسی عورت کے حمل میں ہوتا ہے اور جو کچھ عورتوں کے رحم سے کمی بیشی رہتی ہے"۔ "غِيضَ" بمعنی کم ہوا۔

٤٤٢٠ : حدَّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ : حَدَّثَنَا مَعْنٌ قالَ : حَدَّثَني مالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِينَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قالَ : (مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ : لَا يَعْلَمُ ما في غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا يَعْلَمُ ما تَغِيضُ الْأَرْحامُ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ) . [ر : ٩٩٢]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیب کے پانچ خزانے ہیں، جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ عورتوں کے رحم میں کیا کمی بیشی رہتی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں واقع ہوگی، اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب واقع ہوگی۔

١٨٧ - باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ إِبْرَاهِيمَ .

قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «هَادٍ» /الرعد: ٧/ : دَاعٍ . وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «صَدِيدٌ» /١٦/ : قَيْحٌ وَدَمٌ . وَقَالَ ٱبْنُ عُيَيْنَةَ : «ٱذْكُرُوا نِعْمَةَ ٱللهِ عَلَيْكُمْ» /٦/ : أَيَادِيَ ٱللهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «مِنْ كُلِّ ما سَأَلْتُمُوهُ» /٣٤/ : رَغِبْتُمْ إِلَيْهِ فِيهِ . «يَبْغُونَهَا عِوَجًا» /٣/ و /هود: ١٩/ : يَلْتَمِسُونَ لَهَا عِوَجًا . «وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ» /٧/ : أَعْلَمَكُمْ ، آذَنَكُمْ . «رَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ» /٩/ : هٰذَا مَثَلٌ ، كَفُّوا عَمَّا أُمِرُوا بِهِ . «مَقَامِي» /١٤/ : حَيْثُ يُقِيمُهُ ٱللهُ بَيْنَ يَدَيْهِ . «مِنْ وَرَائِهِ» /١٦/ : قُدَّامِهِ . «لَكُمْ تَبَعًا» /٢١/ : وَاحِدُهَا تَابِعٌ ، مِثْلُ غَيَبٍ وَغَائِبٍ . «بِمُصْرِخِكُمْ» /٢٢/ : ٱسْتَصْرَخَنِي ٱسْتَغَاثَنِي . «يَسْتَصْرِخُهُ» /القصص: ١٨/ : مِنَ الصُّرَاخِ . «وَلَا خِلَالَ» /٣١/ : مَصْدَرُ خَالَلْتُهُ خِلَالاً ، وَيَجُوزُ - أَيْضًا - جَمْعُ خُلَّةٍ وَخِلَالٍ . «ٱجْتُثَّتْ» /٢٦/ : ٱسْتُؤْصِلَتْ .

قال ابن عباس رضي الله تعالى عنه: هاد

"هاد" بمعنی پکارنے والا، بلانے والا۔ امام مجاہدؒ نے کہا: آیت میں صدید کا معنی ''پیپ اور خون'' ہے۔ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں: ﴿اذكروا نعمة الله عليكم﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں اور جو جو سابقہ واقعاتِ قدرت ہوئے ہیں، انہیں یاد کرو۔ امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ﴿من كل ما سألتموه﴾ کا مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں میں تمہیں رغبت ہے، اللہ نے وہ تمہیں عطا کی ہیں۔

"يبغونها عوجا" یعنی: راہ خدا میں کجی تلاش کرتے ہیں۔ ﴿وإذ تأذن ربكم﴾ کا معنی ہے: جب آپ کے رب نے آپ کو اطلاع دی۔ ﴿رَدُّوا أيديهم في أفواههم﴾ یہ ایک مثل ہے، جس مفہوم یہ ہے کہ جس چیز کا انہیں حکم دیا اس سے رکے رہے۔ نیز یہ مطلب بھی ہے کہ یہ کافران پیغمبروں کے منہ پر ہاتھ رکھ کر ان کو بات سے روکتے تھے، اور بعض نے کہا ہے کہ جو جو نصائح اور اللہ تعالیٰ کے انعامات تھے ان کو پیغمبروں کے منہ پر لوٹا دیا، یعنی نہیں مانا۔

"مقامي" ''مقامی'' سے مراد وہ جگہ جہاں اللہ تعالیٰ قیامت والے دن بندے کو اپنے سامنے کھڑا کریں گے۔ قیامت کے دن حساب وکتاب کے لئے قیام مراد ہے۔ "من ورائه" سامنے سے۔ "لكم تبعا" آیت میں ''تبع'' جمع ہے، اس کا واحد ''تابع'' ہے، جیسے ''غیب'' غائب کی جمع، ''خدم'' خادم کی جمع ہے۔

بمصرخكم استصرخني استغاثني ..... إلخ

نہ میں تمہارا مددگار بن سکتا ہوں نہ تم میرے مددگار بن سکتے ہو۔عرب کہتے ہیں:"استصرخني" اس نے مجھ سے مدد طلب کی۔"يستصرخه" "صُراخ" سے ماخوذ ہے،جس کے معنی فریاد اور چیخ کے آتے ہیں۔"خلال" "خاللته خلالا" کا مصدر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ "خلة" کی جمع ہو،دونوں کے معنی دوستی کے آتے ہیں،یعنی اس دن دوستی نہ ہوں،یا اس دن دوستیاں نہ ہوں گی۔"اجتثت" جڑ سے اکھاڑ دیا گیا۔"اجتاثت" کے معنی اکھاڑنا۔

۱۸۸ – باب : قَوْلِهِ :

«كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ . تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ» /۲۴ ، ۲۵/ .

ترجمہ

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی تمثیل کلمہ طیبہ کی بیان فرمائی کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کے مشابہ ہے جس کی جڑ خوب مضبوط ہے اور اس کی شاخیں خوب اونچائی میں جارہی ہیں،وہ اپنا پھل ہر فصل میں آنے پر پروردگار کے حکم سے دیتا رہتا ہے''۔

۴۴۲۱ : حدّثني عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قالَ : كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ : (أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ ، أَوْ : كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ ، لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا ، وَلَا وَلَا وَلَا ، تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ) . قالَ ٱبْنُ عُمَرَ : فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ ، فَلَمَّا لَمْ يَقُولُوا شَيْئًا ، قالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (هِيَ النَّخْلَةُ) . فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ : يَا أَبَتَاهُ ، وَٱللَّهِ لَقَدْ كانَ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ ، فَقَالَ : ما مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ ؟ قالَ : لَمْ أَرَكُمْ تَكَلَّمُونَ ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُولَ شَيْئًا ، قالَ عمرُ : لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا .

[ر : ٦١]

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: اچھا ایسے درخت کی مثال بتاؤ یا ایسے مسلمان کی (راوی کو شک ہے) جس

کے پتے نہ جھڑتے ہوں، نہ فلاں چیز ہوئی، نہ فلاں اور نہ فلاں اور وہ اپنا پھل ہر فصل میں دیتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ فوراً میرے ذہن میں آ گیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے، لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس مجلس میں خاموش ہیں، اس لئے میں نے بولنا مناسب نہ سمجھا، جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ میرے ذہن میں اس وقت یہ بات تھی کہ یہ کھجور کا درخت ہے، جب ہم مجلس سے اٹھے تو میں نے والد بزرگوار عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ خدا گواہ ہے میرے ذہن میں اس وقت یہ بات تھی کہ مراد کھجور کا درخت ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر تم نے کہا کیوں نہیں؟! عرض کی کہ جب میں نے دیکھا کہ آپ حضرات بھی کچھ نہیں بول رہے ہیں، تو میں نے بھی بولنا مناسب نہ سمجھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر فرمایا کہ اگر تم نے بتا دیا ہوتا تو یہ مجھے فلاں اور فلاں چیز سے زیادہ عزیز تھا۔

تشریح

''کلمہ طیبہ'' سے مراد کلمہ توحید، معرفت الٰہی کی باتیں، ایمانیات، قرآن، حمد وثناء، تسبیح وتحلیل ہے اور ''کلمہ خبیثہ'' سے مراد ہر وہ کلام جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو۔ کلمہ طیبہ کی مثال شجرۃ طیبہ اور کلمہ خبیثہ کی تشبیہ اس گندے درخت کے ساتھ دی گئی ہے جس کی جڑوں میں پائیداری نہ ہو۔ اس سے مراد ''حنظل'' کا درخت ہے۔

۱۸۹ - باب : «يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ» /۲۷/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ ایمان والوں کو اس کی پکی بات کی وجہ سے مضبوط رکھتا ہے''۔

۴۴۲۲ : حدّثنا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قالَ : أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قالَ : سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عازِبٍ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قالَ : (الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ : يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ . فَذٰلِكَ قَوْلُهُ : «يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ») . [ر : ۱۳۰۳]

ترجمہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوگا تو وہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے ہیں، یہی مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا: ''اللہ ایمان والوں کو اس کی پکی بات کی وجہ سے مضبوط رکھتا ہے دنیوی

زندگی میں بھی اور آخرت میں''۔

تشریح

"في الحياة الدنيا" سے مراد دنیا میں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی گواہی دینا ہے اور "في الآخرة" سے مراد برزخ میں اسی کلمہ طیبہ کی گواہی دینا ہے۔

١٩٠ - باب : «أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ ٱللهِ كُفْرًا» /٢٨/ .

أَلَمْ تَرَ : أَلَمْ تَعْلَمْ ؟ كَقَوْلِهِ : «أَلَمْ تَرَ كَيْفَ» /٢٤/ . «أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا» /البقرة : ٢٤٣/.
«الْبَوَارُ» /٢٨/ : الْهَلَاكُ ، بَارَ يَبُورُ بُورًا . «قَوْمًا بُورًا» /الفرقان : ١٨/ : هَالِكِينَ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت میں کفر کیا''۔ "ألم تر" کا معنی ہے: کیا آپ نے نہیں جانا؟ اور "ألم تر" ایسا ہی ہے، جیسے: "ألم تر كيف" اور "ألم تر إلى الذين خرجوا" میں ہے۔ "البوار" "بار يبور بورا" سے ہلاکت کے معنی میں ہے۔ اسی سے ہے: "قوما بورا" یعنی ہلاکت والی قوم۔

٤٤٢٣ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ عَطَاءٍ : سَمِعَ ٱبْنَ عَبَّاسٍ : «أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ ٱللهِ كُفْرًا» . قَالَ : هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ . [ر : ٣٧٥٨]

ترجمہ

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آیت کریمہ ﴿ألم تر إلى الذين بدّلوا نعمة الله كفرا﴾ میں کفار مکہ مراد ہیں۔

١٩١ - باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ ٱلْحِجْرِ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ» /٤١/ : الْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى ٱللهِ وَعَلَيْهِ طَرِيقُهُ . «وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ» /٧٩/ : الْإِمَامُ كُلُّ مَا ٱئْتَمَمْتَ وَٱهْتَدَيْتَ بِهِ إِلَى الطَّرِيقِ .
وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «لَعَمْرُكَ» /٧٢/ : لَعَيْشُكَ . «قَوْمٌ مُنْكَرُونَ» /٦٢/ : أَنْكَرَهُمْ لُوطٌ .
وَقَالَ غَيْرُهُ : «كِتَابٌ مَعْلُومٌ» /٤/ : أَجَلٌ . «لَوْمَا تَأْتِينَا» /٧/ : هَلَّا تَأْتِينَا . «شِيَعِ» /١٠/ : أُمَمٍ ، وَلِلْأَوْلِيَاءِ أَيْضًا شِيَعٌ .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «يُهْرَعُونَ» /هود: ٧٨/ : مُسْرِعِينَ . «لِلْمُتَوَسِّمِينَ» /٧٥/ : لِلنَّاظِرِينَ . «سُكِّرَتْ» /١٥/ : غُشِّيَتْ . «بُرُوجًا» /١٦/ : مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ . «لَوَاقِحَ» /٢٢/ : مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً . «حَمَإٍ» /٢٦/ : جَمَاعَةُ حَمْأَةٍ ، وَهُوَ الطِّينُ الْمُتَغَيِّرُ ، وَالْمَسْنُونُ الْمَصْبُوبُ . «تَوْجَلْ» /٥٣/ : تَخَفْ . «دَابِرَ» /٦٦/ : آخِرَ . «الصَّيْحَةُ» /٨٣/ : الْهَلَكَةُ .

وقال مجاہد

مجاہدؒ نے فرمایا کہ آیت ﴿هذا صراط علي مستقيم﴾ میں ''علیٰ'' ''الیٰ'' کے معنی میں ہے، مطلب یہ ہے کہ راہ حق صراط مستقیم ہے جو اللہ کی طرف جانے والی ہے اور اسی حق پر چل کر آدمی اللہ تک پہنچ سکتا ہے۔

''وإنهما لبإمام مبين'' ''امام'' ہر وہ چیز جس کی پیروی کی جائے، راستہ بھی رہنما ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قوم لوط اور اصحاب ایکہ کھلے راستے پر واقع ہیں، جو حجاز سے شام کی طرف جاتا ہے۔

''لعمركَ'' ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''لعمرك'' کا معنی ہے: تیری عمر کی قسم۔ ''قوم منكرون'' یعنی لوط نے ان کو اجنبی سمجھا۔ ''وقال غيره'' ابوعبیدؒ نے کہا کہ ''كتاب معلوم'' سے مراد معین میعاد و مدت ہے۔ ''لو ماتأتينا'' ''هلاّ تأتينا'' کے معنی میں ہے، یعنی ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے۔ ''لو'' بمعنی ''هلا'' ہے۔ ''شيع'' بمعنی امتیں، اور دوستوں کو بھی ''شيع'' کہتے ہیں۔ اگر ''امتوں'' کے معنی میں ہو تو مطلب ہوگا کہ ہم نے آپ سے پہلی امتوں کے اندر رسولوں کو بھیجا'' اور دوسری صورت میں معنی ہوں گے: ہم نے آپ سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں بھی رسول بھیجے جو ایک دوسرے کے دوست ہوا کرتے تھے۔

''يهرعون'' ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ''يهرعون'' کا معنی ہے: دوڑتے ہوئے، جلدی کرتے ہوئے۔ ''للمتوسمين'' ''ناظرین'' کے معنی میں ہے۔ ''سُكِّرَتْ'' کا معنی ہے: ڈھانکی گئیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہماری نظر بند کر دی گئی، اس پر پردہ ڈال دیا گیا۔ ''بروجاً'' ''برج'' کی جمع ہے، مراد سورج اور چاند کی منزلیں ہیں۔ ''لواقح'' ''ملاقح'' کے معنی میں ہے، جس کا مفرد ''ملقحة'' ہے، مراد وہ ہوائیں ہیں جو پانی کو اٹھائے ہوئے ہوتی ہیں۔ ''حمإ'' ''حمأة'' کی جمع ہے، اس شئی کو کہتے ہیں جو سڑنے کی وجہ سے متغیر ہوگئی ہو اور ''مسنون'' کے معنی وہ چیز جو قالب میں ڈھالی گئی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کے پتلے کو اللہ تعالیٰ نے کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور جس مٹی سے انسان کی تخلیق وجود میں آئی، اس کو انسان کے قالب میں ڈھالا گیا تھا اور سڑنے کی وجہ سے متغیر ہوگئی تھی۔ ''صلصال'' وہ خشک مٹی جو خشک ہونے کی وجہ سے بجنے اور کھنکھنانے لگتی ہے۔ ''لا توجل'' آپ خائف نہ ہوں، ہم فرشتے ہیں اور آپ کو ایک

فرزند کی بشارت دیتے ہیں۔ ''دابر'' آخر، جڑ، بنیاد، اسم فاعل ہے، آخر اور تابع کے معنی میں مستعمل ہے۔ ''الصیحة'' بمعنی ہلاکت۔

١٩٢ - باب : قَوْلِهِ : «إِلَّا مَنِ ٱسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ» /١٨/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ہاں اگر کوئی بات چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک شعلہ روشن ہو جاتا ہے''۔

٤٤٢٤ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ، قالَ : (إِذَا قَضَى ٱللهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ، ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ ، كالسِّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانٍ - قالَ عَلِيٌّ : وَقالَ غَيْرُهُ : صَفْوَانٍ ، يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ - فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ ، قالُوا : ماذَا قالَ رَبُّكُمْ ، قالُوا لِلَّذِي قالَ : الْحَقَّ ، وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ . فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ ، وَمُسْتَرِقُو السَّمْعِ هٰكَذَا واحِدٌ فَوْقَ آخَرَ - وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنَى ، نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ - فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ فَيُحْرِقَهُ ، وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ ، إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ ، حَتَّى يُلْقُوهَا إِلَى الْأَرْضِ - وَرُبَّمَا قالَ سُفْيَانُ : حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ - فَتُلْقَى عَلَى فَمِ السَّاحِرِ ، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ ، فَيُصَدَّقُ فَيَقُولُونَ : أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا ، يَكُونُ كَذَا وَكَذَا ، فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا ؟ لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ) .

حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا عَمْرٌو ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : (إِذَا قَضَى ٱللهُ الْأَمْرَ) . وَزَادَ : (وَالْكَاهِنِ) .

وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ : قالَ عَمْرٌو : سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قالَ : (إِذَا قَضَى ٱللهُ الْأَمْرَ ، وَقالَ : عَلَى فَمِ السَّاحِرِ) . قُلْتُ لِسُفْيَانَ : أَأَنْتَ سَمِعْتَ عَمْرًا قالَ : سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ؟ قالَ : نَعَمْ . قُلْتُ لِسُفْيَانَ : إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْكَ : عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، وَيَرْفَعُهُ : أَنَّهُ قَرَأَ : «فُرِّغَ» . قالَ سُفْيَانُ : هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو ، فَلَا أَدْرِي : سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا ، قالَ سُفْيَانُ : وَهِيَ قِرَاءَتُنَا . [٤٥٢٢ ، ٧٠٤٣]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ فرماتے ہیں تو فرشتے اطاعت وتسلیم کے لئے اپنے پر مارتے ہیں اور ان پروں کو مارنے سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے کسی چکنے پتھر پر زنجیر کے مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے، اور علی بن مدینی نے بیان کیا کہ یوسف بن عیینہؒ کے غیر نے اس بات کا بھی اضافہ کیا ہے کہ اللہ اپنے حکم کو فرشتوں تک پہنچاتا ہے اور ان پر دہشت سی طاری ہو جاتی ہے، لیکن پھر جب خوف ان کے دلوں سے زائل ہو جاتا ہے، تو وہ پوچھتے ہیں: رب العزت نے کیا ارشاد فرمایا: اس پر (مقرب فرشتے) جواب دیتے ہیں کہ جو کچھ بارگاہ کبریائی سے ارشاد ہوا وہ حق ہے اور وہ بزرگ و برتر ہے، اس طرح اللہ کے حکم کو کبھی وہ (شیاطین) بھی سن لیتے ہیں جو چوری چھپے سننے والے ہوتے ہیں، اور یہ چوری چھپے سننے والے شیاطین اس طرح رہتے ہیں کہ ایک کے اوپر دوسرا، دوسرے کے اوپر تیسرا۔ سفیان بن عیینہ نے اپنے ہاتھ سے سننے کی اس کیفیت کی وضاحت اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو کھول کر اور انہیں ایک سلسلے میں رکھ کر کی، پھر کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ اوپر والا اپنے دوسرے ساتھی کو بتائے روشن شعلہ اس پر گرتا ہے اور اسے جلا ڈالتا ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوتا، بلکہ وہ اپنے قریب کے ساتھی کو حکم خداوندی بتا دیتا ہے اور وہ اپنے قریب کے ساتھی کو بتاتا ہے، اس طرح زمین تک پہنچ جاتا ہے اور ساحروں کی زبان سے وہ ادا ہوتا ہے، وہ خود سے اس ایک بات میں سو جھوٹ ملا کر اسے لوگوں سے بیان کرتے ہیں، اس کی کوئی کوئی بات سچی نکلتی ہے تو لوگ اس طرح نجومیوں اور ساحروں کی تصدیق کرنے لگتے ہیں اور آپس میں کہنے لگتے ہیں کہ دیکھو اس نجومی نے ہم سے کہا تھا کہ فلاں فلاں دن ایسا ویسا ہوگا اور دیکھو ویسا ہی ہوا ہے، تو یہ سچ نکلنے والی بات وہی ہوتی ہے جو شیاطین نے آسمان سے چرائی ہوتی ہے۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے، ان سے عمرو نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے، عکرمہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث بالا نقل کی، البتہ اس طریق میں انہوں نے ساحر کے ساتھ ''کاہن'' کے لفظ کا اضافہ کیا ہے۔ نیز علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد میں نے سفیان سے پوچھا کہ آپ نے خود عمرو سے حدیث سنی تھی، کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عکرمہ سے سنی اور انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے؟ تو سفیان نے کہا کہ ہاں میں نے خود سنا تھا۔ اس پر میں نے عرض کی کہ ایک صاحب آپ کے واسطے پر روایت کرتے تھے کہ آپ نے عمرو سے، انہوں نے عکرمہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے (مرفوعا بیان کرتے ہوئے) حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حوالے سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''فزّع'' پڑھا تھا۔ سفیان نے بیان کیا کہ عمرو نے بھی اسی طرح پڑھا تھا، اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے اسی طرح سنا تھا کہ نہیں، کیونکہ انہوں نے اس کی کوئی تصریح نہیں کی تھی۔ سفیان نے فرمایا: یہی ہماری بھی قرأت ہے۔

تشریح

امام بخاریؒ کا مقصد ہے کہ میرے استاد علی بن مدینی نے ایک مرتبہ ''علیٰ فم الساحر'' کے بعد لفظ ''کاہن'' کا اضافہ کیا۔ پھر فرماتے ہیں کہ علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا اور کہا: "قال عمرو، سمعت عکرمة، قال حدثنا أبو هريرة رضي الله تعالىٰ عنه"۔ مقصد یہ ہے کہ اسناد سابق بطریق عنعنہ تھی، اور یہاں بطریق سماع وتحدیث ہے۔ "فزّع" کی مشہور قرأت بالزای والعین المہلہ ہے۔ ترجمہ ہوگا: جب گھبراہٹ جاتی رہی۔ دوسری قرأت "فرغ" راء مہملہ کے ساتھ ہے، ترجمہ ہوگا: جب فراغت ہوتی ہے اور اللہ کا ارشاد ختم ہوتا ہے''۔

١٩٣ - باب : قَوْلِهِ : «وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ ٱلْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ» /٨٠/ .

ترجمہ

''اور بالیقین حجر والوں نے بھی ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا''۔

٤٤٢٥ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ : حَدَّثَنَا مَعْنٌ قالَ : حَدَّثَنِي مالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ ٱبْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ لِأَصْحَابِ ٱلْحِجْرِ : (لَا تَدْخُلُوا عَلَى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ ما أَصَابَهُمْ) . [ر : ٤٢٣]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر والوں کے متعلق فرمایا: ''اس قوم کی بستی سے جب گزرنا ہی پڑ جائے تو روتے ہوئے گزرا کرو، روتے ہوئے نہیں گزر سکتے تو پھر اس میں نہ جاؤ، کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آئے جو ان پر آیا تھا''۔

١٩٤ - باب : «وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ» /٨٧/ .

ترجمہ

''اللہ کا ارشاد ہے: ''ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم ہے''۔

٤٤٢٦ : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عاصِمٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قالَ : مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّي ، فَدَعانِي

فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ، ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ : (ما مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ) . فَقُلْتُ : كُنْتُ أُصَلِّي ، فَقَالَ : (أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ : «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ» . ثُمَّ قالَ : (أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ) . فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهُ ، فَقَالَ : («الحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» . هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي ، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ) . [ر : ٤٢٠٤]

ترجمہ

حضرت ابوسعید بن معلی کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس سے گزرے، اس وقت میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا، لیکن میں حاضر خدمت نہ ہوسکا، بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ آنے سے تجھ کو کس چیز نے روکا، یعنی میرے بلانے پر فوراً کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض کی: میں نماز پڑھ رہا تھا، اس پر آپ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے تم کو حکم نہیں دیا کہ اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کا رسول تم کو بلائیں تو ''لبیک'' کہو، پھر آپ نے فرمایا: کیوں نہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی عظیم سورت بتا دوں، پھر بتانے سے پہلے مسجد سے باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''الحمد للہ رب العالمین'' یہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے''۔

٤٤٢٧ : حدَّثنا آدَمُ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قالَ : قالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : (أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ) .

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ام القرآن ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

١٩٥ – باب : قَوْلِهِ : «الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ» /٩١/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھے تھے''۔

«الْمُقْتَسِمِينَ» /٩٠/ : الَّذِينَ حَلَفُوا ، وَمِنْهُ «لَا أُقْسِمُ» /البلد: ١/ : أَيْ أُقْسِمُ ، وَتُقْرَأُ

«لَأُقْسِمُ» . «قَاسَمَهُمَا» /الأعراف: ۲۱/ : حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَحْلِفَا لَهُ . وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «تَقَاسَمُوا» /النمل: ۴۹/ : تَحَالَفُوا .

"المقتسمین"، جنہوں نے قسم کھائی۔ اسی سے "لااقسم" ہے، جس کا مطلب ہے: میں قسم اٹھاتا ہوں، اس میں "لا" اور ایک قرأت میں "لَاُ قسم" ہے، یعنی: لانافیہ کے بجائے لامِ تاکید ہے۔ "قاسمهما" بھی اسی سے ہے، یعنی شیطان نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے سامنے قسم کھائی، لیکن آدم وحوا نے قسم نہیں کھائی۔

امام مجاہدؒ نے کہا کہ سورۂ نحل میں ﴿تقاسموا بالله لنبيتنه﴾ میں بھی قسم ہی مراد ہے، یعنی ان سب نے حضرت صالح علیہ السلام کو رات کے وقت قتل کرنے کی قسم اٹھائی۔ یہ سب "مقتسمین" کی مناسبت سے ذکر کیا گیا۔

تشریح

"مقتسمین" سے اگر "قسم" سے ہو تو اس سے مرد یا تو حضرت صالح اور ان کے متبعین پر رات کے وقت حملہ کرنے والے مراد ہیں، یا وہ سولہ آدمی جنہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سننے سے لوگوں کو روکیں گے، جب کہ بعض کہتے ہیں اس سے اہل کتاب مراد ہیں، جنہوں نے قرآن کے اجزاء بنائے اور اسے ٹکڑوں اور حصوں میں تقسیم کیا، کسی حصے پر ایمان لائے کسی حصے کا انکار کیا، اس صورت میں پھر "مقتسمین" "قسمة" سے ماخوذ ہوگا، اقسام کا معنی ہے: بانٹنا۔

۴۴۲۸/۴۴۲۹ : حدّثني يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ : أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : «الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ» . قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ ، جَزَّؤُوهُ أَجْزَاءً ، فَآمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ﴿الذين جعلوا القرآن عضين﴾ یعنی جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھے ہیں، مراد اہل کتاب ہیں جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے کہ کچھ کو مانو اور کچھ کو نہ مانو۔

(۴۴۲۹) : حدّثني عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : «كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ» . قَالَ : آمَنُوا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوا بِبَعْضٍ ، الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى . [ر : ۳۷۲۹]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ ﴿کما أنزلنا على المقتسمين﴾ میں "مقتسمین" سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے کچھ کو مانا کچھ کو نہ مانا۔

١٩٦ – باب : «وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ» /٩٩/ .

قَالَ سَالِمٌ : الْيَقِينُ الْمَوْتُ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: "اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہ، یہاں تک کہ آپ کو امر یقین پیش آجائے"۔ سالم نے فرمایا کہ امر یقین سے مراد "موت" ہے۔

١٩٧ – باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ النَّحْلِ .

«رُوحُ الْقُدُسِ» /١٠٢/ : جِبْرِيلُ . «نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ» /الشعراء: ١٩٣/ . «فِي ضَيْقٍ» /١٢٧/ : يُقَالُ : أَمْرٌ ضَيْقٌ وَضَيِّقٌ ، مِثْلُ هَيْنٍ وَهَيِّنٍ ، وَلَيْنٍ وَلَيِّنٍ ، وَمَيْتٍ وَمَيِّتٍ .

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «تَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ» /٤٨/ : تَتَهَيَّأُ . «سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً» /٦٩/ : لَا يَتَوَعَّرُ عَلَيْهَا مَكَانٌ سَلَكَتْهُ .

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «فِي تَقَلُّبِهِمْ» /٤٦/ : اخْتِلَافِهِمْ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «تَمِيدَ» /١٥/ : تَكَفَّأَ . «مُفْرَطُونَ» /٦٢/ : مَنْسِيُّونَ .

وَقَالَ غَيْرُهُ : «فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ» /٩٨/ : هٰذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ ، وَذٰلِكَ أَنَّ الِاسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ، وَمَعْنَاهَا : الِاعْتِصَامُ بِاللهِ .

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «تُسِيمُونَ» /١٠/ : تَرْعَوْنَ . «قَصْدُ السَّبِيلِ» /٩/ : الْبَيَانُ . الدِّفْءُ : مَا اسْتَدْفَأْتَ . «تُرِيحُونَ» /٦/ : بِالْعَشِيِّ ، وَ «تَسْرَحُونَ» /٦/ : بِالْغَدَاةِ . «بِشِقِّ» /٧/ : يَعْنِي الْمَشَقَّةَ . «عَلَى تَخَوُّفٍ» /٤٧/ : تَنَقُّصٍ . «الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً» /٦٦/ : وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ ، وَكَذٰلِكَ : الْأَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ . «أَكْنَانًا» /٨١/ : وَاحِدُهَا كِنٌّ مِثْلُ : حِمْلٍ وَأَحْمَالٍ . «سَرَابِيلَ» قُمُصٌ «تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ» /٨١/ : فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ . «دَخَلاً بَيْنَكُمْ» /٩٢ ، ٩٤/ : كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ .

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «حَفَدَةً» /٧٢/ : مَنْ وَلَدَ الرَّجُلُ . السَّكَرُ ما حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا ، وَالرِّزْقُ الحَسَنُ ما أَحَلَّ اللهُ .

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ صَدَقَةَ : «أَنْكاثًا» /٩٢/ : هِيَ خَرْقَاءُ ، كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ .

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ : الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ ، وَالْقَانِتُ الْمُطِيعُ .

روح القدس

امام بخاریؒ نے ''روح القدس'' کی تفسیر ''جبرائیل'' سے کی ہے اور اس کی تائید ﴿نزل به الروح الأمين﴾ سے بیان کی۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ''ضيق'' میں دو لغت ہیں، اگرچہ معنی ایک ہی ہے، چنانچہ اسے ''ضيق'' بھی پڑھ سکتے ہیں اور ''ضيق'' بھی پڑھ سکتے ہیں، جیسے ''هين'' اور ''هيّن''، ''ميت'' اور ''ميّت''، لیکن بعض اہل لغت نے ''مَيْتٌ'' بسکون الياء اور ''ميّت'' بتشديد الياء میں معمولی فرق بتایا ہے کہ اول کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو فی الحال مرا ہوا ہو، اور یا کی تشدید کے ساتھ کا اطلاق اِس پر بھی ہوتا ہے اور جو مستقبل میں فوت ہونے والا ہے اس پر بھی ہوتا ہے۔

''في تقلبهم'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''في تقلبهم'' کا معنی ہے: ''في اختلافهم''، یعنی ان کے سفر اور حضر میں، ان کے رات اور دن میں اللہ تعالیٰ پکڑ لے۔

''تميد'' امام مجاہدؒ نے اس لفظ کا معنی ''تكفأ'' سے کیا ہے، جس کے معنی پلٹنے اور ڈگمگانے کے آتے ہیں۔

''مفرَطون'' یعنی بالکل بھلا دیئے جائیں گے اور مہربانی کی نظر ان پر کبھی نہیں ہوگی۔

''وقال غيره: فإذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم'' امام بخاریؒ ابو عبیدہ کی اتباع میں فرمایا کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ ''إذا قرأت القرآن'' کو پہلے ذکر کیا ہے، لیکن وہ مؤخرہ ہوگا اور ''فاستعذ بالله'' کو بعد میں ذکر کیا ہے، لیکن وہ مقدم ہوگا، کیونکہ استعاذہ قرآن کی تلاوت سے مقدم ہوتا ہے، لیکن جمہور تقدم و تاخیر کے قائل نہیں، بلکہ ان کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ جب تم قرآن کی تلاوت کا ارادہ کرو تو استعاذہ کرو۔

اور استعاذۃ کا مطلب اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق قائم کرنا اور اللہ کی پناہ میں آنا ہے۔

''تسيمون'' ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کا معنی ہے: تم چراتے ہو۔ ''شاكلته'' اپنے اپنے طریقے پر۔ ''قصد السبيل'' کا معنی ہے: ہدایت وضلالت کا بیان کرنا اللہ ہی پر ہے۔

"الدفء" سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے آپ گرمی حاصل کرتے ہیں، (جانور کی کھال اور بال سے پوستین اور کپڑے بنتے ہیں)۔ "تریحون بالعشي وتسرحون بالغداة" کہ جانوروں کو چرا کر شام کے وقت لاتے ہو اور صبح کے وقت چرانے کے لئے لے جاتے ہو۔ "بشق" یعنی جانور تمہارے بوجھ ایسے شہر میں لے جاتے ہیں جہاں تم بغیر مشقت ڈالے نہیں پہنچ سکتے۔ "علیٰ تخوف" کے معنی ہیں: بتدریج گھٹانا اور کم کرنا۔

﴿وإن لكم في الأنعام لعبرة﴾ میں لفظ "انعام" مؤنث بھی آتا ہے مذکر بھی۔ اس کا مفرد "نعم" ہے، وہ بھی مذکر مؤنث دونوں طرح آتا ہے۔ "انعام" جانوروں کے ریوڑ کو کہتے ہیں۔ "سرابيل تقيكم الحر وسرابيل تقيكم بأسكم" سرابیل "سربال" کی جمع ہے اور اول سے مراد کرتہ اور قمیص ہے جو گرمی سے بچاتے ہیں اور دوسرے مراد زرہیں ہیں جو لڑائی میں بچاتی ہیں، یعنی جنگی لباس۔ "دخلاً بينكم" جو ناجائز بات ہو اس کو "دخل" کہتے ہیں۔

"حفدة من ولد الرجل" ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "حفدة" آدمی کی اولاد کو کہتے ہیں۔

"السكر" بمعنی نشہ آور شراب جو حرام ہے۔ "رزقاً حسنا" جسے اللہ نے حلال کیا (حلال چیزیں)۔ "وقال ابن عيينة" سفیان بن عیینہ نے صدقہ ابوالہذیل سے نقل کیا ہے کہ "أنكاثا" کے معنی "ٹکڑے ٹکڑے" ہے۔ یہ ایک عورت کا ذکر ہے، اس کا نام خرقاء تھا (جو مکہ میں رہتی تھی)۔ سوت کات کات کر آخر میں کاٹ کاٹ کر پھینک دیتی تھی۔

"الأمة" ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "امۃ" کا معنی معلم الخیر (اچھی باتوں کی تعلیم دینے والا) ہے۔

"قانت" کے معنی فرمانبردار۔

تشریح

معاہدات کو محض کچے دھاگے کی طرح سمجھ لینا کہ جب چاہا کاتا، جب چاہا انگلیوں کی ہی حرکت سے بے تکلف توڑ ڈالا دیوانگی ہے۔ قول و اقرار کی پابندی ہی سے عدل کی ترازو سیدھی رہ سکتی ہے۔

١٩٨ - باب: «وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ» /٧٠/.

ترجمہ

"اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو ناکارہ عمر تک پہنچ جاتے ہیں"۔

٤٤٣٠ : حدثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى ، أَبُو عَبْدِ ٱللهِ ٱلْأَعْوَرُ ، عَنْ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كانَ يَدْعُو : (أَعُوذُ بِكَ

مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ ، وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ) .
[ر : ٢٦٦٨]

ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور نیک کام میں سستی سے اور ارزل العمر سے، یعنی نکمی زندگی سے اور قبر کے عذاب سے، دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

تشریح

''نکمی عمر'' کے بارے میں بعض نے سو سال، بعض نے نوے سال، بعض نے پچھتر سال کا ذکر کیا ہے۔ مراد یہ ہے جس میں انسان دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ انسان دنیا کے معمولات میں اس طرح مشغول ہو کہ اللہ کے ذکر سے غافل رہے۔ موت کا فتنہ سکرات کے وقت سے شروع ہوتا ہے، اس وقت شیطان آدمی کے ایمان کو بگاڑنا چاہتا ہے۔

١٩٩ - باب : سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ [الْإِسْرَاءِ] .

یہ سورت مکی ہے ایک سو گیارہ آیتوں پر مشتمل ہے۔

٤٤٣١ : حدّثنا آدَمُ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ قالَ : سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ : في بَنِي اسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ : إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ ، وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي . [٤٤٦٢ ، ٤٧٠٨]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ کہف اور سورۂ مریم کے متعلق فرمایا کہ یہ اول درجہ کی عمدہ سورتوں میں سے ہیں، یعنی یہ قدیم زمانے کی نازل شدہ سورتیں ہیں اور یہ میرا پرانا محفوظ مال ہے۔

قالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُؤُوسَهُمْ» /٥١/ : يَهُزُّونَ . وَقالَ غَيْرُهُ : نَغَضَتْ سِنُّكَ أَيْ تَحَرَّكَتْ .

«وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ» /٤/ : أَخْبَرْنَاهُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُونَ ، وَالْقَضَاءُ عَلَى وُجُوهٍ : «وَقَضَى رَبُّكَ» /٢٣/ : أَمَرَ رَبُّكَ . وَمِنْهُ : الحُكْمُ : «إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ» /يونس: ٩٣/ و /النمل: ٧٨/ و /الجاثية: ١٧/ . وَمِنْهُ : الخَلْقُ : «فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ» / فصلت: ١٢/ : خَلَقَهُنَّ .

«نَفِيرًا» /٦/ : مَنْ يَنْفِرُ مَعَهُ . «وَلِيُتَبِّرُوا» يُدَمِّرُوا «ما عَلَوْا» /٧/ . «حَصِيرًا» /٨/ : مَحْبِسًا ، مَحْصَرًا . «حَقَّ» /١٦/ : وَجَبَ . «مَيْسُورًا» /٢٨/ : لَيِّنًا . «خِطْئًا» /٣١/ : إِثْمًا ، وَهُوَ ٱسْمٌ مِنْ خَطِئْتَ ، وَالخَطَأُ – مَفْتُوحٌ – مَصْدَرُهُ مِنَ الْإِثْمِ ، خَطِئْتُ بِمَعْنَى أَخْطَأْتُ . «لَنْ تَخْرِقَ» /٣٧/ : لَنْ تَقْطَعَ . «وَإِذْ هُمْ نَجْوَى» /٤٧/ : مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ ، فَوَصَفَهُمْ بِهَا ، وَالمَعْنَى : يَتَنَاجَوْنَ . «رُفَاتًا» /٤٩ ، ٩٨/ : حُطَامًا . «وَٱسْتَفْزِزْ» /٦٤/ : ٱسْتَخِفَّ . «بِخَيْلِكَ» /٦٤/ : الْفُرْسَانِ ، وَالرَّجْلُ : الرَّجَّالَةُ ، وَاحِدُهَا رَاجِلٌ ، مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ ، وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ . «حاصِبًا» /٦٨/ : الرِّيحُ الْعَاصِفُ ، وَالحَاصِبُ أَيْضًا : ما تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ ، وَمِنْهُ : «حَصَبُ جَهَنَّمَ» /الأنبياء: ٩٨/ : يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ ، وَهُوَ حَصَبُهَا ، وَيُقَالُ : حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ ، وَالحَصَبُ : مُشْتَقٌّ مِنَ الحَصْبَاءِ وَالْحِجَارَةِ . «تَارَةً» /٦٩/ : مَرَّةً ، وَجَمَاعَتُهُ تِيَرَةٌ وَتَارَاتٌ . «لَأَحْتَنِكَنَّ» /٦٢/ : لَأَسْتَأْصِلَنَّهُمْ ، يُقَالُ : ٱحْتَنَكَ فُلَانٌ ما عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ ٱسْتَقْصَاهُ . «طَائِرَهُ» /١٣/ : حَظَّهُ .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ . «وَلِيٌّ مِنَ ٱلذُّلِّ» /١١١/ : لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا .

ترجمہ

”عتاق“ عتیق کی جمع ہے۔ اس کا معنی عمدہ مال اور قدیم کے ہے۔ ”تـلا دة“ مال جو انسان کے پاس قدیم زمانے سے ہو۔ ”فسينغضون“ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”فسينغضون“ کے معنی ”سر ہلائیں گے“ ہیں۔ مطلب دوبارہ زندہ ہونے کو بعید تر سمجھتے ہیں یا بطور استہزاء سر ہلاتے ہیں، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیر نے فرمایا: یہ ”نغضت سنك“ سے لیا گیا ہے، اس کا معنی ہے: تیرا دانت ہل گیا۔ باب افعال سے ”انغاض“ کا معنی ہلانا ہے۔ اسی سے یہ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔

”وقضينا إلى بني إسرائيل ......“ ہم نے انہیں مطلع کیا تھا کہ وہ فساد کریں گے۔ لفظ قضاء کے کئی معنی ہیں: ا۔حکم دینا، ”وقضیٰ“ تیرے رب نے حکم دیا، ۲۔ فیصلہ کرنا، جیسے: ﴿إن ربك يقضي بينهم﴾ کہ آپ کے رب نے ان کے درمیان فیصلہ کیا، ۳۔ پیدا کرنا، جیسے: ﴿فقضاهن سبع سمٰوات﴾ یعنی سات آسمان پیدا کیے۔ ”نفیراً“ دشمن کے مقابلے میں نکلنے والے لوگ۔ ”ولیتبروا“ یعنی ”یتبروا“ بمعنی ”یدمروا“ ہے، یعنی ہلاک وستیاناس کردیں۔

”حصیراً“ ”حصیر“ کا معنی ہے: قید کرنے کے اور روکنے کی جگہ۔ ”محصراً“ گھیرنے اور روکنے کی جگہ، قید خانہ۔

”فحق“ یعنی ثابت ہوا۔ ”میسورا“ میسور کا معنی نرم وملائم۔ ”خطأ“ بمعنی گناہ اور یہ بکسر الخاء اسم ہے ”خَطِئت“ سے بروزن ”سمعت“ اور ”خَطأ“ بفتح الخاء مصدر ہے، اس کا معنی ہے: گناہ کرنا۔ ”خطئت“ بمعنی ”أخطأت“، یعنی ثلاثی مجرد اور مزید دونوں ہم معنی ہیں۔ یہ تفسیر ابوعبیدہ کی ہے۔ امام بخاریؒ نے اسی کو لیا ہے، لیکن جمہور کی تحقیق اس کے برعکس ہے۔ بکسر الخاء باب سمع یسمع سے مصدر ہے اور بفتح الخاء اسم ہے، بمعنی گناہ۔ مجرد اور ثلاثی مزید فیہ دونوں کا معنی ایک ہے۔

”لن تخرق“ یعنی تو زمین کو قطع نہیں کرسکتا۔ ”وإذ هم نجویٰ“ ”نجوی“ مصدر ہے ”ناجیت“ سے، یعنی ان مشرکوں کی اس سرگوشی کے ساتھ صفت بیان کی گئی ہے کہ باہم سرگوشی کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاہن ہیں، مجنون ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ ”رُفاتا“ یعنی ٹکڑا ٹکڑا، ریزہ ریزہ۔ ”رفات“ بمعنی مٹی کے بھی ہے۔ ”استفزز“ بمعنی ہلکا سمجھنا، راہ حق سے ہٹا دینا۔ ”بخیلک“ سے شہسوار مراد ہیں۔ ”رَجِل“ اور ”رجالة“ جمع ہیں، ان کا مفرد ”راجل“ مستعمل ہے، جیسے: ”صاحب“ کی جمع ”صَحْبٌ“ یا جیسے ”تاجر“ کی جمع ”تَجرٌ“ آتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شیاطین سے خطاب ہے کہ ان میں سے جس پر تجھے قدرت ہو اپنی آواز سے اس کو راہ حق سے ہٹا دے، راہ ہدایت سے اس کو ڈگمگا دے اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کو لے آ۔

”حاصبا“ کے معنی ہیں: تیز چلنے والی ہوا، آندھی۔ ”حاصب“ اسے بھی کہتے ہیں جسے ہوا اڑا کر لائے، (ریت کنکر وغیرہ)، اسی سے ہے: ”حصب جهنم“ ہے جو سورۂ انبیاء میں ہے: ﴿إنكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم﴾ یعنی دوزخ کا ایندھن، کیونکہ دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ عرب کہتے ہیں: ”حصب في الأرض“ زمین میں گھس گیا۔ یہ ”حَصَبُ“ ”حصباء“ سے نکلا ہے، ”حصباء“ پتھر کے معنی میں آتا ہے۔ ”تارة“ ایک بار، اس کی جمع ”تيرة وتارة“ ہے۔ ”لأحتنكن“ کہ انہیں تباہ کردوں گا۔ عرب کہتے ہیں: ”احتنك فلان ما عند فلان“ کہ فلاں کے جتنی باتیں تھیں وہ سب اِس نے معلوم کردیں، کوئی بات باقی نہ رہی۔ ”طائره“ بمعنی اس کا نصیب۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ قرآن میں جہاں جہاں ”سلطان“ لفظ آیا ہے اس کا معنی دلیل اور حجت ہے۔ ”ولي

مــن الــذل“ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے کسی سے دوستی نہیں کی کہ ذلت وکمزوری کے وقت بوجہ دوستی کے مدافعت کرے، کیونکہ وہ کسی کامحتاج نہیں۔

٢٠٠ – باب : قَوْلِهِ : «سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ» /١/.

اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:”وہ ذات پاک ہے جواپنے بندے کوشب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی“۔

٤٤٣٢ : حدّثنا عَبْدَانُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا يُونُسُ (ح) . وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ : قالَ ٱبْنُ الْمُسَيَّبِ : قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : أُتِيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ، فَأَخَذَ اللَّبَنَ ، قالَ جِبْرِيلُ : الحَمْدُ لِلهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ ، لَوْ أَخَذْتَ الخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ . [ر : ٣٢١٤]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس لے جائے گے، آپ کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے، ایک شراب کا، دوسرا دودھ کا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو دیکھا، پھر دودھ کا پیالہ لے لیا۔ اس پر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے آپ کو فطرت سلیمہ کی طرف ہدایت کی ہے، اگر آپ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

٤٤٣٣ : حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ وَهْبٍ قالَ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ : قالَ أَبُو سَلَمَةَ : سَمِعْتُ جابِرَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : (لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ ، قمْتُ فِي ٱلْحِجْرِ ، فَجَلَّى ٱللهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ) .

زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَخِي ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَمِّهِ : (لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ ، حِينَ أُسْرِيَ بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ) . نَحْوَهُ . [ر : ٣٦٧٣]

«قاصِفًا» /٦٩/ : رِيحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ .

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ جب

قریش نے مجھ کو (واقعۂ معراج کے سلسلے میں) جھٹلایا، تو میں کعبہ کے مقام حجر میں کھڑا ہوا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو ظاہر کر دیا، میں اسے دیکھ دیکھ کر ایک ایک علامت بیان کرنے لگا۔ یعقوب بن ابراہیم نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کہا کہ ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے بیان کیا، انہوں نے اپنے چچا ابن شہاب سے، پھر یہی حدیث بیان کی، اس میں اتنا اضافہ ہے کہ جب رات کو مجھے بیت المقدس لے جایا گیا، کفار قریش نے مجھے جھٹلایا۔ "قاصف" وہ آندھی جو ہر چیز کو تباہ کر دے۔

٢٠١ - باب : «وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ» /٧٠/.

كَرَّمْنَا وَأَكْرَمْنَا وَاحِدٌ . «ضِعْفَ الحَيَاةِ» عَذَابَ الحَيَاةِ . «وَضِعْفَ الْمَمَاتِ» /٧٥/ : عَذَابَ المَمَاتِ . «خِلَافَكَ» /٧٦/ : وَخَلْفَكَ سَوَاءٌ . «وَنَأَى» /٨٣/ : تَبَاعَدَ . «شَاكِلَتِهِ» /٨٤/ : نَاحِيَتِهِ ، وَهِيَ مِنْ شَكْلَتُهُ . «صَرَّفْنَا» /٤١ ، ٨٩/ : وَجَّهْنَا . «قَبِيلاً» /٩٢/ : مُعَايَنَةً وَمُقَابَلَةً ، وَقِيلَ : الْقَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا . «خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ» /١٠٠/ : أَنْفَقَ الرَّجُلُ أَمْلَقَ ، وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ . «قَتُورًا» /١٠٠/ : مُقَتِّرًا . «لِلْأَذْقَانِ» /١٠٧ ، ١٠٩/ : مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ ، وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «مَوْفُورًا» /٦٣/ : وَافِرًا . «تَبِيعًا» /٦٩/ : ثَائِرًا ، وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : نَصِيرًا . «خَبَتْ» /٩٧/ : طَفِئَتْ .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «لَا تُبَذِّرْ» /٢٦/ : لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ . «ٱبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ» /٢٨/ : رِزْقٍ . «مَثْبُورًا» /١٠٢/ : مَلْعُونًا . «لَا تَقْفُ» /٣٦/ : لَا تَقُلْ . «فَجَاسُوا» /٥/ : تَيَمَّمُوا . يُزْجِي الْفُلْكَ : يُجْرِي الْفُلْكَ . «يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ» /١٠٧ ، ١٠٩/ : لِلْوُجُوهِ .

ترجمہ

اور ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔ "کرمنا" اور "أکرمنا" دونوں کا ایک معنی ہے۔ "ضعف الحیاۃ" زندگی کا عذاب۔ "ضعف الممات" موت کا عذاب۔ "خلافك" اور "خلفك" دونوں کا ایک معنی ہے، یعنی تمہارے بعد۔ "نأی" دور ہوا۔ "شاکلتہ" اپنے راستے پر اور طریقے پر۔ "شکل" سے نکلا ہے، جس کے معنی مثل اور نظیر کے ہیں۔ "صرَّفنا" طرح طرح سے بیان کرنا۔ "قبیلا" آنکھوں کے سامنے، روبرو۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ "قابلة" سے نکلا ہے، جس کے معنی "دائی" کے ہیں، اس لئے کہ وہ بھی زچگی کراتے وقت عورت کے مقابلے میں ہوتی ہے اور اس کا بچہ قبول کرتی ہے۔ "خشیة الإنفاق" کے معنی فقیر ہونا، مفلس ہونا۔ "أنفق الرجل" جب وہ مفلس ہو جائے۔ "نَفِق الشيء" جب کوئی

شے تمام ہوجائے۔ "قتوراً"، بمعنی بخیل۔ "الأذقان" "ذقن" کی جمع ہے۔ دونوں جبڑوں کے ملنے کی جگہ کو "ذقن" کہتے ہیں۔ امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ "موفورا" کا معنی ہے: پورا پورا۔ "تبیعاً"، بمعنی بدلہ لینے والا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "تبیعا" کے معنی مددگار کے ہیں۔ "خَبَتْ" بجھ گئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: "لا تبذِّرُوا" کے معنی ہیں: ناجائز کاموں میں اپنا پیسہ خرچ کرنا۔ "ابتغاء رحمة" روزی کی تلاش میں۔ "مبثور" ملعون۔ "لا تقف" مت کہہ۔ "جاسوا" انہوں نے قصد کیا۔ "یزجي الفلك" کشتی چلاتا ہے۔ "یخرون للأذقان" منہ کے بل گر پڑتے ہیں۔

٢٠٢ - باب: قَوْلِهِ: «وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا». الآيَةَ /١٦.

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جب ہم ارادہ کر لیتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کریں گے تو اس بستی کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں''۔

٤٤٣٤: حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قالَ: كُنَّا نَقُولُ لِلْحَيِّ إِذَا كَثُرُوا فِي الجَاهِلِيَّةِ: أَمِرَ بَنُو فُلَانٍ.
حدّثنا الحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقالَ: أَمَرَ.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب جاہلیت کے زمانے میں کسی قبیلے کی تعداد بہت زیادہ ہوجاتی تھی تو ہم کہتے تھے کہ "أَمِرَ بنو فلان"، یعنی فلاں قبیلہ بڑھ گیا۔ حمیدی کے طریق میں "أَمَرَ بنو فلان" ہے۔

تشریح

امام بخاریؒ "أمرنا مترفیها" میں مختلف قرأتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔ جمہور کی قرأت "أمرنا" ہے ''نصر ینصر'' سے، حکم دینے کے معنی میں ہے۔ ترجمہ ہوگا: جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں، (یعنی انبیاء کے ذریعہ ہم ان کو ایمان واطاعت کا حکم دیتے ہیں، پھر جب وہ فسق کرتے ہیں تو ہم ان کو تباہ کرتے ہیں۔

دوسری قرأت "أَمِرْنَا مترفیها" ہے، ''سمع یسمع'' سے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، جس کے معنی بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہیں۔ یہاں اس کے معنی "كَثَّرْنَا" ہے، یعنی اس بستی میں ہم عیش پرست لوگوں کی تعداد بڑھا دیتے ہیں، یہ لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ کہتے ہیں: "أَمِرَ بنو فلان" فلاں

خاندان بڑھ گیا۔"أمِرهم الله" اللہ ان کو بڑھائے۔

٢٠٣ - باب : «ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كانَ عَبْدًا شَكُورًا» /٣/ .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے ان لوگوں کی نسل جنہیں ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا، بے شک وہ بڑے شکر گزار بندے تھے"۔

٤٤٣٥ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ : أَخبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : أُتِيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِلَحْمٍ ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ ٱلذِّرَاعُ ، وَكانَتْ تُعْجِبُهُ ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قالَ : (أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَهَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذٰلِكَ ؟ يَجْمَعُ ٱللهُ النَّاسَ الْأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ في صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، يُسْمِعُهُمُ ٱلدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ ما لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ ، فَيَقُولُ النَّاسُ : أَلَا تَرَوْنَ ما قَدْ بَلَغَكُمْ ، أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ : عَلَيْكُمْ بِآدَمَ ، فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُونَ لَهُ : أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ ، خَلَقَكَ ٱللهُ بِيَدِهِ ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ ، ٱشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى ما نَحْنُ فِيهِ ، أَلَا تَرَى إِلَى ما قَدْ بَلَغَنَا ؟ فَيَقُولُ آدَمُ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، ٱذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، ٱذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ . فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ : يَا نُوحُ ، إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ ، وَقَدْ سَمَّاكَ ٱللهُ عَبْدًا شَكُورًا ، ٱشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى ما نَحْنُ فِيهِ ؟ فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ كانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، ٱذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، ٱذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ . فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ : يَا إِبْرَاهِيمُ ، أَنْتَ نَبِيُّ ٱللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ ، ٱشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى ما نَحْنُ فِيهِ ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ - فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ في الحَدِيثِ - نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، ٱذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، ٱذْهَبُوا إِلَى مُوسَى . فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ : يَا مُوسَى ، أَنْتَ رَسُولُ ٱللهِ ، فَضَّلَكَ ٱللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ ، ٱشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى ما نَحْنُ فِيهِ ؟ فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ

الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى عِيسٰى . فَيَأْتُونَ عِيسٰى فَيَقُولُونَ : يَا عِيسٰى ، أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ، اشْفَعْ لَنَا ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ؟ فَيَقُولُ عِيسٰى : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ قَطُّ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ - وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا - نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ . فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا ﷺ فَيَقُولُونَ : يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ ، وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ ؟ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ، ثُمَّ يُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ ، سَلْ تُعْطَهْ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ : أُمَّتِي يَا رَبِّ ، أُمَّتِي يَا رَبِّ ، فَيُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ، ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ ، أَوْ : كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى) . [ر : ٣١٦٢]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا، اس میں سے دست کا گوشت اٹھا کر دیا گیا، وہ آپ کو بہت پسند تھا، آپ نے دانت مبارک سے اسے ایک بار چبا کر فرمایا: قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا، کیا اس کی وجہ تمہیں معلوم ہے؟ اللہ تعالیٰ اول وآخر کے تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا، پکارنے والا اپنی آواز انہیں سنا سکے گا اور دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے گا، سورج قریب آجائے گا، لوگوں کو اتنا غم اور تکلیف ہوگی کہ برداشت نہ کرسکیں گے۔ آخر آپس میں کہیں گے: دیکھتے ہو کیسی مشکل آپڑی ہے، کسی ایسے شخص کی تلاش کیوں نہیں کرتے جو پروردگار کے ہاں شفاعت کرے، چنانچہ مشورہ کر کے کہیں گے: حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: آپ پوری انسانیت کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک ہاتھ (قدرت) سے (سب سے پہلے) آپ کو پیدا کیا، اپنی پیدا کردہ روح آپ میں ڈالی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں، آپ ہماری سفارش کریں، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کتنی بڑی تکلیف میں ہیں، ہماری مشکل کس حد تک پہنچ چکی

ہے۔آدم علیہ السلام کہیں گے: آج اللہ تعالیٰ ایسے جلال میں ہے کہ نہ کبھی ایسے جلال میں ہوا، نہ اس کے بعد ہوگا، اس نے مجھے ایک درخت کا (پھل) کھانے سے منع کیا تھا اور میں نے غلطی سے کھا لیا، مجھے اپنی اور صرف اپنی جان کی فکر پڑی ہے، تم اور کسی پاس جاؤ، نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، چنانچہ تمام لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: اے نوح! آپ سب سے پہلے رسول ہیں جو زمین کی طرف بھیجے گئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو (قرآن میں) ''عبداً شکوراً'' فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری شفاعت کیجئے، دیکھئے ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں، وہ کہیں گے: اللہ تعالیٰ بڑے جلال میں ہے کہ نہ کبھی ایسے جلال میں ہوا، نہ کبھی آئندہ ہوگا۔ میں نے اپنی قوم کے لئے بدعا کی تھی، (وہ ہلاک ہوگئی، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دینا بہتر تھا) نفسی نفسی کا وقت ہے، کسی دوسرے کے پاس چلے جاؤ، چنانچہ وہ سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور پوری دنیا میں اس کے خلیل (گہرے دوست) ہیں، پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کیجئے، دیکھیں ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں، وہ کہیں گے: آج پروردگار بڑے غضب میں ہے کہ نہ کبھی پہلے ہوا، نہ آئندہ ہوگا۔ میں نے دنیا میں تین جھوٹ بولے تھے۔ ــــ ابوحیان راوی نے اس حدیث میں تین جھوٹی باتوں کا ذکر کیا ہے ــــ آج نفسی نفسی کا وقت ہے، کسی اور کے پاس جاؤ۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ ان سے عرض کریں گے: اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت دے کر اور آپ سے کلام کر کے دوسرے لوگوں پر آپ کو فضیلت دی ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے لئے شفاعت کیجئے، دیکھئے ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے: آج تو اللہ تعالیٰ بڑے غضب میں ہے، اتنے غضب میں نہ کبھی پہلے ہوا، نہ آئندہ ہوگا۔ مجھ سے ایک شخص کا خون ہوگیا تھا، آج نفسی نفسی کا وقت ہے اور کہیں جاؤ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، چنانچہ سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے: آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام کو عنایت فرمایا تھا اور آپ اللہ کی (پیدا کردہ) روح ہیں، آپ نے گود میں رہ کر بچپن میں لوگوں سے کلام کیا تھا، کچھ ہماری سفارش کیجئے، دیکھئے ہم کتنی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: آج تو پروردگار اتنے جلال میں ہے کہ نہ کبھی اتنے جلال میں پہلے ہوا، نہ آئندہ ہوگا۔ راوی نے حضرت عیسیٰ کی جانب سے کسی کوتاہی کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت عیسی نے کہیں گے: آج نفسی نفسی کا وقت ہے اور کہیں جاؤ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ یہ سن کر سب میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء میں آخری نبی ہیں، (آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے)، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام کوتاہیاں (اول تو ہیں ہی نہیں اور بالفرض ہوں بھی تو) معاف کر دینے کا (دنیا میں بذریعہ قرآن) اعلان کر دیا ہے۔ آپ ذرا ہماری سفارش کیجئے، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا کیا حال ہو رہا ہے،

کتنی مصیبت عظمی میں ہم گرفتار ہیں، چنانچہ میں سنتے ہی میدان حشر سے چلوں گا اور عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ میں گر پڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی حمد وثناء کے وہ کلمات القاء کرے گا جو کسی کو نہیں بتلائے ہوئے ہوں گے (اور وہ میری زبان سے نکلیں گے)، پھر ارشاد ہوگا: محمد! اپنا سر اٹھائیں، مانگیں جو مانگنا ہے۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت منظور ہوگی۔ میں سر اٹھا کر عرض کروں گا: باری تعالیٰ میری امت پر رحم فرما۔ ارشاد ہوگا: اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جنہیں بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخلے کی اجازت ہے بہشت کے دائیں دروازے سے لے جایئے اور یہ لوگ باقی دروازوں سے بھی اور لوگوں کی طرح جنت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے قبضے میں میری جان ہے، بہشت کا ہر ایک دروازہ اتنا کشادہ ہے جتنا مکہ اور حمیر، یا مکہ اور بصریٰ کا درمیانی فاصلہ ہے۔

٢٠٤ – باب : «وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا» /٥٥/ .

ترجمہ

اللہ کا ارشاد ہے: ''ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی''۔

٤٤٣٦ : حدّثني إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ هَمَّامٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقِرَاءَةُ ، فكانَ يَأْمُرُ بِدَابَّتِهِ لِتُسْرَجَ ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ – يَعْنِي – الْقُرْآنَ) . [ر : ١٩٦٧]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام پر پڑھنا (یعنی زبور کی تلاوت) آسان کر دیا گیا تھا، چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے، زین کے کسے جانے سے پہلے پڑھ لیتے، (یعنی اللہ کی کتاب)۔

٢٠٥ – باب :
«قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلاً» /٥٦/ .

ترجمہ

''آپ کہیے تم جن کو اللہ کے سوا معبود قرار دیتے ہو، ذرا ان کو پکارو تو سہی، نہ وہ تمہاری تکلیف دور کر سکتے ہیں اور نہ اسے بدل سکتے ہیں''۔

٤٤٣٧ : حدّثني عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا يَحْيَى : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ : «إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ» . قالَ : كانَ نَاسٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَاسًا مِنَ ٱلْجِنِّ ، فَأَسْلَمَ ٱلْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هٰؤُلَاءِ بِدِينِهِمْ . زَادَ الْأَشْجَعِيُّ : عَنْ سُفْيَانَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ : «قُلِ ٱدْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ» . [٤٤٣٨]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ "إلىٰ ربهم الوسيلة" کا نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنات کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اتفاق سے وہ جنات مسلمان ہو گئے، مگر پجاری بدستور انہی کی پرستش کرتے رہے، شرک پر قائم رہے۔ عبیداللہ اشجعی نے اس روایت کو سفیان ثوری سے روایت کیا، انہوں نے اعمش سے، اس میں مذکورہ بالا شانِ نزول آیت ﴿قل ادعو الذين زعمتم من دونه﴾ کا بیان کیا گیا ہے۔

٢٠٦ – باب : «أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ» . الآيَةَ /٥٧/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وہ لوگ جن کو مشرکین اپنی حاجت روا ہی اور مشکل کشائی کے لئے پکار رہے ہیں، وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ ڈھونڈ رہے ہیں''۔

٤٤٣٨ : حدّثنا بِشْرُ بْنُ خالِدٍ : أَخْبَرَنَا محمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سُلَيْمانَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ : فِي هٰذِهِ الآيَةِ : «الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ» . قالَ : كانَ نَاسٌ مِنَ ٱلْجِنِّ يُعْبَدُونَ ، فَأَسْلَمُوا . [ر : ٤٤٣٧]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ﴿الذين يدعون إلى ربهم الوسيلة﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ یہ ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو جنات کی عبادت کیا کرتے تھے، پھر وہ جنات تو مسلمان ہو گئے، (مگر وہ پجاری اپنے عقائد پر قائم رہے)۔

٢٠٧ – باب : «وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ» /٦٠/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ہم نے شب معراج میں جو حالت بیداری میں آپ کو دکھایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی تھی، ہم نے ان دونوں چیزوں کو ان کے لئے موجبِ گمراہی قرار دیا'' (یعنی ان لوگوں نے ان دونوں کو سن کر ان کی تکذیب کی تو اس بنا پر کی کہ ایک رات کی قلیل مدت میں ملک شام جانا اور پھر آسمان پر جانا ان کے نزدیک ممکن نہ تھا اور شجرۂ زقوم کی تکذیب اس بنا پر کی کہ اس کو دوزخ کے اندر بتلایا جاتا ہے، آگ میں کوئی درخت کیسے رہ سکتا ہے، اگر ہو بھی تو جل جائے گا، حالانکہ نہ طویل سفر کرنا محال ہے، نہ آسمان پر جانا ناممکن، آگ میں درخت کا وجود کوئی محال نہیں کہ کسی درخت کا مزاج ہی اللہ تعالیٰ ایسا بنا دیں کہ وہ پانی کی بجائے آگ سے پرورش پائے۔

٤٤٣٩ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : «وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ» . قالَ : هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ ، أُرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ . «وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ» شَجَرَةُ الزَّقُّومِ . [ر : ٣٦٧٥]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ آیت ﴿وما جعلنا الرؤيا التي أريناك إلا فتنة للناس﴾ میں ''رؤیا'' سے آنکھ کا دیکھنا (بحالت بیداری) مراد لیتے ہیں، یعنی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج میں دکھایا گیا۔ ''شجرہ ملعونہ'' سے ''زقوم'' یعنی ''تھوہر'' کا درخت مراد ہے۔

تشریح

''زقوم'' جہنم کے ایک درخت کا نام ہے۔ ''تھوہر'' جو دوزخیوں کی غذا بنے گا، جب اسے کھائیں گے تو گلے میں پھنسے گا، جب کہ مشرکین اس بات پر متعجب تھے کہ آگ میں کیونکر درخت اُگے گا۔

''رویا'' کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ''رویا عین'' مراد ہے اور یہ واقعہ ہے جو بیداری کی حالت میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر ساتوں آسمانوں تک دکھایا گیا۔ بعض کے نزدیک اس ''رویا'' سے مراد مقتولین بدر ہیں کہ ان کی جگہ دکھائی گئی تھی۔ بعض کے نزدیک ''رویا حدیبیہ'' مراد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب دکھایا گیا کہ آپ صحابہ کے ساتھ عمرہ ادا کرنے گئے ہوئے ہیں۔

٢٠٨ - باب : «إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا» /٧٨/ .

قَالَ مُجَاهِدٌ : صَلَاةَ الْفَجْرِ .

ترجمہ

''بے شک صبح کی نماز فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے''۔ مجاہدؒ نے کہا کہ آیت میں ''قرآن فجر'' سے مراد ''نماز فجر'' ہے اور عصر کی نماز میں فرشتوں کی دونوں جماعتیں مجتمع ہوتی ہیں۔

٤٤٤٠ : حدَّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَٱبْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (فَضْلُ صَلَاةِ الجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً ، وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ) . يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ : ٱقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ : «وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا» . [ر : ٦٢٢]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''با جماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے سے پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ رات دن کے فرشتے نماز فجر میں جمع ہوتے ہیں''۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو: ﴿وقرآن الفجر کان مشھودا﴾.

٢٠٩ - باب : «عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا» /٧٩/ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''وعدہ ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا''۔ ''مقام محمود'' سے مراد ''شفاعتِ کبریٰ'' کا مقام ہے جو حشر میں تمام بنی آدم کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوگا۔

٤٤٤١ : حدَّثني إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ، عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ : سَمِعْتُ ٱبْنَ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا ، كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ : يَا فُلَانُ ٱشْفَعْ ، يَا فُلَانُ ٱشْفَعْ ، حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَذٰلِكَ

يَوْمَ يَبْعَثُهُ ٱللَّهُ ٱلْمَقَامَ الْمَحْمُودَ .

ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ قیامت کے دن لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے۔ ہر پیغمبر اپنے پروردگار کے پاس جا کر طلب شفاعت کرے گا اور عرض کرے گا: اے رسول! ہماری شفاعت کیجئے، (مگر سب انکار کریں گے)۔ بالآخر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی شفاعت فرمائیں گے اور یہی وہ دن ہو گا جس دن اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔

٤٤٤٢ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ : حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنْ محمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ : (مَنْ قالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ : اللَّهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ ٱلدَّعْوَةِ التَّامَّةِ ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ ، وَٱبْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ) .

رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . [ر : ٥٨٩]

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اذان سنے، پھر یہ دعا پڑھے: "اللّٰهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة ات محمدا الوسيلة والفضيلة، وابعثه مقاماً محموداً الذي وعدته" تو قیامت کے دن اسے میری شفاعت نصیب ہو گی''۔

٢١٠ – باب : «وَقُلْ جاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كانَ زَهُوقًا» /٨١/ .

يَزْهَقُ : يَهْلِكُ .

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بس آپ کہہ دیجئے کہ اب امن وحق غالب ہونے کو آیا اور باطل گیا گزرا ہوا، بلاشبہ باطل تھا ہی مٹنے والا''۔ "یزھق" باب "فتح یفتح" سے آیا ہے، اس کے معنی ''نیست و نابود ہونا'' ہے۔

٤٤٤٣ : حدّثنا الحُمَيْدِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ ٱبْنِ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ ، وَحَوْلَ الْبَيْتِ

سِتُّونَ وَثَلَاثُمِائَةِ نُصُبٍ ، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ : «جاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كانَ زَهُوقًا» . «جاءَ الْحَقُّ وَما يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَما يُعِيدُ» . [ر : ٢٣٤٦]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے، اس وقت کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی ایک ایک بت کو ٹوکا دے کر تلاوت فرمار ہے تھے: ﴿جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا﴾ اور یہ آیت تلاوت فرماتے: ﴿جاء الحق وما يبدئ الباطل وما يعيد﴾.

٢١١ - باب : «وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ» /٨٥/ .

٤٤٤٤ : حدّثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ : بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرْثٍ ، وَهْوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ ، إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ ؟ فَقَالَ : ما رَابَكُمْ إِلَيْهِ ؟ وَقالَ بَعْضُهُمْ : لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تكْرَهُونَهُ ، فَقَالُوا : سَلُوهُ ، فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ ، فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ ، فَقُمْتُ مَقَامِي ، فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قالَ : «وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَما أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلاً» . [ر : ١٢٥]

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک کھیت میں تھا، آپ کھجور کی ایک چھڑی سے ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ چند یہودی اس طرف سے گزر رہے تھے، وہ آپس میں کہنے لگے آ ؤان (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روح کی حقیقت دریافت کریں، ساتھ ہی انہوں نے کہا کیوں ایسی کیا ضرورت ہے۔ بعضوں نے کہا: ایسا نہ ہو کہ وہ ایسی بات کہہ دیں جو تم کو ناگوار گزرے (اس بحث کے بعد کہنے لگے)، اچھا دریافت تو کرو۔ غرض انہوں نے پوچھا: روح کیا چیز ہے؟ آپ خاموش رہے (تھوڑی دیر تک)، انہیں کوئی جواب نہیں دیا، میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، اس لئے میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ وحی نازل ہونے کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ويسئلونك عن الروح قل الروح من أمر ربي وما أوتيتم من العلم إلا قليلاً﴾.

تشریح

''روح'' کی حقیقت اور کنہ معلوم کرنا عام انسان کے بس کی بات نہیں، لیکن جس طرح روح کے خالق کو صفات کے ساتھ پہچانا جاتا ہے، اسی طرح روح کو بھی اس کی صفات سے پہچانا جاتا ہے۔ متکلمین کے ہاں روح ایک لطیف نورانی جسم ہے اور انسان کے بدن میں وہ اس طرح سرایت کرتا ہے جیسے عرق گلاب میں گلاب۔ فلاسفہ کے ہاں روح جوہر ہے جو مجرد عن المادہ ہے، جسم سے اس کا تعلق تصرف اور تدبر کا ہے، وہ جسم سے نہ خارج ہے نہ داخل، نہ جسم سے متصل ہے اور نہ ہی منفصل۔ جس روح کے متعلق یہود نے سوال کیا تھا، اس سے کون سی ''روح'' مراد ہے؟ راجح قول یہی ہے کہ یہ سوال روح انسانی کے متعلق تھا، جب کہ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اس روح سے مراد روح جبرائیل تھا، لیکن علماء نے ان کے اس قول کو مرجوح قرار دیا ہے۔

٢١٢ – باب : «وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا» /١١٠/ .

ترجمہ

''اور آپ اپنی نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھئے اور نہ بہت آہستہ''۔

٤٤٤٥ : حدّثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ : حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : «وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا» . قالَ : نَزَلَتْ وَرَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ ، كانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ ، فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جاءَ بِهِ ، فَقَالَ ٱللّٰهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ : «وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ» أَيْ بِقِرَاءَتِكَ ، فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ «وَلَا تُخَافِتْ بِهَا» عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ «وَٱبْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلاً» . [٧٠٥٢ ، ٧٠٨٧ ، ٧١٠٨]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکہ میں چھپے رہتے، آپ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن پڑھتے۔ مشرکین جب سنتے تو خود قرآن کو اور قرآن نازل کرنے والے کو اور اس کو جو قرآن لے کر اترا برا بھلا کہتے تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ ﴿ولا تجهر بصلاتك﴾ اپنی قرأت خوب جہر سے نہ کیجئے کہ مشرکین سنیں اور قرآن کو برا کہیں اور نہ اتنا آہستہ کے اپنے اصحاب کو نہ

سنا سکیں، بلکہ درمیانی آواز سے پڑھے۔

٤٤٤٦ : حدّثني طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ : حَدَّثَنَا زَائِدَةُ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قالَتْ : أُنْزِلَ ذٰلِكَ في ٱلدُّعاءِ . [٥٩٦٨ ، ٧٠٨٨]

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آیت کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی۔

تشریح

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے پتہ چلا کہ یہ آیت ''قرأت صلوٰۃ'' کے بارے میں نازل ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی۔ بظاہر تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دعا چونکہ جزوِ نماز ہے، سو یہاں جز بول کر کل مراد لیا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ دو مرتبہ نازل ہوئی ہو، ایک مرتبہ نماز کے متعلق، دوسری مرتبہ دعا کے متعلق، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک نے اپنے علم کے مطابق شان نزول بیان کیا ہو۔

٢١٣ - باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ الْكَهْفِ .

وَقالَ مُجاهِدٌ : «تَقْرِضُهُمْ» /١٧/ : تَتْرُكُهُمْ . «وَكانَ لَهُ ثُمُرٌ» /٣٤/ : ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ ، وَقالَ غَيْرُهُ : جَماعَةُ الثَّمَرِ . «بَاخِعٌ» /٦/ : مُهْلِكٌ . «أَسَفًا» /٦/ : نَدَمًا . «الْكَهْفِ» /٩/ : الْفَتْحُ في الجَبَلِ . «وَالرَّقِيمِ» /٩/ : الْكِتَابُ . «مَرْقُومٌ» /المطففين: ٢٠/ : مَكْتُوبٌ ، مِنَ الرَّقْمِ . «رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ» /١٤/ : أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا . «لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا» /القصص: ١٠/ . «شَطَطًا» /١٤/ : إِفْرَاطًا . «الْوَصِيدِ» /١٨/ : الْفِنَاءُ ، جَمْعُهُ : وَصَائِدُ وَوُصُدٌ . وَيُقَالُ : الْوَصِيدُ الْبَابُ . «مُؤْصَدَةٌ» /البلد: ٢٠/ و /الهمزة: ٨/ : مُطْبَقَةٌ ، آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ . «بَعَثْنَاهُمْ» /١٩/ : أَحْيَيْنَاهُمْ . «أَزْكَى» /١٩/ : أَكْثَرُ ، وَيُقَالُ : أَحَلُّ ، وَيُقَالُ : أَكْثَرُ رَيْعًا . قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «أُكُلَهَا» . وَقالَ غَيْرُهُ : «وَلَمْ تَظْلِمْ» /٣٣/ : لَمْ تَنْقُصْ .

وَقالَ سَعِيدٌ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : «الرَّقِيمِ» اللَّوْحُ مِنْ رَصَاصٍ ، كَتَبَ عامِلُهُمْ أَسْمَاءَهُمْ ، ثُمَّ طَرَحَهُ في خِزَانَتِهِ ، فَضَرَبَ ٱللّٰهُ عَلَى آذَانِهِمْ فَنَامُوا .

وَقالَ غَيْرُهُ : وَأَلَتْ تَئِلُ تَنْجُو ، وَقالَ مُجاهِدٌ : «مَوْئِلًا» /٥٨/ : مَحْرِزًا . «لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا» /١٠١/ : لَا يَعْقِلُونَ .

وقال مجاهد: تقرضهم ..... إلخ

امام مجاہدؒ کہتے ہیں کہ "تقرضهم" کا معنی ہے: انہیں چھوڑ دیتا ہے (کترا جاتا ہے)۔ "وكان له ثُمُرٌ" میں "ثمر" سے مراد سونا چاندی ہے۔ دوسرے لوگوں نے "ثُمُرٌ" کو "ثَمَرٌ" بمعنی پھل کی جمع کہا ہے۔ "باخع" ہلاک کرنے والا۔ "أسفا" بمعنی ندامت اور رنج۔ "كهف" پہاڑ کی کھوہ۔ "رقيم" بمعنی "مرقوم" "رقم" سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، بمعنی کتاب۔ "ربطنا علىٰ قلوبهم" ہم نے ان کے دلوں میں صبر ڈالا، جیسے سورۂ قصص میں ہے: ﴿لولا أن ربطنا على قلبها﴾ اس کے بھی وہی معنی ہیں۔ "شططاً" حد سے بڑھ جانا۔ "مرفق" جس چیز پر تکیہ لگایا جائے۔ "تَزَاوَرُ" "زور" سے نکلا ہے، اس کے معنی جھکنے وار مائل ہونے کے ہیں۔ اسی سے "أَزْوَرُ" بہت جھکنے والا۔ "فجوة" کشادہ جگہ، اس کی جمع "فجوات" اور "فجاء" ہے، جیسے "ركوة" کی جمع "ركاء" ہے۔ "وصيد" آنگن، اس کی جمع "وصائد" اور "وُصُدٌ" ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ "وصيد" بمعنی دروازہ ہے۔ "مؤصدة" بمعنی بند کی ہوئی۔ عرب کہتے ہیں: "آصد الباب" اور "أوصد الباب" یعنی دروازہ بند کر دیا۔ "بعثناهم" ہم نے انہیں زندہ کیا۔ "أزكى طعاما" جو بستی کی اکثر خوراک ہے یا جو بہت پاکیزہ اور حلال ہے یا جو خوب پک کر بڑھ گیا ہو۔ "أكلها" بمعنی اس کا میوہ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: "لم تظلم" کا معنی ہے: میوہ کم نہ ہوا۔ سعید کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے مروی کہ "رقیم" سے مراد ایک تختی ہے جس پر حاکم وقت نے اصحابِ کہف کے نام لکھ کر اپنے خزانے میں ڈال لی تھی۔ ﴿فضرب الله على آذانهم﴾ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کان بند کر دیئے (ان پر پردہ ڈال دیا)، وہ سو گئے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور حضرات کہتے ہیں کہ "موئلا" "وَأَل يئِل" سے نکلا ہے، بمعنی نجات پانا۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ "موئل" سے مراد محفوظ مقام ہے۔ "لا يستطيعون سمعا" کہ عقل نہیں رکھتے۔

٢١٤ - باب: «وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلاً» /٥٤/.

ترجمہ

"آدمی جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے"۔

٤٤٤٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ، قَالَ: (أَلَا تُصَلِّيَانِ). [ر: ١٠٧٥]

«رَجْمًا بِالْغَيْبِ» /٢٢/: لَمْ يَسْتَبِنْ. «فُرُطًا» /٢٨/: نَدَمًا. «سُرَادِقُهَا» /٢٩/: مِثْلُ السُّرَادِقِ، وَالْحُجْرَةِ الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ. «يُحَاوِرُهُ» /٣٤، ٣٧/: مِنَ الْمُحَاوَرَةِ. «لٰكِنَّا هُوَ ٱللهُ رَبِّي» /٣٨/: أَيْ لٰكِنْ أَنَا هُوَ ٱللهُ رَبِّي، ثُمَّ حَذَفَ الْأَلِفَ وَأَدْغَمَ إِحْدَى النُّونَيْنِ

فِي الْأُخْرَى . «وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا» /٣٣/ : يَقُولُ : بَيْنَهُمَا . «زَلَقًا» /٤٠/ : لَا يَثْبُتُ فِيهِ قَدَمٌ . «هُنَالِكَ الْوِلَايَةُ» /٤٤/ : مَصْدَرُ الْوَلِيِّ . «عُقُبًا» /٤٤/ : عَاقِبَةٌ وَعُقْبَى وَعُقْبَةٌ وَاحِدٌ ، وَهِيَ الْآخِرَةُ . «قِبَلًا» وَ «قُبُلًا» /٥٥/ : وَقَبَلًا : اسْتِئْنَافًا . «لِيُدْحِضُوا» /٥٦/ : لِيُزِيلُوا ، الدَّحْضُ الزَّلَقُ .

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے (حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم دونوں تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟

"رجماً بالغیب" سنی سنائی، بذات خود کچھ علم نہیں۔ "فرطاً" ندامت، شرمندگی۔ "سرادقها" یعنی قناتوں کی طرح سب طرف سے ان کو آگ گھیر لے گی، جیسے کوٹھڑی کو سب طرف سے خیمے گھیر لیتے ہیں۔ "یحاورہ" "محاورة" سے نکلا ہے بمعنی گفتگو اور تکرار کرنا۔ ﴿لکنّا هو الله ربي﴾ دراصل "لکن أنا هو الله ربي" تھا۔ "أنا" کا ہمزہ حذف کر کے نون کو نون میں ادغام کردیا، "لکنّا" ہوگیا۔ "زلقا" چکنا اور صاف جس پر پاؤں پھسلے (جم نہ سکے)۔ "هنالك الولایة" "ولي" کا مصدر ہے، بمعنی حکومت وسلطنت۔ "عُقُباً" "عاقبة، عقبیٰ اور عُقُبَةٌ" سب کا ایک ہی معنی ہے، یعنی آخرت۔ "قِبَلا وقُبُلا وقَبَلاً" (تینوں طرح پڑھنا درست ہے)، یعنی سامنے آنا۔ "لِیُدْحِضُوا" "الدَّحْضُ" سے نکلا ہے، یعنی پھسلانا (حق بات کو ناحق کرنا)۔

٢١٥ – باب : «وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا» /٦٠/ : زَمَانًا ، وَجَمْعُهُ أَحْقَابٌ .

ترجمہ

"اور وہ وقت یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم (یوشع بن نون) سے کہا کہ میں برابر چلتا رہوں گا، یہاں تک کہ اس موقعہ تک پہنچ جاؤں جہاں دو دریا آپس میں ملے ہیں یا یوں ہی میں زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا"۔

"حُقُباً" زمانہ، اس کی جمع "أحقاب" ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ "حقب" ستر یا اسی سال کا ہوتا ہے۔

٤٤٤٨ : حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ جُبَيْرٍ قَالَ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ : إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَى صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ : حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ : أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : (إِنَّ مُوسَى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ ، فَسُئِلَ : أَيُّ النَّاسِ

أَعْلَمُ ؟ فَقَالَ : أَنَا ، فَعَتَبَ ٱللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ ، فَأَوْحَى ٱللّٰهُ إِلَيْهِ : إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ ، قَالَ مُوسٰى : يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ ؟ قَالَ : تَأْخُذُ مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ ، فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الحوتَ فَهُوَ ثَمَّ ، فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ ، ثُمَّ ٱنْطَلَقَ وَٱنْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ ، حَتَّى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُوسَهُمَا فَنَامَا ، وَاضْطَرَبَ الحُوتُ فِي المِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ ، فَٱتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ، وَأَمْسَكَ ٱللّٰهُ عَنِ الحُوتِ جِرْيَةَ المَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ ، فَلَمَّا ٱسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالحوتِ ، فَٱنْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا ، حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوسٰى لِفَتَاهُ : آتِنَا غَدَاءَنَا ، لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ، قَالَ : وَلَمْ يَجِدْ مُوسٰى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَا المَكَانَ الَّذِي أَمَرَ ٱللّٰهُ بِهِ ، فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ : أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ ، فَإِنِّي نَسِيتُ الحُوتَ ، وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ، وَٱتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ، قَالَ : فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا ، وَلِمُوسٰى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا ، فَقَالَ مُوسٰى : ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي ، فَٱرْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا ، قَالَ : رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى ٱنْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ ، فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى ثَوْبًا ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسٰى ، فَقَالَ الخَضِرُ : وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ ، قَالَ : أَنَا مُوسٰى ، قَالَ : مُوسٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا ، قَالَ : إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِي صَبْرًا ، يَا مُوسٰى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ ٱللّٰهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ ، وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ ٱللّٰهِ عَلَّمَكَهُ ٱللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ ، فَقَالَ مُوسٰى : سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ ٱللّٰهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ، فَقَالَ لَهُ الخَضِرُ : فَإِنِ ٱتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ ، حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ، فَٱنْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ ، فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ ، فَعَرَفُوا الخَضِرَ فَحَمَلُوهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ ، فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ ، لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ بِالْقَدُومِ ، فَقَالَ لَهُ مُوسٰى : قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا ، لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ، قَالَ : أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ، قَالَ : لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ، قَالَ : وَقَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : وَكَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسٰى نِسْيَانًا ، قَالَ : وَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ ، فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً ، فَقَالَ لَهُ الخَضِرُ : مَا عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ ٱللّٰهِ ، إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُورُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ، ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ ، فَبَيْنَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ ، إِذْ أَبْصَرَ الخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ ، فَأَخَذَ

الخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى : أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ، لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ، قالَ : أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِي صَبْرًا ، قالَ : وَهٰذَا أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى ، قالَ : إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ، فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُما ، فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ ، قالَ : مائِلٌ ، فَقَامَ الخَضِرُ فَأَقامَهُ بِيَدِهِ ، فَقَالَ مُوسَى : قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا ، لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ، قالَ : «هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ – إِلَى قَوْلِهِ – ذٰلِكَ تَأْوِيلُ ما لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا» . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ اللهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِما) .

قالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ : فَكانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ : وَكانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا . وَكانَ يَقْرَأُ : وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكانَ كافِرًا وَكانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ . [ر : ٧٤]

ترجمہ

حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے ملے تھے، وہ بنی اسرائیل کے موسیٰ نہ تھے، (بلکہ دوسرے تھے)، تو انہوں نے کہا: جھوٹا ہے، اللہ کا دشمن۔ مجھ سے ابی بن کعب نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کھڑے ہو کر خطبہ سنایا، کسی نے ان سے پوچھا: اب لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں۔ ایسا کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا، کیونکہ انہوں نے اللہ کی طرف منسوب نہ کیا، (یوں نہیں کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے)، چنانچہ اللہ نے ان پر وحی بھیجی کہ جہاں دو دریا (روم و فارس) ملتے ہیں وہاں میرا ایک بندہ (خضر ہے) جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں اس بندے تک کیسے پہنچوں؟ حکم ہوا زنبیل میں ایک مچھلی رکھ لے، پھر یہ مچھلی جہاں گم ہو جائے (زندہ ہو کر دریا میں اچک جائے) وہیں اس شخص سے ملاقات ہوگی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسے ہی کیا، مچھلی (مردہ نمک لگی ہوئی) زنبیل میں رکھی اور (خضر کی تلاش میں) روانہ ہوئے، ان کے ساتھ ان کے خادم حضرت یوشع بن نون بھی گئے، جب صخر (پتھر) کے پاس پہنچے، اپنا سر اس پتھر پر رکھ کر سو گئے، ادھر مچھلی زنبیل میں تڑپی اور تڑپ کر دریا میں جا گری، اس نے دریا کا راستہ لیا، جہاں یہ مچھلی گئی اللہ تعالیٰ نے پانی کی روانی روک دی، اس لئے پانی ایک طاق کی شکل میں ہو گیا (یوشع اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے)، جب موسیٰ علیہ السلام جاگ گئے تو یوشع بن نون ان سے مچھلی کا واقعہ بیان کرنا بھول گئے۔ نیز موسیٰ

علیہ السلام اور یوشع بن نون باقی رات مزید چلتے رہے۔ نیز موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کہا: ذرا ناشتہ لاؤ، ہم تو اس سفر سے تھک گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو تھکاوٹ اس وقت شروع ہوئی جب وہ اس مقام سے آگے بڑھ گئے، جہاں تک جانے کا اللہ نے انہیں حکم دیا تھا، بہرحال یوشع نے انہیں اس وقت کہا: حضور! ہم نے جب (کل) پتھر کے پاس آرام کیا تھا، تو وہیں مچھلی پھدک گئی تھی، میں یہ واقعہ کہنا بھول گیا تھا، شیطان نے ہی واقعہ بھلا دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ مچھلی نے تو دریا میں اپنا راستہ بنا لیا اور موسیٰ اور یوشع کو (مچھلی کا نشان جو پانی میں ابھی تک موجود تھا) دیکھ کر تعجب ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ارے یہی تو ہماری منزل مقصود تھی، (ہم خواہ مخواہ آگے چلے گئے)، چنانچہ اب دونوں اپنے پاؤں کے نشانوں پر لوٹے، اپنے قدموں کے نشان دیکھتے جاتے اور چلتے جاتے، یہاں تک کہ پھر اسی پتھر کے پاس پہنچے، وہاں ایک شخص دیکھا جو کپڑا اوڑھے لیٹا پڑا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا، وہ کہنے لگا (آپ کون ہیں؟) آپ کے ملک میں سلام کی رسم کہاں سے آئی؟ انہوں نے کہا: میں موسیٰ ہوں۔ خضر علیہ السلام نے کہا: کیا آپ بنی اسرائیل کے موسیٰ ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو جو ہدایت کی باتیں اللہ نے تعلیم دی ہیں، وہ مجھے بھی بتلائیے، انہوں نے کہا: وہ باتیں دیکھ کر آپ سے صبر نہ ہو سکے گا۔ سنئے موسیٰ! مجھے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا علم دیا ہے جسے آپ (پوری طرح سے) نہیں جانتے اور آپ کو جس قسم کا علم دیا ہے اس کو میں (پوری طرح سے) نہیں جانتا، (دونوں ایک دوسرے کے علم کے کما حقہ واقف نہیں)۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: نہیں میں انشاء اللہ صبر کروں گا اور کسی بات میں آپ سے الجھوں گا نہیں۔ حضرت حضر علیہ السلام نے کہا کہ اچھا تو آپ میرے ساتھ رہتے ہیں، تو مجھ سے کسی بات پر بات پرس نہیں کرنا، جب تک میں خود اس کی حقیقت آپ سے بیان نہ کروں۔ (آپ نے یہ منظور کر لیا) اور دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہو گئے، اتنے میں ایک کشتی نظر آئی، ان سے سوار ہونے کے لئے کہا۔ کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان کر بغیر کرایہ کے انہیں کشتی میں بٹھایا (اور ان کے کہنے سے موسیٰ علیہ السلام اور یوشع کو بھی سوار کر دیا)، جب سب کشتی پر سوار ہو گئے تو ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کے ایک تختہ کو بسولے سے کاٹ پھینکا (اسے عیب دار کر دیا)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ان کشتی والوں نے تو ہم پر احسان کیا، بغیر کرایہ کے ہمیں بٹھا لیا اور آپ نے ان کی کشتی خراب کر دی۔ کہا: آپ انہیں غرق کرنا چاہتے ہیں، یہ تو آپ نے الٹا کام کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے کہا: میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: معاف کیجئے، میں بھول گیا، سختی نہ کیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اعتراض واقعی موسیٰ علیہ السلام نے بھولے سے کیا تھا، (انہیں اپنی شرط کا خیال نہ رہا تھا)۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک چڑیا آئی، اس نے کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر سمندر میں چونچ ماری۔ خضر علیہ السلام نے کہا: اے موسیٰ میرے اور آپ کے علم کی اللہ کے سامنے یہی مثال ہے، اس چڑیا نے چونچ میں

جتنا پانی لیا اتنا ہی ہم دونوں نے اللہ کے بحر علم سے لیا ہے۔ غرض کشتی سے اترے اور سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے، راستے میں انہوں نے ایک لڑکے کو دیکھا جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر گردن سے الگ کر کے مار دیا۔ موسیٰ علیہ السلام سے رہا نہ گیا، کہنے لگے (اے بھائی) یہ آپ نے کیا کیا!! ناحق ایک خون کا ارتکاب کیا، یہ تو بڑی بات آپ نے کی۔ خضر علیہ السلام نے کہا: آپ سے کہا تھا کہ آپ سے صبر نہ ہو سکے گا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ یہ کام تو پہلے سے بھی زیادہ شدید تھا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: (معاف کیجئے) آئندہ اگر میں اعتراض کروں تو بے شک آپ میرا ساتھ چھوڑ دیجئے، آپ کا عذر معقول ہے، چنانچہ پھر روانہ ہوئے، ایک شہر میں پہنچے، وہاں کے لوگوں سے کھانے کا سوال کیا انہوں نے کھانا نہیں کھلایا (ضیافت سے انکار کیا)، اتفاق سے وہاں ایک دیوار (کہنہ اور بوسیدہ ہو کر) گرنے کے قریب تھی۔ خضر علیہ السلام نے ہاتھ سے اسے سیدھا کر دیا، (یہ ان کی کرامت تھی)۔ موسیٰ علیہ السلام بول پڑے: ان لوگوں کے شہر میں ہم آئے، (مسافر تھے)، انہوں نے ہمیں کھانا تک نہیں کھلایا، ضیافت تک نہیں کی، آپ چاہتے تو ان سے مزدوری لیتے، (اسی سے ہم اپنا کھانا حاصل کر لیتے)۔ خضر علیہ السلام نے کہا: بس جدائی کی گھڑی آ پہنچی، آگے واقعہ ہے ﴿ذالك تأويل مالم تستطع عليه صبرا﴾ تک۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ہمیں تو آرزو رہ گئی کہ کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کئے رہتے (خاموش رہتے) تو اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کے مزید حالات وواقعات (عجائبات) ہم سے بیان کرتا"۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح پڑھتے تھے: ﴿وكان أمامهم ملك يأخذ كل سفينة صالحة غصباً﴾ اور اس طرح پڑھتے تھے: ﴿وأما الغلام فكان كافراً وكان أبواه مؤمنين﴾.

٢١٦ - باب : «فَلَمَّا بَلَغَا مجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَٱتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا» /٦١/ .
مَذْهَبًا ، يَسْرُبُ يَسْلُكُ ، وَمِنْهُ : «وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ» /الرعد: ١٠/ .

ترجمہ

"پس جب چلتے چلتے دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کے موقع پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے اور مچھلی نے (اس سے قبل زندہ ہو کر) دریا میں اپنا راستہ بنالیا سرنگ بنا کر"۔ فرماتے ہیں: آیت میں "سربا"، بمعنی راستہ چلنے کی جگہ ہے۔ "يسرب" کا معنی ہے: "يسلك"۔ اسی سے "سارب النهار" بھی ہے، دن کو گلیوں میں پھرنے والا، چلنے والا۔

٤٤٤٩ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ : أَنَّ ٱبْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ : أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ ، وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ : إِنَّا لَعِنْدَ ٱبْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهِ ، إِذْ قَالَ : سَلُونِي ،

قُلْتُ : أَيْ أَبَا عَبَّاسٍ ، جَعَلَنِي ٱللهُ فِدَاءَكَ ، بِالْكوفَةِ رَجُلٌ قاصٌّ يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ ، يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ ، أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِي : قالَ : قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ ٱللهِ ، وَأَمَّا يَعْلَى فَقَالَ لِي : قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (مُوسَى رَسُولُ ٱللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، قالَ : ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا ، حَتَّى إِذَا فاضَتِ الْعُيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلوبُ وَلَّى ، فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ : أَيْ رَسُولَ ٱللهِ ، هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ ؟ قالَ : لَا ، فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى ٱللهِ ، قِيلَ : بَلَى ، قالَ : أَيْ رَبِّ ، فَأَيْنَ ؟ قالَ : بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ ، قالَ : أَيْ رَبِّ ، ٱجْعَلْ لِي عَلَمًا أَعْلَمُ ذٰلِكَ بِهِ ، فَقَالَ لِي عَمْرٌو : قالَ : حَيْثُ يُفَارِقُكَ الحوتُ ، وَقالَ لِي يَعْلَى : قالَ : خُذْ نونًا مَيِّتًا ، حَيْثُ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ ، فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ ، فَقَالَ لِفَتَاهُ : لَا أُكَلِّفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِي بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الحوتُ ، قالَ : ما كَلَّفْتَ كَثِيرًا ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ : «وَإِذْ قالَ مُوسَى لِفَتَاهُ» . يُوشَعَ بْنِ نُونٍ ، – لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ – قالَ : فَبَيْنَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكانٍ ثَرْيَانَ ، إِذْ تَضَرَّبَ الحُوتُ وَمُوسَى نَائِمٌ ، فَقَالَ فَتَاهُ : لَا أُوقِظُهُ ، حَتَّى إِذَا ٱسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ ، وَتَضَرَّبَ الحوتُ حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ ، فَأَمْسَكَ ٱللهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ ، حَتَّى كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ . قالَ لِي عَمْرٌو : هٰكَذَا كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ – وَحَلَّقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَٱللَّتَيْنِ تَلِيانِهِمَا – لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ، قالَ : قَدْ قَطَعَ ٱللهُ عَنْكَ النَّصَبَ – لَيْسَتْ هٰذِهِ عَنْ سَعِيدٍ – أَخْبَرَهُ فَرَجَعَا ، فَوَجَدَا خَضِرًا . قالَ لِي عُثْمانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمانَ : عَلَى طِنْفِسَةٍ خَضْرَاءَ عَلَى كَبِدِ الْبَحْرِ ، قالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ : مُسَجًّى بِثَوْبِهِ ، قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقالَ : هَلْ بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ ، مَنْ أَنْتَ : قالَ : أَنَا مُوسَى ، قالَ : مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ ؟ قالَ : نَعَمْ . قالَ : فَمَا شَأْنُكَ ؟ قالَ : جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا ، قالَ : أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ ، وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ ؟ يَا مُوسَى ، إِنَّ لِي عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَعْلَمَهُ ، فَأَخَذَ طائِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ ، فَقَالَ : وَٱللهِ ما عِلْمِي وَما عِلْمُكَ فِي جَنْبِ عِلْمِ ٱللهِ ، إِلَّا كَمَا أَخَذَ هٰذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ ، حَتَّى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا ، تَحْمِلُ أَهْلَ هٰذَا السَّاحِلِ إِلَى أَهْلِ السَّاحِلِ الآخَرِ ، عَرَفُوهُ ، فَقَالُوا : عَبْدُ ٱللهِ الصَّالِحُ – قالَ : قُلْنَا لِسَعِيدٍ : خَضِرٌ ، قالَ : نَعَمْ – لَا نَحْمِلُهُ بِأَجْرٍ ، فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتِدًا ، قالَ مُوسَى : أَخَرَقْتَهَا

لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا ، لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا – قَالَ مُجَاهِدٌ : مُنْكَرًا – قَالَ : أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ، كَانَتِ الْأُولَى نِسْيَانًا ، وَالْوُسْطَى شَرْطًا ، وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا ، قَالَ : لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ، لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ . قَالَ يَعْلَى : قَالَ سَعِيدٌ : وَجَدَ غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ ، فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيفًا فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسِّكِّينِ ، قَالَ : أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ – لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ ، وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا : زَكِيَّةً زَاكِيَةً مُسْلِمَةً ، كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا – فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ – قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هٰكَذَا ، وَرَفَعَ يَدَهُ – فَاسْتَقَامَ – قَالَ يَعْلَى : حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ : فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ – لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا – قَالَ سَعِيدٌ : أَجْرًا نَأْكُلُهُ – وَكَانَ وَرَاءَهُمْ – وَكَانَ أَمَامَهُمْ ، قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ : أَمَامَهُمْ مَلِكٌ . يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ سَعِيدٍ : أَنَّهُ هُدَدُ بْنُ بُدَدٍ ، وَالْغُلَامُ الْمَقْتُولُ اسْمُهُ يَزْعُمُونَ جَيْسُورٌ – مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ، فَأَرَدْتُ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدَعَهَا لِعَيْبِهَا ، فَإِذَا جَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا فَانْتَفَعُوا بِهَا – وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ سَدُّوهَا بِقَارُورَةٍ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ بِالْقَارِ – كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ وَكَانَ كَافِرًا ، فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ، أَنْ يَحْمِلَهُمَا حُبُّهُ عَلَى أَنْ يُتَابِعَاهُ عَلَى دِينِهِ ، فَأَرَدْنَا أَنْ يُبَدِّلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً ، لِقَوْلِهِ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً ، وَأَقْرَبَ رُحْمًا ، هُمَا بِهِ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ الَّذِي قَتَلَ خَضِرٌ . وَزَعَمَ غَيْرُ سَعِيدٍ : أَنَّهُمَا أُبْدِلَا جَارِيَةً ، وَأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ فَقَالَ : عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ : إِنَّهَا جَارِيَةٌ . [ر : ٧٤]

ترجمہ

یعلی بن مسلم اور عمرو بن دینار سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں، یعلی اور عمرو میں ایک صاحب دوسرے صاحب سے زیادہ الفاظ بیان کرتے ہیں۔ ابن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث اور بھی متعدد راویوں سے سنی ہے، وہ بھی سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے گھر میں بیٹھے تھے، اتنے میں انہوں نے کہا کہ مجھ سے (دین کی جو باتیں پوچھنا چاہتے ہو) پوچھو۔ میں نے عرض کیا: اے ابن عباس! میں آپ پر قربان جاؤں، مجھے بتائیے کہ کوفہ میں ایک واعظ ہے جسے نوف کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جو موسیٰ خضر علیہ السلام سے ملے تھے وہ بنی اسرائیل کے موسیٰ نہ تھے۔ ابن جریج کہتے ہیں: عمرو بن دینار نے یوں روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا: (کم بخت) جھوٹا ہے، اللہ کا دشمن۔ یعلی کہتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، مجھ سے ابی بن کعب نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ نے ایک دن وعظ

کیا، جب لوگوں کی آنکھوں سے آنسو نکلے اور دل پگھل گئے تو حضرت موسیٰ پیٹھ موڑ کر چلے (وعظ ختم ہوا گیا)۔ایک شخص ان سے جا کر ملا، کہنے لگا: اے پیغمبر! یہ تو بتایئے کہ روئے زمین میں آپ سے بھی بڑا کوئی عالم ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس جواب کی وجہ سے موسیٰ پر عتاب کیا، انہیں چاہیے تھا کہ یوں کہتے کہ اللہ جانتا ہے (مجھے کیا معلوم)۔تب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم سے بڑھ کر ایک عالم موجود ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: کہاں ہے؟ ارشاد ہوا: جہاں دو سمندر (روم فارس) اکھٹے ہوئے ہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے باری تعالیٰ! ایسی نشانی بتایئے جس سے میں اس شخص تک پہنچوں۔ابن جریج کہتے ہیں: آگے عمرو بن دینار نے یوں روایت کی: ارشاد ہوا کہ ایک مردہ مچھلی اپنے پاس رکھ دیں، جس مقام پر اس میں جان پڑ جائے، (وہیں وہ شخص ملے گا)۔غرض موسیٰ علیہ السلام نے ایک مردہ مچھلی ٹوکرے میں (تھیلے) میں رکھی اور اپنے خادم یوشع سے کہا: میں تجھے اتنی تکلیف دیتا ہوں، (کہ اس مچھلی کا خیال رکھنا)، جہاں یہ مچھلی زنبیل سے نکل کر چل دے، وہیں مجھے مطلع کرنا۔خادم نے عرض کیا: یہ کون سی بڑی تکلیف ہے، (میں ضرور بتادوں گا) اللہ تعالیٰ کے قول "وإذ قال موسیٰ لفتاه" سے یہی مراد ہے۔"فتا" سے یوشع بن نون مراد ہیں۔سعید بن جبیر نے اپنی روایت میں یوشع بن نون کا نام نہیں لیا، غرض موسیٰ علیہ السلام ایک پتھر کے سائے میں ٹھنڈی جگہ میں بیٹھے ہوئے تھے، سو گئے، اتنے میں مچھلی زنبیل میں تڑپی (تڑپ کر دریا میں کود گئی)، خادم نے اپنے دل میں کہا: موسیٰ کو جگانے سے کیا فائدہ، جب بیدار ہوں گے تو عرض کر دوں گا۔جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو خادم یہ معاملہ بتانا بھول گیا کہ مچھلی تو تڑپ کر دریا میں چلی گئی، اللہ کی قدرت نے اس پر دریا کی روانی روک دی اور مچھلی کا نشان پتھر پر (جس پر سے گئی) بن گیا۔ابن جریج کہتے ہیں: عمرو بن دینار نے مجھ سے یوں ہی روایت کیا اور اس کا نشان پتھر پر بن گیا اور دونوں انگوٹھوں اور کلمہ شہادت کی انگلیوں کو ملا کر ایک حلقے کی طرح اسے بنایا (موسیٰ علیہ السلام نے کہا) ہم تو سفر سے تھک گئے۔تب خادم نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تھکاوٹ دور کر دے۔ابن جریج کہتے ہیں یہ فقرہ (اللہ تعالیٰ نے آپ کی تھکاوٹ دور کر دے) سعید کی روایت میں نہیں، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم دونوں لوٹے (مچھلی کی جگہ پر آئے)، وہاں خضر سے ملاقات ہوئی۔ابن جریج کہتے ہیں کہ عثمان بن ابی سلیمان نے روایت کیا کہ خضر ایک سبز زین پوش پر عین دریا میں بیٹھے ہوئے تھے۔سعید بیان کرتے ہیں کہ اپنا کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے، کپڑے کا ایک سرا ان کے پاؤں کے نیچے تھا دوسرا سرا ان کے سر کے نیچے تھا۔غرض موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا، خضر علیہ السلام نے منہ پر سے کپڑا ہٹایا، پوچھا اس سرزمین میں سلام کا رواج کہاں ہے، (وہ ملک کافروں کا ہو گا)۔آپ کون ہیں؟ آپ نے کہا: میں موسیٰ ہوں؟ خضر علیہ السلام نے پوچھا: آیا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہیں۔انہوں نے کہا: ہاں۔خضر علیہ السلام نے کہا: آپ کیوں آئے؟ کیا مقصد ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں اس لئے آیا ہوں کہ اللہ

نے جو علم ہدایت آپ کو عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ مجھے سکھائیے۔ خضر علیہ السلام نے کہا: کیا آپ کے لئے یہ کافی نہیں کہ علم توریت آپ کے پاس ہے اور آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اے موسیٰ! اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس ایک علم ہے جس کا (مکمل طور پر) سیکھنا آپ لے لئے مناسب نہیں اور آپ کے پاس ایک علم ہے جس کا (مکمل طور پر) سیکھنا میرے لئے مناسب نہیں۔ اتنے میں ایک پرندہ آیا، اس نے اپنی چونچ سے سمندر سے کچھ (قطرے) لے لئے۔ خضر علیہ السلام نے کہا: خدا کی قسم! ہم دونوں کے علم کی اللہ تعالیٰ کے علم سے ایسی نسبت ہے جیسے اس پرندے نے جو پانی لیا اس کی نسبت سمندر سے ہے۔ بہرحال دونوں راستے میں ایک کشتی پر چڑھے وہاں چھوٹی چھوٹی کشتیاں تھیں، جو لوگوں کو ایک بندرگاہ سے دوسری بندرگاہ تک لے جاتی تھیں، (سمندر کے کنارے کنارے چلتی رہتیں)۔ کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا، کہنے لگے: یہ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ یعلی کہتے ہیں: ہم نے سعید سے یوں کہا: یعنی خضر؟ انہوں نے کہا: ہاں! کشتی والوں نے کہا: ہم ان سے کرایہ نہیں لیتے (مفت سوار کرلیا)۔ خضر علیہ السلام نے کشتی کے سفر کے دوران کشتی کا تختہ چیر ڈالا (اس میں سوراخ کردیا، پھر پانی بند کرنے کے لئے اس میں ایک میخ ٹھونک دی (کشتی کو داغ دار کر دیا)۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت اعتراض کیا: کہنے لگے: آپ نے کشتی میں سوراخ کر دیا، کیا کشتی والوں کو غرق کرنا چاہتے ہیں، آپ نے تو عجیب کام کیا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ "إمـرا" کا معنی برا کام۔ خضر علیہ السلام نے کہا: میں نہیں کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کرسکیں گے؟ دراصل یہ پہلا سوال موسیٰ نے بھول کر کہا تھا اور دوسرا اعتراض کے بعد انہوں نے خود شرط کی کہ اگر آئندہ اعتراض کروں تو مجھے ساتھ نہ رہنے دیجئے گا۔ تیسرا اعتراض انہوں نے قصداً کیا تھا۔ پہلی بار بہرحال موسیٰ نے کہا: میں بھول گیا ہوں، مواخذہ نہ کیجئے۔ بعدازاں دونوں حضرات نے ایک بچہ دیکھا، خضر علیہ السلام نے اسے قتل کرڈالا۔ یعلی سعید سے روایت کرتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نے چند بچوں کو دیکھا جو کھیل رہے تھے، انہوں نے ایک کافر ذہین یا حسین بچے کو پکڑ کر لٹایا اور چھری سے اس کا گلہ کاٹ ڈالا۔ موسیٰ نے کہا: آپ نے ناحق ایک جان کا خون کیا، ابھی اس (بچے) نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا تھا۔ ابن عباسؓ نے اس آیت میں دونوں طرح پڑھا ہے: "نـفسـاً ذكية" اور "نـفسا زاكية". "زاکیہ" کا معنی خاصا یعنی پورا، یا مسلمان، جیسے کہتے ہیں: "غـلامـاً زاكيا" یعنی اچھا خاصا ہوشیار لڑکا۔ بہرکیف پھر دونوں روانہ ہوئے، (ایک شہر میں پہنچے)، ایک دیوار دیکھی جو گرنے والی تھی۔ خضر علیہ السلام نے اسے سیدھا کر دیا۔ سعید نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا، یعنی یعلی کہتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ سعید نے کہا: خضر علیہ السلام نے اس پر ہاتھ پھیرا تو دیوار سیدھی ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا، خضر سے کہنے لگے: اگر آپ چاہتے تو اس پر مزدوری بھی لے سکتے تھے۔ سعید کہتے ہیں: اس مزدوری میں سے اپنا طعام حاصل کر لیتے۔ قرآن میں ہے: "وكـان ورائهم" اس میں "ورائهم" بمعنی "أمـامهم" یعنی ان کے آگے ہے۔ ابن عباسؓ نے "وكـان أمـامهم ملك" پڑھا ہے۔ ابن جریج کہتے

ہیں کہ راویوں نے سعید کے علاوہ اوروں سے اس طرح نقل کیا ہے کہ اس بادشاہ کا نام ''ہدد بن بدد'' تھا اور وہ لڑکا جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا اس کا نام ''جیسور'' تھا۔ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کشتی خراب کرنے کی عرض یہ بیان کی کہ میں نے ارادہ کیا کہ جب یہ کشتی اس ظالم بادشاہ کے سامنے جائے تو وہ اسے عیب دار سمجھ کر چھوڑ دے، آگے بڑھ کر کشتی والے اسے درست کرلیں گے اور اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ بعض راویوں نے اس طرح بیان کیا کہ جب وہ اس بادشاہ سے آگے نکل گئے تو یہ سوراخ ایک شیشہ لگا کر بند کر دیا۔ بعض کہتے ہیں راکھ اور تیل لگا کر اس سوراخ کو جوڑ دیا۔ ''وكان أبواه مؤمنين'' اس لڑکے کے ماں باپ ایماندار تھے اور لڑکے کی قسمت میں (بڑے ہوکر) کافر ہونا لکھا تھا، تو ہم ڈرے کہ کہیں اپنے ماں باپ کو بھی شرارت اور کفر میں نہ پھنسائے، ماں باپ لڑکے کی محبت کی وجہ سے کفر میں مبتلا ہو جائیں۔ ہم نے یہ چاہا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر صاف لڑکا عنایت کریں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے پاک صاف لڑکا اس لئے کہا، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ان پر یہی اعتراض کیا تھا کہ تو نے ایک پاک صاف معصوم جان کا خون کیا۔ ''أقرب رحما'' کا معنی یہ ہے کہ اس دوسرے لڑکے پر ماں باپ پہلے بھی زیادہ مہربان ہوں گے جسے حضرت خضر نے قتل کیا تھا۔ سعید بن جبیر کے سوا دیگر راویوں نے یوں کہا ہے کہ اس لڑکے کے بدلے اس کے ماں باپ کو لڑکی ملی۔ داؤد بن ابی عاصم نے کئی اشخاص سے اس طرح روایت کی ہے کہ انہیں لڑکی ملی۔

۲۱۷ - باب : «فَلَمَّا جاوَزَا قالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا . قالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الحُوتَ» .

إِلَى قَوْلِهِ : «عَجَبًا» /٦٢ ، ٦٣/ . «صُنْعًا» /١٠٤/ : عَمَلاً . «حِوَلاً» /١٠٨/ : تَحَوُّلاً . «قالَ ذٰلِكَ ما كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثارِهِما قَصَصًا» /٦٤/ . «إِمْرًا» /٧١/ : وَ «نُكْرًا» /٧٤/ : دَاهِيَةً . «يَنْقَضَّ» /٧٧/ : يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ . «لَتَخِذْتَ» /٧٧/ : وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ . «رُحْمًا» /٨١/ : مِنَ الرُّحْمِ ، وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ ، وَنَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيمِ ، وَتُدْعَى مَكَّةُ أُمَّ رُحْمٍ ، أَيِ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ بِهَا .

ترجمہ

''پھر جب دونوں وہاں سے آگے بڑھے (اور دور نکل گئے) تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ، ہم کو تو اس سفر میں بڑی تکلیف پہنچی ہے۔ خادم نے کہا: لیجئے، دیکھئے جب ہم اس پتھر کے قریب پہنچے (اور سو گئے تھے) اس وقت اس مچھلی کا قصہ ہوا اور میرا ارادہ آپ سے ذکر کرنے کا ہوا لیکن میں اس مچھلی کا تذکرہ بھول گیا اور مجھ کو شیطان نے ہی بھلایا کہ میں اس کا ذکر کرتا اور اس مچھلی نے دریا میں عجیب طور پر اپنی راہ لی۔ دوسری عجیب بات یہ تھی کہ

مچھلی دریا میں جہاں کوگزری وہاں پانی بطور خرق عادت اس طرح سرنگ کے طور پر ہوگیا''۔

''صُنعاً'' بمعنی عمل۔''حِوَلا'' پھر جانا۔''إمرا'' عجیب بات۔''نُكرا'' کا بھی یہی معنی ہے۔''ينقضُّ'' اور ''ينقاض'' دونوں کا ایک معنی ہے، جیسے کہتے ہیں:''تنقاض السن'' کہ دانت گر رہا ہے۔''لتخذت'' اور''اتخذت'' دونوں کا ایک معنی ہے، بمعنی بنانا، پکڑنا۔''رُحماً'' ''رُحْمٌ'' سے نکلا ہے، قرابت اور رشتہ داری کے معنی ہیں اور اس میں ''رحمة'' سے زیادہ مبالغہ ہے، اور ہمارا خیال یہ بھی ہے کہ ''رحم'' ''رحيم'' سے ماخوذ ہے۔ مکہ کو''أم الرحم'' کہتے ہیں، کیونکہ وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

٤٤٥٠ : حدَّثني قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قالَ : حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قالَ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ : إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ : أَنَّ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى الخَضِرِ ، فَقَالَ : كَذَبَ عَدُوُّ ٱللهِ . حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ ، عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قالَ : (قامَ مُوسَى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ ، فَقِيلَ لَهُ : أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ ؟ قالَ : أَنَا ، فَعَتَبَ ٱللهُ عَلَيْهِ ، إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ ، وَأَوْحَى إِلَيْهِ : بَلَى ، عَبْدٌ مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ ، هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ . قالَ : أَيْ رَبِّ ، كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ ؟ قالَ : تَأْخُذُ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ ، فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الحُوتَ فَٱتَّبِعْهُ ، قالَ : فَخَرَجَ مُوسَى وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ ، وَمَعَهُمَا الحُوتُ ، حَتَّى ٱنْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا ، قالَ : فَوَضَعَ مُوسَى رَأْسَهُ فَنَامَ . قالَ سُفْيَانُ : وَفِي حَدِيثِ غَيْرِ عَمْرٍو قالَ : وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الحَيَاةُ ، لَا يُصِيبُ مِنْ مَائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ ، فَأَصَابَ الحُوتَ مِنْ مَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ ، قالَ : فَتَحَرَّكَ وَٱنْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ ، فَلَمَّا ٱسْتَيْقَظَ مُوسَى قالَ لِفَتَاهُ : «آتِنَا غَدَاءَنَا» . الآيَةَ ، قالَ : وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ ما أُمِرَ بِهِ ، قالَ لَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ : «أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الحُوتَ» . الآيَةَ ، قالَ : فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِي آثَارِهِمَا ، فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الحُوتِ ، فَكَانَ لِفَتَاهُ عَجَبًا ، وَلِلْحُوتِ سَرَبًا ، قالَ : فَلَمَّا ٱنْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ ، إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُسَجًّى بِثَوْبٍ ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى ، قالَ : وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ ، فَقَالَ : أَنَا مُوسَى ، قالَ : مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ ؟ قالَ : نَعَمْ ، قالَ : هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا . قالَ لَهُ الخَضِرُ : يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ ٱللهِ عَلَّمَكَهُ ٱللهُ لَا أَعْلَمُهُ ، وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ ٱللهِ عَلَّمَنِيهِ ٱللهُ لَا تَعْلَمُهُ . قالَ : بَلْ أَتَّبِعُكَ ؟ قالَ : فَإِنِ ٱتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا . فَٱنْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ ، فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَعُرِفَ الخَضِرُ ، فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ ،

يَقُولُ : بِغَيْرِ أَجْرٍ ، فَرَكِبَا السَّفِينَةَ . قالَ : وَوَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ ، فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ فِي الْبَحْرِ ، فَقَالَ الخَضِرُ لِمُوسَى : ما عِلْمُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الخَلَائِقِ فِي عِلْمِ ٱللهِ ، إِلَّا مِقْدَارُ ما غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفورُ مِنْقَارَهُ ، قالَ : فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسَى إِذْ عَمَدَ الخَضِرُ إِلَى قَدُومٍ فَخَرَقَ السَّفِينَةَ ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى : قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ ، عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا : «لَقَدْ جِئْتَ» ٱلْآيَةَ ، فَانْطَلَقَا إِذَا هُما بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ ، فَأَخَذَ الخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ ، قالَ لَهُ مُوسَى : أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ، لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ، قالَ : أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِي صَبْرًا – إِلَى قَوْلِهِ – فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُما فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ ، فَقَالَ بِيَدِهِ : هٰكَذَا فَأَقَامَهُ ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى : إِنَّا دَخَلْنَا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا ، لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ، قالَ : هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ، سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ ما لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا . فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى صَبَرَ حَتَّى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِما) . قالَ : وَكَانَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ : وَكانَ أَمامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا ، وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكانَ كافِرًا . [ر : ٧٤]

ترجمہ

حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت موسیٰ حضرت خضر سے نہیں ملے، (بلکہ وہ دوسرے موسیٰ تھے)۔انہوں نے کہا: وہ جھوٹا ہے، اللہ کا دشمن۔ہم سے خود ابن ابی کعب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے کھڑے ہوکر بنی اسرائیل کو خطبہ دیا، ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ سب لوگوں سے زیادہ کس کو علم ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے۔اس بات پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب کیا، کیونکہ انہیں چاہیے تھا کہ خدا کی طرف سے منسوب کرتے (کہ اللہ جانتا ہے)۔غرض اس پر وحی نازل ہوئی کہ مجمع البحرین (دو سمندروں کا مقام اجتماع) میں ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم والا ہے۔موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: باری تعالیٰ میں اس بندے تک کیسے پہنچوں؟ ارشاد ہوا: ایک مچھلی زنبیل میں رکھ، جہاں مچھلی گم ہو جائے اس کے پیچھے پیچھے چلا جا، (وہاں وہ بندہ مل جائے گا)۔حضرت موسیٰ اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، مچھلی بھی ساتھ لے لی، جب پتھر پر پہنچے (جہاں دو دریا ملتے ہیں) تو دونوں اتر پڑے اور موسیٰ علیہ السلام اپنا سر ٹیک کر سو گئے۔سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار کے سوا دوسرے شخص (قتادہ) کی روایت میں ہے کہ اس پتھر کی جڑ میں ایک چشمہ تھا جو آب حیات کے نام سے مشہور تھا، جس مردہ چیز پر اس کا

پانی پڑتا تو وہ زندہ ہو جاتی، چنانچہ اس مچھلی پر بھی جب پانی پڑا تو یہ بھی زندہ ہوگئی اور اچھل کر دریا میں پہنچ گئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے (اور وہاں سے آگے بڑھ گئے) تو اپنے خادم سے کہنے لگے: ذرا ہمارا ناشتہ لاؤ اور موسیٰ کو تھکاوٹ اس وقت سے محسوس ہونے لگی، جب اس مقام سے آگے بڑھنے لگے جہاں تک ان کو جانے کا حکم تھا۔غرض ان کے خام یوشع بن نون کہنے لگے: سنئے جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا واقعہ آپ سے عرض کرنا بھول گیا، پھر دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے لوٹے، دیکھا تو سمندر کا پانی جہاں سے مچھلی گئی تھی ایک طاق کی طرح بن گیا ہے، یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ کے خادم کو تعجب ہوا مچھلی کو راستہ کیسے ملا، جب پتھر تک پہنچے، دیکھا ایک شخص کپڑا لپیٹے بیٹھا ہوا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کیا۔ اس نے کہا: آپ کے ملک میں سلام کہاں سے آیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے کہا: آیا بنی اسرائیل کا موسیٰ؟ آپ نے کہا: ہاں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہ کر وہ خاص علم جو آپ کو عطا کیا گیا ہے حاصل کروں۔ حضر علیہ السلام نے کہا: موسیٰ! بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک علم آپ کو دیا ہے جسے میں پوری طرح نہیں جانتا اور مجھے ایک علم دیا جس سے آپ پوری طرح واقف نہیں۔ انہوں نے کہا: نہیں، میں آپ کے ساتھ ضرور رہوں گا۔ خضر علیہ السلام نے کہا: اچھا تو پھر جب تک میں خود کسی بات کی حقیقت آپ سے بیان نہ کر دوں آپ کچھ نہ پوچھئے گا۔ (موسیٰ علیہ السلام نے قبول کر لیا)۔ اب دونوں چل پڑے۔ سمندر کے کنارے کنارے چل رہے تھے۔ اتنے میں ایک کشتی ملی۔ لوگوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان کر انہیں (اور ان کے دو ساتھیوں کو) بغیر کرایہ سوار کر دیا۔ تینوں کشتی میں بیٹھ گئے۔ ایک چڑیا آئی۔ اس نے کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر سمندر میں چونچ ڈبو دی۔ خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے: دیکھئے، میرا، آپ کو اور سارے جہاں کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے جو اس چڑیا کی چونچ کی سمندر سے نسبت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ خضر علیہ السلام نے ایک بسوے سے کشتی میں سوراخ کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے: ان کشتی والوں نے تو ہمیں بغیر کشتی بٹھایا اور آپ نے کشتی والوں کو غرق کرنے کی نیت سے سوراخ کر دیا۔ غرض پھر دونوں چل پڑے، راستے میں ایک لڑکا ملا جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر کاٹ دیا۔ موسیٰ نے کہا: آپ نے تو ایک معصوم جان کو ناحق مار دیا، یہ تو آپ نے بہت ہی بری حرکت کی، خضر علیہ السلام نے کہا: میں تو آپ سے کہہ چکا ہوں کہ آپ کو میرے ساتھ صبر نہیں ہو سکے گا، اس آیت تک ﴿ فأبوا أن يضَيِّفُوهُمَا فوجد فيها جداراً يريد أن ينقضَّ ﴾ (آگے بڑھے، ایک گاؤں میں پہنچے، وہاں ایک دیوار ٹیڑھی ہوگئی تھی اور گرنے والی تھی) دیوار کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا وہ سیدھی ہوگئی۔ اب موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے: ہم اس گاؤں میں تھکے ماندے (مسافر) آئے اور اس

گاؤں والوں نے ہماری مہمانی تک نہیں کی، نہ ہمیں کھانا کھلایا، آپ چاہتے تو اس کی مزدوری لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے کہا: بس آپ کی اور میری اب جدائی ہوتی ہے، (کیونکہ آپ نے شرط کے خلاف کیا)، لیکن میں ان واقعات کی حقیقت بتا دوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمیں تو تمنا رہ گئی کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو دونوں کے اور عجیب واقعات ہم سے بیان کئے جاتے۔ سعید کہتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں پڑھتے تھے: ﴿وكان أمامهم ملك يأخذ كل سفينة صالحة غصبا وأما الغلام فكان كافراً﴾

۲۱۸ - باب : «قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا» /۱۰۳/ .

ترجمہ

’’آپ ان سے کہہ دیجئے کیا ہم آپ کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارے میں ہیں‘‘۔

٤٤٥١ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرِو ٱبْنِ مُرَّةَ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قالَ : سَأَلْتُ أَبِي : «قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً» . هُمُ الحَرُورِيَّةُ ؟ قالَ : لَا ، هُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى ، أَمَّا الْيَهُودُ : فَكَذَّبُوا مُحَمَّدًا ﷺ ، وَأَمَّا النَّصَارَى : كَفَرُوا بِالجَنَّةِ وَقالُوا : لَا طَعَامَ فِيهَا وَلَا شَرَابَ ، وَالحَرُورِيَّةُ : «الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ ٱللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ» . وَكانَ سَعْدٌ يُسَمِّيهِمُ الْفَاسِقِينَ .

ترجمہ

حضرت مصعب کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا: ’’الاخسرین أعمالاً‘‘ سے کون لوگ مراد ہیں؟ کیا حروری (خارجی لوگ) مراد ہیں؟ انہوں نے کہا: یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا، نصاریٰ نے بہشت کا انکار کیا اور کہنے لگے: وہاں کھانے پینے کا طریقہ نہ ہوگا اور حروریہ تو اِن لوگوں میں داخل ہیں: ﴿الذين ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه﴾ جنہوں نے اللہ کے عہد اور میثاق کو توڑا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں ’’فاسق‘‘ کہا کرتے تھے۔

۲۱۹ - باب : «أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ» . الآيَةَ /۱۰۵/ .

ترجمہ

’’یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا اور رب سے ملنے کا انکار کیا، پس ان کے سارے اعمال

برباد ہوگئے‘‘۔

٤٤٥٢ : حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ : أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ : (إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، لَا يَزِنُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ . وَقَالَ : اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ : «فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا») .

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ .

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی قدآور اور موٹا تازہ (یعنی دنیا کا امیر عزت دار) آئے گا، جو اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے برابر بھی وزن دار نہ ہوگا، اور فرمایا کہ اگر اس کی تصدیق کرنا چاہو تو یہ آیت پڑھو: ﴿فلا نقيم لهم يوم القيامته وزناً﴾ کہ ’’قیامت کے دن ہم ان کے نیک اعمال کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے‘‘۔

تشریح

قیامت کے دن وزن کس چیز کا ہوگا؟ بعض حضرات کے نزدیک اشخاص کا وزن ہوگا۔ بعض کے نزدیک صحائفِ اعمال کا ہوگا۔

٢٢٠ – باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ مَرْيَمَ .

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ» اللهُ يَقُولُهُ ، وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا يُبْصِرُونَ «فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ» /٣٨/ : يَعْنِي قَوْلَهُ «أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ» : الْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَأَبْصَرُهُ . «لَأَرْجُمَنَّكَ» /٤٦/ : لَأَشْتِمَنَّكَ . «وَرِئْيًا» /٧٤/ : مَنْظَرًا .

وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ : عَلِمَتْ مَرْيَمُ أَنَّ التَّقِيَّ ذُو نُهْيَةٍ حَتَّى قَالَتْ : «إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا» /١٨/ .

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : «تَؤُزُّهُمْ أَزًّا» /٨٣/ : تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «لُدًّا» /٩٧/ : عِوَجًا .

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «وِرْدًا» /٨٦/ : عِطَاشًا . «أَثَاثًا» /٧٤/ : مَالًا . «إِدًّا» /٨٩/ : قَوْلًا

عَظِيمًا . «رِكْزًا» /٩٨/ : صَوْتًا .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «فَلْيَمْدُدْ» /٧٥/ : فَلْيَدَعْهُ . «غَيًّا» /٥٩/ : خُسْرَانًا . «بُكِيًّا» /٥٨/ : جَمَاعَةُ بَاكٍ . «صِلِيًّا» /٧٠/ : صَلِيَ يَصْلَى . «نَدِيًّا» /٧٣/ : وَالنَّادِي وَاحِدٌ ، مَجْلِسًا .

قال ابن عباس: أسمع بهم وأبصر

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آج کے دن (دنیا میں) کفار نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں، بلکہ کھلی گمراہی میں ہیں'' ۔مطلب یہ ہے کہ "أسمع بهم وأبصر" یعنی: کافر قیامت کے دن خوب سنتے اور خوب دیکھتے ہوں گے، مگر اس وقت کا سننا اور دیکھنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ "لأرجمنك" میں تجھ پر گالیوں کا پتھراؤ کروں گا۔ "رئیاً" نمود، دکھلاوا، ظاہری خوبی۔

"وقال أبو وائل" ابووائل شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ مریم علیہا السلام جانتی تھی کہ جو پرہیزگار ہوتا ہے وہ صاحب عقل ہوتا ہے، اس لئے کہنے لگیں: ''میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں، اگر تو پرہیزگار ہے''۔ "وقال ابن عيينة" سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ "تَؤُزُّهم أَزًّا" کا معنی یہ ہے کہ شیطان کفار کو گناہوں کی طرف گھسیٹتے ہیں، ابھارتے اور اکساتے ہیں۔

"وقال مجاهد" مجاہدؒ کہتے ہیں کہ "إدًا" کے معنی ہیں: کجی، ٹیڑھی بے ہودہ بات۔ "قال ابن عباس: وِردًا" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "وردا" کا معنی ہے: ''پیاسے''۔ "أثاثاً" یعنی: مال واسباب۔ "إدًّا" بمعنی بڑی بات۔ "رکزا" آہٹ، ہلکی اور پست آواز۔ ''غَيًّا'' بمعنی نقصان، خسارہ۔ "بُكِيًّا" "باك" کی جمع ہے، یعنی رونے والے۔ "صليا" مصدر "صلىٰ يَصلِيُ" سے، بمعنی جلنا۔ "نَدِيًّا" اور "نادٍ" ''مجلس'' کے معنی میں ہیں۔ مجاہدؒ کہتے ہیں: "فَلْيَمْدُدْ" کے معنی ہیں: بس مدد کے لئے بلاؤ۔

٢٢١ – باب : «وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ» /٣٩/ .

ترجمہ

''آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے''۔

٤٤٥٣ : حدّثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ : حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (يُؤْتَى بِالْمَوْتِ

كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ ، فَيُنَادِي مُنَادٍ : يَا أَهْلَ الجَنَّةِ ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ ، فَيَقُولُ : هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا ؟ فَيَقُولُونَ : نَعَمْ ، هٰذَا المَوْتُ ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ . ثُمَّ يُنَادِي : يَا أَهْلَ النَّارِ ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ ، فَيَقُولُ : هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا ؟ فَيَقُولُونَ : نَعَمْ ، هٰذَا المَوْتُ ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ ، فَيُذْبَحُ . ثُمَّ يَقُولُ : يَا أَهْلَ الجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ . ثُمَّ قَرَأَ : «وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ – وَهٰؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا – وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ» .

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں پیش کیا جائے گا، پھر ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) آواز دے گا، بہشت والو! وہ گردن اٹھائیں گے اور ادھر نظر ڈالیں گے، وہ فرشتہ کہے گا: تم اس مینڈھے کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، ہم سب اس کا ذائقہ چکھ چکے ہیں، پھر وہ پکارے گا: دوزخ والو! وہ بھی گردن اٹھا کر دیکھیں گے (خوش ہو جائیں گے کہ شاید دوزخ سے رہائی کا حکم ملتا ہے)۔ فرشتہ کہے گا کہ تم اس مینڈھے کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، ہم سب اسے دیکھ چکے ہیں، چنانچہ اس وقت وہ مینڈھا ذبح کر دیا جائے گا، اس کے بعد فرشتہ کہے گا: بہشتیو! تمہیں ہمیشہ ہمیشہ بہشت میں رہنا ہے اور دوزخیو! تمہیں ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے، اب موت کسی کو نہ آئے گی، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وأنذرهم يوم الحسرة إذ قضي الأمر وهم في غفلة وهم لا يؤمنون﴾ یعنی دنیا کے لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

٢٢٢ – باب : «وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ» /٦٤/ .

٤٤٥٤ : حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِجِبْرِيلَ : (مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا) . فَنَزَلَتْ : «وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا» . [ر : ٣٠٤٦]

ترجمہ

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل امین سے فرمایا: آپ کو کس نے منع کیا کہ آپ اپنے موجودہ معمول سے زیادہ میرے پاس آیا کریں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وما نتنزل إلا بأمر ربك له ما بين أيدينا وما خلفنا﴾ کہ "ہم (فرشتے) بغیر آپ کے رب کے حکم کے نہیں آسکتے، اس کی ملک ہے جو ہمارے آگے ہے یا پیچھے ہے اور جو کچھ ہمارے درمیان ہے"۔ (مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو

جواب سکھلایا کہ تم یہ جواب دو کہ ہم اللہ کے حکم کے تابع ہیں، جب حکم ہوتا ہے اترتے ہیں)۔

٢٢٣ – باب : «أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالاً وَوَلَدًا» /٧٧/ .

٤٤٥٥ : حدّثنا الحُمَيْدِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى ، عَنْ مَسْرُوقٍ قالَ : سَمِعْتُ خَبَّابًا قالَ : جِئْتُ الْعَاصِيَ بْنَ وَائِلٍ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ ، فَقَالَ : لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ، فَقُلْتُ : لَا ، حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ ، قالَ : وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قالَ : إِنَّ لِي هُنَاكَ مالاً وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَهُ ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ : «أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مالاً وَوَلَدًا» .

رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ ، وَشُعْبَةُ ، وَحَفْصٌ ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ، وَوَكِيعٌ ، عَنِ الْأَعْمَشِ . [ر : ١٩٨٥]

ترجمہ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں عاص بن وائل سہمی کے پاس جا کر اپنی رقم کا تقاضا کیا، وہ کہنے لگا: میں اس وقت تک نہیں دوں گا، جب تک تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر نہ ہو جائے (کافر ہو جائے)۔ میں نے کہا: میں تو تیرے مرنے پر، پھر دوبارہ زندہ کئے جانے تک بھی کفر اختیار نہ کروں گا۔ وہ کہنے لگا: کیا میں مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا؟ میں نے کہا: بے شک۔ اس نے کہا: پھر تو میں وہاں (آخرت) مال اور اولاد والا ہوں گا اور تیرا قرض ادا کر دوں گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿أفرءيت الذي كفر بآياتنا وقال لأوتين مالا وولدا﴾. اس حدیث کو سفیان ثوری، شعبہ، حفص، ابومعاویہ اور وکیع نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

٢٢٤ – باب : قَوْلُهُ : «أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا» /٧٨/ .

قالَ : مَوْثِقًا .

٤٤٥٦ : حدّثنا محمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ خَبَّابٍ قالَ : كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ ، فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِي بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ سَيْفًا ، فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ ، فَقَالَ : لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ، قُلْتُ : لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ ﷺ حَتَّى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُحْيِيَكَ ، قالَ : إِذَا أَمَاتَنِي اللّٰهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِي مالٌ وَوَلَدٌ ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ : «أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مالاً وَوَلَدًا . أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا» .

قالَ : مَوْثِقًا .

لَمْ يَقُلِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ : سَيْفًا ، وَلَا مَوْثِقًا . [ر : ١٩٨٥]

ترجمہ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں (قبل از ہجرت) لوھاری کا کام کرتا تھا۔ میں نے عاص بن وائل سہمی کے لئے ایک تلوار بنائی، اس کی اجرت کے تقاضے کے لئے عاص کے پاس گیا، تو وہ کہنے لگا: میں تو تجھے نہیں دیتا جب تک تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہ کرے، (یعنی اسلام چھوڑ دے)۔ میں نے کہا: میں تو کافر تب بھی نہیں بنوں گا جب خدا تجھے مار کر دوبارہ زندہ کرے گا۔ کہنے لگا: جب مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ جب مجھے زندہ کرے گا تو مال اور اولاد بھی تو دے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿افرء يت الذي كفر بآياتنا وقال لأتين مالا وولدا اطلع الغيب أم اتخذ عند الرحمن عهداً﴾ "عہد کا معنی: مضبوط اقرار"۔

(آیت کا ترجمہ) ''بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ (آخرت میں) مال واولاد مل کر رہیں گے، تو کیا یہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے اللہ سے وعدہ لے لیا ہے''۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن اشجعی نے بھی اس حدیث کو سفیان ثوری سے روایت کیا ہے، لیکن اشجعی کی روایت میں نہ تلوار بنانے کا ذکر ہے اور نہ عہد کی تفسیر مذکور ہے۔

٢٢٥ - باب : «كَلَّا سَنَكْتُبُ ما يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا» /٧٩/ .

٤٤٥٧ : حدّثنا بِشْرُ بْنُ خالِدٍ : حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سُلَيْمانَ : سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ خَبَّابٍ قالَ : كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، وَكَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِي بْنِ وَائِلٍ ، قالَ : فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ ، فَقَالَ : لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ، فَقَالَ : وَاللهِ لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللهُ ثُمَّ تُبْعَثَ ، قالَ : فَذَرْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ ، فَسَوْفَ أُوتَى مالاً وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ : «أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقالَ لَأُوتَيَنَّ مالاً وَوَلَدًا» . [ر : ١٩٨٥]

ترجمہ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں لوھار کا کام کرتا تھا۔ عاص بن وائل پر کچھ میرا قرض تھا، میں اس کے پاس قرض لینے گیا، تو کہنے لگا: میں نہیں دیتا، جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

مذہب چھوڑ نہیں دیتے۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! تو مرنے کے بعد جب زندہ کیا جائے گا، تب بھی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں پھروں گا، (یعنی ان کے دین کا انکار نہ کروں گا)۔ کہنے لگا: تو رہنے دے، میں جب مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا تو وہاں میں صاحب مال واولاد ہوں گا اور تیرا قرض ادا کر دوں گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿أفرء یت الذي کفر بآیاتنا وقال لأوتین مالا وولدأ﴾.

٢٢٦ – باب : قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ : «وَنَرِثُهُ ما يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا» /٨٠/ .

وَقالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «ٱلْجِبَالُ هَدًّا» /٩٠/ : هَدْمًا .

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ﴿وتخرُّ الجبال هداً﴾ میں "هدًا" "هَدْماً" کے معنی میں ہے، جس کا مطلب ہے: گر جانا (یعنی پہاڑ ٹوٹ کر گر یں گے)۔

٤٤٥٨ : حدّثنا يَحْيىٰ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ خَبَّابٍ قالَ : كُنْتُ رَجُلاً قَيْنًا ، وَكانَ لِي عَلَى الْعَاصِي بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ ، فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ ، فَقَالَ لِي : لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ، قالَ : قُلْتُ : لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ ، قالَ : وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ المَوْتِ ، فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مالٍ وَوَلَدٍ ، قالَ : فَنَزَلَتْ : «أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقالَ لَأُوتَيَنَّ مالاً وَوَلَدًا . أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ ٱتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا . كَلَّا سَنَكْتُبُ ما يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا . وَنَرِثُهُ ما يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا» . [ر : ١٩٨٥]

ترجمہ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (زمانۂ جاہلیت میں) میں لوہار تھا۔ عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا (زمانہ اسلام میں)۔ میں تقاضا کرنے کے لئے اس کے پاس گیا، وہ کہنے لگا: میں تو تیرا قرض کبھی ادا نہ کروں گا، جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین سے نکل کر نہ آئے۔ میں نے جواب دیا: میں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار ہر گز نہ کروں گا، حتی کے تو مرے اور دوبارہ زندہ کیا جائے، (تب بھی میں کافر نہ بنوں گا)۔ کہنے لگا: اگر موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا، تو (پھر کیا جلدی کرتے ہو) دوبارہ جی کر مال ودولت حاصل کروں گا تو تیرا قرض ادا کر دوں گا۔ خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿أفرء یت الذي﴾ الآیة کہ "بھلا آپ نے اس شخص کو

بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے: مجھے (آخرت میں) مال اور اولاد مل کر رہیں گے، تو کیا یہ غیب پر آگاہ ہو گیا ہے، یا اس نے اللہ سے کوئی وعدہ لیا ہے۔ ہرگز نہیں، ہم اس کی کہی ہوئی بھی لکھ دیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بھی بڑھاتے چلے جائیں گے اور اس کی کہی ہوئی کے مالک ہم ہی ہوں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلے آئے گا"۔

٢٢٧ - باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ طٰهٰ .

قَالَ ٱبْنُ جُبَيْرٍ : بِالنَّبَطِيَّةِ «طٰهٰ» /١/ : يَا رَجُلُ . قَالَ مُجَاهِدٌ : «أَلْقَى» /٨٧/ : صَنَعَ . يُقَالُ : كُلُّ ما لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ ، أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ ، أَوْ فَأْفَأَةٌ ، فَهِيَ عُقْدَةٌ . «أَزْرِي» /٣١/ : ظَهْرِي . «فَيُسْحِتَكُمْ» /٦١/ : يُهْلِكَكُمْ . «الْمُثْلَى» /٦٣/ : تَأْنِيثُ الْأَمْثَلِ ، يَقُولُ : بِدِينِكُمْ ، يُقَالُ : خُذِ الْمُثْلَى خُذِ الْأَمْثَلَ . «ثُمَّ ٱئْتُوا صَفًّا» /٦٤/ : يُقَالُ : هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ ، يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ . «فَأَوْجَسَ» /٦٧/ : أَضْمَرَ خَوْفًا ، فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ «خِيفَةً» لِكَسْرَةِ الخَاءِ . «فِي جُذُوعِ» /٧١/ : أَيْ عَلَى جُذُوعِ . «خَطْبُكَ» /٩٥/ : بَالُكَ . «مِسَاسَ» /٩٧/ : مَصْدَرُ ماسَّهُ مِسَاسًا . «لَنَنْسِفَنَّهُ» /٩٧/ : لَنَذْرِيَنَّهُ : «قاعًا» /١٠٦/ : يَعْلُوهُ الْمَاءُ ، وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «أَوْزَارًا» أَثْقَالًا «مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ» وَهِيَ الْحُلِيُّ الَّتِي ٱسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ «فَقَذَفْنَاهَا» /٨٧/ : فَأَلْقَيْنَاهَا . «أَلْقَى» /٨٧/ : صَنَعَ . «فَنَسِيَ» /٨٨/ : مُوسَاهُمْ ، يَقُولُونَهُ : أَخْطَأَ الرَّبَّ . «لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا» /٨٩/ : الْعِجْلُ . «هَمْسًا» /١٠٨/ : حِسُّ الْأَقْدَامِ . «حَشَرْتَنِي أَعْمَى» /١٢٤/ : عَنْ حُجَّتِي . «وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا» /١٢٥/ : فِي ٱلدُّنْيَا .

قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «بِقَبَسٍ» /١٠/ : ضَلُّوا الطَّرِيقَ ، وَكَانُوا شَاتِينَ ، فَقَالَ : إِنْ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهَا مَنْ يَهْدِي الطَّرِيقَ آتِكُمْ بِنَارٍ تُوقِدُونَ .

وَقَالَ ٱبْنُ عُيَيْنَةَ : «أَمْثَلُهُمْ» /١٠٤/ : أَعْدَلُهُمْ طَرِيقَةً .

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «هَضْمًا» /١١٢/ : لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ . «عِوَجًا» /١٠٧/ : وَادِيًا . «أَمْتًا» /١٠٧/ : رَابِيَةً . «سِيرَتَهَا» حالَتَهَا «الْأُولَى» /٢١/ . «النُّهَى» /٥٤/ : التُّقَى . «ضَنْكًا» /١٢٤/ : الشَّقَاءُ . «هَوَى» /٨١/ : شَقِيَ . «بِالْوَادِي المُقَدَّسِ» الْمُبَارَكِ «طُوًى» /١٢/ : ٱسْمُ الْوَادِي . «بِمَلْكِنَا» /٨٧/ : بِأَمْرِنَا . «مَكَانًا سِوًى» /٥٨/ : مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ . «يَبَسًا» /٧٧/ : يَابِسًا . «عَلَى قَدَرٍ» /٤٠/ : مَوْعِدٍ . «لَا تَنِيَا» /٤٢/ : تَضْعُفَا .

ترجمہ

سعید بن جبیر اور ضحاک بن مزاحم کہتے ہیں کہ حبشی زبان میں ''طٰہٰ'' کا معنی ہے: اے آدمی۔ کہتے ہیں: جس شخص کی زبان سے کوئی حرف نہ نکل سکے یا اٹک اٹک کر رک رک کر بات کرے تو (دراصل) اس کی زبان میں عقدہ گرہ ہوتی ہے۔(بعض کہتے ہیں: "طہٰ" "وطئ" سے امر حاضر کا صیغہ ہے، اصل میں "طَإِ الأرض" ہے، یعنی ''پاؤں زمین پر رکھ لے''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء میں تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے تھے اور دوسرا پاؤں اٹھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "طہٰ" "أي: طَأْ الأرض، أي: اعتمد على الأرض بقدمك" (زمین پر اپنے دونوں قدم رکھیں)، جب کہ بعض کے نزدیک یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، اللہ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ ''حروفِ مقطعات'' میں سے ہے۔ "أزري" میری پیٹھ۔ "فيُسْحِتَكم" کہ تمہیں ہلاک کرے۔ "المُثلىٰ" "أمثل" کا مؤنث ہے، یعنی تمہارا دین۔ عرب کہتے ہیں: "خذ المُثلىٰ" اچھی بات کو لے۔ "خذِ لأمثل" اچھی بات کو لو۔ "ثم أتوا صفاً" اہل عرب کہتے ہیں: کیا تو آج صف میں گیا تھا، یعنی نماز کے مقام میں جہاں لوگ جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں، (جیسے: عیدگاہ وغیرہ)۔ "فأوجس في نفسه" پس دل میں سہم گیا۔ "خيفة" اصل میں "خِوْفَة" تھا، واو ما قبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل گئی تو "خيفة" بن گیا۔ "في جذوع النخل" کھجور کی شاخ پر، "في" بمعنی "على" ہے۔ "خطبك" تیرا حال۔ "مساس" مصدر ہے "ماسّه مساساً" سے، یعنی چھونا۔ "لننسفنه" بکھیر دیں گے، اڑا دیں گے۔ "قاع" جس زمین پر پانی آ جائے، (صاف ہموار میدان)۔ "صفصف" ہموار زمین۔ مجاہد کہتے ہیں: "زينة القوم" سے وہ زیور مراد ہے جو بنی اسرائیل نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔ "فقذفتها" میں نے اس کو ڈال دیا۔ "وكذلك ألقى السامري" یعنی سامری نے بھی بنی اسرائیل کی طرح اپنا زیور ڈالا۔ "فنَسِيَ موسىٰ" موسیٰ علیہ السلام بھول گئے۔ سامری اور اس کے پیرو کہنے لگے کہ موسیٰ چوک گئے، یعنی اپنے رب، یعنی بچھڑے کو یہاں چھوڑ کر کوہ طور پر چلے گئے۔ "لا يرجع إليهم قولاً" بچھڑا ان کی بات تک کا جواب تک نہیں دے سکتا۔ "همساً" پاؤں کی آہٹ۔ "حشرتني أعمىٰ" یعنی مجھے دنیا میں دلیل اور حجت معلوم ہوتی تھی، یہاں مجھے آپ نے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ (یہاں آنکھوں کا اندھا ہونا مراد نہیں، بلکہ عقل کا اندھا ہونا مراد ہے)۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: "لعلِّيْ آتيكم منها بقبس" کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی راستہ بھول گئے تھے اور سردی پڑ رہی تھی، کہنے لگے: وہاں کوئی راستہ بتانے والا ملا تو بہتر، وگرنہ میں تھوڑی سی آگ تمہارے تاپنے کے لئے لے آؤں گا۔

سفیان بن عیینہؒ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ "أمثلهم" کا معنی ہے: ان کا افضل اور دانا آدمی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں: "هضماً" یعنی اس پر ظلم نہ ہوگا اور اس کی نیکیوں کا ثواب کم نہیں کیا جائے گا۔ "عوجاً" نالہ، وادی۔ "أمتاً" ٹیلہ،

بلندی۔ "سیرتها الأولی" پہلی حالت پر۔ "النهی" بمعنی تقوی۔ "نُهیٰ" اصل میں عقل کو کہتے ہیں، اس کی تشریح "تُقیٰ" سے کی ہے، کیونکہ متقی لوگ ہی عقل مند ہوتے ہیں۔ "ضنکا" بدبختی۔ "هویٰ" بدبخت ہوا۔ "المقدس" برکت والی۔ "طُویً" اس وادی کا نام ہے۔ "بِمِلْکِنَا" اپنے اختیار اور حکم سے۔ "سوی" برابر فاصلے پر۔ "یبسا" بمعنی خشک۔ "علی قدر" اپنے معین وقت پر جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا تھا۔ "لاتینا في ذكري" تثنیہ کا صیغہ ہے، معنی ہے: "تم دونوں میری یاد میں سستی مت کرو"۔

٢٢٨ - باب : قَوْلِهِ : «وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي» /٤١/ .

ترجمہ

"اور میں نے تم کو اپنے نبی اور رسول بنانے کے لئے منتخب کیا"۔

٤٤٥٩ : حدّثنا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قالَ : (الْتَقَى آدَمُ وَمُوسَى ، فَقَالَ مُوسَى لِآدَمَ : آنْتَ الَّذِي أَشْقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الجَنَّةِ ؟ قالَ لَهُ آدَمُ : آنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ ، وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةَ ؟ قالَ : نَعَمْ ، قالَ : فَوَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي ؟ قالَ : نَعَمْ ، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى) . [ر : ٣٢٢٨]

«الْيَمُّ» /٣٩/ : الْبَحْرُ .

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام دونوں میں ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ ہی ہیں جس نے انسان کو مشقت (مصیبت) میں ڈالا اور جنت سے نکلوا دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: تم وہی موسیٰ ہو جنہیں خدا نے پیغمبر اور بندہ خاص بنایا اور تم پر تورات نازل فرمائی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہاں آدم علیہ السلام نے کہا: کیا تم نے تورات میں نہیں پڑھا، اللہ تعالیٰ نے یہ بات میری تقدیر میں میری پیدائش سے پہلے لکھ لی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہاں، یہ تورات میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر تقریر میں غالب آ گئے۔ "أليم" کے معنی سمندر کے ہیں۔

تشریح

حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات کب اور یہ مناظرہ کب ہوا؟ اس میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے

ہیں کہ ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ کی زندگی میں ان کی روح کا حضرت آدم علیہ السلام کی روح کے ساتھ اتصال ہوا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مکالمہ خواب میں ہوا ہو۔ بعض نے کہا: یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں کی وفات کے بعد آسمان پر یہ مناظرہ ہوا ہو، جب کہ بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ مکالمہ ومناظرہ قیامت میں ہوگا، ابھی تک ہوا ہی نہیں۔

٢٢٩ – باب : قَوْلُهُ : «وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى . فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ. وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَى» /٧٧ ـ ٧٩/ .

ترجمہ

''اور ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے ان بندوں کو (یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے) راتوں رات لے جاؤ، (پھر راہ میں جو دریا ملے گا) تو ان کے لئے دریا میں (عصا مار کر) خشک راستہ بنا دینا، یعنی عصا مارنا، تاکہ خشک راستہ بن جائے)، نہ تو تم کو کسی کے پکڑنے کا اندیشہ ہوگا اور نہ کسی قسم کا خوف ہوگا، (بلکہ امن واطمینان سے پار ہو جاؤ گے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام راتوں رات ان کو وہاں سے لے کر نکل گئے اور صبح مصر میں خبر مشہور ہوئی)، پس فرعون اپنے لشکروں کو لے کر ان کے پیچھے چلا اور بنی اسرائیل دریا کے پار ہو گئے اور دریا ابھی اسی طرح تھا۔ فرعون بمع لشکر بغیر سوچ و بچار کے اس راستے پر روانہ ہوا، جب سب اندر آ گئے تو اسی وقت دریا کا پانی سمٹ کر اندر آ ملا اور سب غرق ہو کر رہ گئے۔ فرعون نے اپنی قوم کو بری راہ پر لایا اور نیک راہ ان کو نہ بتلائی''۔

٤٤٦٠ : حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا رَوْحٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ ، وَالْيَهُودُ تَصُومُ عَاشُورَاءَ ، فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا : هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ ، فَصُومُوهُ) . [ر : ١٩٠٠]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان دنوں یہودی عاشورہ کا رزوہ رکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے اس کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس دن فرعون پر موسیٰ غالب ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: ''حضرت موسیٰ کی فتح سے

ہمیں یہودیوں سے زیادہ خوشی ہونی چاہیے، لہذا سب مسلمان بھی اس تاریخ کو روزہ رکھ لیں"۔

٢٣٠ – باب : «فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى» /١١٧/ .

ترجمہ

"ہم نے آدم سے کہا: اے آدم! ابلیس تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے، سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے، (یعنی اس کے کہنے پر کوئی ایسا کام مت کر بیٹھنا کہ جنت سے نکالے جاؤ)"۔

٤٤٦١ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ النَّجَّارِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ٱبْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (حاجَّ مُوسٰى آدَمَ ، فَقَالَ لَهُ : أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ ، قالَ : قالَ آدَمُ : يَا مُوسٰى أَنْتَ الَّذِي ٱصْطَفَاكَ ٱللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ ، أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ كَتَبَهُ ٱللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي ، أَوْ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي ؟ قالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى) . [ر : ٣٢٢٨]

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے بحث کی، کہنے لگے: آپ تو وہی آدم ہیں کہ اپنی غلطی کی وجہ سے سب لوگوں کو بہشت سے نکالنے کا باعث بنے اور مصیبت میں ڈالا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: تم ہی ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسالت اور کلام سے مشرف فرمایا۔ اب کیا تم میرے اوپر وہ الزام رکھو گے جو میری پیدائش سے پہلے مقدر کر دیا گیا تھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اس مباحثے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

٢٣١ – باب : تَفْسِيرُ سُورَةِ الْأَنْبِيَاءِ .

٤٤٦٢ : حدّثنا محمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ ، عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ قالَ : بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ وَطٰهٰ وَالْأَنْبِيَاءُ : هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ ، وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي . [ر : ٤٤٣١]

وَقالَ قَتَادَةُ : «جُذَاذًا» /٥٨/ : قَطَّعَهُنَّ .

وَقالَ الحَسَنُ : «فِي فَلَكٍ» /٣٣/ : مِثْلِ فَلْكَةِ الْمِغْزَلِ «يَسْبَحُونَ» يَدُورُونَ .

قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «نَفَشَتْ» /٧٨/ : رَعَتْ لَيْلاً . «يُصْحَبُونَ» /٤٣/ : يُمْنَعُونَ . «أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً» /٩٢/ : قَالَ : دِينُكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ .

وَقَالَ عِكْرِمَةُ : «حَصَبُ» /٩٨/ : حَطَبُ بِالحَبَشِيَّةِ .

وَقَالَ غَيْرُهُ : «أَحَسُّوا» /١٢/ : تَوَقَّعُوا ، مِنْ أَحْسَسْتُ . «خَامِدِينَ» /١٥/ : هَامِدِينَ . «حَصِيدٌ» /هود: ١٠٠/ : مُسْتَأْصَلٌ ، يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالجَمِيعِ . «لَا يَسْتَحْسِرُونَ» /١٩/ : لَا يَعْيُونَ ، وَمِنْهُ : «حَسِيرٌ» /الملك : ٤/ . وَحَسَرْتُ بَعِيرِي . «عَمِيقٌ» /الحج : ٢٧/ : بَعِيدٌ . «نُكِسُوا» /٦٥/ : رُدُّوا . «صَنْعَةَ لَبُوسٍ» /٨٠/ : الدُّرُوعُ . «تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ» /٩٣/ : اخْتَلَفُوا . الحَسِيسُ وَالْحِسُّ وَالجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ ، وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ . «آذَنَّاكَ» /فصلت : ٤٧/ : أَعْلَمْنَاكَ . «آذَنْتُكُمْ» /١٠٩/ : إِذَا أَعْلَمْتَهُ ، فَأَنْتَ وَهُوَ «عَلَى سَوَاءٍ» /١٠٩/ : لَمْ تَغْدِرْ .

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ» /١٣/ : تُفْهَمُونَ . «ارْتَضَى» /٢٨/ : رَضِيَ . «التَّمَاثِيلُ» /٥٢/ : الْأَصْنَامُ . «السِّجِلِّ» /١٠٤/ : الصَّحِيفَةُ .

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ کہف، سورۂ ابراہیم، سورۂ طٰہٰ اور سورۂ انبیاء اول درجہ کی عمدہ سورتیں ہیں اور یہ سورتیں میری پرانی یاد کی ہوئی ہیں۔

"وقال قتادة" قتادہؒ کہتے ہیں کہ "جذاذاً" کا معنی "ٹکڑے ٹکڑے" ہے۔ "كل في فلك" حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ہر ایک تارہ ایک ایک آسمان میں گول گھومتا ہے، جیسے سوت کاتنے کا چرخہ۔ "يسبحون" گول گھومتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: "نَفَشَتْ" چر گئیں۔ "يصحبون" روکے جائیں گے۔ "أمتكم أمة واحدة" یعنی تمہارا دین ایک ہی ہے۔ حضرت عکرمہؒ کہتے ہیں کہ "حَصَبُ" حبشی زبان میں جلانے کی لکڑی کو کہتے ہیں۔ دیگر حضرات فرماتے ہیں: "أحسّوا" کا معنی ہے: "انہوں نے توقع کی"۔ یہ "أَحْسَسْتُ" سے نکلا ہے، (یعنی آہٹ پائی)۔ "خامدين" بجھے پڑے (مرے ہوئے)۔ "حَصيد" جڑ سے کاٹا ہوا، اکھاڑا ہوا۔ واحد، تثنیہ، جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ "لا يستحسرون" بمعنی: نہیں تھکتے۔ اسی سے ہے: "حسير" تھکا ہوا۔ "حَسَرْتُ بعيري" میں نے اپنے اونٹ کو تھکا دیا۔ "عميق" دور دراز۔ "نكسوا" پھر کفر کی طرف لوٹائے گئے۔ "صنعة لبوسٍ" زرہیں بنایا۔ "تقطعوا أمرهم" بمعنی اختلاف کیا، جدا جدا طریقہ اختیار کیا۔ "لا يسمعون حسيسها" "الحسيس، حِس، جرس، همس"

سب کے معنی ایک ہیں،یعنی پست آواز۔ "آذنّاك" ہم نے تجھے آگاہ کیا۔عرب کہتے ہیں:"آذنتكم"یعنی میں نے تم کو مطلع کیا،سومیں اورتم برابرہوگئے،میں نے تمہیں کوئی دھوکہ نہیں دیا۔مجاہدؒ کہتے ہیں: لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ "شایدتم سمجھو۔ "ارتضىٰ" پسندکیا،راضی ہوا۔"التماثيل"مورتیاں،بت،تصویریں۔"السِّجِلُّ"کاغذوں کا پلندہ،کتابچہ،صحیفہ۔

٢٣٢ - باب : «كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا» /١٠٤/ .

٤٤٦٣ : حدّثنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ ، شَيْخٌ مِنَ النَّخَعِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ : خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : (إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً : «كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فاعِلِينَ» . ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ ، أَلَا إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمالِ ، فَأَقُولُ : يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي ، فَيُقَالُ : لَا تَدْرِي ما أَحْدَثُوا بَعْدَكَ ، فَأَقُولُ كما قالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ : «وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ما دُمْتُ - إِلَى قَوْلِهِ - شَهِيدٌ» . فَيُقَالُ : إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فارَقْتَهُمْ) . [ر : ٣١٧١]

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا،فرمایا:تم (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ جمع کئے جاؤ گے۔اللہ کا ارشاد ہے:"ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی،اسی طرح آسانی سے اس کو دوبارہ پیدا کردیں گے۔یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے،ہم ضروراس کو پورا کریں گے"۔ پھر سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔سن لو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے، پھرانہیں بائیں جانب لے جایا جائے گا،تو میں عرض کروں گا: یہ تو میرے ساتھ والے ہیں!! ارشاد ہوگا: آپ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کرتوت کئے ہیں۔اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ) نے کہا تھا: "وكنت عليهم شهيداً ما دمت فيهم"میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں موجود رہا،پس اس وقت تک کا حال تو میں نے مشاہدہ کیا،اس کے متعلق بیان کرسکتا ہوں، پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھالیا، (یعنی اول بار میں تو زندہ آسمان کی طرف اور دوسری بار میں وفات کے طور پر) تو اس وقت آپ صرف ان کے احوال پر مطلع رہے۔ارشاد ہوگا: (یعنی مجھ سے کہا جائے گا) یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھر گئے تھے، جب آپ ان سے جدا ہوئے۔

تشریح

بہ ظاہر یہ اشکال ہے کہ کیا صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام سے پھر گئے تھے، ظاہر میں تو ایسا نہیں ہوا؟ تو اس جملے کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ''اصحاب'' سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے قتال کیا تھا، ان کو ''اصحاب'' اس لئے کہا گیا کہ وہ آپ پر ایمان لائے تھے، وہ صحابی نہیں تھے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث میں صحابی سے مراد آپ کی حیات میں آپ پر ایمان لانا ہی مراد ہے، تاہم ارتداد سے مراد ارتداد عن الاسلام نہیں، بلکہ ارتداد عن الاستقامہ علی الدین مراد ہے کہ ان حضرات میں سے چند سے کچھ کوتاہیوں کا ظہور ہوا اور نامناسب باتوں کا ارتکاب ہوا۔